جلاء العیون

جلد دوم

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	قصیدہ در مدح علامہ ہاشمیؒ	
۲	عورت کا مقام	۱۰
۳	نکاح	۱۲
۴	پردہ	۱۴
۵	مقدمہ	۱۶
۶	اولیاء	۱۷
۷	درجۂ ولایت مطلقہ	۱۹
۸	معیار ولایت مطلقہ	۲۰
۹	ولایت اور مسئلہ حاضر و ناظر	۲۲
۱۰	وجود رسولؐ و آل رسولؐ قبل مخلوق تھا	۲۳
۱۱	اہلبیت رسولؐ کے سوا کوئی مثل نہیں	۲۹
۱۲	نشر تعلیمات رسولؐ اور علمائے امامیہ	۳۱
۱۳	اطاعت رسولؐ و آل رسولؐ	۳۳
۱۴	رنج و غم	۳۶
۱۵	غم اہل بیت میں رسولؐ کا مغموم ہونا	۳۸
۱۶	جناب زینبؑ کا ماتم و غم کرنا۔	۳۹
۱۷	ائمہ اہل بیت کا غم حسینؑ میں مغموم رہنا	۴۰
۱۸	ثواب بکائے حسینؑ	۴۱
۱۹	تعزیہ داری	۴۵
۲۰	فرقہ شیعہ جناب فاطمہؑ کی دعا سے پیدا ہوا۔	۴۹
۲۱	علمائے اہل سنت کی زبانی شیعوں کی	۵۰
۲۲	تمہید منزلت مقدمہ ثانی	۵۴
	باب اول	
	پہلی فصل۔ ولادت باسعادت امام حسینؑ	۹۰
۲۳	بیان عفو تقصیرات فطرس	۹۱
۲۴	خبر ولادت امام حسینؑ	۹۲
۲۵	روایت دردائیل فرشتہ	۹۶
۲۶	فصل دوسری بیان مناقب و فضائل امام حسینؑ	۹۹
۲۷	روایت افعی و حفاظت امام حسینؑ	۱۰۰
۲۸	فضائل امام حسینؑ	۱۰۲
۲۹	حکایت ابوجعفر دوانقی	۱۰۵
۳۰	فضائل علی ابن ابی طالب	۱۰۸
۳۱	فصل تیسری۔ اخلاق و مکارم امام حسین	۱۱۰
۳۲	سخاوت امام حسینؑ	۱۱۰
۳۳	قصہ دختر عثمان غنی	۱۱۴
۳۴	فصل چہارم بیان نص امامت امام حسینؑ	۱۱۹
۳۵	معجزات امام حسینؑ	۱۲۰
۳۶	امام حسینؑ کا قاتلوں کی خبر دینا	۱۲۱
۳۷	فصل پنجم۔ ثواب گریہ امام حسینؑ پر [illegible]	۱۲۵
۳۸	مرثیہ جعفر شاعر در حضور صادق آل محمدؐ ہے۔	۱۲۶
۳۹	ثواب گریہ روز عاشورا	۱۲۷
۴۰	روز اول محرم الحرام	۱۲۷
۴۱	روایت مسمع بن عبد الملک	۱۲۹
۴۲	دیکھنا ثواب خواب عالم	۱۳۱
۴۳	روایت زید الکاہ از جعفر صادقؑ	۱۳۲
۴۴	روایت ابی بصیر از امام صادقؑ	۱۳۳
۴۵	مرثیہ خوانی دعبل خزاعی	۱۳۴
۴۶	فصل ششم خدا تعالیٰ کا خبر شہادت حسینؑ پہنچا دینا	۱۳۵

۴۰	تذکیر تفضیل از حضرت امام عصرؑ	۱۳۶
۴۸	روایت کعب الاحبار	۱۳۷
۴۹	روایت ام سلمہؓ	۱۳۷
۵۰	روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۳۸
۵۱	خبر شہادت زبانی جبرئیلؑ	۱۳۸
۵۲	خبر شہادت زبانی میکائیلؑ	۱۳۹
۵۳	گریہ جنتی بر شہادت امام حسینؑ	۱۴۱
۵۴	غم حسینؑ میں فرشتے کی زاری	۱۴۴
۵۵	نزول حضرت آدمؑ در صحرائے کربلا	۱۴۶
۵۶	نزول حضرت نوحؑ	۱۴۶
۵۷	نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۴۷
۵۸	نزول گوسفند حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۴۸
۵۹	نزول حضرت موسیٰؑ	۱۴۸
۶۰	نزول حضرت سلیمانؑ	۱۴۸
۶۱	نزول حضرت عیسیٰؑ	۱۴۹
۶۲	فصل ساتویں، خبر دینا رسولؐ خدا و جناب امیرؑ شہادت امام حسینؑ	۱۴۹
۶۳	خواب ہندہ ادر معاویہ	۱۵۰
۶۴	خبر شہادت رسول خدا کا فاطمہؑ سے بیان کرنا	۱۵۱
۶۵	احادیث جناب رسول خداؐ	۱۵۳
۶۶	حدیث جناب امیرؑ	۱۵۳
۶۷	روایت ہرثمہؓ	۱۵۶
۶۸	روایت اصبغ بن نباتہؓ	۱۵۷
۶۹	احادیث مرتضیٰؑ مشعر شہادت امام حسینؑ	۱۵۷
۷۰	فصل آٹھویں۔ اس جماعت کا رد جو کہتے ہیں امام قتل نہیں ہوئے نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا	۱۵۹
۷۱	روایت محمد بن ابراہیم طالقانی	۱۶۲
۷۲	روایات مشتمل بر دفع شہادت	۱۶۳
۷۳	فصل نویں۔ فضائل مشتمل مدحات شہدائے کربلا	۱۶۴
۷۴	فصل دسویں۔ بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ	۱۶۶
۷۵	بیان عذاب بعد حسن بر قاتلان امام حسینؑ	۱۶۶
۷۶	حکایت کامل گفتگو با راہب	۱۶۸
۷۷	عبیداللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ	۱۶۹
۷۸	حکایت پیر دیگر خبیثہ	۱۷۰
۷۹	فصل گیارہویں۔ بیان ظلم و ستم بر شیعان اہل بیتؑ	۱۷۱
۸۰	حکایت حضرت رشید ہجریؓ	۱۷۲
۸۱	حکایت دختر حضرت رشید ہجری رضؓ	۱۷۲
۸۲	اخبار شہادت رشید ہجری رضؓ	۱۷۳
۸۳	حکایت میثم تمار رضؓ	۱۷۳
۸۴	فصل بارہویں۔ توجہ جناب سید الشہدا بمکہ معظمہ	۱۷۸
۸۵	درخواست بیعت از امام حسینؑ	۱۸۰
۸۶	نامہ خلیفہ بنام یزید لعین	۱۸۱
۸۷	ملاقات امام حسینؑ با ولید	۱۸۲
۸۸	مشاجرہ امام حسینؑ با مروان علیہ اللعن	۱۸۳
۸۹	خواب دیکھنا امام حسینؑ کا	۱۸۴
۹۰	وداع امام حسینؑ از قبر جد بزرگوار	۱۸۴
۹۱	عرض محمد بن حنفیہ بخدمت امام حسینؑ	۱۸۵
۹۲	افواج ملائکہ و جنات کا حاضر ہونا	۱۸۷
۹۳	نزول امام حسینؑ بمکہ معظمہ	۱۸۸
۹۴	مضمون خط سلیمان بن صرد خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ	۱۸۸
۹۵	کثرت خطوط اہل کوفہ	۱۸۹
۹۶	فصل تیرہویں۔ روانگی حضرت مسلمؑ بہ کوفہ	۱۹۰
۹۷	رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ	۱۹۰
۹۸	وداع امام حسینؑ از ام سلمہؓ	۱۹۱
۹۹	انتقال ساتھیاں حضرت مسلمؑ	۱۹۲
۱۰۰	کثرت مردان بیعت کنندہ	۱۹۳
۱۰۱	اتفاق دوستاں حضرت امام حسینؑ	۱۹۴

۱۰۲	عبید اللہ بن زیاد ملعون کا کوفہ میں آنا	۱۹۵
۱۰۳	حال شریف حضرت مسلم	۱۹۶
۱۰۴	بیان مکر وفریب معقل ملعون	۱۹۷
۱۰۵	حضرت ہانی کی گفتگو ابن زیاد سے	۱۹۸
۱۰۶	بیان خروج حضرت مسلمؑ	۹۹
۱۰۷	اہل کوفہ کی حضرت مسلمؑ سے بیوفائی	۲۰۰
۱۰۸	مخبری بلال پسر طوعہ	۲۰۱
۱۰۹	جنگ حضرت مسلمؑ	۲۰۲
۱۱۰	تنہائی وبیکسی حضرت مسلم	۲۰۳
۱۱۱	حضرت مسلمؑ اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو	۲۰۳
۱۱۲	بیان شہادت حضرت مسلمؑ وحضرت ہانی	۲۰۴
۱۱۳	فصل چودھویں - بیان توجہ امام حسینؑ بعراق	۲۰۵
۱۱۴	مقام تنعیم	۲۰۹
۱۱۵	مقام ثعلبیہ	۲۰۹
۱۱۶	مقام عذیب	۲۱۰
۱۱۷	مقام زبیہ	۲۱۰
۱۱۸	مقام قادسیہ	۲۱۱
۱۱۹	مقام حاجز	۲۱۲
۱۲۰	زہیر بن قین بجلی کی ملاقات	۲۱۲
۱۲۱	مقام خزیمیہ	۲۱۳
۱۲۲	خبر شہادت مسلم بن عقیل	۲۱۳
۱۲۳	مقام زبالہ اور خبر شہادت عبد اللہ بن یقطر رضہ	۲۱۴
۱۲۴	مقام بطن عقبہ	۲۱۴
۱۲۵	مقام اشراف	۲۱۴
۱۲۶	قصر بنی مقاتل	۲۱۶
۱۲۷	منزل قطقطانیہ	۲۱۷
۱۲۸	میدان کربلا میں نزول امام حسینؑ	۲۱۸
۱۲۹	کلام زہیر بن قین رضہ	۲۱۹

۱۳۰	کلام ہلال بن نافع رضہ	۲۲۰
۱۳۱	کلام بریر بن خضیر رضہ	۲۲۰
۱۳۲	اہتمام قتل سید الشہدا	۲۲۰
۱۳۳	رفاقت حبیب ابن مظاہر رضہ	۲۲۲
۱۳۴	دشمنان امام کا فرات کا پہرہ	۲۲۲
۱۳۵	احکام ابن زیاد ملعون	۲۲۳
۱۳۶	بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا	۲۲۳
۱۳۷	خطبہ جناب سید الشہدا رمانناس اصحاب باوفا	۲۲۵
۱۳۸	وفاداری سید الشہداؑ	۲۲۶
۱۳۹	امام حسینؑ کا صفوف لشکر کو ترتیب دینا	۲۲۹
۱۴۰	بعض اشقیا پر دعا امام سے نزول غضب	۲۳۰
۱۴۱	کلام بریر بن خضیر ہمدانی رضہ	۲۳۰
۱۴۲	اتمام حجت سید الشہدا	۲۳۱
۱۴۳	خطبہ جناب سید الشہدا بریں شامل ہونا	۲۳۲
۱۴۴	حضرت حر کا لشکر سید الشہدا میں شامل ہونا	۲۳۴
۱۴۵	بریر بن خضیر ہمدانی	۲۳۵
۱۴۶	وہب بن عبد اللہ کلبی	۲۳۶
۱۴۷	رفقائے امام حسینؑ کا باری باری درجہ شہادت پر فائز ہونا	۲۳۷
۱۴۸	شہادت عزیزان امام دوجہان	۲۴۲
۱۴۹	شہادت اولاد جعفر طیار	۲۴۳
۱۵۰	شہادت اولاد امام حسنؑ	۲۴۳
۱۵۱	شہادت فرزندان جناب امیرؑ	۲۴۴
۱۵۲	شہادت فرزندان امام حسینؑ	۲۴۶
۱۵۳	شہادت طفل خورد سال	۲۴۸
۱۵۴	شہادت علی اصغرؑ	۲۴۸

۱۵۵	رخصت امام حسینؑ از اہل بیت	۲۴۹
۱۵۶	بار دیگر امام حسینؑ کا اہل بیت سے رخصت	۲۵۰
۱۵۷	شمار زخمہائے جسم امام مظلومؑ	۲۵۱
۱۵۸	شہادت عبداللہ پسر امام حسنؑ	۲۵۲
۱۵۹	شہادت امام حسینؑ	۲۵۳
۱۶۰	فریاد و نالہ حضرت جبرئیلؑ	۲۵۵
۱۶۱	پرندوں کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا	۲۵۵
۱۶۲	غارت خیمہ ہائے حرم محترم	۲۵۵
۱۶۳	تعداد شہدائے کربلا	۲۵۷
۱۶۴	روز عاشورا کے متعلق	۲۵۸
۱۶۵	دفن جناب سید الشہداءؑ	۲۵۹
۱۶۶	جملاً احوال زمان رجعت	۲۶۰
۱۶۷	جوابات مشتمل بر دفع اعتراضات	۲۶۲
۱۶۸	فصل پندرہویں۔ گذشتہ المحرم در مقتل شہداء	۲۶۸
۱۶۹	روایت حضرت ام ایمن	۲۶۰
۱۷۰	روایت حفاظت شیر صحرائی	۲۶۹
۱۷۱	نزول اہل بیت بکوفہ و کلام فصاحت نظام حضرت زینبؑ	۲۷۰
۱۷۲	خطبہ فصیحہ حضرت فاطمہؑ بنت سید الشہداء	۲۷۱
۱۷۳	خطبہ ام کلثوم خواہر سید الشہداء	۲۷۳
۱۷۴	خطبہ حضرت امام زین العابدینؑ	۲۷۳
۱۷۵	روایت زبانی مسلم معمار دار الامارۃ	۲۷۴
۱۷۶	اہل بیتؑ کا دربار ابن زیاد میں تشریف لانا	۲۷۵
۱۷۷	کلام عبداللہ بن عفیف ازدیؓ	۲۷۸
۱۷۸	روایت زید بن ارقم	۲۷۹
۱۷۹	خبر شہادت سید الشہداءؑ کا مدینہ میں پہنچنا	۲۷۹
۱۸۰	قصہ محافظ سر مبارک امام حسینؑ	۲۸۰
۱۸۱	قصہ راہب سر اقدس امام حسینؑ	۲۸۲
۱۸۲	دمشق میں اہل بیت کا ورود	۲۸۴
۱۸۳	روایت منہال بن عمرو	۲۸۵
۱۸۴	بیان دربار یزید	۲۸۶
۱۸۵	حال دربار یزید ملعون	۲۸۷
۱۸۶	دربار یزید میں حضرت زینبؑ کا خطبہ	۲۸۸
۱۸۷	کلام یزید با حضرت امام زین العابدین	۲۹۰
۱۸۸	ایک شامی کا دختر امام حسینؑ کو طلب کرنا	۲۹۱
۱۸۹	خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام	۲۹۲
۱۹۰	ایک عالم یہودی کا قتل دربار یزید میں	۲۹۴
۱۹۱	بیان مجلس یزید و کیفیت کنیسہ نصاریٰ و قتل فرنگی	۲۹۴
۱۹۲	زوجہ یزید کا باہر نکلنا	۲۹۵
۱۹۳	خواب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ	۲۹۶
۱۹۴	محافظ سر امام حسینؑ کا خواب دیکھنا	۲۹۸
۱۹۵	بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت	۱۹۹
۱۹۶	ہند زوجہ یزید کا خواب دیکھنا	۳۰۰
۱۹۷	واپسی شام سے اہل بیتؑ کا کربلا پہنچنا	۳۰۱
۱۹۸	مرثیہ بشیر بن جذلم مشتمل بر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ	۳۰۲
۱۹۹	بیان گریہ و بکا حضرت امام زین العابدینؑ	۳۰۴
۲۰۰	فصل سولہویں۔ گریہ آسمان و زمین بعد شہادت امام مظلوم	۳۰۵
۲۰۱	روایت میثم تمارؓ	۳۰۵
۲۰۲	علامات تجز و نشر شہادت امام حسینؑ	۳۰۶
۲۰۳	حکایت آن جانور کی	۳۰۷
۲۰۴	روایت ابوذر غفاریؓ	۳۰۹

	فصل سترھویں۔ بیان گریہ وزاری انبیاء و اوصیاء و ملائکہ۔ مقربین	۳۱۰
۲۰۶	روایت اسحٰق ابن عمارؓ از جناب صادقؑ	۳۱۳
۲۰۷	حضرت ام سلمہؓ کا خواب دیکھنا	۳۱۳
۲۰۸	حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا خواب دیکھنا	۳۱۴
۲۰۹	روایت حضرت ام سلمہؓ	۳۱۵
۲۱۰	روایت از زبانی کسان نہر علقمہ کے	۳۱۵
۲۱۱	فصل اٹھارویں۔ بیان گریہ وزاری جنات بر سید الشہداؑ	۳۱۶
۲۱۲	فصل انیسویں سبب تاخیر عذاب قاتلان امام حسینؑ	۳۲۰
۲۱۳	فصل بیسویں۔ بیان معجزات امام اور عذاب قاتلان آنحضرت	۳۲۴
۲۱۴	روایت کعب الاحبار	۳۲۵
۲۱۵	فصل اکیسویں بیان مجمل احوال امیر مختارؓ	۳۲۹
۲۱۶	انتقام مختارؓ عمر بن سعد ملعون سے	۳۳۳
۲۱۷	انتقام مختارؓ از قاتلان حسینؑ	۳۳۳
۲۱۸	حال مختارؓ بن ابوعبیدہ ثقفی	۳۳۶
۲۱۹	خروج مختارؓ بن ابوعبیدہؓ	۳۳۸
۲۲۰	حضرت مختارؓ سے ائمہ اہلبیتؑ کی محبت	۳۳۹
۲۲۱	امیر مختارؓ سے ائمہ کی ناراضی کی وجہ اور محبت کے اسباب	
۲۲۲	فصل بائیسویں۔ بیان معجزات از قبر امام حسینؑ	۳۴۳
۲۲۳	حکایت ابوبکر بن عیاش	۳۴۴
۲۲۴	قصہ متوکل و ابراہیم دیزج	۳۴۵
۲۲۵	قصہ متوکل و قاسم بن احمد اسدی	۳۴۸
۲۲۶	حکایت جد بیان عبدالحمید	۳۴۹
۲۲۷	روایت اعمش از زیارت قبر امام حسینؑ	۳۵۰
۲۲۸	حکایت دعبل خزاعی	۳۵۱
۲۲۹	حکایت زید مجنون و بہلولؒ دانا	۳۵۲
۲۳۰	زیارت قبر امام از طرف متوکل عباسی	۳۵۵
۲۳۱	حکایت یوحنا نصرانی طبیب	۳۵۵
۲۳۲	حکایت مریض اور خاک شفا	۳۵۶
۲۳۳	فصل تئیسویں۔ بیان تعداد اولاد و ازواج امام حسینؑ	۳۵۷
	باب دوئم	۳۵۹
۲۳۴	فصل اول۔ بیان ولادت و اسم و لقب و کنیت امام زین العابدینؑ	۳۵۹
۲۳۵	قصہ حضرت شہر بانوؓ	۳۶۰
۲۳۶	بیان القاب و کنیت امام زین العابدینؑ	۳۶۳
۲۳۷	وجہ تسمیہ امام زین العابدینؑ	۳۶۴
۲۳۸	فصل دوسری۔ بیان [illegible] امام زین العابدینؑ	۳۶۴
۲۳۹	حکایت زہری اور معجزہ امام زین العابدینؑ ۳۶۵	۳۶۵
۲۴۰	حکایت فرشتہ محافظ خانہ امام زین العابدینؑ ۳۶۶	۳۶۶
۲۴۱	حال ناقہ امام زین العابدینؑ	۳۶۸
۲۴۲	خلعت امام زین العابدین	۳۶۹
۲۴۳	تاریخ وفات امام زین العابدین	۳۷۰
۲۴۴	فصل تیسری۔ بیان ان ظالموں کا جو زمانہ حضرت میں شیعوں پر ہوئے	۳۷۰
۲۴۵	حضرت قنبرؓ کا قتل	۳۷۱
	باب سوئم	۳۷۳
	فصل اول بیان تاریخ ولادت و اسم و لقب و کنیت امام باقرؑ	۳۷۳
	فصل دوسری بیان جو کچھ درمیان حضرت اور مخالفین ہوا تا وقت شہادت	۳۷۴
۲۴۶	سوال و جواب درمیان امام محمد باقرؑ اور عالم راہب	۳۷۶

۲۴۹	گفتگو درمیان زیدؒ اور امام محمد باقرؑ	۳۷۹
۲۵۰	بیان وفات حضرت امام باقرؑ	۳۸۱
۲۵۱	تاریخ و سن وفات امام محمد باقرؑ	۳۸۲
	باب چہارم	۳۸۵
۲۵۲	فصل اول۔ بیان نسب و اسم و کنیت تاریخ ولادت امام جعفرؑ	۳۸۵
۲۵۳	فصل دوسری۔ بیان ان ظلم و ستم کا جو چاروں سے حضرت کو پہنچے	۳۸۶
۲۵۴	احکام منصور دوانقی	۳۸۶
۲۵۵	حکایت ربیع درمیان منصور دوانقی	۳۸۷
۲۵۶	بیان منصور دوانقی و امام جعفرؑ گفتگو	۳۸۸
۲۵۷	معجزہ صادق و آل محمدؐ نسبانی منصور دوانقی	۳۹۰
۲۵۸	صادق آل محمدؐ اور منصور دوانقی کے درمیان کلام	۳۹۲
۲۵۹	فصل تیسری۔ بیان شہادت امام جعفرؑ	۳۹۴
۲۶۰	حال وفات حضرت امام جعفر صادقؑ	۳۹۵
۲۶۱	فصل چوتھی۔ بیان ان ظلم و ستم کا جو کہ دور آنحضرت میں فرزندوں اور شیعوں پر ہوئے	۳۹۶
	باب پنجم	۳۹۸
۲۶۲	فصل اول۔ بیان ولادت و نسب و اسم کنیت و لقب امام موسیٰ کاظمؑ	۳۹۸
		۳۹۰
۲۶۳	حال حضرت حمیدہ خاتون	۳۹۹
۲۶۴	فصل دوسری۔ بیان تاریخ شہادت امام موسیٰ کاظمؑ	۴۰۱
۲۶۵	حیلہ سازی در بارۂ شہادت امام موسیٰؑ	۴۰۲
۲۶۶	حال قید امام موسیٰ کاظمؑ	۴۰۳
۲۶۷	حکایت فضل بن ربیع درباب ہارون رشید	۴۰۵

۲۶۸	حال زہر دادن امام موسیٰ کاظمؑ	۴۰۷
۲۶۹	حال وفات امام موسیٰ کاظمؑ	۴۰۸
۲۷۰	معجزات حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	۴۰۹
۲۷۱	حال تجہیز و تکفین امام موسیٰ کاظمؑ	۴۱۰
۲۷۲	قصہ رطب ہائے زہر آلودہ	۴۱۲
۲۷۳	حکایت کنیز ہارون رشید	۴۱۳
۲۷۴	اہتمام قتل امام موسیٰ کاظمؑ	۴۱۴
۲۷۵	جواب مسائل از طرف امام موسیٰ کاظمؑ	۴۱۵
۲۷۶	شہادت امام موسیٰ کاظمؑ	۴۱۶
	فصل تیسری۔ بیان مصائب شیعیان اہلبیت	۴۱۷
	باب ششم	
۲۷۸	فصل اول۔ بیان تاریخ ولادت اسم و کنیت و لقب امام رضاؑ	۴۲۰
۲۷۹	حکایت والدہ امام رضاؑ	۴۲۰
۲۸۰	فصل دوسری۔ بیان خبر دینا رسول خداؐ و جناب امیرؑ اور خود حضرت کا شہادت پر	۴۲۲
۲۸۱	فصل تیسری۔ بیان کیفیت شہادت	۴۲۴
۲۸۲	درمیان مامون رشید اور امام رضاؑ گفتگو	۴۲۶
۲۸۳	بیان ولی عہدی امام رضاؑ	۴۲۷
۲۸۴	حضرت امام رضاؑ کے قتل کا حکم	۴۲۷
۲۸۵	معجزہ امام رضاؑ	۴۲۸
۲۸۶	کیفیت شہادت امام رضاؑ	۴۲۹
۲۸۷	ذکر خوشہ ہائے انگور زہر آلودہ	۴۳۰
۲۸۸	حضرت امام محمد تقیؑ کا تشریف لانا	۴۳۱
۲۸۹	معجزہ امام محمد تقیؑ	۴۳۲
۲۹۰	روایت دیگر دانہ ہائے انار زہر آلود	۴۳۳
۲۹۱	روایت یاسر غلام امام رضاؑ	۴۳۵

۲۹۲	روایت ہرثمہ بن اعین	۴۳۹
۲۹۳	روایت حسن جبار کاتب امام رضاؑ	۴۴۰
۲۹۴	تاریخ شہادت امام رضاؑ	۴۴۰
	باب ہفتم ۴۴۲	
۲۹۵	فصل اوّل. بیان تاریخ ولادت واسم وکنیت ولقب امام محمد تقیؑ	۴۴۲
۲۹۶	فصل دوسری. بیان شہادت وبعض حالات	۴۴۳
۲۹۷	فضائل وکمالات امام محمد تقیؑ	۴۴۴
۲۹۸	معجزہ امام محمد تقی زبانی	۴۴۵
۲۹۹	حال زہر دادن ام الفضل زوجہ امام	۴۴۶
۳۰۰	روایت شربت حامض زہر دار بمعرفت غلام اشناس معتصم	۴۴۷
۳۰۱	امام محمد تقیؑ کا چور کے متعلق فیصلہ	۴۴۸
۳۰۲	حال انتقال حضرت امام محمد تقیؑ	۴۴۹
۳۰۳	تاریخ وفات امام محمد تقیؑ	۴۵۰
	باب ہشتم ۴۵۱	
۳۰۴	فصل اوّل بیان تاریخ ولادت ونسب واسم ولقب وکنیت امام علی نقیؑ	۴۵۱
۳۰۵	فصل دوسری بیان شہادت حضرت وبعض ظلم وستم جو مخالفین سے گذرے	۴۵۱
۳۰۶	سکونت امام علی نقیؑ بمقام سر من رائے	۴۵۲
۳۰۷	روایت زرافہ در بیان متوکل زہر زبانی معلم	۴۵۳
	حال قید خانہ حضرت امام علی نقیؑ	۴۵۴
	باب نہم	۴۵۵
۳۰۸	فصل اوّل. بیان تاریخ ولادت ونسب واسم ولقب امام حسن عسکریؑ	۴۵۸
۳۰۹	فصل دوسری بیان شہادت امام حسن عسکری	۴۶۰
۳۱۰	تجہیز وتکفین آنحضرتؑ	۴۶۲
۳۱۱	حکایت دعویٰ امامت جعفر کذاب	۴۶۳
۳۱۲	تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکریؑ	۴۶۵
	باب دہم ۴۶۷	
۳۱۳	بیان ولادت باسعادت امام العصرؑ	۴۶۷
۳۱۴	کیفیت ملیکہ دختر یشوعا قیصر روم	۴۶۹
۳۱۵	بیان خواب ملیکہ دختر قیصر روم	۴۷۰
۳۱۶	خواب زبانی نرجس خاتون دختر قیصر روم	۴۷۱
۳۱۷	کیفیت نرجس خاتون بزبانی حضرت حکیمہ خاتون	۴۷۲
۳۱۸	ولادت باسعادت امام العصرؑ	۴۷۴

عباس بک ایجنسی
رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔ ۳

مولانا سیّد ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بھریلوی خطیب شیعہ
ملتان

از قلم حقیقت رقم عندلیب گلستان زہرا بیگم ممتاز کوثر بھریلوی

عورت کا مقام

انسانی معاشرہ میں عورت اور مرد کے وجود سے کس کو انکار ہے ان کے وجود سے تو دنیا اور اس کا نظام چل رہا ہے۔ انسانیت میں دونوں برابر۔ آدمیت میں دونوں برابر کے شریک۔ بنیادی حقوق یکساں۔ لیکن تقسیم کار کے اصول میں ہر نوع کے فرائض جدا۔ ذمہ داریاں الگ معاشرتی سکون کے لئے یہ ناگزیر تھا کہ ان کی زندگی کی سرگرمیوں کے دائرہ میں حد فاصل کھینچ دی جاتی تاکہ ہر ایک اپنی اپنی حدود کے اندر رہ کر اپنی فطری استعداد کے جوہر دکھا کر انسانیت کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات سر انجام دے سکے یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ کہ اس نے انسانی معاشرت کو ایسے نظام سے روشناس کرایا جس سے بہتر ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لیا۔ اور ایسا ضابطہ حیات مدون کیا جس میں انسان کے ہر گونہ مفادات کا خیال رکھا گیا اسلام نے مرد و عورت کی فطرت کو پیش نظر رکھا اور ان کے جنسی قوی کے مطابق دائرہ عمل کے خطوط کھینچے۔ تاکہ معاشرہ میں انتشار راہ نہ پا سکے۔ اور مرد و عورت کو اپنے اپنے کام سے دلچسپی رہے۔ ان کی زندگیوں کے دائرے جدا جدا رہیں۔ ان کی باہمی اختلاط میل جول پر قدغن لگادی۔ اس قدغن کا نام رکھ دیا پردہ عورت کے تگ ودو کا دائرہ بظاہر گھر کی مختصر کائنات ہے۔ اور مرد کے لئے گھر کی چار دیواری سے باہر ہر طرح کے مسائل و تسخیر کائنات ہے۔ نیز علمائے علم النفس کا کہنا ہے کہ انسان کے وجود میں ایک مقناطیسی قوت موجود ہے جو الیکٹرک سے بالکل مشابہ ہے اور برق سے مشابہت نام رکھتی ہے تمام اعمال زندگی میں یہ قوت کام کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس قوت سے زیادہ استفادہ جب ممکن ہے جب اس کی پرورش و تربیت کی جائے۔ لیکن یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہر انسان میں اس کا وجود مسلمہ ہے طبعی حالات میں بھی اس کے بے شمار آثار کا نتیجہ روز ظہور ہوتا ہے اور کوئی فرد اس کے اثرات سے خالی نہیں ہے مرد عورت کا جنسی میلان بھی اس کا اثر ہے۔ اور اس امر کو قطعی یقینی اور مسلمہ جاننا چاہئے کہ مرد عورت ایک مقناطیسی قوت کے زیر اثر ایک دوسرے کی طرف کھینچتے ہیں۔ محبت عشق تعلقات باہمی اسی قوت کے تحت وجود پذیر ہوتے ہیں۔ اکثر ایسا دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ مرد عورت ایک نظر

میں ایک دوسرے کے حسن و جمال کے شیفتہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن کیا کبھی آپ نے سوچا۔کہ وہ کون سا جادو ہے۔جو ایک نظر میں اپنا کام کر جاتا ہے۔وہ کون سا کرشمہ ہے جس کی بدولت محبت وعشق پیدا ہو جاتا ہے اس کا یہ بیان کیا گیا ہے۔جب مرد عورت کی نظروں لڑتی ہیں تو ایک قسم کی مقناطیسی اور برقی لہریں ایک دوسرے سے جدا ہو کر ایک دوسرے کے جذب وکشش کی خاطر ملتی ہیں۔ان برقی لہروں کے ملاپ سے امواج برقی کی ایک سطح پیدا ہو جاتی ہے۔اور اس سطح کا نام محبت وعشق ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس رابطہ کے نتائج کیا ہیں۔اس تعلق اور رابطہ پر طرفین کا یہ اثر ناگریز ہے کہ ان میں مخصوص قسم کے افکار و حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔اور جس قدر یہ مقناطیسی رابطہ قوی تر ہوتا ہے۔اس نسبت سے طرفین کا اثر ہوتا ہے جو لوگ اس کا شکار بن جاتے ہیں۔زندگی پر اس کا تمام آثار سے بیزار۔خواب وخور۔ننگ ونام۔عزت وناموس سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی شے کا استعمال بغیر اصول کے سم قاتل کا کام کرتا ہے۔مثلاً کھانا جس پر زندگی کا انحصار ہے۔لیکن اگر یہ اصول کے تحت اپنی مقدار سے مقررہ وقت پر کھایا جائے تو حیات بخش اور بقید وقت افراط سے مصرف میں لایا جائے تو قاتل حیات بن جاتا ہے۔آب باراں اگر وقت پر اپنی مقدار سے ہو تو رحمت اور بے وقت کثرت سے ہوئے بصورت سیلاب بن کر آجائے۔تو اساس زندگی کو جڑسے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دے۔جنسی روابط کا بھی یہ عالم وہی ہے سود مند قانون جو زوج و زوجہ میں شدید روابط کا موجب بنتا ہے۔اور اس کے نتیجہ میں تولید نسل بقائے نسل اور اعلیٰ زندگی اور پاکیزہ عشق ومحبت سر وجود پذیر ہوتے ہیں۔تو جس وقت یہ بغیر اصول بے وقت استعمال ہو فنا ونیستی کا باعث بن جاتے ہیں۔اور انسانی معاشرہ میں فساد عظیم پیدا کر دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے۔دین اسلام جو خدا کا سچا دین ہے جس کی تعلیمات میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ہر مصلح عباد پر انحصار رکھتا ہے۔ تو یہاں پر بھی اسی دین اسلام نے انسانی رہنمائی کرتے ہوئے جنسی روابط میں ایک صالحانہ لائحہ عمل تجویز کیا ہے۔جنسی میلان جو خطرات کے ہمہ گیر قوانین جذب منذوجین کا اثر ہے اس میں ایسی بے راہ روی کو روک دیا ہے جس میں انسانی معاشرت میں فنا کا احتمال ہو سکتا ہے۔جنسی روابط کی گریز ضروریات کیلئے پردہ کا حکم دیا۔اور غیر قانونی تعلقات کے پیش بندی کی خاطر پردہ کا حکم دیا چنانچہ ارشاد قدرت ہے قل للمومنات یغضن من العبادھن

اے رسول مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ خود کو مردوں کی نظروں سے ڈھانپ لیں۔

نکاح

ظہور اسلام سے قبل معاشرہ انسانی میں عورت کو کوئی مقام حاصل نہ تھا بلکہ عورت کو ہوس انسانی کا ایک آلہ سمجھا جاتا تھا۔ نکاح کا بعض قبائل اور ملکوں میں نام نہ تھا۔ اور جہاں تھا وہاں غلامی سے بھی بدتر عیب شمار کیا جاتا تھا بچی پیدا ہوتی ہے۔ تو اس خیال سے جوان ہوگی پھر اس کا نکاح کرنا پڑے گا۔ غیر برادری مرد کو داماد بنانا پڑے گا۔ یہ کام خاندان کی ذلت خیال کیا جاتا اس وجہ سے عرب لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ اور جہاں سلسلہ نکاح تھا۔ وہاں عورت زوجہ تصور نہ ہوتی تھی۔ بلکہ لونڈی۔ جب شوہر مرجاتا۔ تو بیوہ بیوی خود اپنی جنی ہوئی اولاد کی میراث بن جاتی بیٹے ماں سے خود نکاح کرتے یا کسی غیر مرد کے ہاتھ چند سکوں کے عوض میں فروخت کر دیتے عرب کے علاوہ ہندوستان میں بھی یہ رسم تھی بلکہ یہاں ایک ظلم یہ بھی تھا۔ کہ جب شوہر مرجاتا۔ خواہ وہ زندگی کے کسی حصے میں ہوتا۔ اور عورت بھی خواہ شباب کی گود میں ہوتی یا بوڑھاپے سے بغلگیر یا ابھی گہوارہ بچپن میں اس کو شوہر کی میت کے ساتھ جب کہ وہ نذر آتش کی جاتی تھی تو اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں خود بھی کود کر اپنی زندگی کو ختم کرنا ہوتا اور اگر وہ یہ کام نہ کرتی تو اس کے زندہ رہنے کو ایک خاندانی عیب اور نحوست خیال کیا جاتا۔ غرضیکہ عورت ہر جگہ قبل از اسلام ہوس رانی کے لئے استعمال ہو رہی تھی اسلام نے جہاں مرد کو معراج کمال پر پہنچایا وہاں عورت کو بھی حیات کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ باپ کو بیٹی کے زندہ رکھنے کا درس دیا اور غیر کو داماد بنانا بجنت فخر اور خاندان کی عزت قرار دیا۔ شوہر کے مرنے کے بعد عورت کو اس کا وارث اور بچوں کا نگران بنا کر ان الفاظ کی جھلک کے ساتھ کہ ماں کے پاؤں کے نیچے بہشت ہے اولاد کی منزل ارتقاء طے کرنے کا ذریعہ ماں کو بنایا۔ شوہر کے ساتھ جل مرنے سے جان بچائی گھر کی چار دیواری میں بیوہ رہ کر بیٹھنے کا نام خاندانی شرافت رکھا۔ اور نکاح ثانی کرنے کا حکم دے کر عورت کی اس دوبارہ ازدواجی زندگی کو معاشرہ کی عزت کا چاند قرار دیا غرضیکہ اس معاشرہ انسانی میں ذلیل مخلوق کو اسلام نے عزت دوام بخشی۔ حیات انسانی کا جزو لازم قرار دے کر مردوں کے برابر حقوق کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

پردہ

عورت کو نفسانی ہوس کا شکار ہونے سے روکنے کی خاطر پردہ کا حکم دیا گھر کی چار دیواری میں رہ کر شوہر۔ بھائی بہن۔ ماں باپ۔ اولاد کی پرورش کو انسانی معاشرہ کی خدمت عظمیٰ کا نام دیا۔ اور اس پردہ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؑ جیسی شخصیت، فاطمۃ الزہراؑ جیسی بلند کردار سیدۃ النساءؑ

والعالمین اور اپنی چادر دے کر انسانیت کا پردہ رکھنے والی جناب زینبؑ جیسی شخصیتوں کو جنم دے کر معاشرہ نسوانیت کو انسانیت کیا۔ دنیا نے معصومیت کا فخر بنا دیا۔ لیکن آج کا مسلمان تہذیب مغرب میں بہہ کر نام کا مسلمان رہ کر پھر قبل از اسلام والی زندگی سے ہمکنار ہو گیا ہے اور روایات اغیار کو دے دیں۔ اور اغیار کی روایات خود حاصل کر لیں۔ اور اس ناقص العقل مخلوق عورت کو ترقی کرنے کا نام دیکر اپنی ہوس رانی کیلئے بازار میں لا کھڑا کیا۔ دفتر میں سرکاری دفتر ہا کارخانہ جات میں اپنے دوش بدوش اس کے حسن کا نظارہ کرنے کیلئے آنکھوں کی پیاس دل کی آگ بجھانے کیلئے اس عورت کو جگہ دی۔ بلکہ یوں کہوں آج وہ فرم تجارتی فرم اور محکمہ ترقی یافتہ کہلانے کے لئے حقدار ہی نہیں جس میں صنف نازک کام نہ کر رہی ہو۔ وہ محفل محفل ہی نہیں۔ وہ سیر گاہ سیر گاہ ہی نہیں۔ جہاں یہ قوم کی بیٹی باریک لباس زیب تن کر کے لپ سٹک اور میک اپ سے اپنے حسن کو چار چاند لگا کر اپنی شرافت کا ثبوت دینے کے لئے محفل و سیر گاہ میں نہ جائے بازار میں چلئے کپڑا خریدنے کو تو کوئی تھان ریشمی و سوتی ایسا نہ ملے گا جس پر ایک دل لبھا دینے والا لڑکی کا فوٹو نہ ہو۔ مشروبات خرید یئے یا کسی طرح کا تیل لیجئے ہر شیشی پر عورت کا فوٹو دیسی گھی و وناسپتی گھی خرید یئے۔ ہر جگہ عورت کا فوٹو۔ جوتا خرید یئے یا کوئی کھانسی نزلہ وغیرہ امراض کی دوا کی شیشی۔ ہر پر زلف پریشان ایک حسینہ کا فوٹو غرضیکہ بازار میں کھانے پینے، ضروریات زندگی کی کوئی شے خرید یئے ہر ایک پر نوجوان نیم عریاں شوخ حسینہ کے فوٹو کا لیبل لگا ملے گا۔ اور آج کل تو امریکہ پیرس میں ایسی فرمیں کھول دی گئی ہیں۔ جہاں علاقہ کے خوبصورت ترین لڑکیاں بن سنور کر تیار ملتی ہیں تجارتی لوگ آتے ہیں ان لڑکیوں کا جائزہ لیتے ہیں جو زیادہ حسین نظر آتی ہیں، چند پیسے دیئے۔ اس کا فوٹو اتار لیا۔ اپنی تجارت کو فروغ دینے کے کیلئے اپنی ہر شے پر اس کا فوٹو چسپاں کیا جا رہا ہے۔ تو گویا جس جگہ اور جس مال پر عورت کا فوٹو نہ ہو وہ مال ردی تصور کیا جاتا ہے۔ صاف نتیجہ نکل آیا۔ کہ تجارت مال کی نہیں بلکہ عورت کی کی جا رہی ہے عورت کو اس کی ترقی کہہ کر خوش کیا جاتا ہے۔ رؤسا و اعدائے اسلام نے جس ناچ ورنگ کو اسلام نے ممنوع قرار دیا۔ ثقافت کا نام دے کر تہذیب و ادب قوم و ملک کا درجہ دے دیا۔ جگہ جگہ ثقافت کے نام پر جلسے منعقد کرانے اور قومی و ملکی تہذیب و ادب کے نام پر ناچ ورنگ عام کیا جا رہا ہے۔ یہ کام ہے اوپر کے طبقے کا ذرا غریب طبقہ کی بھی سنیئے، پاکستان میں آج جو برقعہ اور لباس استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو کہ نا تو کسی کلچر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس برقعہ میں نسوانی وقار اور حیاداری کو دخل ہے۔ باریک جارجٹ کی دو نقابیں لگی ہوتی ہیں۔ مگر استعمال ایک ہوتی

ہے بلکہ اکثر چہرے پر تو میرے خیال سے ہوتے ہی نہیں بس ایک نمائشی جذبہ ہے۔ چہرے کا ایک اپ ہونٹوں کی سرخی اور چمکتی ہوئی آنکھوں کا گھیرا۔ جارجٹ کے نقاب سے چھن چھن مردوں کی نظروں پر اپنا اثر ڈالتا ہے میرا یہ خیال ہی نہیں بلکہ درست ہے کہ جب کوئی عورت کسی دکان پر باریک سی برائے نام نقاب کے پیچھے دیدے مٹکاتی ہوئی بھاؤ کرتی ہے تو اللہ معاف کرے۔ یوں لگتا ہے چلمن سے کسی کو اشارے کر رہی ہو۔ یہ ہے برقعہ اور پردہ داری۔ اس سے بڑھ کر اور فریب کیا ہو سکتا ہے۔ کہ موجودہ برقعہ کو پردہ داری کا نام دے کر کھلی ہوئی بے پردگی دعوت نظارہ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ پھر تھوڑی ادھ بگڑی ہوئی شکل کے برقعہ کا ایک نفسیاتی نکتہ غالباً آج ہر ایک انسان محسوس کر رہا ہے کیا دیکھ رہا ہے اور میں اس کیفیت کو اچھی طرح بیان نہ کر سکوں۔ بہر حال آپ تصور فرمائیں پاؤں میں چھوٹی چھوٹی دو پلیوں کی چپل اس کے اوپر ساٹن کی تنگ مہری کی شلوار۔ اور قدموں کے ساتھ اس کے لہرے کھاتے ہوئے بل یا رنگیں ساڑھی کا پھولدار باڈر گھٹنوں سے ذرا نیچے تک اس نامراد برقعے کا دامن اور کمر کے ساتھ کولہوں کے خم کو نمایاں کرتا ہوا گھیرا۔ اور پھر وہی سیاہ نقاب سے جھلکتا ہوا چہرا اس قیل و قال اور سج دھج کی عورت جب راہ سے گذرتی ہے۔ یقین فرمائیے کتنی مردانی نگاہیں اس برقعہ پوش عورت کا طواف کرتی ہیں۔ دراصل مذکورہ برقعہ اور اس کا استعمال ایک ایسا فریب ہے جس کا تصور کرتے ہوئے پردہ داری الحیا بھی مارے حیا کے مرجاتی ہے۔ اور طالبات نے تو برقعہ کے نام پر گاؤن اپنا لئے ہیں۔ ان نت نئی جدتوں کے پیش نظر خدا معلوم یہ چیتھڑے کل کیا صورت اختیار کریں گے؟ اے قوم کی بیٹی! شرم شرم یہ تیری ترقی نہیں بربادی کا دور ہے۔ اپنے تاریخ اسلاف پر تو نظر ڈالو۔ کیا عالم اسلام میں بڑے بڑے مدبر۔ عاقل۔ فاتح۔ جرنیل۔ کرنیل پیدا کرنے والی مائیں اور شرافت سے تسخیر کرنی والی عورات اسلام۔ گھر کی چار دیواری میں رہ کر عالم نسوانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز نہ تھیں کیا انہوں نے حکومت میں نشستیں مانگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کی دختر قوم نے اسلاف اور موجودہ قوم کی شرم و حیا کے جنازے کو بے گور و کفن دفن کر دیا ہیں میں دختران قوم خاص طور پر اہل بیت رسول کے نام لیواؤں سے یہ گذارش کرتی ہوں۔ کہ تاریخ ماضی میں اور کردار اہل بیت پر نظر ڈالیئے اور موجودہ زمانے کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ اگر تم یہ برقعے لے کر بن سنور کر بازاروں میں جاؤ تو مجلس سننا تمہارے کس کام آیا۔ امام مظلوم نے علی اصغر اور علی اکبر کو تمہارے پردہ کیلئے دیا تھا۔ چاند سا عباس بھائی۔ حبیب سا ساتھی بہیہ

بن قین اور مسلم بن عوسجہ جیسے اصحاب دیئے۔ صرف آپ کے پردہ کے لئے فاطمۃ الزہراء کی بیٹی زینب کیوں ننگے سر ہوئی۔ صرف اس لئے کہ اسلام کی بیٹیوں کا پردہ محفوظ ہو جائے لیکن تم مجلس میں آؤ اور عمل سے مخالفت اہل بیت کیا یہی اسلام ہے مجھے یقین ہے کہ جناب زینب کے پردہ کو رونے والی عورت کبھی بے پردہ نہ پھرے گی اور ایسے برقعے کا استعمال نہ کرے گی۔ خدا ایسا ہی کرے اے دختران ملت جعفریہ خداوند عالم صدقہ اہل بیت تمہارے پردے کو محفوظ رکھے آل رسولؐ نے کبھی تشہیر ہونے کے بعد سر کھلے بازاروں درباروں میں جانے کے بعد ننگے سر پھر نا گوارا نہ کیا نہیں ہرگز انہوں نے اسیری میں بھی بازاروں اور درباروں میں ہاتھوں سے اور بالوں سے اپنے روئے مبارک کو چھپایا تم ان کے نام لیوا ہو۔ زمانہ بہت نازک چال چل رہا ہے۔ ابھی تم نے امیر مختار جیسے جری اور نادر شاہ جیسے حکمرانوں کو اپنی گود میں پرورش کر کے ملت جعفریہ کی حفاظت کرنی ہے۔ زمانہ کہیں چلا جائے کم از کم تمہاری گود تو اسلامی تعلیم کا گہوارہ ہو۔ اور نونہالانِ قوم کے لئے درس عصمت نبی رہو۔ حیات اہل بیت کا مطالعہ کتب سے کیجئے۔ مذہب شیعہ سے جن میں جلاء العیون میدانِ سیرت میں ایک رہنما کا مقام رکھتی ہے۔ جس کا مطالعہ تم کو بتائے گا۔ کہ اہل بیت نے پردے کا کیا حکم دیا اور کیسے عمل کر کے دکھایا۔ میں دعا کرتی ہوں خداوند کریم میرے ان ٹوٹے پھوٹے الفاظ کو دختران قوم کے لئے اس نازک دور میں مستقل ہدایت کا کام دے۔ اور ہم سب دختران ملت جعفریہ کا پردہ بتصدق دختران فاطمہؑ قائم اور محفوظ رکھے۔ آمین۔

مقدمہ

اس عالم کون وفساد میں ہر ذی حیات فطرۃً نجات کا طالب نظر آتا ہے انسان چونکہ جسم وروح دونوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے جسمانی تکلیف سے بچنے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہے اگر پیاس لگتی ہے تو پانی پیتا ہے اگر بھوک ہے تو کھانے کی ضرورت ہے۔ گرمی وسردی سے محفوظ رہنے کے لئے لباس اور مکان کی ضرورت ہے۔ اسی طرح روحانی تکلیف سے بچنے کیلئے مذہب کی ضرورت ہے۔ مذہب ان اصولوں کا نام ہے جن پر عمل کر کے انسان دنیا میں بھی آرام سے زندگی بسر کرے اور آخرت میں عذاب خداوندی سے بچ جائے۔ اور تجربہ یہ بتاتا ہے کہ انسان کے بنے ہوئے اصولوں نے کبھی ساتھ نہیں دیا۔ دیکھ لیجئے آج ہم سب اہل اسلام جاہل کیا عالم، محدث ومفسر کیا مفتی ومجتہد کیا سب کے سب مل کر پاکستان میں اپنا دستور یعنی قانون تیار کر رہے ہیں۔ بنا بھی رہے ہیں اور بدل بھی رہے ہیں۔ آج بنا۔ کل کے ایک کونے سے آواز بلند ہو گئی یہ قانون بدلو۔ ہمارے موافق نہیں۔ اس کے بنانے والے غدار حکومت نے بدل دیا پھر قانون بنایا۔ پھر جلسے ہونے شروع ہوئے جلوس نکلنے لگے۔ یہ قانون و حکومت بدلو۔ ہم یہ حکومت نہیں چاہتے۔ عائلی قانون کی ہم کو ضرورت نہیں آدمیوں کے بنائے ہوئے کو کبھی اچھا نہ کہا گیا اور نہ وہ اچھا ثابت ہوا ہے۔ جب امور دنیا دیہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے سود مند نہیں ہو سکتے۔ تو امور آخرویہ کے لئے ہمارے بنائے ہوئے کبھی عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ عذاب سے بچا کر، جہنم سے نجات دلا کر جنت کے انعامات کا مستحق بنانے والا وہ جس کو خود خالق جنت دوزخ نے بنایا ہے۔

قرآن پاک یہی پیش کر رہا ہے۔ آدم سے لے کر سید رسالت محمد مصطفیٰ ؐ تک دو قسم کے انسان گذرے ہیں۔ ایک وہ انتہائی درجہ کے ظالم۔ غادر۔ خائن۔ بدمعاش۔ چور۔ اچکے۔ ضالین مغضوب دوسرے انتہائی عادل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ امن امان سے رہنے والے۔ شریف ہدایت پائے ہوئے۔ نعمت خداوندی کے مورد۔ زبان قرآن میں ایک گروہ صراط الذین انعمت علیہم ہے دوسرا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین ہے اور گذشتہ تاریخ

نیک وبد قرآن نے اس واسطے بیان فرمائی کہ آئندہ آنے والی نسلیں ظالم وگمراہ مغضوب لوگوں سے نفرت کریں ان کے اصولوں پر عمل نہ کریں۔ ان جیسے نہ بنیں لوگوں صاحبان ہدایت سے محبت رکھیں۔ ان جیسے کام کریں۔ ان کے اصولوں پر عمل کریں، عربی میں ظالم سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں تبرا اور متقی وعالم وہدایت یافتہ سے محبت رکھنے کو کہتے ہیں تولا نتیجہ صاف نکل آیا کہ نجات پانے کے لئے تبرائی اور تولائی بننا پڑے گا۔ جو ان دو صفات کے مالک وہ ناجی جو ان کے علاوہ ہیں خواہ وہ اپنی دانست میں کتنے ہی زاہد۔ عالم۔ عابد ہوں گمراہ ہیں لفظ تولا نکلا ہے ولا سے پتہ چل گیا مغضوبین کے مقابل نیک لوگ اور ہدایت والے ہیں ولی اور ولی کی جمع اولیا۔ نجات اس کے لئے جو اولیاء اللہ جیسے کام کرے اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرے

اولیاء فریقا هدی وفریقا حق علیهم الضلالة ط انهم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون الله ویحسبون انهم مهتدون ط (اعراف ع ۳) یعنی ایک فرقے نے ہدایت پائی اور ایک فرقے پر گمراہی ثابت ہوئی۔ تحقیق انہوں نے شیطانوں کو خلاف حکم خدا اولیا پکڑ لیا۔ اور گمان یہ کرتے ہیں کہ ہدایت پانے والے ہیں بسبب گمراہی قرآن یہ بتلایا۔ کہ لوگوں نے اولیاء اللہ کو چھوڑ شیاطین یعنی ظالم۔ غادر۔ خائن اور بد لوگوں کو اولیا بنا لیا۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے ماہرین نفسیات سے کہ انسان ظالم۔ چور۔ ٹھگ، بدمعاش اس وقت بنتا ہے۔ جب اس کے سامنے اچھائی نہ رہے اس کے دل سے رحم کرم کا نور ختم ہو جائے اس کے نور کے جانے سے دل کی آنکھیں اندھی اور دل کے کان بہرے اور زبان گونگی ہو جائے۔ کرم ورحم سے کسی کو نہ دیکھے۔ کسی کی فریاد نہ سنے اور کسی مظلوم کو جواب نہ دے۔ بلکہ برائی کو اچھائی سمجھ کر مخلوق پر ظلم کرتا چلا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ دل کے اندھے اور بہرے ہوتے ہیں۔ مغضوب ضالین اور شیاطین ان کے مقابل جو جماعت ہے۔ اس کا نام ہے اولیاء اللہ وہاں دل کی آنکھیں رکھتے دل کے کانوں سے لوگوں کی فریاد سن کر مدد کرتے اور ان کے کام آتے ہیں ۔

مثل الفریقین کالاعمی والاصم ط والبصیر والسمیع ط هل یستویان مثلا افلا تذکرون (ہود ع ۲) دونوں فرقوں کی مثل ایسی ہے۔ جیسا کہ اندھا اور بہرا۔ دیکھنے والا اور سننے والا۔ کیا یہ دونوں برابر ہو جائیں گے۔ تم لوگ کیوں نصیحت نہیں لیتے اولیاء شیاطین اندھے اور بہرے اور ان کے اطاعت گذار بھی

اولیاء اللہ دیکھنے اور سننے والے اور ان کے اطاعت گذار بھی۔ یہ دنیا دار عمل اور تجربہ گاہ ہے نیز انسان اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبتِ طالح ترا طالح کند

دوست چور۔ اچکے۔ ظالم ہونگے۔ تو آدمی برا ہے۔ اگر دوست نیک ہیں۔ عادل ہیں تو آدمی اچھا ہے لہذا ان لوگوں کو ولی پکڑا ہے۔ جو اندھے بہرے گونگے پاگل مجنون۔ دیوانے ہر وقت ننگے دھڑنگے پھرنے والے۔ بھنگ پینے والے جن کو خود اپنی ہوش نہیں قوالی سننے کے شائق سارنگیوں کی سریلی سُر میں مست ہو کر واجد اور حال میں آجانے والے۔ ان کے ماننے والے بھی ایسے ہی ہوتے ہیں ملتان میں ایک آدمی پھرا کرتا ہے۔ قمیض اور دھوتی سے برہنہ اور کمبخت نہ بچوں کو دیکھتا ہے نہ بڑوں کو اور نہ مردوں کو نہ عورتوں کو جہاں دو چار مرد یا عورتوں کو دیکھا۔ ان کے آگے ننگا جا کھڑا ہوا۔ نہ اسے عورتیں کچھ کہتی ہیں نہ مرد بلکہ بیٹھ کر اس کی ٹانگیں دباتے ہیں۔ ٹانگے اور سائیکلوں پر بٹھا کر اپنے اپنے گھروں کو لے جاتے ہیں خدمت کرنے کے لئے ایک دن میں آرہا تھا۔ جو اسنے دیکھا اور وہ میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ میں نے کہا دوڑ جاؤ کمبخت ننگے پھر رہے ہو فوراً لوگ دوڑ آئے اور کہنے لگے نہ بھئی کچھ نہ کہو یہ تو اللہ کا ولی ہے۔ میری یہ سن کر چیخ نکل گئی۔ مولا ننگے لوگوں کو یہ مسلمان ولی کہہ رہے ہیں اور تیرے علیؑ" ولی اللہ کہنے والوں کو کافر بتا رہے ہیں۔ الغرض اس واقعہ سے میرا یہ بیان کرنا مقصود تھا۔ کہ اہل اسلام میں ایک فرقہ ان لوگوں ولی کہہ رہا ہے۔ لہذا جیسے دوست ویسا انسان جیسے یہ ولی پاگل ویسے ماننے والے۔ جیسے بیوقوف اور شریعت سے جاہل ویسے ماننے والے جیسے یہ اندھے گونگے بہرے ویسے ماننے والے اور جیسے گمراہ یہ ویسے ماننے والے جیسے اولیاء شیاطین یہ ویسے ماننے والے اگر یہ خدا کے ولی ہوتے تو خدا ان کی عقل نہ کھوتا۔ یہ برہنہ نہ پھرتے کیونکہ برہنگی کی حالت میں رہنا یہ بھی معاشرہ انسانیہ میں ذلت خواری اور عذاب خداوندی ہے اور خدا اپنے اولیا کا یہ حال کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ اولیاء خدا تو اندھوں کو آنکھیں دینے والے بہروں کو کان اور پاگلوں کو عقل جاہلوں کو علم دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ولادت اور اولیاء کے متعلق قرآن پاک سے مفصل طور پر بحث بیش کی جائے جس سے اچھی طرح ہر ایک انسان اولیاء حق اور ان کا رستہ جان لے گا۔

درجہ ولایت مطلقہ فوق درجہ نبوت و رسالت و امامت درجۂ ولایت ہے
رسول ہو یا نبی و امام یہ ان نفوس مقدسہ کے نام ہیں۔
جن کو خداوند کریم نے ہدایت کا فرانام کیلئے بھیجا۔ اور ولی یہ اس کا اپنا نام ہے۔ حقیقتاً
بالذات ولی مطلق پروردگار عالم ہے۔ ثانیاً و بالتبع وہ اولیاء ہیں۔ جن کی ولایت کا خود اس
نے ارشاد فرمایا ہے عام انسانوں پر افضل اہل اسلام یعنی مسلمان اور مسلمانوں سے افضل اہل
ایمان اور اہل ایمان سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل رسول اور رسولوں سے افضل ہے
امام۔ وہ انبیاء جو منصب امامت پر فائز ہیں۔ تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں وہ نبی
و رسول بھی ہیں۔ اور درجہ امامت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان انبیاء و مرسلین پر جو امام نہیں افضل
ہیں۔ ولقد فضلنا بعض النبیین علیٰ بعضٍ و اٰتینا داوٗد زبوراً۔ تحقیق ہم نے بعض نبیوں کو بعض
نبیوں پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور بخشی۔ خداوند کریم نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق
ارشاد فرمایا۔ انی جاعلک للناس اماماً۔ اے ابراہیمؑ بیشک میں تجھے لوگوں کا امام بنانے
والا ہوں۔ پس مسلمہ امر ہے۔ کہ وہ نبی بھی اور رسول بھی تھے ساتھ ان کو امامت بھی دی گئی
اور اسی طرح بعض انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وجعلناھم ائمۃ یھدون
بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین
(انبیاء) ہم نے ان کو امام بنایا ہے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔ اور ہم نے اچھے کاموں
نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ اور وہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے پس ان
امام انبیاء کو ان انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ جو نبی ہیں رسول ہیں۔ مگر امام نہیں ہیں
اور اولوالعزم نبیوں سے مراد یعنی امام انبیاء ہیں۔ عام انسانوں سے افضل مسلمان
اور مسلمانوں سے افضل اہل ایمان اور مومنین سے افضل نبی اور نبیوں سے افضل
رسول اور رسولوں سے افضل امام۔ امامت سے افضل ہے ولایت جو ولی ہوگا۔ اس
میں صفات نبوت، رسالت و امامت بھی پائے جائیں گے۔ جیسا کہ تاجدار دو عالم حضرت محمدؐ
مصطفیٰؐ بمصداق آیت مجیدہ انما ولیکم اللہ و رسولہ ولی مطلق ہیں۔ پس نبی بھی رسول بھی
امام بھی اور ولی بھی یعنی جو انبیاء امام تھے آپؐ ان سے بدرجہ ولایت افضل ہیں۔ آپ
بعد خدا تمام کائنات سے خواہ وہ انبیا ہوں یا مرسلین یا ائمہ افضل ہیں۔ اور آپ پر کسی دوسرے
کو فضیلت نہیں ولی مطلق ہونے کا آپ پر تمام مدارج و مراتب سے خاتمہ ہے اور آپ ہی

خاتم الانبیاء ہیں۔ اسی وجہ سے ولکن رسول اللہ وخاتم النبین (احزاب) بعد آپ کے آپ کی اہل بیت کو درجہ ولایت حاصل ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (مائدہ) سوائے اس کے نہیں کہ تمہارا ولی اللہ ہی ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔۔۔۔۔۔ قائم کرتے ہیں نماز اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ سنیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے۔ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں ہے ان کے علاوہ کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ نہیں دی۔ زیر آیت تفسیر کبیر اگرچہ لوگوں نے رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دے کر کوشش بھی کی۔ کہ کوئی ایک آیت ان کے متعلق بھی نازل ہو۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مجھے بھی آرزو ہوئی۔ کہ ایک ایسی میرے متعلق بھی نازل ہو۔ اس خیال سے میں نے چالیس انگوٹھیاں حالت رکوع میں سائلین کو دیں۔ مگر کبھی وہ آیت نازل نہ ہوئی۔ پس جناب امیرؑ اور دیگر اہل بیت رسول بھی بعد رسول مثل رسول بقول اس آیت کے ولی ہیں۔ اور تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور ان پر اطلاق نبوت و رسالت اس لئے نہیں کہ نبوت جناب محمد مصطفیٰ پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں۔ لیکن معیار نبوت و رسالت سب اہل بیت میں تھا۔ اگر نبوت و رسالت ختم نہ ہوتی تو یہ بارہ کے بارہ ائمہ اہل بیت نبی و رسول ہوتے۔

معیار ولایت مطلقہ

معلوم ہو کہ لفظ ولی کے معنی بادشاہ۔ متصرف، غالب ہادی نگہبان وارث دوست کے ہیں۔ اور قرآن پاک سے بھی یہی معنی مراد ہیں فاللہ ھو الولی (شوریٰ) پس خدا ہی بالذات اور حقیقی بادشاہ ہے۔ مالھم من دونہٖ من ولی ولا یشرک فی حکمہٖ احد (اوکہف) نہیں ہے ان کے لئے سوائے اس خدا کے کوئی بادشاہ۔ پس چاہیئے کسی کو اس کے حکم میں شریک نہ کیا جائے قل اغیر اللہ اتخذ ولیا فاطر السمٰوات والارض وھو یطعم ولا یطعم (انعام) اے رسول فرما دے سوائے خدا کے میں کسی کو کیوں اپنا بادشاہ بناؤں وہ ہی آسمانوں زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ مالک من اللہ من ولی ولا واق (رعد) نہیں تیرے لئے کوئی بھی خدا کے سوا بادشاہ اور نگہبان۔ وھو الولی الحمید (شوریٰ) اور وہی متصرف۔ غالب تعریف کیا ہوا ہے ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ولی من بعدہ (شوریٰ) اور جس کو

خدا ہی گمراہی میں رہنے دے۔ پھر اس کا کوئی ہادی نہیں و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (کہف) جو شخص گمراہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے کوئی ہادی و مرشد نہ پائے گا۔ مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر (بقرہ) نہیں ہے سوائے خدا کے کوئی بھی تمہارا نگہبان اور مددگار۔ واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (نساء) بارِ الہا تو ہمارے لئے اپنی طرف نگہبان اور مددگار مقرر فرما۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا (مریم) بارِ الہا۔ تو اپنی طرف سے مجھے وارث بخش دے کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ اور جو شخص مظلوم ہو کے شہید ہوا بیشک اس کے وارث کے لئے ہم نے ایک سلطنت مقرر کر دی۔ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمت الی النور (بقرہ) اللہ ایمان والوں کا دوست ہے کہ ان کو اندھیرے سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے واللہ ولی المؤمنین (عمران) واللہ ولی المتقین (جاثیہ) خدا ہی مومنین اور متقین کا دوست ہے ان آیات سے ظاہر ہو گیا۔ کہ لفظ ولی متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور ہاں یہ بات بھی قابل تدبر ہے۔ کہ ولایت الہیہ جس کے معنی دوستی کے ہیں اس کا حصر خاص ایمانوں پر ہے جیسا کہ آیت کے معنی سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اب چونکہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین الخ۔ یاایھا الذین آمنو سے نہیں جس کے معنی دوستی کئے جائیں۔ اور نہ ابتدائے آیت میں یاایھا الناس ہے۔ بایں صورت گو لفظ ولی بمعنی دوست نہ ہوتا۔ کیونکہ جنس ناس میں جملہ مومن، کافر منافق، مشرک شامل ہیں۔ اور خدا مومنوں کے علاوہ کسی کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر پھر بھی ولایت کے معنی محدود تو ہو جاتے ہیں اس کا حصر فقط لوگوں پر ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلق طور پر انما ولیکم اللہ فرمایا ہے اور جبکہ ولی بمعنی بادشاہ مراد ہیں۔ اور یہی درست و بجا کہ خداوند عالم کی بادشاہی ماسوا اللہ سب پر ہے اور تصرف و غلبہ بھی حاصل ہے۔ حقیقتاً و اصالتاً بالذات ولی مطلق خداوند تعالیٰ پھر اس کی طرف سے اس کا رسول مقبول بھی ولی پھر خدا اور رسول کے بعد وہ نفوس مقدسہ جن کی خاص صفت حالت رکوع میں زکواۃ دینا یعنی حضرت علی اور دیگر گیارہ اولاد علی علیہم السلام ہیں۔ الحاصل فوق درجہ ولایت سے اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ، و بادشاہی حکومت وحفاظت و ہدایت ہے۔ پس ولایت مطلقہ الہیہ سے مراد یہ ہے کہ جملہ ماسوی اللہ پر خداوند

عالم ہی بادشاہ متصرف، غالب ہر ایک کا ہادی۔ محافظ، مرشد و مربی ہے۔ اور اس پر کسی کو تصرف فوق غلبہ حاصل نہیں۔ اس کے بعد اس کا رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد ان کے اہل بیت علیہم السلام اولیاء برحق ہیں۔ کہ اس کی ولایت الٰہیہ کا ظہور ان ہی کے وجود نورانی سے ہے۔ اور یہی مطلب ہے ان کو اپنے بعد ولی مقرر کرنے کا وہ ہر حال میں ولایت الٰہیہ کے ماتحت مطیع ومحکوم اور تابع فرمان کبریائی ہیں۔ ان پر وہ غالب و متصرف ہے۔ کیونکہ وہ خالق اور یہ اس کی مخلوق ہیں۔ وہ معبود مطلق اور یہ اس کے عبادت گذار بندے ہیں۔ مگر سوائے اس کو ولی مطلق حضرت سبحانہٗ وتعالیٰ کے اور کسی کو ان پر غلبہ و تصرف حاصل نہیں۔ اگر کوئی ان کی جگہ آئے یا ان پر غلبہ و تصرف کرنے کی کوشش کرے وہ زندیق کافر و مشرک ہے جیسا کہ خدا اور رسول پر غلبہ حاصل کرنے والا کافر زندیق مشرک ہے کیونکہ بعد خدا اور رسول یہ اولیاء مطلق ہیں اور جملہ عوالم مائی دمالی کے ہادی و نذیر اور متصرف و غالب ہیں۔

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (فرقان) صاحب برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد پر فرقان نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام عوالم کے لئے نذیر ہو۔ اور یہ مسلمہ امر ہے۔ جتنا اختیار وسیع پیغمبر کو دیا گیا اتنا ہی اہل بیت کو۔ کیونکہ فرمان رسول ہے انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابھا (ترمذی) پس جس طرح جملہ عوالم تحت نذارت آنحضرت ہیں جس میں ملائکہ انبیاء مرسلین۔ غوث۔ قطب۔ ابدال، سب شامل ہیں، کیونکہ وہ عالمین سے خارج نہیں ہیں اس طرح تمام عوالم تبصرف تحت اہل بیت ہیں، کیونکہ معیار ولایت مطلقہ ان کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

ولایت اور مسئلہ حاضر و ناظر: معیار ولایت مطلقہ سے مراد ہے کہ وقت خلقت آسمان وزمین، عرش وکرسی۔ لوح وقلم، شمس وقمر، جن وانس غرضیکہ تمام مخلوق سے پہلے یہ موجود تھا۔ اور خلقت کائنات پر گواہ بنے کیونکہ ان کا نور اس وقت موجود تھا۔ جبکہ خداوند عالم کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ارشاد باری ہے۔

افتتخذونہٗ وذریتہ اولیا من دونی وھم لکم عدو بئس للظلمین بدلا ما اشھدتھم خلق السمٰوٰت والارض ولا خلق انفسھم وما کنت متخذ المضلین عضدا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا تم شیطان اور اس کی اولاد کو اپنا ولی مقرر کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں۔ برا بدلہ ہے ظالموں کے لئے میں نے وقت پیدائش آسمان

وزمین اور وقت پیدائش لوگوں کے اُن کو (حاضر و موجود، شاہد) نہیں کیا گمراہ کرنے والوں کو میں ہرگز اپنا بازو پکڑنے والا نہیں۔ اس آیۂ مجیدہ میں پروردگار عالم نے معیار ولایت کو بیان فرمایا ہے۔ شیاطین جنی ہوں یا انسی اسلئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان وزمین و مخلوق شہید قرار نہیں دیا تھا۔ پس ثابت ہے کہ جو اولیاء برحق ہیں۔ انہیں ضرور بالضرور خداوند کریم نے وقت پیدائش آسمان وزمین مخلوق شہید (حاضر و ناظر) قرار دیا ہے۔ خداوند کریم نے سب سے پہلے اُن کا نور ہی خلق فرمایا۔ لہذا بعد خدا و رسول اور اس کی اہل بیت مخلوقات کی پیدائش کے گواہ اور اولیاء برحق ہیں

وجود رسول و آل رسول قبل مخلوق تھا

حضرت امام باقر علیہ السلام جناب محمد بن علی علیہما السلام نے ابو بصیر سے ارشاد فرمایا جس کو یہاں پر کتاب صیانت البدایہ مصنفہ علامہ نور اللہ عماد الدین ابو الفاضل الشریف الکرمانی الحنفی الطائفہ جلد اوّل ص۱۹۰ سے تحریر کرتے ہیں جس سے ولایت اہل بیت یعنی خلقت مخلوقات پر شہیدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی امام فرماتے ہیں۔ یا ابو بصیر نحن (ارباب) العرش والکرسی و (ارباب) سمٰوٰت والارض و (ارباب) الشمس والقمر والکواکب والحجب والسرادق ونحن ارباب ذالك الاسباب وان الله هو رب الارباب، یعنی ہم ہیں رب عرش و کرسی کے اور ہم ہیں رب آسمان و زمین کے اور ہم ہیں انبیاء اور ملائکہ کے اور ہم ہیں رب لوح قلم کے۔ اور ہم ہیں رب جنان اور حور العین کے اور ہم ہی ہیں رب شمس و قمر کواکب اور حجب ہائے قدس و جلال و سرادق عظمت و کمال کے اور ہم ہی ہیں سب چیزوں کے رب اور خداوند کریم رب الارباب ہے ابو بصیر نے عرض کی یا ابن رسول اللہ میں قربان جاؤں آپ کے اوپر کیا آپ رب ہیں۔ اسے کھول کر فرمائیے فرمایا ابو بصیر رب کے معنی مالک اور مربی کے ہیں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی زبانی عزیز مصر کو رب کہا ہے وقال الذی ظن انه ناج منهما اذكرني عند ربك (یوسف) ان دونوں (قیدیوں) میں سے جس کی نسبت یقین تھا کہ نجات پائے گا (حضرت یوسفؑ) نے کہا۔ کہ اپنے مالک سے میرا ذکر کر دینا۔ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربك (یوسف) جب شاہی قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا) کہا اپنے رب (مالک) کی طرف پلٹ جاؤ۔ نیز اسے

ابو بصیر خدا نے اپنے کلام اقدس میں امام کو رب فرمایا ہے و اشرقت الارض بنور ربھا (زمر) اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہاں نور رب سے مراد نور امام حجت ہے نہ نور خدا کیونکہ تو دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ سے فرمایا جا چکا ہے لن ترانی تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ نیز فرماتا ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (انعام) باقی رہا۔ فلما تجلیٰ ربہ للجبل (اعراف) پس یہاں رب سے مراد امام حجت خدا ہے جو مالک مربی عوالم ہے نہ خدا کا ذاتی نور۔ ابو بصیرؓ وہ نور امامت ائمہ اہلبیت رسالت تھا جس کی تھوڑی سی شعاع کو حضرت موسیٰؑ برداشت نہ کر سکے اور اس میں یہ راز مضمر ہے۔ جب وہ نور امامت کے متحمل نہ ہو سکے۔ حالانکہ یہ نور مخلوق خدا سے تھا تو خالق اکبر بے مثل و مثال لم یزل و لا یزال کے نور کا کوئی شخص کب متحمل ہو سکتا ہے اور حالانکہ وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا۔ اے ابو بصیرؓ زمین و اہل زمین کا رب (مالک و مربی) امام ہے۔ جب وہ ظہور فرمائے گا۔ تو اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ امام ہی مالک حوض کوثر اور ساقی شراب طہور ہے پس اسی کو خدا نے رب فرمایا ہے۔ و سقاھم ربھم شرابا طھورا (دہر) اور ان کا رب امام۔ ان کو پاک شراب پلائے گا۔ اے ابو بصیرؓ اب میں تجھے رسول اللہ اور ان کی اہل بیت کی خلقت انوار اور ان کے رب مخلوق ہونے کا مفصل واقعہ سناتا ہوں۔ اے ابو بصیرؓ اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ معلوم و مجہول کوئی شے نہ تھی اور وہ کیا حالت تھی اس کا بیان کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ اس وقت زمانہ تھا نہ زمانیات نہ مکان تھا نہ مکانیات۔ سوائے ذات باری تعالیٰ کے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ تو اس حالت میں تمام عالم بسبب محدود ہونے کے ایک حالت ظلمت میں تھا۔ جب اس کو منظور ہوا۔ کہ اس عالم کو ایجاد فرمائے تو زبان قدرت سے ایک کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے ایک نور و روح کو پیدا کیا اور اس نور و روح کو باہم ملایا۔ اے ابو بصیرؓ نور و روح اس کے حبیب و مجیب حضرت محمد مصطفیٰؐ کا نور و روح تھا۔ پھر ایک دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اس نور و روح سے ہم اہل بیت کے نور و روح کو پیدا کیا۔ فلن انحن کلمۃ اللہ العلیا۔ اسی لئے ہم اللہ کے کلمات عالیہ وجود یہ ہیں۔ پھر ہم کو صاف شفاف نورانی آب کی بوندوں کی شکل میں سایہ سبز میں رکھا۔ جبکہ نہ عرش تھا نہ کرسی نہ آسمان تھا نہ زمین نہ انبیاء تھے نہ ملائکہ نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ حور نہ شمس تھا نہ قمر و نجوم نہ حجاب تھا نہ سرادق

ہمارا نور خدا کے نور سے اسی طرح منفصل و جدا ہوا جس طرح شعاع آفتاب سے جدا ہوتی ہے یفصل نور نا من نورہ ربنا کشعاع الشمس من الشمس۔ اور ہمارا نور ہمیشہ تسبیح و تہلیل و تقدیس حق تعالیٰ میں مشغول تھا۔ جبکہ دوسرا کوئی تسبیح و تہلیل کرنے والا نہ تھا۔ اور حق تعالیٰ بنظر شفقت و رحمت و التفات ہماری طرف دیکھتا تھا اور فرماتا تھا۔ یا عبادی انتم المرادو انتم المریدون و انتم خیادی من خلقی فوعزتی وجلالی لولاکم لماخلقت شیئاً اے میرے بندو! خلق عالم سے تم ہی میرے مراد ہو اور تم ہی میرے اصل مقصود ہو۔ اور تم ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والے ہو اور تم ہی برگزیدۂ خلائق ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے میں کچھ بھی خلق نہ کرتا۔ یہ سب کچھ تمہارے لئے اور تمہاری خاطر نیست سے ہست کیا ہے۔ جو شخص تم کو دوست رکھے گا۔ میں اس کو دوست رکھوں گا۔ جو شخص تم کو دشمن رکھے گا اور تمہاری اتباع نہ کرے گا۔ میں اس کو دشمن رکھوں گا۔ یہ نص صریح ہے کہ سب کچھ خلاق عالم نے ہمارے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری ہی خاطر پیدا کیا ہے۔ اور مخلوق کو ہمارا جلوا دیکھانے کی خاطر موجود کیا ہے۔ نحن صنائع اللہ والخلق صنائع لنا ہم ہی صنعت خاصۂ الٰہیہ ہیں۔ اور تمام مخلوق ہی ہمارے لئے صنعت قرار پائی ہے۔ ہر صورت ہم ہی غایت خلقت مخلوقات ہیں۔ اور جب غایت افضل ہے ذی الغایت سے تو لابد ہم ہی افضل کائنات اور اشرف موجودات ہیں۔ اور جملہ ماسوی اللہ پر حاکم و متصرف اور ہمارا وجود ہی رحمت الٰہیہ ہے جملہ خلق خدا کیلئے اور ہم ہی مطاع واجب الاتباع ہیں۔ اے ابو بصیرؓ ہمارا نور اس قدر تاباں و درخشاں تھا کہ اس سے شعاع بلند ہوتی تھی۔ یہاں ایک عمود نور بن گیا پھر کئی ہزار سال ہم اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہے جب اس نے چاہا۔ باقی مخلوق پیدا کرے تو اس وقت ہماری طرف بہ ہیبت و جلال دیکھا۔ اور ہم سے قطرات نور ٹپکے پس جناب سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قطرات سے عرش و کرسی پیدا ہوئے پس عرش و کرسی ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس وہ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب العرش و الکرسی ہیں اور جناب علی علیہ السلام کے نورانی قطرات سے انبیاء و ملائکہ پیدا ہوئے پس انبیاء و ملائکہ ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ جمیع الانبیاء و ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی اس لئے وہ رب انبیاء و الملائکہ ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب

سیدۃ النساء حضرت بتول عذرا کے نورانی قطرات سے خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا پس آسمان زمین
ان کے نور سے ہیں اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ معصومہ تمام زمین و آسمان و اہل زمین و
آسمان سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے تدبیر و تربیت آسمان و زمین ان کے سپرد ہوئی اور وہ رب
السمٰوٰت والارض ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نورانی قطرات سے لوح و
قلم پیدا کیا۔ پس لوح قلم ان کے نور سے ہیں۔ اور ان کا نور خدا کے نور سے ہے پس وہ لوح
و قلم سے افضل ہیں۔ اور اسی لئے ان کی تدبیر و تربیت ان کے سپرد ہوئی۔ اور وہ رب اللوح
والقلم ہیں۔ اور امام حسین سید الشہداء السلام کے نورانی قطرات سے جنت اور حو العین ہیں۔
اے ابو بصیرؓ باقی ائمہ کے نورانی قطرات سے شمس و قمر۔ کواکب اور حجابہائے نور و سرادق ظلمت
اور مومنوں کی روحیں اور ان کے دل پیدا ہوئے۔ اس لئے ان کے دل اور ان کی روحیں
ہماری مائل اور مشتاق ہیں اور ہمارے دل ان پر مہربان ہیں۔ جیسا کہ باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتے
ہیں۔ ہم ان کے اور وہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا
تھا یا علی انا و انت ابواہ هذہ الامۃ اے علیؑ ہم اور تم اس امت کے باپ ہیں۔
پس یہ چیزیں ہمارے نور سے ہیں اور ہمارا نور خدا کے نور سے ہے۔ پس ہم ان سب چیزوں
سے افضل ہیں۔ اس لئے ان سب کی تدبیر و تربیت ہمارے سپرد ہوئی ونحن ارباب ذلک
الاسباب ہیں۔ اے ابو بصیرؓ جب خدا نے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس وقت
ہمارے نور کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ ہمارے طفیل سے وہ مسجود ملائکہ ہوئے۔ کیونکہ
ہمارا نور ان میں تھا۔ اور جب شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ تو خطاب رب الارباب
ہوا۔ استکبرت ام کنت من العالین رض کیا تو نے تکبر کیا۔ کہ سجدہ نہیں کیا یا بلند مرتبہ والوں
میں سے ہے۔ اور وہ مرتبہ بلند والے ہم ہی ہیں۔ جو خلقت آدم سے تین لاکھ سال پہلے پیدا
کئے گئے اور ہم نے اس وقت تسبیح و تقدیس کی۔ جب کوئی تسبیح و تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ اس
وقت ہم تھے یا خدا تھا باقی کوئی شے نہ تھی سوائے اقدم القدیم ذات رب الکریم۔ نیز باقی سب
سے ہم قدیم ہیں۔ البتہ اس کی نسبت ہم حادث اور اس کی مخلوق ہیں۔ دعویٰ قدامت میں کوئی
شے ہمارے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی ہم ہی اوّل البشر و ابو البشر و اوّل الانبیاء و افضل الخلق
و مبدا الکائنات و اوّل العابدین و اوّل المؤمنین ہیں گو ہماری پیدائش حضرت آدم سے ہے
اور ظاہری صورت میں حضرت آدم سے آٹھ ہزار سال بعد پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارا نور خلقت آدم

سے تین لاکھ سال قبل پیدا ہوا۔ پس ان پر ہم کو فوق ہے لذا قال جدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانی ان کنت ابن آدم صورۃ۔ فلی فیہ معنی شاہد بابوتی یعنی اگرچہ میں بصورت فرزند آدم ہوں مگر اس کے وجود میں ایک شاہد ہیں موجود ہے کہ پدر آدم ہوں۔ و قال امیر المؤمنین انی خمرت طینت آدم بید ی اربعین صلحا۔ میں نے حضرت آدم کی طینت (قالب) کو چالیس روز تک اپنے ہاتھ سے گوندھ کر تیار کیا ہے۔ اے ابو بصیرؓ ملائکہ حضرت آدم کے پیچھے کھڑے ہو کر تعظیم و تکریم بجا لاتے تھے۔ حضرت آدم نے ایک مرتبہ سوال کیا تم میرے پیچھے کیوں کھڑے ہوئے ہو۔ آگے کیوں نہیں کھڑے ہوتے۔ عرض کی ہم ان انوار کی زیارت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جو آپ کی پشت میں ہیں۔ پس دراصل یہ تعظیم و تکریم ہمارے انوار مقدسہ کے لئے تھی۔ نہ صورت بشری آدم کے لئے اور باطن و حقیقت آدم اسی نور کی ایک شعاع تھی جب حضرت آدم بہشت میں ساکن ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا۔ اور جب باہر آئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا یہاں تک کہ ان کے صلب سے منتقل ہو کر حضرت شیثؑ کے صلب میں آیا۔ پھر حضرت نوحؑ کے صلب میں۔ اور جب حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل سے کشتی کو نجات ملی اور اس نے کوہ جودی پر قرار لیا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی صلب میں آیا اور جب وہ نمرودیوں کے ہاتھ سے آگ میں ڈالے گئے تو ہمارا نور ان کے صلب میں تھا اور ہمارے طفیل ان پر آگ سرد ہوئی۔ اور گلزار ہو گئی اسی طرح خداوند عالم ہمارے نور کو اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل فرماتا رہا تاانیکہ وہ نور حضرت مطلب تک پہنچا۔ اسی فضیلت کے اظہار میں خداوند عالم کا اپنے حبیب سے ارشاد ہے وتوکل علی العزیز الرحیم الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین (شعراء) اے حبیب تو ہمیشہ اس ذات پر متوکل رہ جا۔ جو ہر حال میں تیرا نگہبان ہے۔ اور تیرا تقلب (ایک صلب سے دوسرے صلب ایک رحم سے دوسرے رحم میں آنا، ہمیشہ میرے سجدہ کرنے والوں میں رہا۔ یا ابا بصیرؓ خرجنا من نکاح ولم نخرج من سفاح من لدن ادم الی ان ولدنا ابینا وامنا۔ اے ابو بصیرؓ آدم سے لے کر اپنے والدین تک ہمیشہ سے ہم پاک و صاف نکاح اسلام کے ذریعہ سے ہر ایک صلب و رحم و پاکیزہ میں ہوتے چلے آئے ہماری ولادت ہرگز ہرگز ناجائز طریقہ سے نہیں ہوئی۔ حضرت عبد المطلب کی صلب میں آکر اس نور کے دو حصے ہوئے ایک حصہ صلب حضرت عبد اللہ میں اور دوسرا حصہ صلب ابو طالب میں متمکن ہوا حضرت عبد اللہ سے جناب

سید الانبیا پیدا ہوئے۔ اور ان کو خدا نے شرف پیغمبر اور درجہ ختم رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت ابو طالب سے جناب سید الاوصیا امیر المومنین علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ ان کو خلعت وصایت اور امامت سے سرفراز فرمایا۔ پھر خدا کے حکم سے نور کو نور سے ملا دیا۔ یعنی آنحضرت نے اپنی دختر فاطمۃ الزہرا کا حضرت علی علیہ السلام سے عقد فرمایا۔ جس سے ہم گیارہ امام پیدا ہوئے۔ ھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صھرا (فرقان) خدا وہی ہے جس نے بشر کو نوری پانی سے پیدا فرمایا جو ایک کو سسرال دوسرے کو داماد بنا دیا۔ اے ابو بصیرؒ یہ کیفیت ہے تیرے نبی اور ان کے اہل بیت کے انوار مقدسہ کی اس حدیث بالا سے ظاہر ہو گیا۔ کہ خزانہ کائنات میں سب سے پہلا وجود جو خلعت ہستی سے ممتاز کیا گیا۔ وجود مسعود حضرت سید الانبیاء اور ان کے اہل بیت ہیں اور یہی عقول قادسہ و مقدسہ خلقت خلائق سے پہلے موجود اور ماسوئی اللہ تمام پر حاضر و ناظر تھے اور جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ ارشاد قدرت ہے۔ شیاطین اس لئے ولی ہونے کا حق نہیں رکھتے کہ انہیں وقت پیدائش آسمان و زمین و خلائق قدرت نے شہید نہیں قرار دیا۔ نیز جس کا بعبارۃ، اخریٰ یہ مطلب ہے کہ جو نفوس مقدسہ خدا کی طرف سے اولیاء برحق ہیں ان کو ضروری خدا نے وقت پیدائش آسمان و زمین و جمیع خلائق پر شہید (حاضر و ناظر) قرار دیا ہے اور خلقت کائنات موجود تھے ان کا نور خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور یہ درجہ نبیؐ اور اہل بیت نبیؐ کو حاصل ہے۔ نیز مضمون آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیاطین نے دعویٰ ولایت کیا۔ اور ولی ہونے کے مدعی ہوئے۔ جن کے دعوی کے بطلان میں پیش کردہ آیت نازل ہوئی کہ وہ ولی اس لئے نہیں ہیں کہ شہید علی الخلق نہیں ہیں۔ پس بصورت دیگر جنہوں نے دعوئی ولایت کیا وہ خدا کے نزدیک شیطان محض ہیں۔ اور قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ شیطان جن بھی ہیں اور انسی بھی۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن (انعام) اسی طرح ہر ایک نبی کے دشمن انسی اور جنی شیطان ہم نے مقرر کئے نیز واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون (البقر) جب منافقین ایمانوالوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں اور جب اپنے شیطان بھائیوں سے ملتے ہیں علیحدگی میں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں بیشک ہم نے ان سے ٹھٹھہ کیا تھا۔ پس اس صورت میں جبکہ قرآن پاک سے انسان اور جن دونوں قسم کے شیطان ثابت ہیں اور یہ ارشاد قدرت بھی ہے۔ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس

للظالمین بدلا (کہف) کیوں میرے حکم کے سوا شیطان اور اس کی اولاد کو ولی پکڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہی ہیں اور ظالموں کے لئے بہت برا بدلہ ہے۔ اس آیت سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کے علاوہ ابلیس اور اس کی ذریت کے انسانوں میں سے بھی اکثر لوگوں نے اپنا ولی و مرشد مقرر کیا ہے۔ جن کا ولی ہونے کا شرعی کوئی حق نہ تھا۔ اور وہ خدا کے نزدیک بمنزلہ ابلیس اور ذریت ابلیس ہی ہیں۔ بیشک وہ انسان صورت ابلیس سیرت ظالم ہیں جن کے لیئے برا بدلہ ہے۔ دن رات کا مشاہدہ ہے۔ کہ ابلیس اور ذریت ابلیس کو کسی نے ولی نہیں بنایا۔ بلکہ انسان انسانوں کو ولی مقرر کرتے ہیں اور یہاں وہی اولاد آدم مراد ہے۔ جو لوگوں کو اپنے آپ کو ولی و مرشد ظاہر کر کے گمراہ کر رہی ہے۔

اہل بیت کے سوا کوئی ولی نہیں

خداوند عالم نے اپنے بعد ولایت مطلقہ کلیہ کا حصہ اپنے رسول مقبولؐ اور انکی اہل بیت ہی پر کیا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔ اور تمام کے تمام قرآن میں دوسری آیت نہ ملے گی جس سے ثابت ہو کر باقی انبیاء اور ملائکہ بھی ولی ہیں اور ان کا تصرف بھی ماسوئی اللہ تمام پر ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا۔ کہ فوق درجہ ولایت مطلقہ اور کوئی درجہ نہیں اور ولایت بمعنی تصرف غلبہ۔ حکومت بادشاہی ہدایت و حفاظت ہے۔ پس خدا کے بعد رسول اور اس کے بعد اہل بیت ہی جملہ ماسوئی اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور ہادی و حافظ ہیں۔ اور وہ اس لئے کہ معیار ولایت ان کو حاصل ہے۔ باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے۔ پس جبکہ انبیاء و ملائکہ اس عہدہ پر فائز نہیں۔ تو غیر معصوم جماعت کیونکر اس عہدے کو لے سکتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو گیا۔ اور عقل سلیم نے تسلیم کیا۔ کہ تمام مخلوقات انس و جن ملائکہ و انبیاء سب کے درمیان واسطۂ فیض اور وسیلہ کاملہ جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کے اہل بیت ہیں جب تک لوگ ان کی معرفت حاصل نہیں کرتے معرفت خدا حاصل نہیں ہو سکتی۔ عام امت کے لوگ نہ ہادی ہیں نہ امام اور نہ لوگوں پر ان کی اطاعت ضروری بلکہ جو اہل بیت رسولؐ کے سوا ہادی اور امامت کا دعویٰ کرے وہ اولاد شیطان سے ہو گا۔ رسول اور اہل بیت رسول ان کی اطاعت خدا کی اطاعت اور ان کی نافرانی خدا کی نافرمانی اور جیسا کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنے سے مشرک ایسے ہی ان کے مقابلہ میں کسی غیر کو لانا جائز نہیں۔ چنانچہ حدیث معتبر متفق علیہ

ہے من مات و لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة جاھلیة - جو شخص بلا معرفت امام وقت مرگیا۔ تو یقیناً اُس کی موت جاہلیت (کفر و شرک) کی موت ہے پس جبکہ امام وقت کی معرفت، حاصل کرنا۔ اس قدر ضروری۔ کہ اس کے حاصل کئے بغیر مرنا شرک و کفر ہے۔ ان اماموں کی شناخت کے لئے جو معیار قدرت نے مقرر کیا ہے وہ یہ ہے۔ فاللہ ھو الولی وھو یحی الموتیٰ وھو علی کل شیٔ قدیر (شوریٰ) پس وہ خدا ہی ولی مطلق ہے۔ اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے اور رسولؐ اور اہل بیت رسولؐ اولیاء برحق یعنی خدا کی صنعت ولایت کے مظہر ہیں اسی لئے اس کے اور مخلوق کے درمیان واسطۂ فائض اور وسیلۂ معرفت کاملہ ہیں۔ وکذالک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (بقرہ) یعنی (اہل بیت) رسولؐ) اسلئے ہم نے تم کو امت وسط قرار دیا۔ کہ تم تمام لوگوں پر شہید (حاضر و ناظر) ہو اور رسولؐ تم پر شہید ہے۔ پس صفت ولایت ایک ہوئی مندرجہ بالا آیت میں قدرت نے بیان فرمائی کہ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ پس ولایت خداوندی کے جو مظہر ہیں وہ بھی حیات و ممات دینے کی قدرت رکھتے ہیں اور خدا کی طرف سے تمام امور میں تصرف تام رکھتے ہیں۔ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی صراط مستقیم ص۶۶ پر حضرت علی علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں۔ قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہ از عہد کرامت مہد مرتضےٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں است و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشاں را دخلی ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ یعنی قطبیت، غوثیت، ابدالیت، وغیرہا تمام مناصب حضرت علی کے زمانہ مبارک سے اختتام دنیا تک سب ان ہی کے وسیلہ واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت امراء کی امارت میں ان کو ایسا دخل ہے۔ جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے علامہ مظہر جاناں تفسیر مظہری میں تحریر فرماتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کے ساتھ از ابتدائے آدم تا انقراض دنیا یعنی ابتدائے آدم سے اختتام دنیا تک ابدالیت غوثیت امارت، سلطنت عزت، عظمت جو کچھ مال بھی مال ہو یا اولاد سب کی سب خدا حضرت علیؑ کے وسیلہ اور واسطہ سے دیتا رہا ہے اور دے رہا ہے۔ لہذا اس بحث سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ بعد خدا ولایت مطلقہ کے وارث رسول اور آل رسول ہیں۔ اور یہ درمیان خالق و مخلوق واسطہ اور وسیلہ ہیں اطاعت خدا کے لئے ان کی اطاعت لازم رضائے خدا کیلئے ان کی رضا ضروری اور خوشنودی خدا کیلئے انکی خوشنودی حاصل کرنا ضروری اور معرفت خدا کے لئے ان کی معرفت حاصل

کرنا واجب ہے۔

نشر تعلیمات رسول اور علمائے امامیہ

جس طرح خدا کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح اہل بیت کا جاننا اور معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، جاننا جس کو علم کہتے ہیں اور معرفت دونوں جداگانہ ہیں فان المعرفة ادراك الشئ بتفكر وتدبر لاثره وهو اخص من العلم۔ یعنی کسی شے کے آثار میں تدبر و تفکر کر کے اس کو ادراک کرنا معرفت ہے اور وہ علم سے اخص ہے اور علم اس سے عم ہے اور ضد معرفت انکار ہے اور ضد علم جہل ہیں لوگوں لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ خدا ایک ہے۔ بلکہ اس کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے اسی طرح اہل بیت رسول ائمہ برحق کا جاننا ہی کافی نہیں۔ بلکہ ان کے اوصاف و آثار کی معرفت بھی لازمی ہے کیونکہ حدیث رسول ہے۔ من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة الجاهلية اس حدیث میں لفظ لم یعرف ہے لم یعلم۔ یعنی صرف جاننا کافی نہیں بلکہ معرفت ضروری ہے۔ کہ وہ کون ہے۔ اور اس کی کیا صفات ہیں اوصاف و آثار معلوم کرنے کے لئے ان کے حالت کا جاننا ضروری ہے۔ چنانچہ علماء امامیہ نے یہ خدمت بہت احسن طریق پر سر انجام دی۔ کہ رسول اور اہل بیت رسول کے حالات و واقعات کتابی صورت میں صحیح انداز کے ساتھ امت محمدیہ کے سامنے پیش فرمائے خصوصاً اس دور میں جبکہ اپنے آپ کو شیعہ کہنا جرم تھا۔ شیعوں کے خون سے بغداد کی دیواریں بنائی جارہی تھیں۔ دیواریں اجسام مقطوعہ سے تیار کی جارہی تھیں۔ علماء کو تختہ دار کی زینت بنایا جاتا۔ گدی سے زبانیں نکلوائی جاتیں۔ جانوروں کی کھالوں میں سی سی کر جنگلوں اور محلات کی بلندیوں پر ڈالا جاتا۔ کتب خانوں کو نظر آتش کیا جاتا۔ اپنی دانست میں مسلمانوں نے شیعیت کا نام لینے والا کوئی نہ چھوڑا نہ کوئی عالم، محدث، مفسر، فقیہ، مورخ، نہ کتاب و کتب خانہ نہ چھاپہ خانہ۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت خدا کرے　　　وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

پھر اس مظلوم فرقہ نے وہ علماء پیدا کئے۔ جن کے غلاموں جیسے عالم بھی اسلام کا کوئی فرقہ نہ پیدا کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ علامہ کلینی جیسا محدث فارابی و ابن سینا و ابن مسکویہ و بیرونی۔ نصیر الدین طوسی جیسے محقق میر باقر داماد اور صدر الدین شیرازی جیسے فلسفی و دانشمند اور شیخ مفید، علم الہدی علامہ مرتضیٰ علامہ محمد باقر مجلسی جیسے فقیہ مورخ اور انسائیکلوپیڈیا نہ

شریف رضی جیسے ادیب نہ شریف مرتضیٰ جیسے متکلم۔ جنہوں نے اس نازک دور میں حالات وواقعات قلم بند فرما کر امت مرحومہ پر احسانِ عظیم کیا۔ کہ آج وہ اہل بیت رسول ائمہ حق کی معرفت حاصل کر کے معرفت درضائے خداوندی حاصل کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علامہ ملا محمد باقر مجلسی کی حالات رسول وآل رسول پر بحار الانوار۔ حیات القلوب جن میں حالات رسول۔ آل رسول۔ اصحاب مومنین جمع فرمائے اور آپ سے پہلے جماعت صوفیہ نے عقائد باطلہ سے ہر طرف گمراہی پھیلا رکھی تھی اور لوگ ان کے دام فریب میں آکر اسلام کی صورت مسخ کرتے چلے جا رہے تھے۔ جناب علامہ نے پوری قوت سے ان کی دلیلوں کو باطل کرار دیا۔ اور ان کے دعوؤں کو بالکل ملیامیٹ کر دیا۔ اور ایسے دور میں آپ نے اہل ایمان کے ایمان کی جلا کے لئے حالات واقعات رسولؐ اور آل رسولؐ پر ایک مختصر مگر جامع کتاب تحریر فرمائی جس کا نامی جلاء العیون رکھا گیا۔

کیونکہ یہ کتاب لکھی ہی گئی تھی۔ معرفت اہل بیت رسولؐ کے لئے تاکہ عوام ان کی معرفت حاصل کر کے معرفت خوشنودی خدا حاصل کر سکیں۔ نیز چونکہ زمانہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مذہب اہل بیت رسول کے ناموافق تھا۔ کسی فن میں نہ کتب موجود تھیں نہ علماء صحیح طور پر خدمات مذہب حقہ سرانجام دے سکتے تھے۔ برخلاف اس کے عوام کیا۔ علماء کیا اور حکومت اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ صحیح صورت حالات وواقعات رسول اور آل رسول کو تبدیل کر دیا جائے اس مقصد کے لئے سرکاری خزانوں کے منہ کھلے تھے۔ رات دن جعلی واقعات بناتے جا رہے تھے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اہل بیت کی طرف منسوب کر کے کتابی صورت میں محدثین۔ مفسرین۔ مورخین اپنی تصدیقیت کی مہریں لگا کر عوام کے سامنے پیش کر رہے تھے اور عوام ان کو سچ سمجھ کر قبول کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ کہ اہل اسلام کے پاس صحیح معنوں میں معرفت رسول نہ رہی۔ کوئی کہہ رہا ہے۔ وہ ہم جیسا بشر تھا جیسا کہ ہم خطا کر سکتے ہیں وہ کر سکتا تھا۔ جیسا کہ ہم جاہل ہیں۔ اسی طرح وہ بھی ہر شے کا عالم نہ تھا کوئی نور کہہ رہا ہے کوئی کچھ کہہ رہا ہے۔ غرضیکہ جو کچھ جس کی سمجھ میں آرہا ہے۔ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ صحیح حالات رسول نہ رہے اور نہ صحیح معنوں میں معرفت رسول لوگوں کو رہی۔ المختصر مجلسیؒ علیہ الرحمتہ نے اس نازک دور میں کتاب مستطاب۔ جلاء العیونؔ کو مرتب فرمایا۔ اور مسلمہ امر ہے۔ کہ جب شیعہ کتب خانے نہ تھے۔ مخالفین کی ہر طرف اکثریت تھی۔ ان ہی کے علماء آزاد اور کتب خانے چھاپے خانے موجود تھے۔ تو لامحالہ حضرت علامہ مجلسی کو نیز نزاکت وقت کے پیش

نظر کہ جو شیعہ ثابت ہوا قتل کر دیا گیا جلاء العیون اور دیگر کتب میں ان مخالفین کی روایات بھی نقل کرنا پڑیں۔ اگرچہ وہ منافی شان اہل بیت رسول تھی لیکن ان کے نقل کئے بغیر حالات حاضرہ کے تحت چارہ بھی نہ تھا لہذا بندہ نے اپنی دانست کے مطابق جلد اوّل جلاء العیون اور جلد دوم میں ان روایات کے نیچے جو مخالفین سے حضرت علامہ نے نقل فرمائی ہیں حاشیہ دیدیا تاکہ طالبان حق کے لئے پریشانی نہ رہے۔ پھر بھی لیکن اگر کوئی روایت ایسی رہ گئی ہو جس پر بندہ نے حاشیہ نہ تحریر کیا ہو بھول ہو جانے سے تو اپنے اور غیر اس روایت ضعیفہ و موضوعہ سے نہ حضرت علامہ مجلسی اور نہ بندہ نیز مذہب امامیہ اور اہل بیت پر معترض نہیں ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی نے ایسا قدم اٹھایا کہ ناحق مجلسیؒ اور مذہب امامیہ کو غلط روایت پیش کر کے مطعون کیا۔ تو جاہل بے علم دشمن اہل بیت رسولؐ ثابت ہے مجلسیؒ نے دور نازک میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کتاب مرتب فرما کر جہاں جہاں سے اور جیسے جیسے حالات و واقعات ملے ضابطہ تحریر میں لا کر ملت اسلامیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اور اب یہ خود ہمارا اور دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ حضرت علامہ مجلسیؒ کی ان خدمات کی داد دیتے غلط روایات کو چھوڑ کر جلاء العیون سے روایات صحیح لے کر معرفت رسولؐ و آل رسولؐ حاصل کر کے دونوں جہان میں معرفت و خوشنودی خدا حاصل کریں۔ اور اس کے بغیر چارہ نہیں نہ کوئی عبادت کام آسکتی ہے۔

اطاعت رسولؐ و آل رسولؐ۔ اطاعت اور پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس کی اطاعت یا پیروی کی جا رہی ہے اس سے محبت رکھی جائے اور اسی جیسے کام کئے جائیں۔ اطاعت جس کی ہو اس کے تابع فرمان رہیں۔ اس کے علاوہ وقت حوائج کسی اور کے در پر نہ جائیں کسی کو اس سے افضل کیا اس جیسا نہ جانیں۔ اگر ان امور کے ساتھ اطاعت کی تو اطاعت ورنہ نہیں جس طرح کہ اطاعت کریں خدا کی۔ اور سجدہ کریں اشجار اور پتھروں کو۔ حالانکہ جس کی اطاعت کی جا رہی ہے۔ اسی کو سجدہ کرنا چاہیئے کلمہ پڑھیں رسول عربی کا اور نبی مانیں غلام احمد قادیانی کو یہ اطاعت نہیں ایسی اطاعت ہی کو کہتے ہیں شرک کفر۔ نفاق۔ معرفت خدا اور رضائے خدا کے لئے جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ عالمین میں صرف معرفت و رضائے رسولؐ اور آل رسولؐ لازم ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے

جعفری باش گر خدا خواہی   ورنہ در ہر طریق گمراہی

تو اس سے رسولؐ اور آل رسولؐ کی اطاعت بھی لازم آگئی۔ اطاعت کریں اہل بیت کی ولی مانیں کسی اور کو پیروی کریں آل رسولؐ کی۔ امام مانیں کسی دوسرے کو تو یہ نہ اطاعت کہلا سکتی نہ پیروی بلکہ نفاق ہوگا۔ یوں کہا جائے کہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔ اطاعت کے لئے لازم ہے۔ کہ جس کی پیروی کی جائے وہ جس سے محبت رکھے۔ خود بھی اس سے محبت رکھے اور وہ جس سے دشمنی رکھے تو اطاعت کرنے والا بھی اس سے دشمنی رکھے۔ اور محمدؐ عربی اس کے اہل بیت تو وہ ذوات مقدسہ ہیں۔ جن کی ہر ادا ہر حرکت و سکونت عین اسلام اور دوستوں سے محبت رکھنا عین ایمان ہے۔ ان ہی امور کے لئے ان ذوات مقدسہ کے حالات و واقعات علماء نے سپرد قلم کئے۔ تاکہ ان کی سیرت ان کے دوست اور دشمن کو معلوم کر کے ان سے دوستی اور دشمنی رکھی جائے اور ان کے حرکات و سکنات پر عمل کیا جائے کیونکہ ان کے دوستوں سے دوستی رکھنی عین ایمان اور عبادت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنی بھی اسی طرح عین ایمان اور عبادت ان اہل بیت رسول کا فعل خدا کا فعل اور ان کا قول خدا کا قول۔ ان کا محبوب خدا کا محبوب۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ان کا راندہ ہوا خدا کا راندہ ہوا ان کا دیا ہوا خدا کی عطا۔ اور ان کی عطا خدا کا رحم و کرم۔ ان کا ذکر کرنا ذکر خدا ان کا غم کرنا عبادت خداوندی اور ان کی خوشی میں خوش رہنا رضائے خداوندی۔ غرضیکہ اہل بیت رسولؐ کا ہر فعل اور قول عین اسلام اور عبادت ہے۔ جو انسان ان کے قول و فعل پر نکتہ چینی کرے۔ گویا اس نے فعل خداوندی پر اعتراضات کئے۔ جو ان کے ذکر کو اچھا نہ جانے گویا اس نے عبادت خداوندی کا انکار کیا۔ جو ان کے غم کو برا کہے۔ گویا اس نے اطاعت خداوندی کا انکار کیا۔ اور عبادت و ذکر و اطاعت خدا کا منکر۔ مشرک۔ کافر ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اسلام نے ذکر و محبت اہل بیت اور غم و خوشی اہل بیت کو کشتی نوح سے تشبیہ دے کر کشتی نجات قرار دیا ہے۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح من تعلق بها نجیٰ ومن تخلف عنها دخل فی النار۔ آج تک کوئی عالم اپنا کیا غیر کیا بلکہ غیر مسلم بھی یہ ثابت نہ کر سکے۔ کہ ان ذوات مقدسہ نے کبھی کوئی فعل بد کیا ہو چوری ڈاکہ ناجائز قتل۔ زنا۔ شراب خوری۔ جوا۔ نہیں۔ دنیا نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق

چھینے۔ گھروں کو آگ لگائی۔ جنازوں پر تیروں کی بارش کی۔ وطن سے بے وطن کئے۔ جوانوں بوڑھوں۔ بچوں کو قتل کیا۔ نیزوں پر چڑھایا۔ تیروں کا نشانہ بنایا۔ عورتوں کو قیدی بنایا۔ ان کی طرف غلط روایات منسوب کی گئیں شان گھٹانے کے لئے۔ مگر یہ جرأت کسی میں نہیں ہوتی۔ کہ ان کی روائتے کردار کو داغدار کرے۔ کوئی بدالزام لگائے یا ثابت کیا بدافعال کا ہونا ان سے جس طرح لوگوں نے کلام اللہ کو جلایا اس کی ترتیب کو بدلا مکی اور مدنی کو آیات کو آگے اور پیچھے کر دیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود متن و مفہوم قرآن کو بدل نہ سکے اسی طرح اہل بیت کے ساتھ سب کچھ کیا۔ مگر ان کو ان کے مقام سے نہ گرا سکے کیونکہ رسول پاک فرما گئے تھے۔ عن زید ابن اسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود ما بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی ان هما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (الطبرانی) قرآن پاک اور اہل بیت پاک کا تعلق ایسے ہے۔ جیسا کہ معانی کا الفاظ کے ساتھ حرکات و سکنات اہل بیت تفسیر قرآن ہیں۔ اور الفاظ قرآن پاک حیات اہل بیت ہیں۔ قرآن اگر جسم ہے۔ تو اہل بیت روح ہیں۔ قرآن اگر تعلیمات اسلام۔ تو اہل بیت عین اسلام۔ قرآن اگر کلام اللہ تو اہل بیت نفس اللہ ہیں۔ قرآن کے پڑھنے سے اگر مصیبت دور ہوتی ہے۔ تو ذکر اہل بیت سے مصائب و آلام دور ہوتے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا عبادت۔ اہل بیت کا ذکر عبادت، قرآن کا سننا عبادت، ان کے فضائل و مصائب کا سننا عبادت۔ قرآن کی توہین کفر۔ ان کی توہین کفر۔ قرآن کے دامن کو چھوڑنے والا جہنمی۔ ان کے در کو چھوڑنے والا دوزخی جس کو فاخرج کہہ کر قرآن نکال دے وہ ابلیس اور جس کو یہ لوگ قوموا عنی کہہ کر نکال دیں شیطان۔ کیونکہ قرآن معجزہ ہے یہ معجزہ نما ہیں۔ قرآن، قرآن صامت ہے اور یہ قرآن ناطق ہیں قرآن قلب رسول پہ رہا۔ یہ آغوش رسول میں رہے۔ قرآن کا مقام لوح اور ان کا مقام عرش معلے ہے۔ غرضیکہ اہل بیت رسول کی ہر ادا عبادت اور ہر فعل عبادت ہے۔ لہذا خدا کا عبادت گذار بننے کیلئے ان کی ہر ادا پر عمل کرنا ہوگا۔ اور ہر فعل کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہوگا۔ لعنت ہو ابلیس ملعون پر بے شمار جس نے اہل اسلام کو گمراہ کر کے در اہل بیت سے دور کر دیا۔ آج اہل اسلام کہیں شان اہل بیت پر نکتہ چیں اور کہیں غم اہل بیت کو بدعت اور خدا جانے کیا کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ صرف اہل اسلام کی بدبختی ہے جو اپنی غلط قسم کی ذہنی اختراع پردازی کے سبب اہل بیت رسول کو چھوڑ کر گمراہ ہی نہیں گم راہوں میں بٹ کر علیحدہ علیحدہ فرقے بن گئے۔ حالانکہ کائنات اور اسلام

میں غم والم کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی شے کو نہیں ہے۔

رنج وغم غم انسان کی عین فطرت ہے۔ اسی لئے خالق فطرت نے اس کی نسبت اپنی طرف دی ہے اور فرمایا ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى وہ وہی خدا ہے جس نے انسان کو ہنسایا بھی اور رولایا بھی۔ خالق فطرت نے اس غم کو انسان کے ساتھ اتنا ضروری قرار دیا ہے۔ کہ انسانی زندگی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اگر غم والم علیحدہ کر دیا جائے تو نہ انسانیت رہے نہ زندگی۔ زندگی ہے ہی غم کے ساتھ بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ زندگی کی بنیاد ہی غم کے اوپر ہے۔ اگر غم زندگی کی بنیاد نہ ہوتا تو انسان پیدا ہوتے ہی نہ روتا انسان کا پیدا ہو کر رونا اس امر کی بین دلیل ہے کہ زندگی غم کے ساتھ ہے اور غم زندگی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جو پیدا ہو کر روتا ہے۔ زندہ ہوتا ہے۔ اور جو روتا نہیں مردہ ہوتا ہے۔ پروردگار عالم نے یہ غم والم فطرت انسانی میں رکھا ہے۔ اور پروردگار عالم حکیم مطلق ہے۔ حکیم مطلق کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا پروردگار عالم نے ہماری فطرت میں غم کو ودیعت کیا ہے تو کیوں۔ کیا غم اچھی چیز ہے یا بری مصائب و آلام خیر ہیں یا شر۔ اگر آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کا یہ عقدہ ہے کہ اللہ ہمہ خیر ہے۔ اور وہ قادر مطلق بھی ہے۔ اور ہر چیز کا مصدر خدا ہے زندگی کا مبداء خدا ہے۔ اس لئے زندگی میں غم والم کا ہونا اور لازم طور پر ہونا مصائب و ابتلا کا پایا جانا یقیناً خیر ہے۔ مولانا رومی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر چہ بینی محض خیر و حکمت است   گر ترا از رحمت و گر زحمت است
زانکہ ناید فعل باطل از حکیم   فعل حق باطل نہ باشد اے سلیم

مال کے گم ہونے کا غم اور اولاد کے مرنے کا غم زندگی کو برباد کرتا ہے۔ خدا کی یاد میں غمگین رہنا تزکیۂ نفس کہلاتا ہے۔ دنیا کا غم خدا سے دور کرتا ہے۔ اور رسول و اہل بیت رسول کا غم رضائے خدا دلاتا ہے۔ زمرد و جواہر کے غم سے انسانیت پستی کے گڑھے میں جا گرتی ہے اور غم اہل بیت سے انسانیت بام عروج پر پہنچتی ہے ؎

فتح مظلوم کا جو رنگ جمائے وہ غم   در دبر کیف کی رفعت جو دکھائے وہ غم
پست غم جس سے کوئی دل میں نہ آئے وہ غم   جو کہ انساں کو انسان بنائے وہ غم
جس کے سانچے میں ڈھلیں گوہر انسانیت
جس کے کانٹے میں تلیں جوہر انسانیت

حق پرستی سے نہ ہونے دے جو غافل وہ غم | جس سے ٹھکرائے پرستاریٔ باطل وہ غم
سلطنت ٹھہرے نہ جس غم کے مقابل وہ غم | جو رہے ضامنِ شائستگیٔ دل وہ غم

دل گدازی میں شجاعت جو سکھاتا جائے
سوگواروں کو سپاہی بھی بناتا جائے

(آل رضا صاحب رضا)

غم اہل بیت خدا کے نزدیک کرتا ہے بلکہ غم اہل بیت سے رضائے خدا خوشنودیٔ رسول حاصل ہوتی ہے جبکہ اہل بیت کی ہر ادا اسلام اور عین حق ہے تو ان کا غم بھی اسلام اور عین حق ہے اور حق کو دیکھ کر غم کرنے والوں رونے والوں کو قرآن ان الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول، تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق (المائدہ) اور جب سنتے ہیں جو کچھ اتارا گیا ہے طرف رسول کے دیکھتا ہے تو ان کی آنکھوں کو کہ بہتی ہیں آنسوؤں سے حق پہچاننے کی وجہ سے اس آیت سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے۔ حق پہچان کر رونا اہل مودۃ کا کام ہے۔ اور وہ سورت یوسف جس میں حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کے غم والم گریہ و بکا کا ذکر ہے۔ قرآن پاک احسن القصص کہتا ہے جو ان سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کا غم بھی افضل و اعلیٰ احسن القصص ہے۔ لوگوں نے جو اس غم کو بند کرنا شروع کیا ہوا ہے، اور بدعت حرام۔ نکاح کا ٹوٹنا اور کیا کیا نا جائز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا وجہ کیا ہے اہل بیت کا غم کرنا کیوں برا اور بدعت قرار دیا جاتا۔ ہاں امام غزالی کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے جس کو صاحب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۹۷ پر ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔ یحرم علی الواعظ روایت مقتل الحسن والحسین وحکایات وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیهم۔ یعنی واعظ پر حرام ہے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی شہادت کا بیان کرنا اور ان حکایتوں کا ذکر کرنا بھی حرام ہے۔ جو صحابہ کے درمیان دشمنی اور ظلم وغیرہ کئے گئے۔ کیونکہ ان واقعات کا ذکر بغض صحابہ اور ان پر طعن و لعن کرنے میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔ استغفر اللہ کیا الٹی منطق بیان کی کہ غم اہل بیت بیان کرنے سے بغض صحابہ پیدا ہوتا ہے۔ صحابی تو کہتے اس کو ہیں جس نے ظاہری آنکھوں سے رسول پاک کی زیارت کی مشرف با اسلام ہو کر اور دنیا سے اسلام و ایمان کے ساتھ گیا ہو۔ نیز محبت اہل بیت میں اسلام اور ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو فرمان خداوندی

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ (شوریٰ) اے پاک حبیبؐ آپ اعلان فرما دیجئے۔ کہ مجھ رسول کو اگر اجر رسالت دے کر خوش رکھنا ہے اور میری رضا حاصل کرنی ہے۔ تو میرے اہل بیت کی اطاعت و تابعداری کرو۔ نتیجہ صاف نکلا۔ زیارت رسول کرنے والا مشرف با اسلام ہو کر اطاعت رسولؐ اور تابعداری اہل بیت کے دنیا سے تشریف لے جائے وہ صحابی رسول ہے لہذا جو صحابی رسول ہو گا۔ وہ تو اہل بیت رسول پر ظلم کر ہی نہیں سکتا اور نہ غم اہل بیت بغض صحابہ پیدا کر سکتا ہے۔ بلکہ اہل بیت رسول پاک پر مظالم تو وہ کرے گا جو صحابی نہ ہو گا۔ بلکہ منافق ہو گا۔ اور منافقین سے نفرت کرنا عین ایمان ہے اسی وجہ سے اہل بیت رسولؐ کے دوست مومن کہلاتے ہیں، اور دشمن منافق اور دوستوں سے دوستی رکھنا ایمان۔ منافق سے نفرت کرنا ایمان ہے لعنت ہو بے شمار ابلیس ملعون پر جس نے عجیب عجیب باتیں مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر کے ان کو گمراہ کر دیا ہم کو اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ غم اہل بیت کو قائم کرنا اور عمل کرنا یہ ہمارا ہی طریق ہے یا بزرگان ماسلف رسولؐ پاک اور خود اہل بیت اطہار نے بھی کیا ہے یا نہیں۔

غم اہل بیت میں رسول کا مغموم ہونا

غم اہل بیت وہ غم ہے جس کو سرکار دو عالم فخر موجودات عالم حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولادت حسینؑ کے موقعہ پر خود ہی نہیں بلکہ فاطمہؑ۔ علیؑ ام الفضلؓ کو بھی اس غم میں شریک کر کے چار چار آنسو رولائے۔ نیز دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ یعنی سرکار رسالت نے حلقۂ انبیاء میں فردوس بریں میں اپنے سر مبارک میں خاک ڈالی اور غم حسینؑ کو جنت میں سنایا۔ ملاحظہ ہو۔ عن ابن عباس انہٗ قال رایت النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہٖ قارورۃٌ فیہا دم فقلت بابی انت وامی ما ھذا قال ھذا دم الحسین واصحابہٗ لم ازل التقطہٗ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاجد قتل ذالک الوقت (تقویۃ الایمان جلد دوم ص۹۶) اسمٰعیل دہلوی) حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔ کہ میں نے پیغمبر خدا کو اس حالت میں دیکھا۔ وقت دوپہر خواب میں۔ بال پریشان اور خاک سر میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے اس میں خون ہے میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ قربان یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ خون ہے۔ امام حسینؑ کا اور اس کے اصحاب کا میں آج کے روز

دن سے ٹٹولتا ہوں اس کو ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں وہ دن شمار کرتا رہا کہ اس دن کو پالوں جب وہ قتل ہوں

حدثنا ابو سعید الاشج نا ابو خالد الاحمر نا رزین قال حدثتنی سلمیٰ قالت دخلت علیٰ ام سلمۃ وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیۃ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین انفا (جامع ترمذی جلد دوم)

زرین نے سلمیٰ سے روایت کی ہے اور کہتی ہیں میں حضرت ام سلمیٰ کے پاس گئی تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں میں نے عرض کیا۔ آپ اس طرح غم و اندوہ سے کیوں رو رہی ہیں۔ تو فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول پاک کو خواب میں دیکھا سر اور داڑھی میں خاک پڑی ہوئی ہے اور رو رہے ہیں میں نے عرض کیا۔ آپ نے یہ حالت کیوں بنا رکھی۔ فرمایا میں دیکھ کر آرہا ہوں میرا بیٹا حسین ابھی ابھی قتل کر دیا گیا۔

جناب زینبؑ کا ماتم و غم کرنا

آل محمدؐ کی بعد حسینؑ مظلوم۔ قافلہ سالار جناب فاطمہ الزہرا کی ورثہ دار۔ لخت دل حیدر کرار جناب زینبؑ سلام اللہ علیہا بعد حسینؑ نانا کے دین و قرآن و اسلام کی محافظ۔ فقیہ آل محمدؐ۔ عالم قرآن کی عالمہ بی بی جب میدان کربلا سے امام مظلوم کے قتل کے بعد قید ہو کر اسلام، اور شہادت امام کو بام عروج پہونچانے کیلئے شام چلنے کو تیار ہوئی تو غم اہل بیت کی سوگوار نے اپنے مظلوم بھائی کی ایسی نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی کہ قیامت تک غم اہل بیت نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کو بدعت کہنے والوں کا قلع قمع کر دیا۔ ملاحظہ ہو شریعت کی پابند زینبؑ کا ماتم اور غم کرنا۔ غم اہل بیت میں

قال قرۃ بن قیس لما مرت النبوۃ بالقتلیٰ صحن وبطن خد ودمن قال نما رایت من منظر من نسوۃ قط احسن منظر رایتہ منھن ذالک الیوم کتاب اھل سنت البدایہ والنہایہ (جلد ہشتم ص۱۹۳)

قرۃ بن قیس بیان کرتا ہے۔ کہ جب قافلہ آل محمدؐ اسیر ہو کر مقتولان دشت کربلا کی لاشوں پر پہونچا تو مخدرات عصمت و طہارت بے محابا گر پڑیں اور انہوں نے آہ و بکا اور نوحہ کیا۔ رخسار پیٹے ماتم کیا۔ ایسا حلقہ ماتم کا منظر کبھی نہ دیکھا تھا جیسا کہ اس دن دیکھا۔ اور سیدہ ثانیہ زینب کبریٰ نے جو اس حلقہ ماتم میں نوحہ وندبہ پڑھا جس کا مکمل

ائمہ اہل بیت کا غم حسین میں مغموم رہنا شیخ جلیل جعفر بن قولویہ نے کامل میں ابن خارجہ سے ایک روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت امام جعفر صادق کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ سرکار صادق آل محمد بہت روتے اور ہم بھی روتے اس کے بعد آنجناب نے فرمایا اپنا سر مبارک اٹھا کر۔ سید الشہدا حضرت حسینؑ فرمایا کرتے تھے میں قتیل عبرت ہوں۔ کوئی مومن ایسا نہیں جو میرا ذکر سنے اور نہ روئے شیخ طوسیؒ اور شیخ مفیدؒ ہر دو نے ابان بن تغلب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ہماری مظلومیت سے متاثر ہو کر کسی کا مہموم و مغموم ہونا تسبیح پروردگار ہے۔ اور ہمارے غم واندوہ کا احساس عبادت خدا ہے اور ہمارے اسرار کو غیروں سے پوشیدہ رکھنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ پھر امام حسین فرمانے لگے واجب ہے کہ اس حدیث کو حروف زریں میں لکھا جائے۔ نیز صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے جد مظلوم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

عن ابی عبد الله انه قال کل الجزع والبکا مکروه سوی الجزع والبکا علی الحسینؑ و قال من ذکرنا عنده ففاض من عینیه ولو مثل راس الذبابة غفر الله ذنوبه ولو کانت مثل زبد البحر۔

(امالی شیخ صدوق)

حضرت ابی عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا سب گریہ وزاری اپنی اولاد۔ ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے مرنے پر کرنا مکروہ ہے سوائے گریہ وزاری حضرت امام مظلوم علیہ السلام حسینؑ پر کہ یہ ثواب عظیم پر مشتمل ہے اور فرمایا جس کے سامنے ہمارا ذکر مصائب ہو اور آنسو پر مگس کے برابر باہر آئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اگرچہ وہ کثرت میں دریا کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔

اسی کتاب میں شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن ابی المحمودؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تحقیق محرم وہ مہینہ تھا۔ کہ اہل جاہلیت بھی اس کی حرمت وعظمت کا خیال کرتے تھے اور جدال وقتال کو اس مہینے میں حرام جانتے تھے۔ اس امت جفا کار ستم شعار نے اس مہینہ کی حرمت کا بھی خیال نہ کیا۔ اور اس ماہ میں ہماری خونریزی کی اور ہتک حرمت کا ارتکاب کیا۔ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کو اس

ماہ میں اسیر کیا۔ ہمارے خیام کو نذر آتش کیا۔ ہمارے اموال کو تاخت و تاراج کیا اور ہمارے حق میں ہمارے جد پاک سرکار رسالت کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا۔ تحقیق روز شہادت امام حسینؑ نے ہمارے دلوں کو مجروح کر دیا۔ آنسو ہماری آنکھوں سے رواں ہوئے۔ ہمارے عزیز ذلیل ہو کر رہ گئے آہ! زمین کربلا ہمارے لئے قیامت تک کرب و بلا کی مورث بن گئی ہے حسینؑ ایسے مظلوم شہید راہ خدا میں رونے والوں کی آنکھیں اشکبار ہونا ہی چاہئیں اس میں شک نہیں کہ مظلوم حسینؑ پر گریہ و زاری کرنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے اس کے بعد امام نے فرمایا جب محرم کا چاند نظر آتا تھا۔ میرے والد کا یہ حال ہو جاتا تھا۔ کہ تبسم مسکراہٹ سے ان کا چہرہ نا آشنا ہو جاتا تھا۔ حزن و اندوہ یاس و غم آپ پر طاری ہو جاتا تھا محرم کی دسویں تاریخ جب یہ قیامت خیز صبح نمودار ہوتی۔ تو یہ روز مصیبت آپ کے رونے اور گریہ و زاری کا دن ہوتا تھا۔ جذبات رنج و ملال شدت اختیار کرتے۔ اور دن بھر آنکھوں سے سیل اشک رواں فرمایا کرتے آہ آج وہ دن ہے۔ جس دن مظلوم کربلا سید الشہداء امام حسینؑ شہید ہوئے

ثواب بکائے حسینؑ: علامہ مجلسیؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں۔ میرے جد حضرت رسول پاک نے فرمایا۔

کل عین باکیۃٌ یوم القیمۃ الا عینٌ بکت علی الحسین ؑ فانہا ضاحکۃٌ مستبشرۃٌ۔ بنعیم الجنۃ (بحار الانوار)

قیامت کے روز تمام آنکھیں ہول قیامت سے روتی ہوں گی۔ سوائے اس آنکھ کے جو مصیبت امام حسین علیہ السلام پر روتی ہوگی کہ اس کا مالک بادیدہ خنداں داخل جنت ہوگا۔ اور اس کو جنت کی نعمتوں کی بشارت دی جائے گی۔

صادق آل محمدؐ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز فرشتہ ہائے عذاب ایک شخص کو پکڑے ہوئے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہوں گے۔ اور دنیا میں اس سے کوئی بھی نیک عمل نہ ہوا ہوگا۔ پس یہ آواز فوراً آئے گی۔

یُنَادِیْ مُنَادٍ قِفُوْا یَا مَلٰئِکَتِیْ فَاِنَّ لَہٗ اَمَانَۃً عِنْدِیْ یُعْطٰی لَہٗ دَرَّۃً بَیْضَاءَ یَتَّبِعُ مِنْ نُوْرِھَا

ایک منادی ندا کرے گا پروردگار عالم کی طرف سے اے میرے ملائکہ ٹھہر جاؤ۔ اس مرد گنہگار کی ایک ایک امانت ہمارے پاس ہے۔ ملائکہ ٹھہر جائیں گے۔ پس اس شخص کو ایک قوی تابندہ و درخشاں

المخمشو۔ عنایت ہوگا۔ جس کے نور سے تمام عرصہ
محشر نورانی روشن ہو جائیگا۔ (محرق القلوب)

وہ شخص اس موتی کو دیکھ کر حیرت و تعجب سے بارگاہ احدیث میں عرض کرے گا۔
بار الہا مجھے تو اس امانت کا کوئی علم نہیں۔ ارشاد ہوگا۔ اے شخص یہ دُرِ بے بہا حقیقت میں
ایک اشک ہے جو ایک مرتبہ مصیبت امام حسین مظلوم میں تیری آنکھ سے نکلا۔ اور تیرے رخسار
پر جاری ہوا۔ اب تو اس موتی کو سب انبیاء اور اوصیا کے پاس لے جا۔ اور ہر ایک سے اس کی
قیمت دریافت کر۔ پس وہ شخص تمام انبیاء اور اوصیاء حتیٰ کہ جناب خاتم النبیینؐ اور جناب خاتم
الاوصیا حضرت علیؑ کی خدمت میں بھی حاضر ہوگا۔ اور اس کی قیمت دریافت کرے گا۔ مگر
کوئی اس کی قیمت نہ بتا سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ مرد مومن وہ موتی لئے ہوئے خدمت با
سعادت امام حسینؑ میں حاضر ہوگا۔ جناب سید الشہداء اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جائیں
گے۔ اور اس شخص کو گلے سے لگالیں گے۔ اور قائمہ عرش الٰہی تھام کر خدمت باری میں
عرض کریں گے۔ بار الہا یہ موتی ایک دانہ اشک ہے جو اس مومن کی آنکھ سے مجھ مظلوم کی
مصیبت میں جاری ہوا تھا۔ اور اس کی یہ قیمت ہے کہ اس شخص کو جنت عطا کر اور اپنے
فضل و کرم سے میرے ساتھ بہشت میں جگہ دے۔ ارشاد ہوگا۔ اے حسینؑ ہم نے اس کے
تمام گناہ معاف کئے بلکہ اس کے ماں باپ کو بخش دیا۔ اور تمہارے ساتھ تمہارے ہی
درجے میں جگہ دی۔ ثبوت عزاداری آئمہ اہلبیت سے اور منزلت آہ و بکا کے متعلق ایک اور
روایت کا یہاں پر امالی شیخ صدوقؒ پیش کرتے ہیں۔ مسمع بن عبدالملک نے جناب صادقؑ
علیہ السلام سے روایت کی۔ ایک دن حضرت امام صادق نے مجھ سے پوچھا۔ اے مسمع تو
اہل عراق سے ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے مزار اقدس کی زیارت کو جاتا ہے۔ میں نے عرض
کی۔ لا انا رجل من اھل البصرۃ۔ نہیں جناب میں تو بصرہ کا رہنے والا ہوں۔ اور
میرے پاس جو لوگ رہتے ہیں۔ وہ حکومت وقت کے خیر خواہ اور خلیفہ وقت کے طرفدار
ہیں۔ ان کے خوف سے میں شرف زیارت سے محروم رہتا ہوں امام نے فرمایا۔ اتذکر
ما صنع بہ قلت بلیٰ۔ آیا تو ان جگر سوز مصائب و آلام کو بھی یاد کرتا ہے۔ میں نے عرض
کیا۔ جی ہاں۔ قال فتجزع پوچھا کیا روتا بھی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ای و اللہ قسم خدا
کی روتا ہوں۔ و استعبر لذلک حتیٰ یریٰ اھلی اثر ذالک علی۔ اس قدر مصائب

سید الشہداء پر روتا ہوں کہ میرے اہل خانہ آثار حزن وملال کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ آب وطعام مجھے ناگوار ہو جاتا ہے۔ اور غم واندوہ میرے چہرے سے عیاں ہوتا ہے۔ قال رحم اللہ دمعک اما انت من الذین یعدون من الجزع لنا۔ اللہ تعالیٰ تیرے گریہ وزاری پر رحم فرمائے تو ہم رونے والوں میں شمار ہوگا۔ والذین یفرحون لفرحنا ویحزنون بحزننا ویخافون لخوفنا ویامنون اذا امنا۔ اور تم ان لوگوں میں محسوب ہوگا جو ہماری خوشی کو سن کر خوش ہوتے ہیں۔ اور ہمارے خوف کی یاد سے خائف ہوتے ہیں۔ اور ہمارے امن سے مامون ہوتے ہیں اور قریب ہے کہ تو عالم نزع میں میرے آبائے طاہرین کو دیکھے اور وہ ملک الموت سے تیری سفارش فرمائیں گے کہ تیری آنکھیں روشن ہوں گی۔ ملک الموت ارق علیک واشد رحمۃ لک من الام الشفیقۃ علی ولدھا۔ پس موت کا فرشتہ تیرے اوپر اس سے زیادہ مہربان ہوگا۔ ماں جیسی مہربان اپنے بیٹے پر ہوتی ہے۔ ثم استعبر واستعبرت معہ۔ پھر حضرت نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اور میں بھی ساتھ رونے لگا پھر فرمایا۔ الحمد للہ الذی فضلنا علی خلقہ بالرحمۃ وخصنا اھل البیت ہر طرح کی حمد وثنا اس خدائے قدوس کی ہے جس نے اپنی رحمت کاملہ سے ہم اہل بیت کو تمام خلقت پر فضیلت و برتری دی۔ اور ہم کو اپنی رحمتوں سے مخصوص فرمایا۔ یامسمع ان الارض والسماء تبکی منذ قتل امیر المؤمنین رحمۃ لنا۔ اے مسمع جب سے امیر المؤمنین شہید ہوئے۔ زمین و آسمان ہماری مظلومیت پر ترحم کے سبب ہم پر روتے ہیں۔ وما رقات دموع الملائکۃ منذ قتلنا۔ اور جس دن سے ہم اہل بیت شہید ہوئے رونا فرشتوں کا بند نہیں ہوا۔ فاذا سال دموعہ علی خدہ فلو قطرۃ من دموعہ سقطت فی جہنم لاطفئت حرھا۔ پس جس کے قطرات اشک ہمارے مصائب کو سن کر آنکھوں سے رخساروں پر رواں ہوئے۔ ان آنسوؤں کا پیش خدا یہ رتبہ ہے کہ ان کا ایک قطرہ آتش جہنم پر ڈال دیا جائے گا۔ تو جہنم کے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے بجھ جائیں گے اور اس کی حدت وحرارت سرد ہو جائیگی۔ اے مسمع جس کے دل میں ہماری خاطر درد ہوگا۔ وہ موت کے قریب جب ہم کو دیکھیگا۔ تو اس کا دل شاد وفرحناک ہوگا۔ ہم اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اور اسے ایسی لازوال فرحت حاصل ہوگی۔ کہ اس کے دل سے ہرگز زائل نہ ہوگی۔ حتی یرد علینا الحوض۔ یہاں تک وہ حوض کوثر پر

ہمارے پاس حاضر ہوگا۔ اور جب کوثر ہمارے دوستوں کو دیکھے گا۔ تو کمال مسرور ہوگا وہاں ہمارے دوستوں کو انواع انواع کے بہشت کے پرمزہ لذت دار کھانے مہیا ہونگے۔ اور جو بھی کوثر کا جام مسرت نوش کریگا لَمْ يَظْمَأْ وَلَمْ يَشْقَ بَعْدَهَا أَبَدًا۔ وہ کبھی نہ تشنہ ہوگا۔ اور نہ کبھی مشقت اٹھائے گا۔ وَهُوَ فِي بَرْدِ الْكَافُورِ وَرِيحِ الْمِسْكِ کوثر کیا کافور سے کہیں زیادہ خنک اور عنبر و کستوری سے کہیں زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیریں۔ عنبر سے پاکیزہ تر ہے۔ وہ جنت کی نہر تسنیم سے نکلا ہے۔ سنگریزوں کی جگہ اس میں دُر اور یاقوت ہیں۔ فِيهِ مِنَ الْأَقْدَاحِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ کوثر پر اتنے جام ہوں گے کہ شمار میں آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے۔ جو انواع و اقسام کے جواہر میں نکلے ہونگے جو ہمارا دوست اس سے پانی پینے لگا۔ اس کا دل ٹھنڈا ہوگا۔ اے مسمع تو بھی ان میں سے ہو گا۔ جو کوثر سے سیراب ہونگے اور کوئی آنکھ ایسی نہ ہوگی۔ جو ہمارے مصائب پر روتی ہو۔ مگر وہ کوثر کو دیکھ کر مسرور ہوگی۔ اور اس کے پینے والے ہمارے شیعہ اور دوستدار ہونگے۔ ان کے سوا کسی کو ایک قطرہ بھی نہ ملے گا۔ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کوثر پر کھڑے ہونگے۔ وَفِي يَدِهِ عَصًا مِنْ عَوْسَجٍ يَحْطِمُ بِهَا أَعْدَاءَنَا۔ اور ہاتھ میں حضرت کے ایک بادام تلخ کا عصا ہوگا۔ کہ اس سے اعدائے دین کو کوثر سے دور ہانکتے ہوں فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ۔ إِنِّي أَشْهَدُ الشَّهَادَتَيْنِ۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا۔ یا حضرت میں تو کلمہ گو ہوں مجھے کیوں دور کریں گے فَيَقُولُ انْطَلِقْ إِلَى إِمَامِكَ حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا۔ جس کو دنیا میں اپنا امام اور پیشوا مانتا اور جانتا تھا فَيَقُولُ يَتَبَرَّأُ مِنِّي الْإِمَامُ الَّذِي تَذْكُرُهُ۔ پس وہ کہے گا۔ حضور جس امام کا آپ تذکرہ فرما رہے ہیں، وہ تو آج مجھ سے بیزار ہے۔ فَيَقُولُ لِي لَيْسَ شَفِيعٌ وَأَهْلَكَنِي عَطَشًا۔ پھر وہ عرض کریگا یا حضرت آج میرا کوئی شفیع نہیں اور شدت پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے۔ حضرت فرمائیں گے۔ زَادَكَ اللَّهُ ظَمَأً۔ خدا تعالیٰ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے۔ جاؤ دور ہٹ جاؤ۔ تم نے دنیا میں کبھی ہمارے پیاسوں کو یاد نہ کیا۔ یہ ہے گریۂ غم اہل بیت کی منزلت جو اس حدیث سے ظاہر ہوگئی۔ احادیث اور واقعات اور بہت ہیں مگر صاحبان بعقل ہوش کے لئے یہ ہی بہت ہیں۔ اور منکرین کے لئے تو اگر رسول پاک سامنے تشریف لاکر بھی فرمائیں تب بھی کچھ نہیں۔ اور کیا خوب کہا ہے۔

سن اے غافل کہ غم میں ہی خوشی کا راز ہے پنہاں شکستہ ساغروں میں ہی چھلکتی ہے مئے عرفاں
جسے گھیرا ہو صدموں نے وہ ہی انساں ہے تنہا در رحمت دل بیتاب ہے اور دیدۂ گریاں
تڑپ اے دل تڑپنے ہی سے باطن جگمگاتا ہے
ستارے کانپتے رہتے ہیں، شعلہ تھرتھراتا ہے
جسے تو غم سمجھتا ہے۔ خزانہ ہے مسرت کا جسے تو چشم تر کہتا ہے سر چشمہ ہے رحمت کا
ہر آہ سرد جھونکا ہے نسیم باغ راحت کا ہر آنسو آئینہ ہے اصل میں تصویر جنت کا
یہ نوحے سوئیں گے اک روز آغوش ترنم میں
یہ آنسو جذب ہو جائیں گے حوروں کے تبسم میں

غم اہل بیت رسول دین میں جذب ہو کر خود دین بن گیا۔ اس غم کو سینے سے لگانے والے ہی دیندار ہیں اے امت مرحومہ نبیؐ کی اولاد کی مظلومیت کو یاد کرکے خوب رو۔ کربلا کے پیاسوں کا خوب ماتم کرو شام کے قیدیوں کی مصیبت پر دل کھول کر آنسو بہاؤ یتیمان آل محمدؐ کی یتیمی واسیری پر خوب نوحہ کرو۔ عالمین کے پیغمبر کو تمہارے رونے سے سرور سیدۃ النساء العالمین کو تمہاری بکا سے چین اور حیدر کرار کو قرار آتا ہے۔ اور پروردگار عالم غم اہل بیت میں تم کو گریاں پاکر اپنی رحمتیں اور جنتیں نثار کرتا ہے۔

تعزیہ داری

انسانی ذہن کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب کسی چیز کو زیادہ عرصہ گذر جائے تو انسان اس چیز کو اپنے ذہن سے اتار دیتا ہے۔ اور وہ چیز بھول جاتی ہے۔ یہ انسان بھلائی کے لئے ہے۔ کیونکہ امر مسلم ہے۔ کہ جو چیزیں وہ خواہ خوبیاں ہوں یا وہ کمزوریاں سب کی سب کسی نہ کسی وجہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور جو چیزیں قدرت نے فطرت انسانی میں داخل کر دی ہیں وہ ضروری طور پر کسی نہ کسی بھلائی پر مبنی ہوتی ہیں کیونکہ کسی چیز کو بھلانے کا مادہ قدرت کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے اس لئے اس میں بھی قدرت کو انسان کی بھلائی منظور ہے اور وہ یہ کہ انسان اس طرح اپنے دماغ کو ان تمام چیزوں کی یادداشت سے محفوظ رکھتا ہے جنہیں انسان کیلئے یاد رکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کو یاد رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور انسان خود محسوس کرتا ہے کہ اسے ان چیزوں کو یاد رکھنا چاہیئے ہمیشہ کیلئے اس کے ساتھ ساتھ اس میں وہ قدرتی بات بھی ہوتی ہے جو انسان کو چیزوں کو بھلا دینے

کی طرف کھینچتی ہے۔ قدرت کی اس دی ہوئی چیز کے ساتھ وہ جنگ تو نہیں کرسکتا۔ البتہ چند ایسے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ جن کی مدد سے وہ ان چیزوں کو یاد رکھ سکے۔ چنانچہ چند ذریعوں میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان اس چیز کو اپنے سامنے بار بار لائے تاکہ اس چیز کو بھولے نہیں۔ انسانیت اور اسلام کی خاطر حضرت امام حسین علیہ السلام کی قربانی ایک ایسی چیز ہے، جس کو دنیا ایک ایسی داستاں قرار دیتی ہے جسے انسان کو انسانیت کی خاطر ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ تعزیہ مبارک علم مبارک اور شبیہہ گہوارۂ حضرت علی اصغر شبیہہ ذوالجناح حضرت امام حسینؑ ایسی ہی چیزیں ہیں جو ذہن انسانی میں ہمہ وقت کے انسانیت کے سب سے بڑے محسن کی یاد تازہ کر دیتے ہیں۔ نیز قرآن پاک سے بھی یہ ظاہر ہے۔ کہ گذشتہ امتیں محسنین انسانیت کی تشبیہیں برائے یادگار جا کر رکھا کرتیں تھیں ملاحظہ ہو۔ وَيَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ وَ تَمَاثِيلَ پ۲۲ رکوع۲، آیت اور جنات وانس بناتے تھے حضرت سلیمان کیلئے محراب اور تماثیل۔

محاریب ابنیة مرتفعة الیها بدرج و تماثیل جمع تمثال وهو كل شئ مثلته ای صور من نحاس وزجاج ورخام ولم تكن اتخاذ الصور حراما فی شریعة (تفسیر جلالین)

کہ محاریب جمع محراب کی ہے کہ وہ اونچی عمارت کو کہتے ہیں جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتے۔ تماثیل جمع تمثال کی ہے۔ اور وہ کسی اصل شئے کی مثالی اور تشبیہ بنانے کا نام ہے یعنی تانبے۔ کچھ۔ پتھر کی صورتیں اور یہ صورتیں شریعت حضرت سلیمان میں مباح تھیں۔

نیز علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ محراب مکان رفیع اور بلند کو کہتے ہیں۔ بقول مبترد وہ ہے جو پر سیڑھی کے بغیر چڑھا نہ جائے۔ اور مقامات مقدسہ کو اس لئے محراب کہتے ہیں۔ کہ یہ رفیع ویعظم ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور دل میں ان کی رفعت ہوتی ہے زیر آیت لہٗ مایشاء من محاریب الخ تفسیر فتح القدیر۔ جلد چہارم ص۳ اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ محاریب سے مراد مقامات مقدسہ متبرکہ مجید بزرگوں کی جگہیں یادگاریں اور روضہ مقدسہ امام حسین محراب ہے۔ جس کی تمثال تعزیہ مبارک ہے اور اسی لئے آل عمران سورہ میں بیت المقدس کو محراب کہا گیا ہے قرآن تو کھلے الفاظ میں اس کے جواز کا فتویٰ ہی صادر نہ کر رہا۔ بلکہ ہر وقت ببانگ دہل اعلان عزا داری کر رہا ہے۔ اور امت محمدیہ میں آج تک

بلکہ قیامت تک مخالفین عزاداری میں بھی مقامات مقدسہ کی جگہیں بنائی جاتی ہیں اور بنائی جاتی رہیں گی جیسا کہ مسجد جو کہ لوگوں کے گھروں کی طرح ایک گھر ہوتا ہے جس کو مزدور بناتے ہیں۔ خدا جانے وہ متقی و پرہیز گار۔ نمازی دیانت دار بھی ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور جس اینٹ گارے سے بناتے ہیں۔ وہ پانی مباح۔ طاہر بھی ہوتا ہے یا نہیں۔ اینٹیں غصب کی ہوتی ہیں۔ یا پاکیزہ آمدنی کی جس روپے سے بن رہی ہے۔ وہ روپیہ بنک کا سودی ہوتا یا طیب کمائی کا بنانے والے مسلم ہیں یا وہ مزدور عیسائی۔ مسلم شیخ ہیں کوئی تمیز غرضیکہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ گھر بن جاتا ہے اور اس میں بیت اللہ کی شبیہہ قائم کر دی جاتی ہے جس کو محراب وغیرہ کہتے ہیں۔ اب وہ مسجد کہلاتی ہے اور اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی اس جگہ میں جنب کی حالت میں ماہواری کی حالت میں جانا حرام اس کی توہین کرنا کفر اور اس کو نجس کرنا عین کفر ہے یہ سب مرتبے اس گھر کو اس میں بیت اللہ تشبیہہ کے قائم ہونے سے ہوئے۔ تو جب یہ بیت کی نقل بنا کر اس کا احترام کرنا واجب اور توہین کرنا کفر ہے ایسے ہی علم گہوارہ علی اصغر۔ تعزیہ مبارک اور ذوالجناح کی شبیہہ بنا کر اس کی تعظیم و تکریم واجب اور اس کی توہین کرنا عین کفر ہے، نیز کسی قبر کی شبیہہ بنانے کے متعلق فرمان رسول ملاحظہ ہو۔ رسول خدا کی بارگاہ اقدس میں ایک سائل نے آکر عرض کیا یا حضرت میں نے جنت کی چوکھٹ اور حورالعین کی پیشانی چومنے کی قسم کھائی ہے حضرت نے فرمایا ماں کے پاؤں اور باپ کی پیشانی چوم لے سائل نے پھر عرض کیا۔ حضور اگر ماں باپ نہ ہوں مر چکے ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ان کی قبروں پر بوسے دے۔ سائل نے پھر عرض کیا حضرت اگر ماں باپ کی قبریں بھی معلوم نہ ہوں۔ رسول پاک نے بزبان وحی ترجمان نے خطاب فرمایا دو لکیریں کھینچ کر ایک کو ماں کی قبر دوسری کو باپ کی قبر تصور کر کے بوسہ دے لو مشہور کتاب اہل سنت فتاویٰ عالمگیری جبکہ محض خیالی چیز بنا کر اس کا بوسہ دینا جائز ہے۔ تو واقعی چیز کی نقل بنا کر بوسہ دینا کیوں جائز نہیں اور جبکہ ان کے بنانے کا مقصد لوگوں میں روح اسلام زندہ کرتا ہے۔ قرآن پاک بھی اس کے جواز کا اعلان کرے۔ اہل اسلام کے سب سے بڑے علامہ مفسر قرآن بھی تفسیر کبیر فخرالدین رازی نے مایشآء من محاریب الخ پ۲۲ کی آیت کے تحت حاشیہ پر فرمایا۔

سورالملائکۃ والانبیاء علیھم یعنی ملائکہ اور انبیاء کی تصویریں مساجد میں رکھی

الصلوٰۃ والسلام علیٰ ما اعتادوہ ۔ قالقا کانت تحمیل جینک فی المساجد و ویرھا الناس ویعبد مثل عبادتھم

جاتی تھیں تاکہ لوگ ان کو دیکھیں ان جیسی عبادت کریں۔

(علامہ ابوالسعود حاشیہ تفسیر کبیر فخرالدین رازی)

اور یہی مقصد ہے تشبیہ علم عباسؑ اور شبیہہ گہوارہ علی اصغر اور شبیہہ ضریح اقدس امام حسینؑ اور شبیہہ ذوالجناح امام حسین کا یہ تمام یادگاریں تین دن کی بھوک پیاس میں اپنے خون سے شجر اسلام کو سینچنے والوں کی یاد دلاتی ہیں۔ علم مبارک اس سالار کی یاد تازہ کرتا ہے۔ جس نے قیامت تک ہونے والے افواج اسلام کے سپہ سالاروں کو یہ درس دیا۔ کہ جسم نیزوں۔ تلواروں تیروں سے چھلنی اور ٹکڑے ہو جائے۔ سر شگافتہ ہو بازو کٹ جائیں۔ لیکن پرچم اسلام جھکنے نہ پائے۔ گہوارہ علی اصغر میں رنگین قمیض اس معصوم بچے کی یاد تازہ کرتی ہے جس نے وارث انبیاء و پنجتن پاک حضرت امام حسینؑ کے ہاتھوں پر سہ شعبہ تیر کھا کر ہمیشہ کے لئے ان ظالموں کا منہ بند کر دیا۔ جو یہ کہہ رہے تھے۔ کہ امام حسین ملک گیر کے لئے مدینہ سے یزید سے جنگ کی خاطر چلے تھے اور ذوالجناح کی وہ صورت جس میں وہ برآمد کیا جاتا ہے۔ امام مظلوم کے گھوڑے کی وہ صورت ظاہر کرتا ہے جب کہ وہ اپنے سوار کے قتل کے بعد مقتل سے خیمہ گاہ کی طرف قتل امام کی خبر لے کر گیا۔ جب امام قتل ہوئے تو آپ یکہ و تنہا تھے۔ اس اسپ باوفا کے سوا کوئی خبر قتل مظلوم خیمہ تک پہنچانے والا نہ تھا۔ اس وفا شعار نے اپنا ماتھا خون سے رنگا۔ اور خیمہ گاہ کی طرف دوڑا جب دور سے اہل بیت نے اس کو خالی زین آتے دیکھا۔ تو سمجھ گئیں۔ ہمارے والی و وارث اور اس بے زبان کے سوار کی خیریت نہیں ہے۔ اسی لئے جب ذوالجناح برآمد ہوتی ہے تو مومنین یہی سمجھتے ہیں کہ اس راہوار کا سوار نصرت و حفاظت اسلام کی خاطر شہید ہو گیا۔ اور آنکھوں کے سامنے کربلا کا وہ خون چکاں منظر پھر جاتا ہے۔ گھوڑے پر تیروں کی کثرت یزیدی فوج کی کثرت اور امام مظلوم کی تنہائی کا ثبوت دیتی ہے۔ اور یہ صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ یک و تنہا نے لاکھوں کو مار دیا۔ اور بظاہر مغلوب ہو کر حقیقت میں باطل کی اکثریت پر قیامت تک کے لئے غالب ہو گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی اقلیت کو باطل کی اکثریت کا مقابلہ کرنے کا درس دے گیا۔ تشبیہیں انسانوں کو ہمیشہ یاد رکھنے والی چیز کا درس دیتی ہیں اور بھولے ہوئے انسانوں کو یہ درس دیتی ہیں۔ کہ کفر کتنی ہی کثرت سے ہو ایمان کو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ اور ایسے

ہی تعزیہ مبارک ہر سال ہم کو اس محسن انسانیت کی یاد تازہ کراتا ہے۔ جس نے اسلام کی بقا کیلئے اپنا گھر کا گھر لوٹا دیا۔ خود ایک ہزار نو سو پچاس زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لایا۔ جس نے بارگاہ کبریا میں وہ سجدۂ آخر کیا۔ کہ پیشانی کو سجدہ میں رکھ کر خود نہ اٹھایا۔ بلکہ شمر کے ناپاک ہاتھوں نے اٹھایا۔ یہ اس مظلوم کی یادگار ہے میدان کربلا میں تیروں کے سوا جس کا جنازہ اٹھانے والا کوئی نہ تھا اے تاجدار انسانیت اسلام کے محسن اعظم اگرچہ کربلا کے میدان میں تیرا جنازہ کسی نے نہ اٹھایا ہم آج دنیا کے کونے کونے سے تیری شبیہہ تابوت اٹھا رہے ہیں۔ لہذا غلامان آل محمدؐ ان تشبیہات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بناتے اور نکالتے ہیں۔ اب وہ لوگ جو دعویٰ مسلمانی کریں ان کو ان پر معترض ہونے کا کوئی حق نہیں ہے۔

فرقہ شیعہ جناب فاطمہ کی دعا سے پیدا ہوا

وہ فرقہ جس کو اہل اسلام کے دیگر فرقے رافضی شیعہ۔ کالے کپڑے پانے والے خدا جانے کن کن ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یہ اہل بیت رسول کو رونے والے اسلام کی کائنات میں اس طرح ہیں۔ جیسے کہ جسم انسانی ہیں آنکھ۔ کسی عضو میں درد ہو جسم میں کہیں تکلیف ہو آنکھ روئے گی ؎

مبتلا تے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

ایسے ہی اسلام پر کہیں مصیبت آئے، رسول پاک مکہ چھوڑیں۔ دانت شہید کرائیں تین دن فاقے سے رہیں اس کی بیٹی سب کچھ چھینوا کر دنیا سے چلی جائے۔ اولاد رسول میں سے کسی کو زہر دیا جائے یا تلواروں سے ٹکڑے کیا جائے۔ قید خانوں میں قید رکھا جائے عورتوں کو دربدر پھرایا جائے قرآن کو نیزوں پر بلند کیا جائے۔ مدینہ و مکہ برباد کیا جائے اصحاب رسول کو قتل۔ اصحاب زادیوں کی عصمت کو برباد کیا جائے۔ غرضیکہ کوئی مصیبت آئے۔ روئیں گے شیعہ۔ کیونکہ یہ دین محمدی کی آنکھ ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ان کو پیدا بھی اسی لئے فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو اہل سنت کے مشہور علامہ ملا مہدی اپنی کتاب انیس الذکرین کے صفحہ ۳ پر رقمطراز ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم تہنیت کے لئے در دولت جناب فاطمہ الزہرا پر تشریف لائے اور اس آفتاب امامت، لعل معدن عصمت تاجدار میدان قیادت کو گود میں لے کر سرور

وشاداں تھے۔ اسی اثنا میں جبرائیل آئے، یا محبوب رب العلمین آپ کی امت اس بچے کو ناحق میدان کربلا میں تین شب و روز کا پیاسا رکھ کر قتل کرے گی۔ حضرت یہ خبر سن کر رونے لگے۔ آنجناب کو روتا دیکھ کر جناب سیدہ طاہرہ اور علی مرتضیٰ شیر خدا نے بھی رونا شروع کر دیا۔ جب افاقہ ہوا۔ سیدہ نے پوچھا۔ بابا جان آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا۔ بیٹی جبرائیلؑ نے بحکم خداوند کریم آکر یہ اطلاع دی ہے۔ کہ آپ کی امت اس بچے کو بے جرم وخطا نہایت بے دردی سے قتل کرے گی۔ سیدہ نے عرض کی۔ بابا جب ایسا وقت آئے گا۔ آپ میرے حسین کی مدد نہ فرمائیں گے۔ ان کے باپ علیؑ ذوالفقار حیدری نہ چلائیں گے۔ امت کیا میرا پاس نہ کرے گی۔ بابا۔ میں اپنی چادر اور عصمت کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے حسینؑ کو بچالوں گی۔ آپ نہ روئیے۔ جناب سردار انبیاء نے فرمایا۔ بیٹی یہ واقعہ ایسے وقت میں پیش آئے گا۔ جب دنیا میں، میں نہ رہوں گا۔ نہ فاطمۃ الزہراؑ تو رہے گی اور نہ خیبر و خندق احد بدر کو فتح کرنے والے شاہ لافتیٰ حضرت علیؑ رہیں گے۔ نہ ان کا بھائی حسن مجتبیٰ رہے گا۔ سیدۃ النساء العالمین یہ سن کر بے اختیار رونے لگ گئیں۔ اور بولیں۔ بابا میرا یہ نازوں کا پالا جس کو چکی پیس پیس کر میں نے پرورش کیا جس کا رونا مجھے گوارہ نہیں اس کی تعزیت کون کرے گا۔ رسولؐ پاک نے ارشاد فرمایا میری پیاری پروردگار عالم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ہے اے میرے حبیبؐ ہم ایک ایسی قوم پیدا کریں گے جن کے جوان تیری اہل بیتؑ کے جوانوں کو رویا کریں گے۔ جن کے بچے تیری اہل بیتؑ کے بچوں کو جن کے بوڑھے تیری اہل بیت کے بوڑھوں کو جن کی عورتیں تیری اہل بیتؑ کی عورتوں کو رویا کریں گیں۔ اے رسول غم نہ کھا۔ تیرے اہل بیت اور حسین مظلوم کو ہوا میں اڑنے والے پرندے، پہاڑوں کے سخت پتھر، آسمان پہ شمس وقمر اور دریاؤں میں پانی اور پانی کی سب مخلوق رویا کرے گی۔ اور اے رسول پاکؐ جو تیرے اہل بیت کے غم میں روئے گا۔ قیامت میں وہ شاداں اور مسرور ہو گا۔ جناب سیدہ طاہرہ نے فرمایا۔ اگر یہ بات ہے میں آج آپ کے سامنے قسم کھاتی ہوں۔ اور وعدہ کرتی ہوں۔ اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی جب تک حسینؑ کے رونے والوں کو نہ بخشوالوں گی۔

علمائے اہل سنت کی زبانی شیعوں کی قدر و منزلت

اپنے منہ تو انسان اپنی جتنی تعریف کرے

وہ تعریف نہیں ہوتی تعریف وہ ہوتی ہے۔ جو دشمن کے منہ سے نکلے۔ مخالفین عزاداری۔ تعزیہ داری کا بانی، امیر تیمور لنگ کو قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ تاریخی اعتبار سے یہ درست نہیں۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ امیر تیمور لنگ خاندان رسالت کے غلام اور محب خاص تھے، جب محرم کا چاند نظر آیا۔ آپ کو غم اہل بیت میں رونے کے سوا کوئی کام نہ ہوتا تھا۔ اور مسکراہٹ لبوں پر نام کو نہ آتی تھی۔ چاند نظر آتے ہی یہ کوشش فرماتے کہ کربلا معلےٰ پر پہنچ جاؤں۔ خواہ کہیں پر ہوتے پہنچ جاتے۔ اور ہمہ وقت یاد امام مظلوم میں رہتے۔ چنانچہ ملت شیعہ کا سخت ترین دشمن علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب میں جناب امیر تیمور لنگ کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

إنّهٗ لمّا مَرِض تمرلنگ مرض الموت اضطرب في بعض الايام اضطراباً شديداً فاسود وجههٗ وتغيّر لونهٗ ثم آفاق فذكروا لهٗ ذالك فقال ان الملائكة العذاب اتوني فجاء رسول الله فقال اذهبوا عنه فإنّهٗ كان يحبّ ذريّتي ويحسن اليهم فذهبوا عنه

صواعق محرقہ ص۱۲۲

تحقیق جب امیر تیمور لنگ مرض الموت میں بیمار ہو گئے۔ تو ایک دن بہت بے قرار ہوتے پس ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ پھر ہوش میں آئے فرزندوں اور اہلکاروں نے ان کے پاس یہ ذکر کیا۔ کہ ابھی تمہارا یہ حال تھا۔ اور اب ہوش میں آ گئے۔ نیز مسرور و شاداں ہو فرمایا ابھی ابھی عذاب کے فرشتے میرے پاس آئے تھے ان کو دیکھ کر میرا رنگ فق ہو گیا پر پھر کیا تھا رسول پاکؐ بالین پر میرے تشریف لائے اور تشریف لا کر فرشتوں سے کہا چلے جاؤ۔ اس سے دور ہو جاؤ میں اس کی شفاعت کے لئے آیا ہوں۔ یہ میری اولاد کا حب دار اور میری اولاد پر احسان کرتا تھا۔

یہ تو امام حسین کے عزادار اور بقول مخالفین بانیٔ تعزیہ جس کو وہ معاذ اللہ نقل، کفر، کفر نہ باشد بدعت بتاتے ہیں کا حال وقت مرگ ہے۔ عالمین کے نذیر شفیع المذنبین اس کے سرہانے برائے شفاعت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ دیکھئے۔ اس امام حسین کے بلاشبہ عزادار اور تعزیہ دار کا بعد وفات کیا حال ہے ملاحظہ ہو ابن حجر کی زبانی۔

رواہ النجم بن محمد و المقریزی۔ بعض القراء کان اذامرّ بقبر تمرلنگ

مورخ نجم بن محمد اور مقریزی نے روایت کی ہے۔ کہ ایک قاری قرآن جب امیر تیمور لنگ

ثم خذوه فغلوه ثم الجحيم صلوه الا تيه هكذا ها قال بلينا۔ اهلنائم رايت النبي صلی الله عليه واله وسلم وهو جالس و تيمورلنگ الی جانبه قال فزجرته قلت الی هنا يا عدو الله واردت ان اخذه بيده واقيمه من جانب النبي صلی الله عليه واله وسلم دعه فانه كان يحبا ذريتي فانتبهت فزعا وتركت ما كنت اقرؤه علی قبره في الخلوة۔

(صواعق محرقہ ص۱۴۱)

کی قبر سے گذرتا۔ تو یہ آیت پڑھتا۔ اے فرشتو اس کو پکڑو اور طوق جہنم پہنا کر اس کو جہنم میں ڈال دو۔ آخر آیت تک وہی قاری کہتا ہے کہ ایک دن میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں رسولؐ پاک کو دیکھا۔ حضور تشریف فرما ہیں۔ اور امیر تیمور لنگؒ ایک جانب آپ کے بیٹھا ہے۔ میں نے اس کو ڈانٹا کہ او دشمن خدا تو یہاں کہاں۔ میں نے ابھی یہ ارادہ کیا کہ اس کو پکڑ کر اٹھا دوں۔ اور حضور سے دور کردوں۔ پس حضور نے فرمایا او مولوی۔ اس کو چھوڑ دے یہ میری اولاد کا حب دار ہے۔ پس میں ڈر کر بیدار ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس کی قبر پر یہ آیت پڑھنی چھوڑ دی اور اس کو برا بھلا کہنا ترک کر دیا۔

یہ ہے تعزیہ بنانے والے کی شان کہ وہ رسولؐ خدا کے پہلو میں ہے۔ اہل بیتؑ کے حرکات و سکنات ہی قرآن اور اسلام ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔ لہذا غم اہل بیت بھی اہل بیت رسولؐ کا خود قائم کرتا ہے۔ جیسا کہ روایات سے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا غم اہل بیت بھی حرکت اہل بیت ہے اور حرکت اہل بیت عین اسلام ہے۔ یعنی غم اہل بیت کرنا عین اسلام اور پیروی قرآن پاک ہے۔

رونا غم حسینؑ میں فرض عین ہے   جنت اسے ملیگی جو طالب حسینؑ ہے

المختصر مسلم و مومن کہلانے کیلئے اہل بیت رسولؐ کی پیروی لازمی و ضروری ہے۔ اور ان کی پیروی کے لئے ان کے صحیح واقعات و خیالات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی مقصد کیلئے جلاء العیون اول دوم چہاردہ معصومین کے حالات پر مشتمل پیش کی جا رہی ہے۔ تمام اہل اسلام اور مومنین کو خداوند کریم اہل بیتؑ کے راستے پر چلنے کی توفیق فرمائے نیز اہل بیت رسولؐ میری اس قلمی خدمت کو قبول فرما دیں۔ تاکہ روز محشر یہ میری نجات کا سبب بنے اور خداوند کریم و رسولؐ و آل رسولؐ میری اس محنت کو بار آور فرما کر

مجھے تحریری اور تقریری طور پر مزید مذہب اہل بیت کی خدمت سرانجام دینے کا موقع عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وما توفیقی اِلّا باللہ

خادم الشریعت سیّد ظہور الحق زیدی کوثر جھریلوی عفی عنہ

بروز اتوار ۶۵/۶/۲۰

مقدمہ ثانی

مقصد تخلیق بشر خالق نے مخلوقات کو وجود تخلیق بلا سبب نہیں دیا اور نہ اس نے کسی شے کو عبث خلق فرمایا اُس نے خود کتاب مقدس میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کو بیکار عبث پیدا نہیں کیا علامہ محمد باقر مجلسی تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ فعل عبث خود کرتا اور فعل عبث کو پسند فرماتا ہے عالمین کی کوئی شے عبث اور بیکار نہیں اگر کوئی شے بیکار اور عبث ہے تو یہ صفت بیکاری. عبث اس آنکھ میں ہے جو دیکھ رہی ہے۔ کوئی جاندار چھوٹا بڑا۔ چرند۔ پرند اور بناتات خود وشہری ہوں یا میدانی پہاڑی یا صحرائی۔ انسان کے علم میں ہوں یا نہ ہوں تمام کی تمام تخلیق کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے بلا مقصد نہیں۔ انسان کی تخلیق اور نوع انسانی کے ہر فرد کی تخلیق کا ایک مقصد ہے وہ مقصد کتب آسمانیہ میں خود خالق نے واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔ اور میں نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر یوں پیدا کیا وہ میری عبادت کریں۔ جن اور انس کا مقصد پیدائش عبادت نہیں بلکہ تمام مخلوق کا جیسا کہ دوسرے مقامات پر ارشاد فرمایا ہے۔ يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ۔ اللہ کیلئے عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمینوں میں ہیں۔ اور ایک مقام پر ارشاد ہے تمام اشیاء اللہ کی عبادت کرتی ہیں مگر تم ان کی عبادت کو نہیں سمجھتے خاص کر انسان کو تو روز ازل میں بتا دیا گیا تھا اس سے وعدہ لیا اس نے اقرار کیا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى۔ اور جبکہ تیرے رب نے اولاد آدم سے جو ان کی پشتوں میں ذریت تھی اس سے بھی یہ وعدہ لیا اور ان کو خود ان کے نفسوں پر گواہ بنا دیا کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں تمام نے عرض کیا۔ ہاں۔ یعنی میری ہی عبادت کرنا اور تمام نے عرض کیا ہاں! یہ وعدہ تمام
اولاد آدم سے ہے۔ خطہ ارضی پہ آکر یہاں کی رنگینوں میں سرشار ہو کر اولادِ آدم کی اکثریت غفلت
کے عمیق گڑھے میں جا گری۔ اللہ کی طرف سے اللہ کا نمائندہ۔ نبی۔ رسول۔ امام کے نام سے
مختلف اوقات میں آتے رہے وہ اولادِ آدم کی طرف آئے خود اولاد آدم نہ تھے بلکہ لباس
اولاد آدم میں۔ ابو البشر کی اولاد کی طرف بشر بن کر اولاد آدم کی طرف آدمی بن کر آئے۔ اور
قوت ملکیہ کی تربیت اور علاج کیلئے ایسے حضرات کو مبعوث فرمایا کہ جو بظاہر صورت جسمانیہ کے
اعتبار سے بشر ہوں اور باعتبار ملکیہ اور کمالات روحانیہ کے ملائک سے بھی بڑھ کر ہوں۔
علم الکلام ص۱۴۳ لہذا تخلیقی مقصد یہ قائم رہنا آدمیت اور انسانیت ہے اور مقصد سے
ہٹ جانا انسانیت سے دوری اور آدمیت سے گر جانا ہے۔

عبادت اب غور یہ کرنا اور دیکھنا ہے کہ عبادت سے کیا مراد ہے عالم اسلام میں عموماً
عبادت کا مفہوم نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ۔ جہاد۔ نوافل۔ شب بیداری لیا
جاتا رہا ہے اور جا رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ارشاد قدرت ہے۔
اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ۔ (یٰسین) کیا ہر گز نہیں عہد
لیا تھا تم سے اسے اولاد آدم یہ کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ آج تک کوئی انسان ایسا
نظر سے نہیں گذرا نہ سنا جو نماز۔ روزہ۔ نوافل۔ زکواۃ جہاد وغیرہ شیطان کیلئے کر رہا ہو اور
نیت کرتا ہو دو رکعت نماز صبح پڑھتا ہوں ادا واجب قربۃً الی الشیطان یعنی میں
یہ نماز پڑھتا ہوں قربت شیطان حاصل کرنے کیلئے یا اسی طرح روزہ زکواۃ یا اور کوئی
خیرات کر رہا ہو رضائے حصول شیطان کیلئے۔ نہیں بلکہ تمام انسان خواہ ان کا تعلق
عیسائیت کے ساتھ ہو یا یہودیت سے سکھ مت سے ہو ہندویت سے آریہ دھرم سے
ہو یا جین مت سے بدھ مت سے مہاتم دھرم سے ستارہ پرست ہو یا سورج پرست
پارسی ہو یا زرتشتی قدیم یونانی ہو یا اسلام تمام کے تمام اپنے اپنے انداز۔ بیان۔ عقیدہ
میں ایک خدا۔ کو مان رہے ہیں کوئی اس کو گاڈ کہہ رہا ہے کوئی پرماتما۔ ایشور۔ رام
خدا۔ اللہ۔ یزداں۔ پروردگار وغیرہ۔ گوردوارہ۔ مندر۔ کلیسا۔ چرچ۔ جماعت خانہ۔
مسجد دھرم سالہ یہ مقامات بناتے ہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور ہر ایک
آدمی اپنے اپنے نظریئے۔ عقیدے۔ تعلیم کے مطابق کچھ اصول بنا کر ان کا نام عبادت

رکھ کر مذکورہ مقامات پر مقرر کردہ اوقات میں اگر عمل کرتا ہے ایک دوسرا انسان یعنی پارسی۔ آتش پرست کو ستارہ پرست۔ سورج پرست کو اور عیسائی یہودی کو سکھ ہندو کو ہندو مسلمان کو اور مسلمان ہندو کو ایک دوسرے کے طریق عبادت کو طریق شیطانی کہہ رہا ہے مگر جو اس اصول پر عمل کر رہا ہے وہ اُس اصول کو طریق شیطانی۔ دین شیطانی نہیں کہتا اور نہ عمل کرتے وقت نیت یہ کرتا ہے کہ میرا یہ فعل قربت شیطانی کیلئے ہے نہیں حضرت آدم سے لیکر آج تک اور آگے کیلئے میں کہہ نہیں سکتا کوئی جماعت نہیں پیدا ہوئی جس نے حصول قربت شیطانیہ کے لئے کوئی اصول بناتے ہوں کوئی معبد خانہ بنایا ہو نہیں بلکہ ہر ایک نے شیطان کو برا کہا ہے۔ لیکن خالق کائنات نے بھی اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے روز اوّل حضرت آدم کے خطہ ارضی پر قدم فرما ہونے سے پہلے۔ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ میں تمہارا خدا ہوں اور تم میری ہی عبادت کرنا اور ہرگز ہرگز اے اولاد آدم تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا کھلم کھلا بہت بڑا دشمن ہے۔ خالق نے یہ وعدہ جب ہی لیا اس کو اولاد آدم کے متعلق یہ علم تھا کہ یہ شیطان کی عبادت کرے گی اور اولاد آدم نے شیطان کی عبادت کی اور اب بھی کر رہی ہے اور کرے گی۔ لہٰذا۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ جہاد۔ خیرات وغیرہ امور عبادت نہیں ہیں اُن کا نہ کرنا شیطان کی عبادت نہیں اور ان کا کرنا اللہ کی عبادت نہیں ہے۔

مفہوم عبادت: قابل غور اور فکر اب یہ ہے کہ مفہوم عبادت ہے کیا، بندگی کا مفہوم بندگی کیا ہے پرستش۔ مفہوم۔ پرستش۔ پوجا۔ پوجا کا مطلب کیا ہے عبادت تمام صاحبان لغت اپنی اپنی کتب میں ہیر پھیر کر کے یہی معنیٰ لکھتے آتے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ اصل مقصد پر نہ پہنچے۔ بندگی۔ بندہ۔ یہ فارسی کا لفظ ہے۔ پجاری پوجا یہ ہندی کا لفظ ہے اور عبادت یہ عربی کا لفظ ہے عابد کا معنی عبادت کرنے والا۔ پجاری کا معنی پوجا کرنے والا۔ بندگی کا معنی بندہ بندگی کرنے والا۔ لیکن اصلیت پر ابھی بات نہیں گئی لغت عربیہ اور قرآن میں غور کرتے ہیں عبادت مشتق ہے عبدیت سے اور عبدیت سے ہے عبد۔ عبد کا معنی۔ غلام۔ غلام کا معنی عبد عربی لغت یہاں تک رہی ہے علمائے فقہ نے اپنی اپنی کتب میں۔ غلام کا معنی عبد اور عبد کا غلام لکھ کر باب فقہ مقرر کئے۔ جس کے ساتھ غلام کا رابطہ واسطہ اُس

ذات کو مولا کہا ہے باب ہیں کتب فقہ میں العبد و المولا عبد اور مولا ۔عبد کی جمع ہے عباد۔ باب ہیں کتب میں حقوق العباد۔ اب عبد کا معنی غلام ہی صحیح کر لیا جائے تو عبد الرحمٰن عبد الرحیم۔ عبد الرسول۔ عبد العلی۔ کا معنی رحمٰن کا غلام۔ رحیم کا غلام رسول کا غلام۔ علی کا غلام۔ غلامی کیا ہے اسی کو سمجھ لیا جائے تو مفہوم عبادت سمجھ میں آجائے گا۔ عبد غلام ہے اور عبد کہیں گے اسی کو جو کسی کا عبد (غلام) ہو۔ اگر وہ کسی کا عبد نہیں (غلام) نہیں تو وہ عبد نہیں ہر وُلدِ آدم کیلئے لازم ہے عبد ہونا یہی روز اول خالق نے وعدہ لیا تھا میرے عبد ہونا۔ شیطان کے عبد نہ ہونا یہی بات جب اولادِ آدم بھول گئی تو یاد دلانے کیلئے۔ نبی۔ رسول۔ امام وغیرہ تشریف فرما ہوئے۔ عبدیت کا مفہوم کیا ہے۔

عبدیت عبادت مفہوم عبادت۔ عبدیت کو سمجھنے کیلئے صرف اتنا کافی ہے جو فرائض عبادت ادا کر رہا ہے وہ عبد ہے اور عبد کہتے ہیں غلام کو۔ غلام لغوی اور اصطلاحی معنوں میں وہ انسان ہے جس کی کوئی شے حتیٰ کہ اس کا جسم بھی اُس کی ملکیت نہ ہو بلکہ اس کی تمام اشیا اور جسم حرکات۔ سکنات۔ مرضی پر دوسرے کو حق تصرف حاصل ہو۔ اس کو کہتے ہیں عبد اور جو عبد کے اوپر حق تصرف رکھتا ہے اس کو کہتے ہیں معبود عبد کا دوسرا نام ہوا مملوک اور معبود کا دوسرا نام ہوا مالک ہر غلام عبد ہے اور ہر غلام کا آقا معبود ہے لیکن اسلام میں لفظ معبود استعمال ہوا ہے صرف اللہ کیلئے کسی غیر کیلئے لفظ معبود استعمال نہیں ہو سکتا۔ بہر حال عبد کا مطلب یہ ہے وہ انسان جو اشیاء تو علیحدہ خود اپنے وجود پر حق تصرف نہ رکھتا ہو عبد ہوتا ہے اور جو اس پر حق تصرف اور مالکانہ اختیار رکھتا ہے وہ معبود ہوتا ہے اب مفہوم عبادت کیا ہے وہ امور جو غلام انجام دے یعنی فرائض غلامی کا نام ہے عبادت میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ ایک مفلس۔ نادار۔ غریب۔ بوڑھا آدمی تن تنہا زندگی گذار رہا ہے۔ اپنی تمام ضروریات زندگی خود حاصل کرتا بازار سے سامان خورد و نوش خرید کر لانا۔ روٹی پکانا۔ مکان میں جھاڑو دینا۔ چھڑکاؤ کرنا۔ نلکے سے خود پینے کیلئے پانی بھرنا۔ کپڑے دھونا۔ برتن دھونا چارپائی بچھانا بستر بچھانا وغیرہ تمام امور وہ انجام دے رہا ہے۔ اب ایک شریف مالدار آدمی نے رحم کھا کر اپنا ایک غلام (نوکر) اس بوڑھے کو دے دیا اور غلام کو فرمایا تم آج سے میرے غلام نہیں بلکہ اس بوڑھے کے غلام ہو اور یہ بوڑھا آج

سے تمہارا آقا ہے تم اس کے مملوک ہو یہ مالک ہے اب غور فرمائیے یہ غلام کیا کام کرے گا اس کے فرائض کیا ہوں گے یعنی یہ غلام تمام وہ امور انجام دے گا جو وہ بوڑھا اپنے ہاتھ سے خود انجام دے رہا تھا اور بوڑھا اب وہ کام خود نہیں انجام دے گا۔ بلکہ وہ امور غلام کے فرائض میں شمار ہوں گے۔ بازار سے سامان خورد و نوش غلام لاتے پانی یہ بھرے روٹی یہ پکائے چارپائی یہ بچھائے برتن یہ دھوئے۔ کپڑے یہ دھوئے اگر یہ امور جو وہ بوڑھا خود کرتا تھا نہ کرے اس کی موجودگی میں بوڑھا خود کرتا رہے تو وہ بوڑھا اس کو اپنا غلام نہیں کہے گا۔ وہ غلام اپنی زبان سے کہتا رہے میں اس کا غلام ہوں مگر بوڑھا یہی کہے گا یہ میرا غلام نہیں باغی ہے۔ غلام کو کہتے ہیں عبد اور عبد جو امور انجام دے رہا ہے ان کو کہتے ہیں عبادت جس کے دے رہا ہے اس کو کہتے ہیں معبود۔ اصطلاح اسلام میں معبود کہتے ہیں اللہ کو اللہ کام کرتا ہے خلق کرنا۔ موت دینا۔ رزق دینا۔ بادل لانا۔ بارش برسانا ہوا چلانا۔ مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ نباتات اگانا۔ دن اور رات لانا موسموں کو لانا۔ وغیرہ امور لہٰذا اب جو ان امور کو بجالائے وہ ہے عبد اور ان امور کا ادا کرنا ہے عبادت اور معبود یہی ارشاد باری ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۔ اے انسانوں تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے شائد کہ تم لوگ پرہیزگار ہو جاؤ۔ شیطان کرتا ہے چوری۔ نفاق دغابازی۔ جھوٹ قتل۔ ڈاکہ۔ شراب خوری۔ زنا۔ فتنہ۔ فساد وغیرہ لہٰذا جو ان امور کو انجام دے وہ عبد اور یہ امور عبادت۔ شیطان معبود اس لئے اللہ نے روز ازل یہ آدم اور اولاد آدم سے عہد لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا بلکہ میری عبادت کرنا جو کام شیطان کرتا ہے وہ نہ کرنا بلکہ جو میں کرتا ہوں وہ کام کرنا۔ جب دنیا میں آکر انسان یہ بات بھول گیا اور شیطان کی عبادت میں لگ گیا تو انبیاء۔ رسل۔ ائمہ آئے اس غفلت کو دور کرتے اور اسی غفلت کی دوری کا نام ہے تزکیہ۔ جو انبیاء اور رسل۔ ائمہ کے فرمان سے غفلت کو دور کر کے اُن امور کو بجالانے لگے جو اللہ کرتا ہے تو وہ عبد ہو گئے اور وہ امور عبادت ہو گئے خلق کرنا۔ موت دینا زندگی دینا رزق دینا۔ عزت دینا مدد کرنا۔ حاجت روائی کرنا۔ بیماری دور کرنا یہ امور عبادت کرنے والا عبد اور جس کے یہ امور تھے وہ معبود ہے جناب عیسیٰ فرما رہے ہیں

اَنِّی قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ (عمران) بے شک میں تمہارے پاس آیا ہوں سے تمہارے رب کی آیات لے کر۔ بیشک میں پیدا کرتا ہوں تمہارے لئے پرندے مٹی سے ان میں پھونک مارتا ہوں وہ پرندے جاندار بن جاتے ہیں اللہ کے حکم سے اور میں اکمہ اور برص کے مریض کو شفا دیتا ہوں مردے کو زندگی دیتا ہوں اور جو تم کھاتے ہو وہ میں بتاتا ہوں جو جو تمہارے گھروں میں پوشیدہ ہے وہ میں جانتا ہوں میں یہ کام کیوں کرتا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا عبد ہوں انبیاء کرام۔ کو قرآن نے عباد کہا ہے اور اللہ کے یہ عبد ہوتے فعل عبادت اور اللہ معبود۔ مگر مولوی نے ان افعال کو معجزہ کہہ کے تمام مفہوم عبادت بدل دیا۔ حالانکہ یہ معجزہ نہیں ان کی عبادت ہیں اور جو ان عباد الرحمٰن کا سردار یہ امور سکھانے والا وہ ان جیسا ہے مگر ان جیسا نہیں لال پتھر ہے مگر پتھر جیسا نہیں یہ عبد ہیں اور وہ عبدہٗ ہے اسی لئے کہا گیا ہے عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔ انسانی برادری کو بھولا ہوا سبق یاد دلا کر در معبود پر جھکا دیا ایک مسجد کی ڈیوڑھی پر سجدہ ریز کر دیا غفلت کو دور کر دیا۔ نفس کی نجاست کو دور کر کے تزکیہ کر دیا ایمان کا لباس پہنا کر ایمان کا غازہ ان کے چہروں پر لگا کر کے اللہ کا ایسا عبد بنا جیسا کہ اللہ چاہتا تھا۔ اور یہ جماعت کہلاتی عِبَادُ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ اور ان کے سردار میں وہ جو عبد نہیں بلکہ عبدہ ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے لازم ہے یہ کہنا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں گواہی دیتا ہوں بیشک محمد اس کے عبد ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ۔ جماعت کے سردار ہیں محمدؐ اور آل محمدؐ علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے روز ازل آدم اور اولاد آدم سے وعدہ لیا تھا کہ میری عبادت کرنا۔ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ جب انسان بھول گئے تو یاد دلایا محمدؐ و آل محمدؐ نے جس سے یہ پتہ چلتا ہے جب آدم اور اولاد آدم سے اللہ وعدہ لے رہا تھا تو محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام اس وقت آدم اور اولاد آدم سے علیحدہ تھے یعنی آدم اور اولاد ان کی جنس سے نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ان کی جنس سے نہیں اگر یہ بھی اولا آدم میں آتے بشر ہوتے ایک جنس ہوتے تو روز ازل وعدہ میں بھی آتے مگر یہ آتے نہیں جس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آدم اور اولا آدم اور ہے محمد و آل محمدؐ علیہم السلام اور ہے۔

محمدؐ وآلِ محمد علیہم السلام

محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام کا وجود بعد آدم نسل آدم نہیں ہوا بلکہ خلقت آدم سے پہلے ان کا وجود تھا اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْن تو نے تکبر کیا یا تو عالین سے ہے۔ اس وقت تین ہستیاں تھیں۔ آدم ملک شیطان۔ آدم کو سجدہ ہے ملک اور شیطان کو حکم سجدہ ہے لہذا عالین تینوں سے نہیں بلکہ ان سے پہلے ہیں۔ اور عالین سوائے خدا کے کسی کے تابع نہیں آدم اور ملک عالین کے تابع۔ اور آدم کا انکاری ابلیس ہے عالین یہی ہستیاں تھیں عالین جمع ہے عالی کی اور عالی ہے ذات محمدؐ عربی لفظ عالین بتاتا ہے کہ آدم اور اولاد آدم سے قبل محمدؐ جیسے اور محمدؐ بھی تھے اور وہ ہیں آل محمدؐ محمدؐ وآل محمدؐ قبل آدم تھے اور اولاد آدم کے ساتھ ہیں اولاد آدم کے بعد ہوں گے الحجت قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق حجت مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہے اللہ اور ہے حجت اور ہے اللہ حجت نہیں اور حجت اللہ نہیں ہے فرمان رسول ہے نحن حجج اللہ ہم اللہ کی حجت ہیں یہی مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد ہیں جب یہ مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد تو سرزمین مکہ اور مدینہ میں لباس بشر میں آنے کے بعد یہ وجود میں نہیں آئے اور نہ مدینہ میں آکر کام کرنے لگے بلکہ یہ عہدہ پہلے سے فرائض عبدیت ادا کرتے رہے ہیں۔ قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمہا بعد رسول اللہ الا انا ذو القرنین المذکور فی صحف الاولی۔ انا صاحب خاتم سلیمان۔ انا ولی الحساب اَنَا صاحب الصراط والموقف اَنَا قاسم الجنۃ والنار اَنَا آدم الاوّل انا نوح الاول انا آیۃ الجبار اَنا حقیقۃ الاسرار اَنا مورق الاشجار انا مونع الاثمار اَنا مفجر العیون انا مُجْرِی الانہار اَنَا خازن العلم انا طود الحلم اَنَا امیر المومنین انا عین الیقین انا حجۃ اللہ فی السموات والارض۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا ہے میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں بعد رسولؐ میرے بعد کوئی نہیں جانتا۔ میں وہ ذوالقرنین ہوں جس کا ذکر صحف اولیٰ میں ہے میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں میں یوم حساب کا مالک ہوں میں صراط اور میدان حشر کا مالک ہوں میں قاسم جنت والنار ہوں میں اوّل آدم ہوں میں اول نوح ہوں میں جبار کی آیت ہوں میں اسرار کی حقیقت ہوں میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں۔ میں پھلوں کا پکانے والا ہوں میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں میں نہروں کو بہانے والا ہوں میں علم کا خزانہ ہوں میں حلم کا پہاڑ ہوں میں امیر المومنین ہوں میں سرچشمہ یقین ہوں میں زمینوں اور آسمانوں

میں حجتِ خدا ہوں۔ میں متنزلزل کرنے والا ہوں میں صاعقہ ہوں۔ میں حقانی آواز ہوں۔ میں قیامت ہوں ان کے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں۔ میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب نہیں۔ میں وہ اسماء حسنیٰ ہوں جن کے ذریعہ خدا نے دعا قبول کرنے کا حکم دیا۔ میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰؑ نے ہدایت کا اقتباس کیا۔ میں صور کا مالک ہوں میں قبروں سے مردوں کو نکالنے (زندہ) کرنے والا ہوں۔ میں یوم المنشور کا مالک ہوں۔ میں نوحؑ کا ساتھی اور اس کو نجات دینے والا ہوں۔ میں ایوبؑ بلا رسیدہ کا صاحب اور اس کو شفا دینے والا ہوں میں نے اپنے رب کے امر سے آسمانوں کو قائم کیا۔ میں صاحبِ ابراہیم ہوں میں کلیم کا بھید ہوں۔ میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں۔ میں وہ حی ہوں جسے موت نہیں۔ میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں۔ میں وہ ہوں جس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی۔ مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے۔ میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا میں خلیفۃ اللہ ہوں ہمارے مرتضیٰ ص۵۱-۵۲ مولائے کائنات کا یہ فرمان خلاف قرآن اور اسلام نہیں بلکہ عین اسلام ہے بارش برسانا فصل اگانا۔ درختوں پر پھول لانا اور پھل لگانا۔ بادل لانا اولاد پیدا کرنا آمور عبادت ہیں جس کے یہ ہیں وہ معبود ہے اور جو ان کو کرے وہ عبد ہے لہٰذا یہ امور ہیں عبادت اور اللہ کے ہیں یہ امور وہ ہے معبود اور جو ان کو انجام دے وہ ہے عبد جو ہستیاں ان عباد پر حاکم وہ ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ ہے ب کا معنیٰ ساتھ۔ اسم کا معنیٰ نام اللہ کا اللہ الرحمٰن الرحیم۔ لیکن تراجم کئے گئے ہیں میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے شروع کرتا ہوں کس لفظ کا ترجمہ ہے وہ یہاں نہیں عربی محاورہ سے اگر کہا جائے میرا قلم کہاں ہے اور دوسرا جواب دے بزید۔ تو اس کا ترجمہ ہے زید کے پاس ہے لہٰذا اب بسم اللہ کا مطلب ہے اگر ب کا معنیٰ ساتھ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہے۔ یا اللہ کے نام کے پاس ہے اب سوال ہے اللہ کے نام کے ساتھ کیا ہے یا اللہ کے نام کے پاس کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ نام کے ساتھ ہے۔ نام کے پاس ہے۔ ہے سے مراد ہونا ہستی۔ یہ دو لفظ ہیں جو ظاہر کرتے ہیں ہر شے کی ہستی یا ہر شے کا موجود ہونا اللہ کے نام کے ساتھ ہے یا اللہ کے نام کے پاس ہے

اللہ کا نام: علمائے اسلام نے لفظ اللہ کی تعریف کی ہے یَسْتَلْزِمُ لِجَمِیعِ صِفَاتِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ جو تمام جمال و کمال کی صفات کے ساتھ مستلزم ہو وہ اللہ ہے اور قرآن کہہ رہا ہے کہ الاسمَآءُ الحُسنیٰ (حشر) اور اسی اللہ کے لئے ہیں اچھے نام اب دیکھنا ہے اسمائے حسنیٰ اللہ کے نام سے کیا مراد ہے چنانچہ مشہور حدیث ہے نَحْنُ اَسْمَآءُ اللّٰہِ اقوال ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہم ہیں اللہ کے نام۔ اگر لفظ اسم نام پر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا اسم ہوتا ہے وہ کلمہ جس سے کسی ذات کو پہچانا جائے لہٰذا وہ ذوات مقدسہ جو ذریعہ معرفت حق ہیں اسمائے الٰہی ہیں۔ یا اسم اللہ۔ اللہ کا نام کہلانے کے مستحق ہیں۔ غور کا مقام ہے نحن سے کیا مراد ہے جب کہ وحدت ہی وحدت ہے اور یہ سب کے سب ایک ہیں۔ لہٰذا نحن سے مراد ہے وہ اَنائے مطلقہ یعنی نور کائنات جو علت تخلیق کائنات ہے اب بسم اللہ کے معنی یہ ہیں کائنات کی ہر شے کا وجود اس نام سے جو نور مخلوق اوّل ہے اور آج یہ ثابت بھی ہو گیا ہے۔ علم طبعیات سے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ غیر مری نوری شعاعوں سے پیدا ہوا ہے اور ہر ذرے میں نوری شعاعیں موجود ہیں۔ اگر وہ شعاعیں نکل جائیں تو ذرہ فنا ہو جائے۔ لہٰذا موجودات کے ذرے ذرے کا باعث وجود و بقا وہ نور ہے جو اللہ کا نام ہے اس کا نام ہے رحمانیت رحمٰن۔ رحیم کا مطلب رحم کا معنی ہے۔ تربیت اور تربیت کا تفصیلی معنی یہ ہے وجود ناقصہ کو اپنی نگرانی میں لے کر اس کی بتدریج پرورش کر کے کمال تک پہنچانا۔ رحمٰن۔ رحیم دونوں کا معنیٰ ہوا وجود بائے ناقص کو اپنی نگرانی میں بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اب مطلب یہ ہوا ہر شے اللہ کے نام سے ہے جو رحمٰن (علتِ وجود و بقائے اشیاء) اور رحیم ناقص کو بتدریج کمال تک پہنچانے والا۔ کمال سے مراد ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو عبدی اطعنی اَجعلکَ مثلی انا حیّ لا اموت اجعلک حَیّاً لا تموت انا غنیّ لا افتقر اجعلک غنیا لا تفتقر انا مَہْمَا اَشاء کن اجعلک مہما تشاء فکن ترجمہ میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے اپنے جیسا بنا لوں گا میں ایسا زندہ ہوں جو مرتا نہیں تجھے بھی ایسا زندہ بنا دوں گا جو کبھی نہ مرے گا میں ایسا غنی ہوں جسے کوئی احتیاج نہیں تجھے بھی ایسا غنی بنا دوں گا۔ کہ تجھے کوئی احتیاج نہ رہے میں ایسا ارادہ کرنے والا ہوں جس چیز کو چاہوں وہ ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے تجھے بھی ایسا ارادہ کرنے والا بنا دوں گا تو جس چیز کو چاہے وہ ہو جائے۔ عبدی اطعنی اجعلک مثلی فقل لشیءٍ

کُنۡ فَیَکُوۡن - میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھے - اپنے جیسا بنا لوں گا - پھر تو جس شے کے لئے کہے گا ہو جاوے ہو جائے گی ان دونوں حدیثوں میں لفظ آیا ہے مثلی - تو اس سے مراد ہے بندے تو مجھکو جیسا سمجھتا ہے میں تجھ کو ویسا بنا دوں گا - جو صفات تو میری طرف منسوب کرتا ہے وہی صفات میں تجھ میں پیدا کر دوں گا - پس صفات الہیہ سے متصف ہو جانا کمال ہے یہی کا نام عبدیت اور عبادت ہے جو کر رہا ہے وہ عبد اور عابد ہے جس کے یہ اوصاف تھے وہ معبود ہے فرمان صادق آل محمد علیہم السلام لَنَا مَعَ اللّٰهِ حَالَاتٌ نحن فیھا ھو وھو فیھا نحن مع ذالک ھو ھو ونحن نحن ہمارے اللہ کے ساتھ ایسے حالات ہیں جن میں ہم وہ ہوتے ہیں اور وہ ہم ہوتا ہے اس طور پر ہونے کے باوجود وہ وہی ہے اور ہم - ہم ہی ہیں - ارشاد ہے خالق کا خود نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡد - ہم انسان سے شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اِنَّ اللّٰهَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهٖ - بیشک اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان میں حائل ہے - نظریہ علم طبعیات بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر مرئی تخلیقی نوری شعاعیں یونیورس (UNIVERSE) میں ہر جگہ اور ہر ذرے میں موجود ہیں - اس نور کی جان ذات خالق ہے ان شعاعوں کا موجود ہونا گویا خود اس کا موجود ہونا ہے قلب انسانی کے چاروں طرف ان شعاعوں کے حلقے ہیں جو قوت ادراک کی ترقی سے شعور میں آجاتے ہیں - مگر جب تک نفس انسانی پر غفلت چھائی رہے اس تک اُن کا ادراک نہیں ہوتا - پس اگر ان شعاعوں کا قلب انسان سے کامل اتصال ہو جائے تو صفات الہیہ کا مظہر بن جائے گا یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا منشا ہے لہذا سوچ اور اعتراض کی ضرورت نہیں کہ وہ ہم ہوتا ہے اور ہم وہ ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے جس کو محمدؐ و آل محمدؐ سے اتصال ہو جاتے وہ بھی اس حد کمال تک پہنچ سکتے ہیں لہذا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی سوانح حیات کو پڑھنا لازمی ہے اسی لئے اس کا نام ہے جلاء العیون آنکھوں کی روشنی -

انبیاء نے علی کو پکارا

آدم سے لیکر آج تک اور تا قیامت ہر زمانہ میں انبیاء، اولیاء، رسل، مومنین یا جس نے بھی پکارا کیا محمدؐ و آل محمدؐ نے ان کی مدد کی سابقہ میں مولا علی کے خطبات کے الفاظ گذرے نوح کو نجات دینے والا ایوب کو شفا دینے والا میں ابھی تو یہ حضرات مکہ میں پیدا نہیں ہوئے مدد کیسے

کرتے تھے کیا انبیاء نے ان کو پکارا اور انہوں نے ان کی مدد کی قرآن کیا کہتا ہے۔ لہٰذا ملاحظہ ہو رحمٰن رحیم۔ قابض۔ قادر۔ عالم۔ حی۔ مرید۔ مدرک۔ باعث۔ خالق۔ رب۔ رازق۔ ناصر۔ معین۔ ولی وغیرہ یہ اللہ کے نام ہیں اور بیان سابقہ سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ اللہ کے نام (صفات) محمد و آل محمدؐ ہیں۔ خالق۔ رازق۔ رحمٰن۔ اب یہ اللہ نہیں بلکہ اللہ کے صفات یا اللہ کے نام ہیں اسمائے حسنیٰ ان کو قرآن میں کہا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے اللہ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارو اور اللہ کے صفات۔ نام یہ ہیں محمد و آل محمدؐ علیہم السلام ان کو مظہر صفاتِ خداوند بھی کہا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کمثلِ علیؑ بھی جتنے بھی صفات ہیں اُن کے مظاہر ہیں محمد و آل محمدؐ اپنے اپنے دور میں مصائب میں انبیاء نے پکارا ہے۔ اللہ کو رب کے نام سے۔ اللہ اور رب دونوں ایک نہیں ہیں بلکہ اللہ اور ہے رب اور ہے اللہ رب ہو سکتا ہے مگر رب اللہ نہیں ہو سکتا۔ رب کا معنیٰ ہے نگران محافظ پرورش کرنے والا۔ رب قرآن میں بادشاہ کیلئے بھی آیا ہے حضرت آدم سے لیکر جناب نبی عربی تلک انبیاء کرام نے پرچار کیا ہے اللہ کا اور جب ان پر مصائب پڑے تو پکارا ہے انہوں نے رب کو جناب آدمؑ فرماتے ہیں اور جناب حواؑ قالا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ خط ارضی یہ جب حضرت آدم اور جناب حوا جدا جدا تھے تو ایک عرصہ تک روتے رہے اس وقت دونوں نے اپنے اپنے مقام پر دعا کی یا پکارا انہوں نے اسے ہمارے رب۔ ہم نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے واگر کبھی بھی تو نے ہم کو نہ اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا تو ہم خاسرین میں سے ہو جائیں گے حضرت نوح علیہ اسلام قوم کو تبلیغ فرما رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں نبی زخمی ہے پتھروں میں دب گیا فرشتہ آکر نکالتا ہے پھر تبلیغ فرماتے ہیں پھر پتھروں کی بارش ہوتی ہے دب گئے فرشتہ نکالتا ہے آخر نوح علیہ السلام نے بد دعا فرمائی حکم ہوا کشتی بناؤ کشتی تیار ہوئی مومنین سوار حیوان جانور۔ پرندے سوار تنور سے پانی نکلا۔ بارش اوپر سے شروع ہو گئی پانی کا عذاب آگیا کشتی آب دوش پر رواں سب ڈوب رہے ہیں پانی بلند ہو رہا ہے مکانات اشجار سب پانی میں غرق پہاڑوں پر پانی بلند ہو رہا ہے بیوی۔ بیٹا تک ڈوب گئے۔ کشتی گرداب میں آگئی آواز دی نبی نے کہ نادِی نُوحٌ رَبَّہٗ اور پکارا نوح علیہ السلام اپنے رب کو میری کشتی کو بچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود اور اس کی قوم نے بت شکنی کا جرم قرار دیا اور ان کو آگ میں ڈالنے کا اعلان کر دیا ایک مدت تک آگ جلتی رہی شعلے بلند تر

رہے اور انگار سے بنتے رہے لوگ فرداً فرداً ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے سے قبل ڈراتے رہے کہ نمرود کی اطاعت کرلو اور آگ سے بچ جاؤ تو جناب ابراہیم ان کی دھمکیاں آگ کے بارے میں سن کر مسکرائے اور فرماتے میں آگ اور تم سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ۔ میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں میرے رب کا میرے اوپر رحم ہے وہ مجھے تمہارے ظلم اور آگ سے نجات دے گا۔ جناب ایوب علیہ اسلام جب مصائب سے دو چار ہوتے اولاد وفات پا گئی گھر تباہ ہو گیا خود بیماری میں لاغر ونحیف ہو گئے قوم نے بائیکاٹ کر دیا اکیلے رہ گئے زوجہ کے ساتھ کافر حرکات غیر مہذبانہ کرنے لگے۔ اور جناب ایوبؑ نے آواز دی وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ اور حضرت ایوب علیہ السلام نے پکارا اپنے رب کو مجھے روحانی جسمانی تکالیف نے آلیا ہے میری مدد کر اور تو ارحم الرحمین ہے۔ حضرت ذکریا علیہ السلام بیت المقدس کے نگہبان اور متولی تھے اولاد سے محروم تھے بیوی اور خود اپنی کمر جھک گئی بال سفید ہو گئے مگر کوئی بیٹا بیٹی نہیں بلکہ دشمن اولاد نہ ہونے کا طعنہ دے رہے ہیں دل ذکریاؑ ان کے نازیبا الفاظ سن کر چھلنی ہے ایسے وقت میں جناب زکریاؑ نے پکارا۔ وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ اور جناب ذکریاؑ نے آواز دی اپنے رب کو اے رب مجھکو بے وارث نہ چھوڑ بیٹا دے تو بہترین وارث بنانے والا وارث ہے جناب موسیٰ علیہ السلام نے دامن طور پر تاریکی شب میں اپنی زوجہ اور اپنے بچے کو سردی میں بے چین دیکھ کر دربار فرعون میں ظالم کی ظالمانہ گفتگو اور دھمکیاں سن کر دریائے نیل کو پار کرتے ہوئے اور جنگ عمالقہ کے وقت قوم کے میدان سے فرار ہو جانے پر غرضکہ تمام مشکل مقامات پر رب کو پکارا قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ۔ آواز دی موسیٰؑ نے اے رب بیشک میں کسی پر ملکیت نہیں رکھتا مگر اپنے نفس پر اور اپنے بھائی پر بس تو قوم فاسقین اور ہم میں ایک جدائی کا لنشان قائم کر دے جناب عیسیٰ علیہ اسلام نے وقت تبلیغ۔ نزول مائدہ کیلئے۔ قوم کے مقابل اور زندان میں جس ذاتِ اقدس کو مدد کیلئے پکارا وہ ہے رب جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہر جنگ اور ہر مقام مشکل میں اگر فرمایا ہے تو رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ اے رب مجھے ہر منزل اور مقام صدق کے ساتھ داخل فرما اور ہر منزل اور مقام سے صدق کے ساتھ مجھے وہاں سے نکال

ہر ایک نبی نے مصائب میں پکارا ہے رب کو اب قرآن میں دیکھئے رب سے کون مراد ہے سورہ معل اتیٰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے۔ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا میدان حشر میں روز قیامت جماعت مؤمنین کو جب قیامت کی گرمی سے اُن کا برا حال ہو رہا ہوگا زبان شدت پیاس سے سوکھ کر مانند چوب خشک ہو رہی ہوگی آواز گلے سے نہ نکلتی ہوگی اس وقت ان کا رب اُن کو پاک خوشبودار ٹھنڈا پانی پلائے گا عالم اسلام کا اتفاق ہے وہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ حوض کوثر ہے اور جناب ابو بکر روایت کرتے ہیں فرمود رسولخدا (ص) ساقی حوض علی مرتضیٰ بود مدارج النبوۃ جناب خاتم النبین نے ارشاد فرمایا ہے کہ ساقی حوض کوثر مولا علی علیہ السلام ہیں یعنی قرآن نے جس کو رب کہا وہ ساقی کوثر علیؑ ہے انبیاء نے تبلیغ فرمائی توحید کی معبود کی اور اللہ کی جب آفات آئیں تو پکارا ہے رب (علیؑ) کو اب بھی مصائب میں پکارنا اپنے اپنے حالات کے تحت علی کو سنت انبیاء اور قرآن پاک ہے اور رب کا معنی ہے متکفل شا پرورش کنندہ نگہبان۔

ظاہری پیدائش سے قبل وجود

محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام عالین ہیں اور تخلیق عالین سے قبل تخلیق کے ساتھ اور نیز بعد میں ہر زمانہ میں ہر نبی کے ساتھ ان عالین کا وجود رہا ہے۔ لفظ رب بتاتا ہے یہ موجود تھے۔ جناب عبداللہ اور جناب ابو طالب کے گھر سرزمین مکہ میں تو یہ لوگ بشر میں آتے ہیں۔ رسول کے متعلق ہے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ اے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یعنی خلقت افلاک سے قبل وجود محمدی تھا اور جناب سرکار رسالت فرماتے ہیں اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ میں اور علی ایک نور سے ہیں لہٰذا نور محمدی تھا تو نور علی بھی تھا جب یہ دونوں تھے تو نورِ فاطمہ بھی تھا دیگر ائمہ بھی تھے۔ تو کیا یہ صرف انبیاء کی مدد کرتے رہے یا تمام مخلوق کی تمام مخلوق کی جس نے پکارا اس اور جس نے نہیں پکارا اس کی بھی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا وجود اور مدد کرنا وجود لباس بشریہ محمدیہ و علویہ اور فاطمیہؑ سے دو ہزار سال پہلے امریکہ جس کو دنیا میں کوئی جانتا بھی نہ تھا اِدھر کی دنیا صرف اپنے کو دنیا سمجھتی اور کہتی تھی تو سرزمین امریکہ میں ایک راہبہ دِل گبوی رہا کرتی تھی لوگ اس کے پاس اپنی حاجات لے کر جاتے اور اس سے دعا کرواتے چنانچہ ہر طرح کی مصیبت میں لوگ آتے حتیٰ کہ اولاد کے لئے بھی پہلے تو اس راہبہ نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اولاد دینے کی اہل

نہیں ہے تو لوگوں نے بہت اصرار کیا اس وقت انہوں نے رب کو پکارا اے رب یا تو مجھے بچے دینے کی طاقت تفویض فرما اور یا مجھے موت دیدے جس دن راہبہ نے رو کر گڑ گڑا کر رب کو پکارا اسی دن رات کو خواب میں ایک برقع پوش خاتون نظر آئی اس نے فرمایا راہبہ سن میرا نام فاطمہ بتول ہے اس ملک کے جنگل میں ایک بوٹی ہوتی ہے جسے گل طاہرہ کہتے ہیں جس کے ہر پودے میں پانچ شاخیں ہوتی ہیں اور ہر شاخ میں چودہ پتے لگتے ہیں اور ہر پتے میں چودہ دندانے ہوتے ہیں۔ ہر ٹہنی پر چودہ کلیاں نکلتی ہیں جب وہ پھول بنتی ہیں تو ہر پھول میں چودہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں پس اگر بانجھ عورت کو اس پودے کی بوٹی پتوں پھولوں اور جڑوں کو شہد میں ملا کر کھلایا جائے اور رحم میں اس کا حلول کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسکو جلد از جلد اولاد نرینہ عطا فرمائے گا ہمیشہ خدا سے ڈرتی رہنا۔ اس کی نافرمانی نہ کرنا گناہ اور برائی سے بچتی رہنا کسی سوالی کو در سے واپس نہ کرنا چنانچہ صبح کو اس نے بانجھ عورتوں کو اس بوٹی کے کھانے اور حلول کرنے کو کہا تو اللہ نے ان کو اولاد عطا کی۔ اس بوٹی کا نام بدلتے بدلتے گال تھریا ہو گیا آج کل صرف آتیل گال تھریا استعمال ہوتا ہے مخزن الادویہ اور قرابادین پرانے نسخوں میں اور آج کل بھی اس کا نام حشیشۃ البتول درج ہے ریڈ انڈین یعنی سرخ جنگل امریکن ہر سال موسم بہار میں ایک مذہبی تہوار مناتے ہیں آج کل بھی اس موقعہ پر وہ اپنی قدیم زبان میں وہ ہی الفاظ دہراتے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اس متبرک تقریب کو ہم بڑے احترام کے ساتھ فاطمہ کے نام سے شروع کرتے ہیں۔ اے خدا تو اس نام کی بدولت ہر حاجت مند کی مراد پوری کر کتاب دی اولڈ آف امریکہ مصنفہ سنڈگ نیز ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ شمارہ اگست ۱۹۶۲ء نیز دریافت ہونے والی کشتی نوح اور لوح سلیمانی پر چہاردہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا ذکر موجود ہے بحوالہ کتاب ایلیا مصنفہ حکیم سید محمود گیلانی بہر حال یہ ذوات مقدسہ مکہ معظمہ میں لباس بشر میں تشریف لائے پہلے ان کا وجود تھا اور وہ امداد کرتے رہے لوگ ان سے مدد مانگتے رہے جناب سلیمان فارسی مہر تھے اور مولائے کائنات پر اس جہان خاکی میں شباب کی آمد تھی مولا کھجور تناول فرما رہے تھے اور گٹھلی سلیمان کی طرف پھینک دیتے تھے۔ جناب سلیمانؓ فارسی نے عرض کیا بچے بوڑھوں سے مذاق نہیں کیا کرتے یہ سن کر ابو طالب کا بیٹا بولا سلیمان آپ عمر میں میں بچہ۔ اچھا یہ بتاؤ وہ وقت یاد ہے جب آپ ایک جنگل سے گذر

رہے تھے اچانک جھاڑ سے شیر برآمد ہوا اور تمہارے اوپر حملہ کرنے والا تھا ان لمحات میں تم نے مدد کیلئے اپنے رب کو پکارا فوراً ایک گھوڑا سوار ظاہر ہوا شیر جس کو دیکھ کر چلا گیا۔ اور تم نے اسکو ایک تحفہ میں گلدستہ بھی دیا جناب سلیمانؓ نے سن کر عرض کیا۔ علی میں قربان جاؤں یہ واقعہ سچ ہے مگر میں نے تو آج تک کسی سے ذکر نہیں کیا آپ کو کیسے معلوم ہے مولا نے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے جواب میں آستین سے وہ گلدستہ نکال کر فرمایا سلیمانؓ یہی تھا سلیمان فارسی یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا اور عرض کیا مولا یہ سب کچھ کیا ہے آپ کو کیسے پتہ چلا یہ گلدستہ آپ کو کیسے ملا مولانا نے فرمایا سلیمانؓ وہ گھوڑا سوار میں علی ہی تھا۔ سلیمان نے عرض کیا مولا یہ تو بہت مدت کا واقعہ ہے ابھی تو شاید ابوطالب علیہ السلام کی بھی ولادت نہیں ہوئی تھی مولا نے فرمایا سلیمان یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں آنا بھی اسباب کے تحت اور جانا بھی اسباب کے تحت اور رہنا بھی اسباب کے تحت مگر ہم محمدؐ و آل محمد اسباب کے محتاج نہیں بلکہ اسباب ہمارے محتاج ہیں ہمارے متعلق کبھی بھی کسی طرح کا شک نہ کرنا۔

ایک وقت میں سب آوازوں کی سماعت

ایک وقت میں عالمین میں مختلف آوازیں امداد کیلئے پکار رہی ہیں بلند آواز سے اور آہستہ بھی بعض گونگے ہیں۔ اور بعض دل ہی دل میں پکار رہے ہیں ان تمام آوازوں میں یہ شناخت کیسے کرتے ہیں یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ یہ سوال اور خیال اگرچہ بہت وزنی معلوم ہوتا ہے مگر لایعنی ہے۔ قرآنی معلومات اور علم حیاتیات نہ ہونے کی وجہ سے ہے جناب رسول مقبول کا ارشاد ہے جب تم صلوات پڑھتے ہو اسی وقت میرے پاس پہنچ جاتا ہے اور مجھے پتہ چلتا ہے یہ صلوات فلاں کی ہے یہ درود فلاں کا ہے آج کل یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے عالمین کو چھوڑ کر صرف خطہ ارضی پر تقریباً کروڑ بار ایک منٹ میں درود شریف پڑھا جا رہا ہے اور سب کا سب سرکار رسالت کے پاس اسی وقت میں جا رہا ہے اور حضور سن رہے ہیں شناخت بھی فرما رہے ہیں یہ درود فلاں کا یہ فلاں کا ہے نماز پنجگانہ کا واسطہ سورج کے ساتھ ہے صبح صادق ہوتی نماز فجر سورج ڈھلا نماز ظہر اور ڈھلکے آگے بڑھا تو عصر غروب ہوا تو مغرب اور مغرب کی سفیدی پر سیاہی آگئی تو عشاء کا وقت آگیا اور سورج ایک ہی رفتار پر چل رہا ہے مگر خطہ ارضی پر اس کا طلوع و غروب ایک نہیں پاکستان میں اگر صبح کے چھ بجے تو امریکہ رات کے چھ بجے ہیں پاکستان میں رات کے ۸ بجے ہیں لندن میں رات کے دو بجے

ہیں غرضکہ تمام دنیا کا یہی حال ہے دیگر سیاروں کے چاند اور سورج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور طلوع غروب بھی علیحدہ ہے تو اس سے معلوم ہوا امت محمدؐ یہ زمین ہی نہیں تمام عالمین میں ہے اور نماز پڑھتے ہیں ہر لمحہ کہیں نہ کہیں نماز پڑھی جا رہی ہے اور نماز میں واجب ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ سلام ہو تجھ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں حضور یہ سلام سن رہے ہیں جیسے بھی سن رہے ہیں سن ضرور رہے ہیں اور خود حکم فرمایا ہے سلام کرنا سنت ہے جواب دینا واجب ہے جب عالم آدمی کیلئے جواب دینا واجب ہے تو خاتم النبیین بھی لازمًا اور واجبًا سلام کا جواب فرماتے ہیں۔ یہ اور بات ہے۔ غفلت اور لاشعوری۔ نفاق فسق فجور کے پردے اس طرح دل اور کانوں پر پڑے ہوں ہم جواب رسول پاک کا نہ سنیں لہذا ایک لمحہ میں اُن کو کروڑوں انسانوں کا سلام پہنچ بھی رہا ہے وہ ہر ایک کو فردًا فردًا جواب بھی دے رہے ہیں اسی طرح پکارنے والے کروڑوں مخلوق کی آواز کو ایک لمحہ میں سن بھی رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں۔ لہذا جانشین محمدؐ و آل محمدؐ بھی یہی صفت رکھتے ہیں کیونکہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَ اٰخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ۔ ہمارا پہلا محمدؐ آخری محمدؐ اور درمیانہ محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں نیز محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ اُن پر نہ نیند طاری ہو سکتی ہے اور اونگھ چنانچہ فقہی مسئلہ ہے سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر صحیح بخاری میں ہے جناب سرورِ کائنات جب بستر پر عالم خواب میں ہوتے تو اٹھنے پر بلا تجدید وضو نماز ادا فرماتے جو اس بات کی دلیل ہے ان پر خواب طاری نہیں ہوتا ہر لمحہ اور ہر گھڑی مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ خداوند عالم کو نہ نیند آتی ہے اور نہ اونگھ اب محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام پر نیند آجائے تو پھر یہ ذوات قدسیہ مظہر صفات واجب الوجود نہیں رہ سکتے مظہر صفات واجب الوجود کا یہ خاصہ ہے وہ ہر شے کو دیکھ رہا ہے اور آواز کو سن رہا ہے یہ بشری خاصہ ہے جب کسی بازار یا میلا۔ بھیڑ وغیرہ سے گذرتا ہے تو وہ نہ آوازوں کو محفوظ رکھ سکتا ہے اور نہ اپنے کان میں آوازوں کو برداشت کر سکتا ہے کثیر آوازوں سے پردہ کان ہی پھٹنے لگتا ہے یہ صرف خاصا محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ہے تمام عالمین کی ہر لمحہ آوازوں کو سن رہے ہیں اور ہر آواز کو علیحدہ علیحدہ شناخت بھی کر رہے ہیں اور جواب بھی دے رہے ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے کان کے متعلق قرآن میں بھی ارشاد ہو رہا ہے۔ وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ اور ضبط رکھتا ہے تمام آوازوں کو وہ کان جس میں اتنی ظرفیت ہے کہ سب آوازیں سما جاتی ہیں اور اس میں ثبت ہو جاتی ہیں محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے کان کی صفت اور تعریف میں اللہ نے اُذُنٌ

سَامِعَةٌ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے۔ اُذُنٌ وَّاعِیَۃ یہ کون سا کان ہے جو تمام آوازوں کو سن رہا ہے اور بیک وقت ضبط اور محفوظ رکھ رہا ہے ہر ایک کا جواب بھی اسی طرح جس طرح سے بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا اور سمجھ رہا محفوظ کر رہا ہے اسی طرح بیک لمحہ جواب بھی دے رہا ہے لہٰذا انتظار جواب کیلئے قطار بنانے اور اپنا نمبر آنے کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں اگر نمبر وار کا سلسلہ ہو جائے تو یہ مظہر صفات واجب الوجود نہ رہیں۔ کیا عظمت ہے اس کان کی جو بیک لمحہ تمام آوازوں کو سن رہا ضبط کر رہا اور جواب دے رہا ہے لَا تَشْتَبِہُ عَلَیْہِ الْاَصْوَاتُ آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں ہر ایک آواز کو بیک لمحہ علیحدہ علیحدہ سن رہا محفوظ کر رہا ہے وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ سے مراد جناب علی ابن ابی طالب کا کان ہے اور یہ کوئی استبعاد و استعجاب کا مقام نہیں۔ کہ امام تمام آوازوں کو سن لیتا اور فوراً ضبط کرتا ثبت کرتا ہے یہ تو کمال مادہ کثیفہ سے بنائی ہوئی انسانی مصنوعات میں بھی ہے جیسے ٹیلی فون ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ وائرلیس وغیرہ اور قوت امامت تو جمیع طاقتوں سے فوق ہے لازماً اور وجوباً اس کی یعنی امام کی قوت ظرفیت ہی اتنی ہے کہ اسمیں تمام آوازیں ضبط و ثبت ہو جاتی ہیں اس کا انکار محمد و آل محمدؐ کے مظہر صفات واجب الوجود ہونے کا انکار ہے جو انکار قرآن اور رسالت و امامت ہے۔

زبان دانی اور امام علیہم السلام

خاصۂ بشریت ہے انسان دنیا کی تمام زبانوں پر حاوی نہیں ہو سکتا دس بارہ پندرہ۔ بیس زبانیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکتا ہے اسی وجہ سے یہ اشتباہ پیدا ہو گیا ہندی چینی۔ روسی۔ جرمنی۔ پنجابی۔ سرائیکی۔ انگریزی۔ فارسی۔ عبرانی۔ لاطینی۔ افریقی سنسکرت۔ گورمکھی۔ بھاشا۔ عربی۔ گجراتی مارواڑی بلوچی۔ پشتو بلتستی۔ کشمیری اتنی زبانوں میں لوگ پکار رہے ہیں اور پرندے۔ جانور حشرالارض وغیرہ بھی تو کیسے محمد و آل محمدؐ علیہم السلام تمام زبانوں کو سمجھ رہے ہیں ان کی زبان تو عربی تھی لیکن صاحب عقل کو یہ بھی تو خیال آنا چاہیے محمد عربی صرف مکہ اور مدینہ والوں کے نبی نہیں تھے بلکہ۔ ہندی۔ چینی۔ روسی۔ جاپانی وغیرہ تمام روئے زمین پر اور زمین کے علاوہ جہاں جہاں بھی انسان اور چرند۔ پرند۔ جانور۔ حیوان۔ شجر۔ حجر وغیرہ مخلوقات ہیں سب کے نبی تھے اور کسی مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر وہ لگایا جاتا ہے جو اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ ریاضی۔ الجبرا معاشیات

وغیرہ سب جانتا ہو اگر وہ صرف فارسی جانتا ہے اور دوسرا کوئی علم اور زبان نہیں جانتا تو وہ تمام سکول کا ہیڈ ماسٹر نہیں ہو سکتا ہاں صرف اسی زبان پڑھنے والی کلاس کا انچارج ہو سکتا ہے جب محمد مصطفےٰ تمام مخلوق کی زبانوں کو جانتے نہیں تو وہ تمام کے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ ان کیلئے لازمی ہے کہ وہ تمام عالمین کی زبانوں کو جانتا ہو اور سمجھتا ہو۔ رسول پاک کے دربار میں۔ فارسی۔ رومی۔ لاطینی۔ عبرانی بولنے والے اور کھجور کا تنے کا کلام کرنا اڑتے ہوئے آسمان پر چیل کا کہنا پانی جوتی میں چھوٹا سا سانپ بیٹھا ہے۔ وغیرہ انسانوں اور حیوانوں کی زبان سمجھنے کیلئے کوئی ترجمان تھے رکھے ہوئے کوئی مورخ اور محدث یہ ثابت نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ترجمان مولا علی نے رکھا ہوا تھا۔ دوسرے خلیفوں نے ترجمان اور کاتب وغیرہ رکھے ہوتے تھے۔ محمد و آل محمد کا ترجمان نہ رکھنا یہ دلیل ہے کہ وہ تمام زبانوں کو جانتے تھے دیگر پہلا خلیفہ جناب آدم علیہ السلام جس کے متعلق ارشاد ہے۔ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش فرمائی ہیں۔ وَمَعْنَى تَعْلِيمِهِ أَسْمَاءَ الْمُسَمَّيَاتِ أَنَّهُ تَعَالَى أَرَاهُ الْأَجْنَاسَ الَّتِي خَلَقَهَا وَعَلَّمَهُ أَنَّ هٰذَا اسْمُهُ فَرَسٌ وَهٰذَا اسْمُهُ بَعِيرٌ وَهٰذَا اسْمُهُ كَذَا وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَّمَهُ اسْمَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الْقَصْعَةَ وَالْمِغْرَفَةَ تفسیر مدارک زیر آیت وَعَلَّمَ آدَمَ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جنسیں دکھا دیں جس کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور ان کو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھا دیئے یہاں تک کے پیالی اور چلو کے بھی وَقِيلَ عَلَّمَ آدَمَ أَسْمَاءَ الْمَلَائِكَةِ وَقِيلَ أَسْمَاءَ ذُرِّيَّتِهِ وَقِيلَ عَلَّمَهُ اللُّغَاتِ كُلَّهَا تفسیر خازن کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا ہے کہ ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا ہے کہ ان کو تمام زبانیں سکھا دیں۔ قَوْلُهُ أَيْ عَلَّمَهُ صِفَاتِ الْأَشْيَاءِ وَنُعُوتَهَا وَهُوَ الْمَشْهُورُ أَنَّ الْمُرَادَ أَسْمَاءُ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ خَلْقٍ مِنْ أَجْنَاسِ الْمُحْدَثَاتِ مِنْ جَمِيعِ اللُّغَاتِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِي يَتَكَلَّمُ بِهَا وَلَدُ آدَمَ الْيَوْمَ مِنَ الْعَرَبِيَّةِ وَالْفَارِسِيَّةِ وَالرُّومِيَّةِ وَغَيْرِهَا۔ تفسیر کبیر میں مذکورہ بالا آیت کے زیر تحت۔ آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے اوصاف اور ان کے حالات سکھا دیئے اور یہی مشہور ہے کہ مراد مخلوق میں سے ہر حادث کی جنس کے سارے نام ہیں جو مختلف زبانوں

میں جن کو اولاد آدم آج تک بول رہی ہے عربی، فارسی، رومی وغیرہ۔ وَعَلَّمَهٗ اَحْوَالَهَا وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الْمَنَافِعِ الدِّیْنِیَّةِ وَالدُّنْیَوِیَّةِ وَعَلَّمَ اَسْمَآءَ الْمَلَائِکَةِ وَاَسْمَآءَ ذُرِّیَّتِهٖ وَ اَسْمَآءَ الْحَیَوَانَاتِ وَالْجَمَادَاتِ وَصَنْعَةَ کُلِّ شَیْءٍ وَاَسْمَآءَ الْمُدُنِ وَالْقُرٰی وَ اَسْمَآءَ الطَّیْرِ وَالشَّجَرِ وَمَا یَکُوْنُ وَاَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ یَخْلُقُهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ اَسْمَآءَ الْمَطْعُوْمَاتِ وَالْمَشْرُوْبَاتِ وَکُلِّ نَعِیْمٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ وَفِی الْخَبَرِ عَلَّمَهٗ سَبْعَ مِائَةِ اَلْفِ لُغَاتٍ تفسیر روح البیان زیر آیت مذکورہ بالا۔ اور حضرت آدمؑ کو چیزوں کے حالات سکھاتے اور جو کچھ ان میں دینی اور دنیاوی نفع ہیں وہ بتاتے اور ان کو فرشتوں کے نام ان کی اولاد اور حیوانات اور جمادات کے نام بتاتے اور ہر چیز کا بنانا بتایا تمام شہروں اور گاؤں کے نام پرندوں اور درختوں کے نام اور جو ہو چکا یا جو کچھ بھی ہوگا ان کے نام اور جو کچھ قیامت تک پیدا فرماتے گا ان کے نام اور کھانے پینے کی چیزوں کے نام جنت کی ہر نعمت غرضکہ ہر چیز کے نام بتا دیتے اور حدیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام کہ سات سو ہزار زبانیں سکھادیں یہ علم ہے زبان دانی کے بارے میں جناب آدم علیہ اسلام کو سات لاکھ زبانیں تو اللہ نے تعلیم دیں جناب محمد مصطفٰےؐ ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے نبی ساتھ لاکھ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار سے ضرب دیا تو ۸۶۸۰۰۰۰۰۰۰ آٹھ ارب اڑسٹھ کروڑ زبانیں جناب محمد مصطفٰےؐ کو دی گئیں اور یہ بھی محدثین میں اقل عدد ہے جس سے ظاہر ہے رسولؐ پاک ان سے زیادہ زبانوں کا علم رکھتے تھے جو فہم بشر سے بالا ہیں اور انسان احاطہ کرنا تو دشوار گن نہیں سکتا یہ زبانیں جو رسول پاک کو دی گئیں تھیں تو جناب علی مرتضٰےؑ ہے ان کا دروازہ اور باقی ائمہ اہل بیت میں ان کے علوم کے وارث اور جانشین اور جاننے والے علوم کے۔ لہذا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ وہ ان کو اتنی زبانیں نہیں آتی تھیں وہ سید الانبیاء اور سید الاولیاء نہیں ہو سکتا جو ہر شے کی زبانیں نہ جانیں اور نہ سمجھے۔

علم غیب اور محمدؐ و آل محمد علیہم السلام

علم غیب یعنی غیب کا جاننا ہے اور غیب کہتے ہیں جس کو انسان۔ آنکھ۔ ناک۔ کان حواس وغیرہ سے محسوس نہ کر سکے اور نہ وہ بلا دلیل بداھۃً عقل میں آ سکے لہذا ملتان والے کے لئے۔ لاہور۔ کراچی۔ دہلی لندن غیب نہیں کیونکہ اگر اس نے آنکھ سے نہیں تو کان سے سنا تو ہے وہ ایسا شہر ہے ایسی گلیاں ایسی آب و ہوا پھول میں خوشبو۔ جسم میں درد۔ سینے میں دل۔ ملک۔ حور۔ غلمان۔ کرسی۔ عرش

وغیرہ یہ غیب نہیں کیونکہ یہ اور ان کے حالات کان سے سنے ہوتے ہیں یہ آنکھ سے غیب مگر کان سے سنے ہوتے ہیں غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر دلیل قائم ہو سکے اور ایک وہ جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے جنت دوزخ ملک حور وغیرہ یہ احادیث اور قرآن کی آیات سے ان کے حالات وغیرہ معلوم ہیں دوسرے جس پر دلیل قائم نہ ہو سکے جیسے قیامت۔ اور موت کب ہوگی۔ بچہ بدبخت ہے یا نیک بخت ان کو دلائل سے معلوم نہیں کر سکتے۔ اَنَّ الْغَیْبَ هُوَ الَّذِیْ یَکُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّۃِ۔ بیشک غیب وہ ہے جو حواس خمسہ سے پوشیدہ ہو۔ وَهُوَ مَافِیْهِ عَنِ الْحِسِّ وَالْعَقْلِ غَیْبَةً کَامِلَةً بِحَیْثُ لَا یُدْرَكُ بِوَاحِدٍ مِنْهُمَا اِبْتِدَاءً بِطَرِیْقِ الْبَدَاهَتِ وَهُوَ قِسْمَانِ قِسْمٌ لَا دَلِیْلَ عَلَیْهِ وَهُوَ الَّذِیْ اُرِیْدُ بِقَوْلِهٖ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ وَقِسْمٌ نُصِبَ عَلَیْهِ دَلِیْلٌ کَالصَّانِعِ وَصِفَاتِهٖ وَهُوَ الْمُرَادُ

غیب وہ ہے جو حواس خمسہ اور عقل سے پورا پورا چھپا ہوا ہو اس طرح کہ ذریعہ سے بھی ابتداً کھلم کھلا معلوم نہ ہو سکے غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور وہ ہی غیب قرآن آیات میں جہاں جہاں آیا ہے کہ غیب اللہ کے پاس ہے یا غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ دوسری قسم جس پر دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ جیسے فرشتے۔ حور اور امام زمانہ اور رنگ آنکھ سے نظر آرہا ہے ناک سے بو محسوس ہو رہی ہے لذت کو زبان حاصل کر رہی ہے لہذا کان کے لئے رنگت غائب اور آنکھ کے لئے ذائقہ غائب ہے اور بو ہاتھ کیلئے غائب ہے۔ اب اگر کوئی بو۔ لذت رنگ کو اصلی ہی شکل میں ان کی آنکھ۔ کان۔ زبان وغیرہ سے دیکھ لے۔ تو یہ علم غیب اضافی کہلاتا ہے۔ اس لئے جو چیز موجودہ وقت میں موجود نہیں یا بہت دور یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے۔ تو یہ بھی غائب ہے اور اس کا جان لینا علم غیب ہے۔ اور اس طرح تمام عالمین کو مثل کف دست دیکھنا ایک جگہ پر رہ کر یہ علم غیب کا حصول ہے۔ نیز نفس علم کسی چیز کا بھی ہو برا نہیں بری باتوں کا کرنا یا برا کام کرنے کیلئے کسی علم کا حاصل کرنا برا ہے یہ بات ضرور ہے بعض علوم بعض سے افضل ہیں جیسے بعض سورتیں بعض پر فضیلت رکھتی ہیں سورہ توحید کے پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ سورہ تبت یدا میں نہیں لہذا اگر کوئی علم برا ہوتا تو وہ خدا کو بھی نہ حاصل ہوتا کیونکہ خدا ہر برائی سے پاک ہے۔ بغض۔ حسد۔ کفر۔ نفاق۔ شرک۔ چوری۔ جادو۔ زنا۔ ریا وغیرہ کا علم حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ انسان ان سے بچے لوہے سے چھری بنانے کا علم اور

بنانا جائز ہے مگر بے گناہ آدمی کو اس چھری سے مارنا برا اور جرم ہے جادو کا حاصل کرنا جائز مگر مقام غلط پر استعمال کرنا گناہ جرم اور برا ہے اللہ نے تمام علوم جناب آدم کو سکھائے اور محمد عربی اور اہل بیت ان تمام علوم کے وارث ۔ تمام علوم ماکان اور مایکون لوح محفوظ پر رقم اور محمد وال محمدؐ اس کے عالم - اللہ عالم بالذات ہے اس کے بغیر بتائے کوئی نہیں جان سکتا لہذا اللہ تعالیٰ نے محمد وآل محمدؐ کو علم غیب عطا فرمایا ہے اور ارشاد قدرت ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اور نہیں زیبا یہ اللہ تعالیٰ کیلئے کہ تم کو الغیب پر مطلع کرے اور لیکن جن کو رسولوں میں سے چن لیتا ہے وہ الغیب کا علم دے دیتا ہے ۔ غیب ہے عام اور الغیب ہے خاص تمام عالمین میں محمد وآل محمد علیہم السلام ہیں مجتبےٰ لہذا غیب اور الغیب دونوں علم اللہ نے ان کو عطا فرمائے ہیں ۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ پس اللہ تعالیٰ اپنے غیب کے اوپر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر مرتضےٰ رسول کو اور مرتضیٰ رسولؐ محمد عربی ہے اور اسی طرح اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ الرحمٰن نے القرآن کا علم دیا ۔ انسان کو پھر پیدا کیا ۔ القران کا بیان بھی تعلیم دیا ۔ انسان سے مراد ہے محمد عربی خَلَقَ الْاِنْسَانَ اَىْ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِىْ بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ تفسیر معالم التنزیل اللہ نے انسان یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا اور ان کو جو خلقتِ محمدؐ سے پہلے تھا اور جو خلقت محمد کے بعد تا قیام قیامت اور بعد قیامت ہوگا وہ سب علم دے دیا یعنی علم اور محمدؐ دو جدا جدا نہیں علم بھی اسی وقت پیدا ہوا اور محمدؐ بھی اسی وقت پیدا ہوا اسی کا نام علم ہے اور اسی کا نام محمدؐ ہے لہذا اگر علم محمدؐ کو ذاتی کہا جائے تو اچھا ہے بشر پیدا ہوتا ہے پھر مدرسے میں پڑھتا ہے تو لکھنا پڑھنا آیا درزی کے پاس کچھ سال بیٹھا تو درزی بنا یہ علوم ہیں بالعرض اور جو وقت خلقت ہو جیسے سانس لینا غذا لینا اور حرکت کرنا رونا یہ علوم ہیں بالذات جب سے یہ ذات ہوتی یہ اس میں ہوتے ایسے ہی جب سے محمد وآل محمد ہوئے علم ان میں ہوا لہذا یہ علم ان میں بالعرض نہیں بلکہ خدا نے ان کی ذات میں رکھا ہے لہذا بالذات کہلایا جاتا ہے اور سخاوت علم محمد عربی بیان کرتے ہوئے قرآن فرماتا ہے ۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور محمد عربی الغیب کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ۔ آپ جب ہی الغیب کے ظاہر کرنے میں سخی ہوں گے جب آپ کے پاس الغیب کا علم ہو اگر ہو ہی نہ تو بخیل کا کیا مطلب قرآن پاک میں دو آیات ہیں وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ اور اس کے ہی پاس ہیں الغیب

کی کنجیاں اوران کو نہیں جانتا کوئی مگر وہ اور دوسری آیت ہے کہ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اور اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی کنجیاں اور کون ان کو نہیں جانتا ان دونوں
آیات میں ہُ اور کہ سے مراد ذات محمد عربی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اللہ فرما رہا ہے الغیب
اور آسمانوں اور زمینوں کے علوم کی چابیاں محمد کے پاس ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ دو لفظ ہیں
مفاتح اور مقالید دونوں کا پہلا حرف میم لیا اور مفاتح کا آخر ح لیا پھر مقالید کا پہلا میم لیا اور
آخری دال لیا تو م۔ ح۔ م۔ د۔ محمد بن گیا لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ سے مراد ذات محمد عربی ہے اور
کنجیوں سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں اسی الغیب کا شہر محمد ہے اور دروازہ علی ہے اگر اِلَّا
هُوَ سے مراد محمد عربی نہیں اللہ ہے تو قفل لگا کر شے محفوظ کسی محبوب کیلئے رکھی جاتی ہے
اور یہ چابی لگا کر خداوند کریم نے کسی ذات کیلئے قفل کھول کر الغیب کا دروازہ کھولا ہے اور
قرآن فرماتا ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ بیشک ہم نے آپ کے لئے کھول دیا بہت
ہی بڑا کھولنا کیا کھولا ہے وہ رسول فرماتے ہیں اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ مجھو
زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں ہیں۔ قرآن پاک میں ایسی آیات بھی ہیں جو علم غیب کی نفی
کر رہی ہیں۔ مثلاً قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ آپ
فرمادیں کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہتا ہوں
میں الغیب کا علم رکھتا ہوں اس کی اور بھی آیات ہیں اور ایسی بھی آیات ہیں جو پہلے بیان
کی گئی ہیں کہ اللہ نے رسول کو الغیب پر مطلع کیا ہے یہ الغیب کی کنجی ہے۔ تو چار باتیں ہیں
جن آیات میں نفی کی گئی ہے وہ ذاتی علم کی ہے یعنی میں باللذات علم الغیب نہیں رکھتا بلکہ اللہ
نے بتایا ہے دوسرے کل علم یہ اللہ کا ہے میرے پاس جز علم ہے تیسرے بطور انکسار
اور چوتھی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں الغیب جانتا ہوں لہذا دعویٰ کی نفی ہے علم الغیب
کی نفی نہیں ہے مذکورہ ایت میں اور دیگر آیات میں لا کا استعمال دو جگہ ہے میں نہیں
کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور لا میں نہیں کہتا میں الغیب کا علم رکھتا ہوں
اس سے یہ ظاہر ہے میرے پاس خزانے بھی ہیں اور الغیب کا علم بھی مگر میں دعویٰ نہیں
کرتا کسی شے کا پاس ہونا اور دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ پاس ہونا اور دعویٰ بھی کرنا یہ
اور بات ہے نیز یہ سوال کیا ہے کافروں مشرکوں منافقوں نے اور یہ تینوں ہیں چور لہذا
چور کو خزانوں کا پتہ کس نے بتایا ہے آج بھی منافق بے ایمان سوال کرتے ہیں خزانے

اور الغیب کا تو چوروں کو نہ رسول نے بتایا اور نہ آل رسول نے تو عارف اور علما کا بھی فرض
ہے چوروں سے اس خزانے کی حفاظت کرنا اللہ اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام میں کوئی فرق ہے
ضرور ہے جو علم اللہ کو حاصل ہے وہ محمد و آل محمدؐ علیہم السلام میں کو نہیں اور جو علم محمد و آل محمدؐ
علیہم السلام کو ہے وہ باقی انبیاء۔ رسل۔ قطب۔ ابدال۔ غوث وغیرہ تمام مخلوقاتِ عالمین کو نہیں
جو اللہ کو ہے محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کو نہیں وہ علم اللہ کیلئے شہادت اور محمد و آل محمدؐ علیہم السلام
کیلئے غیب اور اللہ عند الرسول و آل رسول عالم الغیب ہوا اور جو علم محمد و آل محمدؐ علیہم السلام
کو باقی تمام مخلوقات عالمین کو نہیں وہ محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کیلئے علم شہادت اور مخلوقات
کے لئے غیب لہذا مخلوقات کیلئے اس غیب سے جو مخلوقات کو معلوم نہیں محمد و آل محمدؐ
علیہم السلام عالم الغیب ہیں جو علم اللہ کا ہے وہ ہے غیب الغیب اسی پر وقتاً فوقتاً جب
چاہے اور جس قدر چاہے اللہ محمد و آل محمد علیہم السلام کو عطا کرتا رہتا ہے اس غیب کی
محمد عربی کے پاس چابی ہے اور اسی کا علی دروازہ ہے یہی اللہ۔ محمد و آل محمد علیہم السلام
اور دیگر مخلوقات کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ لیکن لوگوں نے علم غیب بنا رکھا ہے
پانچ باتوں کو۔ یعنی قیامت کب ہوگی۔ اور بارش کب ہوگی۔ اور رحم عورت میں کیا۔ کل کو
فلاں آدمی کیا کرے گا۔ وہ فلاں آدمی کہاں رہے گا سورہ لقمان کی آیت کے یہ فقرے سے لے کر
لوگ کہتے ہیں کہ یہ الغیب ہے اور محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کو معلوم نہیں۔ اگر یہ باتیں
ہی علم غیب ہیں تو محمد و آل محمدؐ کے پاس سب سے زیادہ یہی علم ہے فرمان رسول ہے
لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ قیامت قائم نہ ہوگی مگر جمعہ کے دن علم قیامت
ہوا مقامِ بدر میں آپ نے صحابہ کو فرمایا کل یہاں فلاں فلاں قتل ہوگا کافروں میں سے
اور وہی ہوا آپ نے حضرت علی کے متعلق فرمایا خیبر میں۔ میں کل اس کو علم دوں گا جو
کرار غیر فرار ہوگا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دے گا آپ نے فرمایا میرا حسین کربلا کی زمین
پر شہید ہوگا۔ آپ نے فرمایا میری بیٹی فاطمہ کے تین بیٹے ہوں گے ایک نام حسن دوسرے
کا نام حسین اور تیسرے کا نام محسن اور حضورؐ نے بہت مدت تک پیش گوئی کی گیارہویں
جانشین کے ایک بیٹا پیدا ہوگا وہ مہدی ہوگا اس کا نام میرا نام ہوگا۔ آپ نے بادلوں
کو دیکھ کر فرمایا یہ فلاں جگہ جا کر برسے گا اور یہ فلاں جگہ ایسے ہی دیگر افراد ائمہ اہل بیت
نے یہ علوم بیان فرماتے ہیں۔ آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل انہارا اندازہ ورا امور

غیب اند کہ جز خدائے تعالیٰ کسے آں راندانند گر آنکہ دے تعالیٰ از نزد خود کسے رابوحی والہام بدانا طعات۔ مراد یہ ہے کہ ان امور غیب کو بغیر اللہ کے بتائے ہوئے عقل کے اندازے سے کوئی نہیں جانتا کیونکہ ان کو خدا کے سوائے کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس کو اللہ اپنی طرف سے بتادے وحی الہام سے بارش کب ہوگی آندھی۔ جھکڑ زلزلہ۔ سورج گرہن۔ چاند گرہن کے متعلق صاحبان سائنس موسم کے مطابق روزانہ بتاتے ہیں اور وہ ایسے ہی ہوتا ہے اکثر ڈاکٹر بتاتے ہیں مریض سے جاؤ یہ اس وقت تک مرجائے گا اور ایک سرے سے دیگر دیہاتی دائی تک بتادیتی ہے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی حمل ہے یا نہیں یہ باتیں علم غیب نہیں الغیب وہ ہے جو بیان ہوا یہ تو محمد وآل محمدؐ کے صدقے سے غلامان محمد وآل محمد علیہم رکھتے ہیں یہ کوئی کمال علم غیب نہیں ہے۔

تکالیف خدا نہیں دیتا: انسانوں کا مصائب میں مبتلا ہونا حالات کا خراب ہونا بیماری کا پیدا ہونا اور جو بھی تکالیف انسانوں کو آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نہیں دیتا۔ ماں جو اپنی اولاد سے پیار کرے یا ان کی حرکات نازیبا سے ان سے پیار نہ کرے مگر وہ یہ کوشش نہیں کرتی نہ ارادہ کرتی ہے کہ اولاد میں کوئی تکلیف پیدا ہو یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے بلکہ اگر کوئی بیمار بھی ہو جائے تو ناراض ماں اسکیلئے صحت کی تمنا رکھتی اور دعا کرتی ہے کہ یہ بیماری دور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تو والدین سے زیادہ مخلوق پر مہربان ہے۔ وہ کب چاہتا ہے کہ یہ مصائب میں مبتلا کر دیئے جائیں بلکہ وہ تو مخلوق کو مصائب سے نکال دیا جائے۔ لہٰذا مصائب کا نزول اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ انسانوں کے اپنے افعال و اعمال سے پیدا کردہ ہیں وَمَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا (حدید) اور نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین میں اور نہ خود تمہارے نفسوں میں مگر یہ کہ وہ پہلے سے کتاب میں موجود ہوتی ہے قبل اس کے ہم اس کو ظاہر کریں۔ نزلہ۔ زکام۔ بخار۔ ٹی بی۔ کینسر چوٹ۔ اور مہلک امراض دیگر روحانی امراض وبا وغیرہ آفات بلیات جو بھی انسان پر آتی ہیں یہ پہلے سے کتاب میں موجود ہیں کتاب سے مراد قرآن نہیں۔ لوح محفوظ نہیں اور نہ خط تقدیر میں درج ہیں۔ بلکہ یہاں کتاب سے مراد ہیں وہ نقوش جو لاشعوری اور غفلت یا شعور و بیداری میں ورق نفس پر نقش ہوتے ہیں اگر تم کو شعور ہو ورق نفس

کو پڑھتے رہو تو ان امراض میں مبتلا نہ ہو نفس پر یہ الہام کر دیا گیا ہے دھوپ میں چلنے سے لو لگنے سے بیمار اور سردی میں رہنے سے نمونیہ درخت کے اوپر چڑھ کر نرم شاخ پر قدم رکھنا شاخ کا ٹوٹنا نیچے گرنا ہڈی کا ٹوٹ جانا اور زیادہ کھانے سے بدہضمی قبض قے اسہال وغیرہ کا پیدا ہونا یہ سب کچھ کتاب نفس پر رقم ہیں وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا اور نفس کو سجایا بنایا گیا ہے اور اس پر الہام کر دیا گیا ہے اچھائی کا اور برائی کا کتاب نفس پر لکھا ہوا ہے یہ بیماری ہے اور یہ صحت ہے ان امور میں نفع ہے اور ان میں فنا ہے اب انسان بیماری والے امور کرتا ہے تو بیمار ہوتا ہے کو فنا والے امور کرتا ہے تو برباد ہوتا ہے لہٰذا یہ امراض انسان نے خود پیدا کیں اللہ نے تو اس پر الہام کیا ہوا ہے یہ برائی ہے اور یہ اچھائی ہے ارشاد ہے قدرت کا دوسرے مقام پر ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ۔ خشکی اور تری میں جو فساد قتل و غارت. لوٹ مار لاکھوں کے سڑنے سے امراض کا پیدا ہونا یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی تکالیف ہیں۔ اسی لئے توبہ کرنے خیرات کرنے اور محمد و آل محمدؐ کے نام سے ان کے ذکر سے درود پڑھنے سے یہ بیماریاں ٹل جاتی ہیں آئی ہوتی ہیں تو دور ہو جاتی ہیں اور کوڑھی انسان۔ ٹی۔ بی۔ دمہ۔ موتیا۔ نمونیا وغیرہ کا مریض محمد و آل محمدؐ علیہم السلام کا نام لینے توبہ کرنے اور یا رسول اللہ مجھے ٹی بی سے بچا پکارنے یا علی مدد کہنے سے امراض دور ہو جاتے ہیں اس غلطی کی معافی ملی مرض دور ہوا اور جو عضو ناکارہ ہو رہا تھا وہ جس سے کمزور ہو رہا تھا وہ سب دور کر دیا وہ عضو طاقتور بن گیا صحت یاب ہو گیا۔ آفات ٹل گئیں۔ مصائب دور ہو گئے مخالفت انبیاء پر جو آفات آئیں وہ خود اپنی پیدا کردہ عوام پر ظلم کرنے زنا کرنے ڈاکہ وغیرہ ڈالنے سے جو آفات آ رہی ہیں وہ خود انسانوں کی اپنی پیدا کردہ ہیں یہ کہنا یا عقیدہ رکھنا کہ بیماری تکالیف خدا پیدا کرتا ہے محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں سراسر بہتان اور الزام ہے یہ غیر مسلم عقیدہ ہے جو مصائب اہرمن پیدا کرتا ہے اور یزدان دور کرتا ہے اسلام اور قرآن پاک کا فرمانا ہے دکھ۔ تکالیف مصائب یہ سب کچھ انسانوں کا اپنے ہاتھوں پیدا کیا ہوا ہے خدا اور رسول و آل رسول ان کو دور کرتے ہیں اب یہ کہنا کیا خدا تمام تکالیف دور نہیں کر سکتا جو محمد و آل محمدؐ دور کرتے ہیں یا کچھ خدا دور کرتا ہے اور کچھ محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں

جو خدا دور کرتا ہے وہ کونسے مصائب ہیں اور جو محمد و آل محمد علیہم السلام دور کرتے ہیں وہ کونسے مصائب ہیں یہ کہنا غلط ہے خدا اور محمد و آل محمد علیہم السلام نے تقسیم نہیں کئے ہوسے یہ تو خدا کا انعام ہے محمد و آل محمد علیہم السلام پر نیز حکومت کا کاروبار سب کا سب شہنشاہ خود نہیں کرتا بلکہ صحت کا وزیر الگ خوراک کا الگ زراعت کا الگ تعلیم کا الگ اور جنگ کا الگ نشر و اشاعت کا الگ قدرتی وسائل کا الگ آبادکاری کا الگ ان سب وزراء پر ایک انچارج وزیر ہوتا ہے جس کو وزیر اعظم کہا جاتا ہے کام حکومت کے یہ وزراء کرتے ہیں اور کہلاتے شہنشاہ کے کام ہیں لڑتے یہ ہیں جنگ شہنشاہ کی کہلاتی ہے صلح یہ کرتے ہیں صلح شہنشاہ کی کہلاتی ہے اب شہنشاہ فرمائے میں نے یہ کیا درست ہے اور وزراء میں سے کوئی یا وزیر اعظم کہے میں نے یہ کیا یہ کیا اور یہ کروں گا تم میرے ساتھ رہو تو سب کچھ ٹھیک رہے گا یہ بھی درست ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح سے محکمے بنائے نبیوں کے پاس پیغام لانے والا جبرائیل۔ موت دینے والا عزرائیل صور پھونکنے والا اسرافیل ہواؤں اور بادلوں کو چلانے والا میکائیل ان کے تحت ان امور پر مقرر بیشمار ملائکہ ہیں اور یہ چاروں ان کے اپنے منصب کے اعتبار سے سردار ہیں جنکو رب النوع کہا جاتا ہے تمام عالمین کو یہ وزیر کنٹرول کئے ہیں اور وزیر اعظم ان پر مولائے کائنات جناب علی ہے ان کا استاد ان کو کہا جاتا ہے اور محمد عربی ان تمام کے اور جناب علی کے اوپر سرپرست ہیں کام یہ کر رہے ہیں اگر خدا فرماتے میں نے یہ کیا تو درست اگر رسول فرمادیں میں نے یوں کیا تو درست اور جناب علی فرمادیں میں نے بارش برسائی ہواؤں کو چلایا بیماروں کو صحت دی تو درست یا فرمادیں میں دینے والا ہوں تو درست ہے کوئی اور گناہ نہیں ہے خداوند کریم ہر وقت اپنی نئی شان میں ہے بیکار نہیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام جو کچھ کر رہے ہیں وہ باذن اللہ ہے یہ کہنا کہ ہر چیز خدا ہی کرتا ہے غلط ہے کچھ اصول بادشاہی بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً بادشاہ کے لئے پانی پینا خود گلاس لے کر گھڑے۔ نل۔ وغیرہ پیئے بادشاہت کی توہین ہے بلکہ اس کو نوکر پلاتے اور سپاہی کا نوکر پانی خود نہ پیئے بلکہ انتظار کرے کہ کوئی آدمی آئے اور اس کو پانی پلائے یہ اس کے سپاہی ہونے کی توہین ہے لہذا پروردگا عالم کا ہر فعل خود کرنا شہنشاہت خالق کی توہین ہے بلکہ یہ کام نبی (محمد) اور ولی (علی) کریگا تو خداوند کریم کی عظمت ہے اور اس کا نام ہے عبادت ان امور کو انجام دینے کے بعد محمد و آل محمد کو یہ

کہنا کہ یہ سب کچھ ہے خدا کوئی نہیں یہ بھی سراسر غلطی اور گناہ ہے خدا۔ خدا ہے اور محمد و آل محمد محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں انسان لاشعوری بغفلت لاعلمی کی وجہ سے وہ حرکات کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مقدمات۔ بیماری۔ مصائب۔ آفات۔ غربت وغیرہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں جب انسان کو سمجھ آتی ہے اور اس نے یا محمد یا علی یا فاطمہ۔ یا حسن۔ یا حسین وغیرہ نام سے کسی بزرگ کو آواز دی رد کر توبہ کر کے وہ آئے توبہ منظور آفات سے دور کر گئے اسی کا نام لوگوں کے نزدیک حاجت روائی مشکل کشائی ہے اور اسلام قرآن میں تزکیۂ نفس ہے۔ اسی کیلئے انبیاء۔ اصل اور محمد و آل محمد علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں افعال یہ کر رہے ہیں خدا کہہ رہا ہے میں کر رہا ہوں ان کا کیا اس کا کیا اور ان کا کہا اس کا کہا ان کا شفا دینا اس کا شفا دینا ان کا کرم کر اس کا کرم کرنا ہے

حاضر و ناظر ہونا

اب یہ کہنا ایک وقت میں کروڑوں مخلوق پکار رہی ہے یہ کیسے سن رہے ہیں اور وہاں ہر جگہ جا کر اُن کی مشکل کو دور کر رہے ہیں پہلے میں عرض کر چکا ہوں جسے خدا سن رہا ہے یہ سن رہے ہیں جیسے وہ ہر جگہ ہے ویسے یہ ہر جگہ ہیں کیونکہ یہ مظہر صفات واجب الوجود ہیں۔ یہ خیالات لوگوں کے دلوں میں صحیح عرفان رسالت اور امامت نہ ہونے کی وجہ سے ہے اگر وہ صحیح طور پر قرآن اور احادیث کی روشنی میں نفس امارہ سے نجات حاصل کر کے کتاب نفس کا ایک ورق بھی پڑھ لیں تو یہ اعتراضات نہ کریں۔ مگر ایسا نہیں بلکہ مختلف طبائع اور متضاد فکر کر کے لوگوں نے محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنے اپنے فکر اور دماغ عقل کے مطابق سمجھنا چاہا قرآن مجید کی مقاصد اور مطالب میں بعض مقامات پر سہواً اور بعض پر سہراً غلط اور اپنے مفید تر حالات کیلئے تاویلیں کیں اور محمد و آل محمد علیہم السلام کو بالکل متضاد طریقوں پر پیش کیا بعض نے اتنا بڑھایا کہ عبد اور معبود کے فرق کو ختم کر دیا اور بعض نے اتنا گھٹایا کہ اپنے جیسا معمولی انسان بنا دیا غرضکہ نفس امارہ کے غلاموں اور غفلت میں پڑے ہوئے لاعلمی کے مریضوں نے بہت ٹھوکریں کھائیں جس کا اثر یہ ہوا بہت سارے جاہل نبی اور امام بن بیٹھے اور اسلام میں گمراہی کا باب کھل گیا فرقے مذہب جماعتیں بن گئیں اور بات ایمان و کفر تک آگئی جو محمد و آل محمد علیہم السلام کو نور۔ مشکل کشا۔ حاجت روا۔ معصوم زندہ جاوید۔ حاضر ناظر۔ سورج چاند۔ سیارے ستارے اور مدبر کائنات مانے وہ کافر جو اپنے جیسا خاکی۔ مجبور۔ خاطی۔ مردہ وغیرہ مانے وہ مومن مجھے جہاں تک

گو تحریر اکرنا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک عہدہ ہے۔ کمالاتِ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات عہدہ۔ تبلیغ احکام الٰہی تعلیم فرمان الٰہی یہ کمالات عہدہ رسالت اور امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات۔ مشکل کشائی۔ حاجت روائی۔ عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات ذات۔ اور عہدے ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں۔ عہدے سے کمالات نہیں ملتے قابلیت ہے تو ایم۔ اے کی ڈگری ملتی ہے شعور۔ فکر۔ دماغ۔ ایم کی ڈگری ہے تو عہدہ جنس یا کمشنری یا وزارت ملتا ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو عہدہ نہیں ملتا اور جنس یا کمشنر بن کے کبھی ایم اے ایل وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد و آل محمد علیہم السلام کو علم غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر۔ مدبر عدل و انصاف عصمت میں بلند دیکھا تو نبوت امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے عہدے دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا نائب اعظم وزیر اعظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم دینیہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پیشنماز اور مقرر۔ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں پیشنمازی ایک عہدہ ہے جو قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پیشنماز ڈاکٹر نہیں ہوسکتا کیونکہ پیشنمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم بے سمجھ ہے اسی طرح رسالت امامت کا عہدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات ہیں۔ لہذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کرسکتا وہ جاہل بے علم معرفت سے دور ہے کیونکہ رسالت امامت عہدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہذا میں حاضر و ناظر کے متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنیٰ سامنے موجود ہونا حضورۃ المجلس القاضی و حاضر الغائب حضوراً قدم من غیبتہ لغات الصباح المنیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ والناظر السواد الاصغر من العین الذی یبصر بہ الانسان شخصہ المصباح المنیر والناظر السواد فی العین او البصر بنفسہ وعرق فی الانف وفیہ ماء البصر قاموس اللغات الناظر فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین مختار الصحاح ابن ابی بکر رازی جہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس

ہو یعنی تعریف کرسکیں وہاں تک حاضر ہیں۔ ہم آسمان تک دیکھ سکتے ہیں تو آسمان تک ناظر ہیں۔ لیکن حاضر نہیں کیونکہ وہاں تک ہماری دسترس نہیں ہے اور جن اشیاء کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں ہاتھ بڑھاکر ان کو اٹھا بھی سکتے ہیں وہاں تک ہم ناظر بھی ہیں اور حاضر بھی اصطلاح اسلام میں حاضر ناظر کے یہی معنیٰ مراد ہیں یعنی نبی اور امام قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالمین کو مثل کفِ دست دیکھ رہا ہے نزدیک و دور کی آوازیں سن رہا ہے ایک لمحہ میں تمام عالمین کی سیر کر رہا ہے حاجت مندوں کی حاجت روائی کر رہا ہے یہ کمال روحانی ہے یا جسمانی جسم مثالی سے یا وہ جسم جو قبر میں ہے یا حیات ظاہری میں کسی ایک جگہ موجود ہے ارشاد قدرت ہے وَاعْلَمُوٓا اَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ جان لو کہ تم سب میں، رسول اللہ قدرت کا یہ خطاب ازواج یا اہل بیت سے نہیں بلکہ تمام امت سے ہے اور وقتی طور پر صحابہ سے صحابہ بھی ایک جگہ پر نہیں تھے بلکہ مقامات پر مختلف شہروں اور قصبوں میں تھے تو حضور ہر جگہ امت کے ساتھ اور امت ہر جگہ موجود لہذا آپ ہر جگہ موجود نیز ارشاد قدرت ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيلِ اے رسول کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کو کہ کیا حال کیا۔ واقعہ اصحاب فیل اور قوم عاد حضور کی ظاہرہ ولادت سے پہلے کا ہے اور فرمایا خدا نے اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہ دیکھا یعنی دیکھا ہے نیز ملاحظہ ہو اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ کیا انہوں نے نہ دیکھا ان سے پہلے ہم نے کتنی قومیں ہلاک کر ڈالیں یہ آیت کفار کے بارے میں ہے اور کفار نے اپنے پہلوں کو نہیں دیکھا۔ مگر فرمایا گیا کیا نہ دیکھا لہذا کفار بھی اپنی پیدائش سے پہلے وہاں موجود نہ تھے اور حضور بھی نہیں۔ تو پھر معاذ اللہ یہ آیات قرآن لغو ہوئیں نہیں دیکھا دونوں نے۔ حضور موجود تھے۔ کفار موجود نہ تھے مگر وہ اجڑے ہوئے تباہ شدہ مکانات برباد مکہ کے کھنڈرات دیکھتے تھے کفار مکہ ان کھنڈرات سے اپنے سفروں میں گزارا کرتے تھے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے کیا انہوں نے نہیں دیکھا۔ تو یہ ان کھنڈرات کو دیکھ کر عبرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ رسول پاک نے ظاہرہ نہ دنیا کی سیر فرمائی اور نہ قوم عاد کے اجڑے ہوئے ملک کو دیکھا اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ حضور کا یہاں نور ذات سے دیکھنا مراد ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کیلئے ارشاد فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ یہ آیت صاف مبتلا رہی ہے کہ گنہگاروں کی بخشش کی سبیل

صرف یہ ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں اور حضور کریمانہ شفقت فرمائیں اور یہ آیت میں نہیں ہے کہ مدینہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے طلبگار ہوں۔ اگر یہ ہو تو فقیر۔ غریب۔ محتاج مدینہ پہنچنے سے قاصر رہے اور بخشش بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ اور مالدار بھی تمام عمر میں ایک دفعہ یا زیادہ سے زیادہ دو بار مدینہ آتے ہیں اور گناہ دن رات کرتے ہیں۔ لہذا تکلیف مافوق الطاقت لہذا مطلب صاف یہ ہے وہ تمہارے پاس موجود ہیں تم جہاں بھی ہو لہذا ان کے حضور میں حاضر ہو جاؤ۔ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا پس کیا ہو گا جب ہم ہر امت میں سے بلائیں گے ان کا حال بتانے والا اور اے محبوب تم ان سب کے حال بتانے والے ہو گے۔ دوسری آیت يَآاَيُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا اے نبی تحقیق ہم نے تجھکو شاہد اور بشیر و نذیر بنا کر اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والا اور سراج المنیر بنا کے بھیجا ہر دو آیات میں لفظ شہید اور شاہد ہے دونوں شہد سے ہیں اور لفظ شہید جب متعدی بنفسہ ہو تو اس کا معنی حضر ہوتا ہے ورنہ علمہ۔ لہذا دونوں جگہ حاضر اور ناظر معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اس موضوع پر آیات قرآنیہ بہت ہیں میں ان ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالی کیلئے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر کیونکہ اگر یہ کہا جائے تو اللہ جگہ میں محدود ہو جائے گا اور جو جگہ میں محدود ہو جائے وہ خدا نہیں لہذا خدا اس سے بالاتر ہے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صفت خدا نہیں بلکہ یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام ہے اور ان ذوات قدسیہ کو حاضر و ناظر کہنا ایمان ہے کفر نہیں ہے يَا حَاضِرُ يَا نَاظِرُ لَيْسَ بِكُفْرٍ درمختار جلد سوم باب المرتدین اے حاضر اے ناظر کہنا کفر نہیں ہے نیز اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا لِاَنَّهٗ لَمَّا كَانَ اَوَّلَ مَخْلُوْقٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ كَانَ شَاهِدًا بِوَحْدَانِيَّتِهِ الْحَقِّ وَشَاهِدًا بِمَا اُخْرِجَ مِنَ الْعَدَمِ اِلَى الْوُجُوْدِ مِنَ الْاَرْوَاحِ وَالنُّفُوْسِ وَالْاَجْرَامِ وَالْاَرْكَانِ وَالْاَجْسَادِ وَالْمَعَادِنِ وَالنَّبَاتِ وَالْحَيْوَانِ وَالْمَلَكِ وَالْجِنِّ وَالشَّيْطٰنِ وَالْاِنْسَانِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَشِذَّ عَنْهُ مَا يُمْكِنُ لِلْمَخْلُوْقِ وَاَسْرَارِ اَفْعَالِهٖ وَعَجَائِبِهٖ فَشَاهَدَ خَلْقَهُ وَمَاجَرٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْاِكْرَامِ وَالْاِخْرَاجِ مِنَ الْجَنَّةِ بِسَبَبِ الْمُخَالَفَةِ وَمَاتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ مَاجَرٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَشَاهَدَ خَلْقَ اِبْلِيْسَ وَمَاجَرٰى عَلَيْهِ قَالَ بَعْضُ الْاَكَابِرِ اِنَّ مَعَ كُلِّ سَعِيْدٍ رَقِيْقَةً مِنْ رُوْحِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ هِيَ الرَّقِيْبُ الْعَتِيْدُ عَلَيْهِ وَلَمَّا قُبِضَ

الروح المحمدی من آدم الذی کان بہ دائما لا یُفصَلُ تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت انا ارسلنٰک کیونکہ حضور اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اس لئے اس کی واحدنیت کے گواہ ہیں اور ان چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں جو عدم سے وجود میں آئے ارواح نفوس۔ اجسام۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ فرشتے اور انسان وغیرہ تاکہ آپ کے اوپر رب کے وہ اسرار اور عجائب مخفی نہ رہیں جو کسی مخلوق کیلئے ممکن ہیں پس حضور نے حضرت آدم کا پیدا ہونا ان کی تعظیم ہونا در خطا پر جنت سے علیٰحدہ ہونا اور پھر توبہ قبول ہونا آخر تک کے سارے معاملات جو ان پر گذرے سب کو دیکھا اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر گذرا اس کو بھی دیکھا۔ بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ ہر سعید کے ساتھ حضور رہتے ہیں اور یہی رقیب عتید سے مراد ہے جس وقت ذات محمدی حضرت آدم سے دور ہوئی تو ان سے ترک اولیٰ ہوا ایک حدیث میں ہے جب زانی زنا کرتا ہے تو روح ایمان اس سے نکل جاتی ہے روح البیان میں بیان ہی ہے کہ روح سے مراد جناب محمد مصطفیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اَقِیْمُوْا صُفُوْ فَکُمْ فَاِنِّیْ اَرٰکُمْ مِنْ وَّرَائِیْ (مشکوۃ باب توبہ) اپنی صفیں سیدھی رکھو کیونکہ ہم تم کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتے ہیں۔ وے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است (مجمع البرکات شیخ عبد الحق محدث دہلوی حضور علیہ السلام امت کے احوال اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔ باایں چند اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت ہست یک کس را دریں مسلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر است و طالبان حقیقت را و توجہاں آنحضرت را مفیض و مربی است (اخبار الاخیار) اس اختلاف و مذاہب کے باوجود جو علماء میں ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی سے بغیر تاویل مجاز کے احتمال کے باقی اور دائم ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگار اور حاضرین بارگاہ کے فیض رساں اور مربی ہیں سنی علامہ امام غزالی لکھتا ہے اِذَا دَخَلْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَاِنَّہٗ علیہ السلام یحضر فی المسجد جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہم السلام کو سلام کرو کیونکہ آپ مسجدوں میں ہوتے ہیں اور ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ نمازیں تشہد کے اندر حضور پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر سلام کرے بعضے عرفا گویند کہ ایں خطاب بجہت

سریاں حقیقت محمدیہ است در ذراند موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ شود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد اشعۃ اللمعات کتاب الصلواۃ بعض عارفین نے کہا ہے کہ تشہد میں یہ خطاب اس لئے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہے پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ قربت کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے واقف ہو جائے غرضکہ سنی اور شیعہ علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور یہ ان ہی کی صفت ہے نہ کہ خدا کی صفت ہے کیونکہ خداوند کریم وہ ذات ہے لایجری عَلَیْہِ زَمَانٌ ولا یَشْتَمِلُ علیہ مکانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرتا ہے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے ان کی عمریں ہوتی ہیں جیسے چاند سورج انسان وغیرہ لہذا خدا کو ہر جگہ حاضر ناظر کہنا بے دینی ہے یہ صفت محمد و آل محمد علیہم السلام کی ہے اور ان میں یہ صفت بالذات نہیں بلکہ بعطائے الٰہی ہے اور اس کو ماننا عین ایمان ہے مولائے کائنات کا ایک وقت میں چالیس جگہ حاضر ہونا حیات رسالت میں ثابت ہے جناب مولائے امیر المومنین نے فرمایا ہے۔ مومن۔ منافق۔ کافر۔ مشرک کوئی آدمی نہیں مرتا جب تک میں اس کے سرہانے جا کر حکم نہ دوں ایک وقت میں روئے زمین پر کتنی موتیں واقع ہو رہی ہیں ہر جگہ علی موجود ہے اور جب نکیرین قبر میں آتے ہیں تو سرہانے مولا کی کرسی لگتی ہے فرشتے تیرا رب کون ہے رسول کون ہے دین کیا ہے قبلہ کیا ہے اور امام کیا ہے کتاب کیا ہے ان تمام سوالوں کے جواب کے بعد جب میت بتا دیتی ہے اللہ میرا رب ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرا نبی ہے اور اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے اور کعبہ میرا قبلہ ہے جناب علی میرا پہلا امام ہے اور امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک نام بنا دیتا ہے اس وقت فرشتے پوچھتے ہیں۔ مَاتَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ۔ صحیح بخاری باب المیت اور مشکواۃ باب المیت کیا کہتا ہے تو اس مرد کے بارے میں یعنی پانچوں سوالوں کے جواب دینے پر نجات ہی نجات ہے اس پر کہ یہ کرسی پر بیٹھنے والا کون ہے صاحب عرفان مومن فوراً بتا دے گا یہ میرا مولا علی ہے ایک وقت میں کتنی قبریں بنتی ہیں روئے زمین پر اور ہر جگہ مولا قبر میں تشریف لاتے ہیں امام زین العابدین نے فرمایا جہاں اور جب مجلس امام حسین علیہ السلام بپا ہوتی ہے چہار دہ

معصوم اور شہدائے کربلا میری پھوپھی زینب جناب سکینہ کو لے کر ضرور حاضر ہوتی ہیں۔ ایک وقت میں خطہ ارضی پر کتنی مجالس ہوتی ہیں اور کہاں کہاں یہ ہستیاں موجود ہوتی ہیں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام رونے والوں کے ساتھ ہے اور ان کے آنسو اپنے رومال میں لیتی ہیں لہذا۔ محمد و آل محمد علیہم السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار قرآن کا انکار اسلام۔ توحید۔ اور ایمان کا انکار ہے اب رہی یہ بات محمد مصطفیٰ مولا علی مدینہ اور نجف میں ہیں امام حسین کربلا میں ہیں اور ہر جگہ موجود ہیں تو آپ لوگ مدینہ نجف اور کربلا کیوں جاتے ہیں لہذا خداوند کریم ہر جگہ ہے تم لوگ کعبہ میں کیوں جاتے ہو کیا محمد و آل محمد علیہم السلام چکلہ اور گندی نالی میں ہیں اگر ہیں تو ان کی توہین نہیں لہذا کیا خداوند کریم چکلے میں شراب خانے قمار خانہ میں اور گندگی نالی میں ہے اگر ہے تو اس کی توہین نہیں جو جواب اس کا وہ ہی محمد و آل محمد کے بارے میں یہ ہے خداوند کریم عقل کی دولت دے اور محمد و آل محمد علیہم السلام کی سوانح حیات پڑھنے کی طاقت دے اور سیرت کو سمجھنے کی تو

بَقِيَّةُ اللهِ: کیا خداوند کریم نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے کہ صاحبان ایمان اپنی تکالیف مصائب۔ مشکلات میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور جناب فاطمہ زہرا جناب علی علیہ السلام دیگر ائمہ معصومین کو پکاریں۔ آواز دیں۔ مدد مانگیں۔ حاجات طلب کریں جبکہ اس نے یہ فرمایا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں لہذا کسی کو مددگار حاجت روا مشکل کشا ماننا گناہ اور شرک ہے ہاں ان کو مشکل کشا حاجت روا مانو اور مدد کیلئے پکارو جن کو ان کاموں کیلئے اللہ نے مقرر کیا ہے لہذا سرکار رسالت اور ائمہ معصومین نے کئی جگہ اپنے خطبات میں فرمایا ہے۔ نَحْنُ وَجْهُ اللهِ نَحْنُ بَابُ اللهِ نَحْنُ نَفْسُ اللهِ نَحْنُ اٰيَاتُ اللهِ نَحْنُ جَنْبُ اللهِ نَحْنُ عَيْنُ اللهِ نَحْنُ هَيْبَتُ اللهِ نَحْنُ لِسَانُ اللهِ نَحْنُ صِبْغَةُ اللهِ نَحْنُ بَقِيَّةُ اللهِ۔ نَحْنُ صِرَاطُ اللهِ وغیرہ لہذا اب قرآن پاک میں آتی ہے اور حکم خداوندی کو پڑھ کر ایمان کو درست کر کے سر جلاء العیون سے جلاء العیون حاصل کیجئے۔ ارشاد ربانی ہے بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ○ (هود) بقیۃ اللہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم مومن ہو اور میں تمہارے اوپر نگہبان نہیں ہوں بقیۃ اللہ نگران نگہبان۔ محافظ ہے ہر طرح سے بیماری بے روزگاری بے اولادی بے عزتی۔ پریشانی۔ حیرانی۔ گھبراہٹ

غرضکہ ہر کام میں اللہ نے صاحبان ایمان پر محافظ بنایا ہے بقیۃ اللہ اور خود فرمایا ہے میں اب تمہارے اوپر محافظ نہیں یعنی مصائب میں مشکلات۔ پریشانیوں میں مقدمات غربت ہو رزق نہ ہو بیماری ہو تو میں نے تمہارے اوپر اے صاحبان ایمان بقیۃ اللہ کو مقرر کر دیا ہے اب تم لوگ اس ہی کو پکارنا وہ تمہاری ہر طرح سے مدد کرے گا جو مانگو گے وہ دے گا وہ ہم سے جدا نہیں اور ہم اس سے علیحدہ نہیں اس کا فعل ہمارا فعل اس کا قول ہمارا قول اس کا دینا ہمارا دینا اس کا انکار ہمارا انکار جو بھی مومن ہے وہ بقیۃ اللہ سے مانگے بقیۃ اللہ سے مراد جو اللہ نے باقی رکھا۔ یعنی جسکو بقا ہے فنا نہیں۔ موت نہیں اور کائنات میں جن کو موت نہیں فنا نہیں وہ ہیں محمد و آل محمد علیہم السلام ان کے گھر جلائے در گرائے زہر دیا۔ تیروں سے لاش کو چھلنی کیا اور سم اسپاں سے جسم اقدس پامال کیا مگر وہ زندہ ہیں۔ وہ کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں مگر ہم کو ان کی خوراک اور زندگی کا شعور نہیں ارشاد قدرت ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ امواتاه بل احيا۔ اور نہ کہو تم جو سبیل اللہ میں قتل ہو جانے اموات مردہ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ سبیل اللہ ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت۔ اطاعت تابعداری اور ان کی مخالفت ہے طاغوت کی محبت شیطان کی اطاعت ظلم کی تابعداری اس لئے فرمانِ رسول ہے مَنْ مَّاتَ عَلٰى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مات شهيدًا۔ جو آل محمد کی محبت میں مرجائے وہ شہید زندہ ہے اور زندہ رہنے کا نام ہے بقا اور یہ زندگی اور بقا میں فرق ہے لباس خاک میں بشر ہو کر سینۂ زمین پر رہنے کا نام زندگی اور بشریت کے لباس کو چاک کر کے انسانی جامے میں اصلی صورت میں رہنے کا نام ہے بقا۔ جو آل محمد اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محبت میں جسکو سبیل اللہ کہا گیا ہے جان دیدے وہ مسلمانوں کی نظر میں اور قرآن میں شہید ہے اور شہید مردہ نہیں زندہ ہے وہ رزق بھی پاتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے لوگوں کی آواز کو سنتا ہے اور ان کی مدد بھی کرتا ہے جب محمد و آل محمد علیہ السلام کی محبت میں جان دینے والا شہید زندہ ہے بقا پا گیا تو اب محمد و آل محمد علیہ السلام مردہ کیسے وہ بھی باقی ہیں زندہ ہیں لہذا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ زہرا جناب مطلب کائنات حلال مشکلات علی مرتضےٰ جناب فاطمہ زہرا و امام حسن مجتبےٰ۔ امام حسین مظلوم کربلا۔ زین العابدین۔ امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق امام موسیٰ کاظم حضرت امام علی رضا۔ حضرت امام محمد تقی جناب امام علی نقی اور حضرت

حسن عسکری نیز قائم آل محمد یہ ذوات قدسہ باقی ہیں اور قیامت تک قیامت کے بعد تک یہ زندہ ہیں باقی ہیں بقیۃ اللہ ہیں چلتے ہیں پھرتے ہیں لوگوں کی اور دیگر مخلوق کی آواز کو سن رہے ہیں۔ جو بھی جس حال میں ان کو پکار رہا ہے یہ اس کو آواز بھی دے رہے ہیں یہ الگ بات ہے کوئی اس آواز کو نہ سن سکے چہاردہ معصوم از خلقت کائنات تا قیامت اور بعد قیامت بقیۃ اللہ ہیں تمام عالم کو فنا ہے صرف وہ زندہ رہے گا جس کا واسطہ ان ذوات مقدسہ سے ہے دور آدمؑ زمانہ نوحؑ۔ عصر خلیلؑ۔ وقت کلیمؑ لمحاتِ زندگی عیسٰیؑ میں یہی بقیۃ اللہ تھے اور آج تک ہیں نیز قیامت تک بعد قیامت تک اگر یہ بقیۃ اللہ نہیں تو مسلمانوں سے چیلنج ہے وہ بتائیں بقیۃ اللہ محمد وآل محمدؑ علیہم السلام کے علاوہ کون ہیں۔ اور یقیناً نہیں بتا سکتے کیونکہ اور کوئی نہیں ہیں صرف یہی ہیں جب یہ ہی ذواتِ مقدسہ بقیۃ اللہ ہیں تو پروردگار عالم خالق ارض وسما نے ان ذوات مقدسہ بقیۃ اللہ کو مومنین پر محافظ بنایا ہے مومنین اپنے مصائب دکھ درد۔ بیماری میں ان کو پکارتے ہیں اور پکارتے رہیں گے جو مومن نہیں وہ ان کو نہیں پکارتے اور نہ وہ لوگ ان کی امداد کے قائل ہیں جب وہ اللہ اور اس کے کلام کو ہی نہیں مانتے اور ان ایات کو اپنی مرضی سے جدھر چاہیں موڑ لیتے ہیں اور جو چاہیں مطلب نکال لیتے ہیں پھر محمد وآل محمدؑ علیہم السلام کی ان بے ایمان لوگوں کی نظر میں کیا حیثیت ہے مولا ئے قنبر جناب فاطمہ امام حسنؑ اور حسینؑ دیگر ائمہ معصومین بہ حاجت۔ حاجت روا مشکل کشا ہیں ہی مومنین کے لئے غیر جائیں جہنم میں۔ پولیس مجسٹریٹ۔ ڈپٹی کمشنر۔ وکیل۔ ڈاکٹر سے یہ تکالیف میں مدد مانگ لیتے ہیں اور مدرسوں کا سالانہ جلسہ کر کے رؤسا سے روپیہ زمینداروں سے گندم وغیرہ مانگ لیتے ہیں۔ اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے اگر مومن بقیۃ اللہ سے مدد مانگے یا اس کو آواز دے تو کفر اور شرک کا فتویٰ اللہ اور غیر اللہ کی بحث چھیڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ان میں مشرکوں کا فرون منافقوں کی عورتیں جو بانجھ ہیں ڈاکٹروں کے پاس آتی ہیں بیماری دور کریں اولاد ہو تو کیا یہ عورت مشرک ہو گئی نہیں دنیا عالم اسباب ہے بتائیں یہ لوگ خالق نے کب ان کی مدد کی کوئی ذریعہ وسیلہ بنایا اس سے مدد ہو گئی وہ وسیلے کا محتاج ہے اگر خود وہ کرے تو اللہ نہ رہے۔ جب بچہ پیدا ہونے کیلئے عورت۔ مرد۔ دائی۔ ڈاکٹر وغیرہ وسیلہ پیدا کیا اسی طرح بیماری سے بچنے کیلئے اور حصول رزق کیلئے کوئی بھی ان اسباب کو خدا نہیں کہتا اور نہ کہنے کیلئے تیار ہے ان تمام عالمین کے

اسباب میں جو سب سے بلند و بالا پائیدار مستقل نہ فنا ہونے والا ہے وہ بقیۃ اللہ اور صاحب عقل ہمیشہ ایسے کو مدد کیلئے پکارتا ہے جو سرکاری طور پر حکومت کا مقرر کردہ ہو بے طمع ہو لالچ نہ ہو اور خود غرض نہ ہو جس وقت جب بھی اس کو آواز دی جائے آندھی ہو زلزلہ ہو سیلاب ہو طوفان ہو دوپہر ہو آدھی رات ہو گھر ہو شہر بازار گاؤں قصبہ جنگل صحرا دریا کا کنارہ یا دریا کے بیچ مچھلی کے پیٹ میں ہو یا غار میں پہاڑ کے اوپر ہو کسی اژدہے کے منہ میں شیر کے آگے ہو یا بستر مرگ پر ہسپتال میں۔ ڈاکوؤں کے نرغہ میں ہو یا زیر تلوار۔ زندان میں ہو یا تختہ دار پہ صاحب زبان ہو یا گونگا۔ بلند آواز سے پکار رہا ہو یا آہستہ زبان سے یا دل سے سر شام یا پچھلی رات کو جو بھی وقت ہو کوئی وقت مقرر نہیں یا محمدؐ یا علیؑ یا فاطمہؑ یا حسنؑ یا حسینؑ چہاردہ معصومین میں سے جس بقیۃ اللہ کا نام لیا وہ تشریف لائے مدد کی اور گئے نہ ان کے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا معلوم ہوا تو یہ کہ وہ تکلیف چلی گئی مومن کا ایمان ہے کہ بقیۃ اللہ ہمارا محافظ ہے اولاد۔ مال رزق۔ شفا زندگی ادائیگی قرض۔ بخت اور حصول تخت غرضکہ تمام آفات و بلیات اور نماز روزہ اعمال عبادت ریاضت میں ان کو آواز دے رہا ہے وہ باذن اللہ تمام امور میں امداد فرما رہے کافر مشرک۔ منافق انکاری ہے اور اعتراض کر رہا ہے کرتا رہے گا محمد و آل محمد علیہم السلام اہل ایمان کی مدد بحکم خدا تا قیامت اور بعد قیامت فرماتے رہیں گے خداوند کریم مسلمانوں کو سوانح حیات محمد و آل محمد علیہم السلام جلاء العیون پڑھنے کی توفیق دے اور ایمان کی دولت سے مالامال کرے پھر یہ بھی بقیۃ اللہ کو پکاریں اپنے مصائب میں

ختم شدہ

خادم الشریعت
سید ظہور الحسن کوثر بن سید مہر علی شاہ عفا اللہ عنہما
خطیب شیعہ
محلہ دیگراں ہمایوں روڈ ملتان

باب اوّل

بیان تاریخ ولادت و شہادت و بعض احوال مناقب و معجزات خامس آل عبا

فصل پہلی ۔ ولادت باسعادت امام حسین علیہ السّلام

بیان علما نے شعبہ زیادہ تر یہ ہے کہ ولادت آنحضرتؑ مدینہ منورہ میں بتاریخ سوم ماہ شعبان سال چہارم ہجرت واقع ہوئی۔ اور بعضوں میں پانچویں ماہ مذکور کی بھی لکھی ہے۔ اور اکثر کہتے ہیں کہ روز پنجشنبہ تھا اور روز سہ شنبہ بھی کہا ہے اور توقیع حضرت صاحب العصر علیہ السلام میں جو بنام قاسم بن علامہ ہمدانی صادر ہوئی مذکور ہے کہ ولادت آنحضرت بروز پنجشنبہ تیسری ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرت پانچویں ماہ شعبان کو ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ ولادت آنحضرت آخر ماہ ربیع الاول سال سوم ہجری میں ہوئی اور یہ خلاف مشہور ہے۔ اور جناب رسولؐ خدا نے بامر حق تعالیٰ حسین نام رکھا۔ بنام پسر کوچک ہارون کہ شبیر ان کا نام تھا۔ اور شبیر لغت میں بمعنی حسینؑ ہے، جس طرح ولادت امام حسنؑ میں ذکر ہو چکا ہے اور کنیت آنحضرت ابو عبداللہ ہے اور ابو علیؑ بھی کہتے ہیں اور القاب شریف آنحضرتؑ رشید، طیب، سید، ولی، ذکی مبارک سبط و شہید و سعید ہیں، جناب امام رضا سے منقول ہے کہ نقش نگین آنحضرت علیہ السلام ان اللہ بالغ امرہٖ تھا جناب صادق سے منقول ہے کہ نقش نگیں آنحضرت الحمد اللہ تھا۔ اور نقش دوسری روایت میں لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ اور دوسری انگوٹھی اِن اللہ بالغ امرہ تھا۔ اور دوسری روایت جس میں منقول ہے ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ جب امام حسین شہید ہوئے۔ انگوٹھی دست مبارک سے اتار لی، جناب صادق نے فرمایا۔ ایسا نہیں بلکہ امام حسینؑ نے امام زین العابدین کو اپنا وصی کیا۔ اور اپنی انگوٹھی ان کے ہاتھ میں پہنائی

اور امر امامت ان کے سپرد کیا جس طرح جناب رسول خداؐ امیرؑ کو اپنا وصی اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ کو اور وہ انگوٹھی میرے پدر بزرگوار کو پہنچی اور میرے پدر بزرگوار سے مجھے ملی اور اب میرے پاس موجود ہے ہر جمعہ کو اپنے ہاتھ میں پہن کر نماز پڑھتا ہوں، راوی کہتا ہے میں بروز جمعہ خدمت آنحضرتؑ میں گیا اور حضرت کو نماز میں مشغول پایا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے اپنا دست مبارک میری طرف پھیلایا میں نے دست مبارک میں ایک انگوٹھی دیکھی اس پر نقش یہ تھا۔ لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ، حضرت علیہ السلام نے فرمایا یہ انگوٹھی میرے جد امام حسینؑ کی ہے اور روایات معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور فاصلہ میان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت حمل تھا۔ اور مدت ایام حمل امام حسین چھ مہینہ تھے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صفیہ دختر عبدالمطلب نے کہا میں دایۂ امام حسینؑ تھی جب آنحضرت متولد ہوئے، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے چچی میرے فرزند کو لے آؤ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں نے ابھی ان کو غسل نہیں دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اس کو غسل دے کر کیا پاک کرو گی، خدا نے اس پاکیزہ و مطہر کیا ہے۔ جب خدمت آنحضرتؐ میں لے گئی۔ امام حسینؑ کو حضرت نے اپنی گود میں لیا۔ اور زبان مطہر ان کے منہ میں دی، امام حسینؑ زبان، آنحضرتؐ چوستے تھے مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا، گویا شہد اور دودھ دہن امام حسینؑ میں زبان حضرت سے جاری ہوتا تھا۔ پس آنحضرت نے درمیان دو دیدہ بوسہ لے کر میری گود میں دیدیا جناب رسول خداؐ روتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ خدا اس گروہ پر لعنت کرے۔ جو تجھے اے فرزند شہید کریں گے۔ اور تین دفعہ اس کلام کو ارشاد کیا میں نے کہا یا حضرت میرے پدر و مادر آپ پر قربان۔ اس فرزند کو کون شہید کرے گا۔ فرمایا گروہ ستمگار باقیماندہ بنی امیہ لعنہم اللہ اسکو قتل کریں گے۔

بیان عفو تقصیرات فطرس

ابن بابویہ وابن قولویہ و ابن شہر آشوب رضی اللہ عنہم نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ متولد ہوئے خدا نے جبرائیل کو حکم کیا۔ کہ مع ایک ہزار فرشتوں کے میری طرف اور اپنی طرف سے تہنیت و مبارکباد و اور رسول خداؐ کیلئے زمین پر جاؤ جب جبرائیل نازل ہوئے ان کا گذر کسی جزیرہ میں جزائر دریا سے ہوا۔ وہاں ایک فرشتہ کو دیکھا۔ جس کا فطرس نام تھا۔ اور وہ حاملان عرش الہی سے تھا۔ اور حق تعالیٰ نے اسے کچھ حکم دیا تھا، اس نے دیر میں تعمیل کی تھی۔ اس روز سے خدا اس پر غضب ناک ہوا اور اس کے بال و پر گرا کر اس جزیرہ میں پھینک دیا اس فرشتہ کو سات سو سال اس

جزیرہ میں عبادت حق تعالٰی کرتے گذرے تھے جس روز امام حسین متولد ہوتے اور بروایت دیگر خدا نے اسے یہاں عذاب دینا و آخرت کا اختیار دے دیا تھا اور اس نے عذاب دینا اختیار کیا تھا خدا نے اسے اس کو آنکھوں کی پلکوں میں متعلق لٹکا دیا تھا۔ کہ کوئی جوان اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔ اور ہمیشہ اس فرشتہ کے نیچے سے بدبو دھواں بلند ہوتا تھا جب فطرس نے دیکھا جبرائیل معہ ملائکہ آتے ہیں پوچھا اے جبرائیل کہاں کا ارادہ ہے جبرئیل نے کہا۔ خدا نے محمد کو ایک نعمت کرامت عطا کی ہے اسلئے میں جاتا ہوں۔ کہ ان کو خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دوں۔ فطرس نے کہا اے جبرئیل مجھے بھی ہمراہ لے چلو۔ شاید رسول خدا میرے لئے دعا کریں یہ سن کر جبرائیل فطرس کو اٹھالائے اور جب جناب رسول خدا کی خدمت میں پہونچے خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارکباد دی۔ اور فطرس کا حال آنحضرت سے عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا۔ فطرس سے کہو اپنے کو اس فرزند مسعود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس جاتے، جب امام حسینؑ سے فطرس ملنے مس کیا۔ پر نکل آئے اور اڑکر اپنی جگہ چلا گیا۔ اور بروایت دیگر جب آسمان پر گیا۔ کہتا تھا۔ میرے مانند کون ہے۔ کہ حسین اور ان کی ماں اور ان کے جد کا میں آزاد کیا ہوا ہوں بعد اس کے جبرئیل نے خدا کی جانب سے کہا۔ اسے محمدؐ آپ کی امت حسین کو قتل کرے گی اور اس کا عوض مجھ پر یہ ہے۔ کہ جو ان کی زیارت کرے گا میں ان کی زیارت ان تک پہنچاؤں گا۔ اور جو ان کو سلام کریگا میں ان تک وہ اسلام پہنچاؤں گا۔ جو صلوات ان پر بھیجے گا۔ اس کا صلوات ان کو پہنچاؤں گا۔ یہ جبرائیل نے کہا اور آسمان پر چلے گئے

خبر ولادت امام حسین علیہ السلام

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ جبرائیل خدمت رسولؐ میں قبل ولادت امام حسین آئے اور کہا آپ کے ہاں ایک فرزند متولد ہوگا۔ کہ آپ کی امت اسے شہید کرے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں، جب تین مرتبہ یہی خطاب ہوا۔ اور تیسری مرتبہ کہا۔ کہ اس فرزند اور اس کی ذریت اور اولاد میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران ہونگے اور خازن علوم اولین و آخرین ہونگے یہ سن کر جناب رسول خدا نے فرمایا۔ جناب امیرؑ کو بلاؤ اور کہا۔ جبرئیل نے خدا کی جانب سے مجھے یہ خبر دی ہے۔ ایک فرزند تمہارے یہاں متولد ہوگا کہ میری امت بعد میرے اسے شہید کرے گی۔ جناب امیر نے کہا۔ مجھے اسے فرزند کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ تین مرتبہ یہ کلام ہوا۔ اور تیسری مرتبہ فرمایا کہ اس فرزند اور اس کے فرزندوں میں امامت و وراثت و آثار پیغمبران اور خازن علوم اولین

وآخرین ہوں گے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے کہلا بھیجا۔ کہ خدا تم کو بشارت دیتا ہے کہ میری امت اس کو بعد میرے شہید کرے گی، جناب فاطمہؑ نے عرض کی، بابا ایسے فرزند کی مجھے حاجت نہیں یہاں تک کہ پھر تین مرتبہ یہ خطاب واقع ہوا۔ اور ہر مرتبہ جناب فاطمہؑ نے یہی جواب دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ فرزند اور اس کی اولاد پیشوایان دین اور میرے وارث اور میرے علم کے خازن ہونگے جب یہ سنا جناب فاطمہ نے کہا میں اپنے خدا سے راضی ہوئی بعد اسکے حاملہ بحمل امام حسینؑ ہوئیں۔ اور بعد چھ مہینہ کے امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ اور کوئی فرزند جو چھ ماہ کا پیدا ہوا زندہ نہیں رہا، مگر حضرت امام حسینؑ اور حضرت عیسٰی بن مریم و بروایت دیگر حضرت یحیؑ ام سلمہ حفاظت و پرورش امام حسینؑ کیلئے مقرر ہوئیں، جناب رسول خدا ہر روز آتے اور اپنی زبان مبارک امام حسینؑ کے منہ میں دے دیتے تھے اور امام حسینؑ چوستے تھے۔ یہاں تک سیر ہو جاتے تھے، پس امام حسینؑ کا گوشت خدا نے رسول خداؐ کے گوشت سے لگایا سوائے اپنی ماں جناب فاطمہؑ کے اور کسی عورت کا امام حسینؑ نے دودھ نہ پیا۔ لہذا یہ آیت خدا نے امام حسینؑ کی شان میں نازل فرمائی۔ وَ حمله وفصاله ثلثون شهرا حتی اذا بلغ اشده واذا بلغ اربعين سنة قال رب اوزعنی ان اشكر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لی ذريتی، یعنی مدت حمل در رضاعت حضرت تیس ماہ تھی، یہاں تک کہ بحد قوت بدن وعقل پہونچے اور چالیس سال ان کی عمر سے گذرے کہا۔ پروردگار مجھے الہام کر اور توفیق دے تاکہ تیری نعمت کا میں شکر کروں کہ تو نے مجھ پر اور میرے پدر و مادر پر انعام کیا ہے اور میری وجہ سے میری بعض ذریت کی اصلاح کر، حضرت نے فرمایا، اگر کہتے، تمام میری ذریت تحقیق کہ تمام کے تمام فرزند ان کے امام ہوتے لیکن بعض کو مخصوص کر دیا۔ علی ابن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ ووصينا الانسان بوالديه احسانا حملته امه كرها ووضعته كرها یعنی ہم نے انسان کو والدین کی نسبت وصیت کی شکم میں مادر نے بکراہت رکھا۔ اور وضع حمل بکراہت کیا حضرت نے فرمایا، مراد والدین سے حسنین ہیں۔ اور وہ جس کا حمل اور وضع حمل از روئے کراہت تھا، امام حسینؑ ہیں۔ اس لئے کہ خدا نے رسول خداؐ کو ولادت امام حسینؑ بشارت دی اور امامت فرزند ان امام حسینؑ میں ہو گی۔ اور خبر دی، کہ امام حسینؑ شہید ہونگے اور خدا رجعت[1] میں ان کو دنیا میں پھر لائے گا، اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے

[1] رجعت سے مراد ہے۔ دنیا میں دوبارہ تشریف لانا کسی امام۔ نبی یا پیغمبر کا یا مومنین۔ صالحین وغیرہ کا قران پاک نے

(باقی صفحہ ۹۴ پر)

اور قتل کرنے میں اعانت و مدد کرے گا۔ اور اس کو تمام زمین کا بادشاہ کریگا۔ جیسا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ۔یعنی ہم چاہتے ہیں کہ منت و احسان ان پر رکھیں جو ضعیف کئے گئے زمین پر اور ان کو اماما زمین و وارثان زمین کریں اور پھر فرمایا ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون یعنی بتحقیق ہم نے توریت میں بعد ذکر کرکے لکھا ہے کہ زمین کو میراث میں بندگان شائستہ لیں گے حضرت نے فرمایا پس خدا نے اپنے پیغمبر کو بشارت دی، کہ تمہارے اہل بیت بادشاہ زمین ہونگے اور دنیا میں رجعت کریں گے اور اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے۔ بعد اسکے جناب رسول خدا نے جناب فاطمہؑ کو خبر ولادت امام حسین اور خبر شہادت دی۔ اور جناب فاطمہؑ بکراہت حاملہ ہوئیں حضرتؑ نے فرمایا۔ ہرگز کسی کو تو نے دیکھا ہے۔ کہ اسے ولادت فرزند کی بشارت دیں۔ اور وہ حاملہ بکراہت ہو یعنی اسے خبر ولادت فرزند دیں۔ اور وہ مغموم ہو کر حاملہ ہونے سے کراہت کرے کہ اس وجہ سے کہ حال قتل فرزند معلوم ہو چکا تھا۔ اور وقت وضع حمل بھی

بقیہ حاشیہ:۔ متعدد مقامات میں ایسے حالات و واقعات کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ قصہ اصحاب کہف وہ ایک طویل مدت کے بعد زندہ ہوتے۔ اور دنیا میں چلتے پھرے لوگوں سے کلام کیا۔ اور اپنے واقعات سے اطلاع دی۔ اور تصدیق کرائی اور ایسے ہی قصہ اور مبا پیغمبر یا بروایت مختلف حضرت عزیز علیہ السلام کا بارہ مسراوہ سو سال بعد زندہ ہوتے۔ ان کا گدھا بھی بعد میں علم دستم کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ توریت جس میں لوگوں نے تحریف کر ڈالی تھی درست فرمایا، اسی طرح حکومت اہل بیت کے متعلق رجعت کرنے کے بعد قرآن نے متعدد آیات پیش فرمائی ہیں۔ لیکن طوالت کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کر سکتے صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور (پارہ ۲ سورۃ بقرہ) وہ نہیں انتظار کرتے مگر اس کا کہ لائے خدا ان پر بادل کے ٹکڑے اور فرشتے اور معاملہ حتمی ہو جائے اور اللہ ہی کی طرف پھر جائیں گے تمام امور، بادل کے ٹکڑوں سے رسولؐ اور ائمہ اہل بیت یا صرف ائمہ اہل بیت اور ملائکہ سے عذاب کے فرشتے جو ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور یہ ظہور قائم آل محمدؐ کے متعلق قرآن پاک کی پیش گوئی ہے یوم وقت معلوم جو وعدہ ابلیس ہے۔ اس دن شیطان اپنے تمام مریدوں کو جمع کرکے قائم آل محمدؐ سے جنگ کرے گا۔ اور بقول جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام فرات کے کنارے کوفہ کے قریب مقام روحاء پر سخت لڑائی ہوگی اس وقت خدا کے امر بادلوں میں نمودار ہوگا ملائکہ عذاب اتریں گے۔ اور جناب رسالتمآب بھی تشریف لائیں گے۔ دست مبارک میں نورانی حربہ ہوگا۔ ابلیس یہ چیزیں دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ پروردگار بھاگنے کی وجہ پوچھیں گے۔

بسبب اسی سے کراہت کرے اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے فاصلہ بقدر ایک طہر کے فاصلہ تھا۔ اور امام حسینؑ اپنی ماں کے شکم میں چھ مہینہ رہے اور مدت رضاعت چوبیس ماہ تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مدت حمل ان کی اور ان کا دودھ سے چھوڑانا تیس ماہ تھا۔
شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ رسول خداؐ تشریف لائے اور اسماء بنت عمیس سے کہا۔ اے اسماءؓ میرے فرزند کو لاؤ اسماء کہتی ہیں میں جامعہ سفید میں لپیٹ کر امام حسینؑ کو خدمت آنحضرتؐ میں لے گئی حضرتؐ نے امام حسینؑ کو لے کر اپنے دامن میں رکھا۔ داہنے کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ ناگاہ جبرئیل آئے اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد اسلام کے ارشاد فرماتا ہے۔ جبکہ علیؑ کو تم سے نسبت مثل ہارون کے موسیٰؑ سے ہے تو اس فرزند کو بنام پسر کوچک ہارون مسمیٰ کر و اس کا نام شبیر ہے اور اس کو تمہاری زبان میں حسینؑ کہتے ہیں۔ یہ سن کر رسول خدا نے امام حسینؑ کو پیار کیا۔ اور رو کر فرمایا۔ اے فرزند تجھے مصیبت عظیم در پیش ہے۔ خداوندا اس کے قاتل پر لعنت کر۔ پھر فرمایا۔ اسماء فاطمہ سے یہ خبر نہ کہنا۔ اور جب ساتواں روز ہوا۔ رسول خداؐ تشریف لائے فرمایا میرے فرزند کو لاؤ۔ جب امام حسینؑ کو رسول خدا کے پاس لائے۔ ایک گوسفند سیاہ سفید کا عقیقہ کر کے ایک ران اس کی دایہ کو دی۔ اور سر کے بال تراش کر بوزن چاندی تصدق کی۔ اور خلوق ایک خوشبو کا نام ہے ان کے سر پر مالش فرمائی۔ بعد اس کے امام حسینؑ کو دامن میں لیا۔ اور کہا۔ ابا عبد اللہ کس قدر تیرا قتل ہونا مجھ پر گراں ہے۔ یہ کہہ کر بہت روئے۔ اسماءؓ نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر سے قربان ہوں یہ کیا خبر ہے۔ کہ پہلے ہی دن آپ دیتے ہیں اور بجائے مبارکبادی کے گریہ فرماتے ہیں۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا میں اس اپنے فرزند پر اس لئے روتا ہوں۔ کہ گروہ کافر ستمگار بنی امیہ میں سے اس کو شہید کریگا میری شفاعت ان تک نہ پہنچے گی۔ اور اس فرزند کو وہ قتل کرے گا۔ جو رخنہ میرے دین میں ڈالے گا اور وہ ملعون کافر ہوگا۔ بعد اسکے فرمایا خداوندا میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ ان اپنے دو فرزندوں کے حق میں جیسا تجھ سے ابراہیم خلیلؑ نے کہا۔ اپنی ذریت کے حق میں خداوندا ان کو دوست رکھ جو ان کو دوست رکھیں اور جو ان کو دشمن رکھیں تو ان پر لعنت کر۔ ایسی لعنت جو آسمانوں زمینوں کو بھر دے

روایت دردائیل فرشتہ ، ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔ ایک فرشتہ ہے اسے دردائیل کہتے ہیں اور اس کے سولہ ہزار بازو تھے۔ اور ہر بازو سے دوسرے بازو تک مانند آسمان و زمین کے فاصلہ ہے۔ ایک روز اس کے دل میں کوئی چیز گذری کہ مناسب عظمت پروردگار نہ تھی۔ اس سبب سے خدا نے اس کے بازو مضاعف کرکے اسے وحی کی۔ کہ پرواز کر۔ اس نے پرواز کی پانچ سو سال تک۔ اور سر اس کا ایک پائے تا پایہ عرش سے نہ پہنچا۔ جب حق تعالے کو معلوم ہوا۔ کہ وہ تھک گیا ہے۔ فرمایا اپنے مقام کو لوٹ جا۔ کہ میں خداوند عظیم ہوں۔ اور سب بڑوں سے بڑا ہوں۔ مجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں میں مکان نہیں رکھتا اور بلندی میری مثل بلند مکان نہیں۔ بعد اس کے خدا نے اس کے پر گرا دیئے۔ اور اسے صفہائے ملائکہ سے گرا دیا یعنی خارج کیا۔ جب شب جمعہ کو امام حسینؑ متولد ہوئے۔ خدا نے مالک خازن جہنم کو وحی کی۔ کہ آتش جہنم کو جہنمیوں سے دھیما کر دے بسبب کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا اور رضوان خازن بہشت کو وحی کی کہ بہشت کو آراستہ اور خوشبو کر دے بوجہ کرامت اس مولود کے جو محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور حور العین کو وحی کی۔ کہ اپنی اپنی زینت کرو اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاؤ۔ بسبب کرامت اس مولود کے جو دنیا میں محمد صلعم کے یہاں پیدا ہوا۔ اور ملائکہ کو وحی کی کہ صف بندی کریں۔ اور تسبیح و تحمید و تمجید و تکبیر کرو۔ اس مولود کے سبب سے جو دنیا میں یہاں محمدؐ صلعم کے متولد ہوا اور جبرائیل کو وحی کی کہ میرے پیغمبر محمد مصطفےٰ پاس مع ایک ہزار قبیلہ ملائکہ کے کہ ہر قبیلہ ملائکہ ہزار کا ہوتا ہے جلوہ اور سب کے سب اسپان ابلق بازین و لگام پر سوار ہوں۔ اور ان پر قبہ ہائے یاقوت نصب کرو اور اپنے ہمراہ روحانیاں ملائکہ کو لے جاؤ۔ کہ وہ ملائکہ حربہ ہائے نور ہاتھ میں لئے ہوں اس زینت سے محمد صلعم پاس جاؤ۔ اور ان کی تہنیت و مبارکباد دو۔ ان کے فرزند کی اور اے جبرئیل آنحضرتؐ کو خبر دو۔ کہ میں نے اس فرزند کا حسینؑ نام رکھا ہے بعد اسکے تعزیت اس کو کہو اے محمدؐ صلعم اس فرزند کو تمہاری امت کے بدترین لوگ بدترین جانوروں پر سوار ہو کر قتل کرینگے اور وائے ہو اس پر جو اسے قتل کرے اور وائے اس پر ہو جو ان کے گھوڑوں کو ہنکاتے ، وائے ان پر ہو جو ان کو قتال کے لئے بلاتے اور میں قاتل حسینؑ سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے دور ہے۔ اس لئے کہ کوئی مجرم صحرائے محشر میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ قاتل حسین کا جرم اس سے زیادہ تر ہو قاتل حسین کو بروز قیامت ہمراہ ان مشرکوں کے جنہوں نے خدا کے ساتھ

دوسرا خدا قرار دیا۔ داخل جہنم کریں گے۔ اور آتش جہنم قاتلان حسین کی مشتاق ہے، بہ نسبت طغیان
خدا کے بہشت سے جبرائیل آسمان سے زمین پر آتے تھے۔ دردائیل کی طرف سے گذر ہوا۔ دردائیل
نے کہا اے جبرائیل یہ کیا واقعہ ہے جو میں آج کی رات آسمان پر دیکھتا ہوں۔ کیا قیامت برپا ہوئی ہے
جبرئیل نے کہا نہیں لیکن دنیا میں محمد صلعم کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے اور خدا نے مجھے
اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے بھیجا ہے۔ دردائیل نے کہا۔ اے جبرئیل میں تم کو اس خدا کی
قسم دیتا ہوں تمہیں اور مجھے جس نے پیدا کیا ہے جب تم خدمت آنحضرت میں پہنچنا میرا سلام حضرت کو
پہنچانا۔ اور حضرت سے کہنا بحق اس مولود کے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار سے سوال
کریں کہ وہ مجھ سے خوشنود ہو جائے۔ اور میرے بازو پھر مجھے عنایت کرے اور مجھے میرے مقام پر پہنچائے
ملائکہ میں جگہ دے۔ جبرائیل بامر خداوند جلیل حاضر خدمت ہوئے اور آنحضرت کو تہنیت، مبارکبادی۔ اور
تعزیت کہی، رسول خدا نے فرمایا۔ آیا میری امت میرے فرزند کو قتل کرے گی جبرئیل نے کہا ہاں رسول
خدا نے فرمایا وہ میری امت سے نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں، اور خدا ان سے بیزار ہے۔ جبرئیل نے
کہا اے محمد صلعم میں بھی ان سے بیزار ہوں، بعد اس کے جناب رسول خداؐ جناب فاطمہ کے پاس گئے۔ اور
ان کو تہنیت و تعزیت دی۔ جناب فاطمہ رونے لگیں۔ اور کہا۔ کاش مجھ سے حسینؑ نہ پیدا ہوتا۔ اور فرمایا
قاتل حسین آتش جہنم میں ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اے فاطمہؑ قاتل حسینؑ جہنم میں
ہے، لیکن حسین قتل نہ ہوگا۔ جب تک اس سے ایک امام ایسا پیدا نہ ہوگا جس سے ہدایت کرنیوالے
ائمہ پیدا ہوں۔ پھر رسول خداؐ نے فرمایا بعد میرے ائمہ ہونگے اول ان کا علی ابن ابی طالب ہے ہادی اور
بعد ان کے حسن مہدی۔ اور اس کے بعد حسین ناصر ہے اور بعد اسکے علی بن حسین منصور ہے۔ اور بعد اسکے
محمد بن علی شافع ہے۔ بعد اس کے جعفر بن محمد نفاع ہے اور بعد اسکے موسیٰ بن جعفرؑ امین ہے بعد
اسکے علی بن موسیٰ الرضا ہے۔ بعد اسکے محمد بن علی فعال ہے بعد اس کے علی بن محمد موتمن ہے اور بعد اسکے
حسن بن علی علام ہے بعد اسکے وہ شخص ہے۔ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ یہ سن کر گریہ جناب
فاطمہؑ کم ہوا بعد اسکے جبرئیل نے آنحضرت سے پیغام دردائیل دیا۔ اور جس بلا میں وہ مبتلا ہو گیا تھا وہ بھی
بیان کیا۔ رسول خدا نے امام حسینؑ کو ہاتھ پر اٹھایا۔ اور امام حسین پارچہ پشمین میں لپٹے ہوئے تھے پھر جانب
آسمان بلند کیا۔ اور کہا۔ خداوندا بحق اس مولود کے جو تجھ پر ہے پھر فرمایا۔ بلکہ جو حق تیرا اس پر ہے۔ اور
اس کے جو جد محمدؐ اور اسمٰعیل و اسحاق و یعقوب پر ہے۔ کہ اگر حسینؑ کی تیرے نزدیک کچھ قدر و منزلت
ہے۔ تو دردائیل سے راضی ہو اور اس کو اس کی جگہ پھیر دے۔ حق تعالیٰ نے دعائے آنحضرت مستجاب فرمائی

اور اس فرشتہ کو بخش دیا۔ اور اس کے بازوں کو پھر بدستور کیا اور اس کو اس کی جگہ صفہا سے ملائکہ میں مقرر کیا اور اس فرشتہ کو آسمانوں میں اس وجہ سے پہچانتے ہیں کہتے ہیں یہ آزاد کیا ہوا حسینؑ کا ہے۔ قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ فرزند ان شیر خوارہ فاطمہؑ کے پاس آتے تھے اور اپنا آب دہن مبارک حسینؑ کے دہن میں ڈالتے تھے، اور جناب فاطمہ سے کہتے تھے ان کو دودھ نہ دو ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ متولد ہوئے جناب فاطمہؑ کو کوئی ایسی بیماری ہوئی کہ دودھ خشک ہو گیا۔ دایہ طلب کی مگر نہ ملی جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور اپنی انگشت ابہام دہن، امام حسینؑ میں دے دیتے اور وہ چوستے تھے پس چالیس شبانہ روز یوں ہی گذرے۔ اور گوشت امام حسینؑ کا گوشت حضرت رسولؐ سے اگا۔ ایضاً۔ برہ خزاعیہ سے روایت ہے، جب جناب فاطمہ با امام حسنؑ سے حاملہ ہوئیں۔ رسول خداؐ نے ارادہ کسی سفر کا کیا۔ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ تم سے یک پسر متولد ہو گا جب پیدا ہوئے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آ لوں جب امام حسنؑ متولد ہوئے جناب فاطمہ نے تین روز انہیں دودھ نہ دیا۔ اور منتظر قدوم فیض لزوم آنحضرتؐ تھیں۔ جب تین روز گذر گئے اور حضرت تشریف نہ لائے۔ امام حسنؑ پر جناب فاطمہ کو رحم آیا۔ اور ان کو دودھ دے دیا۔ بعد اسکے جب حضرت تشریف لائے پوچھا کیا کیا جناب فاطمہ نے کہا مشفقت مادری سے مہربان ہو کر میں نے اسے دودھ پلایا حضرت نے فرمایا وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ بعد اس کے جب بحضرت امام حسینؑ حاملہ ہوئیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ ایک پسر متولد ہو گا جب وہ متولد ہو۔ اسے دودھ نہ دینا جب تک میں نہ آؤں۔ اگرچہ ایک مہینہ گذر جائے۔ یہ فرما کر حضرت سفر کو گئے۔ اور امام حسینؑ متولد ہوئے آنحضرت سفر میں تھے اور جناب فاطمہؑ نے آنحضرت کو دودھ نہ دیا۔ یہاں تک کہ حضرتؐ سفر سے واپس تشریف لائے امام حسینؑ کو حضرت کی خدمت میں لائے، حضرت نے اپنی زبان مبارک ان کے دہن میں دے دی اور وہ چوستے تھے یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے خدا نے چاہا امام حسینؑ کے فرزندوں میں ہو۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی جناب صادقؑ سے۔ امام حسینؑ نے جناب فاطمہؑ کے علاوہ اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا، ہمیشہ حضرت رسولؐ کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور حضرت اپنی انگشت ابہام ان کے منہ میں دیتے تھے۔ اور وہ انگشت ابہام حضرت اس قدر چوستے تھے تھے۔ کہ دو تین روز انکو کافی ہوتا تھا لہذا گوشت وخون امام حسینؑ گوشت وخون حضرت رسول سے اگا۔ اور کوئی فرزند ششماہہ متولد نہیں ہوا۔ کہ زندہ رہا ہو بغیر عیسٰی بن مریمؑ حسینؑ ابن علی کے بسند دیگر امام رضاؑ سے روایت کی۔ امام حسینؑ کو جناب رسول خداؐ پاس لاتے تھے اور آنحضرتؐ

اپنی زبان مبارک دہن امام حسین میں رکھتے تھے۔ امام حسینؑ چوستے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے اور کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔

فصل دوسری: بیان مناقب و فضائل امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حذیفہ سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں نے دیکھا۔ رسولؐ خدا امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرماتے تھے، اے گروہ مردم یہ حسینؑ ابن علیؑ ہے اسے پہچانو میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی دست قدرت میں میری جان ہے کہ حسین بہشت میں ہے۔ اور دوستان حسین بہشت میں ہیں اور دوستان حسین بہشت میں ہیں، شیخ طوسیؒ نے بسند مخالفین براء بن عازبؓ سے روایت کی ہے میں نے رسول خداؐ کو دیکھا۔ امام حسینؑ کو دوش مبارک پر لئے ہوئے کہہ رہے تھے۔ خداوندا میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ تو بھی اُسے دوست رکھ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسینؑ کو جناب رسول خدا پاس لائے اور امام حسینؑ نے دامن رسولؐ میں پیشاب کیا۔ چاہا انہوں نے پیشاب میں امام حسینؑ کو اٹھالیں۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میرے فرزند کو پیشاب سے نہ روکو بعد اس کے پانی منگا کر وہ مقام جہاں پیشاب کیا تھا دھو ڈالا ابن قولویہؒ نے ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ ہم نے دیکھا۔ ایک روز رسول خداؐ امام حسینؑ کو پیار کرتے اور فرماتے تھے جو حسینؑ کو اور ان کی ذریت کو از روئے اخلاص دوست رکھے گا اس کے منہ تلک آتش دوزخ کی لپک نہ پہونچیگی، ہر چند گناہ اس کے بعدد ریگ بیابان ہوں۔ مگر نہ ایسا گناہ اسکے ذمہ ہو جو اسے ایمان سے خارج کردے ایضاً جناب صادق سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں خدا اسے دوست رکھے جو حسینؑ کو دوست رکھے حسین ایک سبط اسباط پیغمبران سے ہے حدیث کو مخالفین نے بطریق متعددہ اپنی کتب متعددہ میں روایت کیا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے ایک روز جناب رسولؐ خدا کسی راہ سے تشریف لئے جاتے تھے۔ امام حسینؑ کو دیکھا۔ لڑکوں میں کھیل رہے ہیں۔ جب امام حسینؑ کو دیکھا حضرتؐ بیتابانہ اپنے صحابہ سے آگے بڑھ گئے۔ کہ گود میں اٹھا لیں، امام حسینؑ دوڑتے اور ہنسے جاتے تھے یہاں تک کہ رسول خداؐ نے امام حسین کو پکڑ لیا۔ اور منہ کھول کر بیچوں بیچ پیار کیا۔ اور فرمایا حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جو حسینؑ

کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور حسینؑ اسباط پیغمبران سے ہے۔

روایت افعی و حفاظت حسینؑ

قطب راوندیؒ نے بسند معتبر مقداد بن اسود کندی سے روایت کی ہے کہ ایک روز رسول خداؐ حسنینؑ کی تلاش میں باہر آئے اور میں خدمت آنحضرت میں پس حضرتؐ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں وہ دونوں آرام کر رہے تھے اور ایک بڑا سانپ گرد ان کے حلقہ کئے ہوئے تھا۔ اور ایک درخت ان پر سایہ فگن تھا۔ اور میں نے قبل اسکے مکرر اس مقام کو دیکھا تھا مگر وہ درخت وہاں نہ دیکھا تھا۔ اور بعد اسکے میں وہاں گیا۔ وہ درخت وہاں نہ تھا جب اس سانپ نے صدائے رسول خداؐ سنی سید ھا ہوا۔ اور درختان خرما سے اس کا زیادہ قامت بلند اور عرض اس کا عرض شتر سے زیادہ تھا اور اس کے منہ سے آگ کی لپک نکلتی تھی میں اس حال کے دیکھنے سے بہت ڈرا جب اس سانپ کی نظر حضرت پر پڑی گھٹنا شروع ہو۔ یہاں تک مثل ایک ڈورے کے ہو گیا اور حضرت سے کلام کیا کہ میری سمجھ میں نہ آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا تم جانتے ہو یہ سانپ کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا۔ خدا اور رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ سانپ کہتا ہے میں حمد کرتا ہوں۔ اس خدا کی جس نے مجھے موت نہ دی یہاں تک کہ پاسبان فرزندان رسول کیا۔ بعد اسکے وہ سانپ ریگ میں روانہ ہو کر چلا گیا۔ آنحضرتؐ نزدیک دونوں صاحبزادوں کے بیٹھ گئے۔ پہلے سر اٹھا کر امام حسینؑ کا اپنی گود میں رکھا۔ بعد اسکے سر امام حسنؑ کا اٹھا کر اپنے دامن میں لیا۔ پھر زبان مبارک دہن امام حسینؑ میں رکھ دی، یہاں تک کہ وہ جاگے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ بعد اسکے اپنی زبان مبارک دہن امام حسن میں دی۔ تاآنکہ وہ بیدار ہوئے اور اسے پدر کہہ کر پھر آرام کیا۔ میں نے کہا یا حضرتؐ گویا امام حسینؑ امام حسنؑ سے بڑے ہیں، حضرتؐ نے فرمایا، حسینؑ کی دلہائے مومنین میں محبت و معرفت پوشیدہ ہے۔ اس کا سبب ان کی مادر سے دریافت کرو۔ جب وہ دو نیر فلک امامت خواب سے بیدار ہوتے۔ حضرت نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو دوش مبارک پر سوار کیا۔ اور گھر میں تشریف لائے اور میں حسب ارشاد آنحضرتؐ دروازہ دولتسرائے فاطمہؑ پر ٹھہر رہا۔ ناگاہ حمامہؑ خادمہ جناب فاطمہؑ آئی اور کہا۔ اے برادر کندہ۔ میں نے کہا تجھ سے کس نے کہا میں دروازہ پر ہوں۔ حمامہ نے کہا میری خاتون اور سیدہ نے فرمایا۔ ایک مرد کندی کہ نیکو ترین قبیلہ کندہ ہے آیا ہے کہ مجھ سے شرافت و منزلت میرے نور دیدہ حسین کی دریافت کرے۔ مقداد نے کہا۔ یہ سخن مجھے بہت عظیم معلوم ہوا۔ اور میں نے اپنی پشت جانب دروازہ پھیری۔ جسطرح جب کبھی ام سلمہؓ کے دروازہ پر جاتا تھا۔ بحرمت رسول خداؐ یہی میرا طریقہ تھا۔ پس میں نے کہا۔ اے فاطمہؑ مجھ سے حسینؑ کی منزلت

بیان کیجئے فاطمہؑ نے فرمایا۔ جب حسنؑ متولد ہوا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے حکم فرمایا۔ جو کپڑا مجھے اچھا معلوم ہو وہ پہنوں جب تک حسنؑ کا دودھ بڑھے بعد اس کے پدر بزرگوار مجھے دیکھنے آتے اور دیکھا۔ کہ حسنؑ میرا دودھ پی رہا ہے حضرت نے فرمایا اس کا دودھ چھوڑا دو میں نے عرض کیا بہت اچھا۔ پھر فرمایا، اگر علیؑ ابن ابی طالب تمہارے پاس آئیں منع نہ کرنا۔ اس لئے کہ میں تمہارے چہرہ پر ایک نور ضیاء مشاہدہ کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ بہت جلد تم سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ حجت خدا اس خلق پر ہوگا۔ جب میں حاملہ ہو گئی۔ اور ایک مہینہ حمل سے گزرا۔ مجھے حرارت عظیم معلوم ہوتی اور جب اپنے حال کی شکایت میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کی، ایک کوزہ آب مانگا۔ اور کوئی دعا اس پر پڑھ کر آب دہن مبارک اس پانی میں ڈالا۔ اور فرمایا۔ اے فاطمہؑ پی لو، جب میں نے وہ پانی پی لیا حالت مذکورہ مجھ سے دفع ہو گئی اور جب چالیس دن گزرے مجھے پشت میں ایک حرکت محسوس ہوئی جس طرح چیونٹی کپڑے میں بدن پر حرکت کرے۔ اور یہی کیفیت رہی تاآنکہ دوسرا مہینہ ختم ہوا۔ بعد اسکے اضطراب و حرکت مجھے شکم میں معلوم ہوتی اور کھانا پینا چھٹ گیا یہاں تک کہ تیسرا مہینہ تمام ہوا۔ اور ہر روز برکت فرزند سعادتمند زیادتی نعمت و خیر و برکت میرے گھر میں تھی، جب چوتھا مہینہ شروع ہوا حق تعالیٰ نے برکت فرزند گرامی میری وحشت بانس سے بدل کی، اور میں ہمیشہ محراب عبادت میں رہتی تھی اور محل عبادت حرکت سوائے حاجت ضروریہ نہ کرتی تھی۔ اور جو دن گزرتا تھا مجھے زیادہ ہلکا پن معلوم ہوتا تھا۔ اور نعمت و رحمت خدا کی بہت ترپاتی تھی، یہاں تک کہ پانچ مہینہ گذرے جب چھٹا مہینہ شروع ہوا۔ اندھیری راتوں میں مجھے ضرورت چراغ کی نہ تھی، جب خلوت میں اپنی جائے نماز پر بیٹھتی تھی۔ صدائے تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ اپنی شکم میں سنتی تھی۔ اور جب نواں مہینہ پہنچا قوت میری زیادہ ہو گی۔ پس یہ اپنا حال میں نے سلمہ سے کہا۔ اسلئے وہ میری معین و یاد رتھیں جب دس مہینے تمام ہوئے میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک فرشتہ میرے قریب آیا۔ اور اپنا بازو میری پشت پر ملا۔ میں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر سو گئی، پھر خواب میں کیا دیکھتی ہوں۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سرہانے آبیٹھا۔ اور میرے منہ اور پشت پر پھونکا میں ترساں خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اٹھ کر۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر نیند آگئی۔ پھر خواب میں دیکھا۔ ایک مرد سفید کپڑے پہنے میرے سرہانے آبیٹھا۔ اور پڑھ کر میرے منہ اور پشت پر پھونکا۔ بعد اسکے میں ترساں خواب سے بیدار ہوئی اور چار رکعت نماز وضو کر کے پڑھی۔ اور خواب سے تعجبہ کیا میں نے دیکھا۔ کوئی آیا۔ اور مجھے بٹھا کر دعائیں اور تعویز پڑھ کو مجھ پر دم کئے جب صبح ہوئی

اپنے پدر بزرگوار کے پاس گئی، اس وقت حضرتؐ حجرہ ام سلمہؓ میں تھے جب نظر آنحضرت مجھ پر پڑی، اثر شادی دسرور جبیں پر نور آنحضرت سے میں نے دیکھا۔ اور جو ترمین وبیم مجھے تھا وہ دفع ہو گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پدر بزرگوار سے بیان کیا۔ آنحضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تم کو بشارت ہو۔ اور سنو وہ مرد اوّل میرے خلیل عزرائیل تھے کہ نگہبان زناں پر موکل ہیں۔ اور دوسرے خلیل میرے میکائیل تھے نگہبانِ اہل بیت پر موکل تھے۔ آیا۔ اے فاطمہؑ کچھ انہوں نے پھونکا تھا میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ حضرتؐ یہ سن کر رونے لگے اور مجھے گود میں لیکر فرمایا۔ کہ مرد سوم جبرائیل امین تھے۔ کہ حق تعالیٰ نے ان کو تمہارے فرزندوں کا خدمتگار کیا ہے بعد اسکے میں اپنے گھر واپس آئی۔ اور جب ایک سال تمام ہوا حسینؑ متولد ہوا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت مدت حمل جناب فاطمہؑ مخالف احادیث سابقہ ہے اور احادیث مدت حمل شش ماہہ صحیح تر و مشہور تر ہیں۔

فضائل امام حسین علیہ السّلام

ابن شہر آشوب نے حسن بصری و ام سلمہؓ سے روایت کی ہے ایک روز جبرائیل بصورت دحیہ کلبی جناب رسولؐ خدا کے پاس بیٹھے تھے۔ ناگاہ حسنینؑ تشریف لائے اور جبرائیل کو دحیہ کلبی سمجھ کر ان کے پاس آئے اور ہدیہ طلب کیا۔ جب جبرائیل انکے مطلب سے واقف ہوئے۔ ہاتھ بجانب آسمان بلند کرکے ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار لے کر ان کو دیا۔ جب حسینؑ نے وہ میوہ دیکھا خوش ہو گئے۔ اور جناب رسول خداؐ کو وہ میوہ دکھلایا۔ حضرتؐ نے ان سے لیکر وہ میوہ سونگھا۔ اور دے کر فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اگر پہلے اپنے باپ پاس لے جاؤ تو بہتر ہے پس جس طرح حضرت نے فرمایا۔ اسی طرح اس کی تعمیل کی اور ماں باپ پاس لے گئے۔ یہاں تک آنحضرت تشریف لائے اور سب نے وہ میوہ تناول کیا۔ ہر چند کھاتے تھے، مگر وہ بحالت اول ہو جاتا۔ اور کچھ بھی کم نہ ہوتا تھا۔ اور بدستور اپنی حالت پر تھا۔ یہاں تک کہ جناب رسول خداؐ نے انتقال کیا۔ اور میوہ اہل بیت کے پاس تھا۔ اور کچھ تغیر اس میں نہ ہوا تھا۔ تا آنکہ جناب فاطمہؓ شہید ہوئیں بس انار غائب ہو گیا۔ اور جب جناب امیرؑ شہید ہوئے بہی بھی غائب ہو گئی اور سیب باقی رہا۔ اور وہ سیب امام حسنؑ پاس تھا۔ تا آنکہ زہر سے شہید ہوئے اور اس سیب کو کچھ آسیب نہ پہنچا۔ بعد اس کے وہ سیب امام حسینؑ پاس رہا۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا جب میرے پدر امام حسین صحرائے کربلا میں اہل جور و جفا کے نرغہ میں گھر گئے وہ سیب حضرتؑ

کے ہاتھ میں تھا۔ جب تشنگی غالب ہوتی تھی۔ اس کو سونگھتے تھے اور تشنگی میں تخفیف ہو جاتی تھی۔ جب پیاس نے بہت غلبہ کیا اور زندگی سے مایوس ہو گئے۔ دندانِ مبارک اس سیب میں لگاتے اور جب شہید ہوئے۔ ہر چند وہ سیب تلاش کیا۔ کہیں نہ ملا۔ اور میں اس سیب کی خوشبو مرقد معطر آنحضرتؑ سے ہر وقت جب زیارت کو جاتا ہوں سونگھتا ہوں اور جو ہمارے شیعان مخلص سے وقت سحر اس مرقد منور کی زیارت کو جاتا ہے۔ اس سیب کی خوشبو ضریح معطر سے سونگھتا ہے۔ بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ ایک روز میں نے دیکھا۔ جناب رسول خداؐ ایک حلہ اپنے فرزند حسینؑ کو پہناتے ہیں جو کہ جامہائے دنیا سے مشابہ نہیں۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ جامہ کیسا ہے کہ جامہائے دنیا میں مشابہ نہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدا نے یہ تحفہ حسینؑ کے لئے بھیجا ہے۔ اور تاگا اس کا پرہائے جبرئیل سے ہے۔ آج چونکہ عید ہے میں جامہ حسین کو پہناتا ہوں، سلیم بن قیسؓ ہلالی نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے۔ سلمانؓ نے کہا میں نے دیکھا۔ ایک روز امام حسینؑ اپنے جد رسول خداؐ کی گود میں بیٹھے تھے۔ اور آنحضرتؐ امام حسین کو پیار کر کے فرماتے تھے۔ اے پسر تو سید و بزرگوار و پدر سادات و بزرگوار ہے۔ اے پسر تو امام فرزند امام پدر امامانِ پیشوایاں ہے اے پسر تو حجت خدا پدر حجتہائے خدا ہے اور نو حجتہائے خدا تیرے صلب سے ظاہر ہونگے کہ ان کا نواں قائم ہوگا کتب مخالفین میں ہے ایک روز رسول خدا خانۂ عائشہ سے باہر تشریف لائے جب دروازہ فاطمہؑ پر پہنچے۔ صدائے گریہ حسینؑ سن کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ حسینؑ کو رونے نہ دو۔ اسلئے اس کا رونا میرے دل کو دردمند کرتا ہے۔ ابن شہر آشوبؒ نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے اور مخالفین نے بطریق متعددہ روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خدا نے فرمایا جو چاہے کہ بہترین اہل زمین و آسمان کو دیکھے۔ پس وہ حسینؑ ابن علی کو دیکھے۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میں نے بہشت میں ایک قصر دیکھا ایک دانہ مروارید سفید کا کہ اس میں کوئی شگاف اور پیوند نہ تھا۔ میں نے کہا۔ اے میرے حبیب جبرئیل یہ قصر کس کے لئے ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ آپ کے فرزند حسینؑ کے لئے ہے جب میں آگے بڑھا۔ ایک سیب دیکھا۔ اسے میں نے اٹھالیا۔ اور شگافتہ کیا۔ اس کے درمیان سے ایک حوریہ نکلی۔ کہ اس کے موئے مژگان کی سیاہی مثل سیاہی سینہ کرگس تھی۔ میں نے پوچھا۔ تو کس کے لئے ہے وہ رونے لگی۔ اور کہا۔ میں تمہارے فرزند شہید حسینؑ کے لئے ہوں شیخ طوسی نے بسند صحیح روایت کی ہے امام حسین درمیان مردم بتاخیر کلام کر رہے تھے نیز ایک روز رسول

خداؐ امام حسینؑ کو مسجد میں لائے۔ اور اپنے پہلو میں کھڑا کیا۔ اور تکبیر نماز کہی۔ امام حسینؑ نے چاہا موافقت کریں، تکبیر درست نہ کہی پس آنحضرتؐ نے دوسری تکبیر کہی یہاں تک بمرتبہ ہفتم امام حسینؑ نے تکبیر درست کہی۔ اسی وجہ سے سات تکبیریں اول نماز میں سنت ہوئیں بعض کتب مناقب میں منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور کہا میں اے فاطمہؑ تمہارا مہمان ہوں۔ اس روز اہل بیت گرسنہ تھے۔ اور حسنینؑ تک کیلئے طعام نہ تھا جب سب اہل بیت جمع ہوئے جبرائیل آئے اور کہا۔ اے محمد صلعم خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ علیؑ، فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سے آپ دریافت کیجئے کہ میوہ ہائے بہشت سے کون سا میوہ چاہتے ہیں، جب حضرت رسولؐ نے ان سے پوچھا سب خاموش رہے مگر امام حسینؑ نے کہ خورد سال تھے کہا مجھے اختیار دیجئے۔ کہ میں میوہ اختیار کروں سب نے کہا جو تم اختیار کروگے۔ ہم سب راضی ہیں، امام حسینؑ نے کہا۔ جد بزرگوار جبرائیل سے کہئے۔ ہم رطب چاہتے ہیں اور وہ موسم رطب کا نہ تھا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ سے فرمایا، اے بیٹی حجرہ میں جاؤ اور رطب لے آؤ، جب جناب فاطمہؑ حجرہ میں گئیں۔ ایک طبق بلور دیکھا۔ کہ رطب تازہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک رومال سندس سبز کا اس پر پڑا تھا۔ جناب فاطمہؑ نے وہ طبق جناب رسول خداؐ کے پاس لاکر رکھا رسول خداؐ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم فرما کر ایک رطب اٹھایا اور امام حسینؑ کے منہ میں دے کر فرمایا۔ ھنیئًا مریئًا لك یا حسینؑ اے حسینؑ تم کو یہ پسند اور عافیت۔ دوسرا رطب اٹھایا امام حسنؑ کے منہ میں دے کر فرمایا ھنیئًا مریئًا لك یا حسنؑ۔ پس رطب دیگر جناب فاطمہؑ کے منہ میں دیا۔ اور فرمایا ھنیئا مریئًا لك یا فاطمہ پس رطب جناب امیر کے منہ میں دیا اور فرمایا ھنیئًا مریئًا لك یا علی یہ کہہ کر حضرت احمدؐ کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔ جب رطب تناول کر چکے اور سیر ہو گئے جناب فاطمہ نے کہا یا بابا آج آپ نے ایسا لطف کیا۔ کہ پہلے مثل اس کے نہ فرمایا تھا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جب دانہ اوّل دہن حسینؑ میں دیا۔ میں نے سنا۔ کہ میکائیل اور اسرافیل کہتے ہیں۔ ھنیئًا مریئًا لك یا حسین۔ پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب دوسرا دانہ دہن حسنؑ میں دیا اسرافیل ومیکائیل نے کہا۔ ھنیئًا مریئًا لك یا حسن پس میں نے بھی ان کی موافقت کی۔ اور جب رطب سوم اے فاطمہؑ تمہارے منہ میں دیا۔ حوران بہشتی نے سر غرفوں سے نکال کر شادی و خوشی کی اور کہا ھنیئًا مریئًا لك یا فاطمہ۔ میں نے بھی، ان کی موافقت کی۔ اور جب دانہ چہارم علی کے منہ میں دیا۔ خداوند علی اعلیٰ کی جانب

سے آواز میں نے سنی کہ فرماتا ہے ھنیئاً مو یئاً لک یا علی پس میں نے حق تعالیٰ کی موافقت کی۔ اور بسبب عظمت وجلال خدائے پروردگار میں اٹھ کھڑا ہوا۔ بعد اس کے ایک صدا رب العزت کی طرف سے میں نے سنی۔ اے محمدؐ اگر اس ساعت سے تا روز قیامت تم علی ابن علی طالب کو رطب دیتے میں ہر رطب کے لئے ان کو ھنیئاً مو یئاً کہتا۔

حکایت ابو جعفر دوانقی

ابن بابویہؒ وغیرہ نے سلیمان بن مہران اعمشی سے کہ فریقین بقصہ معروف ہیں۔ روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں۔ ایک شب میں اپنے مکان پر خواب استراحت میں تھا۔ ناگاہ ایک چوبدار ابو جعفر دوانقی کی جانب سے مجھے بلانے آیا۔ میں بہت ڈرا اور متفکر ہو کر اپنے دل میں کہا اس وقت رات کو بلانا مجھے خالی از علت نہیں۔ بلکہ ضرور ہے وہ فضائل علی ابن ابی طالب کے مجھ سے پوچھے گا اگر میں فضائل جناب امیرؑ بیان کروں گا مجھے قتل کریگا۔ پھر میں نے اپنا وصیت نامہ لکھا۔ اور غسل کر کے حنوط ملا اور کفن پہن کر اس کی مجلس میں گیا۔ جب داخل مجلس ہوا۔ عمرو بن عبید کو میں نے ابو جعفر پاس دیکھا جس سے مجھے گونہ اطمینان ہوا۔ جب میں نے سلام کیا۔ مجھے قریب بلایا۔ اور جتنا میں قریب جاتا تھا۔ اسی قدر وہ اور اصرار کرتا تھا یہاں تک کہ اس قدر اس کے پاس پہنچ گیا۔ قریب تھا۔ اس کا زانو میرے زانو سے مل جاتے جب مجھ میں سے اسے حنوط کی خوشبو پہنچی۔ کہا سچ کہنا۔ ورنہ قتل کر دوں گا۔ میں نے کہا جو مزاج میں آئے دریافت کیجیئے۔ اس نے کہا۔ حنوط کیوں ملا ہے میں نے کہا۔ اس وقت رات کو آپ کا چوبدار آیا میں نے سمجھا شاید خلیفہ نے مجھے فضائل علی ابن ابی طالب بیان کرنیکیلئے بلایا ہے جب میں فضائل جناب امیرؑ بیان کروں گا خلیفہ مجھے قتل کریں گے۔ اس خیال سے میں نے وصیت نامہ لکھا۔ اور حنوط ملا۔ اور کفن پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلیمان بن اعمش کہتے ہیں ابو جعفر دوانقی تکیہ لگائے بیٹھا تھا جب یہ کلام مجھ سے سنا اٹھ کر بیٹھا اور کہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے سلیمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم کو لازم ہے بیان کرو۔ خدا کی قسم کے ساتھ بتاؤ تم کو کتنی حدیث یاد ہے۔ فضائل علی ابن ابی طالب میں میں نے کہا۔ تھوڑی سی مجھے معلوم ہیں اس نے کہا۔ تعداد ان کی بیان کرو۔ میں نے کہا۔ دس ہزار سے زائد حدیث فضائل جناب امیرؑ مجھے معلوم ہیں ابو جعفر نے کہا۔ اے سلیمان میں تم کو ایک حدیث فضائل علی میں سناؤں کہ جو حدیثیں تم سن چکے ہو بھول جاؤ۔ میں نے کہا۔ اے امیر مجھ سے بیان کیجیئے۔ اس نے کہا مجھکو تسلط بنی امیہ میں جب میں ان سے بھاگا پھرتا تھا۔ اور شہروں میں گشت کرتا تھا۔ لوگوں سے بذکر فضائل علیؑ تقرب حاصل کر کے اس

سے قوت بہم پہنچاتا تھا اور گذران کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بلاد شام میں پہنچا ایک عباسے کہنہ پہنے تھا۔ اور بجز اس کے دوسرا لباس میرے پاس نہ تھا۔ اس وقت پیاس بھی شدید تھی۔ ناگاہ صدائے اذان آئی میں نے کہا مسجد میں جاکر نماز پڑھوں اور بعد فراغت لوگوں سے غذائے شام طلب کروں جب میں مسجد میں آیا۔ اور پیش نماز کے ہمراہ نماز ادا کی۔ اور اس نے سلام کیا دیکھتا ہوں۔ دو لڑکے داخل مسجد ہوئے پیش نماز ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا مرحبا۔ اور انہیں بھی مرحبا جن کے تم ہمنام ہو۔ میں نے ایک جوان سے جو میرے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا۔ پوچھا۔ یہ دو لڑکے اس پیشنماز سے کیا قربت رکھتے ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ یہ شخص ان کا دادا ہے۔ اور اس شہر میں کوئی شخص اس کے سوا دوستدار جناب امیرؑ نہیں۔ اور اس نے ان دونوں کا نام حسنؑ حسینؑ رکھا ہے۔ جب میں نے یہ سنا۔ نہایت خوش ہوا اور پیش نماز پاس جاکر کہا۔ آپ کو منظور ہے میں ایک ایسی حدیث بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اس نے کہا اگر تم میری آنکھیں روشن کر دوگے میں تمہاری آنکھیں روشن کر دوں گا میں نے کہا مجھے میرے باپ نے اپنے دادا عبد اللہ بن عباس سے خبر دی ہے ایک روز میں جناب رسول خداؐ پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں تشریف لائیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو۔ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ اُن پر تم سے زیادہ مہربان ہے پھر حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند فرمائے اور کہا۔ کہ خداوندا اگر حسنینؑ صحرا یا دریا میں گئے ہیں۔ ان کی حفاظت کر اور سلامت رکھ۔ ناگاہ جبرئیل حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ خدا نے بعد سلام فرمایا ہے کہ حسنینؑ کے لئے محزون و غمگین نہ ہو وہ دنیا و آخرت میں فاضل ہیں، اور ان کا باپ ان سے افضل ہے حسنینؑ، باغستان نبی بخار میں آرام کر رہے ہیں اور خدا نے ایک فرشتہ ان کیلئے موکل کیا ہے، یہ سن کر جناب رسول خداؐ شاد و خنداں اٹھے اور مع اصحاب متوجہ باغستان نبی بخار ہوئے، جب باغستان میں پہنچے، دیکھا حسنین آرام کر رہے ہیں، اور ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے ہیں اور وہ فرشتہ ایک پر سے نیچے بچھونا۔ اور دوسرے پر کا سایہ کئے ہے، جناب رسول خداؐ نے حسنینؑ کے سر اپنے دامن میں رکھے اور پیار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حسنینؑ خواب سے بیدار ہوئے پس امام حسنؑ کو دوش مبارک پر رسول خدا نے اٹھایا اور حسینؑ کو جبرائیل نے اپنے دوش پر اٹھایا۔ اور باغستان سے باہر آئے حضرتؐ فرماتے تھے۔ بخدا سوگند آج کی رات تمہاری شرافت لوگوں پر ظاہر کر دوں گا جس طرح خدا نے تم کو شریف کیا۔ لوگ چونکہ جبرائیل کو نہ دیکھتے تھے اور جانتے تھے رسول خدا ان دونوں صاحبوں کو دوش پر لئے ہوئے تھے پس ایک شخص قریب آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ان دو لڑکوں میں سے ایک

مجھے دے دیجئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے آنحضرت نے فرمایا۔ اے ابو بکر دو شخص ان دونوں
کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور اچھے اور نیک اٹھانے والے ہیں اور یہ بھی نیک سوار ہیں۔ اور ان کا
باپ ان سے افضل ہے جب حضرتؐ دروازہ مسجد پر پہنچے۔ بلال کو حکم دیا۔ کہ منادی کر کے لوگوں کو
جمع کرے۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے جناب رسول خداؐ اٹھے اور کہا۔ ایہا الناس آیا تم چاہتے ہو
میں تم کو ان کی خبر دوں۔ جو از جہت، جد و جدہ بہترین مردم ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجئے
رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں۔ کہ ان کا جد رسول خداؐ اور ان کی جدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ ایہا الناس
تم چاہتے ہو۔ میں تم کو اُن کی خبر دوں جو از جہت مادر و پدر بہترین مردم ہیں، سب نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے
رسول خدا نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں ان کا پدر علی ابن ابی طالب خدا اور رسول کا دوست ہے۔ اور خدا اور رسول
علی کے دوست ہیں۔ اور ان کی ماں فاطمہؑ دختر رسول خدا ہیں۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو، میں تم کو ان کی خبر دوں
جو از جہت عم و عمہ بہترین مردم ہیں لوگوں نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ بیان فرمائیے۔ رسول خدا نے فرمایا۔
وہ حسنینؑ ہیں کہ عم ان کا جعفر ہے کہ بہشت میں ہمراہ ملائکہ پرواز کرتا ہے اور عمہ ان کی ام ہانی دختر
ابو طالب ہے۔ ایہا الناس میں تم کو ان کی خبر دوں جو از جہت ماموں بہترین مردم ہیں، سب نے
کہا۔ ہاں یا حضرتؐ بیان کیجئے۔ رسول خدا نے فرمایا وہ حسنین ہیں۔ ان کا ماموں قاسم پسر رسول خدا
ہے۔ پس حضرت نے دست مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خدا ہم سب کو اس طرح محشور کرے گا۔ جس
طرح انگلیاں ہاتھ میں ایک جا ہیں۔ پھر فرمایا۔ خداوندا تو جانتا ہے۔ کہ حسنین بہشت میں ہونگے، اور
جد و جدہ حسنینؑ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور عم و عمہ حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور پدر و مادر حسنین بھی بہشت میں ہونگے اور ماموں
حسنینؑ بھی بہشت میں ہونگے خداوندا تو جانتا ہے جو ان کو دوست رکھے گا۔ وہ بہشت میں ہوگا
اور جو ان کو دشمن رکھے گا۔ وہ جہنم میں ہوگا، جب اس پیش نماز نے مجھ سے یہ حدیث سنی کہا
اے جوان تم کون ہو میں نے کہا کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا عجمی ہو یا عربی، میں نے
کہا عرب ہوں، اس نے کہا۔ ایسی حدیث روایت کرتے ہو۔ اور ایسے کپڑے پہنے ہو، یہ کہہ کر
ایک خلعت فاخرہ مجھے بخشا۔ اور ایک شتر بھی عنایت کیا۔ میں نے اسے ایک سو دینار کو فروخت
کیا۔ بعد اسکے اس پیش نماز نے مجھ سے کہا۔ اے جوان تو نے میری آنکھیں روشن کیں ہیں۔ میں بھی
تیری آنکھیں روشن کرتا ہوں، اور تجھے ایک جوان کا نشان دیتا ہوں۔ کہ وہ بھی تیری آنکھیں روشن
کرے گا۔ میں نے کہا مجھے نشان دیجئے پیش نماز نے کہا۔ میرے دو بھائی اور بھی ہیں ایک
پیش نماز دوسرا مؤذن ہے۔ جو پیش نماز ہے، جب سے شکم مادر سے پیدا ہوا ہے تا حال دوستدار

علی ابن ابی طالب ہے اور جو مؤذن ہے۔ وہ جیسے پیدا ہوا ہے، دشمن علیؑ ہے۔ پس میرا ہاتھ پکڑ کے اس کے دروازہ پر لایا، جو دوست علی تھا میں نے دروازہ کی زنجیر ہلائی۔ ایک شخص باہر آیا۔ جب مجھے دیکھا۔ اشتر اور جامع پہچانا اور کہا اس شتر اور جامہ کو پہچانتا ہوں، اور جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے تجھے دیا ہے۔ اور تجھے دوست علی ابن طالب سمجھا ہے

فضائل علیؑ ابن طالب: پھر اس نے کہا۔ پس مجھ سے کوئی حدیث فضائل علیؑ ابن ابی طالب سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ اور دادا سے خبر دی ہے، ایک روز میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہ گریاں تشریف لائیں، جناب فاطمہؑ سے رسول خدا نے سبب گریہ پوچھا، جناب فاطمہ نے عرض کی بابا جان زنان قریش مجھے طعنہ زنی کرتی ہیں اور کہتی ہیں تمہارے باپ نے مرد پریشان کے ہمراہ تزویج کیا۔ جو مالدار نہیں، جناب رسول خدا نے فرمایا۔ فاطمہ گریہ نہ کرو۔ میں نے تجھے تزویج کیا۔ اور جبرائیل و میکائیل کو گواہ کیا ہے۔ اور خدا نے جمیع خلق سے تمہارے باپ کو اختیار کیا ہے اور اسے پیغمبر کیا ہے اور بعد تمہارے باپ کے علی ابن ابی طالب کو اختیار کیا ہے اور تم کو ان سے تزویج کیا ہے اور ان کو میرا وصی کیا ہے، علی شجاع ترین و بردبار ترین و سخی ترین مردم ہے۔ ان کا اسلام سب سے قدیم اور ان کا علم سب سے زیادہ ہے، اور ان کے دو پسر بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ اور ان کا نام توراۃ میں بوجہ کرامت و قرب درحق تعالیٰ شبر و شبیر ہے اے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب قیامت ہوگی، تمہارے پدر کو دو حلے پہنائیں گے۔ اور علیؑ کو بھی دو حلے پہنائیں گے۔ اور علم حمد میرے ہاتھ ہوگا۔ اور میں وہ علم علیؑ کو ان کی کرامت و قرب حق تعالیٰ کی وجہ سے دونگا۔ اے فاطمہؑ گریہ نہ کرو، کہ جب مجھے بروز قیامت جناب پروردگار عالمیان طلب کریں گے۔ اس وقت علی میرے ہمراہ ہونگے، اور جب خدا مجھے شفیع امت کریگا۔ علی مجھ سے اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے۔ اے فاطمہ گریہ نہ کرو، جب روز قیامت برپا اور ہول قیامت طاری ہوگا۔ ایک منادی خدا کہے گا۔ اے محمدؐ اچھے جد تمہارے ابراہیم خلیل الرحمٰن اور نیک برادر تمہارے علی ابن ابی طالب ہیں۔ اے فاطمہؑ علی کلید ہائے بہشت پر میری اعانت کریں گے اور شیعان علیؑ بروز قیامت رستگار ہونگے، جب میں نے اس سے یہ حدیث نقل کی۔ ان سے کہا اے فرزند تم کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے کہا۔ کوفہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے کہا عرب ہو یا عجم میں نے کہا عرب ہوں۔ یہ سن کر اسنے مجھے تیس جامے اور دس ہزار درہم عطا فرمائے

اور کہا اے جوان تو نے مجھے شاد کیا اور میری آنکھیں روشن کیں مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے میں نے کہا ارشاد کیجئے، انہوں نے کہا کل فلاں مسجد میں آنا۔ اور میرے اس بھائی کو دیکھنا جو علی ابن ابی طالب کا دشمن ہے یہ سن کر میں تمام رات مشتاق صبح تھا۔ کہ کہیں صبح ہو اور میں وہ دیکھوں جب صبح ہوئی میں اس مسجد میں گیا۔ اور صف نماز میں کھڑا ہوا۔ ناگاہ ایک جوان آیا اور میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ سر پر عمامہ تھا جب رکوع میں گیا عمامہ اس کے سر سے گر پڑا میں نے دیکھا اس کا سر اور منہ سور کا ہے جب نماز سے فراغت ہوئی میں نے کہا۔ اے جوان یہ تیرا کیا حال ہے یہ سن کر وہ رونے لگا۔ اور کہا۔ آؤ، اس گھر میں چلو میں تم سے اپنا حال بیان کروں، جب میں گھر میں گیا۔ اس نے کہا میں فلاں جماعت کا مؤذن تھا۔ اور ہر صبح درمیان اذان و اقامت ہزار مرتبہ (معاذ اللہ) لعنت کرتا۔ علیؑ کے اوپر اور جب جمعہ آتا تھا چار ہزار مرتبہ کرتا تھا۔ پس بروز جمعہ جب میں گھر میں آیا۔ اس گوشہ دیوار سے جو تم دیکھتے ہو میں تکیہ کئے تھا۔ ناگاہ نیند آگئی۔ اور خواب میں قیامت دیکھی اور رسول خداؐ و علیؑ کو شاداں و خنداں کھڑے دیکھا اور حسنؑ جانب راست و حسینؑ جانب چپ کھڑے تھے اور ایک کاسہ بھی موجود تھا جب رسول خدا نے کہا اے حسنؑ مجھے پانی دو۔ جب نوش کر چکے فرمایا۔ اس جماعت کو بھی پانی دو۔ جب سب پانی پی چکے کہا۔ اس شخص کو جو اس جگہ تکیہ کئے ہے اسے بھی پانی دو۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے جد بزرگوار مجھے آپ حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کو پانی دوں۔ اور وہ ہر روز ہزار مرتبہ میرے پدر بزرگوار پر لعنت کرتا ہے۔ اور آج چار ہزار مرتبہ اس نے لعنت کی۔ یہ سن کر رسول خدا میرے قریب آئے۔ اور کہا۔ تجھ پر لعنت خدا ہو علیؑ ابن ابی طالب پر کیوں لعنت کرتا ہے۔ حالانکہ علی مجھ سے ہے اور علی کو تو برا کیوں کہتا ہے علی مجھ سے ہے یہ فرما کر رسول خدا نے مجھ پر تھوک دیا۔ اور مجھے ایک ٹھوکر مار کر کہا۔ اٹھ خدا اپنی رحمت کو تجھ سے پھیر لے جب میں خواب سے بیدار ہوا۔ میرا سر اور منہ مثل سور کا ہو گیا تھا۔ بعد اس کے ابوجعفر دوانقی نے مجھ سے کہا۔ آیا یہ دو حدیثیں تمہارے پاس ہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اے سلیمان محبت علیؑ کی ایمان اور دشمنی علی کی نفاق ہے اور قسم بخدا علیؑ کو دوست نہیں رکھتا۔ مگر مومن اور علی کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق میں نے کہا۔ اے امیر مجھے امان دیجئے کہ ایک بات کہوں۔ اس نے کہا۔ کہو میں نے کہا قاتل حسینؑ ابن علیؑ کے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اس کی بازگشت ان کی جانب آتش میں ہے۔ میں نے کہا اور فرزندان رسول خدا کے قاتلوں کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس نے کہا، بازگشت، ان کی جانب آتش ہے اور ہمیشہ آتش میں ہیں، ولیکن

ملک و بادشاہی عقیم ہے اور آدمی اپنے فرزند کو بادشاہی کے لئے مار ڈالتا ہے اب باہر جاؤ۔ اور جو تم نے سنا ہے لوگوں سے نہ کہنا۔

فصل تیسری: اخلاق و مکارم امام حسینؑ

عیاشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسینؑ کا گذر ایک گروہ مساکین کی طرف ہوا کہ وہ اپنی عبا پر نان خشک رکھے کھا رہے ہیں، جب امام حسینؑ قریب پہنچے۔ انہوں نے آپ کی دعوت کی امام حسینؑ گھوڑے سے نیچے تشریف لائے فرمایا خدا متکبروں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ فرما کر بیٹھ گئے اور ان کے ہمراہ کھانا کھایا۔ اور بروایت دیگر عذر کیا۔ تمہاری روٹیاں تصدق کی ہیں اور تصدق ہم پر حرام ہے، بعد اس کے فرمایا، میں نے تمہاری دعوت قبول کی، تم بھی میری دعوت قبول کرو۔ اور ان کو اپنے مکان پر لے گئے۔ اور اپنی خادمہ سے فرمایا، جو کچھ مہمان عزیز کے لئے جمع کیا ہے لا کر حاضر کرو۔ پس ان کی دعوت کر کے انعام و اکرام کیا۔ اور پھر رخصت کیا۔ ابن شہر اشوبؒ نے روایت کی ہے کہ مرض الموت اسامہ بن زید میں امام حسینؑ عیادت کو گئے۔ اور اسامہ کو اندوہناک پا کر فرمایا برادر اندوہ کا سبب کیا ہے۔ کہا۔ میں ساٹھ ہزار درہم کا قرضدار ہوں، اور یہی سبب اندوہ ہے حضرت نے کہا میں تمہارے قرض کو ادا کروں گا۔ اسامہ نے کہا مجھے خوف ہے۔ کہ قبل ادائے قرض کے مر جاؤں، حضرت نے کہا قبل موت تمہارا قرض میں ادا کر دوں گا اور ایسا ہی کیا۔

سخاوت امام حسینؑ

ایضاً۔ روایت کی ہے ایک روز فرزدق شاعر خدمت امام حسینؑ میں آیا اور مدح آنحضرت کی۔ آنحضرت نے چار سو اشرفیاں اسے عطا کیں لوگوں نے کہا وہ شاعر ایک مرد فاسق ہے، کس لئے آپ نے اس قدر روپیہ اسے عطا کیا۔ حضرت نے کہا بہترین مال تمہارا وہ مال ہے کہ اس سے اپنی حفاظت آبرو کرو۔ ایضاً روایت کی ہے ایک اعرابی مدینہ میں آیا اور پوچھا بہترین مردم تم میں کون ہے، لوگوں نے کہا امام حسینؑ کریم ترین مردم ہیں، یہ سن کر وہ اعرابی مسجد میں آیا اور دیکھا۔ کہ امام نماز پڑھ رہے ہیں، اس نے چند شعر مدح آنحضرت میں پڑھے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اے قنبر آیا کچھ مال حجاز سے باقی بچا ہے، قنبر نے عرض کی، ہاں چار ہزار طلا باقی ہیں، حضرت نے فرمایا لے آؤ۔ کہ ہ مجھ سے زیادہ اس مال کا مستحق ہے، بعد اس کے حضرت خود گھر میں تشریف لے گئے۔ اپنی ردا

مبارک اٹھاکر وہ چار ہزار درہم اس میں باندھے اور دروازہ کے پیچھے شرم و حجاب اعرابی سے کھڑے ہوئے اور دست مبارک شگاف در سے باہر کر کے وہ روپیہ اعرابی کو دیدیا۔ اور چند شعر بطور عذر خواہی اعرابی پڑھے جب اعرابی نے یہ سنا رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی کو یا عطائے من تو نے کم سمجھا۔ اعرابی نے کہا نہیں ولیکن میں روتا ہوں کہ ایسا سخی ہاتھ کیونکر درمیان خاک پنہاں ہوگا، اور اسی طرح کی روایت امام حسنؑ کی سخاوت میں منقول ہے ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے، پشت آنحضرت پر گھٹے دیکھ کر امام زین العابدینؑ سے اس کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا راتوں کو بکثرت مال اپنی پشت پر اٹھا کر خانہ ہائے بیوہ زنان و یتیماں و مسکیناں میں لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے پشت مبارک پر نشان ہے ایضاً۔ روایت کی ہے عبدالرحمان بن سلمہ نے کسی فرزند آنحضرت کو سورہ حمد تعلیم کیا، جب اس لڑکے نے سورہ حمد امام حسینؑ کے سامنے پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہزار دینار طلا اور ہزار حلہ دیا عبدالرحمن کو دے دو۔ اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دو۔ لوگوں نے کہا۔ اس کی مزدوری اس قدر نہ تھی حضرت نے فرمایا۔ یہ عطا اس کے مقابلہ میں، جو میرے فرزند کو تعلیم کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ایضاً جناب صادق نے روایت کی ہے۔ ایک روز درمیان امام حسینؑ اور محمد حنفیہ کسی بات پر ملال ہو کر جدائی ہو گئی محمد بن حنفیہ نے امام حسینؑ کو لکھا۔ اے برادر میرے اور آپ کے پدر علی ابن ابی طالب ہیں، باپ کی جانب سے کچھ زیادتی آپ کو مجھ پر نہیں۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی دختر رسول خداؐ ہیں اور اگر میری ماں بادشاہ تمام زمین کی ہوتی جب بھی میری ماں آپ کی والدہ کے برابر نہیں ہو سکتی، جس وقت آپ میرا خط ملاحظہ فرمائیں، میرے پاس تشریف لاکر مجھے خوشنود کریں۔ کہ آپ مجھ سے زیادہ تر سزاوار بفضل و احسان ہیں، والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہٗ جب امام حسینؑ نے وہ خط پڑھا اسی وقت ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور ان کو رضامند کیا۔ بعد اسکے پھر کوئی ملال نہ ہوا۔ ایضاً۔ در بارہ شجاعت۔ آنحضرتؑ روایت کی ہے ایک روز مدینہ میں آنحضرت اور ولید بن عقبہ میں جو حاکم مدینہ تھا۔ کسی زمین پر تکرار ہوئی، امام حسینؑ نے ولید کے سر سے امامہ اٹھا لیا۔ اور اس کی گردن میں لپیٹ کر زمین پر دے مارا، مروان نے کہا میں نے ہرگز کسی کو اس طرح کا نہیں دیکھا۔ کہ حاکم پر ایسی جرأت کر سکے، ولید نے کہا حق ان کی ہی طرف ہے۔ اور یہ زمین بھی ان کی طرف ہے۔ حضرت نے فرمایا چونکہ تو نے اقرار کیا، لہذا میں نے زمین تجھے بخش دی اور شجاعتہائے و مردانگی ہائے آنحضرتؐ جو صحرائے کربلا

میں ظاہر ہوئیں بیان نہیں ہو سکتیں۔ مگر ان میں سے بعض کا ذکر انشاء اللہ بعد اس کے ہوگا، زہد وعبادت آنحضرت میں روایت کی ہے پچیس حج حضرت پا پیادہ بجالائے اور شتران محمل عقب آنحضرت رہا کرتے تھے ایک روز حضرت سے کہا آپ اپنے پروردگار سے بہت ڈرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ عذاب قیامت سے کوئی محفوظ نہیں مگر وہ جو دنیا میں خدا سے ڈرے، منقول ہے امام حسینؑ صورت وسیرت میں شبیہہ ترین مردم بحضرت رسول تھے اور شبہائے تاریک میں نور جبیں مبارک سے آنحضرت کی گردن سے نیچے تک چمکتا تھا اور امام حسینؑ کو لوگ اس نور سے پہچانتے تھے، کشف الغمہ میں روایت کی ہے، انس نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ کنیز آنحضرتؑ آئی اور ایک پھول سامنے لاکر رکھا، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ حق میں آزاد کیا۔ میں نے کہا یا حضرت ایک پھول لانے پر آپ نے اسے آزاد کر دیا، امام حسینؑ نے فرمایا، حق تعالیٰ فرماتا ہے، جب تمہیں کوئی ہدیہ دے۔ پس تم اس سے بہتر ہدیہ دو۔ اور میرا ہدیہ یہ بہتر یہی تھا۔ کہ اسے آزاد کر دوں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ غلامان آنحضرت میں سے کسی غلام نے خیانت کی کہ قابل سزا ہوا جب چاہا اُسے سزا دیں۔ غلام نے کہا والکاظمین الغیظ امام حسینؑ نے فرمایا۔ تجھ سے دستبردار ہو، غلام نے کہا۔ اے مولائے من والعافین عن الناس امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے عفو کیا۔ غلام نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین، امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں اس سے دو چند مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے، امام حسینؑ نے فرمایا، بہترین اعمال بعد فراغت نماز قلب کو مسرور کرنا۔ اس طرح کہ متضمن کسی گناہ سے نہ ہو تحقیق کہ میں نے ایک روز دیکھا۔ ایک غلام کتے کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے میں نے سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں مغموم ومحزون ہوں۔ چاہتا ہوں اسے خوش کروں۔ شاید اس کی خوشی باعث میری خوشی کا ہو جائے۔ اس لئے کہ میرا مالک یہودی ہے۔ میرا دل چاہتا ہے اس کے ہاتھ سے نجات پاؤں جب امام حسین نے اس غلام سے یہ کلام سنا، یہودی کے پاس گئے۔ اور فرمایا دو سو دینار طلا میں تجھے دیتا ہوں۔ کہ تو اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کر، یہودی نے کہا میں اس غلام کو آپ کے اس قدم پر فدا کرتا ہوں۔ جس سے آپ میرے گھر تشریف لائے۔ اور یہ باغ بھی اسے دیتا ہوں۔ اور آپ کا مال آپ کو واپس دیتا ہوں، حضرت نے فرمایا۔ مال میں نے تجھے بخش دیا۔ یہودی نے کہا میں نے قبول کیا۔ اور غلام کو بخش دیا۔ حضرت نے فرمایا میں نے

غلام کو آزاد کیا اور مال لُٹے بخشا زن یہودی نے کہا میں مسلمان ہوئی۔ اور اپنا مہرا پنے شوہر کو بخشا۔ یہودی نے کہا میں بھی مسلمان ہوا۔ اور پھر اپنی زوجہ کو بخشا۔ سید ابن طاؤسؒ نے روایت کی ہے۔ کہ لوگوں نے امام زین العابدینؑ سے سوال کیا۔ کہ آپ کے باپ کی اولاد اس قدر کم کیوں ہے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ مجھے خود تعجب ہے۔ کہ میں کیونکر پیدا ہوا۔ اس لئے کہ میرے پدر بزرگوار ہر روز ہر شب ہزار رکعت نماز بجالاتے تھے جامع الاخبار میں روایت کی ہے۔ ایک اعرابی خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ میں نے ایک شخص کے قرض کی ضمانت کی ہے۔ اور اس کی ادائگی سے عاجز ہو گیا ہوں۔ کہ بہترین مردم سے سوال کروں۔ اور اہل بیت رسول خدا سے کریم ترین مردم میرے گمان میں کوئی نہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے اعرابی میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں اگر تو ایک کا جواب دیگا۔ تو تیسرا حصہ مال کا تجھے دونگا۔ اور اگر دو سوال کا جواب دیگا۔ تو دو حصے دوں گا۔ اور اگر تینوں مسائل کا جواب دیگا۔ تو کل مال تجھے دوں گا اعرابی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ جیسا مجھ ایسے سے سوال کرے۔ حالانکہ آپ اہل علم و شرف ہیں، امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خدا سے سنا ہے کہ نیکی بقدر معرفت طلب کرنا چاہیئے۔ اعرابی نے کہا۔ آپ جو چاہیں، پوچھیں۔ اگر جانتا ہوں جواب دونگا۔ اور اگر نہ جانتا ہوں۔ تو آپ سے پوچھ لوں گا۔ اور یاد رکھوں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اعمال میں سے کونسا عمل زیادہ تر اچھا ہے۔ اعرابی نے کہا ایمان بخدا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ نجات مہالک سے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اعرابی نے کہا خدا پر توکل و اعتماد سے امام حسینؑ نے فرمایا۔ آدمی کی زینت کس چیز سے ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا علم جس کے ساتھ تواضع ہو، حضرت نے فرمایا اگر تواضع نہ رکھتا ہو۔ پھر زینت کس چیز میں ہے۔ اعرابی نے کہا ایسا مال جس سے مروت وجوانمردی کر سکے امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو، اعرابی نے کہا۔ وہ فقر و پریشانی جس میں صبر کر سکے، امام حسینؑ نے فرمایا اگر یہ بھی نہ رکھتا ہو۔ اعرابی نے کہا، بجلی آسمان سے گرے اور اسے جلادے کہ بجز اس کے وہ کسی لائق نہیں یہ سن کر امام متبسم ہوتے اور کیسۂ زر جس میں ہزار اشرفی دینار تھے اس کے آگے رکھ دیا۔ اور اپنی انگوٹھی جس کا نگین دو سو دینار کا تھا۔ اس کو دے دی اور فرمایا، یہ طلا قرض میں دینا۔ اور انگشتری کی قیمت سے خرچ اپنے نان و نفقہ کا کرنا، اعرابی نے یہ سب مال اٹھالیا اور کہا خدا بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس جگہ قرار دیا۔ محمد ابن العباس

نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے امام حسینؑ سے کہا آپ میں کبر ہے امام حسینؑ نے فرمایا۔ کبریائی و بزرگواری مخصوص خداوند عالمیان ہے اور دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے اور جو مجھے حاصل ہے وہ عزت ہے، خدا فرماتا ہے، فللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین یعنی خدا اور رسولؐ اور مومنوں کے لئے عزت ہے، کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے، جناب صادق سے مروی ہے امام حسینؑ اپنی ریش مبارک میں حنا و کتم کا خضاب فرماتے تھے۔ اور بسند معتبر دیگر آنحضرت سے روایت کی ہے، جب امام حسینؑ شہید ہوتے، ریش مبارک پر رنگ خضاب وسمہ تھا
کتاب احتجاج میں روایت کی ہے، ایک روز لوگوں نے معاویہ سے کہا چشمہائے مردم جانب امام حسینؑ نگران ہیں۔ اور ان کو سزاوار خلافت جانتے ہیں۔ تم ان سے کہو منبر پر جاکر لوگوں سے کچھ بیان کریں تاکہ لوگ سمجھ جائیں۔ وہ اہلیت خلافت نہیں رکھتے۔ معاویہ نے کہا۔ جب وہ منبر پر جائیں گے۔ اپنا علم وفضل ظاہر کرکے مجھے رسوا کریں گے۔ جب لوگوں نے اصرار کیا۔ معاویہ نے امام حسین سے کہا۔ امام حسینؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک خطبہ جو مناسب اپنے علم وفضل کے تھا ادا کیا۔ اور آخر میں فرمایا۔ ہم حزب اللہ ہیں۔ کہ خلق پر غالب ہیں۔ اور ہم عترت رسول ہیں کہ سب سے بانحضرتؐ قریب ہیں ہم اہل بیت رسالت ہیں۔ کہ ہر گناہ وعیب سے پاک ہیں ہم ایک دو ثقل سے ہیں، جیسے رسول خدا نے ثانی کتاب اللہ کہا۔ اور اس کی تفسیر ہمارے سپرد کی، ہم اس کی تفسیر و تاویل میں شک نہیں کرتے اور اس کے حقائق پر ہم مطلع ہیں، ہماری اطاعت کرو کہ ہماری اطاعت تم پر واجب ہے۔ اور خدا نے ہماری اطاعت کو اپنی اطاعت اور رسول کی اطاعت سے مقرون کیا ہے اور فتنوں سے ڈرو۔ کہ شیطان نے تمہارے لئے برپا کئے ہیں بتحقیق کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اور اپنی دشمنی تم پر ظاہر کرتا ہے، جبکہ تم کو دنیا و عقبیٰ میں بعذاب خدا ابتلا کرے گا۔ اور تمہیں طعمۂ تیر و شمشیر و نیزہ کریگا اس وقت تم سے بیزار ہوگا۔ اور اس وقت تم کو توبہ و ندامت فائدہ نہ کریگی۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ کہیں لوگ امام حسینؑ کی طرف نہ ہو جائیں یہ سوچ کر کہا۔ جو آپ نے کہا۔ کافی ہے۔ اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔

قصہ دختر عثمان غنی

ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے عائشہ دختر عثمان کی خواہش کی مروان نے منع کیا۔ اور اسے عبداللہ بن زبیر سے تزویج کیا بعد اسکے معاویہ نے مروان کو جو حاکم ملک حجاز تھا۔ لکھا۔ کہ ام کلثوم دختر عبداللہ بن جعفر کی اس کے پسر یزید کے لئے خواستگاری کرے، جب مروان عبداللہ بن جعفر پاس آیا۔ اور ان کی دختر کی

یزید کے لئے خواستگاری کی۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ ہمارے بزرگ امام حسینؑ ہیں اور اس دختر کے خالو و ماموں ہیں ان کو اختیار ہے جیسا امام حسین تشریف لاکر حکم کرینگے ویسا کیا جائے گا جب امام حسینؑ کو اس امر کی خبر ہوئی حضرت نے خدا سے طلب خیر کی۔ اور کہا خداوندا اس دختر کے لئے آل محمد سے جسے تو نے پسند کیا ہے، حکم فرما۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہوتے مروان با زینت فراواں روائی پہلو تے امام حسینؑ میں آکر بیٹھ گیا۔ اور کہا۔ معاویہ نے حکم کیا ہے۔ کہ دختر عبداللہ بن جعفر کی اس کے پسر یزید کے لئے خواستگاری کروں، اور جس قدر مہر ان کے باپ چاہیں مقرر کریں اور قرض بھی ان کا میں ادا کر دوں گا۔ یہ باعث صلح ان دونوں قبیلوں میں اور موجب مفاخرت آنحضرت ہوگا اور مجھے تعجب ہے کہ آپ کو یزید کس قدر مہر دے گا۔ اور یزید ایسا ہے کہ کسی کی بیٹی اس کو نہیں ملتی، پس آپ اے امام حسینؑ جواب باصواب دیجئے۔ جب سخن مروان تمام ہوا، امام حسینؑ نے فرمایا پس اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو اپنے لئے اختیار کیا۔ اور اپنے دین کے لئے پسندیدہ فرمایا۔ اور اپنی خلق پر خلیفہ کیا ہے۔ اور بعد حمد وصلوات فرمایا۔ اے مروان تو نے کئی باتیں کہیں اور میں نے سنیں۔ لیکن تو نے جو کچھ درباره مہر کہا۔ کہ جس قدر ان کا پدر چاہے مقرر کرے پس میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ اگر میں رضا مند ہونگا۔ تو پانچ سو درہم سے جو مہر بنت رسول خدا ہے۔ مہر زیادہ نہ کروں گا۔ لیکن یہ تو نے جو کہا۔ میں ان کے پدر کا قرض ادا کروں گا۔ یہ کب ہم میں متعارف ہے کہ ہماری عورتیں ہمارا قرض ادا کریں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ دونوں قبیلوں میں صلح ہوجائیگی ہم نے برضائے خدا تم سے دشمنی کی ہے اور ہرگز ہم دنیا کے بارہ میں تم سے صلح نہ کریں گے اور جبکہ خویشی ونسبی ہم میں تم میں صلح نہ کر سکی۔ تو روابط سببی کب صلح کرا سکتے ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید سے تعجب ہے کہ وہ مہر دیتا ہے۔ واضح ہو کہ مہر تو انہوں نے دیا، جو یزید و پدر و جد یزید سے بہتر ہیں۔ لیکن یہ جو تو نے کہا یزید ایسا ہے کہ اسے کسی قبیلہ کی بیٹی نہیں ملتی واضح ہو کہ اس سے پہلے جو اس کے عزیز واقارب تھے۔ وہی آج بھی ہیں۔ اور بادشاہی اس کے پدر کی بجبر وستم اس کی ظرافت کا باعث نہیں ہوتی۔ لیکن یہ جو تو نے کہا۔ کہ ہمارا موجب فخر ہے اہل جہالت کے نزدیک اسی طرح ہے۔ اور عقلا و دانایاں زمان جانتے ہیں، کہ اس کا باعث فخر ہے یہ ہمارا بعد اس کے امام حسین نے فرمایا۔ اے حاضرین گواہ ہو دیں۔ دختر عبداللہ بن جعفر کو اس کے چچازاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر سے مہر پانچ سو درہم تزویج کیا۔ اور میں نے اس دختر کو وہ زمین مزروعہ جو مدینہ میں میرے قبضہ میں ہے بخش دی، اور ہر سال آمدنی اس زمین کی آٹھ

بنزار دینار طلا ہے۔ اور یہ آمدنی اس کے اخراجات کو کافی ہے، مروان نے جب یہ کلام سنا۔ اس کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا اسے بنی ہاشم تم نے مجھ سے مکر کیا اور اپنی عداوت سے تم دستبردار نہیں ہوتے امام حسینؑ نے فرمایا ہم نے مکر نہیں کیا۔ یہ بات ویسی ہے کہ تو نے عائشہ دختر عثمان امام حسینؑ کو نہ دی بعد اس کے امام حسینؑ نے دختر عثمان کی خواستگاری اپنے لئے فرمائی، شیخ کشیؒ نے روایت فرمائی ہے۔ کہ مروان معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا۔ اس نے معاویہ کو لکھا۔ کہ مجھ سے عمر بن عثمان نے بیان کیا ہے ایک گروہ عراقی و حجازی امام حسینؑ پاس آمد و رفت رکھتے ہیں۔ اور ان کو طمع خلافت دلاتے ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ اب مجھے جو حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں معاویہ نے مروان کو لکھا۔ تمہارا خط میرے پاس آیا جو کچھ اس میں مفہوم تھا معلوم ہوا۔ تم ہرگز معترض امام حسینؑ نہ ہونا۔ اور جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کریں گے میں ان کا معترض نہ ہوں گا۔ اور ایک خط امام حسینؑ کو بھی لکھا جس کا مضمون یہ ہے آپ کے کئی امور مجھے دریافت ہوئے۔ اگر وہ درحقیقت سچ ہیں۔ لازم ہے کہ انہیں ترک کیجئے۔ اس لئے کہ جس نے خدا سے عہد و پیمان کیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اپنے عہد و پیمان پر وفا کرے اور جو کچھ میں نے سنا ہے۔ باطل ہے، ہرگز آپ اُن امور کے پابند نہ ہونگے، آپ کو لازم ہے کہ آپ اپنے امور کا خیال اور اپنے عہد و پیمان پر وفا کریں۔ اور جب آپ عہد شکنی کریں گے میں بھی عہد شکنی کروں گا۔ اور اگر آپ مکر کریں گے میں بھی آپ سے مکر کروں گا آپ اس امت کے اجتماع کو برہم نہ کیجئے اور موجب حدوث فتنہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ آپ لوگوں کو پہچانتے ہیں۔ اور امتحان کر چکے ہیں۔ پس اپنے اوپر رحم اور اپنے دین اور اپنے بعد کی امت پر رحم کیجئے بے خرد اور احمقوں سے دھوکا نہ کھائیے جب یہ نامہ معاویہ امام حسینؑ کے پاس پہنچا۔ آپ نے جواب میں لکھا اے معاویہ تو نے اپنے خط میں لکھا تھا۔ کہ چند امور میرے تجھے معلوم ہوتے ہیں اور تو مجھے ان سے بری جانتا ہے۔ اور میری نسبت ان امور کو تو نیک و بہتر نہیں جانتا۔ واضح ہو کہ ہر نیک و بد کو خدا جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ تجھے لکھا وہ سخن چین اور خوشامدی ہیں میرا تجھ سے ارادہ جنگ نہیں۔ اور میں تجھ سے مقام مخالفت میں نہیں، مگر قسم بخدا میں ڈرتا ہوں۔ کہ پیش خدا تیری ترک مخالفت سے مستحق عتاب ہوں۔ اور مجھے گمان نہیں کہ تجھ سے اور میرے اخوان و انصار سے جنہوں نے جور و ظلم اپنا شعار کیا ہے اور دین خدا سے خارج ہو گئے ہیں خدا راضی ہو کہ میں تم کو ان امور باطلہ پر چھوڑ دوں۔ اور ایسی بدعتوں کو دیکھ کر غفلت

دستی کردں۔ آیا وہ تو نہیں جس نے حجر بن کندی کو مع ایک گروہ نماز گزار و عباد و زہاد کہ وہ ظلم و عدوان کا انکار کرتے ہیں اور بدعتوں کو عظیم جانتے ہیں۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہیں ڈرتے تھے۔ تو نے بظلم و ستم انکو قتل کیا۔ باوجودیکہ قسم ہائے مغلظ ان کی امان دہی میں تو نے کھائے تھے اور ان سے پیمانہائے محکم تو نے کئے تھے اور ان پر کوئی جرم تو نے ثابت نہ کیا۔ اور کوئی کینہ قدیم تجھ میں اور ان میں نہ تھا۔ آیا عمرو بن الحمق خزاعی کا کہ صحابی رسول خداؐ اور بندہ شائستہ خدا تھے اور عبادت نے بدن ان کا کہنہ اور جسم ان کا لاغر اور رنگ ان کا زرد کر دیا تھا تو ان کا قاتل نہیں، تو نے ان سے چند عہد و پیمان کئے تھے۔ اگر وہ عہد و پیمان ایک مرغ کو بالائے ہوا دئے جاتے بتحقیق کہ وہ تیرے پاس آتا۔ تو نے خدا پر جرأت کر کے اور عہد و پیمان خدا کو سبک سمجھ کے ان کو قتل کیا۔ آیا تو وہ نہیں کہ تو نے زیاد پسر سمیہ کو اپنا بھائی بنا لیا۔ حالانکہ وہ بستر پر غلام ثقیف کے بزنا متولد ہوا تھا۔ اور تو نے دعویٰ کیا۔ کہ وہ تیرے باپ کا بیٹا ہے۔ باوجودیکہ رسول خدا نے فرمایا، فرزند فراش کے لئے ہے اور زناکار کیلئے سنگسار۔ پس عمدًا تو نے سنت رسولؐ خدا کو ترک کیا اور اپنی خواہش کی تو نے بے دلیل و برہان متابعت کی اور ایک حرامی کو عراق میں مسلط کیا۔ کہ ہاتھ پاؤں مسلمانوں کے کاٹے اور ان کو اندھا کرے۔ اور ان کو خرموں کے درختوں میں سولی دے کر لٹکا دے۔ گویا تو اس امت سے نہیں اور وہ تجھ سے ہم ملت نہیں۔ آیا تو وہ ہے کہ تجھے فرزند سمیہ نے لکھا گروہ حضرمین دین علی ابن ابی طالب پر ہیں۔ تو نے اسے لکھا ہے جو دین علی پر ہو اُسے قتل کرو۔ لہذا بدترین ظلم و جور سے اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان پر سیاستیں کیں۔ اور قسم بخدا دین علی ابن ابی طالب وہ دین ہے، کہ علی نے تیرے منہ پر اور تیرے باپ کے منہ پر تلوار ماری۔ اور بزور شمشیر تم کو داخل اسلام میں لائے اور انکی برکت سے تخت حکومت پر بیٹھا۔ اور یہ امارت و حکومت تو نے غصب کی ہے۔ اگر شمشیر علی نہ ہوتی تو تیرا اور تیرے باپ کا شرف وہی تھا۔ کہ متاع قلیل مکہ سے شام میں لے جا کر بیچتے اور اس سے منفعت قلیل پیدا کرتے تھے تو نے مجھے لکھا ہے اپنے اوپر اور اپنے دین اور اپنے جد کی امت کے اوپر رحم کر، اور اس امت میں فتنہ برپا نہ کر، پس واضح ہو کہ میں کوئی فتنہ اس امت میں تیری خلافت سے عظیم نہیں جانتا، اور اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے اور اپنے جد کی امت کے لئے میں کوئی چیز اس سے بہتر نہیں جانتا۔ کہ تجھ سے جہاد کروں اگر میں جہاد کروں اس میں مجھے تقرب خدا ہوگا، اگر ترک کروں خدا سے طلب آمرزش کرونگا اور خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے توفیق دے کہ میں امر جو زیادہ تر اچھا ہو، ان سے اختیار کروں مجھے تو نے لکھا

ہے اگر میں تم سے عہد شکنی کروں اس وقت تو مجھ سے عہد شکنی کرے۔ اور اگر میں تجھ سے کید و مکر کروں تو مجھ سے کید و مکر کرے لہذا تجھ سے جو کید و مکر ہو سکے وہ تو کر تیرا کوئی کید و مکر مجھے ضرر نہ کرے گا۔ بلکہ تیرا کید و مکر تجھی کو اور دل سے زیادہ پہنچے گا۔ اس لئے کہ ہمیشہ اپنی جہالت پر رہا ہے اور اپنے نقض پیمان پر تو حریص رہا ہے اور میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ ہرگز تو نے اپنی کسی شرط پر وفا نہیں کی اور بتحقیق تو نے عہد شکنی کر کے اس جماعت کو قتل کیا ہے جن سے تو صلح کر چکا تھا۔ اور ان سے تو نے قسمیں کھائی تھیں۔ اور عہد و پیمان کئے تھے آخر الامر تو نے ان کو قتل کیا قبل اسکے وہ تجھ سے قتال کریں یا عہد شکنی کریں۔ اور ان سے تو نے یہ مکر و عذر نہیں کیا مگر اتنی بات پر کہ وہ ہمارے فضائل بیان کرتے تھے اور ہمارے حق کو بزرگ جانتے تھے بس قتل کیا تو نے ان کو اس خوف سے اگر تو ان کو قتل نہ کرتا۔ ہر آئینہ تو ان سے پہلے مرتا قبل اس کے کہ کوئی امر ان سے ظاہر ہو۔ اور وہ تیرے قبل اس بات کے کہ اپنے مطلب کو پہونچیں۔ اب بشارت ہو تجھے اسے معاویہ کہ وہ لوگ تجھ سے قصاص خون لیں گے۔ اور یقین جان کہ بروز قیامت بمقام محاسبہ تجھے بلائیں گے اور واضح ہو خدا کی ایک کتاب ہے کوئی گناہ چھوٹا بڑا اس کتاب سے باہر نہیں۔ اور خدا فراموش نہیں کرتا جو کچھ تو نے لوگوں سے بگمان مواخذہ کیا۔ اور دوستان خدا کو بہ تہمت قتل کیا اور نیکاں خدا کو آوارہ وطن کر دیا۔ اور لوگوں پر جبر کیا کہ وہ تیرے پسر سے کم سنی میں ہی بیعت کریں حالانکہ وہ شراب خوار ہے۔ اور کتوں سے بلہو و لعب مصروف ہے بتحقیق کہ تو اپنے نفس کا زیاں کار ہے اور اپنے دین کو تو نے برباد کر دیا ہے۔ اور اپنی رعیت کے ہمراہ تو نے خیانت کی۔ اور اپنی امارت تو نے ضائع کر دی۔ اور سخنہائے سفہائے و جہلا تو سنتا ہے۔ اور صلحا و پرہیزگاروں کو ان کی باتوں پر ڈراتا ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا کہا۔ ان کے دل میں کینہ ہے جو کہ میں نہ جانتا تھا۔ یزید پلید نے اپنے باپ معاویہ سے کہا۔ ان کو اس خط کا جواب لکھئے اور سخنہائے ناسزا ان کو ان کے پدر کو اس میں لکھئے۔ اس وقت عبداللہ بن عمرو عاص معاویہ پاس آیا۔ معاویہ نے وہ خط اسے دیا۔ اور کہا۔ پڑھ، حسین ابن علی نے مجھے لکھا ہے۔ اس شخص نے بھی مثل یزید پلید معاویہ سے کہا۔ یہ سن کر معاویہ ہنسنے لگا اور کہا۔ تمہاری اور یزید کی رائے ایک ہے اور تم دونوں نے خطا کی بھلا میں ان کے اور ان کے پدر کے کیا عیوب لکھوں، حالانکہ میں ان میں کوئی عیب نہیں پاتا۔ اور اگر کچھ جھوٹ باتیں لکھوں تو لوگ اس کے خلاف جانتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا میں چاہتا ہوں چند تہدید و تنبیہ انکو لکھوں لیکن میں اپنی مصلحت میں نہیں دیکھتا اور صبر کرتا ہوں

فصل چہارم :- بیان نص امامت امام حسینؑ

واضح ہو کہ فریقین نے بطریق متواترہ روایت کی ہے، امام حسنؑ نے اپنے وقت وفات امام حسینؑ کو اپنا وصی و خلیفہ کیا۔ اور نص امامت آنحضرتؐ پر فرمایا اور اسرار نبوت اور احکام خلافت ان کے سپرد کئے اور اکثر نصوص آنحضرت کا ذکر ہو چکا ہے کلینیؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے امام محمد باقرؑ سے جب ہنگام وفات امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ اے برادر میں تم کو اپنا وصی کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل و کفن دینا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھے قبر رسول خداؐ پاس لے جانا کہ عہد ان سے تازہ کروں بعد اس کے مجھے میری مادر فاطمہؑ کی قبر پاس لے جانا۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات امام حسنؑ ہوا۔ کہا۔ اے قنبر جاکر میرے برادر محمد بن حنفیہ سے یہ خبر کہو اسی وقت محمد حنفیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور بغیر بند نعلین باندھے روانہ ہوئے۔ اور بہت جلد آئے۔ یہاں تک کہ خدمت آنحضرت میں پہنچے۔ جب سلام کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ بیٹھو۔ اے محمد حنفیہ تم ایسا شخص نہ چاہئے کہ اسی کلام سے غائب رہے۔ جو زندوں کو مردہ اور مردوں کو زندہ کرتا ہے لازم ہے کہ تم صندوق ہائے علم رہنا اور تاریکیہائے ضلالت میں چراغ ہائے ہدایت رہنا۔ اور واضح ہو کہ ایک پدر کے فرزندوں میں تفاوت ہوتا ہے جس طرح ساعات روز میں سے بعض وقت دوسرے وقت سے روشن تر ہوتا ہے۔ مگر تم کو کیا نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ نے امامت فرزندان ابراہیم میں فرمائی۔ اور بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ اے محمد بن حنفیہ میں تم پر حسد سے ڈرتا ہوں خدا نے کافروں کو بحسد وصف کیا۔ اور فرماتا ہے۔ کفاراً حسداً من عند انفسھم من بعد ما تبین بھم الحق اور خدا شیطان کو تم تک راہ نہ دے۔ اے محمدؐ میں تم کو وہ خبر دوں جو کچھ تمہارے پدر نے تمہاری شان میں کہا۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ ہاں ارشاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے پدر بزرگوار سے سنا ہے کہ بروز فتح بصرہ فرماتے تھے۔ جو چاہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت میں نیکی کرے۔ پس لازم ہے کہ وہ میرے فرزند محمد سے نیکی کرے۔ اے محمدؐ اگر تم چاہو۔ تو میں تم کو اس وقت کی خبر دے سکتا ہوں۔ جب تم پشت پدر میں نطفہ تھے۔ اے محمدؐ واضح ہو حسینؑ بعد میری وفات کے جب میری روح میرے بدن سے مفارقت کرے

امام ہے اور یہ وہ میری میراث ہے، جو بعد پدر و جد کی پہنچی ہے اور کتاب باتے خدا میں ان کی خلافت لکھی ہے اور خدا نے تم اہل بیت کو دانستہ جمیع خلائق سے اختیار کیا ہے اور محمد کو تم میں سے اختیار کیا ہے اور ان کو پیغمبر کیا ہے اور رسول خدا نے علی ابن ابی طالب کو اپنی خلافت کے لئے اختیار کر لیا ہے۔ اور جناب امیر نے مجھے خلافت کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور میں حسینؑ کو امامت و خلافت کیلئے اختیار کرتا ہوں۔ پس محمد بن حنفیہ نے کہا۔ آپ میرے امام اور سیدہ بزرگ ہیں اور آپ ہی میرے وسیلہ جانب رسول خداؐ ہیں قسم بخدا میں چاہتا تھا قبل اس کلام سننے کے میری روح بدن سے مفارقت کرے تحقیق کہ ایسے چند سخن آپ کی نعت میں میرے ذہن میں ہیں۔ کہ میں ان کو وصف اور بیان نہیں کر سکتا۔ اور جو کہنا چاہتا ہوں۔ وہ قبل اس کے کہا گیا۔ اور کتاب خدا میں لکھا گیا۔ زبان فصحا و دانشمندان گونگی اور قلمہائے کاتبان و نویسندگان آپ کے فضائل و مناقب کے احصا میں کند ہیں اور خدا اسی طرح نیکو کاروں کو جزا دیتا ہے اور امام حسینؑ ہم سب سے زیادہ تر دانا ہیں۔ ان کا حکم ہم سبھوں سے گراں تر اور ان کی قرابت بعزت رسول ہم سب سے زیادہ تر ہیں وہ قبل مخلوق ہونے کے امام تھے۔ اور وحی خدا پڑھ چکے تھے قبل اس کے کلام کرتے اور اگر خدا جانتا کہ محمد صلعم سے کوئی بہتر ہے، بتحقیق کہ اس کو پیغمبری کے لئے اختیار کرتا اور جب کہ رسول خدا نے جناب امیرؑ کو اور جناب امیر نے آپ کو اور آپ نے امام حسین کو اختیار کیا میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا۔ اور ان کی امامت میں نے قبول کی۔ مشکلات میں ہم ان سے پناہ لیں گے اور مشتبہات میں ہم اُن سے ہدایت پائیں گے۔

معجزات امام حسینؑ علیہ السلام

کتاب بصائر الدرجات میں صالح بن ہیثم سے روایت ہے۔ کہ میں اور عبابہ بن ربعی جابہؓ والبیہ پاس گئے۔ انہوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو۔ میں تم کو خبر دوں جو میں نے امام حسینؑ سے سنا ہے۔ ہم نے کہا۔ اے عمہ بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا میں زیارت امام کو جایا کرتی تھی، ناگاہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان برص کا نشان پڑا اور اس وجہ سے میں نے ترک زیارت کی، جب امام حسینؑ میرے عارضہ پر مطلع ہوئے۔ مع اصحاب میرے گھر تشریف لائے۔ اور میں اسی جگہ مشغول نماز تھی پس امام حسینؑ نے کہا۔ اے جابہ مدت ہوئی۔ تم میرے پاس کیوں نہیں آئیں۔ میں نے کہا۔ یا بن رسول اللہ یہ مرض جو میرے منہ پر ہوا ہے۔ یہ مانع ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ مقنعہ اٹھاؤ جب میں نے مقنعہ اٹھایا۔ اور امام حسینؑ نے اپنا آب دہن اس جگہ گرایا۔ اور فرمایا۔ خدا کا شکر کرو

کہ اس نے تمہارا مرض دفع کیا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ کیا۔ اور شکر خدا بجا لائی، جب میں نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ امام حسینؑ نے فرمایا آئینہ دیکھو، میں نے آئینہ دیکھا مطلق کچھ اثر و نشان اس مرض کا نہ تھا۔ قطب راوندیؒ نے خالد کابلی سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ ایک روز میں خدمت امام حسینؑ میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک جوان گریاں آیا، حضرت نے پوچھا۔ تو کیوں روتا ہے اس نے کہا۔ ابھی میری والدہ نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھے وصیت کی کیونکہ مالدار تھی۔ کہ جب میں مرجاؤں۔ تو کچھ کام نہ کرنا جب تک امام حسینؑ سے عرض نہ کرنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اٹھو اس زن صالح کے پاس چلیں، جب اس مکان کے دروازہ پر پہنچے جہاں اسے لٹا دیا تھا۔ حضرت دروازہ پر آکر کھڑے ہوگئے اور دعا کی، خداوندا اسے زندہ کر یہ اپنے مال وغیرہ کی وصیت کرے جب امام حسینؑ دعا سے فارغ ہوئے اوہ عورت اٹھ بیٹھی اور کلمہ شہادت پڑھا جب اس کی نظر امام حسینؑ پر پڑی۔ کہا۔ اے میرے مولا گھر میں تشریف لائیے، اور جو کچھ میرے حق میں جو مصلحت جانیے اس کا مجھے حکم کیجئے، یہ سن کر امام حسینؑ اس کے گھر میں جاکر سرہانے بیٹھے۔ اور فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے تو وصیت کر۔ اس عورت نے کہا۔ یابن رسول اللہ میرے پاس اس قدر مال ہے اور فلاں جگہ رکھا ہے اس کا ثلث آپ کو دیا کہ آپ اپنے دوستوں میں سے جسے چاہیں تقسیم کریں اور دو ثلث اس پسر کا حصہ ہے، بشرطیکہ آپ اسے اپنا شیعہ جانیں۔ اور اگر آپ اسے مخالف جانیں تو وہ سب مال بھی آپ کا ہے اور مخالفین کا اموال مومنین میں کچھ نہیں، بعد اس کے امام حسینؑ سے التماس کی۔ آپ مجھ پر نماز پڑھیے گا۔ اور میرے مدفن میں شریک ہو جائیے گا یہ کہہ کر لیٹ گئی۔ اور جاں بحق تسلیم کی۔ ایضاً۔ امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے، ایک اعرابی مدینہ میں امام حسینؑ کا امتحان لینے آیا۔ اور جب داخل مدینہ ہونے لگا اپنے ہاتھ سے استمنا کیا۔ اور جب داخل ہوا، جس وقت خدمت آنحضرت میں پہنچا۔ حضرت نے فرمایا اے اعرابی تجھے شرم نہیں کہ جنب اپنے امام کی خدمت میں آیا اور جنابت بھی اس طرح کی۔ اعرابی نے کہا مجھے میری حاجت بمعجزہ ملی۔ اور معجزہ آپ کا میں نے جانا۔ اور بعد اسکے وہاں سے اٹھ کر غسل کیا۔ اور پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جو مسائل دریافت کرنے تھے کئے۔

امام حسینؑ کا قاتلوں کی خبر دینا

ایضاً۔ جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسینؑ نے اپنے بعض غلاموں کو کسی کام پر مامور کیا۔ اور فرمایا فلاں روز جانا اور فلاں روز نہ جانا۔ اور اگر میری مخالفت کروگے چور تم کو

مار ڈالیں گے۔ ان غلاموں بے سعادت نے مخالفت کی جس روز آپ نے جانے سے منع کیا تھا۔ اسی روز چلے گئے۔ پس چور ان کو قتل کر کے مال لوٹ لے گئے۔ جب یہ خبر امام حسینؑ کو پہنچی۔ فرمایا میں نے ان کو منع کیا۔ انہوں نے میرا کہنا نہ مانا پھر حضرت حاکم مدینہ پاس تشریف لے گئے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے غلاموں کو قتل کیا ہے۔ خدا آپ کو ان کے عوض ثواب عطا کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں بتا دوں ان کو کس نے قتل کیا لازم ہے ان کو پکڑ کے قصاص کرنا، حاکم مذکور نے کہا یا ابن رسول اللہ آپ ان کو پہچانتے ہیں۔ فرمایا جس طرح تجھے جانتا ہوں اسی طرح ان کو جانتا ہوں۔ بعد اس کے ایک شخص کی جانب جو عامل مدینہ کے سامنے کھڑا تھا اشارہ کیا اور فرمایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے کہاں سے آپ نے جانا کہ میں ان میں سے ہوں، حضرت نے کہا۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں قسم بخدا آپ کی تصدیق کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا، جب تو باہر گیا۔ تیرے ہمراہ فلاں فلاں تھے۔ اور اس کے سب رفیقوں کا نام لیا۔ اور چار نفر عامل مدینہ کے اور باقی لشکر ہائے مدینہ میں سے تھے۔ پس اس شخص سے عامل مدینہ نے کہا۔ میں بحق قبر و منبر قسم کھاتا ہوں اگر تو سچ نہ کہے گا۔ تو تیرا گوشت تازیانہ سے گرا دوں گا۔ اس شخص نے کہا قسم بخدا امام حسینؑ نے جھوٹ نہیں کہا۔ بلکہ راست کہا۔ گویا ہمراہ ہمارے تھے۔ یہ سن کر عامل نے سب کو جمع کیا۔ اور حکم گردن زدنی کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک شخص خدمت امام میں آیا اور کسی زن مالدار کے ہمراہ نکاح کا مشورہ کیا۔ اور وہ خود بھی بڑا مالدار تھا امام حسین نے فرمایا۔ اس کی خواستگاری نہ کرنا۔ اس بے دولت نے مخالفت آنحضرت کی۔ اور اس کو تزویج کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں پریشان ہوا۔ اور اس کا ذاتی مال بھی جاتا رہا۔ امام حسینؑ نے فرمایا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا۔ کہ اس سے نکاح نہ کرنا۔ اب اسے طلاق دے۔ اور فلاں عورت سے نکاح کر۔ جب اس نے تعمیل ارشاد کی۔ ایک سال نہ گذرا تھا۔ کہ بہت سا مال اسے ملا اور اولاد بھی پیدا ہوئی۔ حال اس کا اچھا ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی۔ ایک روز امام حسینؑ کسی بیمار کی عیادت کو گئے۔ اسے تپ شدید تھی، جب امام حسینؑ اس کے گھر میں داخل ہوئے تپ اس کی زائل ہو گئی۔ اور اس کا نام عبداللہ بن شداد لیثی تھا۔ اس نے کہا۔ میں اس سے راضی ہوا جو خدا نے آپ کو عنایت کیا ہے۔ اور تپ بھی آپ سے بھاگتی ہے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ خدا نے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ مگر یہ کہ اسے حکم دیا ہے کہ ہماری اطاعت کرے

بعد اس کے ایک آواز آئی۔ اور کوئی دیکھائی نہ دیا۔ کہا لبیک یا ابن رسول اللہ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کیا جناب امیرؑ نے تجھے حکم نہیں فرمایا کہ تم کسی پاس نہ جانا۔ مگر جو دشمن ہمارا ہو یا گنہگار ہو۔ اور تم اس کی کفارہ گناہ ہو۔ تو اس مومن پاس کیوں آئی۔ ایضاً شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک عورت طواف خانہ کعبہ کر رہی تھی۔ اور اس کے پیچھے ایک مرد بھی طواف کر رہا تھا اس عورت نے اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ اور اس مرد نے اپنا ہاتھ بلند کر کے عورت کے بازو پر رکھا حق تعالیٰ نے اس مرد کا ہاتھ اس عورت کے بازو پر چسپاں کر دیا ہر چند کوشش کی علیحدہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگ طواف سے فارغ ہوئے اور ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور حاکم کو خبر ہوئی جب حاکم آیا۔ اسنے فقہا کو بلایا۔ اس نے کہا۔ ان کے ہاتھ کاٹنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس نے خیانت کی ہے۔ یہ سن کر حاکم نے کہا۔ کوئی فرزندان رسول خداؐ سے بھی یہاں ہے لوگوں نے کہا۔ ہاں آج رات یہاں امام حسینؑ تشریف لائے ہیں۔ یہ سن کر حاکم نے امامؑ حسینؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ ملاحظہ ہو کہ کیا بلا ان پر نازل ہوئی ہے جب حضرت ان کے حال سے مطلع ہوئے۔ کعبہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے بعد اس کے اس زن و مرد پاس تشریف لائے۔ اور ہاتھ مرد کا عورت کے ہاتھ سے جدا کیا۔ حاکم نے پوچھا ان کو اس کام کے عوض عقاب و عذاب کروں۔ امام حسینؑ نے منع کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ زمانہ امام حسینؑ میں دو مرد آپس میں مخاطمہ و تکرار کر رہے تھے۔ ایک کہتا تھا۔ یہ عورت اور فرزند میرا ہے۔ دوسرا کہتا ہے تیرا نہیں میرا ہے۔ جب حضرت پہونچے آپ نے سبب نزاع پوچھا۔ جب حال بیان کیا۔ حضرت نے پہلے مدعی کو فرمایا۔ تو بیٹھ جا۔ بعد اس کے اس عورت سے کہا۔ تو سچ کہہ قبل اس کے کہ خدا تیری پردہ داری کرے۔ اور تو بدنام ہو جاتے۔ اس عورت نے کہا۔ یہ مرد جو میرے سامنے بیٹھا ہے۔ میرا ہی شوہر ہے۔ اور یہ فرزند بھی اسی سے ہے۔ اور اس دوسرے فرزند کو میں نہیں پہچانتی۔ امام حسینؑ نے اس طفل شیر خوار کی طرف کہ ہنوز وہ منہ سے نہ بولا تھا۔ دیکھا۔ اور فرمایا۔ اے پسر بحکم خدا بات کر اور بیان کر کہ تیری ماں سچ کہتی ہے۔ یا نہیں۔ وہ کودک باعجاز آنحضرت گویا ہوا۔ اور کہا نہ اس کا فرزند ہوں۔ اور نہ اس کا بلکہ میرا پدر فلاں گڈریا ہے۔ پس بحکم آنحضرت اس عورت زانیہ کو سنگسار کیا اور اس طفل نے بعد اس کے پھر کلام نہ کیا۔ ایضاً۔ ابن عباس سے روایت کی ہے اس نے کہا۔ امام حسینؑ کو قبل اس کے متوجہ عراق ہوں میں نے دیکھا دروازہ کعبہ پر کھڑے تھے

اور جبرائیل کا ہاتھ حضرت کے ہاتھ میں تھا۔ اور جبرائیل ندا کرتے تھے کہ جانب بیعت خدا آؤ۔ کہ ان کی بیعت خدا کی بیعت ہے۔ ایضاً۔ سید ابن طاؤس نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہا میں نے زمانہ رسول خداؐ میں۔ امام حسینؑ سے جبکہ وہ کم سن تھے۔ سنا کہ فرماتے تھے قسم بخدا میرے قتل کو طاغیان و باغیان بنی امیہ جمع ہونگے۔ اور ان کا سردار عمر بن سعد ہوگا میں نے کہا۔ یہ خبر آپ نے رسول خدا سے سنی ہے کہا نہیں۔ یہ سن کر میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کلام امام حسینؑ نقل کیا رسول خدا نے فرمایا۔ میرا علم حسینؑ کا علم ہے اور حسینؑ کا علم میرا علم ہے۔ اس لیئے کہ قبل وقوع واقعہ ہم کو اطلاع ہوتی ہے ایضاً۔ کتاب عیون المعجزات میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ مردان کوفہ خدمت جناب امیرؑ میں آئے۔ اور قلت بارش کی شکایت کی۔ اور استدعا کی۔ کہ آپ خدا سے طلب باراں کیجئے۔ جناب امیرؑ نے جناب حسینؑ سے فرمایا۔ اٹھو ان کے لیئے دعا تے باراں کرو۔ امام حسینؑ اٹھے۔ اور بعد حمد و ثنائے الٰہی درود حضرت رسول پناہی و آل رسولؐ ایک دعا نہایت فصاحت و بلاغت سے انشاء فرمائی۔ اور خدا سے لوگوں کے لیئے طلب باراں کی ہنوز امام حسینؑ دعا سے فارغ نہ ہوتے تھے۔ کہ بارش آسمان سے ہونے لگی اور ایک اعرابی بعض نواحی کوفہ سے آیا۔ اور بیان کیا۔ کہ صحن خانہ اور ٹیلوں سے میں نے دیکھا۔ کہ پانی جاری ہوتا تھا اور آپس میں موجزن تھا ایضاً۔ روایت کی ہے کہ صحرائے کربلا میں ایک ملعون قبیلہ تمیم سے کہ اس کا نام عبد اللہ بن جوزیہ تھا۔ نزدیک امام حسینؑ آیا۔ اور کہا۔ معاذ اللہ تمہیں بشارت جہنم ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ بلکہ میں خداوند بخشنے والے اور پیغمبر شفاعت کرنیوالے کے پاس جاتا ہوں۔ اور میں حالت نیک سے بحالت نیک جاتا ہوں۔ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں پسر جوزیہ ہوں۔ یہ سن کر امام حسینؑ نے اپنے دست مبارک بلند فرمائے۔ تا اینکہ سفیدی زیر بغل آنحضرت ظاہر ہوئی۔ اور فرمایا۔ خداوندا اس ملعون کو جانب جہنم کھینچ لے جا۔ اس ملعون نے غضب آلود ہو کر امام حسینؑ پر حملہ کیا۔ ناگاہ اس کا گھوڑا دوڑ کر نہر میں جا گرا۔ اور وہ ملعون گھوڑے سے نیچے گرا پاؤں اس کا رکاب میں اور سر زمین پر تھا۔ گھوڑا دوڑتا اور بھاگتا تھا اور اس ملعون کا سر نجس ہر ڈھیلوں پتھروں پر مارتا تھا اور ایک پاؤں اور ران جدا ہو کر اس کی رکاب میں اٹکی تھی اور دوسرا پاؤں زمین پر تھا۔ یہاں تک کہ وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔ ایضاً۔ حدیث معتبرہ میں فریقین نے روایت کی ہے اکثر ایسا ہوتا تھا۔ جناب فاطمہؑ آرام فرماتی تھیں اور امام حسینؑ جھولے میں روتے تھے۔ جبرائیل گہوارہ امام حسینؑ ہلا کر باتیں کرتے تھے۔ اور دل بہلاتے تھے اور جب جناب سیدہ جاگتی تھیں دیکھتی تھیں کہ جھولا ہل رہا ہے اور کوئی حسینؑ سے باتیں کر رہا

ہے۔مگر دکھائی نہیں دیتا۔جب اسکا ذکر رسول خدا سے فرماتی تھیں حضرت فرماتے تھے۔وہ جبرائیل امین ہیں۔ ایضاً۔روایت کی ہے۔جب امام حسینؑ اندھیری رات میں کہیں بیٹھتے تھے اس نور سے جو گردن مبارک سے جبین مبین تک چمکتا تھا۔امام حسینؑ کو لوگ پہچان جاتے تھے اس لئے کہ جناب رسول خدا پیشانی نورانی اور گلوئے مبارک کے اکثر بوسے لیا کرتے تھے۔مؤلف فرماتے ہیں،کہ اکثر معجزات،آنحضرت باب شہادت میں مذکور ہونگے۔

فصل پنجم۔ثواب گریہ امام حسینؑ پر ماتم دار رہنا،

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر ابن خارجہ سے روایت کی ہے۔کہا میں ایک روز خدمت بابرکت امام جعفر صادق میں تھا۔میں نے امام حسین کا ذکر کیا۔حضرت بہت روئے اور میں بھی رویا پھر حضرت نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا۔کہ امام حسینؑ فرماتے تھے مجھے رولا،رولا کر قتل کیا ہے۔اور کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا۔مگر یہ کہ گریہ کرتا ہے بروایت دیگر جناب صادق نے فرمایا،کہ امام حسینؑ فرماتے تھے۔میں کشتۂ گریہ وزاری اور کشتۂ کرب وغم والم ہوں،خدا پر لازم ہے۔کہ ہر اندوہناک جو میری زیارت کو آئے۔وہ شاد وخوشحال اپنے اہل وعیال سے جا ملے الشیخ مفید نے جناب صادق سے روایت کی ہے۔کہ ہر جزع وفزع مکروہ ہے بجز جزع وفزع مصیبت امام حسینؑ۔ابن قولویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔کہ جس دن امام جعفر صادقؑ کے سامنے ذکر حسینؑ ہوتا تھا اس روز شام تک حضرت کو کوئی شخص ہنستا نہ دیکھتا تھا۔تمام دن محزون ومغموم رہتے اور فرماتے تھے کہ امام حسین سبب گریہ ہر مومن ہیں۔ایضاً۔جناب صادقؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے جناب امام حسینؑ کی طرف دیکھا۔اور فرمایا۔اے حسینؑ تم سبب گریہ ہر مومن ہو۔یہ سن کر امام حسینؑ نے کہا اے پدر بزرگوار درحقیقت میں ایسا ہی ہوں۔جناب امیر نے فرمایا۔اے فرزند گرامی ہاں ایسے ہی ہو ابن بابویہؒ وابن قولویہؒ نے بسند معتبرہ ابوعمارہ شاعر سے روایت کی ہے۔اس نے کہا میں ایک روز جناب صادق کی خدمت میں حاضر تھا۔حضرت نے فرمایا۔چند شعر مصیبت امام حسین میں پڑھو۔جب میں نے مرثیہ شروع کیا۔حضرت گریاں ہوتے میں مرثیہ پڑھتا۔اور حضرت روتے تھے۔تا آنکہ صدائے گریہ آنحضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔دربروایت دیگر فرمایا۔اس طریقہ سے پڑھو جس طرح تم پڑھتے ہو اور نوحہ وزاری کرتے ہو۔جب میں نے اسی طرح پڑھا۔حضرت بہت روئے اور صدائے زنان آنحضرت

بھی پس پردہ سے بلند ہوتی جب میں فارغ ہوا حضرت نے فرمایا جو ایک شعر مصیبت امام حسینؑ کے متعلق پڑھے اور پچاس آدمیوں کو رلائے بہشت اس پر واجب ہوتا ہے۔ اور اگر تیس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر بیس آدمیوں کو رلائے جب بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر دس آدمیوں کو رلائے بہشت واجب ہوگا اگر پانچ آدمیوں کو رلائے بہشت واجب ہوگا۔ اور جو خود بھی روئے ایک آدمی کو ساتھ رلائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا اور اگر خود بھی مرثیہ پڑھے اور خود ہی تنہا روئے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور جسے رونا نہ آئے اور رونے والوں کی صورت بنائے اس پر بھی بہشت واجب ہوگا۔ اور دوسری روایت میں فرمایا۔ جو امام حسینؑ کو یاد کرے اور اس کی آنکھ سے بقدر پر مگس آنسو نکلے۔ ثواب اس کا خدا پر ہے۔ اور خدا اس کے لئے کسی ثواب پر راضی نہیں بغیر بہشت عطا کرنے کے

مرثیہ جعفر شاعر دربار صادق آل محمد میں

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر زید شحام سے روایت کی ہے کہا میں باجماعت اہل کوفہ خدمت جناب صادق میں حاضر تھا۔ کہ جعفر بن عفان آئے۔ اور حضرت نے انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے جعفر جعفر نے کہا لبیک میں آپ پر فدا ہوں حضرت نے فرمایا میں نے سنا ہے تم مرثیہ حسینؑ میں شعر کہتے ہو۔ اور خوب کہتے ہو میں نے کہا ہاں کہتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ پڑھو جب میں نے پڑھا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ اور قطرات اشک ریش مبارک پر جاری ہوتے۔ اور حاضرین بھی سب گریاں ہوئے پس حضرت نے فرمایا قسم بخدا ملائکہ مقرب یہاں حاضر تھے اور تمہارا مرثیہ سنا۔ اور ہم سے زیادہ روتے۔ اور خدا نے تمہارے لئے تمام بہشت واجب کئے اور تمہارے گناہ بخش دیئے۔ بعد اس کے فرمایا۔ اے جعفر تم چاہتے ہو زیادہ اس سے کہوں میں نے کہا اے میرے مولا ارشاد کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو مرثیہ حسینؑ میں ایک شعر پڑھ کر خود بھی روئے اور لوگوں کو بھی رلائے البتہ خدا اس کے لئے بہشت واجب کریگا۔ اور گناہ اس کے بخش دے گا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ اپنے پروردگار پاس ہیں اور اپنے لشکر کی جگہ اور اپنے محل اور شہداء کی قبروں کو جو نزدیک آنحضرت دفن ہیں۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اور اپنی زیارت کرنے والوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور آنحضرت ان کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں اور ان کے درجات و منازل سے جو نزدیک پروردگار ہیں زیادہ تر واقف ہیں۔ بمنزلہ اس کے کہ تم اپنے کسی فرزند سے واقف ہو۔ اور جو آنحضرت پر گریہ کرتا ہے۔ اس کی جانب دیکھتے ہیں۔ اس لئے طلب آمرزش فرماتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے اس کے لئے طلب آمرزش کرنے کو کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اگر میرا

زیارت کرنے والا جانے جو کچھ خدا نے اس کے لئے مہیا کیا ہے۔ تحقیق کہ اس کی خوشی رنج سے زیادہ ہو جائے گی اور جب آنحضرت کا زائر واپس جاتا ہے۔ کوئی گناہ اس پر باقی نہیں رہتا

ثواب گریہ روز عاشورا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ ماہ محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت جدال و قتال اس مہینہ میں حرام جانتے تھے مگر اس امت جفاکار نے ہمارا خون حلال جانا اور ہماری ہتک حرمت کی۔ اور ہمارے فرزندوں کو قید کیا اور ہمارے خیموں میں آگ لگا دی۔ اور ہمارا مال لوٹ لے گئے۔ اور حرمت رسول کی ہمارے حق میں رعایت نہ کی مصیبت حسینؑ نے ہماری آنکھوں کو زخمی اور ہمارے آنسوؤں کو جاری کیا اور ہمارے عزیز کو ذلیل کیا۔ اور زمین کربلا تا روز قیامت ہمارے لئے موجب کرب و بلا ہوئی۔ لازم ہے کہ امام حسینؑ پر گریہ کریں کہ آنحضرت پر رونا بڑے گناہوں کو زائل کر دیتا ہے پھر فرمایا میرے پدر بزرگوار کو جب ماہ محرم ہوتا تھا کوئی خنداں نہ دیکھتا تھا۔ اور اندوہ و حزن ان پر غالب رہتا تھا۔ اور جب دسویں محرم کی ہوئی تھی۔ وہ دن اندوہ و مصیبت گریہ آنحضرت کا دن تھا۔ اور فرماتے تھے آج کا دن وہ دن ہے۔ جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جو شخص بروز عاشورا اپنے کاموں کو ترک کریگا حق تعالٰے اس کے دنیا اور آخرت کے کام کا نیک انجام کریگا۔ اور جو کوئی روز عاشورا مغموم و اندوہناک رہے گا حق تعالیٰ روز قیامت کو اس کی شادی و سرور کا دن مقرر کریگا۔ اور اس کی آنکھیں بہشت میں ہمارے دیدار سے روشن ہونگی۔ اور جو کوئی روز عاشورا کو روز برکت جانے گا۔ اور روز برکت سمجھ کر اپنے گھر میں کچھ ذخیرہ کرے گا۔ اس کو اس ذخیرہ میں برکت نہ ہوگی۔ اور خدا اس کو بروز قیامت یزید پلید و عبید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد علیہم اللعنۃ کے ہمراہ پست ترین طبقات جہنم میں ڈال دے گا۔

روز اول محرم الحرام

بسند حسن ریان بن شبیب سے روایت کی ہے۔ کہا میں پہلی تاریخ ماہ محرم کی امام رضاؑ کی خدمت میں گیا حضرت نے فرمایا۔ اے پسر شبیب آیا تو روزہ سے ہے میں نے کہا نہیں، حضرت نے فرمایا یہ وہ دن ہے خدا نے دعائے ذکریا پیغمبر مستجاب کی جبکہ انہوں نے خدا سے فرزند طلب کیا اور فرشتوں نے ان کو از جانب حق تعالیٰ محراب میں بشارت یحیٰی دی پس جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا۔ دعا اس کی مثل دعائے ذکریا مستجاب ہوگی۔ پسر شبیب محرم وہ مہینہ تھا کہ اہل جاہلیت زمانہ گذشتہ میں اس مہینہ میں جدال و قتال بوجہ حرمت حرام جانتے تھے اور اس امت نے اس مہینہ کی حرمت نہ پہچانی اور اپنے پیغمبر کی حرمت نہ جانی۔ اس مہینہ میں اپنے پیغمبر کی ذریت سے

انہوں نے جدال و قتال کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کو اسیر کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ خدا ہرگز ان ظالموں کو نہ بخشے گا اے پسر شبیب۔ اگر تو کسی چیز پر گریہ کرنا ہے۔ پس امام حسینؑ پر گریہ کر۔ کہ ان کا مثل۔ گوسفند سر جدا کیا گیا اور ان کے اٹھارہ عزیزوں کو اہل بیت سے ان کے ہمراہ شہید کیا۔ کہ جوان میں سے اپنا مثل و مانند زمین پر نہ رکھتے تھے اور بتحقیق کہ شہادت امام حسینؑ پر آسمانہا ئے ہفت گانہ اور زمین نے گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے آسمان سے نصرت حسینؑ کے لئے زمین پر آئے۔ اور جب زمین پر پہنچے، حضرت شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ فرشتے سر برہنہ ہمیشہ گرد آلود قبر امام حسینؑ پاس ہیں۔ تا وقتیکہ حضرت قائم ظاہر ہوں۔ پس وہ فرشتے یاوران امام حسینؑ سے ہونگے اور وقت رجعت اشعار ان کا یہ ہوگا۔ کہ یا ثارا لحسینؑ یعنی اے طلب کنندگان خون حسینؑ۔ اے پسر شبیب مجھے میرے پدر نے اپنے پدر و جد سے خبر دی کہ جب جدم امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آسمان نے خون و خاکستر سرخ برسایا۔ اے پسر شبیب اگر تو امام حسینؑ پر گریہ کرے یہاں تک کہ آنسو تیرے منہ پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ تیرے جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ بخش دے گا۔ خواہ وہ گناہ کم ہوں یا زیادہ اے پسر شبیب، اگر تو خدا سے ملاقات چاہے اور منظور ہو کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو۔ پس امام حسینؑ کی زیارت کر۔ اے پسر شبیب، اگر تو چاہے کہ غرفہا ئے عالیہ بہشت میں ہمراہ رسول خدا و آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ساکن ہو۔ پس لازم ہے امام حسینؑ کے قاتلوں پر طعن کر اے شبیب اگر تو چاہے کہ مثل ثواب شہدائے کربلا تجھے ثواب ملے۔ پس جس وقت مصیبت امام حسینؑ کو یاد کر اس وقت کہہ یالیتنی کنت معھم فافوز فوزاً عظیما۔ یعنی میں آرزو کرتا ہوں۔ کہ ان کے ہمراہ ہوتا اور رستگاری عظیم پاتا اے پسر شبیب اگر تو چاہے کہ درجات عالیہ بہشت میں ہمراہ ہمارے ہوں پس ہمارے اندوہ پر اندوہناک اور خوشی پر خوشی کر اور تجھے ہماری ولایت نصیب ہو۔ اس لئے اگر کوئی پتھر کو دوست رکھے گا تو خدا اس کو بتھر کے ہمراہ محشور کریگا۔ کتاب کامل الزیارت میں بسند معتبر عبداللہ بن بکر سے روایت کی ہے کہا ایک روز جناب صادقؑ سے میں نے پوچھا۔ یا ابن رسولؐ اللہ اگر قبر امام کھودیں۔ آیا قبر آنحضرت میں کچھ پائیں گے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے پسر بکر کس قدر تیرا سوال عظیم ہے بتحقیق کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے پدر و مادر و برادر و رسول خداؐ کے ہمراہ منزل بہشت میں ہیں۔ اور ہمراہ آنحضرتؐ رزق پاتے اور فرحناک ہیں۔ اور جانب راست عرش آتے اور کہتے ہیں۔ پروردگارا جو مجھ سے تو نے وعدہ کیا ہے اسے وفا کر اور اپنے زائروں کی طرف نظر کر کے ان کے اور ان کے باپ کے ناموں کو اور ان کے مساکن کو اور جو کچھ ان کے گھروں میں ہے۔ اس

سے زیادہ جانتے اور پہچانتے ہیں جس طرح اپنے فرزندوں کو پہچانتے ہیں۔ اور جو ان پر روتے ہیں۔ ان کی طرف نظر کرتے اور ان کے لئے طلب آمرزش کرتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں سے فرماتے ہیں کہ ان کیلئے استغفار کریں۔ اور کہتے ہیں اے مجھ پر رونے والے اگر تو جانتے جو خدا نے تیرے لئے ثواب مہیا کیا تحقیق کہ خوشی تیری رنج سے زیادہ ہو گی اور خدا سے سوال کرتے ہیں۔ ہر گناہ و خطا ان پر رونے والوں کی بخش دے۔

روایت مسمع بن عبدالملک

بسند معتبر مسمع بن عبدالملک سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے مسمع تم عراقی ہو آیا قبر امام حسینؑ کی زیارت کو جاتے ہو۔ میں نے کہا یا حضرت نہیں میں مشہور اہل بصر ہوں۔ اور میرا رفیق ایک گروہ ہے جو کہ تابع خلیفہ ہے۔ اور ناصبیوں وغیرہ سے ہمارے دشمن بہت ہیں۔ اور ہم اس سبب سے مطمئن نہیں، کہ حاکم سے کوئی ہمارا حال کہہ دے۔ اور اس سے ہم کو اکثر ضرر پہنچیں۔ حضرت نے فرمایا مسمع تم کو کبھی امام حسینؑ یاد آتے ہیں۔ اور جو ظلم و ستم امام حسینؑ پر گذرے میں نے کہا ہاں یا حضرت قسم بخدا میں روتا ہوں۔ اور یہاں تک روتا ہوں۔ کہ میرے اہل و عیال مجھ پر اثر و اندوہ پاتے ہیں اور میں کھانا کھانے سے انکار کرتا ہوں۔ تا آنکہ مجھ میں آثار مصیبت ظاہر آتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تیرے رونے پر رحم کرے۔ بتحقیق کہ تم رونے والوں میں شمار کئے جاتے ہو جو لوگ ہمارے رنج سے رنج کرتے اور ہماری خوشی سے خوش رہتے ہیں اور ہمارے اندوہ سے اندوہ ناک ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے خائف اور ہمارے اطمینان پر مطمئن ہوتے ہیں۔ اور جلد تم دیکھو گے کہ مرتے وقت تمہارے پاس ہمارے پدران بزرگان تشریف لائیں۔ اور ملک الموت سے تمہاری سفارش کریں اور بشارتیں تم کو دیں۔ کہ تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ اور تم خوش ہو جاؤ۔ اور ملک الموت تم پر اس ماں سے جو اپنے فرزند پر مہربان ہو زیادہ تر مہربان ہے۔ یہ فرما کر حضرت رونے لگے اور میں بھی رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے خلق پر ہم کو اپنی رحمت سے فضیلت دی۔ اور ہم اہل بیت کو اپنی رحمت سے مخصوص کیا اے مسمع تحقیق زمین و آسمان ہم پر رحم کھا کر گریہ کرتے ہیں جس روز سے جناب امیرؑ شہید ہوئے اور گریہ ملائکہ اور دل سے ہم پر زیادہ ہے جس روز سے کہ ہمارے پدران بزرگوار ان شہید ہوئے ہیں گریہ ملائکہ نہیں تھما اور جو کوئی ترحم ہم پر گریہ کرے قبل اس کے اس کی آنکھ سے آنسو نکلے۔ حق تعالی اپنی رحمت اسکے شامل حال فرماتا ہے اور جب آنسو اس کے چہرہ پر جاری ہوتا

ہے۔ اگر ایک قطرہ اس آنسو کا جہنم میں ڈال دیں۔ حرارت آتش جہنم کو دھیما کر دے۔ اور جس کا دل ہمارے لئے دردمند ہو۔ وقت مرگ جب وہ ہم کو دیکھے گا۔ شاد ہو جائے گا۔ اور وہ شادی و فرحت اس کے دل سے زائل نہ ہوگی۔ جب تک حوض کوثر پر ہمارے پاس نہ آئیگا۔ اور جب ہمارے دوست حوض پر ہمارے پاس آتے ہیں آب کوثر پی کر شاد ہو جاتے ہیں۔ اور لذتہائے الوان طعام سے اس قدر ان کو ذائقہ پہنچتا ہے کہ وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا اے مسمع جو کوئی اس میں تھوڑا سا پانی پیتا ہے ہرگز پیاسا نہیں ہوتا اور تعب وحشت نہیں دیکھتا۔ اور وہ پانی مانند کافور سرد ہے۔ اور خوشبو مشک کی اس سے آتی ہے۔ اور مزاز نجبیل کا شہد سے زیادہ شیریں۔ اور مسکہ سے زیادہ نرم اور دودھ سے زیادہ صاف اور عنبر سے زیادہ خوشبو ہے چشمہ تسنیم سے نکل کر نہرہائے بہشت میں جاری ہوتا ہے۔ اس میں مروارید و یاقوت بہتے ہیں۔ اور اس حوض کے کنارے پر پیالے ستارگان آسمان سے زیادہ ہیں۔ اور ان کی خوشبو ہزار سالہ راہ سے دماغ مردم میں پہنچتی ہے اور وہ پیالے طلا و نقرہ اور رنگارنگ جواہر کے ہیں۔ اور جب کوئی ارادہ کرتا ہے کہ اس پیالہ سے پانی پیئے وہ پیالہ تمام فرشتوں سے اس شخص کے دماغ میں پہونچتا ہے۔ اس وقت پانی پینے والا کہتا ہے میں راضی ہوں کہ مجھے یہیں رہنے دیں۔ اور کوئی نعمت مجھے مطلوب نہیں۔ اور اس جگہ سے جانا مجھے منظور نہیں اے مسمع تم ان میں سے ہو جو لوگ اس حوض سے سیراب ہونگے۔ جو مصیبت ہماری پر آنکھ گریاں ہوگی۔ البتہ وہ آنکھ حوض کو دیکھ کر خوش ہوگی۔ اور سب ہمارے دوست اس کا پانی پیئیں گے اور ہر شخص جس کو ہم سے جس قدر محبت ہے اسی قدر اس حوض سے وہ لذت پائے گا بتحقیق کہ جناب امیرؑ اس حوض کے کنارے کھڑے ہیں۔ اور عصائے چوب عوسج ان کے ہاتھ میں ہے اور ہمارے دشمنوں کو اس کے پانی سے ہنکاتے ہیں پس ان میں سے ایک کہیگا۔ کہ میں نے دنیا میں شہادت بوحدانیت خدا و رسالت محمد صلعم دی تھی آپ مجھے کیوں پانی نہیں دیتے۔ جناب امیر اسے جواب دیں گے کہ اپنے امام پاس جاؤ اور اس سے یہ سوال کرو کہ وہ تیری شفاعت کرے۔ وہ کہیگا آج میرا امام مجھ سے بیزار ہے۔ حضرت فرمائیں گے اس کے پاس جا جس کی محبت و ولایت تو نے اختیار کی تھی اور اس سے سوال کر کہ وہ تیری شفاعت کرے۔ اس لئے کہ بہترین خلق کو سزاوار ہے کہ اسکی شفاعت رد نہ ہو۔ وہ کہے گا میں تشنگی سے ہلاک ہوا۔ جناب امیر فرمائیں گے خدا تیری تشنگی زیادہ کرے راوی نے کہا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ایسا شخص حوض کوثر پاس کیونکر آنے پائے گا حضرت نے فرمایا

اس لئے آنے پائے گا کہ اس نے پرہیز گاری گناہوں سے کی تھی۔ اور جب ہمارا ذکر اس کے سامنے ہوا۔ ہم کو اس نے ناسزا نہیں کہا۔ اور جس قدر لوگوں نے جزئیں ہمارے حق میں کہیں اس نے نہیں کہیں اور یہ سب اس وجہ سے نہ تھا۔ کہ وہ ہم کو دوست رکھتا تھا یا اعتقاد ہماری امامت پر رکھتا تھا لیکن از بسکہ اپنی عبادت باطل میں مشغول تھا۔ نہ چاہتا تھا کہ مشغول دوسرے ذکروں میں ہو۔ لیکن اس کا دل منافق اور اس کے دل میں ہماری عداوت تھی اور متابعت غاصبوں کی کرتا تھا۔ اور ولایت غیر کی رکھتا تھا اور ان سب پر مقدم جانتا تھا۔

اشک ثواب خواب عالم

بعض ثقات نے سید علی حسینی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں مجاور مشہد آقا و مولا امام رضا کا تھا جب روز عاشورا ہوا۔ ایک شخص نے ہمارے ہمراہیوں میں سے مصائب حسینؑ پڑھے جب اس روایت پر پہنچا۔ کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جس کی آنکھ سے مصیبت حسینؑ پر بقدر پر پشہ آنسو نکلے خدا اس کے گناہ بخش دیگا۔ اگرچہ گناہ اس کے مانند کف دریا ہوں اس مجلس میں ایک مرد جاہل مدعی علم موجود تھا۔ اور اپنی علمیت پر اپنی عقل ناقص میں اعتماد تمام رکھتا تھا اس نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں۔ امام حسینؑ کے مصائب پر اس قدر رونے سے اس قدر ثواب کیونکر ہو سکتا ہے یہ سن کر میں نے اس سے بہت مباحثہ کیا۔ لیکن وہ اپنی ضلالت سے باز نہ آیا اور اٹھ گیا دوسرے دن میرے پاس آیا۔ اور عذر کر کے اظہار ندامت اپنے کلام سے کرنے لگا۔ اور کہا۔ جب میں رات کو تمہارے پاس سے گیا اور اپنی خواب گاہ میں سو رہا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت برپا ہوئی۔ اور لوگوں کو ایک صحرا میں جمع کیا ہے۔ ترازو ہائے اعمال آویزاں میں اور پل جہنم پر کھینچا ہے۔ نامہ ہائے اعمال کھولے گئے ہیں آتش جہنم کو بھڑکا دیا ہے۔ قصر ہائے بہشت کو آراستہ کیا ہے۔ اس وقت مجھے پیاس کا غلبہ ہوا جب میں نے نظر کی داہنی جانب حوض کوثر دیکھا۔ اور اس حوض کے کنارے دو مرد اور ایک عورت کو دیکھا۔ کہ ان کے نور جمال نے محشر کو روشن کر دیا ہے اور جامہائے سیاہ پہنے گریہ کر رہے ہیں میں نے ایک شخص سے پوچھا یہ کون ہیں۔ جو حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہیں اس نے کہا ایک محمد مصطفیٰؐ دوسرا علی مرتضیٰؑ اور وہ عورت فاطمہ زہراؑ ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ سیاہ پوش کیوں ہیں۔ اور کس لئے روتے ہیں۔ اس نے کہا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس روز امام حسینؑ شہید ہوتے ہیں۔ یہ سن کر میں جناب فاطمہؑ پاس گیا۔ اور کہا۔ اے دختر رسول خدا میں پیاسا ہوں جناب فاطمہؑ نے غضبناک ہو کر میری جانب نظر کی۔ اور فرمایا۔ تو وہ نہیں ہے کہ فضیلت گریہ و بکا مصائب شہید کربلا کا منکر ہے۔ یہ خواب

دیکھ کر ترسان وخائف بیدار ہوا اور اپنے کلام سے نادم وپشیمان ہو کر آپ سے عذر خواہ ہوں کہ میری تقصیر معاف کیجئے۔

روایت زرارہ از حضرت صادق

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر زرارہ سے روایت کی ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے زرارہ تحقیق کہ آسمان چالیس صبح خون کے آنسوؤں سے امام حسینؑ پر رو دیا۔ اور زمین ویسا ہی چالیس صبح روئی اور آفتاب چالیس صبح بسرخی وکسوف رویا پہاڑ ٹکڑے ہو کر پھٹ گئے۔ دریاؤں میں جوش وخروش ہوا اور ملائکہ چالیس روز امام حسینؑ پر روتے اور کسی عورت نے زنان بنی ہاشم سے خضاب نہ کیا۔ اور تیل نہ لگایا۔ سرمہ نہ لگایا بالوں میں کنگھی نہ کی۔ تا آنکہ عبید اللہ بن زیاد لعین کا سر نجس ہمارے پاس لاتے۔ اور ہم ہمیشہ مصیبت امام حسینؑ پر گریاں ہیں اور ہمارے جد امام زین العابدینؑ جب اپنے پدر بزرگوار کو یاد کرتے تھے۔ اس قدر روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ اور جو کوئی ان کو اس وقت دیکھتا تھا۔ اُن کے رونے پر وہ بھی رونے لگتا تھا۔ اور ملائکہ جو قبر امام حسینؑ پر روتے ہیں۔ ان کے رونے سے مرغان ہوا اور جو کچھ ہوا اور آسمانوں میں ہے مثل ملائکہ وغیرہ گریاں ہوتے ہیں۔ اور جب شمر ملعون نے امام حسینؑ کو شہید کیا جہنم نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ قریب تھا۔ کہ زمین کو شگافتہ کر دے۔ اور جب ارواح پلید عبید اللہ بن زیاد ویزید بن معاویہ وعمر بن سعد وشمر ان کے بدنہائے نحس سے نکل گئیں، جہنم جوش وخروش میں آیا۔ اور اگر خدا خزینہ داران جہنم کو حکم نہ کرتا۔ کہ اسے خوب اچھی طرح سے بند رکھیں۔ پس جو کوئی زمین پر تھا اسے کے جوش وخروش سے جل جاتا اور اگر اسے اجازت دیتے جو کوئی زمین پر تھا۔ اس سے وہ نکل جاتا۔ لیکن اپنے خدا کے حکم پر مامور ہے اور خزینہ داران جہنم کو زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ اور چند مرتبہ خزینہ داروں پر جہنم نے زیادتی کی۔ اور وہ اس کی تاب مقاومت نہ لا سکے تا آنکہ جبرائیل آئے اور اپنے بازو سے اس کے شعلے کو دھیما کر کے۔ اسے ساکن کر دیا جہنم گریہ ونوحہ مصائب امام حسینؑ پر کرتا ہے۔ اور ان کے قاتلوں پر جوش وخروش کرتا ہے اور اگر حجتہائے خدا زمین پر نہ ہوتے۔ زمین کو سرنگون کر دیتا۔ اور کوئی آنکھ خدا کے نزدیک محبوب زیادہ اور گریہ پسندیدہ زیادہ نہیں۔ اس آنکھ سے جو مصیبت امام حسینؑ پر روتے۔ اور ان آنسوؤں سے جو مصائب حسینؑ پر نکلیں۔ اور جو کوئی امام حسینؑ پر روتا ہے۔ وہ جناب فاطمہؑ سے نیکی کرتا ہے اور ناصر ویاور اُن کا ہے اور اس نے رسول خداؐ سے بھلائی کی۔ اور ہم اہل بیت کا

حق اس نے ادا کیا اور بروز قیامت کوئی شخص محشور نہ ہوگا جس کی آنکھ گریاں نہ ہو مگر یہ کہ وہ شخص جو امام حسینؑ کے مصائب پر رویا ہو۔ وہ بادیدہ خنداں ہوگا۔ اور اسے خدا کی جانب سے بشارت پہنچے گی۔ اور آثار سرور و خوشی اس کے چہرہ سے ظاہر ہونگے اور تمام خلائق ترساں و خائف ہوگی اور امام حسینؑ کے رونے والے بے خوف ہونگے سب خلق کو مقام حساب سے جائیں گے۔ اور شیعہ زیر عرش، خدا و ندر حمان امام حسین کی خدمت میں ہونگے۔ اور حساب سے نہ ڈریں گے ملائکہ ان کے پاس آئیں گے اور ان کو بہشت میں جانے کو کہیں گے۔ یہ انکار کریں گے اور کہیں گے ہم مصاحبت امام حسینؑ کو بہشت سے نہیں بدلتے اور لقائے آنحضرت ہم کو خوشتر بہشت سے نہیں اور حوران بہشتی و غلمان ان کے پاس پیغام بھیجیں گے۔ کہ ہم کو تمہاری ملاقات کا نہایت درجہ اشتیاق ہے۔ اور یہ مومنین بسبب شادی و سرور صحبت آنحضرت سے سر نہ اٹھائیں گے کہ ان کا پیغام سنیں اور دشمنان اہل بیت کو دیکھیں گے۔ کہ انہیں منہ کے بل جانب آتش دوزخ کھینچ لئے جاتے ہیں وہ اشقیاء منازل مومنین دیکھ کر کہیں گے، ہمارا شفاعت کرنے والا اس روز کوئی نہیں اور نہ کوئی ہمارا دوست ہے۔ کہ ہم کو شدت مصیبت سے نجات دے۔ پھر ملائکہ شیعوں پاس ان کی عورتوں اور خزینہ داران بہشت کی طرف سے پیغام لائیں گے۔ اور ان نعمتہائے حق تعالیٰ کو بیان کریں گے جو ان کے لئے مہیا کی ہیں شیعہ جواب میں کہیں گے۔ ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آئیں گے۔ اور جب یہ جواب حوران و غلمان و خزینہ داران بہشت کو پہنچے گا۔ اور سنیں گے وہ خدمت حسینؑ میں زیر عرش بیٹھے ہیں ان کا شوق ملاقات ان سے زیادہ ہوگا۔ ہم نشینان حسینؑ کہیں گے کہ حمد و سپاس اس خدا کو جس نے ہم کو فزع اکبر و ہول قیامت سے محفوظ رکھا۔ اور ہم کو اس چیز اسپان و شتران مع محملان شیعوں کے لئے لائیں گے۔ یہ ان پر سوار ہونگے۔ اور حمد و ثنائے خدا بجا لاتے اور درود و صلوات رسول خداؐ و آل اطہار پر بھیجتے داخل منازل بہشت ہوں گے۔

روایت ابوبصیر از امام صادق علیہ السّلام

ایضاً بسند معتبر ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ کہ میں ایک روز جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت سے باتیں کر رہا تھا۔ کہ کوئی فرزندان آنحضرت سے آیا جب حضرت کی نظر پڑی مرحبا فرما کر آغوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ خدا ان کو حقیر کرے جنہوں نے تمہیں حقیر کیا اور خدا ان سے انتقام لے جنہوں نے تمہارے پدران و بزرگواران کو شہید کیا خدا ان سے دست بردار ہو جو تم سے دست بردار ہوئے خدا ان پر لعنت کرے جنہوں نے تم کو شہید کیا خدا حافظ و ناصر

تمہارا ہو. کس قدر مردوں و عورتوں نے تم پر گریہ کیا. اور کس درجہ پیغمبران وصدیقان وشہیدان وملائکہ آسمان کا گریہ طویل ہوا. یہ فرما کر حضرت رونے لگے. اور فرمایا اے ابوبصیر جب میں فرزندان امام حسینؑ کو دیکھتا ہوں. اور جو ان پر اور ان کے پدر بزرگوار پر ظلم وستم ہوئے. ان کو یاد کرتا ہوں اس وقت مجھ پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے. کہ ضبط نہیں کر سکتا. اے ابوبصیر جناب فاطمہ اپنے فرزند شہید امام حسینؑ پر روتی ہیں. کبھی نعرہ زن ہوتی ہیں. کہ جہنم پر جوش وخروش آجاتا ہے اور جب خازنان جہنم صدائے جناب سیدہؑ سنتے ہیں، جہنم کی حفاظت کرتے ہیں. کہ مبادا شعلہ کھینچ کر تمام اہل زمین کو جلا دے. اور جب تک جناب فاطمہ روتی ہیں. ملائکہ دربانے جہنم کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے شعلوں کو حفاظت اہل زمین کے لئے دھیما کرتے ہیں. اور جہنم کو سکون نہیں ہوتا جب تک جناب فاطمہ کا گریہ ساکن نہیں ہوتا. اور نزدیک ہوتا ہے. کہ گریہ جناب سیدہؑ سے دریا جوش زن ہو کر ایک دوسرے میں مل جائیں اس وجہ سے ہر قطرہ پر ایک فرشتہ موکل ہے، کہ جب صدائے جناب فاطمہؑ آتی ہے. دریاؤں کی حفاظت کرتے ہیں. کہ اہل زمین کو غرق نہ کر دیں. اور ملائکہ ہمیشہ خائف و ترساں ہیں اور گریہ جناب فاطمہ کی وجہ سے گریاں ہیں. اور تضرع و استغاثہ خداوند تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اہل عرش وغیرہ جو عرش کے گرد ہیں تمام ملائکہ تضرع و زاری کرتے ہیں اور صدا تسبیح وتقدیس خدا بسبب ترس عذاب اہل زمین بلند کرتے ہیں. اور اگر ان میں سے ایک کی بھی آواز اہل زمین تک پہنچے اہل زمین بے ہوش ہو جائیں پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں زمین کانپنے لگے میں نے کہا اے حضرت میں آپ پر فدا یہ بہت امر عظیم ہے جیسے آپ یاد فرماتے ہیں، حضرت نے فرمایا جو کچھ میں نے بیان نہیں کیا زیادہ اس سے ہے جو میں نے بیان کیا پھر فرمایا. اے ابوبصیر آیا تم نہیں چاہتے کہ ان میں سے ہو جو نصرت و اعانت جناب فاطمہؑ کی ان کے رونے میں کرتے ہیں، یہ سن کر میں رونے لگا اور شدت گریہ و زاری سے بات نہ کر سکتا تھا. حضرت جائے نماز پر جا کر مشغول دعا ہوئے اور اسی حالت میں خدمت حضرت سے باہر آیا. اور کھانا تک نہ کھا سکتا تھا. اور رات کو مجھے نیند نہ آئی. جب صبح ہوئی ترساں وخائف خدمت آنحضرت میں گیا. میں نے دیکھا کہ حضرت کو سکون حاصل ہوا ہے، یہ دیکھ کر مجھے بھی سکون حاصل ہوا خدا کی میں نے حمد کی کہ مجھ پر کوئی عذاب نازل نہ ہوا.

مرثیہ خوانی دعبل خزاعی

بعض کتب معتبرہ میں دعبل خزاعی سے روایت ہے میں بروز عاشورا خدمت امام رضا میں حاضر ہوا حضرت مغموم واندوہناک بیٹھے تھے اور ایک جماعت شیعان آنحضرت بھی خدمت حضرت میں حاضر تھے جب حضرت نے

مجھے دیکھا۔ فرمایا اے دعبل مرحبا۔ تم ہمارے ہاتھ اور زبان سے ناصر یاور ہو۔ یہ فرما کر مجھے بلایا اور اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا اے دعبل یہ دن ہم اہل بیت کے حزن واندوہ کے اور ایام شادی و مسرت ہمارے دشمنوں کے ہیں چند شعر مرثیہ امام حسینؑ کے پڑھو تاکہ دعبل واضح ہو کہ جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور ایک آدمی کو رلائے اس کا اجر خدا پر ہے۔ اے دعبل ہماری مصیبت پر جو ہم کو دشمنوں سے پہونچی، اگر کسی کی آنکھ سے آنسو جاری ہو خدا اسے ہمارے زمرہ میں محشور کرتا ہے اے دعبل جو کوئی ہمارے جد امام حسینؑ پر روئے گا۔ خدا اس کے گناہ بخش دے گا پس بحکم آنحضرت پردہ ڈالا گیا۔ اور پردہ گیان حرم عصمت و طہارت عقب پردہ مرثیہ سنتے اور مصائب حسینؑ پر رونے کو بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دعبل مرثیہ امام حسینؑ پڑھو۔ میں نے چند شعر مرثیہ کے پڑھے آنحضرت بامردان و زنان جو حاضر دولت سرا تھے وہ اشعار سن کر بہت روئے اور صدائے گریہ وزاری خانہ حضرت سے بلند ہوئی۔

فصل ششم۔ حق تعالیٰ کا خبر شہادت حسینؑ اپنے انبیا کو دینا

شیخ طوسیؒ نے بسند امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے امام حسین کو بعوض شہادت یہ کرامت ادا کی۔ کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا۔ اور انکی تربت میں شفا عطا فرمائی اور دعا کو نزدیک آنحضرت مستجاب کیا۔ اور ایام زیارت اور جو ایام آمد و رفت زیارت میں صرف ہوتی انکی عمر میں محسوب نہ کریگا راوی نے کہا جبکہ لوگ زیارت آنحضرتؑ اس قدر ثواب پاتے ہیں آیا خود آنحضرتؑ نے اپنی شہادت سے کیسا درجہ پایا ہوگا۔ خدا نے ان کو اپنے پیغمبر سے ملحق کیا۔ کہ ہمراہ آنحضرت ان کے درجہ میں ہیں اور منزل میں ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ متولد ہوتے جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو خبر دی کہ میری امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ جناب فاطمہؑ نے کہا مجھے ایسا فرزند مطلوب نہیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ بعد اس فرزند کے خدا نے امامت اسی کے فرزندوں میں تا روز قیامت قرار دی ہے یہ سن کر جناب سیدہ نے کہا میں راضی ہوئی۔

تفسیر کھیعص از حضرت امام عصرؑ

شیخ طبرسیؒ وغیرہ نے سعد بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہا میں خدمت امام حسن عسکریؑ میں گیا اور حضرت سے میں نے چند مسائل دریافت کیے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اپنے مولا صاحب العصر سے دریافت کر اس وقت صاحب العصرؑ خورد سال تھے اور امام حسن عسکریؑ کے سامنے کھیل رہے تھے حضرت صاحب العصر سے کھیعص کی تفسیر پوچھی حضرت نے فرمایا۔ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں۔ کہ خدا نے حضرت ذکریا کو خبر دی اور بعد ازاں جناب رسول خدا کو وحی فرمائی۔ اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ذکریا نے خدا سے طلب کیا کہ اسماء مقدسہ آل عبا ان کو تعلیم کرے۔ کہ شدائد و مصائب میں ان کی برکت سے خدا سے پناہ چاہیں جبرائیل آئے اور اسماء آل عبا ان کو تعلیم فرمائے۔ جب حضرت ذکریا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی و فاطمہؑ و حسنین علیہم السلام یاد کرتے تھے غم و الم ان سے دور ہو جاتا تھا اور خوشحال ہوتے تھے اور جب نام مبارک امام حسینؑ یاد کرتے تھے - انہیں شدت گریہ ہوتی تھی۔ اور ضبط نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز مناجات کی۔ خداوندا جب میں ان چار بزرگوں کا نام لیتا ہوں۔ میرا غم و الم ہر طرف ہو جاتا ہے اور مجھے سرور حاصل ہوتا ہے اور جب نام بزرگوار امام حسینؑ یاد کرتا ہوں مجھ پر غم و الم طاری ہوتا ہے اور گریہ مجھے بے حال کر دیتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قصہ شہادت و مظلومیت امام حسینؑ زکریا کو وحی کیا اور جب کہا کھیعص میں کاف سے اشارہ کربلا سے ہے اور ہا ہلاک عترۃ طاہرہ ہے اور یا یزید پلید ہے کہ ان کا قاتل تھا۔ اور عین عطش و تشنگی امام حسینؑ۔ اور ان کے عترت و اصحاب سے مراد ہے جو اس صحرا میں گذرے اور ص صبر آنحضرت سے مطلب ہے۔ کہ مصائب پر صبر کیا۔ جب حضرت ذکریا نے یہ قصہ دردناک سنا تین روز تک مسجد سے نہ نکلے۔ اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور مشغول گریہ و زاری و نالہ و بے قراری رہے اور مرثیہ مصیبت امام حسینؑ پر پڑھتے تھے اور کہتے ہیں۔ الٰہی آیا دل بہترین خلق کو ان کی مصیبت فرزند میں دردناک کریگا آیا ایسی بلا ان تک راہ پائیگی۔ آیا علی و فاطمہؑ کو جامہ پہنائے گا آیا ایسے درد و الم کو انکی منزلت رفعت و جلال میں داخل کریگا اور بعد اس کلام کے فرماتے تھے۔ الٰہی مجھے ایسا فرزند عنایت فرما۔ کہ پیری میں میری آنکھیں اس سے روشن ہوں اور جب مجھے ایسا فرزند کرامت فرمانا۔ مجھے اسکی محبت میں فریفتہ کرنا۔ اور ایسا ہو کہ میرا دل اس فرزند کی مصیبت میں اس طرح دردمند ہو جس طرح دل تیرے حبیب محمد مصطفیٰ

کا اپنے فرزند کی مصیبت میں دردناک ہوگا۔ پس خدا نے یحییٰ حضرت زکریا کو عطا کیا۔ اور حضرت یحییٰ ؑ مثل امام حسین ؑ بشہادت فائز ہوئے اور حضرت یحییٰ ؑ چھ ماہ شکم مادر میں رہے اور مدت حمل امام حسین ؑ بھی چھ ماہ ہے۔

روایت کعب الاحبار ابن بابویہؒ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہا ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔ کہ ایک شخص فرزندان محمد مصطفےٰ ؐ سے قتل ہوگا۔ اور ان کے اصحاب کے گھوڑوں کا پسینہ خشک نہ ہونے پائے گا۔ کہ داخل بہشت ہو کر حور العین سے معانقہ کریں پس امام حسن ؑ کا گذر اس طرف ہوا۔ لوگوں نے کہا۔ وہ شہید یہ ہیں کہا نہیں۔ اور جب امام حسین ؑ کا گذر اس طرف ہوا۔ لوگوں نے پوچھا یہ ہیں۔ کہا۔ ہاں۔ یہی ہیں ایضاً روایت کی ہے کہ گروہ مسلمین قتل مشرکین کو گئے۔ اور جب ان کا شہر فتح کیا ان کے معبد اور گرجاؤں میں سے کسی معبد میں ایک شعر لکھا دیکھا کہ اس کا مضمون یہ تھا ؎

اترجوا امة قتلت حسينا ۔۔۔ شفاعة جده يوم الحساب

جس کا ترجمہ کوثر بھریلوی نے یوں کیا ہے ؎

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسین ؑ کو ۔۔۔ محشر میں وہ شفاعت احمد نہ پائیں گے

مسلمانوں نے کافروں سے پوچھا کتنے عرصہ سے یہ شعر تمہارے گرجا میں لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تین سو سال قبل بعثت تمہارے پیغمبر ؐ سے یہ شعر لکھا ہے۔

روایت ام سلمہ بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا خانہ ام سلمہ میں آئے اور فرمایا میرے پاس کوئی نہ آئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ امام حسین ؑ آئے اور کمسن تھے میں منع نہ کر سکی تا آنکہ امام حسین ؑ رسول خدا پاس آئے اور میں عقب آنحضرت میں گئی۔ میں نے دیکھا کہ جناب رسول خداؐ امام حسین ؑ کو سینہ مبارک پر بٹھائے رو رہے ہیں۔ اور کوئی چیز اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں پھر فرمایا اے ام سلمہ جبرئیل آئے اور خبر لاتے ہیں۔ کہ یہ فرزند شہید ہوگا۔ اور یہ وہاں کی مٹی ہے جہاں یہ شہید ہوگا اس کو اپنے پاس رکھو۔ جب یہ مٹی خون ہو جائے اس وقت جاننا کہ میرا فرزند شہید ہوا ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا رسول اللہ خدا سے سوال کیجئے کہ اس شہادت کو ان سے برطرف کر دے رسول خدا نے فرمایا میں نے اپنے خدا سے سوال کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا میں بسبب اس شہادت کے ایسا درجہ عطا کروں گا۔ کہ کوئی میری مخلوق میں سے اس درجہ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور بہ تحقیق کہ کچھ حسین ؑ کے دوستدار ہونگے کہ وہ شفاعت کریں گے اور انکی شفاعت

رد نہ ہوگی۔ اور مہدی آل محمدؑ امام حسینؑ کے فرزندوں میں ہوگا۔ خوشا حال اس کا جو شخص محبان حسینؑ سے اور شیعان حسینؑ سے بروز قیامت رستگار ہیں۔

ایضاً بسند معتبر امام رضا سے روایت کی

روایت حضرت ابراہیم علیہ السلام - ہے۔ کہ جب خدا نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنے فرزند اسمٰعیل کی قربانی کریں۔ اور ان کے لئے فدیہ بھیجا۔ اور حکم کیا۔ کہ گوسفند بعوض اسمٰعیل قربانی کریں۔ ابراہیم نے آرزو کی۔ کاش میں گوسفند ذبح کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ اور اپنے فرزند کی راہ خدا میں اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا۔ کہ میرا دل بقتل عزیز ترین فرزندان دردمند ہوتا۔ اور میں بسبب ان کے مستحق رفیع ترین درجات اہل مصائب ہوتا۔ خدا نے ان کو وحی کی اے ابراہیمؑ میرا محبوب ترین خلق تیری جانب کون ہے ابراہیم نے کہا۔ خداوندا تو نے ایک خلق نہیں پیدا کی۔ وہ خلق مجھ سے زیادہ تر محبوب ہے یعنی تیرا حبیب محمد مصطفیٰؐ اور انکی اولاد۔ خدا نے ابراہیمؑ کو وحی کی۔ آیا وہ تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا اپنی جان تمہیں پیاری ہے حضرت ابراہیم نے کہا۔ بلکہ میں ان کو اپنی جان سے زیادہ تر دوست رکھتا ہوں۔ خدا نے فرمایا۔ ان کے فرزند تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ یا تمہارے اپنے فرزند زیادہ محبوب ہیں۔ ابراہیم نے کہا۔ بلکہ ان کے فرزند کو میں اپنے فرزندوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے وحی کی۔ اے ابراہیمؑ آیا ان کے فرزندوں کا دشمنوں کے ہاتھوں سے تم کو مارا جانا زیادہ دردمند کرتا ہے۔ یا تم کو اپنے فرزندوں کا میری اطاعت میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا ابراہیمؑ نے کہا بلکہ ان کا دشمنوں کے ہاتھوں سے قتل ہونا زیادہ تر مجھے دردمند کرتا ہے۔ پس خدا نے وحی کی۔ اے ابراہیم ایک گروہ دعویٰ کریں گے کہ ہم امت محمدؐ سے ہیں۔ اور ان کے فرزند حسینؑ کو اس طرح بظلم و عدوان قتل کریں گے جس طرح گوسفند کو ذبح کرتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ اشقیا سے امت میرے عذاب کے مستوجب ہونگے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ رونے لگے پھر خدا نے وحی کی۔ کہ تمہارا گریہ مصائب حسینؑ پر تمہارے فرزند اسمٰعیل کے لئے میں نے فدیہ کیا اگر تم اس کی قربانی کرتے تو وہ قربانی اس سبب جو تم نے فرزند پیغمبر آخر الزمانؐ حسینؑ پر کیا ہیں نے یہ فدیہ مبدل کیا اور اس وجہ سے میں نے تم پر رفیع ترین درجات اہل مصائب کو واجب کیا۔ اور یہی معنی قول خدا کے ہیں وفدینا بذبح عظیم یعنی ہم نے فدا کیا اسمٰعیلؑ کو بذبح عظیم۔

خبر شہادت زبانی جبرئیل - طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ایک روز رسول خدا بیٹھے تھے۔ کہ امام حسینؑ آگئے ناگاہ جبرئیل بھی نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ اپنے

فرزند کو آپ دوست رکھتے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ جبرائیل نے کہا۔ آپ کی امت اس کو قتل کرے گی۔ رسول خداؐ اس خبر کے سننے سے بہت اندوہگین ہوئے۔ جبرائیل نے کہا میں آپ کو اس زمین کی زیارت کراؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ رسول خدا نے کہا ہاں دکھاؤ۔ پس جبرئیل نے جو کچھ درمیان آنحضرت و کربلا تھا۔ زمین کے اندر کر دیا۔ اور کربلا کو بقدر پلک جھپکنے کے قریب لائے۔ اور اپنے پر سے تھوڑی مٹی اٹھائے اور پھر واپس کر دیا۔ کہ کربلا اپنی جگہ پہنچ گئی۔ پھر جناب رسول خداؐ کو وہ مٹی دی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے مٹی تیرا خوشحال اور خوشحال اس کا جو تجھ پر شہید ہوگا۔

خبر شہادت زبانی میکائیل بسند معتبر بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت کی ہے ایک روز ملک عظیم القدر نے خدا سے اجازت زیارت رسول خداؐ کو جاتے۔ جب اجازت ملی زمین پر آیا اور خدمت رسالتمآب میں بیٹھا تھا۔ کہ امام حسینؑ آئے رسول خدا نے پیار کرکے اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا۔ اس فرشتہ نے حضرت سے پوچھا۔ آیا آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں اس کو بہت دوست رکھتا ہوں۔ یہ میرا فرزند گرامی ہے۔ فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس کو قتل کریگی حضرت نے فرمایا میرے ہی فرزند کو میری امت قتل کرے گی۔ فرشتہ نے کہا ہاں۔ اور اگر آپ کو وہ زمین منظور ہو تو دکھاؤں جس پر امام حسینؑ شہید ہونگے۔ حضرت نے فرمایا دکھاؤ۔ اس فرشتہ نے ایک خاک سرخ خوشبو جناب رسول خداؐ کو دکھلائی اور کہا جب یہ خاک خون تازہ ہو جائے۔ علامت اسکی ہے کہ آپ کا فرزند شہید ہوگا۔ راوی کہتا ہے میں نے سنا ہے کہ وہ فرشتہ میکائیل تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر زینب زوجہ رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز رسولؐ خدا میرے گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ کہ امام حسینؑ آئے۔ میں نے اس خیال سے کہ رسول خدا کو جگا نہ دیں۔ بہلا لیا۔ اور پھر میں کسی کام کو چلی گئی جب واپس آئی دیکھا۔ کہ امام حسینؑ شکم رسول خدا پر بیٹھے ناف مبارک پر پیشاب کر رہے ہیں میں نے چاہا کہ اٹھالوں۔ حضرت نے فرمایا میرے فرزند کا پیشاب قطع نہ کرو۔ رہنے دو کہ فارغ ہو۔ جب امام حسینؑ پیشاب کر چکے حضرت نے شکم و ناف کو دھو ڈالا۔ اور وضو کرکے مشغول نماز ہوئے جب سجدہ میں گئے امام حسینؑ پشت رسولؐ پر سوار ہو گئے۔ جناب رسولؐ خدا نے ذرا تامل کیا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ اتر آئے حضرت نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور امام حسینؑ کو گود میں لے کر نماز ادا کی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ آنحضرتؐ نے دست مبارک بلند فرمائے اور کہا۔ اے جبرئیل مجھے

دکھاؤ میں نے کہا۔ یا حضرتؐ آج آپ سے ایسا امر دیکھا۔ کہ اس کے قبل نہ دیکھا تھا۔ سبب اس کا کیا ہے جناب رسول خدا نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھے حسین کے بارہ میں تعزیت دے کر خبر دی کہ میری امت حسینؑ کو شہید کریگی اور ایک خاک سرخ میرے لئے لائے اور کہا یہ وہاں کی مٹی ہے اور بسند دیگر مثل اسکے عائشہ سے بھی روایت کی ہے ایضاً بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ جو فرشتہ موکل باراں ہے اس نے ایک روز خدا سے اجازت طلب کی کہ جناب رسول خداؐ کی زیارت کو جائے۔ جب وہ فرشتہ حاضر ہوا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا۔ دروازہ پر جاؤ اور کسی کو نہ آنے دو۔ ناگاہ اس وقت امام حسینؑ آئے۔ ام سلمہ نے چاہا منع کریں۔ کہ امام حسینؑ دوڑ کر گھر میں چلے گئے۔ اور دوش مبارک جناب رسول خداؐ پر سوار ہوئے۔ اس فرشتہ نے کہا۔ آپ اس فرزند کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں اس فرشتہ نے کہا آپ کی امت اس فرزند کو شہید کریگی۔ اور اگر آپ چاہیں تو اس جگہ کی مٹی آپ کو دکھا دوں جہاں حسینؑ شہید ہونگے وہ فرشتہ ہاتھ بڑھا کر ایک خاک سرخ حضرت کے لئے لایا۔ اور ام سلمہؓ نے لیکر وہ خاک چادر میں باندھ لی۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب جبرئیل خبر شہادت امام حسینؑ رسول خداؐ پاس لاتے آنحضرت دست مبارک جناب امیرؑ کو پکڑ کر خلوت میں گئے۔ اور ایک ساعت تک آپس میں مشورہ کیا اور دونوں صاحبوں پر رقت وگریہ غالب ہوا اور بہت روئے۔ پھر قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے رخصت ہوں۔ جبرائیل نازل ہوئے اور کہا پروردگار آپ کو بعد سلام فرماتا ہے میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرو۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ اور جناب امیرؑ نے بحکم خدا صبر کیا ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جبرئیل جناب رسول خداؐ پاس آئے اور کہا السلام علیکم یا محمدؐ آیا منظور ہے۔ میں آپ کو اس فرزند کی بشارت دوں۔ جسے آپکی امت آپ کے بعد قتل کرے گی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں یہ سن کر جبرئیل آسمان پر گئے اور پھر وہی بشارت لائے۔ حضرت نے بھی جواب سابق دیا۔ پھر جبرئیل آسمان سابق پر گئے۔ اور مرتبہ سوم بشارت مذکورہ لائے اور جب آنحضرت نے فرمایا۔ مجھے اس فرزند کی حاجت نہیں جبرائیل نے کہا آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ ہم نے اس فرزند کی ذریت میں امامت قرار دی ہے۔ جب یہ سنا جناب رسول خدا نے فرمایا میں راضی ہوا۔ بعد اسکے جناب فاطمہؑ کے گھر آئے اور فرمایا جبرئیل یہ بشارت خدا کی جانب سے لائے ہیں، جناب فاطمہ نے کہا میں ایسا فرزند نہیں چاہتی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ وصایت و امامت میرے پروردگار نے اسی

کے فرزندوں میں قرار دی ہے۔ پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا حملتہ امہ کرھا و وضعتہ کرھا۔ پس جناب صادق نے فرمایا تم دیکھا ہے کہ کوئی عورت حاملہ بہ پسر بکراہت ہو اور وضع حمل بکراہت کرے۔

گریۂ پنجتن بشہادت حسینؑ

بسند موثق جناب صادق سے روایت ہے ایک روز جناب فاطمہؑ خانہ رسول میں آئیں اور دیکھا آنسو چشم مبارک آنحضرت سے جاری ہیں جناب فاطمہ نے سبب گریہ پوچھا جناب رسول خدا نے فرمایا جبرئیل خبر لاتے میری امت حسینؑ کو شہید کریگی جب جناب فاطمہ نے خبر سنی بیقرار ہو کے اپنا گریبان چاک کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہ جزع فزع نہ کرو کہ امامت تا قیامت حسین کے فرزندوں میں رہے گی، یہ سن کر جناب فاطمہ کا رونا تھما۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقر و امام زین العابدین سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا ایک روز جناب رسول خداؐ میرے دیکھنے کو تشریف لائے پس وہ کھانا میں نے آنحضرت کے سامنے حاضر کیا۔ جو ام ایمن میرے لئے بطور ہدیہ لائی تھیں۔ اور وہ خرما و مسکہ و شیر تھا۔ آنحضرت نے تھوڑا اس میں سے تناول کیا۔ اور جب فارغ ہوئے میں نے پانی آنحضرت کے دست مبارک پر ڈالا جب آنحضرت نے اپنا ہاتھ دھویا اور بعد دھونے کے اپنا ہاتھ اپنے روتے منور ریش مبارک پر پھیرا۔ گوشہ خانہ میں جا کر چند رکعت نماز ادا کی اور سجدہ آخر نماز میں بہت روتے جب سر سجدہ سے اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوتے ہم میں سے کسی کو جرأت بوجہ جلالت و تعظیم نہ پڑی کہ سبب گریہ آنحضرتؐ دریافت کرتے۔ اس وقت امام حسین بہت کم سن تھے اور کتنی دن ہوئے پاؤں چلنے لگے تھے۔ پس نزدیک آنحضرت آئے اور زانوئے مبارک جد بزرگوار پر بیٹھ گئے۔ اور اپنا سر حضرت کی بغل میں لپٹا کر کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور آپ کے آنے سے ہم بہت مسرور و دلشاد ہوتے۔ بعد اس کے آپ کیوں رونے لگے۔ اور ہم کو اپنے رونے سے آپ نے مغموم کیا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فرزند جب میں نے تم سب پر نظر کی اور تمہیں اپنے گرد دیکھا بہت خوش ہوا اور ہرگز مجھے اس قدر خوشی نہ ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ دوستان خدا کی خوشی رنج و غم سے ملی ہوئی ہے۔ اس وقت جبرئیل میرے پاس آئے اور خبر دی کہ تم سب شہید ہو گئے اور تمہاری قبریں شہر ہائے مختلف میں ہونگی اس خبر کے سننے سے میں رونے لگا اور اسکا شکر کر کے اس سے تمہارے لئے طالب خیر و برکت ہوا یہ سن کر جناب امام حسینؑ نے کہا۔ اے جد بزرگوار

پراگندگی کی وجہ سے ہماری زیارت کون کرسکے گا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ایک گروہ میری امت
میں سے تمہاری زیارت کو برکت و نیکی جان کر آئیں گے اور مجھ پر احسان ان کا ہوگا۔ اور میں
قیامت میں، ان کی جستجو کروں گا اور ان کو شداید و ہول قیامت سے نجات دونگا ابن بابویہؒ وابن
قولویہؒ نے بسند ہائے معتبرہ جناب صادق سے روایت کی ہے کہ برید عجلی نے آنحضرت سے پوچھا
کہ اسماعیل جن کو خدا نے قرآن مجید میں بہ صادق الوعد وصف کیا ہے آیا اسماعیل پسر ابراہیم ہیں
حضرت نے فرمایا نہ بلکہ اسمٰعیل فرزند خرقیل ہیں خدا نے ان کو ایک گروہ پر مبعوث کیا۔ اس قوم
نے ان کی تکذیب کی۔ اور کھال ان کے مناور سر کی کھینچ کی۔ اس وقت خدا نے اس قوم پر غضب
کیا اور سطاطائیل فرشتہ عذاب کو بھیجا کہ اسماعیل پاس آیا اور کہا مجھے خدا نے بھیجا ہے۔ اگر منظور
ہو تو تمہاری قوم کو بانواع عذاب معذب کروں اسماعیل نے کہا مجھ کو ان پر عذاب نازل کرانے کی
حاجت نہیں۔ پھر خدا نے وحی کی کہ جو حاجت تمہاری ہو وہ عرض کرو اسماعیل نے کہا۔ پروردگارا تو نے عہد
پیمان ہم پیغمبروں سے اپنی پروردگاری اور محمد صلعم کی پیغمبری اور انکے اوصیا کی ولایت پر لیا اور خلائق کو خبر
دی کہ جو کچھ ستمگار ان امت محمدی انکے جگر گوشہ فرزند حسینؑ بن علی سے بعد پیغمبر کے سلوک کریں اور پروردگا
تو نے حسینؑ بن علی سے وعدہ کیا کہ انکو دنیا میں پھر لائے گا۔ کہ وہ خود اپنے قاتلوں سے اور جنہوں نے
ان پر ستم کئے۔ اور ان کو شہید کیا انتقام لیں خداوندا میری حاجت تیری درگاہ میں یہ ہے کہ
مجھے دنیا میں پھر لا نا کہ میں خود اپنی قوم سے انتقام لوں۔ لہذا خدا نے حاجت و دعا اسمٰعیلؑ قبول
کی اور رجعت میں اسمٰعیل ہمراہ امام حسینؑ پھر آئیں گے و بروایت دیگر اسماعیل نے کہا میں چاہتا
ہوں کہ صبر کروں اور صبر و شکیبائی میں امام حسینؑ علیہ السلام کی پیروی کروں۔ ایضاً ابن قولو
نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ سلمانؓ نے کہا۔ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہ رہا۔ جو خدمت
جناب رسول خداؐ میں نہ آیا ہو اور تعزیت ان کے فرزند حسینؑ کی مصیبت میں نہ دی ہو اور ان
فرشتوں نے ان کو اس ثواب کی جو حق تعالیٰ نے بعوض اس شہادت کے عطا کیا ہے۔ خبر دی
ہے اور ہر ایک فرشتہ جناب رسول خداؐ کیلئے وہ مٹی لایا جس پر وہ امام مظلوم بجور ستم شہید ہو
اور جو فرشتہ آتا تھا اس سے جناب رسول خدا فرماتے تھے کہ خداوندا اسکو مخذول کر جو حسینؑ
نصرت کرے اور اسے قتل کر جو حسینؑ کو قتل کرے، اور اس کو ذبح کرے جو حسینؑ کو ذبح کرے
اور ان ظالموں کو ان کے مطلب تک نہ پہنچا راوی نے کہا کہ دعائے آنحضرت ان ظالموں کے
حق میں مستجاب ہوئی اور یزید کو بعد قتل امام حسینؑ کچھ دنیا کا نفع نصیب نہ ہوا۔ اور خدا

یکایک اٹھالیا۔ کہ رات کو سویا۔ اور صبح کو مرگیا۔ اور مثل روغن قیر سیاہ ہوگیا تھا اور کوئی ان ظالموں میں سے جنہوں نے قتل امام حسینؑ پر اس شقی کی مدد کی تھی یا اس کے لشکر میں تھے۔ باقی نہ رہا۔ مگر یہ کہ دیوانے ہوگئے اور کوڑھی ہوگئے یا مبروص ہوگئے اور یہ امراض ان کی اولاد میں بمیراث باقی رہے۔ ایضاً۔ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرشتہ جو خبر شہادت امام حسین لایا جبرئیل تھے اپنے پر کھولے ہوئے بعد اس کے بلند روتے تھے اور خاک وہاں کی اپنے ہمراہ لائے تھے اور بوئے مشک اس خاک سے آتی تھی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ وہ امت جو میرے فرزند دلبند اور نور چشم فاطمہ کو شہید کرے گی تمام ہوگی جبرئیل نے کہا نہیں بلکہ خدا ان میں اختلاف ڈالے گا کہ ان کے دل باہم دیگر موافق نہ ہوں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تھے اور امام حسینؑ کو اپنی آغوش مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ ناگاہ رونے لگے اور سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا۔ کہا اے فاطمہ اے دختر تحقیق کہ خدا نے اس وقت مجھے وحی کی اور با الطاف و نوازش بے پایاں مجھے سرفراز کیا۔ اور فرمایا۔ اے محمد آیا آپ حسینؑ کو دوست رکھتے ہیں میں نے کہا ہاں حسین میرا نوردیدہ ہے اور میوہ دل ہے۔ پھر مجھ سے کہا۔ یا محمد کیا مولود مبارک حسینؑ ہے میں اس پر اپنی رحمت و برکات و صلوات بھیجتا ہوں۔ اور اپنی خوشنودی اس کے شامل حال کرتا ہوں۔ اور لعنت و عقوبت و عذاب ان پر میرا جو اس کے قاتل ہیں۔ یا جو اس سے نزاع و دشمنی کرے۔ اور حسینؑ بہترین شہدائے گذشتگان و آئندگان ہے۔ دنیا و آخرت میں۔ اور وہ سید جمیع جوانان بہشت خلق خدا سے ہے۔ اور اس کا پدر اس سے افضل و نیکوتر ہے۔ پس میرا سلام اس کو پہنچاؤ۔ اور اسے بشارت دو کہ وہ علامت راہ ہدایت و ہادی و شاہد ہمارے دوستوں کا خلق پر و خازن علم و حجت ہمارا ساکنان جمیع آسمان اور زمین جن و انس پر ہے شیخ مفید نے روایت کی ہے۔ کہ ام الفضل دختر حارث خدمت جناب رسول خداؐ میں آئیں اور کہا یا رسول اللہ کل رات کو ایک خواب ہولناک میں نے دیکھا جناب رسول خدا نے فرمایا۔ کیا خواب دیکھا ہے کہا میں نے یہ خواب دیکھا ہے ایک ٹکڑا آپ کے جسم سے جدا ہو کر میرے دامن میں آگرا۔ رسول خدا نے فرمایا اچھا خواب تو نے دیکھا ہے واضح ہو کہ ایک پسر فاطمہؑ سے متولد ہوگا۔ اور تم اس کو پرورش کرو گی۔ لہذا اس کے امام حسینؑ متولد ہوئے اور جناب رسول خداؐ نے ان کو ام الفضل کو دیا کہ اس کی پرورش کریں۔ ام الفضل نے کہا۔ ایک روز میں امام حسینؑ کو خدمت رسول خداؐ میں لے گئی حضرت نے

ان کو مجھ سے لے کر اپنی آغوش مبارک میں بٹھایا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ چشمہائے آنحضرت سے
آنسو جاری ہیں میں نے کہا میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں۔ یارسول اللہ یہ کیا حالت ہے جو
میں آپ کی دیکھتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری
امت اس میرے فرزند کو شہید کرے گی اور ایک خاک سرخ اس کی تربت پاک سے میرے واسطے لائے

غم حسینؑ میں فرشتے کی زاری

شیخ جعفر بن نما نے کتاب مثیر الاحزان میں اور دیگر علماء نے بھی روایت کی ہے ایک فرشتہ ملائکہ
السموات جو کبھی اس سے پہلے خدمت رسول خدا میں نہ آیا تھا۔ خدا سے خواستگار ہوا۔ کہ زیارت
کو آنحضرت کی جائے۔ جب روانہ ہوا خدا نے اس کو وحی کی محمد صلعم کو خبر دینا۔ کہ تمہاری امت میں سے
ایک شقی کا نام یزید ہے وہ فرزند مبارک طاہر بتول عذرا کو شہید کریگا اس فرشتہ نے کہا۔ اے میرے
خدا میں شاد و خوش تھا۔ کہ زیارت کو جاتا ہوں۔ اب اس خبر غم سے کس طرح حضرت کو محزون و مغموم کروں۔
حکم خدا ہوا۔ جو کچھ ہم نے تم سے کہا۔ اسکی تعمیل کرو۔ یہ سن کر وہ فرشتہ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آیا
اور اپنے پر کھول کر کہا السلام علیک یا حبیب اللہ میں نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی۔ کہ آپ
کی زیارت کو آؤں۔ جب مجھے اجازت حق تعالیٰ نے عطا کی۔ ایک خبر دی جس کے سننے سے مجھے آرزو
ہوئی۔ کاش میرے پر جھڑ جاتے اور وہ خبر آپ کے لئے نہ لاتا۔ لیکن میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت
نہیں کرسکتا۔ اے پیغمبر خدا واضح ہو ایک شقی آپ کی امت میں سے جسے یزید کہتے ہیں (خدا اس کا عذاب
زیادہ کرے) وہ آپ کے فرزند طاہر مبارک کو کہ تمہاری دختر طاہرہ مبارکہ بتول عذرا سے پیدا ہوگا قتل
کرے گا۔ اور آپ کے فرزند کو قتل کرنے کے بعد اسے دنیا میں کچھ نصیب نہ ہوگا۔ اور خدا اسے یکایک
جہنم میں اپنے عذاب سے معذب کریگا جب امام حسینؑ دو سال کے ہوئے جناب رسول خداؐ کسی سفر کو
گئے ایک روز اثنائے راہ میں کھڑے ہو گئے اور انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اس
وقت جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ فرات کے کنارے ایک زمین ہے اس کو کربلا کہتے ہیں۔ اس زمین
پر آپ کی امت کے اشقیا حسینؑ کو شہید کرینگے۔ اصحاب نے عرض کی۔ یارسول اللہ کون حسینؑ کو شہید کریگا۔
حضرت نے فرمایا یزید پلید میرے فرزند حسینؑ کو شہید کریگا۔ خدا اسے برکت نہ دے گویا میں جگہ اس
کے قتل ہونے کی اور محل وقوع دفن دیکھ رہا ہوں۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا سر مبارک یزید کو
ہدیہ دینے جاتے ہیں۔ جو شخص میرے فرزند کے سر کے جانب نظر کرے اور خوش ہو خدا اس کے زبان اور
دل میں مخالفت ڈالے۔ اور اسے کفر و نفاق پر موت دے بعد اس کے آنحضرت نے اس سفر سے

محزون و غمگین مراجعت فرمائی۔ اور بالائے منبر جا کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور حسینؑ کو بھی منبر پر لے گئے۔ اپنا داہنا ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھ کر جانب آسمان سر مبارک بلند کیا۔ اور فرمایا خداوندا میں تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہوں۔ اور یہ دو فرزند میری عترت ہیں سے پاکیزہ اور میری ذریت سے نیک ہیں اور یہ وہ ہیں جن کو میں اپنے بعد اپنی امت میں چھوڑے جاتا ہوں۔ اور مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اس میرے فرزند حسینؑ کو بجور و ستم قتل کریں گے اور میری امت اس کی نصرت دیا وری نہ کرے گی۔ خداوندا قاتلان حسینؑ کو برکت نہ دینا اور حسینؑ کو بہترین شہدا کرنا۔ تحقیق کہ تو سب چیز پر قادر ہے۔ خداوندا اس کے قاتل کو برکت نہ دے اور اسے بھی برکت نہ دے جو اس کی نصرت یا وری نہ کرے یہ سن کر جمیع اہالیان مسجد نے صدائے گریہ بلند کی۔ آنحضرت نے فرمایا آج تم حسین پر روتے ہو کل اس کی نصرت نہ کرد گے۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ جناب رسول خدا چند روز قبل اپنی وفات سے ایک سفر میں گئے اور جب واپس تشریف لائے۔ رنگ مبارک آنحضرت متغیر مزاج برافروختہ تھا بعد اسکے منبر پر گئے۔ اور ایک خطبہ بلیغ مختصر ادا کیا۔ اور آنسو چشمہائے مبارک سے جاری تھے پس فرمایا ایہا الناس میں تم سے جاتا ہوں اور دو چیزیں بزرگ تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت ہے کہ شجرہ نبوت سے آگے ہیں اور میرے باغ کے میوے ہیں اور یہ دونوں آپس میں سے جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ پہنچیں اور میں اپنی عترت اور اہل بیت کے حق میں تم سے سوال نہیں کرتا مگر اس چیز کا جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنی اسے محمد کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجر نہیں چاہتا مگر محبت میری اہل بیت سے رکھو اور ایسے نہ ہو جانا۔ کہ جب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ۔ دشمنان رسول ہو۔ اور ان پر ستم کر چکے ہو۔ تحقیق کہ بروز قیامت تین علم و رایت میری امت کے مجھ پر وارد ہونگے۔ ایک رایت سیاہ تیرہ ہوگا جب میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا تم کون ہو میرا نام ان کے دلوں سے محو ہو جائے گا۔ اور کہیں گے ہم اہل توحید عرب کے رہنے والے ہیں۔ میں کہوں گا میں احمد پیغمبر عرب و عجم ہوں یہ کہیں گے ہم آپ کی امت سے ہیں۔ میں کہوں گا بعد میرے کتاب خدا اور میری عترت کی رعایت کس طرح کی یہ کہیں گے کتاب خدا کو ہم نے ضائع کر دیا۔ اور اس میں تحریف و تاویل کی۔ اور آپ کی اہل بیت ان کے حق میں ہم نے سعی و کوشش کی روئے زمین پر ان کو ان کے مرتبہ سے گرادیں۔ یہ سن کر میں ان سے روگردان ہونگا۔ اور یہ لوگ پیاسے حوض کوثر کے سامنے سے پھر جائیں گے۔ اس کے بعد دوسرا رایت و علم میرے پاس رایت اول سے زیادہ سیاہ و تیرہ آئیگا وہ بھی مجھے مثل اول جواب دیں گے۔ میں ان سے کہوں گا تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ آیا تھا۔ ان

سے تم نے کیا سلوک کیا وہ کہیں گے کتاب خدا کی ہم نے مخالفت کی۔ اور آپ کی عترت کی نصرت و یاوری نہ کی۔ اور ان کو قتل کیا۔ اور پراگندہ کر دیا میں یہ سن کر کہوں گا میرے سامنے سے دور ہو پس حوض کوثر سے تشنہ دہن واپس جائیں گے۔ بعد اسکے تیسرا علم ورایت میرے پاس آئے گا جس سے نور تاباں ہو گا میں ان سے کہوں گا تم کون ہو۔ وہ کہیں گے ہم اہل کلمہ توحید و پرہیزگاری ہیں۔ ہم امت محمدی ہیں۔ ہم بقیہ اہل حق ہیں۔ کہ حامل کتاب خدا ہوئے۔ ہم نے اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا۔ ذریت محمدی کو دوست رکھا۔ اور انکی ہر امر میں ہم نے نصرت و یاری کی جس میں اپنی ہم نے نصرت کی۔ ہم نے ان کی خدمت میں قتال کیا اور جس نے ان سے دشمنی کی۔ ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ پس یہ سن کر میں ان سے کہوں گا تم کو بشارت ہو کہ میں تمہارا پیغمبر ہوں۔ اور تم دنیا میں ایسے ہی تھے جیسے کہتے ہو۔ بعد اسکے میں ان کو حوض کوثر سے پانی پلاؤں گا۔ اور یہ سیراب حوض کوثر سے پھریں گے بتحقیق کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے فرزند حسینؑ کو کربلا میں شہید کریگی۔ خدا کی لعنت اس پر تا روز قیامت ہو۔ جو حسینؑ کو قتل کرے یا اس کی نصرت نہ کرے پس یہ فرما کر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور جمیع مہاجرین کو اور انصار کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ امام حسینؑ شہید ہونگے۔ بعض کتب معتبرہ میں ام سلمہ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھائے تھے کبھی حسنؑ کو اور کبھی حسینؑ کو پیار کرتے تھے ناگاہ جبرئیل آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ان کو کیونکر نہ دوست رکھوں یہ میرے دنیا میں دو پھول ہیں اور میرے دو نور دیدہ ہیں۔ جبرئیل نے کہا۔ یا نبی اللہ خداوند عالم نے ان کے لئے ایک امر قرار دیا ہے۔ صبر کیجئے حضرت نے فرمایا۔ وہ امر کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا امام حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور امام حسینؑ کو بظلم وستم تن سے سر جدا کریں گے یا حضرت ہر پیغمبر کی دعا مستجاب ہوئی اگر چاہتے ہو خدا سے دعا کیجئے کہ یہ مصیبتیں ان سے دفع کر دے اور اگر شفاعت گناہگاراں امت بروز قیامت منظور ہے تو ان مصائب کو قبول کیجئے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اپنے پروردگار کے حکم پر راضی ہوں اور جو اس نے میرے لئے پسند کیا ہے وہ مجھے منظور ہے اور میں چاہتا ہوں ان مصائب کو وسیلہ شفاعت گناہگاران امت کروں۔

نزول حضرت آدمؑ در صحرائے کربلا

ایضاً روایت ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر آئے۔ حضرت حوا کو اطراف زمین میں تلاش کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ صحرائے کربلا میں گزر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں پہنچے افواج حزن واندوہ نے

گھیر لیا اور جب مقتل امام حسینؑ میں پہنچے ایک پتھر کی ٹھوکر کھائی۔ اور قدمہائے مبارک سے خون جاری ہوا حضرت آدمؑ نے آسمان کی طرف منہ بلند کیا اور عرض کی۔ پروردگارہ میں تمام زمین پر پھیرا مگر جو اندوہ وغم مجھے اس زمین پر پہنچا اور کسی زمین پر نہ پہنچا۔ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی فرمائی کہ اس زمین پر میرا برگزیدہ بندہ حسینؑ بن علی قتل ہوگا۔ میں نے چاہا کہ حسینؑ کے اندوہ غم میں تم کو بھی شریک کروں اور تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو جس طرح حسینؑ کا خون اس زمین پر بہے گا۔ حضرت آدم نے کہا۔ حسینؑ بن علی کا قاتل کون ہے خدا نے آدمؑ کو وحی کی حسینؑ بن علی کا قاتل یزید ہوگا۔ کہ اہل آسمان و زمین اس پر لعنت کریں گے۔ اور کرتے ہیں یہ سن کر حضرت آدمؑ نے بھی مکرر یزید پر لعنت کر کے اس زمین سے باہر تشریف لے گئے۔

نزول حضرت نوحؑ جب نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور جب کشتی زمین کربلا پر پہنچی ایک موج ایسی آئی۔ کہ قریب تھا۔ کہ کشتی غرق ہو جائے اور نوحؑ پر ترس ہم والم عظیم طاری ہوا۔ کہا پروردگار کسی زمین پر مجھ پر یہ واقعہ نہیں گذرا جو اس زمین پر گذرا ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے نوح یہ وہ جگہ ہے جہاں فرزند زادہ خاتم الانبیاء و فرزند بہترین اوصیاء شہید ہوگا نوح نے کہا پروردگار ان کا قاتل کون ہے۔ حکم ہوا ان کا قاتل یزید ہے کہ اس پر تمام آسمان و زمین لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت نوح نے بھی مکرر یزید پر لعنت کی یہاں تک کہ کشتی غرق ہونے سے بچا پانی اور کوہ جودی پر پہنچی

نزول حضرت ابراہیم علیہ السلام ایضاً۔ ایک روز حضرت ابراہیم گھوڑے پر سوار ہو کر صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ناگاہ گھوڑے نے ٹھوکر کھائی حضرت ابراہیم گھوڑے سے زمین پر گر پڑے اور سر مبارک ایک پتھر پر لگا۔ اور خون جاری ہوا حضرت ابراہیم نے استغفار شروع کی اور کہا۔ خداوندا مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا۔ کہ اس عقوبت کا مستحق ہوا ناگاہ جبرئیل، نازل ہوئے اور کہا اے ابراہیمؑ آپ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔ لیکن یہ وہ جگہ ہے جہاں نوردیدہ محمد مصطفیٰؐ و فرزند پسندیدہ علی مرتضیٰ بجور وجفا شہید ہوگا۔ اور خدا نے چاہا۔ کہ آپ بھی ان کی مصیبت میں موافقت کریں۔ اور آپ کا خون بھی اس سرزمین پر جاری ہوا حضرت ابراہیم نے کہا۔ اے جبرئیل کون ان کا قاتل ہوگا جبرئیل نے کہا۔ ان کا قاتل یزید پلید ہوگا۔ کہ ساکنان جمیع آسمان و زمین و لوح قلم اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر ابراہیمؑ نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر بہت لعنت کی اور خدا نے ابراہیم کے گھوڑے کو گویا کیا کہ ہر وقت وہ گھوڑا لعنت کہتے وقت آمین کہتا تھا۔ ابراہیم نے اس گھوڑے سے کہا۔ تو کیوں لعنت کہتے وقت آمین کہتا ہے۔ گھوڑے نے کہا میں اس وجہ سے آمین کہتا ہوں کہ اس ملعون کی شومی و بدبختی سے میں نے آپ کو زمین پر گرا دیا اور آپ سے خجل و شرمندہ ہوا۔

نزولِ گوسفند حضرت اسمٰعیلؑ

ایضاً روایت ہے ایک روز گوسفندانِ اسمائیلؑ کو فرات کے کنارے چرا رہے تھے۔ ناگاہ چرواہے نے آ کر کہا۔ کئی روز سے گوسفند وہاں نہیں چرتے ہر چند میں ان کو دریا کے کنارے لے جاتا ہوں مگر پانی نہیں پیتے یہ سن کر حضرت اسمٰعیلؑ نے خدا سے اس حال کا سوال کیا۔ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے اسمٰعیلؑ تم اپنے گوسفندوں سے خود یہ کیفیت دریافت کرو۔ جب حضرت اسمائیل نے ان گوسفندوں سے سوال کیا۔ ان جانوروں نے بزبان فصیح کہا۔ ہم کو خبر پہونچی ہے۔ کہ آپ کا فرزند حسینؑ جگر گوشہ پیغمبر آخر الزمان اس زمین پر پیاسا شہید ہوگا۔ لہذا ہم نے اس حزن و اندوہ کے سبب پانی نہ پیا۔ اور چاہا پیاس میں ان کی موافقت کریں۔ حضرت اسمائیل نے ان گوسفندوں سے پوچھا۔ امام حسینؑ کا قاتل کون ہوگا۔ گوسفندوں نے کہا۔ حسینؑ کا قاتل یزید پلید ہے کہ تمام اہل آسمان و زمین و جمیع خلق خدا اس پلید پر لعنت کرتے ہیں۔ حضرت اسمائیل نے کہا۔ خداوندا قاتلان حسین پر لعنت کر۔

نزول حضرت موسیٰؑ

ایضاً ایک روز حضرت موسیٰؑ معہ اپنے وصی یوشع بن نون صحرائے کربلا میں پہنچے جب اس صحرا میں داخل ہوئے۔ بندِ نعلین موسیٰ ٹوٹ گیا۔ اور پائے مبارک خار و خاشاک سے مجروح ہوا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا۔ خداوندا اس کا سبب کیا ہے۔ خدا نے وحی کی۔ اس زمین پر میرے برگزیدہ حسینؑ کا خون بہیگا۔ میں نے چاہا کہ تمہارا خون بھی اس زمین پر جاری ہو موسیٰؑ نے عرض کی۔ خداوندا حسینؑ کون ہے۔ خدا نے وحی کی حسینؑ محمد مصطفےٰ کا نواسا۔ اور فرزند دلبند علی مرتضیٰ ہے۔ موسیٰ نے کہا خداوندا حسینؑ کا قاتل کون ہے خدا نے وحی کی حسینؑ کا قاتل وہ ہے جس پر ماہیان دریا و وحشیان صحرا اور ہوا لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر موسیٰؑ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور قاتلانِ آنحضرت پر بہت لعنت فرمائی اور یوشع بن نون وصی موسیٰؑ نے آمین کہی۔

نزول حضرت سلیمانؑ

ایضاً۔ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر سوار تھے اور تخت اڑا جا رہا تھا جب وہ تخت مقابل صحرائے کربلا پہنچا۔ اس وقت ہوا کے جھونکے سے تین مرتبہ تخت کو تزلزل ہوا۔ حضرت سلیمانؑ خائف و ترساں ہوئے۔ کہ کہیں تخت ہوا سے نیچے نہ گر پڑے۔ پھر ہوا تھم گئی۔ اور تخت زمین پر آ گرا۔ حضرت سلیمان نے ہوا پر غصہ و عتاب کیا۔ کہ تو کیوں تھم گئی۔ اور تیرا سبب اضطراب کیا تھا۔ ہوا نے کہا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ کہ اس جگہ نور دیدہ محمد مختارؐ و فرزند گرامی حیدر کرار شہید ہوگا۔ سلیمانؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے ہوا نے کہا ان کا قاتل

یزید پلید ہوگا۔ کہ ساکنان آسمان و زمین اس پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت سلیمان نے ہاتھ اٹھا
کر دعا فرمائی اور قاتلان حسین پر بہت لعنت و نفرین کی اور جن و انس مرغان ہوا جو آنحضرت کے ہمراہ
تھے سب نے آمین کہی۔ پھر اس لعنت کی برکت سے ہوا چلی اور اس تخت کو اس صحرا سے باہر لے گئی

نزول حضرت عیسیٰ

۱۲۱ ایضاً۔ ایک روز حضرت عیسیٰؑ معہ حواریوں کے سیر و سیاحت کر رہے تھے۔ ناگاہ صحرائے کربلا میں گذر ہوا۔ اور جب اس صحرا میں داخل
ہوئے۔ چاہا باہر نکل جائیں ناگاہ ایک شیر ان کے سامنے آکھڑا ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا۔ اے
شیر تو نے میرا راستہ کیوں روکا۔ شیر بحکم خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح کہا میں آپ کو اس صحرا سے
باہر نہ جانے دونگا جب تک حسین بن علی کے قاتل پر لعنت نہ کیجئے گا عیسیٰؑ نے کہا حسینؑ کون ہے
شیر نے کہا حسینؑ فرزند زادہ نبی امی۔ فرزند علی ولی ہے۔ عیسیٰؑ نے کہا ان کا قاتل کون ہے شیر نے
کہا قاتل حسینؑ کا یزید پلید ہے تمام وحشیان و درندگان صحرا اس پر لعنت کرتے ہیں خصوصاً بروز
عاشورا۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے یزید پر لعنت کی۔ اور حواریین اور مصاحبین
نے آمین کہی۔ بعد اسکے وہ شیر سامنے سے ہٹ گیا اور حضرت عیسیٰؑ معہ حواریین و مصاحبین اس
صحرا سے باہر تشریف لے گئے۔

فصل ساتویں خبر دینا رسول خدا و جناب امیر شہادت حسینؑ

ابن بابویہؒ ابن قولویہؒ و شیخ مفیدؒ و صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امیرؑ و جناب امام محمد
باقرؑ و جناب ابن عباس و جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے
فرمایا جسے منظور ہو کہ میری طرح زندگانی کرے اور میری طرح اسے موت آئے اور داخل جنت
العدن ہو کہ جسے میرے پروردگار نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا ہے۔ پس اسے لازم ہے
کہ ولایت علی ابن ابی طالب رکھے اور علی کے دشمنوں کا دشمن رہے اور فضل علی ابن ابی طالب
پہنچانے اور انکے اوصیاء کو امام جانے تحقیق کہ حق تعالیٰ نے ان کو میرا علم و فہم عطا کیا ہے اور
یہ میری عترت ہیں اور میرے خون و گوشت سے پیدا ہوئے ہیں۔ خدا نے میرا علم و فضل انکو عطا
کیا ہے۔ ان لوگوں پر وائے ہو جو میری امت میں سے میرے فرزندوں کے علم و فضل سے
انکار کرتے ہیں۔ اور بوجہ دشمنی ذریت و عترت میرا صلۂ رحم قطع کرتے ہیں۔ و بروایت دیگر آنحضرت

نے فرمایا میں اپنے خدا سے اپنی امت کے اُن لوگوں کی شکایت کرتا ہوں۔ جو میری عترت کے دشمن ہیں اور ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں۔ اور قسم بخدا میرے فرزند حسینؑ کو میرے بعد شہید کریں گے۔ خدا ان ظالموں کو میری شفاعت سے محروم رکھے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ ایام طفولیت میں رسول خدا پاس آئے۔ آنحضرتؐ جناب امیرؑ سے فرماتے۔ یا علیؑ میرے فرزند حسینؑ کو میرے پاس لاؤ پس امام حسینؑ کو آغوش مبارک میں لیتے اور گلوئے مبارک کو چوم کر روتے تھے۔ ایک روز امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا آپ کیوں روتے ہیں جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی کس طرح میں نہ روؤں۔ حالانکہ مقام شمشیر و سنان کو چومتا ہوں۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے نانا کیا ہم قتل ہونگے جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں تم اور تمہارے بھائی اور باپ سب شہید ہونگے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ قبریں ہماری ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ ہاں اے فرزند تم سب کی دور ہونگی امام حسین نے کہا پھر ہماری زیارت آپ کی امت میں سے کون کریگا رسول خدا نے فرمایا ہماری زیارت اور تمہارے بھائی اور باپ کی زیارت صدیقان امت کریں گے۔

خواب ہندہ مادر معاویہ ابن شہر آشوبؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہندہ مادر معاویہ نے عائشہ سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور چاہتی ہوں جناب رسول خدا سے بیان کروں تم آنحضرت سے اجازت لے دو۔ جب اجازت ملی۔ جناب رسول خداؐ کی خدمت میں آئی۔ اور کہا۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک آفتاب میرے سر پر طلوع ہوا۔ اور اس آفتاب میں سے دوسرا آفتاب ظاہر ہوا۔ اور میری فرج سے ایک سیاہ چاند نکلا۔ اور اس چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا۔ اور اس ستارہ سیاہ نے اس آفتاب پر جو آفتاب سے ظاہر ہوا تھا۔ حملہ کیا اور سے نگل گیا۔ پس تمام آسمان سیاہ ہو گیا۔ اور ستارے آسمان پر نمایاں ہوئے اور سیاہ ستارے بھی میں نے زمین پر دیکھے۔ اور جمیع آفاق زمین کو انھوں نے گھیر لیا جب جناب رسول خدا نے یہ خواب سنا آنسو چشم مبارک سے جاری ہوئے اور دو مرتبہ فرمایا اے دشمن خدا باہر جا کہ تو نے میرا نہ وہ غم تازہ کیا اور خبر مرگ میرے دوستوں کی تو نے دی جب وہ ملعونہ باہر گئی۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ خداوندا اس پر لعنت کر اور اس کے فرزند پر لعنت کر۔ جب جناب رسول خدا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ آفتاب جو پہلے طالع ہوا برج امامت علی ابن طالب ہے اور وہ سیاہ چاند جو اس ملعونہ کی فرج سے

نکلا۔ معاویہ منکر خدا و رسولؐ ہے کہ عالم کو گمراہ کرے گا۔ اور وہ ستارہ سیاہ جو سیاہ چاند سے نکلا اور آفتاب کو چک پر حملہ کر کے نگل گیا۔ وہ یزید پلید پسر معاویہ ہے یہ میرے فرزند حسینؑ سے جنگ کریگا۔ اور حسینؑ کو شہید کریگا اور روز شہادت امام حسینؑ آفتاب تیرہ تاریک ہو جائیگا اور اطراف آسمان بھی تیرہ و تاریک ہو جائیں گے اور تیرگی کفر و ضلالت آفاق جہاں کو گھیر لے گی اور ستارہائے سیاہ جو زمین پر پھیل گئے۔ خلفائے بنی امیہ ہیں۔ کہ زمین کو احاطہ کریں گے۔

خبر شہادت رسولؐ کا فاطمہؑ سے بیان کرنا

فرات بن ابراہیمؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب فاطمہؑ امام حسینؑ کو گود میں لیئے ہوئے تھیں جناب رسول خداؐ نے امام حسینؑ کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے اور خدا اس پر لعنت کرے جو تیرے قتل پر اعانت کریں گے۔ اور خدا میرے ان کے درمیان حکم کرے۔ جو تیرے قاتلوں کی نصرت و یاری کریں گے جب جناب فاطمہؑ نے یہ سخنان غم انگیز اپنے پدر سے سنے کہا اے پدر یہ کیا باتیں آپ میرے فرزند کے حق میں فرماتے ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جو کچھ بعد میرے اور تمہارے آزار و ظلم و ستم گزریں گے۔ وہ مجھے یاد آئے اور یہ فرزند اس روز اپنے ان اصحاب میں ہوگا۔ کہ جو مانند ستارہ ہائے آسمان ہونگے۔ اور نہایت شوق سے اپنی جان دینگے اور گویا میں اس فرزند کے لشکرگاہ اور خیمہ گاہ اور انکی قبروں کو دیکھ رہا ہوں۔ جناب فاطمہ نے کہا اے پدر جو باتیں آپ نے میرے سے کیں۔ یہ کس جگہ واقعہ ہونگی۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ اس جگہ جسے کربلا کہتے ہیں کہ وہ مقام کرب و بلا و محنت و وخائے اہل بیت رسول خدا ہوگا۔ اور اس فرزند سے بدترین امت لڑے گی۔ کہ ان میں سے اگر ایک کے لئے تمام اہل آسمان و زمین شفاعت کریں ان کی شفاعت قبول نہ ہوگی اور ابدالاباد جہنم میں رہیں گے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار یہ میرا فرزند گرامی قتل ہوگا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے فاطمہؑ یہ فرزند قتل ہوگا کہ کوئی شخص قبل اس کے اس طرح قتل نہ ہوگا۔ اور اس پر تمام آسمان و زمین و ملائکہ وحشیان صحرا و ماہیان دریا اور تمام پہاڑ روئیں گے۔ اور اُن میں سے ہر ایک خدا سے اجازت چاہے گا۔ کہ انتقام اس کے دشمنوں سے لے اور ان کو اجازت نہ ملے گی۔ اگر ان کو اجازت مل جاتے کوئی متنفس زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اور ایک جماعت ہمارے دوستوں سے اسکی زیارت کو جائیں گے کہ ان لوگوں سے زیادہ تر کوئی دانا بحق خدا اور بحق اہل بیتؑ نہ ہوگا۔ اور بغیر انکے ان

کی زیارت کو کوئی متوجہ نہ ہوگا۔ وہ لوگ چراغہائے راہ ہدایت وشفیعان روز قیامت میں جب حوض کوثر پر میرے پاس پہونچیں گے۔ میں انہیں ان کی علامتہائے نیک سے پہچان لوں گا۔ یہ زائران حسینؑ مظلوم ہیں۔ اور اس روز ہر مذہب وملت کے لوگ اپنے پیشوایان دین کو طلب کریں گے۔ اور وہ لوگ مجھ سے طلب کریں گے۔ اور سوائے میرے دوسرے کو طلب نہ کریں گے۔ ان کی وجہ سے زمین تھمی ہوئی ہے اور ان کی برکت سے پانی آسمان سے برستا ہے۔ جناب فاطمہ نے کہا اے پدر بزرگوار انا للہ وانا الیہ راجعون یہ کہا اور بآواز بلند رونے لگیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے دختر بہترین بہشت شہدا ہیں۔ کہ جنہوں نے راہ خدا میں اپنے جان ومال کو دے دیا۔ اور بہشت کو خدا سے خرید لیا۔ اور ثواب ہائے خدا دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر ہے اور راہ خدا میں مارا جانا ہے۔ اور اپنے فرش پر مرنے سے بہتر ہے جیسے خدا نے مرنے کے لئے مقصد کیا ہے وہ اپنے قتل گاہ میں جاتا ہے اور جو کوئی بشہادت سعادت فائز نہ ہو وہ بھی مرے گا۔ اے فاطمہ دختر محمدؐ کیا تم کو منظور نہیں کہ بروز قیامت ان کے حق میں جو تم کہو قبول ہو۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا فرزند حاملان عرش خدا سے ہو۔ آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا باپ شفیع روز جزا ہو۔ آیا راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر اس روز ساقی حوض کوثر ہو۔ جس دن تمام خلق تشنہ ہو گی۔ اور تمہارا شوہر اس روز حوض کوثر سے دوستوں کو سیراب کرے اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے ہنکا دے۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تمہارا شوہر قاسم جہنم ہو اور جہنم تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کا مطیع ہو جسے چاہے جہنم سے نکال لے۔ اور جسے چاہے جہنم میں ڈال دے آیا راضی نہیں ہو۔ کہ تم بجانب ملائکہ نظر کرو کہ اطراف آسمان میں کھڑے ہوں۔ اور وہ سب تمہاری طرف دیکھ رہے ہوں اور تمہارے حکم کے منتظر ہوں اور جو تم حکم کرو۔ اس کی وہ تعمیل کریں اور تمہاری جانب وہ نظر کریں۔ کہ قریب اپنے رب سے منہ کرتے ہوں۔ اے فاطمہ تم جانتی ہو کہ خدا تمہارے فرزند کے قاتل سے اور تمہارے قاتلوں اور تمہارے شوہر کے قاتل سے کیا سلوک کرے گا۔ جب کہ حجت تمام خلائق پر تمام ہو گی۔ اور آتش جہنم کو حکم ہو گا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی اطاعت کرے آیا تم راضی نہیں ہو کہ ملائکہ مقربان خدا تمہارے فرزند پر گریہ کریں۔ اور نہایت متاسف اور اندوہگین ہوں آیا تم راضی نہیں ہو کہ جو ان کی زیارت کو جائے۔ خدا کی حفظ و امان میں رہے اور اس کے زائر کا مرتبہ ایسا ہو کہ گویا خانہ خدا کے حج کو گیا ہو۔ اور حج وعمرہ بجا

لایا ہو۔ اور جب تک زائر راستہ میں ہو یک چشم زدن رحمت خدا سے خالی نہ ہو اور اگر مر جائے۔ شہید ہے اور جب
زندہ رہے ہمیشہ حافظان اعمال اس کے لئے دعا کریں اور ہمیشہ حفظ و امان خدا میں رہے۔ تا وقتیکہ
دنیا سے مفارقت کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں رضا مند ہوں۔ اور حکم
خدا میں نے قبول کر کے خدا پر توکل کیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک قلب فاطمہ
پر رکھا۔ اور آنسو ان کی آنکھ سے پونچھ کے فرمایا میں اور تمہارا شوہر اور تمہارے فرزند ایسے مکان
میں ہونگے جس کے دیکھنے سے تمہاری آنکھیں روشن ہوں اور دل روشن ہو جائے۔

احادیث جناب رسول خداؐ

ابن نما رحمہ اللہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے قریب وفات امام حسینؑ کو اپنے سینے
سے لگایا۔ اور عرق مبارک آنحضرتؐ چہرہ امام حسینؑ پر ٹپکتا تھا۔ اور آنحضرتؐ متوجہ عالم بقا تھے
اور فرماتے تھے مجھے یزید سے ________ کیا کام خداوندا یزید پر تو لعنت کر۔
یہ فرما کر ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے امام حسینؑ کو پیار کر کے
رونے لگے۔ اور فرمایا اے فرزند میرے اور تیرے قاتل کے درمیان ایک مقام مخاصمہ نزدیک
خداوند عالمیان ہوگا ابن قولویہؒ نے جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز امام حسینؑ آغوش
مبارک رسالت میں بیٹھے تھے اور آنحضرتؐ امام حسینؑ کو کھلاتے اور ہنساتے تھے یہ دیکھ کر عائشہ
نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ اس طفل کو کس درجہ خوش رکھتے ہیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کس
طرح میں اسے دوست نہ رکھوں۔ اور مجھے یہ فرزند کس طرح اچھا نہ معلوم ہو۔ حالانکہ یہ میرا میوہ دل
ہے۔ بتحقیق کہ میری امت اسے قتل کرے گی۔ پس جو کوئی بعد شہادت اس کی زیارت کرے گا
خداوند عالم اس کیلئے ایک حج میرے حجوں سے لکھیگا۔ عائشہ نے تعجب سے کہا۔ ایک حج آپ
کے حجوں میں سے اسے ملیگا۔ حضرت نے فرمایا بلکہ دو حج میرے حجوں سے۔ پھر عائشہ نے تعجب
کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ چار حج میرے حجوں میں سے اور برابر عائشہ تعجب کرتی تھی۔ اور آنحضرت
بڑھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ نوے حج میرے حجوں سے اور ہر ایک حج کے
ہمراہ عمرہ بھی کیا ہو۔ اس کا ثواب اس فرزند کے زائر کو ملے گا

حدیث جناب امیر علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں ہمراہ جناب امیر تھا۔ جبکہ وہ متوجہ جنگ
صفین ہوئے جب ہم مقام نینوا میں پہنچے۔ جو فرات کے کنارے ہے جناب نے بصدائے بلند

مجھے آواز دی۔ کہ اے پسر عباس تم اس جگہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا اے امیرالمؤمنین میں نہیں پہچانتا جناب امیر نے فرمایا۔ اگر تم اس مقام کو پہچانتے جس طرح میں پہچانتا ہوں۔ بتحقیق کہ اس مقام سے تم نہ جاتے۔ جب تک گریہ نہ کر لیتے جس طرح میں نے گریہ کیا۔ یہ فرما کر جناب امیرؑ بہت روئے یہاں تک کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور آنسو سینہ مبارک پر جاری ہوئے۔ اور میں بھی گریاں ہوا۔ جناب امیر نے فرمایا۔ آہ آہ مجھے آل سفیان سے کیا کام مجھے آل حرب سے کہ لشکر شیطان و دوالیان کفر و عدوان میں کیا کام ہے پھر فرمایا۔ اے ابوعبداللہ صبر کرو۔ کہ جو تمہیں پہنچا تمہارے پدر کو بھی پہنچے گا۔ بعد اسکے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ اور بہت سی نماز پڑھی پھر اسطرح کے سخن فرما کے رونے لگے۔ پھر ایک ساعت حضرت نے آرام کیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے فرمایا۔ اے پسر عباس کہاں ہو میں نے کہا۔ یا حضرتؑ میں حاضر ہوں فرمایا تم چاہتے ہو۔ کہ میں تم سے بیان کروں۔ جو اس وقت میں نے خواب میں دیکھا میں نے عرض کیا۔ ہمیشہ آپکی چشمہائے مبارک خشک رہیں۔ جو کچھ آپ نے خواب دیکھا۔ وہ آپ کیلئے باعث خیر و سعادت ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا چند مرد آسمان سے نیچے آئے اور علم ہائے سفید ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور تلواریں حمائل کئے تھے اور انکی تلواریں بوجہ نور و سفیدی چمکتی تھیں انہوں نے آکر اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا۔ پھر میں نے دیکھا۔ ان درختوں کی شاخیں زمین کی جانب جھک گئیں۔ اور خون تازہ اس صحرا میں موجزن ہوا۔ اور اپنے فرزند جگر گوشہ حسینؑ کو میں نے دیکھا۔ کہ اس خون میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور استغاثہ کر رہا ہے اور کوئی اس کی فریاد کو نہیں پہنچا۔ اور وہ مردان سفید پوش جو آسمان سے زمین پر آئے تھے حسینؑ سے کہتے تھے صبر کرو تم بدترین امت کے ہاتھ سے قتل ہو گے اور اس وقت اے ابوعبداللہ بہشت تمہارا مشتاق ہے۔ بعد اسکے وہ سفید پوش لوگ میرے پاس آئے اور مجھے تعزیت دے کر کہا۔ اے ابوالحسن شاد و خوش رہئے کہ خدا آپ کی آنکھیں بروز قیامت بسبب ان مصائب کے روشن کرے گا۔ یہ دیکھ کر میں خواب سے بیدار ہوا۔ اور میں قسم اس خدا کی کھاتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں علی کی جان ہے۔ مجھے سچا جانو کیونکہ رسول خداؐ نے مجھے خبر دی تھی۔ کہ جب میں باغیوں سے لڑنے جاؤں گا۔ اور وہ مجھ پر طغیانی کریں گے میں اس زمین کو دیکھوں گا۔ اور یہ زمین کرب و بلا ہے کہ میرا فرزند حسینؑ مع سترہ نفر اپنے فرزندوں اور فرزندان فاطمہؑ سے اس زمین پر دفن ہو گا۔ اور یہ زمین آسمانوں میں مشہور و معروف ہے۔ اور اسے زمین کرب و بلا کہتے ہیں جس طرح حرم کعبہ و حرم مدینہ و بیت المقدس کا نام لیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے

پسر عباس۔ اس صحرا میں سرگین آہو ڈھونڈ۔ قسم بخدا میں ہرگز جھوٹ نہیں کہتا ہوں۔ اور جھوٹ میں نے رسول خداؐ سے نہیں سنا۔ حضرت نے مجھے خبر دی کہ اس صحرا میں سرگین، جمع دیکھوں گا۔ اس کا رنگ مثل زعفران زرد ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں ڈھونڈنے لگا۔ اور جس طرح جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح کی سرگوں ایک جگہ میں نے جمع دیکھیں۔ اور آواز دی کہ اے امیرالمومنین جس طرح کی آپ نے سرگیں بیان کیں۔ اس طرح کی سرگیں میں نے ایک جگہ جمع دیکھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا خدا اور رسولؐ نے سچ فرمایا۔ یہ فرما کر وہاں سے اٹھ کر جلدی آئے۔ اور اٹھا کر اسے سونگھا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی سرگیں ہیں۔ جس کی مجھے خبر دی ہے۔ اے پسر عباس تم جانتے ہو یہ کیا ہے اسے عیسیٰ بن مریمؑ نے جب وہ اس صحرا میں داخل ہوئے اور حوارین و مصاحبین ان کی خدمت میں تھے سونگھا ہے انہوں نے دیکھا۔ کہ گلہ آہو یہاں جمع ہوئے اور رو رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ بیٹھے اور گرد ان کے حوارین بھی بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت بہت روئے اور ان کے رونے پر حواریین و مصاحبین بھی بہت روئے مگر سبب گریہ حضرت عیسیٰؑ ان کو معلوم نہ تھا پس کہا یا روح اللہ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے کہا کچھ تم جانتے ہو۔ یہ کون سی زمین ہے سب نے کہا نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ یہ وہ زمین ہے جس پر فرزند پیغمبر آخر الزمان طاہرہ بتول عذرا کہ میری مادر کی مثل مانند آخر زمانہ میں ہیں شہید ہوگا۔ اور اس جگہ دفن ہوگا۔ اور خاک اس زمین کی مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اسلئے کہ یہ زمین طینت اس فرزند مبارک شہید کی ہے۔ اور طینت انبیاء و اولاد انبیاء کی ایسی ہی ہوتی ہے اور یہ آہو مجھ سے باتیں کر رہے اور مجھے خبر دے رہے ہیں۔ کہ اس زمین پر بشوق تربت فرزند مبارک بتول عذرا ہم چرا کرتے ہیں۔ اور یہ آہو کہتے ہیں۔ جب تک ہم اس زمین پر رہتے ہیں ہر وقت اس فرزند پیغمبر آخر الزمان و برگزیدہ خداوند عالمیان شرارت جانوران و درندگان سے امین و محفوظ رہتے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت عیسیٰؑ نے اس سرگین کو اٹھالیا۔ اور سونگھ کر فرمایا۔ کہ اس سرگین کی خوشبو اس گھاس کی خوشبو کی وجہ سے ہے۔ جو اس زمین مبارک میں اگتی ہے۔ خداوندا اسے اپنے حال پر باقی رکھنا۔ تا آنکہ پدر بزرگوار اس فرزند شہید کا سونگھے اور اس کا موجب تسلی ہو واضح ہو کہ یہ دعائے عیسیٰؑ سے اب تک باقی رہی ہے۔ اور بسبب طول مدت دراز زرد ہو گئی ہے اور یہ زمین کرب و بلا ہے بعد اسکے بصدائے بلند فرمایا۔ اے پروردگار عیسیٰؑ بن مریمؑ میرے فرزند کے قاتلوں کو اور جو لوگ ان اشقیا کی نصرت و یاری قتل حسینؑ پر کریں گے اور وہ لوگ جو نصرت حسینؑ نہ کریں گے ان کو برکت نہ دینا۔ یہ کہہ کر جناب امیرؑ بہت روئے اور ہم بھی

آنحضرتؐ کے ساتھ رونے لگا یہاں تک کہ کثرت گریہ سے جناب امیرؑ منہ کے بل گر پڑے اور ایک ساعت بے ہوش رہے اور جب ہوش میں آئے۔ تھوڑی سی سرگیں اس میں سے اٹھا کر ردائے مبارک میں باندھی اور مجھے حکم دیا۔ کہ میں نے بھی تھوڑی سی اپنی ردا میں باندھ لی۔ پھر امیر المؤمنین نے فرمایا۔ اے پسر عباسؓ جب تم دیکھنا یہ سرگین خون تازہ ہوگئی اور بہی جاتی ہے۔ جاننا کہ میرا حسینؑ جگر گوشہ اسی زمین پر شہید ہوگیا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ میں اس سرگین کو ہمیشہ آستین میں باندھے رہتا تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا۔ اور اپنی نماز ہائے واجبی سے زیادہ اس کا اہتمام رکھتا تھا ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا جب خواب سے بیدار ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری آستین خون آلود ہوگئی۔ اور اس سرگین سے خون جاری ہے۔ یہ دیکھ کر میں رونے پیٹنے لگا۔ اور کہا۔ قسم بخدا حسینؑ بن علی قتل ہوگئے ہرگز میں نے جناب سے جھوٹ نہیں سنا۔ اور ہرگز مجھے کوئی خبر نہیں دی کہ وہ واقع نہ ہوئی ہو۔ اور جب میں گھر سے باہر آیا۔ دیکھا کہ ایک غبار مدینہ کو گھیرے ہوئے ہے لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ اور آفتاب مثل طشت سرخ خون ہوگیا۔ اور دیوار ہائے مدینہ اس طرح کی سرخ ہو گئی ہیں کہ گویا خون ان پر ملا ہے بعد اس کے میں گھر گیا۔ اور گریاں ہو کر کہا۔ قسم بخدا حسینؑ بن علی شہید ہوگئے۔ ناگاہ اطراف خانہ سے مجھے آواز آئی۔ اور کسی کو میں نے نہ دیکھا۔ مجھ سے کوئی کہتا ہے اے آل رسولؐ صبر کرو۔ فرزند رسولؐ شہید ہوگیا۔ اور جبرئیل امین روتے ہوئے نازل ہوئے جب میں نے یہ آواز سنی۔ میری گریہ وزاری زیادہ ہوئی۔ اور میں نے جانا۔ امام حسینؑ اس وقت شہید ہوتے ہیں۔ اور اس دن محرم کی دس تاریخ تھی۔ بعد اسکے جب خبر مدینہ پہنچی۔ معلوم ہوا۔ کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوتے تھے۔ اور وہ جماعت جو کربلا میں تھی انہوں نے بھی بیان کیا۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایسی ہی آواز تم نے مدینہ میں سنی۔ ہم نے کربلا میں سنی اور کسی کو نہ دیکھا کہ کون کہتا ہے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔

روایت ہرثمہ

ایضاً۔ بسند معتبر ہرثمہ سے روایت ہے۔ کہا جب میں خدمت جناب امیرؑ میں ہمراہ آنحضرتؐ غزوہ صفین سے مراجعت کی۔ امیر المؤمنین کربلا میں اترے اور نماز صبح اسی جگہ پڑھی۔ پھر ایک مٹھی خاک اٹھا کر سونگھی اور فرمایا۔ اے زمین تیرا خوشا حال تجھ سے ایک جماعت محشور ہوگی کہ بےحساب داخل بہشت ہوگی یہ سن کر ہرثمہ اپنی زوجہ پاس گیا۔ اور وہ عورت شیعہ امیر المؤمنین تھی۔ جب اسنے وہ خبر بیان کی۔ اسنے کہا امیر المؤمنین جھوٹ نہیں کہتے اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہی واقعہ ہوتا ہے۔ ہرثمہ کہتا ہے۔ جب وارد کربلا ہوئے امام حسینؑ

میں اس لشکر میں تھا جسے ابن زیاد ملعون نے مقابلہ امام حسینؑ کے لیئے بھیجا تھا جب میں نے وہ زمین اور درخت دیکھے وہ قصہ مجھے یاد آیا۔ اس وقت میں اونٹ پر سوار ہو کر امام حسینؑ کی خدمت میں گیا۔ اور سلام کیا۔ اور جو کچھ امیر المؤمنین سے میں نے سنا تھا عرض کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ تو ہمارے ہمراہ ہوگا یا ہم سے لڑے گا میں نے کہا۔ نہ میں آپ کے ہمراہ ہوں اور نہ آپ سے لڑوں گا۔ اسلیئے کہ چند اطفال چھوڑ آیا ہوں۔ اور ابن زیاد سے ڈرتا ہوں یہ سن کر امام حسینؑ نے فرمایا یہاں سے چلا جا۔ کہ تو مجھے قتل ہوتے نہ دیکھے اور میری صدائے استغاثہ نہ سنے قسم اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں حسینؑ کی جان ہے۔ جو کوئی آدمی میری صدائے استغاثہ سنے گا۔ اور میری نصرت نہ کرے گا۔ خدا اسے منہ کے بل زمین پر گرا دیگا۔

روایت اصبغ بن نباتہ

ابن بابویہؒ و ابن قولویہؒ و شیخ مفیدؒ طبرسیؒ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بسند ہائے معتبرہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے اور علاوہ ان کے اور راویوں سے بھی روایت کی ہے ایک روز امیر المؤمنینؑ ممبر کوفہ پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور فرماتے تھے جو چاہو مجھ سے پوچھو قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ قسم بخدا اگر خبر ہائے گذشتہ و آئندہ کا مجھ سے سوال کرو گے میں تم کو اس کا حال قیامت تک کا بتادونگا یہ سن کر سعد بن وقاص نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے خبر دیجئے کہ میرے سر اور داڑھی میں کس قدر بال ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے میرے خلیل جناب رسول خدا نے خبر دی تھی کہ تیرے ہر بال کے نیچے ایک شیطان ہے کہ وہ تجھے گمراہ کرتا ہے اور تیرے گھر میں ایک پسر ہے کہ وہ میرے فرزند حسینؑ کو شہید کرے گا۔ اور اگر میں تیرے بالوں کی تعداد بیان کروں تو تصدیق نہ کرے گا۔ لیکن یہ خبر شہادت حسینؑ جو میں نے تجھ سے بیان کی۔ اس کی تصدیق اور حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس زمانہ میں عمر بن سعد ملعون بچہ تھا۔ اور پاؤں چلنے لگا تھا۔

احادیث مرتضیٰ مشعر بشہادت امام حسینؑ

قرب الاسناد حمیری نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ مع واصحاب صحرائے کربلا میں پہنچے اور جب داخل صحرائے کربلا ہوئے۔ رو رو کر فرمانے لگے کہ یہ جگہ دوستان خدا کے اونٹوں کی جگہ ہے اور یہ جگہ اسباب رکھنے کی ہے اور یہ جگہ خون بہنے کی ہے۔ خوشا حال تیرا اے زمین کہ خونہائے دوستان خدا تجھ پر بہے گا۔ ابن قولویہؒ نے بسند ہائے معتبرہ ابو عبد اللہ حال سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب امیرؑ کی خدمت میں گیا

اور امام حسینؑ خدمت امیرؑ میں بیٹھے تھے۔ پس جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک کتف حسینؑ پر رکھا۔ اور کہا یہ فرزند شہید ہوگا اور کوئی اس کی نصرت و یاری نہ کرے گا میں نے کہا یا امیرالمومنین اس وقت کی زندگی بہت بری زندگی ہوگی جناب امیرؑ نے فرمایا یہ وہ امر ہے۔ جو البتہ واقع ہوگا۔ ایضاً ہانی بن ہانی سے روایت کی ہے ایک روز امیرالمومنین نے فرمایا میرا فرزند حسینؑ شہید ہوگا۔ اور میں اس زمین کو پہچانتا ہوں جس پر حسینؑ شہید ہوگا۔ وہ زمین نہر فرات کے کنارے ہے ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیر نے امام حسینؑ سے کہا اے ابوعبداللہ ایک زمانہ ایسا گذرا کہ لوگ تم پر اندوہناک ہیں۔ امام حسینؑ نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں کیوں مجھ پر روتے ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں وہ جانتا ہوں۔ اور تم بھی جانو قبل اس کے وہ مصیبت تمہیں پہنچے۔ اے حسینؑ تم کو قسم اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ بنی امیہ تمہارا خون بہائیں گے اور ان سے یہ نہ ہو سکے گا کہ تم کو دین سے برگشتہ کر دیں۔ اور یاد پروردگار تمہارے دل سے محو و برطرف نہیں کر سکتے امام حسینؑ نے کہا یہی مجھے بہت ہے میں نے اس کو تسلیم کیا۔ جو خدا نے میرے لئے مقرر کیا ہے اور کلام پیغمبر خدا میں تصدیق کرتا ہوں اور اپنے پدر بزرگوار کے کلام کی بھی میں تصدیق کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے برار بن عازبؓ سے روایت کی ہے ایک روز جناب امیرؑ نے ان سے کہا۔ کہ میرا فرزند احسینؑ شہید ہوگا۔ اور تم زندہ ہوگے مگر اس کی نصرت نہ کروگے جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ برار بن عازب کہتے ہیں۔ کہ امیرالمومنینؑ نے سچ فرمایا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے اور میں نے ان کی نصرت نہ کی پس اظہار حسرت و ندامت کرتے تھے۔ اور اس حسرت و ندامت سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ ایضاً عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے کہا جب عمر بن سعد داخل مسجد ہوتا تھا اصحاب امیرالمومنینؑ کہتے تھے یہی قاتل امام حسینؑ کا ہے۔ بعض کتب معتبرہ میں عبداللہ بن قیس سے روایت کی ہے کہا۔ جب میں خدمت امیرالمومنینؑ میں غزوہ صفین پر گیا۔ ابوالاعور سلمی آیا۔ اور آب فرات کا مانع ہوا۔ کہ اصحاب آنحضرت لب فرات نہ جائیں۔ جناب امیرؑ نے ایک جماعت کو بھیجا۔ کہ انہیں ہٹادے مگر وہ نہ ہٹا سکے بلکہ پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار مجھے اجازت دیجئے کہ جاؤں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اچھا۔ اے فرزند گرامی جاؤ۔ جناب امام حسینؑ معہ جماعت سواراں متوجہ منافقین ہوئے اور بضرب شمشیر آبدار اس گروہ اشرار کو لب فرات سے ہٹا دیا۔ اور بہت اشقیاء کو واصل جہنم کیا۔ جب خبر فتح جناب امیر کو پہونچی ایک ندی چشمہائے مبارک سے آنسوؤں کی جاری ہوتی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت ایسی فتح و نصرت امام حسینؑ

کو نصیب ہوئی ہے۔ چاہیئے تھا آپ خوش ہوتے آپ روتے کیوں ہیں۔ جنابؑ امیر نے فرمایا مجھے وہ دن یاد آیا جس دن صحرائے کربلا میں آب فرات سے میرے فرزند حسینؑ کو منع کریں گے۔ اور اسے تشنہ لب شہید کریں گے۔ اور بعد اسکی شہادت کے گھوڑا اس کا بھاگ کر جانب خیمہ اہل بیت جاکر فریاد کرے۔ اور کہے گا۔ آہ آہ امت نے فرزند رسول خدا کو شہید کیا شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے ایک روز عمر بن سعد ملعون نے امام حسینؑ سے کہا۔ کہ ایک جماعت بے خرد بے وقوف کا گمان یہ ہے کہ میں آپ کو شہید کروں گا۔ امام حسینؑ نے فرمایا وہ لوگ بے خرد بے وقوف نہیں۔ بلکہ عقلمند و واقف کار ہیں۔ لیکن میں اس وجہ سے خوش ہوں کہ میرے بعد تو گندم عراق نہ کھا سکے گا۔ مگر تھوڑی مدت

فصل آٹھویں۔ بیان مصائب امام حسین علیہ السلام

خدا نے قاتلان حسین کو کیوں نہ باز رکھا۔ اور اس جماعت کے قول کا رد جو کہتے ہیں امام حسین قتل نہیں ہوئے اور نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بن فضل سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادقؑ میں عرض کی کہ یا ابن رسول اللہؐ کس علت سے روز عاشورا روز اندوہ و جزع و مصیبت و گریہ ہے اور روز وفات رسول خداؐ و روز وفات فاطمۃ الزہراؑ و روز شہادت علی مرتضےٰؑ و حسن مجتبیٰؑ جزع و مصیبت و اندوہ میں مثل روز عاشورا نہیں جضرت نے فرمایا۔ روز شہادت امام حسینؑ مصیبت و اندوہ میں تمام دنوں سے عظیم تر ہے اسلئے کہ اصحاب کبار و آل عبا خدا کے نزدیک گرامی ترین خلق تھے۔ لوگ ان کو بایکدیگر دیکھتے تھے اور ان کی آیات کرامت و فضل بایکدیگر نازل ہوتے تھے۔ جب جناب رسول خداؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ درمیان مردم تھے۔ اور لوگوں کو ان کو دیکھنے سے تسلی ہوتی تھی جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ مردم بملاقات امیرؑ و حسنینؑ اپنے دل کو تسلی دیتے تھے۔ جب امیر المؤمنین نے رحلت فرمائی۔ مردم بزیارت حسنینؑ اپنے دل کو تسلی دیتے تھے اور درد مصیبت و اندوہ میں ملاقات حسنینؑ سے خوش ہوتے تھے اور اپنی آنکھیں بمشاہدہ حسنین روشن کرتے تھے اور جب امام حسنؑ نے انتقال کیا لوگ امام حسینؑ کی زیارت سے خوش و خرم تھے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ آل عبا کا خاتمہ ہوا۔ اور ان بزرگواروں میں سے کوئی نہ رہا جس کی زیارت سے لوگ

مستفیض ہوتے اور تسلی پاتے۔ بس امام حسینؑ کا شہید ہونا ان سب حضرات کا شہید ہونا۔ اور حسینؑ کا رہنا گویا ان سب بزرگوں کا رہنا تھا۔ اس وجہ سے روز شہادت امام حسینؑ عظیم ترین روزہائے ذیباہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیا ملاقات زین العابدین علیہ السلام موجب تسلی نہ تھی جناب صادق نے فرمایا ہاں علی ابن الحسین سردار ان پیشوائے مردمان وحجت خداوند عالمیان بعد اپنے بزرگوں کے تھے۔ لیکن جناب رسول خداؐ کے زمانہ میں نہ تھے اور ان سے حدیث نہ سنی تھی۔ اور ان کو علم اپنے باپ دادا سے میراث میں پہنچا تھا۔ اور لوگوں نے جناب امیرؑ وجناب فاطمہؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو ہمیشہ جناب رسول خداؐ کو دیکھا تھا۔ اور مجالس متعددہ میں بایکدیگر ملاقات کی تھی اور خود جناب رسول خدا سے ان کے فضائل ومناقب سنے تھے جب لوگ ان میں سے ایک کو بھی دیکھتے تھے سب کو یاد کرکے ذکر احوال و اقوال گذشتہ کرتے تھے پس امام حسینؑ شہید ہوئے کوئی باقی نہ رہا جسے دیکھتے اور ان بزرگواروں اور ان کا مجالس کا ذکر کرتے اور ان کے فضائل ومناقب یاد کرتے ہیں۔ پس گویا بروز عاشورا ان سب کا خاتمہ ہوگیا۔ اس وجہ سے مصیبت امام حسینؑ عظیم ترین مصائب ہے راوی نے کہا۔ یا ابن رسولؐ اللہ گروہ اہل سنت کیوں عاشورے کے روز کو خیر وبرکت جانتے ہیں۔ یہ سن کر جناب صادق رونے لگے۔ اور فرمایا جب میرے جد امام حسینؑ شہید ہوئے لوگوں نے شام میں یزید پلید سے تقرب حاصل کیا۔ اور احادیث اس کے لئے وضع کئے۔ جس کے عوض میں انہوں نے بہت کچھ صلہ و انعام پایا۔ اور منجملہ ان احادیث موضوعہ کے ایک حدیث فضیلت وبرکت روز عاشورا بھی وضع کی۔ اس لئے کہ بروز عاشورا لوگ بجائے جزع فزع گریہ ومصیبت و اندوہ خوشی کریں۔ اور تبرکاً اس روز تہیہ امور کریں اور آزوقہ جمع کریں۔ خدا ان کے اور میرے درمیان حکم کرے۔ بعد اسکے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اسے پسر عم ان احادیث موضوعہ کا ضرر اسلام اور اہل اسلام پر اس سے کمتر ہے جو ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محل و بتلاتے ہیں۔ اور دعویٰ[1] کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور یہ بھی دعویٰ

[1] یہ اعتقاد رکھنے والا فرقہ ابھی موجود ہے۔ اور یہ جماعت فرقہ ہمہ اوست سے عقائد میں ملتی ہے۔ یہ بلاد عرب اور افریقہ ہندوستان میں پائے جاتے ہیں صاحب ملل والنحل نے اہل سنت بھی ان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے فرقہ امامیہ کے نزدیک صاحب ایمان نہیں ہیں۔ اقوال انبیاء اور احادیث رسول جناب امام حسینؑ کی شہادت پر رقم ہیں اور منکر شہادت امام مظلوم احادیث رسول اقوال انبیاء اور آیات قرآن کا منکر ہے جو خارج از اسلام کوئی مسلمان ان بزرگوں کو مسّ ایمان جاننے کی جسارت نہیں کرسکتا۔ امام حسینؑ کی شہادت کا انکاری ہونا روایت رسول اور انبیاء کتب سماویہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا مذاق اڑانا ہے اور تاریخ اسلام کو مسخ کرنا ہے بہذا جو یہ کہے کربلا میں امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے ان کی جگہ ایک یزیدی شکل حسین ہوگیا ذوالشمر نے ذبح کیا اور امام حسینؑ عرش پر چلے گئے کافر ہے

کوثر جعفر بلوی

کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ وہ شہید ہوئے جس طرح عیسٰیؑ بن مریم نظر مردم میں قتل ہوتے دکھائی دیئے اور فی الواقع قتل نہیں ہوئے۔ گویا اس نے تکذیب رسول خدا کی ہے اور ائمہ ہدیٰ کو بدروغ ان اخبار و احادیث میں نسبت دی ہے۔ جو انہوں نے بقتل امام حسین خبر میں دی تھی۔ اور جو کوئی جناب رسولِ خداؐ اور ائمہ ہدیٰ کی تکذیب کرے۔ وہ کافر ہے اور کافروں کو دوست بنانے کی قرآن نے ممانعت کی ہے۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ شیعوں کی ایک جماعت کے مقدمہ میں کیا فرماتے ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ ہمارے شیعہ نہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں پھر حضرت نے فرمایا۔ خدا غالیوں پر لعنت کرے کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں۔ اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا مفوضہ پر لعنت کرے جو کہتے ہیں۔ خدا نے تمام عالم کو ائمہ کے مفوض کیا ہے۔ واضح ہو کہ مفوضہ نے معصیت خدا کو ضعیف جانا۔ اور اپنے خدا سے کافر ہو گئے۔ اور شریک خدا کیلئے قرار دیا۔ اور گمراہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ کہ فرائض خدا پر اقامت نہ کریں۔ اور حقوق خدا و خلق خدا ادا نہ کریں۔ شیخ طوسیؒ و شیخ طبرسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک فرمان بخط حضرت صاحب الامر صلوات اللہ علیہ صادر ہوا۔ اس میں مندرج تھا۔ کہ قول ان کا جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے۔ کفر ہے اور تکذیب جناب رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ ہے۔ اور ضلالت و گمراہی ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابو الصلت ہروی نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ایک جماعت کو میں نے سنا ہے۔ وہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ امام حسینؑ شہید نہیں ہوئے اور خدا نے مشابہ ان کے حنظلہ بن اسعد شامی کو دکھایا۔ اور امام حسینؑ کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ جس طرح عیسٰیؑ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے اور اس آیت کو حجت کرتے ہیں۔ ولن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا یعنی خدا نے کافروں کو مومنوں پر دسترس نہیں دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا جھوٹ کہتے تھے اور ہیں اور ان پر غضب و لعنت خدا ہو۔ وہ لوگ پیغمبر خداؐ کی تکذیب کرنے سے کافر ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ جناب رسول خدا نے خبر دی ہے کہ امام حسینؑ شہید ہونگے۔ قسم بخدا امام حسینؑ شہید ہوا اور وہ شہید ہوگا جو ان سے بہتر تھے۔ یعنی جناب امیرؑ و جناب امام حسنؑ اور ہم اہل بیت رسالت میں سے ہر ایک شہید ہو کر دنیا سے جاتا ہے۔ اور جناب رسول خداؐ کو جبرئیل نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے۔ اور حق تعالیٰ کی مراد اس آیت سے یہ ہے کہ کافر کے لئے کوئی حجت مومنوں پر نہیں اور وہ معنی جو وہ لوگ قرار دیتے ہیں کیونکر ٹھیک ہو سکتے ہیں حالانکہ قرآن خبر دیتا ہے کہ کافروں نے بہت سے پیغمبروں کو قتل کیا ناحق لیکن باوجود قتل کرنے کے حجت پیغمبروں کی کافروں پر غالب اور ان کی حقیقت ان پر ظاہر تھی۔

****

روایت محمد بن ابراہیم طالقانی

ابن بابویہؒ و شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے کہ محمد بن ابراہیم طالقانی نے کہا۔ ایک روز میں ہمراہ جماعت کے جن میں علی بن عیسیٰ قصری بھی تھا۔ شیخ ابوالقاسم بن روح پاس کے وکلائے حضرت صاحب الامر سے تھے بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص اٹھا۔ اور کہا۔ ایک مسئلہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ شیخ ابوالقاسمؒ نے کہا۔ جو چاہو پوچھ لو اس شخص نے کہا مجھ سے بیان کیجئے کہ حسین بن علی ولی تھے۔ شیخ نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا ان کا قاتل دشمن خدا تھا شیخ نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا آیا جائز ہے کہ خدا اپنے دشمن کو دوست پر مسلط کردے شیخ نے کہا جو میں کہتا ہوں اسے سمجھ اور جان کہ لوگ حق تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے اور سب لوگ کلام الہی کو بے واسطہ نہیں سن سکتے اسواسطے خدا نے رسولؐ کو اس قوم سے بھیجا ان پر کہ وہ مثل ان کے ہو اس لئے کہ ان کا رسول ان کی صورت نہ ہوتا۔

——— اور ان سے دوسری صورت پر ہوتا۔ ضرور یہ لوگ نفرت کرتے۔ اور ان کے اقوال کو قبول نہ کرتے اور جبکہ ان میں سے کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے اس قوم نے کہا۔ تم نہیں ہو مگر مثل ہمارے لہذا ہم تم سے تمہاری دعوت نہیں قبول کرتے جب تک ایسی چیز نہ لاؤگے جس جس سے ہم عاجز ہوں اور جانیں کہ خدا نے اس وجہ سے تم کو اپنی خلافت و رسالت سے مخصوص کیا ہے خدا نے ان کیلئے ایسے چند معجزات مقرر فرمائے کہ جمیع خلق عاجز ہوئی۔ اور مثل ان کے معجزہ نہ لا سکے بعد اسکے ان میں سے بعض نے بعد تہدید تخویف طوفان کی دعا کی۔ اور اپنی قوم کے سرکشوں کو غرق کیا۔ اور بعضوں نے اپنے رسول کو آگ میں ڈال دیا۔ اور خدا نے آگ ان پر سرد و سلامت کردی۔ کسی پیغمبر نے سنگ سے اونٹ نکالا۔ اور اس کے پستان سے دودھ جاری تھا۔ اور کسی نے دریا شگافتہ کیا اور سنگ خشک سے چشمہائے آب جاری کئے اور عصا کو اژدہا کیا۔ اور کسی نے کوڑھی اور جذامی کو اچھا کیا اور مردہ کو زندہ کیا۔ اور ان کو خبر دی جو وہ لوگ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے اور کسی کیلئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ اور حیوانات نے کلام کیا جب پیغمبران خدا پیغام لائے اور یہ معجزات لائے ———

——— وہ لوگ ان معجزات کی مثال لانے سے عاجز ہوئے پھر خدا نے اپنے بندوں پر بمقتضائے لطف و حکمت کاملہ پیغمبروں کو ان معجزات کی وجہ سے غالب کیا۔ اور کبھی مغلوب کسی وقت ان کو قاہر کیا۔ اور کسی وقت مقہور اس لئے کہ بوجہ ان معجزات و خوارق عادات کے جمیع احوال میں غالب و قاہر تھے اور بلاد مصائب میں ممتحن نہ ہوتے تھے۔ اس لئے لوگ ان کو خدا جانتے تھے اور ان کے فضائل صبر کو انکی بلاؤں پر نہ جانتے تھے۔ لیکن خدا نے ان امور میں ان کا احوال مثل احوال دوسروں کے کیا ہے۔ کہ حالت بلاد محنت میں صابر اور حالت فراغت و عافیت میں شاکر رہیں۔ اور جمیع احوال میں بمقام تواضع و فروتنی

رہیں۔ اور تکبر و تجبر نہ کریں۔ اور حجت خدا ان پر تمام ہو۔ جو ان کے باب میں حد سے گذر جائیں اور دعوٰی پروردگاری ان پر کریں یا ان سے معاندہ و مخالفت کریں اور یہ جو از جانب خدا جو معجزہ لائے ہیں اس کا وہ انکار کریں تا آنکہ جو ہلاک ہو بعد اتمام حجت ہلاک ہو۔ اور جو نجات پائے بدلیل و برہان نجات پائے۔ پھر شیخ ابوالقاسمؒ نے کہا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا۔ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ یہ حضرت صاحب الامر سے میں نے سُنا۔

روایات مشتمل بر دفع شبہات

ابن بابویہؒ و حمیریؒ نے بسند صحیح و موثق روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تم خود اپنے ہاتھوں سے پہنچاتے ہو اور خدا تمہارے بہت سے گناہوں کو عفو کرتا ہے۔ حضرت آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مصائب امیر المؤمنینؑ اور ان کے اہل بیت کو پہنچے ہیں آیا وہ خود ان کی ہی طرف سے تھے۔ حالانکہ اہل بیت عصمت و طہارت تھے اور گناہ انہوں نے نہ کیا تھا حضرت نے فرمایا۔ یہ آیتہ ان کے حق میں نہیں، لیکن خدا اپنے دوستوں کو مصیبتوں سے مخصوص کرتا ہے اس لئے کہ ان کو ثواب عظیم عطا کرے اور ان کے درجات مضاعف کرے بغیر اس کے کہ گناہ کئے ہوں جس طرح جناب رسول خداؐ بغیر اس کے کہ گناہ کرتے ہوں۔ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے۔ صفار نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز اصحاب امام محمد باقرؑ خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے حضرت نے فرمایا۔ مجھے اس جماعت سے نہایت تعجب ہے۔ جنہوں نے ہماری ولایت اختیار کی ہے اور ہم کو امام جانتے ہیں اور ہماری اطاعت اپنے اوپر واجب مثل اطاعت خدا جانتے ہیں۔ اور بوجہ اپنی ضعف عقل کے ہمارا مرتبہ پست کرتے ہیں۔ اور اس جماعت کو عیب لگاتے ہیں جو ہم کو پہچانتے ہیں، اور ہمارا مرتبہ جانتے اور ہمارے کمالات بیان کرتے ہیں۔ اور ان کو یہ غلو منسوب کرتے ہیں۔ آیا وہ یہ گمان کرتے ہیں۔ کہ خداوند عالم اپنے دوستوں کی معرفت خلق پر واجب کرے اور ان سے اخبار آسمان و زمین مخفی رکھے۔ اور انہیں اس کی خبر نہ کرے۔ جو کچھ ان پر اور لوگوں پر گذرتا ہے۔

حمران نے کہا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں مجھے خبر دیجئے کہ امر علیؑ ابن ابی طالب و امام حسنؑ و امام حسینؑ کیونکر تھا کہ خروج کیا اور دین خدا پر قائم رہے اور اہل جور و طغیان ان پر غالب و ظفر یاب رہے حضرت نے فرمایا۔ اے حمران علم الٰہی میں اسی طرح گذرا اور یوں ہی مقرر ہوا تھا اور جس نے خروج کیا تھا حسب الحکم جناب رسولؐ خدا خروج کیا۔ اور ہم میں سے جس نے سکوت اختیار کیا۔ داز روئے علم و دانائی ساکت رہا اے حمران جب بلا نازل ہوئی اور اہل ظلم و جور ہم پر غالب ہوتے تھے اور ہم خدا سے سوال کرتے کہ ملک و بادشاہی ان ظالموں کی زائل کردے۔ خداوند عالم ہماری دُعا

قبول کرتا۔ اور وہ بلا اہم سے دفع کرتا اور بادشاہی ان طاغیوں کی اس سے بھی جلدی زائل کر دیتا جس طرح کوئی تاگا توڑ ڈالے۔ اور دانے بکھر جائیں۔ لیکن وہ حضرت بمقام رضا و تسلیم تھے۔ اور خدا جو کچھ ان کے حق میں صلاح جانتا تھا۔ اس کے بغیر وہ کچھ نہ چاہتے تھے۔ اے حمران جو مصائب ان کو پہنچے۔ کسی گناہ کے عوض میں نہ تھے۔ کہ معاذ اللہ وہ اس کے مرتکب ہوئے ہوں۔ اور عقوبت کسی معصیت کی نہ تھی۔ کہ انہوں نے مخالفت خدا کی ہو۔ لیکن اسلئے تھا۔ کہ خدا چاہتا تھا۔ ان مصائب کے عوض درجات عالیہ بہشت میں پہونچیں۔ لہذا گمان بد ان حضرات کے حق میں اپنے دل میں نہ لاؤ

فصل نویں۔ فضائل و منازل و درجات شہدائے کربلا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا یا بن رسول اللہ اس کا سبب کیا تھا۔ کہ اصحاب حسینؑ باوجودیکہ جانتے تھے۔ قتل ہو جائیں گے جہاد پر سبقت کرکے بیباکانہ دریائے جنگ میں کود پڑتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ پردہ ان کے سامنے سے اٹھا دیا گیا تھا۔ کہ اپنے منازل بہشت میں دیکھتے تھے اس سبب سے سبقت کرتے تھے۔ کہ قتل ہو کر اپنی منزلوں میں پہونچیں اور اپنی حوروں سے ہم آغوش ہوں قطب راوندی نے بسند صحیح ابوحمزہ ثمالیؒ سے روایت کی ہے۔ کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اس رات کو جس کی صبح کو میرے پدر بزرگوار شہید ہوئے۔ میں ان کے ہمراہ تھا۔ میرے پدر بزرگوار نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اب رات ہو گئی تم کو موقع بھاگنے کا مل گیا۔ لازم ہے۔ اس رات کو غنیمت جانو اور بھاگ جاؤ کہ اس گروہ مکار کو مجھ سے غرض ہے اور کسی سے مطلب نہیں۔ اگر مجھے قتل کریں تمہارا تعاقب نہ کریں گے۔ میں نے اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے نکال لی۔ اصحاب نے عرض کیا۔ قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ کل کے دن قتل ہو گے اور تم میں سے ایک بھی نہ بھاگ سکے گا۔ اصحاب نے کہا۔ ہم خدا کی حمد کرتے ہیں۔ کہ اس نے ہم کو اس کرامت سے مشرف کیا۔ کہ ہمراہ آپ کے شہید ہوں۔ یہ کہہ کر اصحاب شہادت پر مستقل ہو گئے۔ اور حضرت نے ان کے لئے دعا کی اور سر اونچا کرکے فرمایا۔ نظر کرو جب نظر بلند کی۔ اپنے منازل و درجات بہشت میں دیکھے۔ اور حضرت نے ہر ایک کی جگہ دکھا دی۔ یہاں تک کہ سب نے اپنی اپنی منزلیں پہچان لیں۔ اور حور و قصور و نعمتہائے خدا کا معائنہ کیا۔ اسی سبب سے اس صحرا میں نیزہ و شمشیر کا خیال نہ کرتے تھے۔ اور دوڑے پڑتے تھے۔ کہ کہیں جلد اپنی منزل میں پہنچیں۔ اور نعمتہائے ابدی

حاصل کریں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد تقی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ فرماتے تھے جب میرے پدر بزرگوار کو ان کافروں نے ہر طرف سے معہ ان کے اصحاب کے گھیر لیا۔ حضرت خوش تھے جب شجاعان معرکہ نے احوال امام حسینؑ اپنے حالات کے برخلاف دیکھا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ترساں تھے اور رنگ ان کا متغیر ہو گیا۔ بدن پر لرزا تھا اور امام حسینؑ ہمراہ مخصوصان اہل بیت شگفتہ وخوش وخرم تھے۔ اور رنگ ان کا افروختہ اور سکون قلب و اطمینان بخوبی تھا۔ اس وقت ایک جماعت نے اصحاب آنحضرت سے کہا۔ اس شیر بیشہ شجاعت کی طرف نظر کرو کہ مطلق مرنے کی پروا نہیں، بلکہ آرزومند شہادت ہے۔ امام حسینؑ نے جب یہ کلام سنا۔ فرمایا۔ اے فرزندان بزرگوار صبر کرو۔ کہ تمہاری مرگ فقط اسی قدر ہے کہ جس طرح پل پر سے اتر جاؤ۔ اور شدت و سختی سے، بجانب نعیم ابدی و بہشت جاودانی راجعت کرو تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا۔ کہ زندان سے نکل کر قصر میں جا پہنچے اور تمہارے دشمنوں کی مرگ اس طرح ہے جس طرح کوئی قصر و منازل سے بجانب زندان وعذاب جائے بتحقیق کہ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ دنیا زندان مومن و بہشت کافر ہے اور مرگ پل مومنوں کا بجانب بہشت اور پل کافروں کا بسوئے عذاب اور میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور اپنے بزرگوں سے بھی جھوٹ نہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے ایک روز امام زین العابدین نے عبداللہ بن عباس بن علی کی طرف دیکھا۔ اور رو کر فرمایا۔ کوئی دن رسول خداؐ پر روز احد سے زیادہ سخت نہ تھا۔ کہ اس روز ان کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہوئے اور بعد اسکے روز موتہ تھا کہ ان کے پسر عم جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے اور کوئی دن قتل پدر بزرگوار امام حسینؑ کے سخت نہیں پہنچتا۔ کہ تیس ہزار نامردوں نے جو مدعی تھے۔ کہ ہم امت محمدی سے ہیں۔ اس امام مظلوم کو گھیر لیا تھا۔ اور ہر ایک بعوض قتل امام حسینؑ تقرب بخدا چاہتا تھا۔ اور امام حسینؑ ان اشقیاء کو موعظہ و نصیحت فرماتے تھے اور خدا کو یاد دلاتے تھے۔ اور ان اشرار جفاکار نے نصیحت آنحضرت کی نہ سنی اور ان سے دست بردار نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میرے پدر بزرگوار کو بجور وستم شہید کیا۔ پھر فرمایا۔ خدا چچا عباس پر رحمت نازل کرے کہ انہوں نے مردانگی اور جانفشانی سے اپنی جان اپنے برادر پر نثار کی۔ یہانتک کہ ان کے ہاتھ ظالموں نے کاٹ ڈالے خدا نے ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر انہیں عطا کئے کہ ان پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں جس طرح جعفرؓ بن ابی طالب کو دو پر خدا نے عطا کئے۔ بتحقیق عباس بن علی کو خدا کے نزدیک ایسی منزلت عظیم ہے کہ بروز قیامت جمیع شہداء ان کی منزلت کی آرزو کریں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ کوئی شہید ایسا نہیں جو آرزو نہ کرتا ہو کہ کاش ہم امام حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوتے اور

ان کے ہمراہ داخل بہشت ہوتے۔

فصل دسویں: بیان عذاب قاتلان امام حسینؑ

ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ امام حسینؑ کا قاتل صندوق آتش میں ہے اور اس پر نصف عذاب تمام دنیا کا مقرر ہے۔ اس ملعون کے ہاتھ اور پاؤں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ کے اوندھا قعر جہنم میں لٹکا دیا ہے۔ اس کی گندگی اور بدبو سے ساکنان جہنم پناہ خدا سے مانگتے ہیں اور وہ ملعون معہ اپنے جمیع یاروں کے اور جس نے قتل حسینؑ پر اس کی اعانت کی ہے ابداً آلاً باد جہنم میں رہے گا اور جس قدر ان کا پوست جل جائے۔ خدا اسی قدر ان کا پوست تازہ اگا دے گا کہ شدت عذاب الہی چکھیں اور ایک ساعت عذاب و عقوبت ان سے ساکن نہیں ہوتا۔ اور حمیم جہنم ان کے حلق میں ڈالتے ہیں۔ پس وائے ہو ان پر عذاب جہنم سے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے سوال کیا۔ کہ میرا برادر ہارون مرگیا ہے اسے بخش دے۔ خدا نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰؑ اگر گذشتگان و آئندگان کے حق میں تم شفاعت کروگے۔ بیشک میں تمہاری شفاعت قبول کروں گا۔ بجز شفاعت قاتل حسینؑ بن علی کے کہ البتہ میں حسینؑ کے قاتل سے انتقام لوں گا۔ ایضاً بسند معتبر آنحضرت روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ کو بدترین امت کا قتل کرے گا۔ جو اس ظالم سے بیزار ہوگا۔ بہشت میں جائیگا۔ اور جو فرزندوں سے بیزار ہوگا۔ وہ مجھ سے کافر ہوگا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے ایک شخص نے خدمت امام جعفر صادق میں قاتل امام حسینؑ کا ذکر کیا۔ بعضے آنحضرت نے کہا۔ ہم چاہتے ہیں کہ خدا اس سے دنیا میں انتقام لے حضرت نے فرمایا مگر عذاب خدا کو سہل و آسان جانتے ہو۔ کہ خدا نے اس ظالم کے لئے وہ عقوبت و عذابہائے الیم مقرر کئے ہیں۔ جو کہ مثل عقوبتہائے دنیا نہیں ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خدا نے فرمایا جہنم میں ایک منزل ہے۔ کہ اس کا مستحق کوئی نہیں۔ مگر قاتل حسینؑ بن علی و یحییٰ بن زکریا اس کا مستحق ہے۔

بیان عذاب و لعن بر قاتلان حسینؑ علیہ السلام ابن قولویہؒ نے کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ پہلے جس نے حسینؑ بن علی کے قاتل پر لعنت کی ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو حکم لعنت کرنے کا دیا اور ان

سے عہد و پیمان لیا۔ کہ ہمیشہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کریں. بعد ان کے حضرت موسیٰ نے لعنت کی اور اپنی امت کو لعنت کرنے کا حکم دیا۔ اور ان کے بعد داؤدؑ نے اس پر لعنت کی اور بنی اسرائیل کو اس پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ نے ان پر لعنت کی۔ اور بنی اسرائیل کو بہت تاکید سے کہا کرتے تھے کہ قاتل حسینؑ بن علی پر لعنت کرو۔ اور جب ان کا زمانہ تم کو نصیب ہو۔ ان کی خدمت میں جہاد کرنا جو ان کے ہمراہ شہید ہوگا ایسا کہ وہ گویا پیغمبر کے ہمراہ شہید ہوگا۔ اور گویا وہ زمین جس پر وہ شہید ہونگے۔ میں دیکھ رہا ہوں اور ہر ایک پیغمبر کربلا کی زیارت کو گیا۔ اور وہاں توقف کرکے اس زمین سے خطاب مبارک کیا۔ کہ تو ہی وہ زمین ہے کہ تجھ میں بہت خیر ہے اور ماہ تاباں امت تجھ میں دفن ہوگا۔

ایضاً۔ عمر بن ہبیرہ سے روایت کی ہے کہا میں نے ایک دن جناب رسولؐ خدا کو دیکھا۔ کہ حسنینؑ کو آغوش مبارک میں لئے ہوئے کبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے ہیں اور امام حسینؑ سے فرماتے تھے۔ اس پر وائے ہو۔ جو تجھے قتل کرے گا ایضاً۔ بسند ہائے صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن زکریا کا قاتل ولدالزنا تھا۔ اور امام حسینؑ کا قاتل بھی ولدالزنا تھا۔ اور آسمان کسی پر نہیں رویا۔ مگر حضرت یحییٰ اور امام حسینؑ پر۔ ابن قولویہؒ و کلینیؒ نے بسند معتبر داؤد رقی سے روایت کی ہے کہا ایک دن میں جناب صادقؑ کی خدمت میں تھا۔ کہ آنحضرت نے پانی مانگا۔ جب نوش کیا۔ آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور کہا۔ اے داؤد خدا امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرے۔ جو کوئی پانی پئے اور امام حسینؑ کو یاد کرکے انکے قاتل پر لعنت کرے حق تعالیٰ سو ہزار حسنہ اس کے لئے لکھتا ہے۔ اور سو ہزار گناہ اس کے بخش دیتا ہے۔ اور سو ہزار درجے اسکے لئے بلند کرتا ہے۔ اور اس شخص کو سو ہزار بندے آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور بروز قیامت شاد و خرم مبعوث ہوگا۔ ایضاً۔ کلینیؒ نے بسند معتبر داؤد سے روایت کی ہے۔ کہا ایک روز میں جناب صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور ایک کبوتر آنحضرت کے گھر میں بول رہا تھا۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ اے داؤد جانتے ہو یہ کبوتر کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں واللہ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نفرین و لعن قاتلان حسین پر کر رہا ہے لازم ہے کہ اس قسم کے کبوتر کو اپنے گھر میں پالو۔ تفسیر امام حسنؑ عسکری میں لکھا ہے۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہوگا۔ کہ وہ مدعی اسلام ہونگے اور میری نیکوترین ذریت و پاکیزہ ترین اعزہ کو قتل کریں گے اور میری شریعت و سنت کو تبدیل کریں گے۔ اور میرے دو فرزند حسن و حسینؑ کو شہید کریں گے۔ جس طرح گذشتگان یہود نے یحییٰ و زکریا کو شہید کیا۔ بتحقیق کہ خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ اور ان کی بقیہ ذریت پر قبل قیامت امام ہدایت کنندہ و ہدایت یافتہ ذریت حسینؑ سے بھیجیگا

کہ وہ اپنے دوستوں کی شمشیر سے ان کو واصل جہنم کریگا اور واضح ہو کہ خدا نے حسینؑ کے قاتلوں اور دوستان و یاران حسینؑ اور ان لوگوں پر جو لعن کرنے سے بغیر تقیہ چپ رہیں. لعنت کی ہے اور واضح ہو کہ خدا نے ان لوگوں پر جو امام حسینؑ پر از روئے شفقت و رحمت روتے ہیں اور ان پر جو قاتلان حسینؑ پر لعنت کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اظہار خشم و کینہ کرتے ہیں اور ان ظالموں سے اظہار خشم و کینہ کرتے ہیں. صلوات بھیجتا ہے ۔

اور واضح ہو

کہ جو لوگ قتل امام حسینؑ سے راضی ہیں وہ لوگ قتل امام حسینؑ میں شریک ہیں اور تحقیق کہ قاتلان امام حسینؑ اور یاور و دوست ان کے اور ان کی اقتداء کرنے والے دین خدا سے بیزار ہیں بتحقیق کہ خدا ملائکہ کو حکم کرتا ہے کہ امام حسینؑ کے اوپر رونے والوں کے آنسو خازن بہشت پاس لے جاؤ کہ وہ آب حیات میں ان آنسوؤں کو ملادے اور اس وجہ سے لذت و شیرینی اس پانی کی زیادہ ہو جاتی ہے اور حکم ہوتا ہے کہ ان رونے والوں کے آنسو جہنم میں ڈال دو کہ حمیم و صدید جہنم میں ملادیں. کہ شدت و حرارت اس کی زیادہ ہو۔ اور عذاب ساکنان جہنم پر ہزار درجہ زیادہ ہو جائے اور اس سبب سے عذاب دشمنان آل محمدؐ جن کو جہنم میں لے جاتے ہیں زیادہ تر شدید ہو جاتا ہے

حکایت کامل گفتگو با راہب

بعض کتب میں روایت کی ہے جب ابن زیاد ملعون نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے امام حسینؑ سے لڑنے پر تحریص و ترغیب کی اور عمر بن سعد ملعون کو سردار و امیر لشکر مقرر کیا۔ اور حکومت دلانے کا اس سے وعدہ کیا۔ وہ ملعون اس بارہ میں متفکر ہوا اور اپنے اصحاب و دوستوں سے مشورہ کیا۔ ان لوگوں میں ایک شخص تھا جسے کامل کہتے تھے اور وہ باکمال عقل و دیانت موصوف تھا۔ اس نے عمر بن سعد ملعون کو بہت پند و نصائح کئے۔ اور عذاب و عقوبات خدا سے ڈرایا لیکن اس بدبخت کو مفید نہ ہوا۔ پھر کامل نے کہا۔ میں ایک سفر میں ہمراہ تیرے باپ کے تھا اور جانب شام جاتا تھا۔ اثنائے راہ میں میرا گھوڑا تھک گیا۔ اور قافلے سے چھوٹ کر پیاسا ہوا۔ اسی حالت میں میری نظر ایک راہب کے گرجا پر پڑی جب میں اس گرجہ کے نزدیک گیا۔ اور گھوڑے سے نیچے آیا۔ راہب نے مجھے گرجا سے دیکھا اور کہا کیا چاہتا ہے میں نے کہا پیاسا ہوں تھوڑا پانی چاہتا ہوں اس راہب نے کہا تم پیغمبر کی امت ہو جس کی امت دنیا کیلئے ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں میں نے کہا میں امت محمد صلعم ہوں اس نے کہا تم بدترین امت ہائے گذشتہ سے ہو تم پر بروز قیامت وائے ہو۔ اس لئے کہ اپنے پیغمبر کی عترت سے دشمنی کرتے ہو اور ان کی عورتوں کو اسیر کر کے انکا مال لوٹ لیتے ہو میں نے کہا اے راہب کیا ہم ایسے کام کرینگے اس نے

کہا ہاں اور جب تم ایسے کام کرو گے تمام آسمان و زمین اور دریا و پہاڑ و صحرا و وحشی و مرغ خروش میں آکر ان کے قاتلوں
پر لعنت کریں گے۔ اور ان کا قاتل دنیا میں نہ رہے گا مگر بہت کم بعد اسکے ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اور ان کا طلب
خون کرے گا۔ اور جو ان کے قتل میں شریک ہوگا۔ اسے وہ شخص قتل کرے گا۔ اور کسی کو ان میں سے۔ نہ چھوڑے
گا۔ اور خدا ان کے قاتلوں کو جلد واصل جہنم کرے گا۔ بعد اسکے راہب نے کہا مجھے گمان ہے کہ تجھے کچھ
قرابت اس فرزند مبارک طیب کے قاتل سے ہے۔ قسم بخدا۔ اگر میں اس وقت موجود ہوں۔ بیشک اپنی جان
ان پر سے قربان کر ڈالوں میں نے کہا۔ اے راہب میں اپنے نفس کو پناہ خدا میں دیتا ہوں۔ کہ قاتلان فرزند
رسول خدا سے ہوں۔ اس نے کہا اگر تم نہیں ہو تمہارا اقرابتی ایسا ہوگا۔ اور اس فرزند کے قاتل پر نصف عذاب
جہنم ہوگا۔ اور عذاب فرعون و ہامان سے بھی اس کا عذاب بدتر ہوگا۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ بند کر لیا۔ اور مشغول
عبادت ہوا۔ اور مجھے پانی نہ دیا جب میں لشکر میں پہنچا۔ اس نے کہا۔ اے کامل تم کو دیر کیوں لگی۔ میں نے اپنا حال
کہا اور اس راہب کی نقل بیان کی۔ سعد نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک دن اس راہب کے پاس گیا اس
نے مجھے بھی یہی خبر دی کہ میں یا میرا بیٹا فرزند رسول خدا کا قاتل ہوگا۔ اور مجھے خوف ہے کہ میرا پسر عمران کا قاتل ہو
اس وجہ سے سعد تیرے باپ نے تجھے نکال دیا تھا۔ اے عمر خوف کر کہ نصف عذاب اہل جہنم کا
اس دنیائے فانی کے لئے مستوجب نہ ہو۔ یہ سن کر شقاوت اس بدبخت پر زیادہ ہوئی۔ اور یہ باتیں اُسے کچھ موثر نہ
ہوئیں جب اس کلام کامل کی خبر ابن زیاد شقی کو پہنچی کامل کو اس نے بلایا۔ اور زبان اس کی کاٹ ڈالی۔ اور
اس کے ایک روز کامل زندہ رہ کر رحمت الٰہی ملحق ہوئے

کتب معتبرہ انساب وغیرہ میں روایت کی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد

عبیداللہ بن زیاد لعن اللہ علیہ ولدالزنا تھا۔ اور باپ اس کا زیاد بھی ولدالزنا تھا اور سمیہ
مادر زیاد زناکار مشہور تھی چنانچہ اس سے ایک قبیلہ ثقیف کے غلام نے زنا کیا۔ اور زیاد اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا
اور چونکہ سفیان نے بھی سمیہ سے زنا کیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ زیاد کو اپنا بھائی کہتا تھا۔ اور روایت
میں ہے عائشہ زیاد کو زیاد بن ابیہ کہتی تھی۔ اس لئے کہ اس کے باپ کا پتہ نہ تھا۔ اور یزید بن معاویہ بجلی کلبی
کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا۔ اور فرزند زنا تھا۔ عمر اور اس کا باپ مشہور ہے کہ دونوں ولدالزنا تھے اور مشہور ہے
کہ ایک شخص نے قبیلہ بنی عذرہ سے ہمراہ مادر سعد زنا کیا۔ اور وہ اس نطفہ زنا سے پیدا ہوا۔ ایک روز سعد نے معاویہ
سے کہا میں تجھ سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔ معاویہ نے کہا ہاں بنی عذرہ سے پوچھنا چاہیئے احادیث کثیرہ
میں ائمہ اطہار علیہم السلام سے روایت ہے کہ پیغمبروں کو اور ان کے اوصیاء کو اور ان کی ذریت کو نہیں قتل
کرتا مگر ولدالزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزند زنا لعنۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین۔

حکایت مرد پیر کمر خمیدہ

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی کہ معاویہ بن وہب نے کہا میں ایک روز خدمت جناب صادق میں گیا۔ ناگاہ ایک مرد پیر کمر خمیدہ خدمت آنحضرت میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اے شیخ میرے قریب آ یہ سن کر وہ مرد پیر قریب آیا۔ اور دست مبارک آنحضرت چوم لیا اور رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ سبب تمہارے رونے کا کیا ہے اس مرد پیر نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے ایک سو سال کا عرصہ گذرا۔ کہ آرزو میری یہ ہے کہ خروج کیجیئے اور شیعوں کو پنجہ مخالفین سے نجات دیجئے اور مجھے خیال رہتا ہے کہ اس سال یا اس مہینہ میں یا اس روز آپ خروج کریں گے۔ اور آپ کا میں رجحان نہیں پاتا۔ لہذا میں کیونکر نہ روؤں۔ یہ کلام اس مرد پیر کا حضرت سن کر رونے لگے اور فرمایا۔ اگر موت تمہاری اے شیخ بتاخیر آئے اور ہم خروج کریں تم ہمراہ ہمارے ہو گئے۔ اور اگر قبل خروج تمہارا انتقال ہو جائے۔ بروز قیامت ہمراہ اہل بیت جناب رسول خدا ہو گے جب اس مرد پیر نے یہ سنا جبکہ میں نے آپ سے یہ کلام میمنت سنا جو کچھ مجھ سے فوت ہو جائے اس کی مجھے پروا نہیں حضرت نے ارشاد کیا کہ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ جب تک تم ان سے متمسک ہو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے۔ اور وہ دو چیزیں کتاب اللہ اور میری اہل بیت وعترت ہیں اور جب بروز قیامت آؤ گے ہمراہ ہم اہل بیت ہو گے پھر فرمایا اے پیر مرد میرا گمان ہے کہ تم کوفہ کے باشندہ نہیں ہو۔ اس مرد پیر نے کہا۔ میں آپ پر سے قربان ہوں میں اطراف کوفہ کا باشندہ ہوں۔ امام نے فرمایا۔ کیا تم میرے جد امام حسینؑ کی قبر مبارک کے قریب ہو اس نے کہا: ہاں حضرت نے فرمایا۔ تم ان کی قبر کی زیارت کو کیونکر جایا کرتے ہو۔ اس پیر مرد نے کہا میں زیارت کو بہت جایا کرتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ یہ وہ خون ہے جسے خداوند عالمیان طلب کرے گا۔ اور کوئی مصیبت فرزندان فاطمہؑ پر مصیبت امام حسینؑ سے زیادہ نہیں گذری بتحقیق کہ امام حسینؑ معہ سترہ اہل بیت کے شہید ہوئے جنہوں نے خدا کے لئے جہاد کیا۔ اور خدا پر صبر کیا اور خدا نے ان کو جزائے بہترین جزائے صبر کنندگان عنایت فرمائی جب قیامت ہو گی جناب رسول خداؐ تشریف لائیں گے۔ اور امام حسینؑ ان کے ہمراہ ہوں گے۔ رسول خدا اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھیں گے۔ اور سر مبارک امام حسینؑ سے خون بہتا ہو گا۔ پھر جناب رسولِ خدا فرمائیں گے۔ پروردگارا میری امت سے سوال کر۔ کہ میرے فرزند کو کیوں قتل کیا۔ یہ فرما کر حضرت نے ارشاد کیا۔ کہ ہر جزع وگریہ مکروہ ناخوش ہے مگر جزع وگریہ کرنا امام حسینؑ پر باعث اجر وثواب ہے۔

فصل گیارہویں ۔ بیان ظلم وستم بر شیعیان اہل بیتؑ

حکایت ابن میثم وحبیبؓ ابن مظاہرؓ

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے ایک روز میثم تمار رضی اللہ عنہ کہ بزرگان اصحاب جناب امیرؑ اور اصحاب اسرار آنحضرت تھے مجلس بنی اسد کی طرف سے گذرے ناگاہ حبیب ابن مظاہر کہ منجملہ شہدائے کربلا ہیں میثم تمار سے ملے اور کھڑے ہو کر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ حبیب ابن مظاہر نے کہا۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں ایک مرد پیر کو جس کے سر کے آگے بال نہیں اور شکم فربہ ہے اور خربزہ فروش ہے اسے پکڑ لیا ہے اور بوجہ محبت اہل بیت رسالت سولی پر کھینچ لیا ہے اور اس سولی پر اس کا پیٹ چاک کر دیا ہے۔ اس کلام سے غرض حبیبؓ ابن مظاہر کی میثم تمارؓ تھے میثم تمارؓ نے کہا۔ گویا میں ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس کے سرخ بال اور گیسو ہیں وہ نصرت فرزند رسولؐ کو آیا ہے اور اسے قتل کر کے اس کا سر اطراف کوفہ میں پھرا رہے ہیں۔ اس کلام سے غرض میثم تمارؓ کی حبیب ابن مظاہر تھے۔ یہ باتیں کر کے دونوں الگ ہو گئے اہل مجلس نے جب یہ باتیں سنیں آپس میں کہا ہم نے ان سے جھوٹا کوئی زیادہ نہیں دیکھا۔ ہنوز اہل مجلس اٹھے نہ تھے کہ رشید ہجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ محرمان اسرار جناب امیرؑ تھے ان دونوں بزرگوار کو بلانے آئے تھے اور اہل مجلس سے ان کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ دونوں تھوڑی دیر یہاں کھڑے رہے اور آپس میں باتیں کر کے چلے گئے رشیدؓ نے کہا۔ خدا میثم تمارؓ پر رحمت کرے میثمؓ نے اس کو فراموش کیا۔ کہ کہیں جو حبیبؓ ابن مظاہر کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اس کا انعام اوروں کے انعام سے ایک سو ہزار درہم زیادہ دیا جائے گا۔ رشید یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اس جماعت نے کہا یہ شخص ان دونوں سے بھی زیادہ جھوٹا ہے بعد تھوڑے دنوں کے دیکھا کہ میثم تمارؓ کو دروازہ عمرو بن حریث پر سولی پر کھینچا ہے اور حبیب ابن مظاہر ہمراہ امام حسینؑ شہید ہوئے اور ان کا سر اطراف کوفہ میں پھرایا گیا حبیب ابن مظاہر منجملہ ان ستر شہیدوں کے تھے جنہوں نے یاری و نصرت امام مظلوم کی اور مقابلہ کوہ ہائے آہن کے اور اپنے سینہ کو ہزاروں شمشیروں۔ نیزوں تلواروں اور تیروں میں سپرد کر دیا۔ اور وہ اشقیائے امت ان مجاہدین کو طمع مالہائے کثیر دلاتے تھے اور یہ انکار انکار کرتے تھے اور کہتے تھے جب تک ہماری آنکھ میں حرکت ہے اور ہماری آنکھ کھلی ہے۔ ہم سب اپنی جانیں فدائے فرزند رسول خدا کریں گے پس سب کے سب گرد امام حسینؑ کے لڑ بھڑ کر شہید ہوئے۔ اور جب اس صحرا میں جنگ شروع ہوئی اور ہزاروں کافروں نے اس جماعت کو گھیر لیا۔ حبیبؓ ابن مظاہر ہمراہ بریر بن خضیر ہمدانی کہ وہ قاریان قرآن کے سردار تھے۔ آپس میں مزاح کر رہے تھے۔ بریر نے کہا۔ اے برادر یہ وقت ہنسی کا نہیں حبیبؓ

ابن مظاہر نے کہا اس روز سے بڑھ کر زیادہ روز کون سا خوشی کا ہے کہ یہ کافر و منافق شمشیروں سے ہم پر حملہ کریں اور ہم شہید ہو کر حوروں سے ہم آغوش ہوں اور نعیم ابدی بہشت میں پہونچیں۔

حکایت حضرت رشید ہجری رض شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ معہ اصحاب ایک نخلستان میں تشریف لائے اور ایک خرما کے درخت کے نیچے بیٹھ کر فرمایا۔ اس میں سے خرمے توڑو جب خرمے توڑے معہ اصحاب تناول فرمائے رشید ہجری نے کہا۔ یا حضرت یہ رطب کیسے عمدہ ہیں حضرت نے فرمایا۔ اے رشیدؓ تم کو اس درخت کے ایک ٹھنے پر سولی پر کھینچیں گے اور جب یہ خبر مشتہر ہو گی اس درخت کو کاٹ کر دو حصے کریں گے لیکن تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹے جاویں گے۔ بعد اس کلام کے رشیدؓ ہمیشہ اس درخت پاس آتے اور اسے پانی دیتے تھے ایک روز جو وہاں آئے دیکھا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالا ہے۔ رشید ہجریؓ نے کہا۔ میری اجل قریب ہے۔ پھر بعد چند روز کے ابن زیاد لعین نے رشید ہجری رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ راستہ میں دیکھا۔ اس درخت کے دو حصے کئے ہیں۔ کہا میرے لئے اس درخت کو کاٹا ہے۔ اس کے بعد رشیدؓ کو ابن زیاد شقی نے دوسری دفعہ طلب کیا۔ اور کہا اپنے امام کی جھوٹی باتوں میں سے کوئی بات بیان کرو۔ رشیدؓ نے کہا۔ میں جھوٹا نہیں اور نہ میرے امام جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا ملعون نے حکم دیا۔ کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اس لئے کہ اس کے امام کا جھوٹ ظاہر ہو۔ جب ہاتھ پاؤں ان کے کاٹ ڈالے اور گھر میں لے گئے۔ ابن زیاد لعین کو خبر پہونچی کہ رشیدؓ امور غریبیہ و عجیبیہ لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ یہ سن کر اس شقی نے حکم دیا۔ کہ زبان بھی ان کی کاٹ ڈالو۔

حکایت دختر حضرت رشید ہجری رض شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابو حسان عجلی سے روایت کی ہے کہا میں نے امۃؓ اللہ دختر رشید ہجری سے ملاقات کی ہے اور کہا۔ مجھ سے بیان کرو۔ جو تم نے اپنے پدر بزرگوار سے سنا ہے امۃؓ اللہ نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ میرے پدر کہتے تھے۔ میں نے اپنے حبیب امیر المومنینؑ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اے رشیدؓ تم اس وقت کیونکر صبر کرو گے۔ جب تم کو بنی امیہ میں سے ایک ولد الزنا طلب کرے گا۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا میں نے کہا یا امیر المومنینؑ آخر انجام ان کا بہشت ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں تم دنیا و آخرت میں میرے ہمراہ ہو گے۔ یہ کہہ کر دختر رشید نے کہا قسم بخدا میں نے دیکھا کہ عبید اللہ ابن زیاد لعین نے میرے پدر بزرگوار کو طلب کیا اور امیر المومنین سے بیزاری کرو۔ میرے باپ نے قبول نہ کیا۔ اس نے کہا تمہارے امام نے تم کو کیونکر خبر تمہارے قتل کی دی ہے۔ میرے باپ نے کہا میرے خلیل و حبیب امیر المومنین نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھ سے کہیگا امیر المومنین سے بیزاری کر

اور میں قبول نہ کروں گا پس تو میرے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالے گا۔ اس لعین نے کہا قسم بخدا میں تمہارے امام کو جھوٹا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر حکم دیا ہاتھ پاؤں ان کے کاٹو اور زبان نہ کاٹو پس میرے باپ کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر گھر میں میرے پاس بھیج دیا۔ میں اپنے باپ پاس گئی اور کہا۔ اے پدر آپ پر درد و الم کس طرح گذر رہا ہے میرے باپ نے کہا۔ اے دختر مجھے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کوئی شخص انبوہ و اژدہام مردم میں ہوا اور اسے لوگوں سے نکال ملے۔ بعد اس کے ہمسایہ کے لوگ اور دوست و احباب ان کو دیکھنے آئے اور اظہار درد و مصیبت میرے باپ پر کر کے روتے تھے۔ میرے باپ نے کہا۔ رونا پیٹنا چھوڑو اور دوات و کاغذ لاؤ۔ کہ میں تم کو وہ لکھوا دوں جو مجھے میرے مولا امیرالمومنین نے خبر دی ہے کہ وہ اس کے بعد واقع ہو گی پس میرے پدر خبرہائے آئندہ بیان کرتے تھے۔ اور لوگ لکھتے تھے جب یہ خبر ابن زیاد لعین کو پہونچی کہ وہ خبرہائے آئندہ لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ اور نزدیک ہے کہ فتنہ و فساد برپا ہو۔ اس حرامی نے کہا۔ اس کے مولا نے جھوٹ نہیں کہا۔ جاؤ اور اس کی زبان بھی کاٹ ڈالو۔ پھر میرے پدر کی زبان بھی کاٹی گئی۔ اور اسی رات برحمت الٰہی واصل ہوئے اور جناب امیرؑ میرے باپ کو رشید بتلا کہتے تھے اور علم منایا اور بلایا ان کو عطا کیا۔ اور اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ جب کسی کو دیکھتے تھے اس سے کہتے تھے تم اس طرح مرو گے۔ اور اس طرح قتل ہو گے۔ اور جو کچھ وہ کہتے تھے وہی ہوتا تھا۔

اخبار شہادت رشید ہجریؓ

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ زیاد حارق نے کہا ایک روز میں ابن زیاد بیٹھا تھا۔ کہ رشید ہجریؓ کو اس کے پاس لائے۔ ابن زیاد نے ان سے پوچھا۔ تم کو تمہارے مولا علی ابن ابی طالب نے کیونکر خبر دی ہے۔ میں تم کو کس طرح قتل کروں گا۔ رشید نے کہا مجھے میرے مولا نے خبر دی ہے کہ تو میرے ہاتھ پاؤں کاٹے گا۔ اور سولی پر فلاں درخت کے ٹہنے پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم بخدا میں تمہارے امام کو جھوٹا کروں گا۔ اور تم کو چھوڑ دوں گا جب رشید ہجری نے چاہا مجلس ابن زیاد سے باہر آئیں وہ حرامی پشیمان ہوا۔ اور کہا۔ کوئی سیاست و عقوبت بدتر اس سے نہیں جن کی اس کے آقا نے اسے خبر دی ہے۔ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور اس درخت خرما کے ٹہنے پر سولی پر لٹکا دو۔ رشید ہجریؓ نے کہا افسوس صد افسوس ایک بات رہ گئی جس کی میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے ابن زیاد نے کہا۔ وہ کون بات ہے۔ رشیدؓ نے کہا میری زبان بھی کاٹی جائے گی۔ یہ سن کر ابن زیاد شقی نے کہا۔ ان کی زبان بھی کاٹ ڈالو رشیدؓ نے کہا۔ اب خبر امیرالمومنینؑ کی پوری ہوئی۔ جو مجھ سے میرے مولا نے بیان کی تھی۔

حکایت میثم تمارؓ

شیخ مفیدؒ و شیخ کشی ؒ نے روایت کی ہے کہ میثم تمارؓ ایک زن بنی اسد کے غلام تھے۔ اور جناب امیرؑ نے خرید فرما کر آزاد کر دیا تھا۔ ان سے پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے

کہا سالم. حضرت نے فرمایا مجھے رسول خداؐ نے خبر دی ہے کہ تمہارے باپ نے عجم میں تمہارا نام میثم رکھا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ خدا اور رسولؐ و امیر المومنینؑ نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا میرے باپ نے میرا نام یہی رکھا۔ حضرت نے فرمایا اپنا نام سالم ترک کرو۔ بلکہ جس کی جناب رسول خداؐ نے خبر دی ہے وہی رکھو پس اپنا نام میثم رکھا۔ اور کنیت اپنی ابو سالم رکھی۔ ایک روز جناب امیرؑ نے میثم سے کہا تم کو میرے بعد پکڑے جائیں گے۔ اور سولی پر کھینچ دینگے اور حربہ تم پر ماریں گے اور تیسرے روز خون تمہاری ناک اور منہ سے جاری ہوگا۔ اور تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہوگی۔ اے میثم تمارؓ اس خضاب کے منتظر رہو اور تم کو دروازہ عمرو بن حریث پر مع نو نفر سولی دیں گے اور لکڑی تمہاری سولی کی سب سے چھوٹی ہوگی۔ اور تم مرتبہ میں سب سے زیادہ ہوگے۔ میرے ساتھ آؤ میں تم کو وہ درخت دکھاؤں جس کی چوب میں تم کو لٹکا دیں گے۔ پھر حضرت نے وہ درخت میثم کو دکھایا۔ و بروایت دیگر جب میثم خدمت جناب امیرؑ میں کوفہ سے باہر جاتے تھے اور جناب امیرؑ اس درخت پاس جاتے تھے اور فرماتے تھے اے میثم تم میں اور اس درخت میں مصاحبت ہوگی۔ و بروایت دیگر جناب امیرؑ نے کہا۔ اے میثم تمہارا کیا ہوگا جب ایک ولد الزنا بنی امیہ میں سے تم کو بلا کر تکلیف دیگا کہ مجھ سے بیزاری کرو۔ میثم نے کہا قسم بخدا میں بیزار نہ ہوں گا جناب امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا وہ تم کو قتل کریگا سولی پر لٹکا دے گا۔ میثم نے کہا میں صبر کرونگا۔ اور یہ امور راہ خدا میں کم اور سہل ہیں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے میثم تم آخر میں میرے ہمراہ میرے درجہ میں ہوگے۔ بعد جناب امیرؑ کے میثم ہمیشہ اس درخت پاس جاتے اور نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ اے درخت خدا تجھے برکت دے کہ میں تیرے لئے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لئے بڑھا ہے اور جب عمرو بن حریث سے ملاقات ہوتی تھی کہتے میں ایک وقت میں تمہارا ہمسایہ بنوں گا۔ رعایت ہمسائیگی مجھ سے کرنا عمرو کا گمان تھا۔ کہ میثمؓ میرے نزدیک مکان اپنے رہنے کو لیں گے یہ سمجھ کر کہتے تھے تم کو مبارک ہو۔ خانہ ابن مسعود مول لوگے یا خانہ ابن حکیم مول لوگے۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ مراد میثم کی کیا ہے بعد اسکے جس سال امام حسینؑ مدینہ سے متوجہ مکہ ہوئے اور مکہ سے کربلا کا قصد کیا۔ میثم نے بھی ارادہ حج کیا۔ اور آپ نے ایک دوست سے کہا میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں۔ اس کو دل میں رکھنا جب تک کہ اس کی تعبیر ظاہر ہو اور میرے کلام کی تم کو تصدیق ہو۔ واضح ہو کہ میں اس سال حج کو جاتا ہوں جب حج سے پھروں گا۔ یہ ولد الزنا عبید اللہ ابن زیاد ایک سو آدمی میرے لئے بھیجے گا۔ اور وہ مجھے پکڑ کر اس کے پاس لے جائیں گے جب وہ مجھے دیکھیگا کہیگا۔ یہ کس جلے بھنے کو میرے سامنے لائے۔ جس کی ہڈی چمڑا ایک ہے قسم بخدا میں اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اے دوست میں اس سے کہوں گا۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ علی ابن ابی طالب امام حسنؑ سے زیادہ تجھ کو پہچانتے تھے جس روز کوڑا تیرے سر پر مارا تھا۔ اور امام حسنؑ نے کہا تھا۔ اے پدر آپ کوڑا کیوں اس کے سر پر مارتے ہیں یہ تو میرا دوست ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا قسم بخدا میں اس کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔ یہ ہمارے دشمنوں کا دوست اور ہمارا

دوستوں کا دشمن ہے پھر وہ فحقی مجھے سولی پر کھینچے گا۔ اور میرے منہ پر لگام باندھ دے گا۔ اور تیسرے روز خون میری ناک کے سوراخوں سے جاری ہو کر میری داڑھی اور سینہ پر بہے گا۔ بعد اسکے میثم اس سال حج کو گئے۔ اور ام سلمہؓ زوجہ زوجہ رسول خداؐ پاس بھی حاضر ہوئے ام سلمہؓ نے کہا تم کون ہو۔ کہا میں میثم ہوں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ قسم بخدا میں نے ایک رات کو سنا۔ رسول خداؐ تم کو یاد کر کے تمہاری سفارش علی بن ابی طالب سے کرتے تھے۔ میثم نے امام حسینؑ کا حال ام سلمہؓ سے پوچھا...... ام سلمہؓ نے کہا اپنے کسی باغ میں گئے ہیں میثم نے کہا جب آئیں۔ ان سے میرا سلام کہنا۔ اور کہنا انشاء اللہ بہت جلد ہم سے اور آپ سے نزدیک حق تعالیٰ ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر ام سلمہؓ نے خوشبو منگائی اور اپنی کنیز سے کہا۔ اس سے میثم کی داڑھی خوشبو کر دے اور روغن ملنے کو کہا۔ میثم نے کہا تم نے میری داڑھی خوشبو کی۔ اور بہت جلد میری داڑھی کا محبت اہل بیت میں خون سے خضاب ہوگا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ امام حسینؑ تم کو بہت یاد کرتے تھے۔ میثم نے کہا میں بھی ہمیشہ ان کی یاد میں رہتا ہوں۔ اس وقت بہت مستعجل ہوں۔ اور میرے ان کے لئے امر ایک مقدر ہوتا ہے کہ اس تک پہنچنا ضرور ہے جب باہر آئے دیکھا کہ عبداللہ بن عباس بیٹھے ہیں میثم نے کہا۔ اے پسر عباس مجھ سے جو چاہو تفسیر قرآن کا سوال کرو۔ کہ میں نے قرآن جناب امیرؑ کے سامنے پڑھا ہے۔ اور اس کی تاویل آنحضرت سے سُنی ہے۔ ابن عباس نے دوات و کاغذ مانگا۔ اور میثم سے پوچھ پوچھ کر لکھا یہاں تک کہ میثم نے کہا۔ اے پسر عباسؓ تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا جب مجھے دیکھو گے۔ ہمراہ نو آدمیوں کے سولی پر کھینچا جاؤں گا جب ابن عباسؓ نے یہ سنا کاغذ پھاڑ ڈالا۔ اور کہا تم کہانت[1] کرتے ہو۔ میثمؓ نے کہا۔ کاغذ نہ پھاڑو جو کچھ میں نے کہا ہے اگر واقع نہ ہو تو کاغذ پھاڑ ڈالنا۔ بعد اس کے میثم جب حج سے فارغ ہو کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ اور قبل اس کے کہ حج کو جائیں معرّف[2] کو دے کہنے تھے۔ جلد از جلد مجھے ایک حرام زادہ بنی امیہ سے طلب کریگا۔ اور تو اس سے مہلت چاہے گا۔ اور آخر الامر مجھے اس کے پاس کوفہ میں لے جائیگا یہاں تک کہ دروازہ خانہ عمرو بن حریث پر مجھے سولی دے گا۔ بعد اس کے جب عبیداللہ ابن زیاد کوفہ میں آیا۔ اور معرّف کو بلا کر میثم تمارؓ کا حال پوچھا معرف نے کہا۔ وہ حج کو گئے ہیں۔ ابن زیاد نے کہا۔ واللہ اگر تو ان کو نہ لائے گا۔ تو میں تجھ کو قتل کر دوں گا پس معرف نے مہلت مانگی۔ اور جلد قادسیہ میں ان کے استقبال کو گیا۔ اور وہاں قیام کیا یہاں تک کہ میثمؓ وہاں پہنچے۔ وہ میثمؓ کو پکڑ کر ابن زیاد پاس لے گیا جب میثم تمارؓ داخل مجلس ابن زیاد فسقی ہوئے۔ حاضرین مجلس نے کہا۔ علی ابن ابی طالب نزدیک تمہارے بہترین مردم تھے۔ اس فسقی نے کہا تم پڑلئے

---

[1] کاہن خبر آئندہ بتلانے والے کو کہتے ہیں جو اکثر جھوٹ بھی ہوتا ہے [2] معرّف اس شخص کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے آگے آگے ناواقف لوگوں کے حسب و نسب بیان کر کے تعارف کراتا ہے۔

ہو وہ اس عجمی کو اس قدر دوست رکھتے تھے۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے میثمؓ تمہارا خدا کہاں ہے میثمؓ نے کہا۔ ظالموں کی گھات میں ہے۔ اور تو ان ظالموں میں سے ہے۔ ابن زیادہ نے کہا تم اس درجہ جرأت رکھتے ہو۔ کہ اس طور سے مجھ سے کلام کرتے ہو۔ لہٰذا ابو ترابؑ سے بیزاری اختیار کرو۔ میثم نے کہا میں ابو تراب کو نہیں جانتا۔ ابن زیاد نے کہا۔ علیؑ بن ابی طالب سے بیزاری کرو۔ میثمؓ نے کہا۔ اگر علیؑ ابن ابی طالب سے بیزاری نہ کروں کیا کرے گا۔ ابن زیاد شقی نے کہا قسم بخدا میں تم کو قتل کروں گا۔ میثمؓ نے کہا میرے مولا امیر المؤمنینؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھے قتل کریگا۔ اور سولی پر مع نو آدمیوں کے دروازہ عمرو بن حریث پر لٹکا دے گا۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں تمہارے مولا اور آقا کے قول کی مخالفت کرتا ہوں تاکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ میثمؓ نے کہا۔ میرے مولا اور آقا نے جھوٹ نہیں کہا۔ اور جو کچھ کہا ہے۔ جناب رسول خدا سے سنا ہے اور رسول خدا نے جبرئیل سے اور جبرئیل نے خداوند جلیل سے۔ تو ان کی مخالفت کیونکر کر سکے گا۔ اور میں جانتا ہوں جس طرح تو مجھے قتل کریگا۔ اور جانتا ہوں۔ جہاں مجھے سولی دے گا۔ اور اس سے پہلے اسلام میں جس آدمی کے منہ پر لگام باندھیں گے وہ میں ہوں گا۔ بعد اسکے ابن زیاد نے حکم دیا میثمؓ اور مختارؓ دونوں کو قید کریں۔ قید خانہ میں میثمؓ نے مختار سے کہا تم قید سے چھوٹ جاؤ گے اور خروج کرو گے اور طلب خون امام حسینؑ کرو گے۔ اور عبید اللہ بن زیاد کو قتل کرو گے۔ جب مختارؓ کو قتل کرنے لے چلے۔ قاصد یزید کی جانب سے پہنچا۔ اور ایک نامہ لایا۔ اس میں لکھا تھا کہ مختارؓ کو چھوڑ دو۔ پھر میثمؓ کو بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کو سولی دروازہ خانہ عمرو بن حریث پر لٹکا دو۔ اس وقت عمرو نے جانا۔ کہ وہ جو مجھ سے میثم نے کہا تھا کہ اپنے ہمسایہ کی رعایت کرنا اس سے مراد یہ وقت تھا۔ پھر اپنی کنیز کو حکم دیا۔ کہ ان کی سولی کے نیچے جھاڑو دے۔ اور خوشبو روشن کرے۔ میثمؓ نے احادیث فضائل اہل بیت شروع کیں اور بنی امیہ پر لعن کیا۔ اور دیگر امور جدال و قتال و حالات بنی اُمیہ کی خبر دیتے رہے۔ لوگوں نے ابن زیاد سے کہا۔ کہ اس شخص نے تم کو بدنام کر رکھا ہے۔ اس والد الزنا نے حکم دیا۔ کہ ان کے منہ پر لگام باندھ کر سولی پر کھینچ دیں کہ بات نہ کر سکے۔ جب تیسرا دن ہوا۔ ایک ملعون آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک حربہ تھا اس نے کہا قسم بخدا حربہ میں تم پر ماروں گا۔ باوجودیکہ جانتا ہوں تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور راتوں کو عبادت الٰہی میں کھڑے رہتے تھے۔ یہ کہہ کر وہ حربہ اس شقی نے میثمؓ تمار کے چوتڑ پر مارا کہ پہلو اس سے قطع ہو گیا۔ اور آخر روز خون ان کے دماغ کے سوراخوں سے جاری ہو کر ریش و سینہ مبارک پر جاری ہوا۔ اور مرغ روح نے جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ ایضاً۔ شیخ کشیؒ نے امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میثم تمارؓ خدمت امیر المومنین میں حاضر ہوئے اور آنحضرت آرام فرما رہے تھے میثمؓ نے بوجہ اس علم کے جو امیر المومنین نے ان کو تعلیم کیا تھا کہا افسوس اے میرے مولا آپ کی ریش مبارک آپکے

خون سر سے رنگین کریں گے بعد اسکے امیر المومنینؑ بیدار ہوئے. فرمایا. اے میثمؓ تم کو پکڑ لیں گے۔ اور تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالیں گے. اور وہ درخت جو کوفہ میں محلہ کناسہ میں واقع ہے اسے چار ٹکڑے کریں گے۔ ایک ٹکڑے پر تم کو سولی دیں گے۔ اور دوسرے پر حجرؓ ابن عدی کو اور تیسرے پر محمدؓ بن اکثم کو اور چوتھے پر خالدؓ بن مسعود کو سولی پر لٹکا دیں گے. میثمؓ نے کہا. اس خبر سے مجھے کچھ شک ہوا اور میں نے عرض کیا. یا حضرت البتہ ایسا ہوگا. امیر المومنینؑ نے فرمایا. ہاں بحق پروردگار کعبہ اسی طرح مجھے جناب رسول خداؐ نے خبر دی ہے. میں نے کہا. اے امیر المومنینؑ مجھے کیوں قتل کریں گے جناب امیرؑ نے فرمایا. ایک والد الزنا فرزند زناکار عبید اللہ پسر زیاد تم کو ہماری محبت کی وجہ سے قید کرے گا۔ اور اسی طرح قتل کرے گا. بعد اسکے جب عبید اللہ بن زیاد داخل کوفہ ہوا۔ اس کا علم اسی خرما کے درخت میں الجھا جس کی جانب جناب امیرؑ نے خبر دی تھی۔ اور الجھ کر پھٹ گیا. اس ملعون نے یہ فال بد جانی اور حکم دیا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالو. اس درخت کے چار ٹکڑے کئے جب میثمؓ کا گذر اس طرف سے ہوا. دیکھا کہ اسے کاٹ ڈالا ہے میثمؓ نے کہا اے درخت تو میرے لئے کاٹا گیا ہے بعد اسکے اپنے فرزند صالح سے کہا. ایک میخ لاؤ اور اپنا نام اس میخ پر لکھ کر ان چاروں حصوں میں سے ایک حصہ جس کا نشان امیر المومنینؑ نے دیا تھا ٹھونک دی۔ اور کہا مجھے اس حصہ پر سولی دیں گے۔ بعد تھوڑے دنوں کے میثمؓ اور کوتوال شہر سے اور اہل بازار سے نزاع ہوئی میثم کو پکڑ کے ابن زیاد ملعون پاس لے گئے جب گفتگو ہوئی. اس شقی کو طاقت لسانی و فصاحت بیانی میثمؓ کی اچھی طرح معلوم ہوئی اس وقت عمرو بن حریث نے کہا۔ آپ ان کو پہچانتے ہیں. ابن زیاد نے کہا. کون ہے. عمرو بن حریث ملعون نے کہا. یہ میثم تمار ہے کہ خود بھی جھوٹا ہے اور اس کا آقا علیؑ بن ابی طالب بھی (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جب ابن زیاد شقی نے جانا کہ یہ میثم تمارؓ ہیں. آتش خشم و غضب و کینہ اس کے سینہ میں بھڑکنے لگی. پھر سیدھا ہو کر بیٹھا. اور کہا. اے میثمؓ تم جھوٹ بولا کرتے ہو میثمؓ نے کہا. تو جھوٹ بولتا ہے میں سچا ہوں. اور میرے مولا امیر المومنینؑ بھی سچے ہیں کہ سچے بادشاہ مومنوں کے وہی تھے. ابن زیاد ملعون نے کہا علی سے بیزاری کرو اور ان کی برائی بیان کرو اور ولایت عثمان کی اختیار کر کے اس کی نیکیاں بیان کرو. اور اگر ایسا نہ کرو گے تمہارے ہاتھ پاؤں زبان کاٹ ڈالوں گا جب میثم نے یہ سنا رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا. اے میثمؓ روتے کیوں ہو. کہا تیرے کردار و گفتار پر نہیں روتا. ولیکن میں اس شک پر روتا ہو. جو میرے دل میں گذرا تھا. کہ ایک روز میرے مولا امیر المومنین نے اسی واقعہ کی مجھے خبر دی تھی. ابن زیاد نے کہا. امیر المومنین نے تم پر اس واقعہ کی کیونکر خبر دی میثمؓ نے کہا میں ایک روز خدمت جناب امیرؑ میں گیا. اور آنحضرت آرام فرما تھے میں نے ایسا کچھ کہا. اور حضرت نے اسی طرح مجھ سے کہا. اور جو کچھ جناب نے فرمایا تھا. یہاں تک بیان کیا کہ اے میثم تم کو ایک کافر والد الزنا فرزند کنیز زناکار پکڑے گا جب اس

فرزند والدالزنا نے سنا بہت طیش و غضب آلود ہو کر کہا قسم بخدا میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ اور زبان نہ کاٹوں گا۔ کہ تیرا اور تیرے آقا کا جھوٹ ظاہر ہو جائے۔ بعد اسکے اس لعین نے حکم دیا۔ کہ میثم تمارؒ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور حکم دیا۔ کہ ان کو سولی پر لٹکا دو جب میثمؒ کو باہر لے گئے ہجوم مردم میں باواز بلند کہا جسے علم مکنون علی ابن ابی طالب سننا منظور ہو آئے اور مجھ سے سُنے۔ یہ سن کر لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور میثم تمارؒ سولی پر علوم و اسرار لوگوں سے بیان کرتے۔ اور عجائب و غرائب اخبار حیدر کرارؑ لوگوں سے بیان کرتے تھے۔ ناگاہ عمرو بن حریث ملعون آیا اور دیکھا ہجوم ہے انبوہ۔ وہ پوچھا سبب ہجوم و انبوہ مردم کیا ہے۔ لوگوں نے کہا میثم تمارؒ احادیث و اخبار حیدر کرارؑ لوگوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ملعون ابن زیاد شقی پاس گیا۔ اور کہا۔ جلد کسی کو وہاں بھیجئے کہ میثمؒ کی زبان کاٹ ڈالے۔ اسلئے کہ اگر ایک ساعت اور اس کی زبان منہ میں رہے گی۔ اہل کوفہ کی تم پر تلوار گرا دے گا۔ یہ سن کر ابن زیاد ملعون نے ایک خواص کی طرف جو اسکے بالائے سر نحس کھڑا تھا۔ نظر کی اور کہا جا اور اس کی زبان کاٹ ڈال۔ جب وہ خواص آیا۔ کہا۔ اے میثمؒ۔ میثمؒ نے کہا۔ مجھ سے کیا مطلب ہے۔ خواص نے کہا۔ زبان اپنی نکالو کہ امیرؔ کا حکم ہے زبان تمہاری کاٹ ڈالوں۔ میثمؒ نے کہا۔ اس والدالزنا نے تو کہا تھا۔ کہ میرے مولا کو جھوٹا کریگا۔ آ میری زبان کاٹو۔ یہ کہہ کر زبان باہر نکالی۔ اور اس شقی نے کاٹ ڈالی۔ بعد اسکے لوگوں نے دیکھا۔ اسی حصّہ چہارم درخت پر جس پر میثمؒ نے میخ گاڑی تھی اور اپنا نام لکھ دیا تھا۔ ان کو سُولی پر لٹکا دیا ہے۔ اور میثم تمارؒ کی شہادت اس سے دس روز پہلے ہوئی جب امام حسینؑ عراق میں پہنچے۔ ایضاً: روایت کی ہے جب وہ بزرگوار برحمت حق ملحق ہوا۔ سات آدمی خرما فروش جو میثمؒ کے ہم پیشہ تھے ایک رات کو آئے۔ جس وقت سب نگہبان و پاسبان جاگ رہے تھے اور حق تعالیٰ نے ان ساتوں آدمیوں کو ان سے پوشیدہ رکھا کہ ان کو وہ نہ دیکھ سکے۔ یہاں تک کہ وہ ساتوں شخص میثم کو وہاں سے ایک نہر کے کنارے اٹھا لائے اور وہاں دفن کر کے پانی قبر پر جاری کر دیا۔ اس کے بعد ہر چند نگہبانوں نے تلاش کیا۔ مگر کہیں اثر و نشان قبر کا نہ پایا۔

فصل بارھویں۔ توجّہ جناب سیّد الشہدا بمکہ معظمہ

توجہ جناب سیّد الشہدا بجانب مکہ۔ چونکہ کتب فریقین میں اس واقعۂ ہالہ کا مختلف طور سے ذکر ہے۔ لہذا جو کچھ اعاظم علمائے شیعہ رضوان اللہ علیہم نے لکھا ہے اس پر اکتفا کی گئی۔ اور اس وجہ سے کہ ان میں بھی اختلاف ہے لہذا مجمل طور سے سب کا ذکر کر کے مقامات اختلاف میں اشارہ کر دیا ہے۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہنگام ارتحال، بدترین اہل بغی و عدوان معاویہ بن ابی سفیان جانب مہالک جحیم عذاب

الیم نیراں پہنچی۔ اپنے فرزند شقاوت مند یزید پلید علیہ اللعنتہ والعذاب الشدید کو طلب کیا۔ اور اپنے پاس بٹھا کر کہا کہ فرزند واضح ہو۔ میں نے تیرے لئے گردن کشان جہاں کو ذلیل و مطیع و منقاد کیا۔ اور تمام شہروں کو تیرے تحت و تصرف دیا۔ اور جہانداری ملک و شہریاری تیرے واسطے مہیا کی۔ اب میں تین شخصوں سے تجھ پر ڈرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ تیری مخالفت جہانتک انسے ہو سکے گا کریں گے۔ اوّل عبداللہ پسر عمر بن الخطاب دوّم عبداللہ پسر زبیر سوم حسینؑ بن علی لیکن عبداللہ بن عمر وہ تجھ سے جدا نہ ہوگا اگر تو اس کی خاطر و مدارات کریگا۔ ولیکن عبداللہ پسر زبیر اگر دسترس اس پر ہو جائے۔ بند بند جدا کر ڈالنا اس لئے کہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں ہے مثل اس شیر کے جو شکار کی گھات میں بیٹھا ہو اور مانند روباہ شب و روز باندیشہ و مکر مشغول ہے کہ تیری دولت کو تباہ کرے ولیکن امام حسینؑ پس ان کی نسبت قرابت کا حال رسول خداؐ سے تجھے معلوم ہے کہ وہ پارہ تن حضرت رسولؐ کے ہیں اور ان کے گوشت و خون سے پرورش ہوئے ہیں میں جانتا ہوں کہ بیشک اہل اعراق انکو بلائیں گے اور یاری و نصرت نہ کریں گے۔ بلکہ انکو تنہا چھوڑ دیں گے۔ لازم ہے اگر ان پر تو ظفر پائے۔ انکے حق حرمت کو پہنچاننا۔ اور انکے منزلت و قرابت جو رسول خدا سے ہے اس کو یاد کرنا اور ان کی باتوں پر انکو مواخذہ[1] نہ

---

[1] یہ روایت موضوع ہے اور کتب اہل سنت سے علامہ موصوف نے تحریر فرمائی ہے۔ روضتہ الاحباب۔ اسد الغابہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ قتل حسینؑ کیا۔ تاراجی اہل بیت رسولؐ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت عمل میں آئی ہے

یزید ملعون اور خاندان یزید کی اسلام دشمنی خود یزید لعین کے ان اشعار سے اچھی طرح واضح ہوتی ہے جو اس نے اس وقت پڑھے جب اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ اس کے دربار میں کھڑا تھا۔ ملاحظہ ہو[1]

لعبت بنو هاشم بالملك فلا خبرٌ جاء ولا وحیٌ نزل

(باقی صفحہ ۱۸۰ پر)

کرتا۔ اور جو روابط میں نے اس مدت میں ان سے محکم کئے ہیں۔ ان کو قطع نہ کرنا اور ہر گز ہر گز ان کو کوئی صدمہ و ضرر نہ پہنچانا۔ مولف فرماتے ہیں کہ غرض اس کی ان نصیحتوں سے تحفظ ملک و بادشاہی یزید تھی۔ اس لئے جانتا تھا کہ بعد شہادت امام حسینؑ سلطنت میں تزلزل ہوگا۔ اور تمام خلائق منافق و مومن یزید سے منحرف ہونگے اور یہ بخوبی واضح ہے کہ وہ بدبخت اعتقاد بخدا اور روز جزا و نبوت سید الانبیاء نہ رکھتا تھا۔ اور اس کا کفر و نفاق تمام عالم پر ظاہر تھا۔

درخواست بیعت از امام حسینؑ

امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جب معاویہ فوت ہوا اور یزید پلید اس کے بعد مسند خلافت باطل پر بیٹھا۔ اپنے چچا عتبہ پسر ابوسفیان کو اور بروایت شیخ مفیدؒ وغیرہ نے کہا ہے ولید پسر عتبہ کو حاکم مدینہ کرکے مدینہ میں بھیجا اور مروان بن حکم کو کہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا معزول کیا جب عتبہ داخل مدینہ ہوا۔ اور مسند امارت پر متمکن ہونا چاہا۔ حکم یزید درباب مروان جاری کرے مروان بھاگ گیا۔ اور عتبہ کا اس پر دسترس نہ چلا۔ بعد اسکے اس نے امام حسینؑ پاس ایک قاصد بھیجا کہ یزید نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسکے لئے آپ سے بیعت لوں

(بقیہ صفحہ ۱۷۹)

بنی ہاشم محمد صلعم نے حکومت کرنے کے لئے ایک کھیل کھیلا حقیقتاً ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی۔

لیت اشیاخی ببدرٍ شهدوا　　　جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے وہ بزرگ جو جنگ بدر میں مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر دادیتے کہ میں نے خاندان رسول سے انکا کیسا بدلہ لیا

لاهلوا واستهلوا فرحا　　　ثم قالوا یا یزید لا تشل

اور وہ مجھے دعا دیتے کہ اسے یزید تیرا ہاتھ بیکار نہ ہو۔

قد قتلنا القرن من ساداتهم　　　وعدلناه ببدر فاعتدل

میں نے ان کے چنے ہوئے بزرگوں اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا اور جنگ بدر کا انتقام لیا۔ تو عوض پورا ہو گیا۔

لست من عتبة ان لم انتقم　　　من بنی احمد ما کان فعل

محمد نے جو کچھ کیا تھا اگر میں ان سب کا انتقام ان کی اولاد سے نہ لیتا تو بے شک عتبہ کی نسل میں شمار ہونے کے قابل نہ رہتا۔

(تاریخ کامل جلد چہارم ص ۳۵)

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جو اثرات اولاد کے ہوتے ہیں وہ والدین کے اور جو خیالات والدین کے وہ اولاد کے ہوتے ہیں خاندانی دشمنی کے متعلق ان اشعار سے بخوبی یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل بیت کے متعلق یہ خیالات یزید کے ہی نہیں تھے۔ بلکہ خاندان یزید معاویہ ابوسفیان کے بھی تھے جنگ صفین وغیرہ ان ہی خیالات کا اثر و نتیجہ تھی۔ لہذا اب یہ کہنا او ماننا غیر ممکن

(باقی صفحہ ۱۸۱ پر)

لازم ہے کہ یہاں آکر بیعت یزید کیجئے۔ جب امام حسینؑ تشریف لائے۔ فرمایا: اے عتبہ تو جانتا ہے کہ ہم خاندان عزت و کرامت و معدن نبوت و رسالت سے ہیں۔ اور ہم علمائے روشن دین اور نشانہائے راہ یقین ہیں۔ خدا نے حق ہمارے دلوں کو سپرد کیا۔ اور ہماری زبانوں کو گویا کیا اس سے اور ہمیشہ چشمہ ہائے حکمت و دریائے علم جناب احدیت ہماری زبان معجز بیان پر جاری ہیں۔ میں نے اپنے جد بزرگوار جناب رسول خداؐ سے سنا ہے۔ کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ خلافت فرزندان ابوسفیان پر حرام ہے پھر میں اس گروہ سے کیونکر بیعت کروں جن کے حق میں جناب رسول خداؐ نے یہ اشارہ کیا ہے۔

نامہ عتبہ بنام یزید لعین

جب عتبہ نے امام حسینؑ سے یہ جواب سنا۔ اپنے منشی کو بلایا اور اس مضمون کا نامہ یزید کو لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ از طرف عتبہ پسر ابوسفیان بجانب بندہ خدا یزید بادشاہ مومنین ہے۔ اما بعد حسینؑ بن علیؑ تم کو سزاوار خلافت نہیں جانتے اور تمہاری بیعت پر راضی نہیں ہیں پس جو کچھ تم ان کے حق میں بہتر جانو اس پر عمل کرو۔ والسلام۔ جب یہ خط یزید پلید پاس پہنچا۔ جواب لکھا۔ لازم ہے اے عتبہ جب میرا خط تمہارے پاس پہونچے۔ فوراً جواب لکھو کس نے میری بیعت کی اور کس نے میری مخالفت کی۔ اور لازم ہے کہ امام حسینؑ کا سر ہمراہ خط کے میرے پاس بھیج دے۔ اور شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے انتقال فرمایا۔ شیعان عراق نے متعد ہو کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اس وقت موافقت ان کی میں صلاح نہ جانی اور حکم بصبر فرمایا۔ جب امیر معاویہ دنیا سے گذر گئے۔ نصف ماہ رجب ۶۰ھ ہجری میں یزید نے ایک نامہ ولید پسر عتبہ بن ابوسفیان کو کہ از جانب معاویہ حاکم مدینہ تھا۔ اس مضمون کا لکھا کہ امام حسینؑ و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن زبیر و عبدالرحمان بن ابی بکر سے میری بیعت لے اور لازم ہے کہ ان پر تنگ گیری کر کے عذر قبول نہ کرنا اور جو میری بیعت سے انکار کرے اس کا سر بہت جلد میرے پاس بھیج دے۔ جب یہ نامہ ولید پاس پہنچا۔ اس نے مروان بن حکم سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ مروان شقی نے کہا مناسب معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہنوز یہ لوگ انتقال معاویہ سے خبردار ہونے نہ پائیں کہ ان کو بلا کر یزید کی بیعت ان سے لے لے اور جو

(بقیہ صفحہ ۱۸۰) ہے کہ معاویہ یزید کو اہل بیتؑ سے نیک سلوک کرنے کو وصیت کرے بلکہ یہ طرفداران بنی امیہ کی تیار کردہ روایات ہیں ان کو برحق ثابت کرنے کے لئے۔ لیکن ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(کوثر مظہر بلوی عفی عنہ)

قبول نہ کرے اسے قتل کر۔ یہ بات ولید پر بہت گراں ہوئی۔ مگر اسی رات ان لوگوں کو طلب کیا۔ اور یہ اس وقت روضہ منورہ رسول خداؐ میں جمع تھے۔ جب پیغام ولید سنا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ معاویہ مرگیا۔ اور ہم کو بیعت یزید کے واسطے طلب کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ و عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے کہا ہم اپنے گھر جاکر دروازہ بند کرلیتے ہیں عبداللہ بن زبیر نے کہا۔ میں ہرگز بیعت یزید نہ کروں گا۔ اور امام حسینؑ نے فرمایا۔ البتہ میں ولید پاس جاؤنگا

ملاقات امام حسینؑ با ولید

پس حضرت امام حسینؑ نے تیس شخصوں کو اپنے اہل بیت اور غلاموں اور موالیوں میں سے حکم فرمایا۔ کہ ہتھیار سجالیں۔ جب سب تیار ہو چکے امام حسینؑ اپنے ہمراہ لے چلے اور جاکر فرمایا۔ تم سب دروازہ پر ٹھہرو۔ جب میری آواز بلند ہو تم سب اندر چلے آنا جب امام حسینؑ داخل مجلس ولید ہوئے۔ دیکھا مروان تنہا ولید پاس بیٹھا ہے۔ جب امام حسینؑ بیٹھے۔ ولید نے خبر مرگ معاویہ امام حسینؑ سے بیان کی حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ولید نے یزید کا خط پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے یہ گمان نہیں ہے کہ تم مجھ سے پنہاں یزید کے بیعت کرنے پر راضی ہو۔ چاہو گے کہ علانیہ لوگوں کے سامنے میں یزید کی بیعت کروں۔ ولید نے کہا۔ ہاں یہی مقصود ہے۔ حضرت نے فرمایا کل صبح اس بارہ میں جو مناسب ہوا۔ جواب دونگا۔ اور تم بھی اس بارہ میں خیال کرنا بعد اسکے آپس میں صلاح کرکے ہم میں سے جو لائق خلافت ہوا اس کی بیعت کرنا۔ ولید نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے جائیے۔ پھر بعد اسکے مجمع مردم میں آپ سے ملاقات کروں گا۔ مروان لعین نے کہا۔ حسینؑ کو نہ جانے دو کہ اگر اس وقت تو نے ان سے بیعت نہ لی۔ پھر بغیر اسکے خونریزی نہ ہو وہ ہاتھ نہ آئیں گے۔ اس وقت ہے

لہ یہ دونوں حضرات یزید کی بیعت کا دل میں ارادہ رکھتے تھے اور بعد میں کر بھی لی بلکہ لوگوں کو بیعت یزید کیلئے مجبور کرتے تھے (بخاری جلد دوم صہ ۱۰۵۳) عن نافع قال لما خلع اهل المدينة يزيد بن معاوية جمع ابن عمر حشمه وولده فقال انى سمعت النبى صلى الله عليه وآله وسلم يقول ينصب لكل غادر لواء يوم القيمة وانا قد بايعنا هذا الرجل اى يزيد على بيع الله ورسوله وانى لا اعلم غدرا اعظم من ان يبايع رجل على بيع الله ورسوله. نافع روایت کرتے ہیں کہ اہل مدینہ نے بیعت یزید سے انکار کردیا۔ تو عبداللہ بن عمر نے رؤسائے مدینہ کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور کہا میں نے رسول پاکؐ سے سنا ہے کہ امام کا باغی جو ہوگا۔ قیامت کو بغاوت کے جھنڈے تلے ہوں گے (یعنی بخشش نہ ہوگی۔) اور تحقیق ہم نے اس مرد (یزید) کی بیعت اللہ اور رسول کی بیعت جان کر کی ہے اور میں جانتا ہوں کہ بیعت یزید بیعت خدا و رسول اور اس کا انکاری باغی اور بغاوت کے جھنڈے تلے ہونگے۔

(ڈاکٹر جبریلوی عفی عنہ)

قابو میں ہیں۔ جس طرح ہوسکے انسے بیعت لے لو اور اگر بیعت نہ کریں قتل کردو۔ امام حسینؑ اس کلام بدانجام مروان سے غضبناک ہوئے۔ اور فرمایا اے والدالزنا فرزندان ازرق زناکار بھلا تو یا وہ مجھے قتل کرسکے گا۔ قسم بخدا تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو اور وہ کوئی میرے قتل پر قادر نہیں۔ بعد اسکے ولید کی طرف مخاطب ہوئے۔ فرمایا اے ولید واضح ہو کہ ہم اہل بیت نبوت و معدن رسالت ہیں۔ ہمارے گھر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں خدا نے ہم کو نبوت و خلافت عطا کی اور ہم پر خلافت و امامت کو ختم کرے گا۔ اور یزید ایک مرد فاسق اور شراب خوار ہے۔ لوگوں کو ناحق قتل کرتا ہے اور اعلانیہ انواع و اقسام کے فسوق و فجور و معاصی کا مرتکب ہوتا ہے مجھ ایسا اس فاسق جیسے سے ہرگز بیعت نہیں کرسکتا۔ بعد اسکے جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان ٹھہریگا۔ یہ فرماکر ہمراہ اصحاب جانب دولت سرا مراجعت فرمائی۔ اور یہ واقعہ شب ستائیسویں رجب کو گذرا جب امام حسینؑ باہر تشریف لے گئے۔ مروان لعین نے کہا۔ ولید سے تم نے میری بات نہ مانی۔ قسم بخدا اب ان پر دسترس نہ پاؤگے۔ ولید نے جواب دیا۔ اے مروان تیری رائے پر دلے ہو۔ تیری رائے میری موجب ہلاکت دنیا و دین تھی۔ قسم بخدا میں راضی نہیں کہ تمام دنیا ہماری ہو جائے اور میں خون امام حسینؑ میں شریک ہوں سبحان اللہ تو راضی ہے اس بات پر کہ میں امام حسینؑ کو قتل کروں کہ وہ یزید سے بیعت نہیں کرتے قسم بخدا جو ان کے خون میں شریک ہوگا اس کو بروز قیامت کوئی حسنہ نہ ملیگا۔ بظاہر مروان نے کہا۔ اگر تم نے اس وجہ سے میرا کہا نہ کیا خوب کیا دل میں فعل ولید سے راضی نہ تھا

منازعہ امام حسینؑ با مروان علیہ اللعن

اگلے روز صبح کو امام حسینؑ باہر تشریف لائے۔ بعض کوچہ ہائے مدینہ میں مروان نے حضرت کو دیکھا۔ اور کہا۔ میری نصیحت قبول کیجئے اور یزید سے بیعت کر لیجئے۔ کہ آپ کے دین و دنیا کے لئے بہتر ہے۔ امام حسینؑ نے جواب میں فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حال اسلام پر دلئے ہو کہ امت محمدیہ یزید ایسے خلیفہ کی خلافت میں مبتلا ہو۔ تحقیق کہ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول مختارؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے۔ خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے۔ الغرض اس بات پر بہت رد و قدح ہوئی۔ اور مروان غضب آلود ہو کر چلا گیا۔ ولید نے شب اوّل عبداللہ بن زبیر سے بیعت لینے میں بہت مبالغہ کیا اور وہ صبح ہوتے ہی مدینہ سے جانب مکہ روانہ ہوا جب ولید اس کے جانے پر مطلع ہوا۔ ایک شخص کو بنی امیہ میں سے ان کے تعاقب میں مع چالیس سوار روانہ کیا۔ مگر چونکہ عبداللہ راہ غیر متعارف سے گیا تھا۔ ہر چند ڈھونڈا۔ مگر نہ پایا اور واپس آئے۔ جب روز خطبہ تمام ہوا۔ ولید نے کسی کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور دوبارہ بہت تاکید کی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ صبر کرے۔ میں اس رات سوچوں اور فکر کروں گا۔

خواب دیکھنا امام حسینؑ کا

بروایت شیخ مفیدؒ اسی شب کہ وہ شب یک شنبہ ستائیسویں ماہ رجب کی تھی۔ امام حسینؑ متوجہ مکہ ہوئے اور بروایت سابق امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب امام حسینؑ نے ارادہ عراق کیا شب اوّل بقصد وداع اپنے جد بزرگوار جناب پیغمبر خدا کے روضہ مقدس میں گئے کہ وداع کریں۔ جب قریب قبر مطہر پہونچے۔ ایک نور قبر مطہر سے امام حسینؑ کے لئے ظاہر ہوا۔ قریب امام حسینؑ نے وہ حالت مشاہدہ کی۔ اپنی دولت سرا کی جانب مراجعت فرمائی۔ پھر دوسری شب کو ضریح مقدس کی زیارت کو روانہ ہوئے اور نزدیک مرقد مطہر اس سرور کھڑے ہو کر بہت نمازیں پڑھیں۔ اور سجدہ میں نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ رسول خدا امام حسینؑ پاس تشریف لائے اور آغوش مبارک میں لے کر درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور رو رو کر فرمانے لگے۔ میرے مادر و پدر اے فرزند تجھ پر فدا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں درمیان اشقیائے امت کو مجھ سے امید شفاعت رکھتے ہیں۔ تو اپنے خون میں غوطے مار رہا ہے۔ تحقیق کہ ان ظالموں کا خدا کے یہاں کوئی حصہ نہیں۔ اے فرزند تم بہت جلد اپنے مادر و پدر برادر پاس آؤ گے۔ اور وہ تمہارے مشتاق ہیں۔ اور تمہارے بہشت جاوید میں چند درجے ایسے ہیں۔ ان میں نہ پہونچ سکو گے مگر شہید ہو کے۔ یہ خواب دیکھ کر امام حسینؑ مغموم و محزون بیدار ہوئے اور جانب دولت سرا مراجعت فرمائی۔ اور خواب اہل بیت سے بیان کر کے عازم سفر عراق ہوئے۔

وداع امام حسینؑ از قبر جد بزرگوار

بروایت معتبر دیگر جب خبر بیعت طلبی یزید کی طرف سے ولید کو پہونچی بہت محزون مغموم ہوا۔ اور کہا مجھے منظور نہیں کہ میں امام حسینؑ فرزند رسولؐ کو قتل کروں۔ اور مجھ سے ایسا نہ ہو گا۔ ہر چند یزید تمام روئے زمین مجھے دے دے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کو طلب کیا۔ اس وقت حضرت اپنے جد امجد کے روضہ پر گئے ہوئے تھے۔ جب امام حسینؑ کو گھر میں نہ پایا۔ اور ولید کو خبر کی۔ اس نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ وہ شہر سے چلے گئے اور میں ان کے خون میں شریک نہ ہوا۔ اور جب امام حسینؑ اس شب نزدیک قبر مطہر آئے۔ کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں پسر فاطمہ ہوں۔ اور فرزند زادہ آپ کا ہوں۔ کہ آپ نے مجھے اپنی امت میں امانت رکھا۔ اور مجھے اپنا خلیفہ ان پر کیا۔ یا نبی اللہ آپ گواہ ہیں آپ کی امت نے میری نصرت نہ کی اور میری حرمت کی رعایت نہ کی۔ اور مجھے تلف کیا۔ ان سب کی میں آپ سے شکایت کرتا ہوں۔ یہانتک کہ میں آپ سے ملاقات کروں۔ یہ فرما کر مشغول نماز و عبادت ہوئے اور صبح تک اپنے جد بزرگوار کے پاس بطاعت کردگار قیام کیا۔ جب صبح ہوئی جانب دولت سرا مراجعت فرمائی پھر دوسری شب روضہ مقدس جد عالی مقدار کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ اور چند رکعت نماز ادا کی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ کہا خداوندا یہ قبر تیرے پیغمبر کی ہے۔ اور میں تیرے پیغمبر کا فرزند ہوں۔ اور مجھے جو امر درپیش ہے وہ تو جانتا ہے۔ خداوندا میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اس کا حکم دیتا ہوں اور بدی کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور اس سے منع کرتا

ہوں۔ خداوندا بحق قبر اور صاحب قبر کے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے وہ اختیار کر جس میں تیری اور تیرے رسول کی رضا ہو۔ صبح تک اپنے جد بزرگوار اور خداوند لیل و نہار سے مناجات کرتے رہے۔ جب قریب طلوع صبح ہوا۔ اپنا سر اقدس ضریح اقدس جد بزرگوار پر رکھا تاگاہ نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ جناب رسول خدا مع گروہ بیشمار ملائکہ مقربین کہ وہ حضرت کو بیچ میں لئے تھے۔ قریب امام حسینؑ آئے اور سید الشہدا کو آغوش میں لے کر سینے سے لگایا۔ اور درمیان دو دیدہ بوسہ دے کر کہا اے حبیب من اے حسینؑ شہید من بہت جلد صحرائے کربلا میں تمہارا سر تن سے جدا کریں گے۔ اور تم اس گروہ میں جن کا دعویٰ ہوگا۔ کہ میری امت سے ہیں خون میں تڑپو گے۔ اور پیاسے ہوگے وہ اشقیا تم کو پانی نہ دیں گے۔ اور باوجود ایسے افعال و اعمال کے میری شفاعت کی امید رکھتے ہونگے خدا ان کو بروز قیامت میری شفاعت سے محروم کرے اے نور دیدہ من اے فرزند پسندیدہ من تمہارے پدر و مادر و برادر میرے پاس آئے۔ اور تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں تمہارے لئے ریاض جناں میں چند درجے اور منزلت ایسی ہیں کہ بغیر شہید ہوئے نہ مل سکیں گے۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے رو رو کر خواب میں اپنے جد بزرگوار رسول مختارؐ سے عرض کی۔ کہ مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے اپنے ہمراہ اپنی قبر مطہر میں لے لیجئے اور شر اُمت سے خلاص کیجئے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے نور دیدہ۔ تم کو دنیا میں جانے اور شہادت پر فائز ہوئے بغیر چارہ نہیں اور بعد شہادت کے درجات بلند و سعادت ابدی تم کو حاصل ہوگی۔ تم اور تمہارے پدر و مادر و برادر و عم اور تمہارے پدر کے عم بروز قیامت بایکدیگر محشور ہونگے اور بایکدیگر داخل بہشت ہونگے۔ امام حسینؑ گریاں و پریشاں خواب سے بیدار ہوئے اور جانب دولت سرا مراجعت کر کے۔ جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کیا اہل بیت رسالتؐ سے۔ اس روز کوئی گھر اہل بیت سے خالی نہ تھا جس میں حزن و اندوہ نہ ہو۔ صدائے گریہ و نوحہ اہل بیت بلند تھی۔ بعد اسکے امام حسینؑ اسباب سفر مہیا کر کے عازم مکہ ہوئے۔ اور رات کو اپنی ماں فاطمۃ الزہراؑ کی قبر مطہر و معطر اور اپنے برادر امام حسنؑ کی قبر منور پر جا کے بطور رسم وداع کیا اور صبح جانب دولت سرا مراجعت کی

عرض محمدؓ بن حنفیہؓ بخدمت امام حسینؑ علیہ السّلام

اس وقت محمدؓ بن حنفیہؓ حاضر خدمت ہوئے۔ اور کہا اے برادر آپ میرے نزدیک گرامی و عزیز ترین خلق ہیں۔ اور میں آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ مجھ پر لازم ہے کہ جس میں آپ کی خیر ہو وہ آپ سے عرض کروں اور کیونکر نہ عرض کروں۔ حالانکہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں۔ اور میرے بمنزلہ جان و دل و دیدہ اور بزرگ اہل بیت رسالت اور میرے امام و پیشوا ہیں اور آپ کی اطاعت مجھ پر واجب ہے اور خدا نے مجھ پر آپ کو فضیلت و شرافت دی ہے اور آپ کو بہترین سردار جوانان بہشت کیا ہے۔ میں آپ کے حق میں یہ صلاح مناسب جانتا ہوں کہ بیعت یزید سے کنارہ کیجئے اور شہروں سے دوری اختیار کر کے جنگل کی طرف تشریف لے جائیں اور لوگوں کے پاس قاصد بھیجئے اپنی بیعت کی دعوت کیجئے اگر۔۔۔

جمع ہوجائیں اور آپ کی بیعت اختیار کریں۔ اس وقت جو آپ کی خاطر مبارک میں ہے اس کا قصد کیجئے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کی اطاعت نہ کریں آپ خود مختار ہیں مجھے خوف ہے کہ آپ کسی شہر میں داخل ہوں۔ اور اہالیان شہر مختلف ہو کے کچھ آپ کی طرف ہو جائیں اور کچھ مخالفت کریں۔ اور آخر بجدال و قتال نوبت پہونچے اور آپ کی جان شریف اور آپ کے اہل بیت کی جانیں جو شریف ترین ہیں تلف ہو جائیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر کہاں جا کے توقف کروں۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ مکہ تشریف لے جائیے۔ اگر ہو سکے وہاں قیام کیجئے اگر اہل مکہ بشیوہ بے وفائی پیش آئیں یمن تشریف لے جائیے کہ اہالیان بلاد یمن آپ کے جد و پدر کے شیعہ ہیں۔ ان کے دل رحیم ہیں اور شہر ان کا وسیع ہے اور اگر وہاں بھی موقع قیام کا نہ ملے۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں جائیے اور منتظر فرصت رہئیے کہ حق تعالیٰ آپ کے اور ان فاسقوں کے درمیان بحق حکم کرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے برادر اگر کہیں بھی مجھے پناہ نہ ملے۔ مگر یزید سے بیعت نہ کروں گا۔ یہ سن کر محمد بن حنفیہ نے کلام تمام کیا اور بہت روئے اور امام حسینؑ بھی روئے۔ پھر فرمایا۔ اے برادر خدا تم کو جزائے خیر دے تم نے مجھے نصیحت کی اور میری خیر خواہی کی۔ کہ اب میرا ارادہ مکہ معظمہ کا ہے اور میں اس سفر کا عازم ہوا ہوں۔ اپنے بھائیوں اور بھانجوں اور شیعوں کو ہمراہ لئے جاتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تم مدینہ میں رہو اور میری جانب سے ان اشقیا پر بطور جاسوس رہو۔ جو کچھ گذرے مجھے تحریر کرو۔ پھر دوات کاغذ منگا کر اس مضمون کا ایک وصیت نامہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ حسینؑ بن علی بن ابی طالب کا اپنے برادر محمد المعروف با بن حنفیہ کی طرف ہے تحقیق کہ حسینؑ شہادت دیتا ہے کہ خدا یگانہ ہے اور کوئی شریک نہیں رکھتا۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمد اس کا بندہ اور رسولؐ ہے اور بحق و راستی حق تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ اور شہادت دیتا ہے کہ بہشت و دوزخ ہے اور قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور خدا سب کو جو قبروں میں ہیں زندہ کرے گا۔ واضح ہو کہ میں از روئے طغیان و عدوان و فساد و ظلم نہیں جاتا ہوں۔ ولیکن اپنے نانا کی امت کی صلاح اس میں جانتا ہوں۔ کہ ان کو نیکیوں کا حکم دوں۔ اور بدیوں سے منع کروں۔ اور ان کے حق میں مثل اپنے نانا سید الانبیاءؐ اور اپنے پدر سید اوصیا کے عمل کروں۔ بس جو کوئی مجھے بحق و راستی خدا قبول کرے۔ بحق و پاداش اہل حق سزاوار تر ہے اور جو مجھ پر رد کرے میں صبر کرتا ہوں تا آنکہ خدا میرے حق میں اور اس گروہ کے حق میں براستی حکم کرے۔ اور خدا بہترین حکم کنندگان ہے۔ اور یہ میری وصیت اے برادر تم کو ہے۔ اور نہیں میری توفیق مگر خدا اور اسی پر ہے توکل اور اسی کی جانب میری بازگشت ہے بعد اسکے امام حسینؑ نے نامہ لپیٹا۔ اور اس پر مہر فرما کے محمد بن حنفیہؓ کے ہاتھ میں دیا۔ اور رات ہی کو روانہ ہوئے۔
کتب معتبرہ میں باسانید قویہ ابن قولویہؒ سے منقول ہے کہ ایک روز حمزہ بن حمران نے جناب صادقؑ کی خدمت میں عرض

کی کہ جب امام حسینؑ متوجہ سفر عراق ہوئے۔ اس وقت محمد بن حنفیہؓ کیوں ہمراہ نہ ہوئے۔ حضرت نے فرمایا میں تم سے ایک بات کہتا ہوں۔ کہ پھر اسی طرح کا سوال نہ کرنا۔ واضح ہو کہ امام حسینؑ جب سفر پر روانہ ہونے لگے۔ کاغذ طلب کیا۔ اور یہ لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ حسینؑ بن علی بن ابی طالب کی طرف سے بجانب فرزندان ہاشم ہے۔ اما بعد جو میرے ہمراہ ہو گا شہید ہو گا۔ اور مجھ سے جو مخالفت کرے گا۔ رستگار نہ ہو گا

افواج ملائکہ و جنات کا حاضر ہونا

بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے جب سید الشہدا مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ افواج ملائکہ مع علامتہائے محاربہ تیرے ہاتھوں میں لئے اسپان بہشت پر سوار حاضر ہوئے اور سلام کر کے کہا۔ اے حجت خدا تعالیٰ بعد اپنے جد و پدر برادر کے تمام خلق پر ہم نے بحکم خداوند عالم آپ کے جد بزرگوار کی بہت سے مقامات پر نصرت کی اور اب ہم کو آپ کی نصرت کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہمارا تمہارا وعدہ گاہ مقام وہ ہے جسے خدا نے میرا موضع شہادت و دفن مقرر کیا ہے اور اس کا نام کربلا ہے۔ جب میں اس زمین شریف پر پہنچوں۔ اس وقت میرے پاس آنا۔ ملائکہ نے عرض کی۔ اے حجت خدا جو حکم دیجئے گا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اگر آپ کو کسی سے خوف ہو تو ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور دفع ضرر کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ لوگ مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہانتک کہ میں اپنے مقام شہادت پر پہنچ جاؤں۔ اس کے بعد بے شمار فوجیں مسلمانان قوم جن کی خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئیں اور کہا۔ اے سید و بزرگ ہمارے ہم آپ کے شیعہ ہیں اور یاور ہیں اپنے دشمنوں کے حق میں جو آپ حکم کریں ہم اس کی تعمیل و اطاعت کو حاضر ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو آپ کے سب دشمنوں کو ابھی ہلاک کر دیں اور آپ کو مطلق تعب و زحمت اور حرکت نہ کرنی پڑے۔ امام حسینؑ نے ان کو دعا دی۔ اور فرمایا۔ مگر تم نے قرآن میں نہیں پڑھا۔ کہ خداوند عالم نے میرے جد بزرگوار کے لئے یہ آیۃ نازل فرمایا ہے۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ یعنی جس جگہ ہو گے وہاں موت پہنچے گی ہر چند قلعہائے محکم میں ہو اور پھر ارشاد کیا ہے لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم یعنی اے محمد منافقوں سے کہو۔ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے۔ البتہ باہر آتے اپنے مقام مقتل پر وہ لوگ جن کے مقدار میں قتل ہونا لکھا ہے۔ پس اگر میں اپنی جگہ توقف کروں اور جہاد کو نہ جاؤں اس خلق گمراہ کو کس سے امتحان کریں گے اور منافقین کس چیز سے امتحان کئے جائیں گے اور زمین کربلا پر میری قبر میں کون ساکن ہو گا کہ خداوند عالم نے اس کو فراخ کیا۔ اور برگزیدہ فرمایا ہے اور اس مکان شریف کو میرے شیعوں کا پشت و پناہ کیا ہے اور اس مقدسہ کی جانب جانا باعث امنی دنیا و آخرت ہے ولیکن تم لوگ بروز دوشنبہ عاشورہ کو میرے پاس آؤ۔ کہ میں آخر روز کربلا میں شہید ہو گا۔ جبکہ کوئی میرے اہل بیت سے باقی نہ رہیگا کہ اس کے

قتل کا ارادہ کریں۔ اور میرا سر یزید پلید پاس لے جائیں گے۔ یہ سن کر گروہ بنی جان نے کہا۔ اے حبیب خدا اور فرزند حبیب خدا اگر آپ کے حکم کی اطاعت واجب نہ ہوتی اور آپ کی مخالفت جائز ہوتی تو بیشک ہم آپ کے تمام دشمنوں کو قبل اسکے کہ وہ آپ تک پہونچتے قتل کر ڈالتے۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا میری قدرت ان کے دفع کرنے پر تمہاری قدرت سے زیادہ ہے ولیکن میں چاہتا ہوں کہ حجت خدا کو خلق پر تمام کروں اور حکم خدا بجا لاؤں

نزول امام حسینؑ بمکہ معظمہ

شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ تیسری تاریخ ماہ شعبان کو داخل مکہ معظمہ ہوئے۔ اور یہ آیہ تلاوت فرمایا۔ ولما توجہ تلقاء مدین قال عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل یعنی جب حضرت موسیٰؑ متوجہ شہر مدین ہوئے کہا امیدوار ہوں۔ کہ میرا پروردگار مجھے براہ راست ہدایت کرے۔ اور مقام مقصد تک پہونچا دیوے۔ جب اہل مکہ اور ایک گروہ نے جو اطراف سے عمرہ کو آئے تھے۔ خبر قدوم میمنت لزوم امام مظلوم سنی خدمت آنحضرت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر صبح و شام ملازمت آنحضرت میں حاضر ہوتے تھے۔ اور عبداللہ بن زبیر اس وقت مکہ میں قریب کعبہ مقیم تھا اور لوگوں کو فریب دینے کو ہمیشہ مشغول نماز رہا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ملاقات حضرت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور بظاہر اظہار مسرت تشریف آوری حضرت سے کرتا تھا۔ اور باطن میں حضرت کے آنے سے راضی نہ تھا۔ اس لئے کہ جانتا تھا جب تک حضرت مکہ میں رہیں گے۔ کوئی اہل حجاز سے میری بیعت نہ کریگا۔ جب یہ خبریں اہل کوفہ کو پہونچیں۔ شیعان کوفہ سلیمانؓ صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور دوبارہ فوت معاویہ و بیعت یزید پلید گفتگو کی۔ سلیمانؓ نے کہا۔ جبکہ معاویہ مرگیا۔ اور امام حسینؑ بیعت یزید سے انکار کر کے مکہ معظمہ گئے ہیں اور تم ان کے شیعہ اور انکے پدر بزرگوار کے شیعہ ہو اگر جانتے ہو کہ انکی نصرت کر سکو گے اور بجان و مال ان کی نصرت میں کوشش کر سکو گے ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھ کر یہاں بلا لو۔ اور اگر ان کی نصرت میں سستی و کاہلی کرو گے یہ جان لو کہ شرط نیک خواہی اور متابعت کی بجا آوری نہ کرو گے۔ ان کو فریب نہ دو اور ہلاکت میں نہ ڈالو۔ شیعوں نے کہا۔ جب حضرت اس شہر کو اپنے قدوم سے منور کریں گے۔ ہم سب بقدم اخلاص ان کی خدمت میں حاضر ہو کے ان سے بیعت کریں گے اور ان کی نصرت میں جانفشانی اور دشمنوں سے حفاظت میں کوشش کریں گے اور پھر ایک عریضہ اس مضمون کا خدمت امام عالی مقام میں لکھا۔

مضمون خط سلیمان بن صرد خزاعی کوفی اور دیگر اہل کوفہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ نامہ سلیمان بن صرد خزاعی و مسیبؓ بن نجبہ و رفاعہؓ بن شداد بجلی و حبیبؓ ابن مظاہر از جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہل کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسینؑ بن علی بن ابی طالب ہے آپکی سلام خدا ہو۔ اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہے

حمد کرتے ہیں۔ اور ہم شکر خدا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے دشمن جبار کو کہ بغیر رضامندی امت ان پر حاکم ہوا تھا ہلاک کیا۔ اور وہ بجور و عدوان امت پر حاکم۔ اور ان کے اموال میں بناحق تصرف کیا۔ اور نیکان امت کو قتل کیا۔ اور بد اطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموال خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا اسے نفرین کرے جس طرح قوم ثمود پر نفرین کی۔ اور واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام و پیشوا[1] نہیں پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں۔ شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ہم پر ظاہر کرے۔ اور نعمان بن بشیر حاکم کوفہ نہایت ذلیل و خوار دار لامارۃ میں بیٹھا ہے اور ہم جمعہ کو اور عیدین میں وہاں نماز پڑھنے نہیں جاتے۔ اور جب آپ کی خبر تشریف آوری ہم کو ملے گی۔ ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے کہ اہل شام پاس چلا جائے۔ والسلام۔ اہل کوفہ

کثرت خطوط اہل کوفہ

یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا۔ اور اصرار کیا۔ کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام میں پہونچا دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو داخل مکہ ہوئے۔ اور نامہ اہل کوفہ خدمت امام حسینؑ میں پہونچا دیا۔ ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ و عبداللہ بن شداد و عمارہ بن عبداللہ کو کہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیکر بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا۔ اور پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا۔ اور بدست ہانی بن ہانی سبعی و سعید بن عبداللہ حنفی بخدمت آنحضرت روانہ کیا۔ اور خط میں لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے خدمت امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب ہے۔ اما بعد بہت جلد آپ اپنے دوستوں اور ہوا خواہوں پاس تشریف لائیے کہ جمیع مردان ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بتعجیل تمام ہم مشتاقوں پاس تشریف لائیے والسلام۔ اہل کوفہ۔ پس شبث بن ربعی و حجاز بن الحر و

---

[1] مذہب امامیہ کا عقیدہ ہے امام اس وقت تک عالم خاک سے نہیں جاتا جب تک اپنے بعد کیلئے امام کا نام اور بازو پکڑ کر نہ دکھا جائے۔ ایک لمحہ بھی دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ دنیا حجت خدا سے خالی رہی لہذا جنہوں نے کوفہ سے امام حسینؑ علیہ السلام کو خط لکھے اور لکھا ہمارا کوئی امام و پیشوا نہیں۔ وہ شیعہ مذہب نہیں رکھتے تھے شیعہ مذہب میں امام منصوص من اللہ ہوتا ہے لوگوں کے بنانے سے نہیں بنتا کوفہ میں بلانے والے وہ تھے جو امامت کیلئے اجماع کے قائل تھے۔ کیونکہ شیعہ تو اجماع کے قائل نہیں ہیں یہی وجہ رہی جب نائب امام حسینؑ کوفہ میں آئے تو امامت حسینؑ پر اجماع کر گئے بعد میں امامت یزید پر اتفاق کر گئے اگر وہ شیعہ ہوتے تو یہ نہ لکھتے کہ اس وقت کوئی ہمارا امام اور پیشوا نہیں ہے شیعہ مسلمات میں ہے الحجۃ قبل الخلق و مع الخلق و بعد الخلق۔ حجت اللہ امام مخلوق سے پہلے مخلوق کے ساتھ ہے اور مخلوق کے بعد ہے لہذا ایک لمحہ بھی بلا امام نہیں گذر سکتا

(کوثر بھریلوی)

یزید بن حارث و عروہ بن قیس و عمرو بن حجاج و محمد بن عمرو نے دوسرا اس مضمون کا عریضہ لکھا۔ بعد حمد و نعمت گذارش ہے کہ تمام صحرا سبز اور میوے تیار ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو آپ کے لئے یہاں لشکر مہیا و حاضر ہے اور ہم شب و روز آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں۔ ہر چند ہر طرح کے خطوط خدمت آنحضرت میں پہونچتے تھے۔ مگر حضرت ٹال دیتے تھے اور جواب ان کا نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ چھ سو خطوط ان مکاروں غداروں کے امام حسینؑ پاس پہونچے۔ اور جب مبالغہ و اصرار از حد ان کا ہوا۔ اور متعدد قاصد حضرت پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کوفہ سے آ گئے۔ حضرت نے ان کے آخری خط کا جواب لکھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کا شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف ہے۔ اما بعد بہت سے قاصدوں اور خطوط آنے کے بعد جو تم نے خط ہانی و سعید کے ہاتھ مجھے بھیجا مجھے پہونچا۔ سب تمہارے خطوط میرے پاس پہونچے اور سب کے مضامین سے مطلع ہوا۔ تم نے سب خطوط میں میرے پاس لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں بہت جلد آپ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ خدا آپ کی برکت سے ہم کو حق ہدایت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں جو کچھ تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے: بمشورہ عقلاء و دانایاں و اشراف و بزرگان قوم لکھا ہے۔ اس وقت میں بہت جلد انشاء اللہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ امام وہی ہے جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جادہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے۔ والسلام حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب علیہم السلام۔

فصل تیرھویں روانگی حضرت مسلمؑ بہ کوفہ

روانہ فرمانا سید خلیل و نوبادہ بوستان مکرمت و تجبیل کا حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جانب کوفہ شہادت مسلمؑ جب خط و کتابت کوفیاں بیوفائی از حد ہوئی جناب امام حسینؑ نے مسلم بن عقیل اپنے چچازاد بھائی کو کہ بوفور عقل و علم و تدبیر و صلاح و سداد و شجاعت و سخاوت و متابعت ممتاز تھے۔ طلب کیا اور کوفیوں سے بیعت لینے کو ہمراہ قیس بن مسہر صیداوی و عمارہ بن عبداللہ سلولی و عبدالرحمٰن بن عبداللہ ازدی بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور حکم بتقویٰ و پرہیزگاری کیا۔ اور اپنا راز مخالفین سے پوشیدہ رکھنا اور حسن تدبیر و لطف و مدارا کرنے کو فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ اگر اہل کوفہ میری بیعت پر اتفاق کریں۔ بہت جلد مجھے حقیقت حال سے مطلع کرنا پس حضرت مسلم رخصت ہو کر مدینہ میں آ گئے اور مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ اور جناب رسول خدا کی زیارت کر کے اپنے مکان میں گئے۔

رخصت امام حسینؑ از اہل مدینہ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔

جب امام حسینؑ نے ارادہ کیا۔ کہ مدینہ سے باہر چلے جائیں۔ عورات مخدارات بنی ہاشم جمع ہوئیں اور صدائے گریہ و نوحہ وزاری بلند ہوئی۔ امام حسینؑ نے جب ان کی نالہ و بیقراری ملاحظہ فرمائی۔ کہا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ صبر کرو اور رونے پیٹنے سے ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے کہا اے سیّد و سردار ہم کس طرح نالہ و نوحہ و بیقراری سے باز رہیں۔ حالانکہ آپ جیسا بزرگوار بحسرت و ناکامی ہم سے جاتا اور ہم بیکسوں کو غریب و تنہا چھوڑ دیتا ہے اور انجام کار ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوگا۔ اب نالہ و بیقراری کس دن کیلئے رہنے دیں۔ قسم بخدا یہ دن ہمارے لئے مثل اس دن کے ہے جس دن جناب رسول خدا نے دنیا سے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے جس روز جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اور مثل اس روز کے ہے۔ جس روز امیرالمومنینؑ شہید ہوئے اور مثل اس دن کے ہے جس دن امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور مثل اس روز کے ہے۔ جس دن رقیہ زینب و کلثوم نے شہادت اختیار کی۔ اے محبوب قلوب مومناں اے یادگار بزرگوار ان خدا ہماری جانوں کو آپ پر سے فدا کرے۔ بعد اسکے امام حسینؑ کی ایک پھوپھی تشریف لائیں اور نوحہ وزاری کرکے کہا۔ اے نور دیدہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اس وقت میں نے سُنا جنات تم پر نوحہ کرکے کہہ رہے ہیں شہید کربلا نے آل بنی ہاشم سے قریش کی گردنوں کو ذلیل کیا۔ وہ بزرگوار جو حبیب رسول خدا تھا۔ اور ہرگز کوئی بدی اس سے ظاہر نہ ہوئی۔ اس کی مصیبت نے لوگوں کی ناکوں کو خاک پر رگڑ دیا پس ان مخدرات حجرات طہارت و عبادت نے ایک آواز ہو کر مرثیہ ہائے جانسوز مصیبت امام حسینؑ میں پڑھے اور اشکہائے خونین آنکھوں سے جاری کرکے اس امام مظلوم کو وداع کیا۔

وداع امام حسینؑ از ام سلمہؓ

قطب راوندیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے جب امام حسینؑ نے قصد کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں۔ ام سلمیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ طاہرہ جناب رسول خدا سید الشہدا کے پاس آئیں۔ اور کہا۔ اے فرزند گرامی مجھے اپنے سفر عراق سے اندوہگین و ملول نہ کرو۔ اسلئے میں نے تمہارے جد بزرگوار سے سنا۔ مکرر فرماتے تھے۔ میرا فرزند دلبند حسینؑ زمین عراق پر تیغ جور اہل کفر و نفاق سے شہید ہوگا۔ اور اس زمین کا نام کربلا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر محترم میں خوب جانتا ہوں۔ مجھے مگر کوئی چارہ بجز جانے کے نہیں۔ حکم خدا کی تعمیل کرتا ہوں۔ اور قسم بخدا میں جانتا ہوں کہ کس روز شہید ہونگا۔ اور کون مجھے شہید کریگا۔ اور کس زمین پر دفن ہونگا۔ اور ان کو بھی جانتا ہوں جو میرے ہمراہ اہل بیت سے ہونگے اور عزیز شہید ہونگے۔ اے مادر گرامی اگر آپ چاہیں۔ تو وہ جگہ جہاں میں شہید اور دفن ہونگا۔ آپ کو دکھا دوں۔ یہ فرما کر امام حسینؑ نے دست مبارک سے جانب کربلا اشارہ کیا اور باعجاز آنحضرت زمین ہائے دنیا پست اور زمین کربلا بلند ہوگئی۔ یہانتک کہ حضرت نے محل شہادت و موضع دفن اپنا اور ہر ایک اصحاب کا اور اپنے لشکر کی جگہ حضرت ام سلمہؓ کو دکھا دی۔ یہ دیکھ کر ام سلمیٰؓ نے فغاں و نالہ بلند کر کے رو رو کر اوروں کو رلا دیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر گرامی اس طرح مقدر ہوا ہے کہ میں بظلم و ستم

شہید ہوں۔ اور میرے فرزندان و عزیزان و اقارب بھی قتل ہوں۔ اور میرے اہل بیت اور عورات و اطفال قید ہو کر شہر بشہر و دیار بدیار پھرائے جائیں اور ہر چند فریاد و استغاثہ کریں مگر کوئی معین و مددگار نہ پائیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ اے فرزند دلبند تمہارے جد عالی قدر نے تربت تمہارے مدفن کی مجھے دی ہے۔ اور میں نے شیشہ میں رکھ چھوڑی ہے۔ امام حسینؑ نے ہاتھ بلند کر کے ایک مشت خاک اٹھا کر ام سلمہؓ کو دے دی۔ اور فرمایا۔ اے مادر گرامی اس خاک کو بھی اس شیشہ میں رکھئے جب یہ دونوں خون ہو جائیں۔ جانئیے گا کہ میں شہید ہو گیا ہوں۔ امام زین العابدینؑ سے بسند سابق منقول ہے جب حضرت نے قصد سفر کیا۔ کہ مدینہ سے تشریف لے جائیں اس صحرا میں عزیزوں دوستوں کو وداع کیا۔ اور اپنی خواہروں و دختروں کو محملوں میں سوار کر کے قاسم فرزند حسنؑ کو مع اکیس نفر اصحاب و اہل بیت کے اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے کہ ان میں سے ابوبکر و محمد، عثمان و عباس فرزندان امیر المؤمنین و عبد اللہ پسر مسلم بن عقیل و علی اکبر و علی اصغر تھے جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ شیخ مفیدؒ اور دیگر علماء رضوان اللہ علیہم نے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے یہ آیتہ تلاوت فرمایا۔ کہ قصہ حضرت موسیٰؑ میں جبکہ وہ فرعون کے خوف سے بمقام مدین چلے گئے نازل ہوا ہے۔ فخرج منہا خائفًا یترقب قال رب نجنی من القوم الظالمین یعنی شہر سے باہر گئے ترساں اور امیدوار دشمنوں کے پہونچنے کے کہا۔ پروردگارا مجھے نجات دے گروہ ستمگاروں سے۔ پس۔ امام حسینؑ راہ متعارف سے روانہ ہوئے۔ اہل بیت آنحضرت نے کہا۔ بہتر ہے۔ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلئے جس طرح ابن زبیر گیا۔ اس لئے کہ کوئی اگر ہم کو ڈھونڈتا آئے ہم کو نہ پائے امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں راہ راست سے جدا نہ ہوں گا۔ یہانتک خداوند عالم کو جو منظور ہے میرے اور ان کے درمیان حکم کرے۔

انتقال ہمراہیان حضرت مسلمؑ

حضرت مسلمؑ اپنے اہل و عیال سے اور عزیزوں سے رخصت ہو کر دو شخص جو منزلوں اور راہوں سے واقف تھے قبیلہ قیس سے ہمراہ لے کر متوجہ کوفہ ہوئے۔ یہ دونوں راہ بھول گئے اور جو پانی ہمراہ تھا۔ وہ بھی تمام ہو چکا یہ دو شخص جو ہمراہ تھے۔ پیاس کی شدت سے مر گئے۔ اور حضرت مسلمؑ بمشقت تمام پانی تک پہنچے۔ اور وہاں سے ایک عریضہ خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ اور اپنی حقیقت حال اور اپنے ساتھیوں کے مر جانے کی کیفیت اس خط میں درج کی۔ اور لکھا میں نے ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو اپنے لئے فال نیک تصور نہیں کیا اگر آپ مناسب جانیں تو مجھے اس سفر سے معاف رکھیں۔ اور یہ عریضہ بدست قیس بن مسہر روانہ کیا جناب امام حسینؑ نے جواب میں لکھا۔ میرے گمان میں یہ ہے کہ تم بوجہ خوف و ترس اس سفر سے عذر کرتے ہو

جب یہ نامہ امام حسینؑ حضرت مسلمؑ پاس پہنچا روانہ کوفہ ہوئے۔ اثنائے رہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک تیر آہو پر مارا۔ اور وہ آہو زمین پر گر کے ہلاک ہوگیا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ انشاء اللہ میں اپنے دشمن کو قتل کروں گا۔ ظاہر میں تو یہ کہا۔ اور باطن میں اس حال کے مشاہدہ سے خاطر شریف زیادہ تر پریشان ہوئی اور جب کوفہ میں پہنچے۔ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے مکان میں اترے اور مردم کوفہ نے خبر تشریف آوری مسلمؑ سے بہت خوشیاں کیں۔

کثرت مردماں بیعت کنندہ

لوگ فوج در فوج خدمت حضرت مسلم میں آتے تھے اور مسلم نامہ امام حسینؑ پڑھتے تھے اور وہ لوگ نامہ سن کر روتے تھے اور بیعت کرتے تھے یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار کوفی بشرف بیعت امام حسینؑ سے مشرف ہوئے۔ اس وقت ایک عریضہ حضرت مسلمؑ نے خدمت امام حسینؑ میں لکھا۔ کہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار آدمی آپ کی بیعت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں تو مناسب ہے۔ جب شیعہ بہت حضرت مسلمؑ پاس جمع ہو گئے۔ اور نعمان بن بشیر جو کہ معاویہ و یزید کی طرف سے حاکم کوفہ تھا حقیقت حال سے مطلع ہوا۔ مسجد میں آکر منبر پر گیا اور بعد حمد وثنائے الٰہی درود حضرت رسالت پناہی نعمان نے کہا۔ اما بعد اے بندگان خدا لازم ہے کہ حق تعالیٰ سے ڈرو اور امت میں فتنہ و فساد نہ کرو۔ کہ موجب قتل و خونریزی مسلمانان و غارت اموال بندگان نہ ہو۔ جو مجھ سے جنگ نہ کرے گا میں اس سے جنگ نہ کروں گا۔ اور جب تک تم آرام سے ہو میں تم کو بے چین نہ کروں گا۔ اور بہ تہمت و گمان کسی کو عقوبت و عذاب نہ کروں گا۔ ولیکن اگر خروج کروگے اور میرے مقابل ہوگے۔ اور بیعت شکنی اپنے خلیفہ کی کروگے۔ قسم بخدا میں تیغیں انتقام سے کھینچ کے جب تک دستہ شمشیر میرے ہاتھ میں رہیگا۔ تم سے حرب و ضرب میں دریغ نہ کروں گا۔ ہر چند تم میں سے ایک بھی میری نصرت نہ کرے اور اور مجھے امید ہے۔ تم میں حق شناس مفسدوں کے نسبت زیادہ ہیں بعد اسکے عبداللہ مسلم ربیعہ کہ ہم سوگند بنی امیہ تھا کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اس طرح کے کلام سے دفع شر و فتنہ نہ ہوگا۔ اس طرح کی گفتگو ضعیف دست دیدہ اور نامرد لوگوں کی ہوتی ہے۔ نعمان نے کہا۔ اگر ضعیف ہوں۔ اور اطاعت خدا میں ہوں۔ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ غالب ہوں اور معصیت خدا کروں۔ یہ کہہ کے منبر سے نیچے آیا۔ اور عبداللہ بن مسلم ربیعہ نے یزید کو نامہ لکھا اور اس خط میں درج کیا۔ کہ مسلمؑ بن عقیل کوفہ میں آئے۔ اور شیعان کوفہ مسلم بن عقیل سے امام حسینؑ کی بیعت کرتے ہیں۔ اگر کوفہ کی ریاست منظور ہے۔ کسی کو حاکم کوفہ مقرر کرکے بھیج دو کہ دشمنوں کے حق میں مثل تمہارے اہتمام کرے اس لئے کہ نعمان بن بشیر کو یا تاب مقابلہ نہیں یا دانستہ تساہل کرتا ہے۔ اور عمر بن سعد شقی نے بھی اس مضمون کے خطوط لکھے۔ جب پلید یزید مضامین خط سے مطلع ہوا سرجون

آزاد کردہ معاویہ کو بلایا۔ اور اس سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ سرجون نے کہا۔ میں یہ مصلحت جانتا ہوں۔ کہ عبیداللہ ابن زیاد کو حاکم کوفہ مقرر کرو۔ کہ اس فتنہ کی آتش کو بغیر اس بدترین اشرار کے اور کوئی نہیں بجھا سکتا چونکہ یزید ابن زیاد سے تکلف رکھتا تھا۔ پہلے اس نے یہ رائے قبول نہ کی۔ سرجون نے کہا۔ تمہارا اعتقاد بہ نسبت رائے معاویہ کیا ہے۔ اس نے کہا۔ میں معاویہ کی رائے ہر امر میں نہایت عمدہ جانتا ہوں سرجونؔ نے کتبہ معاویہ نکالا جس میں امارت و حکومت کوفہ باضافہ بصرہ اس شقی کے لئے لکھی تھی۔ جب کتبہ اپنے باپ کا دیکھا۔ سرجون کو حکم دیا۔ کہ وہ کتبہ عبیداللہ پاس بھیجے اور ایک خط عبیداللہ کو لکھا۔ کہ میرے دوستوں نے مجھے کوفہ سے اطلاع دی ہے۔ کہ مسلمؑ بن عقیل داخل کوفہ ہوگئے ہیں۔ اور امام حسینؑ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ جس وقت میرا نامہ تمہارے پاس پہنچے فوراً کوفے چلے جاؤ۔ اور ہر مکر و حیلہ سے جس طرح ہو سکے۔ مسلم بن عقیلؑ کو قید کر کے میرے پاس بھیج دو۔ یا قتل کر ڈالو یا کوفہ سے نکال دو یہ نامہ بدست مسلم بن عمر عبیداللہ پاس بھیجا۔ جب بصرہ میں نامۂ یزید اس پلید پاس پہنچا۔ دوسرے روز متوجہ کوفہ ہوا۔ اور عثمان اپنے برادر کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔

اتفاق دوستانِ امام حسینؑ علیہ السلام

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ نے جواب عرائض اہل کوفہ لکھے اس وقت خطوط اشراف بصرہ کے نام بھی مثل یزید بن مسعود نہشلی و منذر، ابن جارود عبدی وغیرہ رؤسائے بصرہ لکھے۔ اور بدست سلیمان کہ شیعہ آنحضرت سے تھا روانہ کئے۔ اور ان خطوں میں ان لوگوں کو اپنی اطاعت و نصر و بیعت کی دعوت دی۔ جب یزید بن مسعود مطالعہ نامہ نامی امام حسینؑ سے سرفراز ہوئے۔ قبائل بنی تمیم و بنی حنظلہ و بنی سعد کو جمع کر کے کہا۔ میرا حسب نسب تم میں کیسا ہے اور عقل و تدبیر میری کس طرح ہے۔ سب نے ان کو بشرف حسب و نسب و استقامت رائے و تدبیر تعریف کر کے کہا۔ کہ تم ہمارے پشت و پناہ و سرمایہ شرف افتخار ہو۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ میں نے تم کو ایک کام کیلئے جمع کیا ہے اور چاہتا ہوں کہ تم سے مشورہ کروں۔ اور تم سے اس کام میں اعانت چاہوں۔ سب نے کہا۔ آپ بیان کیجئے۔ جو کچھ ہم صلاح جانیں گے عرض کریں گے۔ اور جو آپ حکم دیجئے گا۔ اس کی ہم اطاعت اور آپ کی نصرت و یاری کرینگے۔ یزید بن مسعود نے کہا۔ معاویہ مرگیا اسکے مرنے سے ستونہائے جور و طغیان شکستہ اور ارکان ظلم و عدوان منہدم ہوگئے۔ یزید پلید بدکردار شراب خوار اس کے بعد خلیفہ ہوا ہے۔ اسے علم و بردباری سے بہرہ نہیں ہے اور کسی طرح قابل خلافت و ریاست نہیں ہے اور امام حسینؑ جو کہ صاحب نسب جلیل و شرف جمیل ہیں۔ رائے و تدبیر ان کی درست و صحیح ہے دریائے علم ان کا بے پایاں اور

فضائل و کمالات ان کے فراوان حد و احصا سے ہیں۔ وہ اس حکومت کے سزاوار ہیں۔ اسلئے کہ وہ معدن رسالت و نبوت و منبع علم و حکمت ہیں رافت و رحمت و فتوت و مروت ہیں تمام عالم سے ممتاز ہیں۔ جو ان کی بیعت سے انکار کرے گا۔ وہ بذلت دنیا و بہ عذاب الیم عقبیٰ مبتلا ہوگا۔ یہ سن کے اول بنی حنظلہ نے اظہار اطاعت و انقیاد نہ کیا۔ ان کے بعد بنی تمیم نے اپنی رضامندی و خوشنودی ظاہر کی اور بنی سعد نے کہا۔ ہم اس مقدمہ میں فکر کرکے جو کچھ ہماری رائے میں آئے گا۔ آپ سے بیان کریں گے بعد اس کے یزید بن سعد نے ایک عریضہ خدمت امام حسین میں لکھا۔ اور اظہار فرمانبرداری و جانسوزی کیا اور یہ بھی لکھا۔ کہ قبائل بنی تمیم و بنی سعد بنی حنظلہ کو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف مائل کیا ہے سب کے سب آپ کے منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور کمر اطاعت باندھے ہیں۔ جس وقت آپ اس طرف تشریف لائیں گے۔ ہم آپ کی تشریف آوری پر جان نثار کرینگے۔ اور آپ کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے جب یہ عریضہ نظر اشرف امام حسینؑ سے گذرا۔ یزید بن سعد کو دعا دی۔ اور فرمایا۔ خدا انہیں بروز بیم و اندوہ امن کرے۔ اور تشنگی قیامت سے رہائی بخشے۔ اتفاق سے جس روز انہوں نے چاہا کہ اپنا لشکر لے کر بصرہ سے متوجہ نصرت آنحضرتؑ ہوں۔ ناگاہ خبر وحشت اثر شہادت شہدائے کربلا پہونچی اور منذر بن جارود نے نامہ امام حسینؑ اس خوف سے کہ مبادا یہ نامہ حیلہ و بہانہ سے عبید اللہ ابن زیاد نے امتحاناً اطراف بصرہ پاس بھیجا ہو۔ عبید اللہ ابن زیاد شقی کو دے دیا۔ اور اس شقی نے امام حسینؑ کے نامہ بر کو پکڑ کے سولی پر لٹکا دیا۔ اور خود منبر پر آکے اہل بصرہ کو بہت تہدید و تنبیہ کی

عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن کا کوفہ میں آنا

بصرہ سے قاصد امام حسینؑ کو سولی دینے کے بعد عبید اللہ ابن زیاد علیہ اللعن متوجہ کوفہ ہؤا۔ چونکہ بیوفایان کوفہ منتظر قدوم امام مظلومؑ تھے۔ جس رات کو ابن زیاد شقی داخل کوفہ ہوا۔ گمان کیا۔ کہ امام حسینؑ آئے ہیں۔ پس اہل کوفہ فوج فوج اس کے استقبال کو جاتے اور سلام کرکے کہتے تھے خوش آمدی اے فرزند رسول خدا اور اظہار فرح و سرور اس سے کرتے تھے۔ چونکہ اس بدبخت نے اپنا چہرہ نجس چھپا لیا تھا۔ لوگ اُسے نہ پہچانتے تھے اور وہ روسیاہ ان کلمات اہل کوفہ سے غصہ ہوتا تھا۔ تاآنکہ مسلم بن عمرو نے اہل کوفہ کو للکارا۔ اور کہا۔ دور ہو یہ عبید اللہ پسر زیاد ہے۔ جب لوگوں نے جانا وہ شقی ہے پراگندہ ہوگئے اور وہ نابکار۔ قصر الامارہ کے نیچے پہنچا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ نعمان نے اس خیال سے کہ امام حسینؑ شاید تشریف لائے ہیں۔ بالائے قصر جاکر کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ یہاں سے تشریف لے جائیے اور میرے معترض نہ ہوجیئے۔ اور جو میرے سپرد کیا ہے اسے اپنے حتی المقدور نہ دوں گا۔ اور آپ سے مقابلہ

بھی نہ کروں گا۔ جب ابن زیاد نے یہ کلام سنی آواز دی۔ اور کہا دروازہ کھول دے۔ نعمان نے اس کی آواز پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ اہل کوفہ اس کے آنے سے ڈر کر پراگندہ ہوگئے۔ جب صبح ہوئی اس کے منادی نے کوفہ میں ندا کی۔ کہ اہل کوفہ جمع ہوں۔ جب جمع ہوئے وہ شقی باہر آیا۔ اور خطبہ پڑھ کر کہا۔ یزید بن معاویہ نے مجھ کو تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہاری سرحد میرے سپرد کی ہے۔ مجھے حکم دیا ہے۔ مطیعوں کو نوازش اور مخالفوں کو تازیانہ و شمشیر سے تادیب کروں۔ لازم ہے کہ مخالفت خلیفہ اور اس کے عقوبات سے خوف کرو یہ کہہ کر منبر سے نیچے آیا۔ اور رؤسا۔ قبائل کو طلب کرکے ان سے مبالغہ و تاکید کی۔ کہ جس جس پر تمہارا گمان ہو کہ فلاں محلہ اور فلاں قبیلہ میں یزید بن معاویہ کا مخالف ہے۔ ان کی فہرست اسامی میرے پاس لاؤ۔ اور اگر مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ مخالفین یزید تمہارے محلہ اور قبیلہ میں موجود ہیں۔ اور ان کے حالات سے تم نے مجھے مطلع نہیں کیا۔ اس وقت خون و مال تمہارا مجھ پر حلال ہوگا۔ اور جب خبر داخلہ عبید اللہ ابن زیاد مسلم بن عقیل کو پہونچی۔ خائف ہوکر مختارؓ کے گھر سے باہر آئے اور ہانی بن عروہ کے گھر میں چھپ رہے۔ بعد اسکے شیعان آنحضرت پوشیدہ ان کی خدمت میں جاکے ان سے بیعت کرتے تھے۔ حضرت مسلمؑ جس سے بیعت لیتے تھے اسے قسم دیتے تھے کہ افشائے راز نہ کرے۔ اور بیعت کو مخالفوں سے پوشیدہ رکھے

حال شریف حضرت مسلمؑ بن عقیل ۲

ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے جب مسلم بن عقیل داخل کوفہ ہوئے سالم بن حبیب کے گھر میں اترے۔ اور بارہ ہزار آدمیوں نے حضرت سے بیعت کی۔ اور جب عبید اللہ ابن زیاد لعین آیا حضرت مسلمؑ رات ہانیؓ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ اور پنہاں لوگوں سے بیعت لیتے تھے یہانتک کہ پچیس ہزار اہل کوفہ نے حضرت مسلمؑ سے بیعت کی۔ جب چاہا خروج کریں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ جلدی نہ کیجئے اور شریک بن اعور ہمدانی ہمراہ ابن زیاد بصرہ سے آئے تھے اور وہ بھی ہانیؓ کے گھر میں مقیم ہوکر بیمار ہوگئے۔ جب حضرت مسلمؑ کے حال سے مطلع ہوئے انسے کہا۔ عبید اللہ میری عیادت کو آئے گا۔ جب میں اسے باتوں میں لگالوں۔ آپ تلوار کھینچ کر باہر آکر اس کا کام تمام کر دینا۔ اور پہچان یہ ہے کہ میں پانی مانگوں گا۔ جب ابن زیاد شریک بن اعور ہمدانی کی عیادت کو آیا شریک نے پانی مانگا حضرت مسلمؑ نے چاہا کہ باہر آئیں۔ ہانی نے منع کیا۔ اور کہا۔ مجھے منظور نہیں کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو بروایت دیگر ایک عورت نے ہانیؓ کے گھر میں سے منع کیا۔ بروایت دیگر خود حضرت مسلمؑ نے نہ چاہا کہ بمکر و عذر اسے قتل کریں۔ اس لئے کہ جناب رسولؐ خدا نے بمکر و عذر قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ جب حضرت مسلمؑ کے تشریف لانے میں تاخیر ہوئی۔ شریک نے ایک شعر پڑھا۔ کہ وہ اُن کے خروج کرنے پر دلالت کرتا تھا۔ یہ شعر سن کر ابن زیاد کو وہم ہوا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ ہرچند اس نے تلاش و تفتیش کی مگر احوال حضرت مسلمؑ سے مطلع نہ ہوا ابن زیاد کا ایک غلام معقل نامی تھا۔ اس کو بلایا۔ اور تین ہزار درہم دیکر بطلب مسلم بن عقیل بھیجا۔ اور کہا ان کے شیعوں

کو تلاش کرنا۔ اور جس کو پانا۔ ان سے اظہار محبت و ولایت اہل بیت کر کے یہ روپیہ دے دینا۔ اور کہنا۔ میں نے نذر کی ہے کہ یہ روپیہ مقاتلہ دشمنان اہل بیت میں خرچ کروں۔ اس طرح سے ان کو دھوکا دینا۔ اور دوستی و آشنائی پیدا کر کے مکرر ان سے ملاقات کرنا۔ شاید اس حیلہ و بہانہ سے مسلمؑ کا حال تجھے معلوم ہو جائے۔

بیان مکر وفریب معقل ملعون

ابن زیاد سے رخصت ہو کر معقل ملعون مسجد میں آیا اور جستجو احوال و اوضاع مردم دیکھتا تھا۔ ناگاہ اس کی نظر مسلم بن عوسجہ پر پڑی۔ اور سنا لوگ کہتے ہیں یہی لوگوں سے بیعت امام حسینؑ کی لیتا ہے۔ جب اس ملعون نے یہ سنا۔ قریب بن اعوسجہ کے آکر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ یہانتک مسلم بن عوسجہ نماز سے فارغ ہوئے۔ معقل ملعون نے کہا میں شہر شام کا رہنے والا ہوں اور خدا نے ہم پر محبت اہل بیت رسالتؐ احسان کیا ہے۔ میں دوستان اہل بیت کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ ملعون یہ کہتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا۔ اور اظہار اخلاص و محبت میں بہت مبالغہ کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے کہ اہل بیت رسولِ خدا میں سے کوئی بزرگوار اس شہر میں آئے ہیں۔ اور فرزند رسولؐ خدا کے لئے لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور ترس و خوف مخالفین سے پنہاں ہیں۔ میں ان کے لئے تین ہزار درہم لایا ہوں نذر مگر مجھے کوئی نہیں بتاتا۔ کہ اپنے امام پاس جاؤں اس وقت مسجد میں آیا... جماعت ہو رہی تھی۔ ناگاہ لوگوں سے سُنا وہ کہتے تھے کہ یہ شخص اہل بیت کے احوال سے مطلع ہے اور آپ کی جانب اشارہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے میں آپ پاس آیا ہوں۔ کہ آپ یہ مال مجھ سے لے لیجئے اور مجھے بشرف ملازمت ایلچی امام حسینؑ مشرف کیجئے میں امیدوار ہوں۔ کہ اس شرف سے آپ مجھے محروم نہ رکھیے گا۔ کہ میں محبان اہل بیت رسالت سے ہوں۔ اور اگر منظور ہو پہلے مجھ سے بیعت لے لیجئے اور بعد اسکے خدمت بابرکت میں لے چلئے ابن عوسجہ نے اس مکار کے کلام سے دھوکا کھایا۔ اور کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ میں نے ایک دوست کی داستان اہل بیت سے ملاقات کی میں تمہاری ملاقات سے خوش ہوا۔ ولیکن اس امر سے رنج ہوا کہ لوگ میرے حال سے مطلع ہو گئے۔ اس مکار غدار نے کہا۔ رنج نہ کیجئے۔ جو کچھ آپ کیلئے ہو گا بہتر ہو گا۔ اب بہت جلد مجھ سے بیعت لیجئے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ داخل بیعت امام ہوں۔ مسلم بن عوسجہ نے اس مکار ملعون کے کلمات کو سچ جان کر۔ اس سے بیعت کے لئے عہد و پیمان لیا۔ کہ خیر خواہی کرے۔ اور اس راز کو افشا نہ کرے بعد اسکے وہ ملعون چند روز مسلم بن عوسجہ کے گھر میں جایا کیا۔ یہانتک کہ ابن عوسجہ نے اس پر اعتماد کیا۔ اور اسے حضرت مسلمؑ کی خدمت میں لے جا کر بیعت جدید کی اور مال سپرد کیا۔ وہ مکار ہر روز خدمت حضرت مسلم میں جاتا اور راز ہائے شیعان اہل بیت پر مطلع ہو کے ابن زیاد شقی سے خبریں بیان کرتا تھا چونکہ ہانیؓ ابن زیاد سے متوہم تھے اس وجہ سے بیماری کا بہانہ کر کے مجلس ابن زیاد میں نہ جاتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے معلوم کیا کہ ہانی بیماری

ملاقات کو کیوں نہیں آتے۔ لوگوں نے کہا۔ بیمار ہیں۔ ابن زیاد نے کہا میں نے سُنا ہے اچھے ہوگئے ہیں۔ اور اپنے دروازہ پر نکل کے بیٹھا کرتے ہیں۔ پھر ابن زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ اور عمرو بن الحجاج حسانؓ بن اسماء کو بلایا۔ اور عمرو بن الحجاج کی دختر حبالہ نکاح ہانیؓ میں تھی۔ اور ان لوگوں کو ہانیؓ پاس بھیجا۔ اور کہا۔ ان کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان سے ملاقات کروں گا۔ اس لئے کہ وہ اشراف عرب سے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ان میں اور مجھ میں کوئی غبار و کدورت رہے۔ یہ سن کر وہ لوگ ہانیؓ پاس آگئے

حضرت ہانی کی گفتگو ابن زیاد سے

مذکورہ بالا اشخاص بمکر و حیلہ حضرت ہانیؓ کو ابن زیاد پاس لے آئے۔ ہانیؓ راہ میں ان لوگوں سے کہتے تھے۔ میں اس ملعون سے خائف ہوں۔ اور وہ لوگ تسلی و دلاسہ دیتے تھے۔ کہ اس کے دل میں آپ کی طرف سے کوئی برائی نہیں۔ جب ابن زیاد کی نظر ہانیؓ پر پڑی۔ کہا۔ تم اپنے پاؤں سے آپ محل قصاص میں آئے۔ جب ہانیؓ مجلس ابن زیاد میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے ہانیؓ پر غصہ و غضب شروع کیا۔ اور کہا یہ کیا فتنہ تم نے اپنے گھر میں برپا رکھا ہے۔ یزید بن معاویہ سے تم نے خیانت کر کے اپنے گھر میں مسلم بن عقیل کو چھپا رکھا ہے۔ لشکر اور ہتھیار ان کے واسطے جمع کرتے ہو۔ ہانی نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے اپنے غلام معقل کو طلب کیا۔ جب ہانیؓ کی نظر اس روسیاہ پر پڑی۔ جانا کہ یہ ملعون ابن زیاد کا جاسوس تھا۔ اور اس ملعون کو رازہائے و اسرار ہائے شیعان اہل بیت پر مطلع کیا ہے جب اس بدبخت کو ہانیؓ نے دیکھا۔ انکار نہ کر سکے اور کہا قسم بخدا میں ان کو اپنے گھر میں نہیں لایا۔ بلکہ وہ خود بے خبر ایک رات کو میرے گھر میں آئے۔ اور مجھ سے امان مانگی۔ مجھ سے نہ ہو سکا۔ کہ ان کو نہ آنے دوں۔ اب میں قسم کھاتا ہوں۔ اگر مجھے اجازت دو تو میں جا کر اپنے مکان سے باہر کر دوں۔ اور پھر یہاں چلا آؤں۔ اگر چاہو میں اس امر کی ضمانت دے دوں کہ پھر آؤں گا ابن زیاد نے کہا قسم بخدا میں تم سے دست بردار نہ ہوں گا۔ جب تک ان کو میرے پاس نہ لے آؤ گے۔ ہانی نے کہا۔ قسم بخدا یہ ہرگز نہ ہوگا۔ کہ میں مہمان کو تجھے دے دوں۔ کہ تو اسے قتل کرے۔ پھر ابن زیاد نے مطالبہ ان کے لانے میں کیا۔ یہاں تک کہ آپس میں بہت حجت و تکرار ہوئی۔ ناگاہ مسلم بن محمود باہلی کھڑا ہوا۔ اور کہا اے امیر ان کو چھوڑ دو تاکہ میں خلوت میں ان سے باتیں کروں۔ پس ہانیؓ کا ہاتھ پکڑ کے گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا۔ اے ہانی کیوں اپنی جان دیتے ہو۔ اور اپنے قبائل کو بلائیں ڈالتے ہو تمہیں معلوم ہے کہ ابن زیاد اور مسلمؓ بن عقیل میں رابطہ قرابت ہے وہ انہیں قتل نہ کریں گے تم مسلم کو ان کے سپرد کر دو اور بلا سے رہائی پاؤ۔ ہانی نے کہا۔ یہ ننگ و عار مجھے گوارا نہیں کہ اپنے مہمان کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ باوجودیکہ میں صحیح و سالم ہوں۔ اور یار و مددگار بھی میرے ہیں قسم بخدا اگر ایک بھی یاور نہ ہوگا جب بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اور مسلم کو ان کے سپرد نہ کروں گا جب ابن زیاد نے یہ کلام سُنا

ہانیؓ کو قریب بلایا۔ اور کہا قسم بخدا اگر اب بھی مسلمؓ کو حوالے نہ کرو گے تم کو قتل کرونگا۔ ہانی نے کہا۔ اگر یہی ارادہ ہے تو تلواریں نیام سے کھینچ جائیں گی۔ اور آتش حرب و ضرب مشتعل ہو گی۔ ابن زیاد نے کہا۔ تم ان دھمکیوں سے مجھے ڈراتے ہو۔ یہ کہہ کر چوب دست ناک چہرہ ہانی پر اس قدر ماریں کہ وہ چوب ٹوٹ گئی۔ اور خون ان کے چہرہ اور داڑھی اور سینہ پر جاری ہوا پس ہانیؓ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر چاہا کہ غلاف سے کھینچیں۔ کہ ابن زیاد نے اپنے غلاموں کو آواز دی۔ اور ہانیؓ کو پکڑ کے مکان میں بند کر دیا۔ جب حسان بن اسماء نے یہ حال دیکھا کہا۔ اے ابن زیاد تو نے مجھے بھیجا اور میں ہانیؓ کو بکر و حیلہ تیرے پاس لایا۔ اور تیری طرف سے امان دی اب تو ان کے ہمراہ مکر و عذر کرتا ہے۔ ابن زیاد شقی نے حسان بن اسماء کو للکارا اور سخت و سست کہہ کر حکم دیا کہ اسے دھکیل دو۔ حسان ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ محمد بن اشعث نابکار نے کہا۔ کہ حکم امیر ہے کہ جو کچھ وہ کہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ بعد اسکے عمرو بن حجاج کو خبر پہونچی کہ ہانی قتل ہو گئے عمرو بن حجاج نے قبیلہ مذحج کو جمع کیا۔ اور آکر دار الامارۃ ابن زیاد کو گھیر لیا۔ اور آواز دی کہ میں عمرو بن حجاج ہوں۔ واضح ہو کہ شجاعان قبیلہ مذحج جمع ہوئے ہیں اور طلب خون ہانیؓ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہانی سے کوئی جرم صادر نہیں ہوا تھا کس خطا پر انہیں قتل کیا۔ ابن زیاد شقی مجمع میں گھبرا گیا۔ اور قاضی شریح سے کہا۔ جاؤ ہانی کو دیکھو۔ اور لوگوں سے بیان کرو۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ جب شریح ہانیؓ پاس گیا۔ دیکھا۔ خون چہرہ ہانیؓ سے جاری ہے۔ اور کہتے ہیں میرے عزیز دوست کہاں ہیں۔ اگر دس آدمی بھی چلے آئیں۔ مجھے اس ملعون کے شر اور عذر سے نجات دے سکتے ہیں پھر شریح قاضی آیا۔ اور بالائے قصر جاکر آواز دی۔ کہ ہانیؓ ہیں اور انہیں کوئی صدمہ نہیں پہنچا ہے جب ان کے اہل قبیلہ نے سُنا کہ ہانیؓ زندہ ہیں۔ پراگندہ ہو گئے اور ابن زیاد مع ملازمان دربار دراں و ناصران مسجد میں آیا اور اشراف کوفہ کو جمع کرکے بالائے منبر گیا۔ اور لوگوں کو مخالفت یزید سے ڈرایا دھمکایا۔ اور مطیعیان یزید کو بنوازش و بخشش امیدوار کیا۔ ناگاہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آئے۔ اور کہا۔ مسلم نے خروج کیا۔ اور جانب دار الامارۃ آتے ہیں۔ ابن زیاد بیتابانہ منبر سے نیچے آیا۔ اور دار الامارۃ میں جاکر دروازہ بند کر لیا۔

بیان خروج حضرت مسلمؓ

عبد اللہ بن حازم نے روایت کی ہے۔ کہ میں مجلس ابن زیاد میں تھا جس وقت ہانیؓ کو ابن زیاد نے مجروح کیا۔ اور حکم حبس دیا جب میں نے وہ حال دیکھا۔ حضرت مسلمؓ پاس آکے قصہ نقل کیا۔ اس وقت اصحاب مسلمؓ خانہ ہانیؓ کے گرد جمع تھے۔ حضرت مسلمؓ نے مجھے حکم دیا۔ کہ انہیں ندا کروں جہاد کو نکلیں اور منادیوں کو حکم دیا ندا کریں یا منصور امت۔ جب جیوفایان اہل کوفہ نے صدائے مسلمؓ سُنی دروازہ خانہ ہانیؓ پر جمع ہوئے اور حضرت مسلم باہر تشریف لائے اور قبیلہ کیلئے ایک علم ترتیب دیا تھوڑی دیر میں مسجد و بازار ہائے کوفہ اصحاب مسلمؓ سے بھر گئے۔ یہ دیکھ ابن زیاد پریشان

ہوا۔ کیونکہ دار الامارت میں اس کے ہمراہ پچاس آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور بعض اس کے یاروں و ناصروں سے جو باہر گئے تھے اس تک پہنچنے کی راہ نہ پاتے تھے۔ پس اصحاب مسلمؑ نے ابن زیاد شقی کو گھیر لیا۔ اور پتھر مار کے اسے اور اس کی ماں کو گالیاں دیتے تھے۔ ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور کہا۔ تم باہر جاؤ۔ اور قبیلہ مذحج سے جو تمہاری اطاعت کرے اسے بانعام واکرام امیدوار کرو۔ اور لوگوں کو عقوبت یزید اور حرب وضرب کے انجام سے ڈراؤ اور نصرت مسلمؑ میں لوگوں کو خائف کرو۔ بعد اسکے محمد پسر اشعث کو بھیجا۔ کہ قبیلہ کندہ کو جمع کرے رایت امان کھول دے اور ندا کرے۔ جو اس رایت کے نیچے آئے گا۔ جان و مال سے امان پائے گا۔ اور اسی طرح قعقاع ذہلی وشبث بن ربعی وحجار بن ابجر وشمر بن ذی الجوشن کو ان بیوفایان غدار پاس آکر فریب دہی کے لئے بھیجا۔ پسر اشعث نے علم بلند کیا۔ اور لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے اس دوسرے گروہ نے بوساوس شیطان لوگوں کو نصرت حضرت مسلمؑ سے خائف کرکے منتشر کر دیا۔ یہاں تک کہ مردم بے شمار اس گروہ غدار کے جمع ہوگئے۔ اور قصر دار الامارۃ کے عقب سے داخل ہوئے

اہل کوفہ کی حضرت مسلم سے بیوفائی

جب ابن زیاد نے کثرت اپنے یاروں اور ناصروں کی دیکھی ایک علم شبث بن ربعی کو دیکر معہ گروہ منافقین قصر سے باہر بھیجا اور اشراف کوفہ کو حکم دیا بام قصر پہ جاکر یاروں اور ناصران مسلم کو آواز دو۔ کہ اے لوگو اپنے حال پر رحم کرو اور پراگندہ ہو جاؤ۔ کہ ابھی لشکر ہائے شام پہونچتے ہیں۔ تم کو تاب مقاومت ان سے نہیں۔ اگر اطاعت کروگے امیر تم سے عہد کرتا ہے کہ تمہاری جانب سے یزید بن معاویہ سے معذرت کرکے تمہارے وظائف مقرر کرا دے گا۔ اور قسم کھائی ہے کہ اگر تم متفرق نہ ہو جاؤ گے۔ تو اسی وقت جب شام کے لشکر پہونچیں گے تم کو پکڑ کے قتل کر ڈالے گا۔ اور بے گناہ کو بجائے گنہگار مار ڈالے گا۔ اور تمہاری عورتوں اور فرزندوں کو شامیوں پر تقسیم کر دیگا لوگ اس حکم کے سننے سے متفرق ہوگئے۔ جب شام ہوئی تیس آدمیوں سے زیادہ حضرت مسلمؑ کے ہمراہ نہ تھے جب حضرت مسلمؑ نے یہ کیفیت دیکھی۔ غدر و مکر اہالیان کوفہ سے مطلع ہوئے۔ اور مسجد میں جاکر نماز مغرب ادا فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے۔ فقط دس آدمی آپ کے ہمراہ رہ گئے۔ چاہا مسجد سے نکلیں جب دروازہ کندہ سے باہر آئے۔ کوئی آپ کے ہمراہ نہ رہا۔ اس وقت حضرت مسلمؑ اپنی تنہائی سے متحیر ہوئے جب تھوڑی دور گئے دروازہ خانہ طوعہ پر پہنچے۔ اور وہ کنیز۔ آزاد کردہ اشعث بن قیس کی تھی اور سید حضرمی نے اس سے نکاح کیا تھا۔ اس سے ایک پسر متولد ہوا تھا۔ اسے بلال کہتے تھے۔ طوعہ اپنے دروازہ پر بیٹھی اپنے بیٹے کے آنے کی منتظر تھی۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تھوڑا پانی ہو تو مجھے پینے کو دے۔ طوعہ جاکر تھوڑا سا پانی حضرت مسلم کیلئے لے آئی جب حضرت مسلمؑ نے پانی پیا۔ ایک ساعت تامل کیا۔ طوعہ نے کہا۔ اے بندہ خدا اپنے گھر جاکہ موقع

یہاں رات کو تمہارا ٹھہرنا مناسب نہیں۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا۔ میرا اس شہر میں گھر نہیں ہے اور کوئی عزیز و اقارب
بھی نہیں۔ میں مسافر ہوں اور راہ نہیں جانتا۔ اگر اس رات تم پناہ دو۔ ممکن ہے کہ بروز قیامت جب سب عاجز و
پریشان ہوں۔ اس وقت جناب رسول خداؐ تم کو پناہ دیں گے۔ طوعہ نے کہا۔ تم کون ہو۔ کہا میں مسلمؑ بن عقیل
ہوں۔ اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا۔ عزیز و اقارب سے چھوڑایا۔ اور میری نصرت نہ کی۔ بلکہ
تنہا چھوڑ دیا۔ جب طوعہ نے حضرت مسلمؑ کو پہچانا۔ انہیں اپنے گھر میں لائی۔ اور ایک عمدہ حجرہ میں لائی اس
میں ان کے لئے فرش بچھایا۔ اور کھانا حاضر کیا۔ اسی وقت اس کا پسر بلال گھر میں آیا۔ اور دیکھا کہ اسکی ماں
اس حجرے میں بہت آتی جاتی ہے۔ اس کا سبب پوچھا۔ ماں نے چاہا۔ کہ اس سے پوشیدہ رکھے جب بیٹے نے بہت
اصرار کیا۔ طوعہ نے اسے قسم دی اور حال حضرت کا بیان کیا۔ جب ابن زیاد شقی نے سنا کہ اصحاب مسلم پراگندہ
ہو گئے ہیں۔ اسی شب مسجد میں آیا۔ اور منبر پر گیا۔ منادیوں نے کوفہ میں ندا کی کہ جو شخص اس وقت مسجد
میں نہ آئے گا۔ اشراف و بزرگان کوفہ سے اس کا خون بہایا جائے گا۔ اس خبر کے سننے سے تھوڑی دیر میں مسجد لوگوں
سے بھر گئی جب لوگ جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے باواز بلند کہا۔ کہ مسلمؑ بن عقیل خلیفہ کی مخالفت کر کے بھاگ
گئے ہیں جس شخص کے گھر میں مسلم ہوں گے اور مجھے خبر نہ کرے گا۔ اس کا مال و جان تلف میں ہے۔ اور جو شخص مسلم
کو میرے پاس لے آئیگا۔ اس شخص کو دو سو روپے انعام دونگا پس تہدید و تنبیہ کر کے اور ڈرا دھمکا کر منبر
سے نیچے اتر کے قصر میں گیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا۔ کہ جا کر دروازہ ہائے شہر کی حفاظت کریں۔ کہ مسلمؑ شہر
سے باہر نکلنے نہ پائیں اور حصین بن نمیر کو بھیجا۔ کہ محلوں اور گھروں میں جا کر تلاش کریں۔

مخبری بلال پسر طوعہ

اگلے روز صبح کو ابن زیاد شقی مجلس میں بیٹھا اور مردمان کوفہ کو آنے کی
اجازت دی۔ اور محمد بن اشعث کو بہت نوازش کی۔ اس وقت بلال پسر
طوعہ دروازہ ابن زیاد پر آیا۔ اور حضرت مسلمؑ بن عقیل کی خبر عبدالرحمن پسر محمد بن اشعث سے بیان کی۔ وہ
روسیاہ اپنے باپ پاس آیا۔ اور یہ خبر اس سے کہی جس وقت کہ اس کا باپ پہلوئے ابن زیاد میں بیٹھا تھا ابن
زیاد شقی نے جب یہ خبر سنی۔ ستر آدمی قبیلۂ قیس لے اس کے ہمراہ کر کے حضرت مسلمؑ کے پکڑنے کو بھیجے جب حضرت
مسلم نے گھوڑوں کے پاؤں کی آواز سنی۔ جانا مجھے پکڑنے آتے ہیں کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور تلوار اپنی
اٹھا کر حجرہ سے باہر آئے جب نظر مبارک ان اشقیا پر پڑی۔ اپنی تلوار کھینچ کے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ایک جماعت
کو ہلاک کیا۔ جس طرف حضرت مسلمؑ پھر پڑتے تھے۔ وہ اشقیاء بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ کئی حملوں میں پنتالیس
آدمیوں کو واصل جہنم کیا۔ اور شجاعت و قوت اس شیر بیشہ شجاعت کی اس درجہ تھی کہ پہلوان کو اٹھا کر اپنے ہاتھ
سے کوٹھے کے اوپر پھینک دیتے یہاں تک کہ بحر بن عمرو بن عمران ملعون نے ایک ضرب چہرہ مبارک پر لگائی اور
اس ضرب کے صدمہ سے اوپر کا ہونٹ اور دندان مبارک زخمی ہو گئے۔

جنگ حضرت مسلمؑ زخمی ہونے کے باوجود حضرت مسلمؑ جس طرف حملہ کرتے تھے کوئی ان کے سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا۔ جب وہ اشقیاء لڑائی سے عاجز ہوئے۔ کوٹھوں پر جا کے پتھر اور لکڑیاں حضرت مسلم پر مارتے۔ اور آگ حضرت مسلمؑ کے سر پر برساتے تھے جب حضرت مسلمؑ نے یہ حال دیکھا۔ اپنی جان سے ناامید ہوگئے۔ اور تلوار کھینچ ان کافروں پر حملہ کرتے تھے۔ پھر ایک جماعت منافقین کو بھگا دیا۔ جب اشعث نابکار نے دیکھا کہ بآسانی ظفر یاب ہونا مشکل ہے۔ کہا۔ اے مسلمؑ تم کیوں اپنی جان دیتے ہو میں نے تم کو امان دی۔ تم ابن زیاد پاس چلو۔ تمہارے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا تم کوفیوں کے قول و فعل پر مجھے اعتبار نہیں منافقین بیدین سے امید وفا نہ رکھنی چاہیئے۔ جب وہ شیر بیشۂ انبیا کثرت مقاتلۂ اعداء اور جراحتہائے نالوان پر وفا سے سست و ناتوان ہوگیا۔ ضعف نے غلبہ کیا۔ پس ایک ساعت دیوار سے تکیہ کیا۔ اس وقت پھر ابن اشعث نے کہا میں نے تم کو امان دی۔ ناچار امان منظور کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے ان بیدینوں کے کلام کو فروغ اور صدق نہیں ہے ابن اشعث سے کہا آیا تو نے مجھے امان دی۔ اس نے کہا ہاں پس اسکے رفیقوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم نے بھی مجھے امان دی۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ پس حضرت مسلمؑ حرب و ضرب سے دستبردار ہوئے

تنہائی و بیکسی حضرت مسلمؑ بروایت سیّد ابن طاؤسؒ ہرچند حضرت مسلمؑ سے ان اشقیا نے کہا ہم نے آپ کو امان دی حضرت مسلمؑ نے قبول نہ کیا اور مقاتلہ اعداء میں اہتمام کرتے تھے۔ یہانتک کہ جراحت بیشمار جسم اطہر پر لگے۔ اور ایک نامرد نے عقب سے نیزہ پشت مبارک پر مارا۔ اور حضرت مسلمؑ اس کے صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ کافروں نے ہجوم کیا۔ اور حضرت مسلم کو پکڑ لیا۔ ابن اشعث ملعون کے حکم سے حضرت مسلم کو شتر پر سوار کیا۔ اور ہتھیار ان سے لے لئے اس وقت حضرت مسلمؑ نے آہ پر درد دل سے کھینچی۔ اور سیلاب اشک دیدہ حق میں سے جاری ہوا۔ اور زبان مبارک سے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عبد اللہ پسر عباس بن مرہ اس نے کہا۔ اے مسلم کیوں روتے ہو۔ جس مقصد بزرگ کا تمہارا ارادہ تھا۔ اس کی تحصیل میں یہ آزار بہت نہیں ہیں۔ حضرت مسلم نے کہا میں اپنے حال پر نہیں روتا ہوں۔ ولیکن امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے حال پر روتا ہوں۔ کہ ان منافقین غدار کے فریب سے اپنے عزیزوں اور شہر سے جدا ہو کے اس طرف آتے ہیں نہیں معلوم ان پر بھی کیا مصیبت گزرے گی۔ پس ابن اشعث سے متوجہ ہوئے اور کہا۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارا امان پر اعتماد نہیں ہے اور مجھے قتل کرو گے۔ اب ایک امید تم سے یہ ہے۔ میری جانب سے کسی کو جناب امام حسینؑ کی خدمت میں روانہ کرو کہ آنحضرت مکر و غدر کو فیاں سے بے وفا سے اس طرف آتے ہیں۔ لہذا کہلا بھیجو کہ آپکا پسر عم عرض کرتا ہے کہ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ مراجعت فرمائیے۔ کہ میں یہاں اسیر ہوگیا ہوں مترصد قتل ہوں یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہیں جن کے نفاق سے آپ کے پدر بزرگوار پریشان ہوگئے آرزوئے مرگ کرتے تھے۔ ابن اشعث شقی نے کہا

میں نے عہد کیا۔ کہ میں کھلا بھیجوں گا۔ اور بعد اسکے حضرت مسلمؑ کو دروازہ قصر ابن زیاد بد نہاد پر لا یا اور اس شقی سے حال بیان کیا۔ ابن زیاد نے کہا۔ تجھے امان دینے سے کیا کام تھا۔ میں نے تجھ کو ان کے امان دینے کو نہیں بھیجا تھا جب حضرت مسلمؑ دروازہ ابن زیاد پر آئے تشنگی نے غلبہ کیا۔ اس وقت اکثر مردمان کوفہ دروازہ قصر پر منتظر حکم ابن زیاد بیٹھے تھے۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اے منافقو مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو مسلم بن عمر و بدبخت نے کہا ایک قطرہ پانی کا تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ (معاذ اللہ) حمیم جہنم پیو۔ حضرت نے کہا۔ تیری ماں تیری عزا میں بیٹھے اے سنگین دل جفا کار مددگار کفار و اشرار تو ہی سزاوار حمیم پینے اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کا ہے۔ یہ کہہ کے حضرت مسلمؑ نے بوجہ ضعف و غلبہ تشنگی دیوار کا تکیہ کیا جب عمرو بن حریث نے حضرت مسلم کا یہ حال مشاہدہ کیا۔ اپنے غلام کو حکم دیا۔ اور وہ ایک پیالہ پانی کا حضرت کے واسطے لے آیا جب حضرت مسلمؑ نے چاہا۔ کہ پانی نوش کریں۔ وہ پیالہ خون سے بھر گیا پس وہ پانی پھینک دیا۔ اور دوسرا پیالہ پانی طلب کیا اور وہ پیالہ بھی اسی طرح خون سے بھر گیا تیسری مرتبہ جب پانی کا پیالہ آیا۔ دندان مبارک اس پیالہ میں گر پڑے۔ پس حضرت مسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ اب گویا دنیا کا پانی تقدیر میں نہیں ہے۔ ناگاہ ابن زیاد ولد الزنا کا آدمی آیا۔ اور حضرت مسلم کو لے گیا جب حضرت مسلم داخل مجلس ابن زیاد ہوئے سلام نہ کیا۔ ملازم ابن زیاد نے کہا۔ تم نے سلام کیوں نہ کیا۔ حضرت مسلمؑ نے جواب نہ دیا وہ تو مجھے قتل کرے گا پھر میں کیوں سلام کروں۔ اور اگر قتل نہ کریگا۔ تو اسے بہت سلام کرونگا ابن زیاد ولد الزنا نے کہا۔ البتہ میں تم کو قتل کرونگا۔ سلام کر دیا نہ کرو۔ حضرت مسلمؑ نے کہا اگر تو مجھے قتل کریگا تو تجھ سے بدتر نے مجھ سے بہتر کو قتل کیا ہے۔ ابن زیاد پلید اس کلام سے خشمگین ہوا۔ اور زبان نجس سے ناسزا کہنا شروع کیا۔ اور کہا۔ اے عاق اے پراگندہ کنندہ اہل نفاق تم نے اپنے امام پر خروج کیا اور جمعیت مسلمین کو پراگندہ کر دیا آتش فتنہ دی بھڑکا

حضرت مسلمؑ اور ابن زیاد کے درمیان گفتگو

ابن زیاد بدنہاد کی مندرجہ بالا گفتگو کے بعد حضرت مسلمؑ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ واضح ہو کہ معاویہ اور اس کے پسر یزید نے جمعیت مسلمین کو پراگندہ کیا۔ اور رخنہ دین خدا میں ڈالا تیرے باپ اور تو نے کہ ولد الزنا و فرزند غلام ثقیف ہے۔ شعلۂ فتنہ و فساد اہل اسلام میں بھڑکایا۔ اور میں امیدوار ہوں کہ بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے شہادت سعادت پاؤں اور اپنے آباؤ اکرام علیہم السلام سے ملاقات کروں۔ اس شہر میں میرا آنا اس وجہ سے ہوا۔ کہ یہاں کے لوگوں نے مجھے اطلاع دی کہ تو نے اور تیرے باپ نے دین خدا میں بدعتیں شروع کی ہیں۔ نیکوں کو بے گناہ قتل کیا ہے۔ اور احکام کسریٰ و قیصر کو لوگوں میں جاری کر دیا ہے۔ میں اسی وجہ سے آیا ہوں کہ لوگوں کو بہ کتاب خدا و سنت رسولؐ حکم کروں اور بعدالت ان سے سلوک کروں پس حق تعالیٰ مجھ میں اور تجھ میں بحق و راستی حکم کرے۔ بدرستیکہ وہ بہترین حکم کنندگان ہے

ابن زیاد شقی نے کہا ملانے تم کو اس امر کے لائق نہ جانا حضرت مسلم نے جواب دیا ہم سے زیادہ کون خلافت و امامت کا سزاوار ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ یزید حضرت مسلم نے کہا۔ اپنے اور تیرے درمیان بحکم خدا میں راضی ہوا پس درمیان میں بہت طول سخن ہوا۔ اس بدبخت روسیاہ ابن زیاد شقی نے بہت کچھ ناسزا جناب امیرؑ اور امام حسینؑ علیہ السلام و عقیل کو کہا۔ حضرت مسلم نے کہا۔ اگر تجھے میرا قتل منظور ہے اجازت دے کہ میں کسی کو اپنا وصی کروں کہ وہ میری وصیتوں کی تعمیل کرے۔ ابن زیاد نے کہا جو چاہو سو کہو حضرت مسلم عمر بن سعد ملعون کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا موافق اس قرابت کے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے۔ میری وصیت قبول کر۔ اس ملعون نے بعید اللہ ابن زیاد روسیاہ کی خوشامد کی وجہ سے کلام حضرت کا نہ سنا۔ ابن زیاد نے کہا۔ اے عمر بن سعد مسلمؑ تم سے رابطہ قرابت رکھتے ہیں اور تم ان کی وصیت سے انکار کرتے ہو۔ جب عمر بن سعد نے ابن زیاد سے اجازت پائی۔ حضرت مسلم کا ہاتھ پکڑ کے گوشۂ قصر میں لے گیا۔ حضرت مسلم نے فرمایا۔ میری وصایا میں سے وصیت اوّل یہ ہے کہ اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں لازم ہے کہ میری شمشیر و زرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دے۔

وصیت دوسری۔ جب مجھے قتل کر ڈالیں ابن زیاد سے اجازت لے کر میری لاش دفن کر دینا۔

وصیت تیسری۔ یہ ہے کہ امام حسینؑ کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پسر عم کی نصرت دیاری نہ کی۔ ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔

بیان شہادت حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؓ

ابن زیاد بد نہاد نے حضرت مسلمؑ کی وصایا سُن کر کہا مجھے ان کے مال سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جو کچھ کہا ہے ویسا کرو۔ اور جب میں ان کو قتل کر دوں۔ اس کے بعد دفن کر دینا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ویکو امام حسینؑ اگر وہ میرا ارادہ نہیں رکھتے۔ مجھے بھی ان کا ارادہ نہیں ہے۔ پس ابن زیاد شقی نے بکر بن حمران کو طلب کیا۔ جس نے اس روز حضرت مسلمؑ کے سر مبارک پر ضربت لگائی تھی اور حکم دیا۔ کہ مسلمؑ کو سقفِ قصر پر لے جا کر قتل کرے۔ اور سر و تن کو قصر سے نیچے پھینک دے۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا اے ابن زیاد اگر تو ولد الزنا نہ ہوتا۔ اور مجھ میں تجھ میں قرابت ہوتی۔ میرے قتل کا حکم تو نہ دیتا۔ پس بکر بن حمران ملعون نے حضرت مسلم مظلوم کا ہاتھ پکڑا۔ اور سقف قصر پر لے گیا۔ اثنائے راہ میں زبان مبارک حضرت مسلم بحمد و ثنائے و تکبیر و تہلیل خدا و الصلوٰۃ سید انبیاء و اہل بیت آنحضرت گویا تھی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے۔ کہ خداوندا تو مجھ میں اور اس گروہ میں حکم کر جنہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور مجھ سے جھوٹ بولے اور اپنے وعدوں پر وفا نہ کی۔ جب وہ لعین بدکردار اس زبدہ ابرار و نقادۂ اخیار یعنی مسلمؑ نامدار کو سقف قصر پر لایا۔ اور قتل کر کے سر و بدن شریف کو بام قصر سے نیچے پھینک دیا۔ اور لرزاں و خائف ابن زیاد شقی

پاس آیا۔ اس لعین نے پوچھا سبب تغیر کیا ہے۔ اس بدبخت نے کہا جب میں نے مسلمؑ کو قتل کیا۔ ایک مرد سیاہ مہیب کو دیکھا کہ میرے برابر کھڑا ہے۔ اور اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتا ہے۔ اور بروایت دیگر اس نے یہ حالت قبل قتل مشاہدہ کی اور ہاتھ اس کا خشک ہو گیا۔ جب یہ خبر عبید اللہ ابن زیاد کو پہونچی۔ بکر بدکردار کو بلایا اور بعد حال دریافت کے تبسم کر کے کہا جب تو نے خلاف عادت چاہا کام کرے دہشت تجھ پر طاری ہوئی اور تجھے وہم و خیال نے گھیر لیا۔ پس اس ولد الزنا نے دوسرے روسیاہ کو سقف قصر پر بھیجا جب اس نے ارادہ قتل کیا۔ جناب رسول خدا کو دیکھا۔ اور خوف آنحضرتؐ سے پتہ اس کا پھٹ گیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ پس ابو زیاد روسیاہ نے تیسری مرتبہ ایک روسیاہ مرد شامی کو بھیجا۔ اور اس نے جا کے حضرت مسلمؑ کو شہید کیا۔ جب حضرت مسلمؑ شہید ہو چکے اسوقت ابن زیاد نے ہانیؓ کو طلب کیا۔ اور ہر چند محمد ابن اشعث وغیرہ نے شفاعت کی مگر اس بدبخت نے ایک نہ مانا۔ اور قتل ہانیؓ کا حکم دیا۔ غلام ابن زیاد حضرت ہانیؓ کو قصر سے باہر لے گیا۔ اور ایک ضربت ان پر لگائی۔ اس ضربت نے اثر نہ کیا ہانی نے کہا۔ الی اللہِ المعَادِ اَللّٰھُمَّ الیٰ رَحمتِکَ وَرِضوٰ اِنِکَ یعنی بازگشت سب کی جانب خدا ہے۔ خداوندا مجھے اپنی رحمت و خوشنودی کی طرف لے جا۔ پس اس غلام بدانجام نے دوسری ضربت لگائی اور حضرت ہانیؓ برحمت الٰہی ملحق ہوئے۔ پس عبید اللہ ابن زیاد روسیاہ نے حضرت مسلمؑ و ہانیؓ کے سر کٹوا کر ہانی بسر ابی احیمہ و زبیر بسر وسح کو دیئے اور یزید پلید پاس روانہ کیا۔ اور ایک نامہ لکھا۔ اور اس میں حال حضرت مسلمؑ و حضرت ہانیؓ کا لکھا اور جب نامہ عبید اللہ ابن زیاد و سرہائے مسلمؑ و ہانیؓ یزید پلید علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید کے پاس پہونچے خوش ہو گیا۔ اور حکم دیا۔ دونوں سر دروازہ دمشق پر لٹکا دیئے جائیں اور ابن زیاد کے خط کا جواب لکھا اور اس میں نوازش و انعام کا امیدوار کیا۔ اور کہا۔ میں نے سنا ہے امام حسینؑ متوجہ عراق ہوئے ہیں۔ لازم ہے کہ ان پر راہیں بند کر کے فتح و ظفر میں سعی و کوشش بلیغ کر اور بہ تہمت و گمان لوگوں کو قتل کر۔ اور ہر روز جو گذرے اس کی مجھے اطلاع دے۔ والسلام۔ یزید بن معاویہ۔ اور خروج حضرت مسلمؑ روز سہ شنبہ بتاریخ ہشتم ذی الحجہ تھا۔ اور شہادت بروز عرفہ واقع ہوئی۔

فصل چودہویں بیان توجہ حضرت امام حسینؑ بعراق اور جو کچھ اہل کفر و نفاق سے ظلم گذرے

شیخ مفید و سید ابن طاؤس و شیخ بن نماؒ و سید محمد ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم نے اس قصۂ جانسوز

دو واقعۂ ہائلہ غم اندوز کو جس نے جان قدسیان ملکوت کو مجروح و دلہائے مقربان بارگاہ جبروت کو مجروح کر دیا ہے اس طرح تحریر کیا ہے کہ جب سید الشہداؑ تیسری شعبان ۶۰ھ کو مخالفوں کے خوف سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بقیہ ماہ شعبان و رمضان و شوال و ذیقعدہ اسی مقام متبرک میں بعبادت الٰہی قیام کیا۔ اس مدت میں شیعان اہل حجاز و بصرہ و جمیع بلاد امام حسینؑ پاس جمع ہوئے۔ جب ماہ ذی الحجہ آیا۔ امام حسینؑ احرام حج باندھا۔ چونکہ یزید پلید نے ایک گروہ کو حج کے بہانے سے بھیجا تھا۔ کہ حضرتؑ کو پکڑ کے اس شقی پاس لے جائیں یا قتل کریں۔ اس وجہ سے احرام حج کو حضرتؑ نے عمرہ سے بدل دیا۔ اور اعمال عمرہ بجالا کے جب فارغ ہوئے اس وقت متوجہ عراق ہوئے اور چند حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے۔ چونکہ حضراتؑ جانتے تھے کہ اعمال و مناسک حج بجالانے کی وہ اشقیاء اجازت نہ دیں گے۔ اس وجہ سے احرام بعمرہ منفردہ باندھا۔ اور اعمال عمرہ کے تمام کر کے ساتویں ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ بروز عرفہ تشریف لے گئے سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ حضرتؑ تیسری ذوالحجہ کو مکہ سے تشریف لے گئے اور اسی روز حضرت مسلمؑ شہید ہوئے۔ اور روایت کی ہے کہ جب حضرتؑ نے قصد توجہ عراق کیا۔ ایک خطبہ ادا فرمایا اور بعد از حمد و ثنائے الٰہی درود جناب رسول خداؐ و اہل بیت اطہار ارشاد فرمایا کہ جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور پناہ و فوت نہیں ہے۔ مگر خدا سے بدرستیکہ موت کو مثل طوق جمیع فرزندان آدم کے گردنوں پر لازم کر دیا ہے اور کس قدر خواہان و مشتاق لقائے اسلاف ہوئے ہیں۔ مانند اشتیاق یعقوب بیوسف۔ اور خداوند عالم نے میرے دفن کے لئے ایک بقعۂ شریف اختیار کیا ہے کہ میں جلد اس جگہ پہونچوں گا اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بہت جلد میرے اعضا صحرائے کربلا میں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اور چونکہ اس امر کے لئے مقدر ہوا ہوا ہے۔ اس روز سے چارہ نہیں ہے۔ اور ہم اہل بیت بقضائے الٰہی راضی ہیں اور اس کی بلا پر صابر رہتے ہیں کہ ہم کو اسکے عوض بہترین جزائے صابران عطا فرمائے اور بہت جلد وہ اعضائے پارہ پارہ حظیرہ قدس میں جناب رسول خداؐ پاس جمع ہونگے اور خداوند عالم ان کی آنکھیں روشن کریگا۔ اور اپنے وعدوں کی تعمیل کرے گا۔ جس کسی کو آرزوئے شہادت ہو اور میری نصرت میں جان دے کے بسعادت ابدی فائز ہونا منظور ہو۔ وہ میرے ہمراہ رہے کہ کل کے روز میں انشاء اللہ روانہ ہوں گا۔ ایضاً۔ زرارہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ کہا میں امام حسینؑ کی خدمت میں روانگی سفر عراق آنحضرتؑ سے تین روز پہلے پہونچا۔ اور عرض کیا۔ مردم کوفہ کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بنی اُمیہ کی جانب ہیں۔ پس امام حسینؑ نے بجانب آسمان اشارہ کیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ دروازے آسمان کے کھل گئے اور اس قدر افواج ملائکہ آسمان سے نیچے آئیں کہ ان کی تعداد بغیر خدا کے دوسرا نہیں جانتا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر آرزوئے شہادت و شوق

ملاقات حضرت رسالت در رضا بقضائے جناب احدیت کا ارادہ نہ ہوتا۔ تو بیشک ہمراہ ان لشکروں کے اعدا و کفار سے جہاد کرتا۔ ولیکن مجھے یقین ہے کہ میں اور میرے اہل بیت و اصحاب وہاں شہید ہونگے اور میرے فرزندوں میں سے سوائے زین العابدینؑ کے اور کوئی نہ بچیگا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ جس رات کو امام حسینؑ نے عزم کیا۔ کہ صبح کو متوجہ کوفہ ہوں۔ محمد بن حنفیہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ اے برادر جو کچھ اہل کوفہ نے مکر و عذر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی ویسا ہی سلوک نہ کریں۔ اگر آپ مکہ میں اقامت فرمائیں۔ عزیز و مکرم رہیے گا اور کوئی مکہ میں آپ کا معترض نہ ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا میں ڈرتا ہوں۔ یزید مکہ میں مجھے شہید کرے مجھے منظور نہیں کہ حرمت کعبہ کی میری وجہ سے ضائع ہو جائے۔ محمد بن حنفیہ نے عرض کی۔ اچھا آپ یمن کی طرف یا جنگل میں تشریف لے جائیے۔ کہ آپ پر کوئی ظفریاب نہ ہو سکے۔ حضرتؑ نے جواب دیا۔ اس مقدمہ میں فکر کروں گا جب صبح ہوئی حضرت نے حکم دیا۔ اونٹوں پر اسباب بار کریں۔ جب یہ خبر محمدؐ بن حنفیہ کو پہونچی بیتابانہ آئے اور مہار ناقۂ برادر بزرگوار سے لپٹ گئے۔ اور کہا۔ اے برادر آپ نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اس مقدمہ میں فکر کروں گا۔ اس قدر کیوں جلدی آپ متوجہ سفر ہو گئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ جب تم کل چلے گئے جناب رسول خدا خواب میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے حسینؑ سفر کرو کہ خدا چاہتا ہے کہ تم کو اپنی راہ میں کشتہ دیکھے محمد بن حنفیہ نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ آپ اس قصد سے جاتے ہیں۔ عورتوں کو اپنے ہمراہ کیوں لئے جاتے ہیں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا کو منظور ہے کہ انہیں اسیر دیکھے۔ پس محمد بن حنفیہ بادل بریاں و دیدہ گریاں سید الشہداء امام عالمیان کو وداع کر کے رخصت ہوئے بعد انکے عبد اللہ بن عباس خدمت امام حسینؑ میں حاضر ہوئے۔ اور اس سفر محنت اثر کے ترک میں بہت مبالغہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ رسول خداؐ نے مجھے خواب میں فرمایا ہے۔ اور میں مخالفت جناب رسولؐ خدا نہ کروں گا۔ پس ابن عباس روتے ہوئے اور فریاد و فغاں کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب امام حسینؑ بارادہ سفر عراق مکہ سے باہر تشریف لئے جاتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر استقبال امام حسینؑ کو آیا اور بظاہر اس سفر سے منع کرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں نہیں چاہتا۔ کہ میری وجہ سے حرمت حرم و کعبہ برطرف ہو جائے جس قدر میں حرم سے دور جا کر قتل ہوں۔ اسی قدر زیادہ خوشی ہے اور اگر نہر فرات کے کنارے دفن ہوں اس سے بہتر ہے کہ نزدیک کعبہ دفن ہوں۔ حضرت نے باعجاز عبد اللہ بن زبیر کو یہ خبر دی کہ وہ مکہ میں مارا جائے گا۔ اور ہتک حرمت کعبہ اسکی وجہ سے ہوگا۔ مگر وہ نہ سمجھتا تھا یا تجاہل کرتا تھا۔ آخر جو حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ حجاج نے کعبہ کو اس کے سامنے خراب کیا۔ امام محمد باقر سے منقول ہے۔ کہ جب سید الشہدا مکہ سے متوجہ

عراق ہوئے۔ ایک نامہ محمد بن حنفیہ و جمیع بنی ہاشم کو لکھا۔ کہ جسے آرزوئے شہادت ہو۔ میرے ہمراہ آئے اور جو شخص میرے ہمراہ نہ آئے گا۔ فتح و فیروزی نہ پائے گا۔ والسلام۔

امام زین العابدین سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ متوجہ سفر عراق ہوئے۔ عبداللہ بن عمر سوار ہوکے بسرعت تمام سید الشہداء پاس آیا۔ اور پوچھا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا بجانب عراق جاتا ہوں۔ ابن عمر نے کہا نہ جائیے۔ بلکہ اپنے جد بزرگوار کے حرم میں تشریف واپس لے چلئے ہر چند وہ مبالغہ کرتا تھا۔ حضرت قبول نہ فرماتے تھے۔ پس ابن عمر نے کہا۔ یا حضرت آپ موضع جسد اطہر اپنا جسے رسول خدا چومتے تھے مجھے دکھا دیجئے۔ پس حضرت نے موضع ناف مبارک دکھایا۔ اور اس نے تین مرتبہ اس موضع مبارک کا بوسہ لیا۔ اور باگریہ وزاری کہا۔ میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ آپ اس سفر میں قتل ہونگے۔ اور بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ مگر تو نہیں جانتا۔ کہ جو بیقدری دنیا کی جو خدا کے نزدیک ہے۔ حضرت یحیٰی بن زکریا کا سر مبارک واسطے ایک زن زنا کار کے زنان بنی اسرائیل سے ہدیہ بھیجا مگر تو نہیں جانتا کہ طلوع آفتاب سے تا غروب آفتاب ستر پیغمبر شہید کئے اور اپنے بازاروں میں اسی طرح مشغول خرید و فروخت تھے کہ گویا کچھ نہیں کیا ہے۔ اور خدا نے ان پر عذاب نازل کرنے میں تعجیل نہ کی بعد اس کے ان کو دنیا و عقبیٰ میں بشدائد عقوبات مبتلا کیا۔ پس اے پسر عمر خدا سے ڈر اور میری ترک نصرت نہ کر۔ شیخ مفید وغیرہ نے فرزدق شاعر سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں ۶۰ھ میں اپنی ماں کو حج کے لئے لے گیا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ امام حسینؑ معہ اسلحہ جنگ مکہ سے باہر تشریف لئے جاتے ہیں۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت امام حسینؑ ہیں ان کی خدمت با برکت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ حق تعالےٰ آپ کے مقاصد بر لائے۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ نے جلدی کیوں کی کہ قبل ادائے مناسک حج مکہ سے باہر تشریف لائے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اگر جلدی نہ کرتا۔ منافقین مجھے پکڑ لیتے۔ پس حضرت نے احوال اہل عراق مجھ سے دریافت کئے میں نے عرض کیا۔ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں اور جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے۔ قضائے خدا سے چارہ نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ سچ کہتا ہے تمام امور خلائق قبضۂ قدرت خداوند عالم میں ہیں اور ہر روز ہر ساعت امور خلائق میں خدا کی تدبیر و تقدیر ہے۔ اگر قضائے خدا نازل ہو اسی طرح مجھے منظور ہے۔ پس میں خدا کی اس کی نعمتوں پر حمد کروں گا۔ اور اس سے نصرت دیاری طلب کروں گا۔ اور اس کے شکر پر توفیق چاہوں گا۔ اور اگر قضائے الٰہی خلاف امید جاری ہو جس کی نیت حق ہے اور سیرت اس کی پرہیزگاری پر ثابت ہے وہ بلاہائے دنیا سے کچھ پروا نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا آپ حق فرماتے ہیں۔ خدا آپ کو آپ کے مطلب تک پہنچائے اور جس امر سے آپ پرہیز کرتے ہیں اس سے باز رکھے۔ پس

چند مسائل حج حضرت سے میں نے دریافت کئے اور حضرت کو وداع کرکے روانہ ہوا۔ پس عمرو بن سعید بن العاص نے اپنے برادر یحیٰی کو بھیجا۔ کہ امام حسینؑ کو سفر کرنے سے منع کرے۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں پہنچا حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور ان سب کو حضرت نے نزاع سے مخالفت فرمائی اور قبل اس کے کہ جدال وقتال کی نوبت پہنچے وہ سب سے باز رہے۔

مقام تنعیم پس حضرت امام حسینؑ مکہ سے روانہ ہوئے۔ جب بمقام تنعیم پہونچے ایک قافلہ یمن آتا تھا اور چند ہدایا حاکم یمن نے یزید کو بھیجے تھے۔ امام حسینؑ نے ان کے بار برداروں کو کہ امام زماں ان کا محق ہے تصرف کرکے شتربانوں سے کہا۔ جو میرے ہمراہ عراق چلے گا۔ میں اس کا پورا کرایہ دونگا۔ اور احسان اس کے ساتھ کرونگا۔ اور جسے منظور نہ ہو اس پر جبر بھی نہ کروں گا۔ بعضوں نے اونٹ اصحاب آنحضرت کو بکرایہ دیئے اور بعض نے مفارقت اختیار کی۔ بروایت شیخ مفیدؒ جب خبر روانگی آنحضرت بجانب عراق عبداللہ پسر جعفر طیار چچازاد بھائی کو پہنچی اپنے دونوں بیٹوں عون ومحمدؒ کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور ایک عریضہ لکھا۔ اور بہت التماس کی کہ اس سفر میں تعجیل نہ کریں اور لکھا کہ اب پشت و پناہ مومنان شیعاہ پیشوا و مقتدائے ہدایت یافتگاں آپ ہی ہیں۔ اور جب بھی آپ ہم سے چلے جائیں گے۔ اس وقت اہل بیت آپ کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اپنے بیٹوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اور خود بھی عقب سے آتا ہوں۔ جب حضرت عبداللہ اپنے بیٹوں کو روانہ کرچکے۔ عمرو بن سعید حاکم مدینہ پاس گئے۔ اور اس سے کہا۔ ایک خط امام حسینؑ کے نام اپنی طرف سے تم لکھ دو۔ اور اپنی امان دے کے التماس معاودت کرو۔ عمرو نے ایک خط امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور اپنے برادر یحیٰی کے ہمراہ روانہ کیا اور عبداللہ بھی ہمراہ یحیٰی ہوئے۔ جب امام حسینؑ کی خدمت میں پہونچے ہرچند مبالغہ مراجعت آنحضرت میں کیا کچھ مفید نہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا ہے۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے میں ان کے فرمان سے درگذر نہیں کر سکتا۔ پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں بیان نہ کروں گا۔ اس کا اثر بہت جلد خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ جب حضرت عبداللہ معاودت امام حسین سے ناامید ہوئے۔ اپنے فرزندوں کو ہمراہ کر دیا۔ خود با دیدہ اشکبار و دل فگار واپس گئے۔

مقام ثعلبیہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت امام مقام ثعلبیہ میں پہنچے۔ بشر بن غالب نے آکر کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھ سے تفسیر اس آیۃ کی بیان کیجئے یوم ندعوا کل اناس باما مھم۔ یعنی جس روز ہم ہر جماعت مردم کو ان کے امام کے نشان ساتھ بلائیں گے۔ امام حسینؑ نے جواب دیا۔ ایک امام وہ ہے کہ اس نے لوگوں کو ہدایت

کی۔ اور انہوں نے اس کی ہدایت قبول کی۔ اور ایک امام وہ جس نے لوگوں کو جانب ضلالت دعوت دی اور انہوں نے اس کی متابعت کی ہر جماعت کو اس کے امام و پیشوا کے ہمراہ طلب کریں گے مطیعان ہدایت یافتہ کو بجانب بہشت اور گمراہوں کو بجانب جہنم لے جائیں گے جس طرح خدا نے فرمایا ہے۔ فریقٌ فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔ یعنی ایک گروہ آتش افروختہ جہنم میں ہے۔ اور بروایت دیگر امام حسینؑ نے بشیر سے احوال اہل کوفہ دریافت کیا۔ بشیر نے بھی مثل ان لوگوں کے بیان کیا۔ کہ ان کے دل آپ کی طرف اور تلواریں بجانب بنی امیہ ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یفعل اللہ ما یشآء یحکم ما یرید۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہونچے ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں رہتے ہو۔ اس نے کہا کوفہ میں رہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر مدینہ میں آتے تو میں تم کو اپنے مکان میں اثر و نشان جبرئیل کے دکھاتا۔ کہ کس طرف سے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ اور کیونکر ہمارے جد کو وحی پہونچاتے تھے۔ آیا چشمہ آب حیوان علم و عرفان ہمارے گھر میں ہے یا اور کسی کے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ علوم الٰہی کو جانیں اور ہم نہ جانیں

مقام غدیب

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سید الشہداء کنارے چشمہ غدیب پہونچے وہاں قیام کیا۔ اور قیلولہ فرما کے خواب سے گریاں بیدار ہوئے۔ پس حضرت علی اکبر نے پوچھا۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی یہ ساعت وہ ہے کہ اس ساعت کا خواب دروغ نہیں ہوتا۔ اس وقت میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک ہاتف نے مجھے آواز دی۔ کہ تم جلدی کرتے ہو۔ اور موت تمہیں بجانب بہشت لئے جاتی ہے۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس کی طرف سب کی بازگشت ہے کہ ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر ہیں۔ حضرت علی اکبر نے عرض کی۔ پھر ہمیں قتل ہو جانے سے کیا ڈر اور خوف ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔

مقام ہیمیہ

پس حضرت نے مقام غدیب سے کوچ کر کے مقام ہیمیہ میں نزول فرمایا۔ اور اس منزل میں ایک شخص کوفی جس کو ابو ہرہ کہتے تھے۔ سلام کر کے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ حرم خدا اور اپنے جد رسول خداؐ کے حرم سے کیوں چلے گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابو ہرہ بنی امیہ نے میرا مال لے لیا میں نے صبر کیا۔ میری ہتک حرمت و آبرو کی۔ اس پر بھی میں نے صبر کیا۔ جب انہوں نے چاہا مجھے قتل کریں اس وقت میں نے ترک وطن کیا۔ اور بخدا سوگند یہ گروہ طاغی باغی مجھے قتل کریگا۔ اور خداوند قہار لباس ذلت و خواری ان ظالموں کو پہنائے گا۔ اور شمشیر انتقام ان پر کھینچے گا۔ اور ان پر اس شخص کو مسلط کریگا وہ انہیں قوم سبا سے زیادہ ذلیل کرے گا۔ کہ عورت ان پر حاکم تھی اور بروایت دیگر فرمایا۔ اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے

بلایا ہے۔ اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔ اور خدا ان پر اس شخص کو مسلط کریگا۔ کہ وہ شمشیر جور وستم لباس ذلت و خواری انہیں پہنائے گا۔ محمد بن ابی طالب نے روایت کی ہے۔ کہ جب ولید حاکم مدینہ نے سنا کہ امام حسین متوجہ عراق ہوئے۔ ایک خط ابن زیاد کو لکھا۔ کہ میں نے سُنا ہے امام حسینؑ متوجہ عراق ہوئے ہیں اور وہ فرزند فاطمہ بنت رسول خدا ہیں۔ ان کا متعرض نہ ہونا۔ اور کچھ صدمہ انہیں نہ پہنچانا۔ کہ جب تک دنیا باقی ہے دست دشمن تجھ پر لعنت کریں گے۔ جب یہ خط ابن زیاد پاس پہنچا مطلق تاثیر اس بے پیر کو نہ ہوئی۔

اکثر مشائخ عظام نے روایت کی ہے۔ جب خبر توجہ امام حسینؑ ابن زیاد شقی کو پہونچی

مقام قادسیہ حصین بن نمیر کو مع لشکر انبوہ سر راہ آنحضرت پر بمقام قادسیہ بھیجا۔ اور قادسیہ سے قطقطانیہ تک لشکر ضلالت اثر بھر گیا۔ جب امام حسین مقام بطن رمہ میں پہونچے عبد اللہ بن یقطر اپنے برادر رضاعی کو اور بروایت دیگر قیس بن مسہر کو بجانب کوفہ روانہ کیا۔ اور ہنوز خبر شہادت مسلمؑ نہ پہنچی تھی ایک نامہ اس مضمون کا اہل کوفہ کو لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے برادران مومن مسلم کو ہے تم پر سلام الٰہی ہو۔ اور میں حمد اس خدا کی کرتا ہوں کہ بغیر اسکے کوئی اور خدا نہیں۔ اما بعد بدرستیکہ خط مسلم بن عقیل کا میرے پاس پہنچا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگوں نے میری نصرت اور دشمنوں سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ اپنا احسان مجھ پر تمام کرے اور تم کو تمہارے حسن نیت و کردار پر بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ بدرستیکہ میں آٹھویں ذی الحجہ روز سہ شنبہ کو مکہ سے باہر آیا۔ اور تمہاری جانب آتا ہوں جب میرا قاصد تم تک پہنچے۔ لازم ہے کہ متابعت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار آمادہ رکھو اور میری نصرت کے مہیا رہو۔ کہ اب میں بہت جلد تم تک پہنچتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حسینؑ ابن علیؑ

اس خط کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ حضرت مسلمؑ نے ستائیس۲۷ روز قبل شہادت کے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا تھا۔ اور اس میں اظہار اطاعت و انقیاد اہل کوفہ درج کیا تھا۔ اور ایک گروہ اہل کوفہ نے بھی خطوط حضرت کو لکھے تھے۔ کہ یہاں سو ہزار تلواریں آپ کی نصرت کے لئے مہیا ہیں۔ بہت جلد آپ شیعوں تک پہنچ جائیے الغرض جب وہ قاصد روانہ ہوا اور قادسیہ میں پہونچا۔ حصینؑ بن نمیر لعین نے اس قاصد کو پکڑ لیا۔ اور چاہا وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا۔ اور حسینؑ کو نہ دیا۔ حصین بن نمیر شقی نے قاصد امام حسینؑ کو ابن زیاد پاس بھیج دیا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے کہا میں علی بن ابی طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں۔ ابن زیاد نے کہا۔ تو نے خط کیوں چاک کیا۔ قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ ہونے پائے ابن زیاد نے کہا۔ وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا۔ قاصد نے کہا۔ خط امام حسینؑ نے ایک جماعت اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں۔ ابن زیاد شقی غضبناک ہوا۔ اور کہا میں تجھ سے دستبردار نہ ہونگا جب تک

ان لوگوں کے نام تو مجھ سے بیان نہ کرے گا۔ اور منبر پر جاکر امام حسینؑ اور ان کے پدر و مادر برادر کو ناسزا کہے گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو میں تجھے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ قاصد نے کہا۔ نام تو میں تجھے ان لوگوں کے نہ بتاؤنگا ولیکن دوسرا مطلب جو تو نے کہا۔ اسے کر سکتا ہوں۔ پس وہ قاصد منبر پر گیا۔ اور حمد و ثنائے الٰہی ادا کرکے درود جناب رسول خداؐ اور ان کے اہل بیت پر بھیجا۔ اور صلواۃ و درود بیشمار سید الابرار امام حسینؑ اور ان کے پدر بزرگوار پر بھیج کر ابن زیاد اور اس کے باپ اور جمیع بنی امیہ پر لعن بیشمار کیا۔ اور کہا۔ اے اہل کوفہ میں امام حسینؑ کی جانب سے تمہاری طرف آیا ہوں اور ان کو فلاں موضع پر چھوڑ آیا ہوں جسے منظور ہو ان کی نصرت کرے اور ان کی خدمت میں حاضر ہو پس ابن زیاد شقی نے حکم دیا۔ کہ اس قاصد کو قصر سے نیچے گرا دیا جائے اور اس کو قصر سے نیچے گرا دیا اور اسکو بدرجہ شہادت فائز ہوا۔ دیگر ایک رمق جان باقی تھی۔ کہ عبد الرحمٰن بن عمیر روسیاہ نے اس قاصد بے گناہ کا سر کاٹ ڈالا

مقام حاجز

جب امام حسینؑ نے منزل حاجز سے جانب کوفہ توجہ کی ایک چشمۂ آب پر پہونچے کہ عبد اللہ بن مطیع نزدیک اس چشمہ کے مقیم تھے۔ جب ان کی نظر امام حسینؑ پر پڑی استقبال کرکے کہا۔ میرے پدر و مادر آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ اس شہر میں کیوں تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا مجھے اہل عراق نے بلایا ہے عبد اللہ بن مطیع نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اپنے کو معرض تلف میں نہ لائیے۔ اور حرمت اسلام و قریش و عرب کو ضائع نہ کیجئے۔ کہ سب کی حرمت آپ کی حرمت وابستہ ہے۔ بخدا سوگند اگر یہ ارادہ کیجئے گا کہ سلطنت بنی امیہ سے لیجئے وہ آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اور بعد آپ کے مار ڈالنے کے کسی مسلمان کے مارنے سے پرواہ نہ کرینگے اور کسی سے نہ ڈریں گے۔ پس ہرگز آپ کوفہ نہ جائیے اور بنی امیہ کے معترض نہ ہو جیے۔ حضرت اس کے کلام کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور جس کام پر از جانب خدا وند عالم مامور تھے اس کے لئے روانہ ہوئے۔ ابن زیاد شقی نے بصرہ و شام کے رستے بند کر دیئے تھے کہ خبر باہر نہ جانے پاتی تھی اور کوئی آ جا نہ سکتا پس ایک گروہ عرب کی طرف سے گذر ہوا ان سے خبر دریافت کی۔ انہوں نے کہا اس میں کچھ خبر نہیں لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ کوئی آنے جانے نہ پاتا ہے

زہیر بن قیس بجلی کی ملاقات

ایک جماعت نے قبیلۂ فزارہ سے روایت کی ہے کہ ہم زہیر بن قیس بجلیؓ کے جب مکہ سے مراجعت کی رفیق تھے اور منزلوں پر حضرت امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی تھی اور ہم لوگ حضرت سے بہت دور اترتے تھے کہ رفاقت ہم پر ثابت نہ ہو۔ ناگاہ ہم کسی منزل میں اترے۔ جماعت کھا رہے تھے۔ کہ ایک قاصد امام حسینؑ کی طرف سے آیا۔ اور زہیرؓ سے خطاب کیا کہ امام حسینؑ تم کو بلاتے ہیں۔ ہم سب کے بوجہ غلبہ دہشت لقمے ہاتھ سے گر گئے اور شدید حیران ہوئے زوجہ زہیرؓ مسماۃ دیلم دختر عمرو نے کہا سبحان اللہ فرزند رسولؐ تم کو بلاتے ہیں اور تم جانے میں تامل کرتے ہو۔ پس حضرت زہیر حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں گئے اور شاد و خرم واپس آئے اور حکم دیا۔ کہ

ان کا خیمہ وہاں سے اکھاڑ کر قریب سراپردہ ہائے امام حسینؑ نصب کیا۔ اور اپنی زوجہ کو طلاق دے کر کہا اپنے قبیلہ میں چلی جا مجھے منظور نہیں کہ میری وجہ سے کوئی ضرر تجھے پہنچے۔ میں چاہتا ہوں اپنی جان امام حسینؑ کے اوپر سے قربان کر ڈالوں۔ عورت روتی ہوئی وداع ہوئی۔ اور کہا۔ امور خیر خدا تمہارے لئے مہیا کرے تم سے میری التماس ہے کہ مجھے بروز قیامت حسینؑ ابن علی کے جد بزرگوار پاس یاد کرنا۔ پس زہیرؓ ابن قیس نے اپنے اصحاب سے کہا۔ جسے میرا ساتھ منظور ہو آئے اور جسے منظور نہ ہو چلا جائے۔ اس وقت میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ میں نے عہد جناب رسولؐ خدا میں بعض مقامات دریا پر ہمراہ لشکر اسلام کفار سے بعد کارزار ان پر ظفریاب ہو کے مال غنیمت بیشمار پایا پس سلیمانؓ نے مجھ سے کہا۔ آیا تم اس مال غنیمت سے خوش ہوئے میں نے کہا ہاں۔ سلیمانؓ نے مجھ سے کہا۔ جب تم دیکھنا۔ کہ سید جوانان آل محمدؐ قتال منافقین ہے لازم ہے کہ ان کی رفاقت اور راستہ میں اپنے شہید ہو جانے سے بمقابلہ غنیمت ہائے دنیا کی معرض زوال میں ہے بہت خوش ہو۔ پس زہیرؓ نے اپنے دوستوں کو وداع کیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ میں ملحق ہوگئے اور آنحضرت سے جدا نہ ہوئے۔ یہانتک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

مقام خزیمہ

جب امام حسینؑ منزل خزیمہ پہنچے۔ رات کو اسی مقام پر استراحت کی۔ جب رات ہوئی جناب زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ نے کہا۔ کہ شب گذشتہ میں میں قضائے حاجت کو باہر گئی۔ ناگاہ ایک ہاتف کی صدا سنی کہ اس مضمون کے وہ چند شعر پڑھتا تھا۔ اے آنکھ ان شہیدوں پر جن کو موت لئے جاتی ہے اور بہت جلد وعدہ گاہ شہادت پر پہونچاتی ہے اشک حسرت برسا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے بہن جو کچھ مقدر ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

خبر شہادت مسلمؑ بن عقیلؓ

عبداللہ بن سلیمان و منذر بن مشمعل نے روایت کی ہے کہ جب ہم اعمال حج سے فارغ ہوئے بہت جلد امام حسینؑ کی خدمت نزدیک ثعلبیہ حاضر ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ کہ ایک شخص کوفہ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جب لشکر امام حسینؑ اس نے دیکھا راہ پھیر دی۔ ہم اس کے راستہ پر گئے اور کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا میں کوفہ سے باہر نہیں آیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا مسلمؑ بن عقیل اور ہانیؓ کو شہید کیا۔ اور انکے پاؤں پکڑ کے بازاروں میں کھینچتے تھے جب امام حسینؑ منزل ثعلبیہ پر پہونچے ہم رات کو خدمت امام میں گئے۔ اور یہ خبر وحشت اثر بیان کی۔ حضرت اس کلام کے استماع سے بہت اندوہ ناک ہوئے اور مکرر فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا ان شہید پر رحم کرے۔ پس ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اگر آپ سے نہ کریں۔ تو وہ آپ کے ناصر و یاور بھی نہ ہونگے۔ ہماری التماس ہے کہ آپ واپس تشریف لے جائیں۔ امام حسینؑ متوجہ اولاد عقیل ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ بخدا سوگند ہم واپس نہ جائیں گے جب

ان اشقیاء سے عوض حضرت مسلمؑ کا نہ لیں۔ یا جو شربت انہوں نے نوش کیا ہم بھی نوش کریں پس جب حضرتؑ کو عازم سفر پایا۔ ہم لوگ وداع کرکے روانہ ہوئے۔ بروایت دیگر جب خبر شہادت مسلمؑ امام حسینؑ نے سُنی۔ فرمایا جو ان پر لازم تھا۔ ان کی انہوں نے تعمیل کی۔ اب جو مجھ پر لازم ہے وہ باقی ہے۔ پس چند شعر ادا فرمائے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ تن بشہادت دیا ہے اور شربت ناگوار مرگ کو رضائے الٰہی کے لئے اپنے اوپر گوارا کیا۔ جب صبح ہوئی اپنے غلاموں کو حکم دیا بہت سا پانی ہمراہ لے لو۔

مقام زبالہ اور شہادت عبداللہ بن یقطیرؓ

اگلے روز صبح کو امام حسینؑ روانہ ہوئے جب منزل زبالہ پر پہنچے۔ خبر شہادت عبداللہ بن یقطیر امام حسینؑ کو پہونچی۔ جب یہ خبر وحشت اثر حضرتؑ نے استماع فرمائی۔ آنسو دیدہ مبارک سے جاری ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا خداوندا میرے شیعوں کیلئے عقبیٰ میں منزل پاکیزہ کر مجھے ان کو ایک جگہ غرفہائے بہشت میں مقیم فرما بدرستیکہ توسب چیز پر قادر ہے۔ پس امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ خبر پہونچی کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطیر کو شہید کیا ہے اور ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے جسے منظور ہو مجھ سے جدا ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ پس ایک گروہ جو بطمع مال غنیمت وراحت و عزت دنیا حضرت کے رفیق ہوئے تھے۔ ان اخبار کے استماع سے متفرق ہو گئے اور اہل بیت و خویشاں آنحضرتؑ اور ایک جماعت کہ از روئے ایمان و یقین رفیق حضرت تھے باقی رہ گئے۔

مقام بطن عقبہ

پس حضرت امام حسینؑ علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے اور منزل بطن عقبہ میں نزول فرمایا۔ اس منزل پر ایک مرد پیر قبیلہ بنی عکرمہ سے حضرتؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہؐ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ واپس جائیے اور بخدا سوگند آپ نہیں جاتے ہیں۔ مگر نوک شمشیر جہاں ستاں کی طرف جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے شیخ جو تم مجھے خبر دیتے ہو۔ یہ خبر مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے ولیکن اطاعت حکم الٰہی واجب ہے اور مقدرات ربانی شدنی ہیں۔ بخدا سوگند مجھ سے دستبردار نہ ہونگے جب تک میرا دل پر خون باہر نہ نکال لیں گے۔ اور جب مجھے شہید کریں گے۔ خدا ان پر اس کو مسلط کریگا۔ جو انکو ذلیل ترین امت ہائے گذشتہ کر دیگا۔

مقام اشراف

پس وہاں سے بھی حضرتؑ نے کوچ کرکے منزل اشراف میں نزول فرمایا۔ اور خیمہ برپا کرکے رات اسی جگہ بسر کی۔ جب صبح ہوئی حکم دیا کہ غلامان و ملازمان و اصحاب آنحضرتؑ سے بہت پانی بھر کے ہمراہ لیا۔ اور بحول و قوت الٰہی امیدوار ہو کے روانہ ہوئے اور دوپہر تک راہ چلے ناگاہ ایک شخص نے اصحاب آنحضرتؑ میں اللہ اکبر کہا۔ حضرت نے پوچھا تم نے تکبیر کیوں کہی اس نے کہا درختان خرما نمودار

ہوگئے ہیں۔ رفقا نے کہا، ہم نے ہرگز اس موضع پر درخت خرما نہیں دیکھتے ہیں۔ شاید نیزوں کی نوکیں اور گھوڑوں کے کان دکھائی دیتے ہیں جضرت کو جب معلوم ہوا۔ کہ علامات لشکر ہے اور اس طرف آتا ہے آپ ایک پہاڑ کی جانب جو وہاں تھا۔ متوجہ ہوئے۔ کہ اگر قتال کی ضرورت پڑے پہاڑ کی طرف پشت کرکے ان سے مقابلہ کریں جب نزدیک کوہ پہونچے۔ حرؓ بن یزید ریاحی معہ ہزار سوار عین شدت گرما میں قریب لشکر سید الشہدا پہونچا۔ اور صف آرار ہوا حضرتؑ نے فرمایا خیمہ نصب کیا جائے۔ اور اصحاب امام مظلومؑ نے سامنے اس لشکر کے صفیں باندھیں جب امام حسینؑ نے اس لشکر ضلالت اثر میں آثار تشنگی مشاہدہ فرمائے۔ حکم دیا۔ کہ اس فوج کو اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اور حضرت نے خود بنفس نفیس متوجہ ہوکے ان کو اور ان کے جانوروں کو پانی سے سیراب کیا۔ ابن زیاد روسیاہ نے حصین بن نمیر کو مع لشکر انبوہ استقبال آنحضرتؑ کے لئے قادسیہ میں بھیجا تھا اور حصین نے حر کو ایک ہزار لشکر دے کر آگے روانہ کیا تھا جب وقت نماز ظہر آیا۔ حضرت حجاج بن مسروق کو فرمایا۔ اذان نماز کہے۔ جب وقت اقامت ہوا۔ سید الشہداء باجامہ و نعلین در خیمہ سے باہر آئے اور دونوں لشکر کے درمیان کھڑے ہوکر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے۔ اور فرمایا

ایھا الناس۔ میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر جبکہ متواتر تمہارے خطوط اور تمہارے قاصد پے بہ پے میرے پاس پہونچے۔ تم نے لکھا۔ کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیے کہ ہمارا امام و پیشوا کوئی نہیں ہے بشاید خدا ہم کو اور آپ کو حق و ہدایت پر متفق کرے۔ اگر تم اپنے عہد و گفتار پر بر قرار ہو مجھ سے پیمان و عہد تازہ کرکے دل میرا مطمئن کرو۔ اور اگر اپنے گفتار سے پھر گئے ہو اور عہد و پیمان کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے آنے سے بیزار ہو۔ میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں۔ ان کا مکاران و غداران بیوفا نے کچھ جواب نہ دیا پس حضرت نے مؤذن سے فرمایا۔ اقامت نماز کہو۔ اور حرؓ سے فرمایا۔ اگر چاہو اپنے لشکر کے ہمراہ نماز ادا کرو۔ حرؓ نے عرض کیا میں آپ کے ہمراہ نماز ادا کروں گا۔ پس جناب امام حسینؑ آگے کھڑے ہوئے۔ اور دونوں لشکروں نے عقب آنحضرت نماز ادا کی اور بعد ادائے نماز دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور جب وقت نماز عصر ہوا پھر حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں کو نماز پڑھائی اور بعد فراغت اپنا روئے مبارک بجانب لشکر کیا۔ اور خطبہ فرمایا

خطبہ ایھا الناس۔ اگر خدا سے ڈرو گے اور حق ذیحق کا پہچانو گے۔ تم سے خدا خوش ہوگا۔ اور ہم چونکہ اہل بیت رسالتؐ اور بعلم و کمال و عصمت و جلالت موصوف ہیں۔ خلافت کے زیادہ تر اس گروہ سے سزا دار ہیں۔ جو بناحق دعویٰ ریاست کرکے تم میں بجور و ظلم سلوک کرتے ہیں۔ اگر جہالت و ضلالت میں تم راسخ ہو اور رائے تمہاری اس سے جو کچھ مجھے لکھا ہے پھر گئی ہے۔ میں بھی واپس جاتا ہوں حر نے جواب دیا بخدا مجھے ان خطوط اور قاصدوں کی جیسا آپ فرماتے ہیں مطلق خبر نہیں ہے۔ حضرت نے عقبہ بن سمعان سے فرمایا۔ کہ وہ خرجین خمیر خطوط

میں ہے آؤ جب خبر چین لائے جو خطوط کوفیان بیوفا سے بھری ہوئی تھیں۔ حُر نے کہا مجھے ان خطوط کی اطلاع نہیں ہے مجھے ابن زیاد نے مقرر کیا ہے۔ کہ جب آپ سے ملاقات کروں جدا نہ ہوں۔ تاوقتیکہ آپ کو ابن زیاد کے پاس نہ لے جاؤں حضرت نے فرمایا جب تک زندہ ہوں یہ ذلت مجھ سے گوارا نہ ہوگی۔ بعد اسکے اصحاب کو حکم دیا سوار ہوں جب ہودج ہائے حرم محترم اونٹوں پر بند گئیں۔ حضرت پائے مبارک رکاب میں رکھ کر سوار ہوئے جب چاہا واپس جائیں لشکر مخالف نے راستہ روک لیا۔ اور مانع ہوئے۔ حضرت نے حر سے خطاب کیا۔ کہ تیری ماں تیری عزا میں بیٹھے مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ حر نے کہا۔ اگر اور کوئی میری ماں کا نام لیتا البتہ میں بھی اس کا جواب دیتا۔ ولیکن آپ کی مادر گرامی کے حق میں سوائے تعظیم و تکریم کوئی سخن لب پر نہیں لا سکتا حضرت نے فرمایا۔ مطلب تیرا کیا ہے۔ حُر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں آپ کو ابن زیاد پاس لے چلوں۔ حضرت نے فرمایا میں تیری اطاعت نہ کروں گا۔ حر نے کہا۔ میں بھی دست بردار نہ ہوں گا۔ جب درمیان میں طول سخن ہوا حُر نے کہا مجھے حکم نہیں ہے کہ آپ سے جنگ کروں۔ اگر آپ کو کوفہ جانا منظور نہیں ہے تو دوسرے راستہ سے مدینہ جائیے کہ میں کل کیفیت ابن زیاد کو لکھوں۔ شاید کوئی ایسی صورت نکل آئے کہ میں آپ جیسے پیشوا سے بجاربہ مبتلا نہ ہوں۔ حضرتؑ نے بضرورت راہ قادسیہ سے جانب چپ توجہ کی۔ اور وہ لشکر ضلالت اثر بھی ہمراہ ہُوا حُر نے قریب امام حسینؑ آکے کہا۔ یا حضرت میں آپ کو قسم دیتا ہوں۔ کہ اس گروہ سے مقاتلہ نہ کیجئے گا۔ ورنہ قتل ہو جائیے گا۔ حضرت نے فرمایا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے راہ خدا میں مارا جانا اور خوشنودی حق تعالیٰ میں شہید ہونا اس کی مجھے بڑی آرزو ہے اور میں۔ بحکم خدا ان منافقین سے مقاتلہ کروں گا۔ اور مرجانے سے مجھے پروا نہیں ہے۔ جب حر نے جانا کہ سمجھانا کچھ مفید نہیں ارادہ مخالفت و مخاصمت اس لشکر سے مصمم رکھتے ہیں اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور ہمراہ حضرت چلے۔

قصر بنی مقاتل

حضرت امام حسینؑ نے یہاں سے کوچ فرما کے قصر بنی مقاتل نزول اجلال فرمایا امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے جب خبر قرب امام مظلوم ابن زیاد کو پہونچی۔ اس نے حر بن یزید ریاحی کو مع ایک ہزار سوار سر راہ امام ابرار پر بھیجا۔ حر نے کہا جب میں گھر سے باہر آیا: صدائے منادی سنی۔ تین مرتبہ اس نے مجھ سے ندا کی۔ اے حُر تجھے بہشت کی بشارت ہو۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میری مادر میری عزا میں بیٹھے۔ میں فرزند رسولؐ سے لڑنے جاتا ہوں اور مجھے بہشت کی بشارت ہوتی ہے۔ بس حر وقت نماز ظہر قریب حضرت پہنچ گیا۔ حضرت نے اپنے بڑے بیٹے سے فرمایا۔ کہ اذان و اقامت کہو حضرت آگے کھڑے ہوئے اور دونوں لشکروں نے نماز ادا کی۔ جب سلام نماز پھیرا حر قریب آیا۔ اور کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ! حضرت نے جواب سلام دیا اور پوچھا تم کون ہو۔ حر نے کہا۔ میں حر

بن یزید ریاحی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے لڑنے آئے ہو یا میری نصرت کو آئے ہو۔ حر نے کہا بخدا سوگند اے فرزند رسول خدا مجھے آپ سے جنگ کرنے کو بھیجا ہے اور میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ اپنی قبر سے محشور ہوں اور میری پیشانی کے بال پاؤں میں بندھے ہوں۔ اور ہاتھ گردن میں جکڑے ہوں اور مجھے منہ کے بل جہنم میں ڈال دیں۔ یا ابن رسول اللہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ اپنے جد رسول خدا کے حرم میں جائیے ورنہ شہید ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا مجھے قتل ہو جانے سے کچھ پروا نہیں۔ اور شہادت جو کہ سرمایا ابدی ہے دوستان خدا کی آرزو ہے۔

منزل قطقطانیہ پس حضرتؑ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ اور منزل قطقطانیہ پر نزول اجلال کیا جب گھوڑے سے نیچے اترے۔ حضرت کی نظر مبارک ایک خیمہ پر پڑی۔ پوچھا یہ خیمہ کس کا ہے۔ کہا یہ خیمہ عبداللہ بن حر جعفی کا ہے۔ حضرتؑ نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔ تو نے درگاہ خداوند قہار و جبار میں خطا و نافرمانی بہت کی۔ اگر توبہ نہ کرے گا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ خدا تجھ سے مواخذہ کریگا۔ اب لازم ہے کہ توبہ کر اور میری نصرت کر۔ کہ جد بزرگوار بروز قیامت تیری شفاعت کریں۔ اس روسیاہ بے سعادت نے کہا اگر میں آپ کی نصرت کو آؤں۔ اول جو آپ کے لشکر سے قتل ہو وہ میں ہوں گا۔ ولیکن میرے پاس ایک ایسا گھوڑا ہے۔ کہ ہرگز کسی کے بخشش میں نہیں گیا مگر یہ کہ اس تک اس گھوڑے پر سوار پہنچ گیا۔ اور جو کوئی میرے تعاقب میں آیا مجھے پا نہ سکا۔ وہ گھوڑا آپ کو دیتا ہوں حضرتؑ نے اس کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔ اور فرمایا مجھے تیری اور تیرے گھوڑے کی کوئی احتیاج نہیں ہے اور گمراہ کرنے والوں کو میں اپنا ناصر و مددگار نہیں کرتا۔ ولیکن تو بھاگ جا نہ میرا ناصر ہو۔ اور نہ میرا مقابل۔ بدرستیکہ جو میرے واقعہ میں حاضر ہو گا۔ وہ میری یاوری و نصرت نہ کریگا۔ خدا اسے منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ اور بروایت اوّل جب قصر بنی مقاتل سے کوچ کیا۔ اور تھوڑی راہ طے کی امام حسینؑ کو گھوڑے پر کچھ نیند آگئی جب بیدار ہوئے تین مرتبہ فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون الحمد للہ رب العلمین۔ علی اکبر نے جب یہ حال دیکھا اپنے پدر بزرگوار سے دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا اس وقت مجھے گھوڑے پر نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھا۔ کہ ایک سوار کہتا ہے یہ گروہ جاتا ہے اور مرگ انکی جانب آتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میری جانب اس کا خطاب تھا۔ علی اکبر نے کہا۔ اے پدر بزرگوار جب کہ ہم حق پر ہیں۔ پھر مرگ سے کیا پروا۔ حضرتؑ نے علی اکبر کو دعا دی۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ بطن عقبہ سے آگے بڑھے۔ فرمایا۔ البتہ میں اس سفر میں قتل ہوں گا اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیونکر آپ نے جانا۔ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ چند کتے مجھ پر حملہ کرتے ہیں اور ان میں ایک ابلق کتا تھا۔ کہ وہ مجھ پر بہت حملہ کرتا تھا۔ بسند معتبر دیگر آنحضرت سے روایت کی کہ امام حسینؑ فرماتے

تھے کہ بادشاہی بنی اُمیہ کو سزا وار نہ ہوگی۔ جب تک مجھے قتل نہ کریں گے۔ اور بیشک مجھے قتل کریں گے جب مجھے شہید کریں گے۔ پھر یہ امت توفیق اجتماع نماز بھی نہ پائے گی۔ عطا و غنیمت بجور ظلم تقسیم ہوگی اور اوّل اس امت میں جسے علانیہ بہ جبر و قہر قتل کرینگے میں اور میرے اہل بیت ہونگے۔ اور بعد میرے بنی ہاشم ہمیشہ محنت و مصیبت میں رہیں گے۔ تا آنکہ قائم آلِ محمدؑ ظہور کریں۔ شیخ مفیدؒ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے۔ سفر کربلا میں مکرر میرے پدر بزرگوار حضرت یحییٰؑ اور ان کی شہادت کو یاد کرکے کہتے تھے بیقدری دنیا سے جو خدا کے نزدیک ہے سر مبارک یحییٰ ایک زن زنا کار کیلئے بھیجا۔ اور بروایت دیگر یہ کہتے تھے میرا سر ایک ولد الزنا کو ہدیہ دیں گے۔

میدان کربلا میں نزول امام حسین علیہ السلام

جب صبح ہوئی امام حسینؑ نماز صبح ادا کرکے سوار ہوئے ہرچند چاہتے تھے کہ دوسری طرف جائیں مگر لشکر حُر مانع ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ زمین کربلا پر پہنچے۔ حضرت نے دریافت کیا۔ اس زمین کا کیا نام ہے۔ کہا اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے یہ نام محنت انجام سنا۔ بیشک چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور فرمایا یہ مقام کرب و بلا و محل محنت و عنا ہے۔ یہ جگہ وہ ہے جہاں خون شہدائے کربلا بہیگا۔ ناگاہ دور سے ایک سوار نمایاں ہوا۔ کہ بسرعت تمام آتا تھا جب نزدیک آیا امام حسینؑ کو سلام نہ کیا اور حُر کو جاکے سلام کیا۔ اور ایک خط ابن زیاد شقی کا حر کو دیا جب خط کھولا۔ اس شقی نے لکھا تھا جہاں یہ میرا خط تم کو پہونچے۔ اسی جگہ امام حسینؑ کو اتار دو اور ایسے بیابان میں اتارنا جہاں پانی اور آبادی نہ ہو اور ان پر سختی کرنا۔ لازم ہے۔ میرا قاصد مجھے یہ خبر پہنچائے۔ کہ تم نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی جب حُر نے وہ خط پڑھا مضمون خط باآواز بلند لشکر حضرت کو پڑھ کر سنایا۔ یزید بن مہاجر نے قاصد ابن زیاد کو پہچانا۔ اور اس سے کہا۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے یہ کیا پیغام تو لایا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے اپنے امام کی اطاعت اور وفا اپنی بیعت پر کی ہے۔ ابن مہاجر نے کہا۔ بلکہ تو نے اپنے خدا کی معصیت کی ہے۔ غدار دنیا اور وفائے کو تو نے اپنے لئے مہیا کیا ہے۔ تیرا امام ان اماموں میں سے ہے۔ جن کے حق میں خداوند عالم فرماتا ہے۔ کہ ہم نے ان کو امام کیا وہ لوگوں کو بجانب آتش بلاتے ہیں بروز قیامت یاری ان کی نہ کی جائے گی۔ پس حُر وہاں اُترا۔ حضرت نے فرمایا مجھے جانے دو۔ کہ نینوا یا غاضریہ یا کسی اور جگہ جہاں پانی اور آبادی ہو۔ وہاں اتروں حُر نے کہا۔ امیر نے اس قاصد کو بھیجا ہے اور یہ حکم لکھا ہے۔ میں ان کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ زہیر بن قین نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم ان سے مقاتلہ کریں۔ اس لئے کہ اس وقت ان سے ہماری جنگ بہت آسان ہے۔ بمنزلہ اس کے جبکہ لشکر ہائے بے حد و احصا اسکے بعد میں پہنچے

حضرتؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں ان پر حجتِ خدا تمام کروں۔ اور ان سے لڑنے میں ابتدا نہ کروں پس بضرورت اسی جگہ اترے۔ قناتیں اور خیمے اہل بیت کے نصب کیئے گئے۔ بقولِ ایک جماعت کے دوسری محرم سنہ ۶۱ھ کی تھی یا روز چہار شنبہ یا پنج شنبہ تھا۔ اور بقول بعض آٹھویں محرم کی تھی۔ پس حر نے ایک خط ابن زیاد کو لکھا اور حقیقت حال اس میں درج کی۔ جب وہ خط ابن زیاد پاس پہنچا۔ اس شقی نے ایک خط امام حسینؑ کو لکھا اور اس میں تحریر کیا۔ میں نے سنا ہے آپ کربلا میں اترے ہیں۔ یزید معاویہ نے مجھے خط لکھا ہے کہ آپ کو مہلت نہ دوں یا آپ سے بیعت لوں اور اگر انکار کیجئے تو یزید پاس بھیج دوں۔ جب خط اس شقی کا حضرت پاس پہنچا اور حضرت نے مطالعہ کیا۔ اس خط کو پھینک دیا۔ اور کہا وہ گروہ رستگار نہ ہو گا۔ جو رضامندی مخلوق کیلئے عقوبت خالق خرید کرے۔ جب قاصد نے جواب مانگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کے خط کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ عذاب الٰہی اس پر نازل ہوا ہے۔ جب یہ خبر اس بدبخت کو پہنچی۔ آتش کفر و نفاق اور زیادہ بھڑکی اور لڑائی کا اس نے عزم بالجزم کیا۔ سرداری لشکر کی تکلیف عمر بن سعد کو دی اس نے اوّل انکار کیا۔ مگر چونکہ قبل ازیں حکومت شہر رے دے چکا تھا۔ کہا۔ اگر امام حسینؑ سے تو نہ لڑے گا۔ تو حکومت سے دست بردار ہو میں اور کسی کو وہاں کا حکم بنا دوں گا۔ پس اس روسیاہ نے بطمع حکومت رے شقاوت ابدی و عذاب سرمدی اختیار کر کے امام حسینؑ سے جنگ قبول کی۔ اور مع چار ہزار نامرد روانہ کربلا ہوا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پہنچے۔ ایک خط اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کو لکھا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ یہ خط حسینؑ ابن علی کا۔ اور جوان کے قریب فرزندان بنی ہاشم سے ہیں۔ انہیں پہنچے۔ امابعد واضح ہو کہ میں نے ترک زندگانی کی اور منتظر شہادت ہوں۔ اور دنیا کو میں ایسا جانتا ہوں۔ کہ گویا ہرگز نہ تھی اور آخرت کو باقی اور ہمیشہ جانتا ہوں آخرت کو دنیا پر میں نے اختیار کیا ہے والسلام۔

حسینؑ ابن علی علیہم السلام۔

کلام زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بروایت اوّل جب امام حسینؑ کربلا میں آئے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ فرمایا اور فرمایا میرا کام یہاں تک پہنچا۔ جو تم دیکھتے ہو۔ دنیا نے رو گردانی کی ہے ایام زندگانی تمام ہوچکے ہیں لوگ حق سے دستبردار ہو کے باطل پر جمع ہوئے ہیں۔ جو کوئی ایمان خدا اور قیامت پر رکھتا ہے لازم ہے۔ کہ دنیا سے رو گردانی کرے۔ اور مشتاق لقائے پروردگار ہو جائے اس لئے کہ شہادت راہ حق میں موجب سعادت ابدی ہے اور زندگی ہمراہ ستمگاروں کے اور ان کا مومنین پر غلبہ بجز محنت و مصیبت کے دوسرا ثمرہ نہیں رکھتا۔ پس زہیرؓ بن قین اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا۔ اگر دنیا ہمارے لئے باقی رہتی۔ بتحقیق کہ راہ خدا میں قتل ہونا ہم بقائے دنیا پر اختیار کرتے اور جب ہم جانتے ہیں کہ دنیا فانی ہے پھر کیونکر اپنی جان آپ سے عزیز کریں

کلام ہلالؓ بن نافع پس ہلالؓ بن نافع بجلی اٹھے اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کے جد بزرگوار سے نہ ہو سکا کہ اپنی محبت قلوب مردم میں مستحکم کرتے اور انکو اپنی اطاعت پر ثابت قدم رکھتے۔ بہت منافقین ایسے تھے کہ ان سے وعدۂ نصرت کرتے تھے اور دراصل مکر و عذر پر مستعد تھے۔ اور ہمیشہ اپنے منافقین اصحاب سے محنت و مشقت میں بسر کرتے تھے یہانتک کہ انتقال فرمایا۔ آپ کے پدر عالی مقدار نے بھی ناکثین و قاسطین و مارقین سے جو جو مصائب اٹھائے معلوم ہیں۔ یہانتک کہ برحمت الٰہی ہوئے اور آپ بھی آج اس گروہ اشرار کے عذر و مکر میں گرفتار ہیں۔ جو کوئی آپ سے عہد شکنی اور فسخ بیعت کریگا اس نے اپنی ضرر رسانی خود کی ہے۔ میں نے بانیت درست و عزم صحیح آپ کی متابعت اختیار کی ہے۔ آپ کے دوستوں کا دوست اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اور جو آپ فرمائیں گے اسے بجان و دل قبول کروں گا۔

کلام بریرؓ بن خضیر پس بریرؓ بن خضیر اٹھے۔ اور کہا اے فرزند رسول خدا حق تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ آپ کے سامنے جہاد کریں۔ اور اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور آپ کے جد بزرگوار بروز قیامت ہمارے شفیع ہوں۔ وہ گروہ رستگار نہ ہو گا جو فرزند پیغمبر خدا کو چھوڑ دے گا۔ اور ان کی نصرت کرے گا۔ ان پر تف ہے وہ بروز قیامت عذاب الیم و حسرت و ندامت جحیم میں مبتلا ہوں گے یہ سن کر جناب سید الشہدا نے ان کو دعا دی اور اپنے اہل بیت بھائی بہنوں پر بحسرت نظر کی۔ اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے۔ کہا خداوندا ہم تیرے پیغمبر کی عترت ہیں۔ مجھے وطن سے نکال کر حرم جد بزرگوار سے دور کیا۔ مجھ پر بنی امیہ تعدی کرتے ہیں۔ خداوندا تو میرا حق ان سے لے اور گروہ ستمگار پر مجھے نصرت دے۔ پھر فرمایا سب لوگ بندگان دنیا ہیں اور دین ان کی زبان پر جاری ہے مگر وقت امتحان دیندار طالب حق بہت کم ہیں۔

اہتمام قتل سید الشہدا جب دوسرا دن ہوا۔ عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخل کربلا ہوا اور مقابل لشکر امام حسینؑ اترا۔ اور عروہ بن قیس احمسی کو بلا کے چاہا بطور قاصدی امام حسینؑ پاس بھیجے۔ مگر چونکہ وہ نامرد ان میں سے تھا۔ جنہوں نے خطوط امام حسینؑ کو لکھے تھے اس نے قاصدی قبول نہ کی۔ اور جس رئیس و امیر لشکر سے کہتا تھا۔ کوئی قبول نہ کرتا تھا۔ اسلئے ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے۔ جنہوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا۔ پس کثیر بن عبد اللہ کو کہ وہ ملعون شجاع و بیباک و بیباک تھا اٹھا اور کہا جو پیغام امام حسینؑ سے کہنا منظور ہو بیان کرو میں جا کے پہنچا دونگا۔ اور اگر کہو ان کو قتل کر کے ان کا سر تمہارے پاس لے آؤں۔ عمر بن سعد شقی نے کہا۔ یہ ابھی منظور نہیں۔ ولیکن تو ان کے پاس جا۔ اور پوچھ کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔ جب وہ ملعون متوجہ لشکر امام حسین ہوا اور اصحاب

حضرت نے اسکی شرارت دیکھی۔ آگے بڑھ کے اس سے کہا۔ اپنے ہتھیار کھول کے حضرت امام حسینؑ پاس جا اس شقی نے اس بات کو نہ مانا۔ اور واپس گیا۔ عمر بن سعد نے قرہ بن قیس کو امام حسینؑ پاس بھیجا۔ اور اس نے حضرت کو پیغام پہنچایا سید الشہدا نے فرمایا۔ تمہارے شہر کے لوگوں نے نامہائے بیشمار مجھے لکھے اور بہت مبالغہ و اصرار کرکے بلایا۔ اگر میرا آنا منظور نہیں تو مجھے واپس جانے دو۔ جب قرہ بن قیس نے چاہا۔ واپس جائے حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ اے قرۃ تجھ پر وائے ہو۔ امام بحق سے رو گردانی کرکے ظالموں کی طرف جاتا ہے۔ ان کے گھرانے سے تو نے ہدایت پائی۔ اب ان کی نصرت نہیں کرتا۔ اس بے سعادت نے کہا۔ میں عمر بن سعد کا پیغام لے جاؤں اس کے بعد فکر کروں گا۔ جب جواب امام حسینؑ عمر بن سعد کو پہنچا۔ اس نے کہا۔ امیدوار ہوں خدا مجھے معاملہ و مقاتلہ امام حسینؑ سے نجات دے۔ بعد اس کے ایک خط ابن زیاد کو لکھا۔ اور اس میں سب حقیقت حال درج کی۔ جب اس روسیاہ پاس خط پہنچا۔ اس بے۔حیا نے کہا جب امام حسینؑ میرے چنگل میں آگئے۔ اب ان کو چھوڑ دوں یہ ہرگز نہ ہوگا۔ بروایت دیگر وہ شقی راضی ہوا کہ امام حسینؑ چلے جائیں مگر شمر ذی الجوشن حرامی نے ابن زیاد کو پشیمان کرکے مستعد کیا۔ اس نے عمر بن سعد کو لکھا کہ حضرت سے کہو۔ معہ اصحاب بیعت کریں۔ بعد اس کے جیسا مناسب ہوگا ویسا کروں گا جب یہ خط عمر بن سعد پاس پہنچا۔ اس نے وہ مضمون امام حسینؑ سے نہ کہلا بھیجا۔ اس لئے کہ جانتا تھا۔ حضرت بیعت یزید پر راضی نہ ہوں گے جب ابن زیاد عمر بن سعد کو خط لکھ چکا مسجد میں آیا۔ اور لوگوں کو طلب کرکے منبر پر گیا۔ اور کہا۔ ایہاالناس تم نے ابوسفیان کا امتحان کیا ہے کہ دوستوں کو کس قدر نوازشہائے بیشمار کرتے ہیں۔ اور ان کی رعایا پروری تمہیں معلوم ہے۔ مجھے انہوں نے حکم دیا ہے کہ تمہارے وظائف کو مضاعف کردوں۔ اور تم کو انعامات و کرامات کثیر سے سرفراز کروں بشرطیکہ ان کے دشمن امام حسینؑ سے جنگ کرو لازم ہے کہ حکم امیر قبول کرو۔ اور انعامات۔ نوازشات فراواں کے امیدوار ہو۔ یہ کہہ کر وہ شقی منبر سے اترا اور کسی قدر مال تقسیم کرنا شروع کیا اور لوگوں کو ترغیب دی۔ کہ اعانت عمر بن سعد کو روانہ ہوں اکثر بے دینان غدار نے دین کو دنیا سے بیچ ڈالا۔ اور آمادۂ قتل امام حسینؑ ہوئے۔ پس پہلے جو شخص روانہ ہوا وہ شمر ذی الجوشن تھا کہ مع چار ہزار کافران ستم شعار روانہ ہوا۔ اور یزید بن رکاب کو مع دو ہزار ظالموں کے بھیجا اور حصین بن نمیر کو چار ہزار افراد کے ہمراہ روانہ کیا۔ و بروایت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام عبداللہ بن حصین کو ایک ہزار سوار اور شبیث بن ربعی کو چار ہزار سوار اور محمد بن اشعث بن قیس کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور ایک خط عمر بن سعد کو لکھا۔ کہ سب لشکر اس کی اطاعت کرے۔ اور لکھا۔ کہ امام حسینؑ پر سختی کرو اور پانی کا راستہ روک لو جس طرح عثمان کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ اور موافق بعض روایات کے بیس ہزار سوار تک

عمر بن سعد نابکار پاس جمع ہو گئے۔ ابن زیاد نے ایک خط عمر بن سعد لعین کو لکھا۔ کہ تمہارا کوئی عذر در بارۂ قلت لشکر نہیں لازم ہے کہ مردانہ رہو اور جو کچھ گذرے اس کی صبح و شام مجھے اطلاع دو اور موافق اس روایت کے یہ لشکر بد اختر چھٹی تاریخ محرم کو کربلا میں جمع ہوا

رفاقت حبیبؓ ابن مظاہر

جب حبیبؓ ابن مظاہر نے کثرت لشکر مخالف دیکھی خدمت شاہ کم سپاہ کے حاضر ہوئے اور عرض کی۔ قبیلہ بنی اسد قریب ہیں اگر اجازت دیجئے تو میں جا کر آپ کی نصرت کی طرف ان کو دعوت دوں۔ جب رخصت ملی رات قبیلہ بنی اسد پاس گئے۔ اور ان کو مواعظہ شافیہ بجانب امام حسینؑ مائل و راغب کیا۔ اور نوے آدمیوں کو راضی کر کے چاہا۔ امام حسینؑ کی خدمت میں لے جائیں۔ ناگاہ کسی منافق قبیلہ نے یہ خبر عمر بن سعد کو پہنچائی اور اس شقی نے چار سو نفر پر ارزق شامی کو افسر مقرر کر کے راستہ میں جماعت بنی اسد کے روانہ کیا۔ اور لڑائی ہوئی چونکہ مردم قبیلۂ بنی اسد کم تھے۔ ان چار سو سے تاب مقابلہ نہ لا سکے۔ اور مغلوب ہو گئے۔ مگر حبیبؓ ابن مظاہر خدمت امام حسینؑ میں پہنچ گئے۔ اور سب حال بیان کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا لا حول و لا قوۃ الا باللہ

دشمنان امام کا فرات پر پہرہ

عمر بن سعد روسیاہ نے عمر بن حجاج کو معہ پانچ سو سپاہیوں کے آب فرات پر مقرر کیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کو پانی لے جانے سے منع کریں۔ جب تشنگی نے اصحاب وفادار امام ابرار پر غلبہ کیا۔ حضرتؑ پاس آ کے شکایت پیاس بیان کی حضرت نے ایک بیلچہ دست مبارک میں لیا۔ اور عقب خیمہ حرم محترم تشریف لائے اور پشت خیمہ سے ۹ قدم سمت قبلہ چلے اور وہاں ایک بیلچہ زمین پر مارا۔ کہ باعجاز حضرتؑ چشمہ شیریں آب وہاں ظاہر ہوا۔ اور امام حسینؑ نے مع اصحاب وہ پانی شیریں نوش کیا۔ اور مشکیں وغیرہ بھر لیں۔ پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا اور اس کا اثر بھی کسی نے نہ دیکھا۔ جب یہ خبر امام حسینؑ ابن زیاد کو پہنچی کہ امام حسینؑ کنواں کھود کر پانی نکالتے ہیں۔ اس شقی نے عمر بن سعد کو اس بارہ میں ایک نامہ لکھا۔ کہ جس وقت یہ نامہ میرا پہونچے اسی وقت سے امام حسینؑ پر سختی کر۔ اور ہرگز ایک قطرہ پانی کا نہ پینے دے یہاں تک کہ وہ قتل ہو جائیں۔ جس طرح عثمان تشنہ لب قتل ہوا۔ جب اس خط کے آنے پر عمر بن سعد نے امام حسینؑ اور اہل بیت پر تنگ گیری کی۔ اور پیاس نے ان پر غلبہ کیا۔ امام حسینؑ نے اپنے برادر عباس کو بلایا۔ اور تیس ۳۰ سوار بیس ۲۰ پیادے ان کے ہمراہ کر کے بیس ۲۰ مشکیں ان کو دیں کہ فرات سے بھر لائیں۔ جب کنارہ فرات پہنچے۔ عمرو بن حجاج نے پوچھا۔ کون ہو ہلالؓ بن نافع نے اصحاب آنحضرتؑ میں سے کہا۔ میں تمہارا پسر عم ہوں۔ پانی پینے آیا ہوں۔ اس نے کہا تم پیو تم کو پانی گوارا ہوا۔ ہلالؓ نے کہا۔ تجھ پر وائے ہو میں کس طرح پانی پیوں۔ حالانکہ اہل بیت نبوت و جگر گوشاں

رسالت پناہ پیاسے ہیں۔ اس شقی نے کہا۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جو مجھے حکم دیا ہے اس کی میں تعمیل کروں گا۔ یہ سن کر بانیؑ نے اپنے اصحاب کو آواز دی۔ کہ جلد پانی بھر لو۔ حجاج نے اپنے لشکر سے کہا۔ پانی نہ بھرنے دو۔ قریب تھا۔ آتش حرب و ضرب مشتعل ہو۔ مگر اصحاب امام حسینؑ نے جلدی سے مشکیں بھر لیں اور روانہ ہوئے اور کوئی آسیب وگزند نہ پہنچا۔ اس وجہ سے حضرت عباسؑ کو سقائے اہل بیعت کہتے ہیں۔ بعد اس کے امام حسینؑ نے عمر بیتا سعد کو شب کے وقت طلب کیا۔ کہ درمیان دونوں لشکروں کے ہیں۔ تجھ سے چند باتیں کروں گا امام حسینؑ بیس۲۰ آدمی اپنے لشکر سے لے کر علیحدہ ہوئے اور وہ شقی بھی بیس۲۰ آدمی اپنے لشکر سے لے کر جدا ہوا۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا۔ ٹھہرے رہو۔ اور عباس و علی اکبر کو اپنے ہمراہ لیا۔ اس روسیاہ نے بھی اپنے اصحاب سے کہا۔ رک جاؤ۔ حفص اپنے پسر اور ایک غلام کو ہمراہ لے کے آیا۔ امام حسینؑ نے حجت تمام کرنے کو اس شقی سے کہا۔ اے بدبخت تو مجھ سے مقاتلہ کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے۔ میں کون ہوں۔ اور کس کا پسر ہوں۔ آیا خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور اعتقاد قیامت پر نہیں رکھتا۔ میری طرف چلا آ کہ سعادت ابدی حاصل ہو۔ اور عذاب آخرت سے نجات ملے۔ اس لعین نے کہا مجھے خوف ہے میرا گھر لوٹ لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تمہارے لئے اپنے روپیہ سے مکان بنا دوں گا۔ اس نے کہا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میرے مزروعات کو چھین لیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس سے عمدہ زراعت اپنے مال سے تجھے حجاز میں دونگا۔ اس نے کہا۔ مجھے اپنے عیال کا فکر ہے۔ جب حضرتؑ نے دیکھا کہ وعظ و پند اس خود پسند شقاوتمند کو اثر نہیں کرتے۔ اس کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا خدا تجھے تیری خواب گاہ میں قتل کرے اور آخرت میں نہ بخشے۔ میں امیدوار ہوں کہ تجھے کوئی تمتع دنیا حاصل نہ ہو۔ اور بعد میرے گندم عراق دکھائے۔ یہاں تک کہ مارا جائے۔ اس ملعون نے از روئے استہزا کہا اگر گندم نہ ہوں گے نان جو خوب ہے۔

احکام ابن زیاد ملعون

پس دوسرا خط ابن زیاد نے بتاکید و تہدید عمر بن سعد کو لکھا کہ میں نے سنا ہے تو امام حسینؑ کی خاطر و مدارت کرتا ہے اور راتوں کو ان سے ملاقات کرتا جب یہ میرا خط پہونچے۔ فوراً امام حسینؑ سے مقاتلہ کرنا۔ اور ان کو مہلت نہ دینا۔ اور بعد قتل کرنے کے ان کے جسمائے مبارک پر گھوڑے دوڑانا۔ اگر ایسا کرے گا۔ تو بڑا مرتبہ اور انعام پائے گا۔ اور میں تجھ کو اس کے صلہ میں بہت کچھ دوں گا۔ اور اگر تجھ سے یہ نہیں ہو سکتا سرداری سے دست بردار ہو جا۔ اور امارت سپاہ شمر ذی الجوشن کے سپرد کر دے۔ و بروایت شیخ مفیدؒ شمر لعین یہ خط لے کر عمر بن سعد پاس نویں محرم روز پنج شنبہ یا بروز جمعہ لایا۔ جب عمر بن سعد نے وہ خط پڑھا شمر سے

کہا۔ خدا تجھے بدترین جزا دے تو نے صلح نہ ہونے دی۔ امام حسینؑ فرزند علی ابن طالب ہیں۔ وہ ہرگز نہ راضی ہوں گے کہ ابن زیاد کے مطیع ہوں۔ ناچار مجھے ان سے لڑنا پڑا۔ جو ان سے لڑے گا۔ دنیا و عقبیٰ میں اسے نجات نہ ملے گی۔ شمر نے کہا میں ان باتوں کو نہیں جانتا۔ اگر ابن زیاد کی اطاعت منظور ہے اطاعت کرو۔ ورنہ سرداری لشکر کی مجھے دیدو۔ اس ملعون شقی نے محبت دنیاوی کے لئے دیدہ دانستہ عذاب ابدی کو گوارا کیا۔ اور شمر کو پیادگان لشکر ضلالت کا سردار کرکے اپنے لشکر نامسعود و جنود معدود کو حکم دیا۔ کہ اصحاب امام حسینؑ کی جانب رخ کریں۔ شمر لعین نزدیک لشکرگاہ فرزند سید المرسلین آیا۔ اور کہا۔ میرے فرزندان خواہر کہاں ہیں اسلئے کہ بعض برادران آنحضرتؑ قبیلہ شمر سے تھے یہ سن کر جعفر و عباس و عثمان فرزندان جناب امیرؑ باہر آئے اور کہا کیا چاہتا ہے اس شقی نے کہا چونکہ تمہاری والدہ میرے قبیلہ سے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے تم کو امان دی۔ انہوں نے کہا۔ خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے تو ہم کو امان دیتا ہے۔ اور فرزند رسول خدا کو امان نہیں دیتا۔ جب خروش و غلغلہ لشکر بداختر بلند ہوا۔ زینبؑ خاتون خواہر امام حسینؑ باہر آئیں اور دیکھا۔ کہ سید الشہداء سر زانوئے مبارک پر رکھے آرام کر رہے ہیں۔ اور کہا۔ اے برادر صدائے اہل جور و شر کو آپ نہیں سنتے۔ حضرت نے سر مبارک بلند فرمایا۔ اور کہا۔ اے خواہر اس وقت میں نے اپنے جد بزرگوار پدر عالی و مادر گرامی و برادر نامدار کو خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس آئے اور کہا۔ اے حسینؑ تم بہت جلد میرے پاس آؤگے جب حضرت زینب نے یہ خبر وحشت اثر سنی اپنا منہ پیٹ لیا۔ اور فریاد و واویلا بلند کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خواہر گرامی عذاب و نکال تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔ تم صبر کرو۔ اور دشمنوں کی شماتت و ہنسائی سے مجھے بچاؤ۔ پھر حضرت عباس آئے۔ اور کہا لشکر مخالف ہم پر یورش کر رہا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے برادر جاؤ اور ان سے دریافت کرو۔ تمہارا مطلب کیا ہے۔

بیان ایک شب کی مہلت طلب کرنا

پس حضرت عباس بیس سوار اپنے ہمراہ لے کر لشکر مخالف کی طرف گئے اور کہا۔ تمہاری اس یورش سے کیا غرض ہے ان اشقیا نے کہا۔ ہم کو حکم امیر ہے۔ کہ تم سے بیعت لیں۔ اگر بیعت قبول نہ کرو۔ تم کو پاس امیر لے چلیں اور اگر انکار کرو۔ اس وقت تم سے جنگ کریں حضرت عباس نے فرمایا۔ صبر کرو میں تمہارا پیغام پیش امام سے جاکر بیان کردوں۔ جب حضرت عباسؑ ان ملاعین شقاوت اساس کا پیغام امام حسینؑ پاس لائے حضرت نے فرمایا۔ اگر ہوسکے ان سے مہلت چاہو۔ کہ لڑائی کل پر رکھیں۔ کہ میں آج کی رات وداع رب عبادت قاضی الحاجات کرلوں۔ اسلئے کہ میں ہمیشہ خواہان و مشتاقان نماز و استغفار و تلاوت و دعا رہا ہوں۔ غنیمت جانتا ہوں اور ایک رات کی مہلت کے طالب ہوئے۔ ان اشقیا نے مضائقہ کیا۔ تاآنکہ

لشکر کفار سے خروش بلند ہوا۔ کہ اگر تم سے کوئی مہلت مانگتا تو تم مہلت دیتے۔ جگر گوشہ رسول خدا تم سے ایک رات کی مہلت مانگتا ہے۔ اور تم انکار کرتے ہو۔ اس وقت عمر بن سعد نے لشکر شقاوت اثر میں آواز دی کہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کو ایک رات کی مہلت ہم نے دی۔

خطبہ جناب سید الشہدا والتماس اصحاب باوفا

بعد اسکے امام حسینؑ نے اس شب اپنے اصحاب کو جمع کیا امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں اس وقت بیمار تھا۔ مگر افتاں وخیزاں اپنے پدر عالی مقدار تک پہنچا۔ میں نے سنا۔ کہ حضرت اپنے اصحاب سے فرماتے ہیں بہترین حمد وثنائے الٰہی بجالاتا ہوں۔ اور اس کی حمد ہر نرمی وسختی ونعمت وبلا پر کرتا ہوں۔ خداوندا میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھے گرامی بہ پیغمبر رکھا۔ قرآن ہم کو تعلیم کیا۔ اپنا دین ہم کو عطا فرمایا۔ چشمہائے بینا وگوشہائے شنوا ودلہائے بانور وضیا عنایت فرمائے ہیں مجھے حمد کرنے والوں میں شمار کرنا۔ اما بعد تحقیق کہ میں اپنے اصحاب سے وفادار نیکو کار زیادہ اور کسی کے اصحاب نہیں جانتا۔ اور اپنے اہل بیتؑ سے پاکیزہ تر وشائستہ تر وحق شناس تر اور کسی کے اہل بیت کو نہیں پاتا ہوں خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھ پر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میں تم کو رخصت کرتا ہوں۔ اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے اٹھائے لیتا ہوں اور تم سے نصرت ومعاونت بھی نہیں چاہتا ہوں۔ اس وقت اندھیری رات ہے۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ کہ ان اشقیا کو مجھی سے کام ہے۔ جب مجھے پائیں گے۔ اور کسی کو طلب نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عباس اور جمیع برادران حق شناس اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا ہم ہرگز آپ سے جدا نہ ہونگے۔ خدا وہ دن ہم کو نہ دیکھنے دے کہ بعد آپ کے زندہ رہیں۔ ہم آپ کے دامن کو نہ چھوڑیں گے۔ ہم اپنی جان آپ پر قربان کرنی سعادت جانتے ہیں۔ یہ سن کر امام مظلوم اولاد عقیل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا شہادت مسلمؑ تم کو کافی ہے۔ میں تم کو رخصت کرتا ہو۔ جس طرف چاہو چلے جاؤ۔ ان سعادتمندوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خدا لوگ ہمیں کیا کہیں گے۔ جبکہ آپ ایسے بزرگ وسید وفرزند بہترین انام وفرزند پیغمبرؐ کی یاری ونصرت ہم نہ کرکے آپ کے دشمنوں سے شمشیر بازی نہ کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے۔ یہاں تک کہ جہاں آپ جائیں ہم بھی وہاں جائیں۔ اور اپنی جان وخون کو آپ کے جان مکرم اور خون محترم پر فدا کرکے آپ کا حق ادا کریں۔ اس زندگی پر لعنت ہے جو بعد آپ ایسے امام کے ہو۔ پھر مسلمؓ بن عوسجہ اٹھے۔ اور کہا۔ اگر ہم آپکی نصرت سے دستبردار ہوں تو اپنے پروردگار سے کیا عذر کریں۔ قسم بخدا ہم آپ سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ اپنے نیزے دشمنوں کے سینوں میں لگائیں۔ اور جب تک دستۂ شمشیر ہمارے ہاتھ میں رہیگا۔ آپ کے مخالفوں کی جانیں نکال لیں گے

اور اگر کوئی حربہ نہ ہوگا جس کے ساتھ دشمنوں سے لڑیں پتھر ہم ان پر ماریں گے۔ مگر آپ کی نصرت سے دستبردار نہ ہوں گے۔ ہمارا خدا جانتے کہ حرمت پیغمبرؐ خدا کی آپ کے حق میں ہم نے رعایت کی ہے قسم بخدا اگر ہم کو معلوم ہو کہ ستر مرتبہ قتل ہونگے۔ اور ہر مرتبہ جلا کے راکھ ہماری اڑا دی جائیگی۔ تب بھی آپ سے جدا نہ ہوں گے۔ اب ہم کیونکر آپ سے مفارقت کریں۔ حالانکہ ایک ہی مرتبہ تو قتل ہونا ہے۔ اور پھر وہ سعادت جاوید حاصل ہے جس کا حساب نہیں۔ بعد اسکے زہیرؓ بن قین اٹھے۔ اور کہا قسم بخدا میں راضی ہوں کہ ہزار مرتبہ قتل ہوں۔ اور زندہ ہوں اور پھر قتل ہوں اور ہزار جان سے آپؑ پر اور آپ کے اہل بیتؑ پر قربان ہو جاؤں۔ پھر جمیع سعادتمندان باوفا نے اسی طرح کلام کیا۔ اور حضرت نے ان کو دعا دی۔ بروایت دیگر حضرتؑ نے ہر ایک شخص کو اسکی جگہ بہشت میں اسکو دکھادی۔ جب انہوں نے حور و قصور نعیم موفور کو معائنہ کیا۔ ان کا مرتبہ یقین زیادہ ہوا اس وجہ سے نیزہ و شمشیر و تیر ان کو معلوم بھی نہ ہوتے تھے اور شربت شہادت انہیں گوارا تھا۔ حضرت امام حسنؑ عسکریؑ سے منقول ہے کہ جب لشکر مخالف نے سیدالشہداء کو گھیر لیا۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنی بیعت تم پر حلال کی۔ اگر منظور ہو اپنے اہل بیت سے جا ملحق ہوا اور اپنے اہل و قبائل سے کہا میں نے تم کو رخصت دی۔ اسلئے کہ تم اس گروہ بیشمار سے تاب مقاومت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر ایک گروہ منافقین و مردمان ضعیف الایمان مفارقت آنحضرت سعادت ابدی پر اختیار کر کے پراگندہ ہو گئے اور اہل بیت عزیز و اقربا و خواص اصحاب آنحضرتؑ نے کہ بقوت ایمان و یقین ممتاز عالیشان تھے کہا۔ ہم آپ سے مفارقت نہ کریں گے۔ اندوہ و بلا و محنت میں آپ کے شریک ہیں۔ اور قرب خدا کو مخصوص آپ کی خدمت گذاری پر جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ درآنحالیکہ تم نے اپنے اوپر وہ قرار دیا ہے جو میں نے اپنے قرار دیا ہے پس واضح ہو کہ خداوند عالم منازل شریفہ و درجات رفیعہ نہیں بخشتا۔ مگر اس شخص کو جو اس کی راہ میں تحمل مکروہات و شدائد عظیم ہو اور واضح ہو کہ تلخ و شیریں دنیائے فانی بمقابلہ جہاں باقی مثل اس خواب کے ہے کہ کوئی دیکھے اور بیدار ہو جائے فائز و رستگار وہ شخص ہے جو آخرت میں فائز و رستگار ہے اور شقی و بدبخت وہ ہے۔ جو نعیم باقی آخرت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

وفاداریٔ اصحاب سیدالشہدا

بروایت دیگر اس شب کو حضرتؑ نے محمد بن بشیر حضرمی سے کہا۔ تمہارے فرزند کو سرحد پر اسیر کر لیا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اس کی اور اپنی جان کا عوض آفرینندۂ جان سے میں چاہتا ہوں۔ جب حضرت نے یہ سنا فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ میں تم کو رخصت دیتا ہوں چلے جاؤ اور اپنے فرزند کو قید سے چھڑا لو۔ محمد بن بشیر نے کہا۔ مجھے درندے پھاڑ ڈالیں۔ اگر آپ سے جدا ہوں پس حضرتؑ نے پانچ جامہ اسے عطا فرمائے کہ ایک ہزار درہم

ان کی قیمت تھی۔ اور فرمایا۔ ان کو اپنے فرزند کی رہائی کے لئے بھیج دو۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حضرتؑ نے اس شب حکم دیا۔ کہ خیمہ ہائے حرم محترم متصل ایک دوسرے کے برپا کئے گئے اور ان کے گرد خندق کھودی گئی اور لکڑیوں سے بھر دیا۔ کہ جنگ ایک طرف سے ہو اور علی اکبرؑ کو مع تیس سوار اور بیس پیادہ کے بھیجا کہ وہ چند مشک آب بانہایت خوف و اضطراب بھر لائے۔ حضرتؑ نے اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب سے فرمایا پانی پیو کہ یہ آخری توشہ تمہارا ہے۔ اور وضو و غسل کرو۔ اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگاؤ۔ کہ وہ تمہارے کفن ہونگے اور وہ تمام رات بعبادت و دعا و تلاوت و تفرع و مناجات بسر کی صدائے تلاوت و عبادت لشکر سعادت اثر نور دیدہ خیر البشر سے بلند تھی۔ اور موافق ایک روایت کے بتیس۳۲ نفر لشکر عمر بد اختر سے لشکر امام حسینؑ میں داخل ہوئے اور سعادت ملازمت آنحضرتؑ اختیار کی۔ اس رات کی سحر کو امام مظلومؑ نے تہیہ سفر آخرت کیا۔ اور نورہ حضرت کیلئے اس ظرف میں جس میں بہت مشک تھا تیار کیا۔ اور حضرت خیمہ مخصوص میں نورہ لگا رہے تھے۔ اس وقت بریرؓ بن خضیر ہمدانی و عبد الرحمٰنؓ بن عبد ربہ انصاری در خیمہ پر کھڑے منتظر تھے کہ جب آنحضرتؑ فارغ ہوں یہ بھی نورہ لگائیں۔ بریر ہمدانی اس وقت عبد الرحمٰن سے مذاق کرتے تھے۔ عبد الرحمٰن نے کہا۔ اے بریرؓ یہ ہنگام مذاق نہیں ہے۔ بریرؓ نے کہا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ میں ہرگز عہد پیری و جوانی میں مائل لہو و لعب و مذاق نہیں ہوا ہوں۔ مگر اس وقت اس وجہ سے خوش ہوں کہ جانتا ہوں کہ شہید ہونگا۔ اور بعد شہادت کے حورانِ بہشت سے ہم آغوش ہو کے نعیم ابدی آخرت سے متنعم ہونگا۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس شب مرض مجھ پر شدید تھا۔ اور میری پھوپھی زینبؑ خاتون مشغول تیمار داری تھیں اور میرے پدر عالی مقدار دوسرے خیمہ میں تھے۔ اور غلام ابو ذر حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور حضرت ہتھیار ۰۰۰ حرب و ضرب درست کر رہے تھے اور حالت مایوسی اور وداع دنیا اور حب لقائے خدا میں چند شعر اس مضمون کے پڑھتے تھے۔ اے روزگار ناپائدار تف ہو تجھ پر کہ تو نے ہرگز کسی دوست و یار سے وفا نہ کی۔ کس قدر مصاحب و یار پر مہر و یار میں تو نے قتل کئے اور کسی کے بدلہ پر بھی راضی نہیں ہوتی۔ سب کی بازگشت جانب خدا ہے اور ہر زندہ کو جس راہ میں جاتا ہوں۔ وہ راہ درپیش ہے۔" امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ جب میں نے یہ اشعار محنت آثار پدر بزرگوار سے سنے جانا کوئی بلا نازل ہوئی ہے اور آنحضرتؑ منتظر شہادت ہیں۔ اس سبب سے میرا حال متغیر ہو گیا اور رقت مجھ پر طاری ہوئی۔ اور آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے۔ و لیکن بخیال اضطراب اہل بیتؑ میں نے صبر کیا۔ جب میری پھوپھی حضرت زینبؑ نے وہ سخنان وحشت انگیز سُنے بیتابانہ پا برہنہ خیمہ محترم سے اپنے برادر معظم پاس گئیں۔ اور رو رو کے کہتی تھیں۔ کاش اس دن مجھے موت آجاتی کہ یہ حال آپ کا نہ دیکھتی۔ میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ شہید ہوئے۔ میری مادر گرامی زہراؑ نے بھی انتقال کیا

برادرم حسنؑ مجتبیٰ زہر اہل جفا سے شہید ہوئے اب ایک آپ فقط یادگار رفتگان و پشت و پناہ باز ماندگان ہیں اور مجھے اپنی زندگی سے آپ ناامید کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام حسینؑ اضطراب اہل حرم سے رونے لگے۔ اور فرمایا اے خواہر ذیشان۔ برابر حلم و بردباری کو اختیار کرو۔ اور شیطان کو تسلط نہ دو۔ و قضائے خدا پر صبر کرو اگر مجھے آرام سے رہنے دیتے تو میں کیوں آپ اپنے کو ہلاکت میں ڈالتا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ اس سے اور بھی میرا دل زیادہ مجروح ہے کہ راہ چارہ جوئی مسدود ہو گئی اور مجبوری شربت ناگوار مرگ آپ نوش کرتے ہیں۔ اور مجھے غریب و بیکس و تنہا اہل نفاق و شقاق میں چھوڑے دیتے ہیں۔ یہ فرما کر ہاتھوں سے منہ پیٹ لیا۔ اور مقنع سر سے پھینک دیا۔ اور گریبان طاقت چاک کر کے بے ہوش گر پڑیں امام مظلوم اٹھے اور اپنی ہمشیرہ کو چونکایا۔ جب جناب زینبؑ خاتون ہوش میں آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے خواہر نیک اختر خدا سے خوف لازم ہے۔ قضائے حق تعالیٰ پر راضی رہنا چاہیئے۔ واضح ہو کہ سب اہل زمین شربت ناگوار مرگ نوش کریں گے اور ساکنان آسمان پر بھی باقی نہ رہیں گے۔ مگر ذات حق تعالیٰ باقی ہے اور سب چیزیں معرض زوال و فنا میں ہیں۔ خدا سب کو مار ڈالے گا۔ اور پھر زندہ کرے گا۔ فقط اسی کو بقا ہے۔ دیکھو ہمارے پدر و مادر و برادر شہید ہوئے۔ اور سب سے بہتر تھے۔ جناب رسولِ خدا کہ اشرف المخلوقات تھے دنیا میں نہ رہے اور بجانب سرائے باقی رحلت فرمائی۔ اسی طرح بہت مواعظ اپنی خواہر سے بیان کر کے وصیت کی۔ اور کہا۔ اے خواہر گرامی تم کو میں قسم دیتا ہوں۔ کہ میں جب شہید ہو کر بعالم بقا رحلت کروں۔ گریبان چاک نہ کرنا۔ اور منہ نہ نوچنا۔ واویلا نہ کہنا۔ پس اہل حرم کو فی الجملہ تسلی و دلاسہ دے کے تہیہ سفر آخرت درست کیا۔ اور فرمایا تنابہائے خیمہ ہائے محترم ایک دوسرے میں باندھ دیں اور راہ آمد و رفت خیموں کی بند کر دی گئی اور خندق جو گرد خیمہ تھی۔ اُسے لکڑیوں سے بھر دیا۔ اور مشغول نماز و عبادت و دعا و تلاوت میں ہوئے جب صبح ہوئی۔ حضرتؑ کو نیند آ گئی۔ اور گریاں خواب سے بیدار ہوئے اور فرمایا اس وقت میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ اور ان کتوں میں ایک ابلق کتا تھا۔ کہ اور کتوں سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا تھا۔ گمان میرا یہ ہے کہ میرا قاتل مبروص ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ جدم رسول خدا معؐ افواج ارواح مقدسہ میرے پاس آئے۔ میرے نانا نے مجھ سے کہا۔ اے فرزند گرامی تم ہی شہیدؑ آل محمدؐ ہو ساکنان جمیع آسمان و قدسیان ملا اعلیٰ تمہارے استقبال کو آتے ہیں۔ اور تمہاری روح مقدس کے منتظر ہیں تعجیل کرو۔ کہ آج کی رات ہمارے ساتھ افطار کرنا۔ اور اس وقت ایک فرشتہ آسمان سے نازل ہوا اور ایک شیشہ بند لایا ہے جب تم شہید ہو گے تمہارا خون اس شیشہ میں رکھ کے آسمان پر لے جائے گا۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جب صبح طالع ہوئی۔ امام حسینؑ نے ہمراہ اصحاب نماز ادا کی۔ اور بعد فراغ

نمازاصحاب سعادت انتساب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم سب بغیر علیؑ بن حسینؑ شہید ہو جاؤ گے۔ لازم ہے کہ خدا سے ڈرو۔ اور صبر کرو۔ تا آنکہ بسعادت شہادت فائز ہو اور مشقت و مذلت دنیائے فانی سے رہائی پاؤ۔

امام حسینؑ کا صفوف لشکر کو ترتیب دینا

بروایت دیگر امام حسینؑ نے بعد نماز صبح صفہائے جنگ کو مرتب کیا۔ اور مجموع لشکر قلیل و عسکر جلیل آنحضرت میں تبیسؔ سوار اور چالیسؔ پیادے تھے۔ اور بروایت دیگر بیاسیؔ پیادے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ پنتالیسؔ سوار اور سوؔ پیادے تھے۔ اور لشکر مخالف میں بقول مشہور بائیسؔ ہزار نامرد تھے۔ اور جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ تیسؔ ہزار شقی تھے پس حضرتؑ نے زہیرؓ بن قین کو میمنہ لشکر اور حبیبؓ ابن مظاہر کو میسرہ لشکر سعادت اثر پر مقرر فرمایا۔ اور علم ہدایت شمیم اپنے برادر عباس نامور کو عطا کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ آگ خندق میں لگا دیں کہ کافران بے حیا قریب خیام کرام حرم محترم نہ آسکیں۔ اور لڑائی ایک طرف سے ہو۔ ادھر عمر بن سعد بداختر نے اپنے لشکر شقاوت اثر کو اسی طرح مرتب کیا۔ کہ عمرو بن حجاج کو میمنہ اور شمر ذی الجوشن کو میسرہ پر مقرر کر کے رایت قساوت علامت واہد اپنے غلام کو دیا۔ اور عروہ بن قیس کو سردار سواران لشکر اور شیث بن ربعی کو سردار پیادان لشکر کیا۔ بعد ترتیب لشکر عمر بن سعد مع فوج بانہایت بشری سپاہ ملائک پناہ مقرب درگاہ الٰہ کی طرف متوجہ ہوا۔ جب امام حسینؑ نے بیباکی و بےحیائی اس کی دیکھی از روئے رضا و تسلیم دست نیاز درگاہ خداوند علیم میں اٹھا کے یہ دعا پڑھی۔ اللّٰھم انت ثقتی فی کل کرب و رجائی فی کل شدۃٍ و اخرت لی فی کلِ امرٍ نزل لی ثقۃٌ و عنۃ کم من کرب یصعف عنہ الفواد ثقل فیہ الحیلۃ و یخذل فیہ الصدیق و یشمت فیہ العد وانزلتہٗ بک و شکرتہٖ الیک رغبۃ منی الیک ممن سواک ففرجتہ و کشفتہٗ فانت ولی کل نعمۃٍ و صاحب کل حسنۃٍ و منتھی کل رغبۃٍ۔ جب وہ اشقیائے بے حیا قریب خندق پہونچے۔ اور راہ اس طرف مسدود پائی عنان روک لی۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔ کہ اس وقت ابن ابی جویریہ مزنی فسقی نے تالی بجا کے کہا۔ اے حسینؑ تم کو بشارت ہو۔ کہ تم نے دنیا میں اپنے لئے آگ جلائی ہے۔ امام حسینؑ نے دعا کی۔ خداوندا اسے جلد دنیا میں عذاب آتش چکھا دے۔ ناگاہ باعجاز آنحضرت اس بدبخت کا گھوڑا بھاگا۔ اور لا کے خندق میں گرا دیا۔ کہ وہ ملعون جل گیا۔ اور براہ آتش دنیا جانب شعلہ ہائے عذاب جہنم روانہ ہوا۔

بعض اشقیا پر دعائے امام سے نزول عذاب تمیم بن حصین بیدین نے آواز دی کہ اے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ آب فرات کو دیکھو کہ مثل شکم ماہی کیسا چمکتا ہے اور موجزن ہے۔ قسم بخدا اس دریا سے تم کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ جرعہ ناگوار مرگ پیو۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ اور اس کا باپ دونوں جہنمی ہیں۔ خداوندا آج اُسے پیاسا ہلاک کر پس باعجاز صدر نشین مسند امامت و خلافت اس روسیاہ پر تشنگی غالب ہوئی اور گھوڑے سے نیچے گر کے زیر سم اسپاں تشنہ لب باحال سقیم روانہ جحیم جہنم ہوا۔ اور بروایت دیگر عبداللہ بن حصین نے یہ آواز دی اور حضرت نے دعا کی خداوندا اسے پیاسا ہلاک کر اور اُسے ہرگز نہ بخش۔ راوی کہتا ہے کہ بعد واقعہ کربلا وہ لعین بیمار ہوا اور میں اسکی عیادت کو گیا میں نے دیکھا کہ شدت عطش و تشنگی سے وہ شقی چلاتا تھا۔ جب پانی اسکے پاس لاتے تھے۔ اس قدر پیتا تھا کہ دم رک جاتا تھا۔ اور قے کر دیتا تھا۔ اور پھر عطش و تشنگی سے فریاد کرتا تھا اور ہمیشہ اس کا یہی حال تھا۔ یہانتک کہ وہ واصل جہنم ہوا۔ و بروایت امام زین العابدین محمد بن اشعث کندی قریب لشکر آیا۔ اور کہا۔ اے حسینؑ پسر فاطمہؑ تمہیں حضرت رسولؐ سے کونسی فضیلت حاصل ہے جو دوسرا نہیں رکھتا امام حسینؑ نے یہ آیتہ تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ۔ اور فرمایا قسم بخدا جناب رسول خدا آل ابراہیم تھے اور عترت آل محمدؐ ہادی ہے۔ پس سر مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا آج محمد بن اشعث کو ایسا ذلیل کر کہ اس کے بعد اسے پھر کبھی عزت نہ ہو۔ وہ شقی اسی وقت لشکر سے باہر قضائے حاجت کو گیا۔ ناگاہ خداوند عالم نے ایک بچھو اس پر مسلط کیا۔ اس بچھو نے ڈنگ مارا۔ وہ ہمیا اپنے غلیظ میں ننگا لوٹنے لگا۔ یہانتک کہ اس کی روح پلید بجانب عذاب شدید پہنچی۔

کلام بریر بن ہمدانی: جب تشنگی نے اصحاب حضرتؑ پر غلبہ کیا۔ بریرؓ بن خضیر ہمدانی خدمت باسعادت آنحضرت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت طلب کی۔ کہ اگر اجازت ہو میں ان کافران سنگین دل سے جا کے گفتگو کروں۔ جب رخصت ملی۔ بریرؓ قریب لشکر عمر بن سعد آئے اور کہا۔ ایہا الناس بتحقیق کہ خداوند عالم نے محمد صلعم کو براستی بھیجا۔ کہ مردم کو ثبوت خدا بشارت دیں اور عذاب سے ڈرائیں اور خلائق کو بجانب خالق دعوت کریں۔ وہ چراغ روشن راہ ہدایت تھے۔ اس وقت آب فرات سے سگ و خوک پانی پیتے ہیں۔ اور تم لوگ فرزند پیغمبر اور پانی کے بیچ میں حائل ہوتے ہو۔ ان اشقیا نے کہا سخن فضول نہ کر۔ ہم ان کو پانی نہ دیں گے۔ یہانتک کہ وہ تشنگی سے ہلاک ہو جائیں جسطرح عثمان تشنہ قتل ہوا بروایت دیگر شمر لعین کنارہ خندق آیا اور کہا اے حسینؑ آتش دنیا کو قبل آتش آخرت کے تم نے اختیار کیا حضرتؑ نے۔ اے گڈریئے کے بیٹے

بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ تو ہی سزاوار آتش جہنم ہے اس وقت مسلم بن عوسجہ نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس شقی کو ایک تیر ماروں۔ اسلئے کہ یہ سب سے زیادہ تر شقی ہے۔ اور تیر کی زد پر آ گیا ہے حضرت نے فرمایا۔ میں لڑائی کی ابتدا نہ کروں گا۔ چاہتا ہوں ان پر حجت خدا تمام کروں۔ پس بریرؓ ابن حضیر قریب سپاہ شمر پر گئے اور کہا۔ اے گروہ بے حیا خدا سے ڈرو کہ حرمت و ذریت و اہل بیتؑ و فرزندان حضرت رسالت تمہاری زمین پر آئے ہیں اور تمہارے مہمان ہیں۔ ان کی نسبت تمہارا کیا ارادہ ہے ان اشقیاء نے جواب دیا ہم چاہتے ہیں ان کو پکڑ کے ابن زیاد کے حوالہ کر دیں۔ کہ وہ اُن کی نسبت جو چاہے کرے۔ بریرؓ نے کہا۔ اس پر بھی راضی نہیں ہو کہ وہ اپنے وطن چلے جائیں۔ اہل کوفہ تم پر وائے ہو۔ کہ تم اپنے وہ عہد و پیمان اور وہ اور خطوط مؤکد بقسم جو تم نے لکھے تھے سب بھول گئے۔ اے بے شرمو تم نے اہل بیتؑ پیغمبر کو لکھا تھا کہ ہمارے شہر میں تشریف لایئے ہم اپنی جانیں آپ پر قربان کریں۔ اب جبکہ وہ تشریف لائے تو پانی بھی ان کو نہیں دیتے۔ اور چاہتے ہو۔ پسر ابن زیاد بے بنیاد کو ان پر مسلط کر دو۔ اپنے پیغمبرؐ کی رعایت ان کے فرزندوں کے حق میں اسی طرح کرتے ہو۔ تم بہت بُرے لوگ ہو۔ خدا تمہیں بروز قیامت سیراب نہ کرے۔ جب ان دُسروں سے جواب شافی نہ پایا۔ ان کی طرف سے رو گردانی کر کے کہا۔ الحمد للہ تمہارے ضلالت و کفر سے میری بینائی ایمان زیادہ ہوئی خداوندا تیری جانب ان کے افعال ناپسندیدہ سے میں بیزاری ڈھونڈھتا ہوں۔ خداوندا ان کی تلواریں انہیں کے چہروں پر برہنہ کر کہ بہت جلد یہ ہلاک ہو جائیں۔ اور تو ان سے غضبناک رہے۔ جب ان اشقیائے بے پیر نے تیر ان کی طرف پھینکے۔ بریرؓ خدمت باسعادت امام حسینؑ میں واپس آئے جب حضرت نے دیکھا۔ کفار لڑائی پر مستعد ہیں

اتمام حجت سید الشہداءؑ

تو امام حجت کے لئے اٹھے۔ عمامہ حضرت رسولؐ سر پر رکھا اور شمشیر آنحضرتؐ حمائل کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور برابر لشکر ضلالت اثر جا کے خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور آخر خطبہ میں بصدائے بلند ان ظالموں کو آواز دی کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں آیا مجھے پہچانتے ہو۔ ان اشقیا نے جواب دیا۔ ہاں ہم پہچانتے ہیں آپ فرزند اور فرزندزادہ رسول خدا ہیں حضرت نے پھر بقسم تم جانتے ہو میرے نانا رسول خداؐ ہیں سب نے کہا۔ ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو میری ماں فاطمۃ الزہراؑ ہے اور دختر رسول خداؐ ہے انہوں نے کہا۔ ہاں حضرتؑ نے فرمایا۔ تم جانتے ہو میرے پدر علی صفدر حیدر کرار علیؑ ابن ابی طالب ہیں انہوں نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو۔ میری جدہ خدیجہ دختر خویلد ہیں کہ قبل جمیع زناں اُمت انہوں نے اسلام قبول کیا سب نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو حمزہؑ سید الشہداء میرے پدر کے چچا ہیں۔ کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو۔ جعفر طیار میرے چچا ہیں سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم جانتے ہو یہ شمشیر جناب رسول خداؐ کی میں باندھے ہوں۔ اور عمامہ آنحضرتؐ سر پر رکھے ہوں اور اسپ آنحضرتؐ

پر سوار ہوں۔ سب نے کہا۔ ہاں۔ ہم پہچانتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا تم جانتے ہو میرے پدر بزرگوار اس امت میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے دانا اور بردبار زیادہ تھے اور ولی و مولائے ہر مومن و مومنہ تھے۔ سب نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ پھر کس حجت سے تم نے میرا خون اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ حالانکہ میرے پدر قیامت میں حوض کوثر سے ایک گروہ کو ہنکا دیں گے۔ جسطرح شتر بیگانہ کو پانی پر سے ہنکا دیتے ہیں اور لوائے حمد بروز قیامت میرے نانا کے ہاتھ میں ہونگے۔ آیا تم نے نہیں سُنا کہ میرے جد عالی مقدارؐ نے میرے اور میرے برادر کے حق میں کہا کہ بہترین جوانان اہل بہشت میں۔ اگر تم نے نہیں سنا ہے اور میرے سخن کو باور نہیں کرتے ہو۔ جابر انصاریؓ و ابو سعیدؓ خدری و سہلؓ ساعدی و زید بن ارقم و انسؓ بن مالک اور جمیع صحابہ آنحضرت جو اسوقت زندہ ہیں دریافت کرو۔ کہ تم سے وہ حدیث بیان کریں ان اشقیائے جفا کار نے بجواب حجتہائے شافی امام ابرار سے کہا ہم سب جانتے ہیں اور دانستہ ہم آپ سے دستبردار نہ ہونگے۔ یہانتک کہ آپ تشنہ لب شربت مرگ نوش کریں۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے دستمبارک منہ پر پھیرا۔ اور اس وقت عمر شریف حضرت نے ستاون سال کی تھی۔ پس فرمایا غضب خدا یہود پر شدید ہوا جس وقت انہوں نے کہا۔ عزیز پسر خدا ہیں اور غضب نصاریٰ پر شدید ہوا جبکہ انہوں نے کہا مسیحؑ پسر خدا ہیں۔ اور غضب خدا مجوس پر شدید ہوا جبکہ عوض خدا انہوں نے آتش پرستی اختیار کی۔ اور غضب خدا اس گروہ پر شدید ہوا جس نے اپنے پیغمبر کو شہید کیا۔ اور غضب خدا وند جبار اس گروہ اشرار پر شدید ہوگا۔ جو امام اخیار فرزند پیغمبر مختار کو قتل کرتے ہیں۔

خطبہ جناب سید الشہداؑ ۲ بروایت دیگر امام حسینؑ نے خطبہ فرمایا۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے دنیا کو پیدا کیا۔ اور خانہ فنا و نیستی بنایا۔ اور اہالیان دنیا کا بتغیر احوال امتحان کیا۔ واضح ہو۔ فریب خوردہ وہی شخص ہے۔ جس نے دنیا سے فریب کھایا۔ اور بدبخت وہی ہے جو دنیا کا مفتون و گرویدہ ہوا۔ اے گروہ اشرار تم کو دنیائے غدار فریب نہ دے۔ بتحقیق کہ دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قطع اور اپنے طمع کرنے والوں کو ناامید کر دیتی ہے میں تم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم لوگ اس کام کے لئے جمع ہوئے ہو کہ خدا کو تم نے اپنے اوپر خشمگین کیا ہے اور اس کے غضب کو اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ اور اسکی رحمت سے محروم ہوتے ہو۔ واضح ہو کہ ہمارا پروردگار نیکو کار ہے اور تم اس کے خراب و بدکار بندے ہو۔ پہلے تم نے اس کی فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ اور بظاہر اسکے پیغمبرؐ پر ایمان لائے۔ اور آپ ہی اسی پیغمبرؐ کی ذریت و عترت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو شیطان تم پر غالب ہوا ہے۔ اور اس نے یاد خدا تمہارے دلوں سے محو کر دی ہے تم پر اور تمہارے ارادہ پر لعنت ہو اے بیوفایان جفاکاران خدا تم پر روئے ہو۔ تم نے ہنگام اضطراب و اضطرار اپنی مدد کو مجھے بلایا۔ اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا۔ اور تمہاری نصرت و ہدایت کرنے کو آیا۔ اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔ اپنے دشمنوں کی تم نے

یاری و مددگاری کی۔ اور اپنے دوستوں سے دستبرداری کر کے دشمنوں سے مل گئے بغیر اس کے کہ پہلا
نے تم میں اپنی کوئی عدالت ظاہر کی ہو اور بغیر اس کے کہ تم کچھ بھی امید رحمت ان سے رکھتے ہو۔ مگر قدرے مال
حرام جو مصلحتاً تم کو دیا ہے یا حکومت باطل کا تم سے وعدہ دروغ کر کے تمہیں امیدوار کیا ہے اور میری جانب
سے کوئی برائی تمہاری نسبت صادر نہیں ہوئی اور کوئی برائی مجھ سے تم کو نہیں پہنچی تم پر واسطے ہوئے عداوت
و کینہ و نزاع تم کیونکر شمشیر کین نیام انتقام سے کھینچ سکے اور بے سبب قتل اہل بیت رسولؐ پر کمر باندھ سکے مثل ہجوم
مگس خوان نعمیان تم جمع ہوئے ہو۔ اور مانند پروانگان بیباکانہ آگ پر گر پڑے ہو۔ اے گمراہان امت ترک کنندگان
کتاب و منفرقان خراب و پیروان شیطان و ترک کنندگان سنتہائے پیغمبر آخر الزمان و کشتگان و ہلاک کنندگان
اولاد و عترت و اوصیائے پیغمبران و الحاق کنندگان اولاد زنا بغیر پدران و ایذا رسانندہ مومنان و یاوری کنندہ ظالمان
تم پر وائے ہو۔ اور تم پر نفرین ہو کہ فرزند حرب کی نصرت و یاری کرتے اور فرزندان پیغمبرؐ کو ان کی خاطر سے قتل کرتے
ہو۔ تم میں بے وفائی و ترک نصرت ائمہ و پیشوایان دین خدا شائع ہو گئی۔ اور خورد و کلاں کے ذہن میں راسخ
ہو گیا تمہارے دلوں میں ریشہ دوانی کر دی ہے ان ظالموں پر لعنت خدا ہو جو اپنے عہد و پیمان کو بعد ازاں
کہ موکد تعظیم کر چکے اور اب فسخ کرتے ہیں۔ باوجودیکہ خدا کو اپنے قول پر گواہ کر چکے ہیں بتحقیق کہ ولد الزنا و فرزند
ولد الزنا پسر زیاد میرے قتل ہونے یا بیعت کرنے اور ذلیل و خوار ہو جانے کو کہتا ہے یہ ہرگز نہ ہو گا۔ کہ
میں ایسے کافر کے سامنے اپنے کو ذلیل و اسیر کر دوں صاحبان ہمتہائے بلند و خصلتہائے ارجمند و ارباب نسبہائے
خاصہ و پروردگان دامانہائے طاہرہ ہرگز بذات لئیمانہ کو شہادت کریمانہ پر گوارا نہیں کرتے واضح ہو کہ میں
نے اپنا عذر ظاہر کر دیا۔ اور حجت خدا تم پر تمام کر دی۔ اس وقت باوجودیکہ عدم سامان و قلت اعوان
اس گروہ بزرگوار سے تمہارا مقابلہ کروں گا اور جہاد سے پشت گردانی نہ کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں شہید
ہو جاؤں گا لیکن میرے جد عالی مقدار نے مجھے خبر دی ہے کہ میری شہادت کے بعد تھوڑے ہی دنوں
میں تم اشقیا تیغ انتقام سے قتل ہو گے۔ اور تمہاری آرزوئیں حاصل نہ ہوں گی۔ اب تم جو چاہو کرو۔
میں نے اپنے خدا پر توکل کیا ہے اور خدا نے جو کچھ میرے لئے مقرر کیا ہے۔ اس پر میں راضی ہوں۔
یہ فرما کر روئے مبارک جانب آسمان بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا ان سے باران رحمت کو حبس کر لے
اور ان کو قحط میں مبتلا کر۔ اور فرزند ثقیف یعنی مختار کو ان پر مسلط کر دے۔ کہ کاسہائے زہر آلود مرگ ان
کو پلائے۔ ان میں سے کسی کو بغیر میرے اور میرے عزیزوں دوستوں کے انتقام لینے سے باقی نہ
چھوڑے اس لئے انہوں نے مجھے فریب دیا۔ اور جھوٹ بولے اور میرے دشمنوں کا ساتھ دیا۔ ان کی
نصرت کی۔ خداوندا تو ہی میرا پروردگار ہے میں نے تجھ پر توکل کیا اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے بعد اس
کے فرمایا۔ عمر بن سعد کہاں ہے۔ اسے ذرا میرے سامنے بلاؤ۔ اس ملعون کو منظور نہ تھا۔ کہ سامنے

حضرت کے آگے مگر جب قریب آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے عمر تو مجھے بامید حکومت دیجرجان قتل کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ پسر زیاد حرامزادہ تجھے دے دیگا۔ قسم بخدا ہرگز تجھے میسر نہ ہوگا۔ اور بعد میرے زندگی تجھ پر گوارا نہ ہوگی۔ اسلئے کہ جو میں نے تجھ سے بیان کیا ہے۔ اس کی خبر بزرگوں نے مجھے دی ہے جو تیرا دل چاہے وُہ کر بعد میرے دنیا و عقبیٰ میں خوشی تجھے نہ ہوگی۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ بہت جلد تیرا سر نیزہ پر کوفہ میں نصب کیا ہے اور لڑکے اس پر پتھر مار کر نشانہ بنا رہے ہیں یہ سن کر عمر بدگہر خشمناک ہو کے اپنے اصحاب شقاوت آب کی جانب متوجہ ہُوا۔ اور کہا۔ کیا انتظار ہے اور کیوں انکو مہلت دے رکھی ہے اور انکے اصحاب ایک لقمہ سے زیادہ نہیں۔ بروایت دیگر امام حسینؑ نے درمیان لشکر مخالف آواز دی۔ کہ اے شبیث بن ربعی اے حجاز بن الجر اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھ کو خطوط نہیں لکھے کہ میوہ جات تیار ہو گئے اور صحرا سرسبز ہوگیا اور لشکر ہائے دوستان دیار مہیا ہو گئے بہت جلد آپ تشریف لائیے کہ ہم سب آپ کی نصرت و یاری کریں قیس بن اشعث نے جواب دیا کہ اب یہ باتیں مفید نہیں میں لڑائی سے دست بردار ہو کے اپنے پسران عم کے حکم پر رضامند ہو جاؤ۔ کہ وُہ آپ سے ارادۂ بدی نہیں رکھتے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا میں اپنے کو تمہارے اختیار میں دے کے ذلیل وخوار نہ ہونگا اور مثل ذلیلوں کے بنوں گا۔ اور بہ رسم غلامان طوق اطاعت گردن میں نہ پہنوں گا۔ یہ فرما کر بآواز بلند حضرتؑ نے ندا کی یا عبادَ اللہ اِنّی عُذتُ بربّی و ربّکم اَن تَرجُمونِ اَعُوذُ بربّی و ربّکم من کلّ متکبّرٍ لا یؤمنُ بیومِ الحساب۔ اور اپنے اصحاب سعادت مآب کی جانب مراجعت فرما کے تہیہ حرب وضرب کیا۔ اور مخالفین بیدین سے اور جفاکاران بزرگوار کی طرف بڑھے

حضرت حر کا لشکر سید الشہداؑ میں شامل ہونا

جب حرؓ بن یزید ریاحی نے دیکھا کہ آخرکار لڑائی ہوگی۔ نزدیک عمر بن سعد آیا اور کہا اے عمر ایسے بزرگ سے تو لڑے گا۔ اس نے کہا۔ ہاں ایسی جنگ کرونگا۔ کہ سر جدا ہو جائیں۔ اور ہاتھ کٹ جائیں حُر نے کہا۔ ان کا سوال ہے کہ تم ان سے دستبردار ہو جاؤ۔ اس پر بھی کیا تو راضی نہیں۔ عمر نے کہا اگر میرا اختیار ہوتا تو میں راضی ہو جاتا۔ لیکن تمہارا امیر راضی نہیں ہوتا۔ یہ سُن کے حُرؓ اپنی جگہ گئے اور قرہ بن قیس سے کہا تو نے اپنے گھوڑے کو پانی دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قرہ کہتا ہے حُرؓ یہ پوچھ کے چلے گئے۔ میں سمجھا اپنے گھوڑے کو پانی دینے گئے ہیں۔ اور اگر جانتا۔ کہ امام حسینؑ کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف گئے تو میں بھی ہمراہ چلا جاتا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ کے لشکر کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر مہاجرین اوس حُر پاس گیا۔ اور دیکھا۔ اس کا جسم کانپ رہا ہے مہاجر نے کہا میں تم کو شجاع ترین کوفہ جانتا تھا۔ یہ کیا حال ہو گیا ہے حُر نے جواب دیا۔ وُہ بات نہیں جو تو سمجھا ہے لیکن درمیان بہشت و دوزخ متردد ہوں اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جلا دیں ہرگز دوزخ قبول نہ کروں گا یہ کہہ کے گھوڑا دوڑایا۔ اور بخدمت امام حسینؑ حاضر ہو کے ہاتھ اپنے سر پہ رکھے اور کہا۔ خداوندا میں توبہ کرتا ہوں میری توبہ قبول کر تحقیق کہ تیرے دوستوں کے دلوں کو میں نے ڈرایا۔ اور تیرے پیغمبرؐ کے فرزندوں کو میں نے خائف کیا پھر حضرتؑ سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ

میں وہی ہوں جس نے آپ کو واپس نہ جانے دیا اور اس مقام پر آپ کو لے آیا لیکن میں نہ جانتا تھا کہ ستمگار آپ سے ایسا سلوک کریں گے۔ آیا تو یہ میری قبول ہوگی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں تو یہ تمہاری قبول ہوگی۔ حُرؓ نے کہا یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ پہلے میں ہی ان کافروں سے لڑنے جاؤں۔ جب اجازت پائی بعد رجز خوانی معرکہ میں آ کے لشکر مخالف کو آواز دی کہ اے اہل کوفہ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں گرفتار ہوں۔ فرزند رسولؐ کو بوعدہ ہائے دروغ تم نے طلب کیا اور اب تلواریں ان پر کھینچے ہو۔ اور انہیں اجازت واپس جانے کی بھی نہیں دیتے ہو۔ اور آب فرات کو یہود و نصاریٰ مجوس و سگ و خوک پیتے ہیں۔ اور امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت کو نہیں دیتے ہو۔ اب پیغمبر کو یہی عوض دیتے ہو۔ خدا تم لوگوں کو بروز قیامت تشنگی سے نجات نہ دے۔ جب ان کافروں نے حرؓ کو نشانہ تیر ہائے ظلم و ستم کیا۔ حرؓ امام حسینؑ کی خدمت میں واپس آئے کہ حضرت کو وداع کریں۔ پھر عمر بن سعد نے تیر کمان میں رکھ کر لشکر سعادت اثر امام بحر و بر کی طرف پھینکا۔ اور کہا۔ گواہ رہنا۔ پہلے جس نے تیر لشکر امام حسینؑ کی طرف پھینکا وہ میں تھا۔ بعد اسکے یکدفع جمیع کافران بے حیا نے تیر ہائے شقاق کمان نفاق سے امام آفاق پر برسائے اصحاب امام حسین میں سے کم کوئی بچا ہو جو اس حملہ میں زخمی نہ ہوا ہو۔ اور موافق ایک روایت کے اس حملہ میں پچاس مجاہد شربت شہادت نوش کر کے جمیع سعداء شہداء سے ملحق ہوئے۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مردانہ رہو کہ یہ تیر تمہاری طرف قاصدان کافران غدار ہیں۔ حُرؓ نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ چونکہ میں ہی آپ کی راہ میں معترض ہوا تھا۔ چاہتا ہوں پہلے مجھے اجازت دیجیے۔ کہ پہلے میں ہی آپ کی راہ میں قتل ہوں جب رخصت ملی معرکہ قتال میں آئے رجز پڑھ کے شجاعان معرکہ نبرد کو خاک ہلاک پر گرا دیا۔ یہاں تک کہ چالیس اشقیائے بیدین کو جہنم واصل کیا۔ اور بروایت امام زین العابدین اٹھارہ کافر روانہ سقر کئے جب اسپ حُرؓ پے کیا گیا پیادہ جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان اشقیا نے گرا دیا۔ اور اصحاب امام حسینؑ معرکہ قتال سے اٹھا لائے۔ اسوقت ایک رمق جان باقی تھی اور خون رگوں سے جاری تھا۔ امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ حُرؓ کے منہ پر پھیرا۔ اور فرمایا۔ تمہاری ماں نے تمہارا نام حر رکھا۔ اب تم دنیا و عقبیٰ میں آزاد ہو۔ لکھا ہے کہ ایوب بن مروح ملعون نے حُرؓ کو شہید کیا۔ بعد ازاں ایک ایک اصحاب آنجنابؑ میں سے آتا اور رخصت جہاد مانگتا تھا اور امام مظلومؑ کو وداع کر کے کہتا تھا۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ۔ حضرتؑ فرماتے وعلیک السلام جاؤ بہت جلد ہم بھی عقب سے آتے ہیں اور یہ آیۃ تلاوت فرماتے تھے فمنہم من قضیٰ نحبہ و منہم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ یعنی بعضے مر گئے اور بعضے منتظر ہیں۔ اور اپنا دین تبدیل نہ کیا۔ اور اپنے دین پر ثابت قدم رہے۔ موافق روایات معتبرہ اس وقت جو فرشتے نصرت حضرتؑ کو آئے تھے زمین سے آسمان تک ان سے بھر گیا اور حضرتؑ نے ان کی نصرت قبول نہ کی۔ اور شہادت اختیار کی و بروایت دیگر جنات آئے اور چاہا نصرت کریں۔ حضرتؑ نے انکار کیا۔

بریرؓ بن خضیر ہمدانی پس بریرؓ بن خضیر ہمدانی کہ عباد و زہاد و بندگان شائستہ رب العباد اور قاری ترین اہل زمان سے تھے بعزم جہاد روانہ ہوئے اور رجز خوان ہو کر برابر مخالفین کے کھڑے ہوئے اور کہا۔ لے

کشتگان مومناں اے قاتلان اولادِ پیغمبراں میرے قریب آؤ۔ پس بس جوانان لشکر شقاوت اثر کو روانہ سقر کر کے مُرغ روح روضۂ رضوان میں داخل ہوئے لکھا کہ یزید بن معقل متصل بریرؓ آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں تم خطا کار ہو۔ بریرؓ نے کہا۔ آؤ تجھ سے مباہلہ کریں ہم دونوں میں سے جو دروغ گو ہے وہ دوسرے کی تیغ سے مارا جائے۔ پس یزید بن معقل نے بریر پر تلوار لگائی۔ ان پر اثر نہ ہوا۔ بریرؓ نے ایک ایسی ضربت اس ملعون کے سر پر لگائی کہ اس کا خود کاٹ کے مغز تک پہنچ گئی۔ اور وہ شقی زمین پر گرا۔ یہ دیکھ کر بحر بن اوس نے اصحاب ابن زیاد سے بریرؓ پر حملہ کر کے شہید کیا اور شیمان مغفور ہو

وہبؓ بن عبداللہ کلبی بریرؓ کے بعد وہب بن عبداللہ کلبی نے رخصت مبارزت طلب کی اُن کے ہمراہ ان کی زوجہ اور مادر بھی تھی۔ مادر سعادت مند اپنے پسر کو محاربہ و مقاتلہ کی تاکید و ترغیب کرتی تھی جب وہبؓ معرکہ کارزار میں آئے ایک گروہ اشرار کو لقمہ شمشیر آبدار کر کے اپنی زوجہ اور والدہ پاس واپس آئے اور کہا اے مادر آپ مجھ سے راضی ہو گئیں اس مومنہ نے کہا۔ اے فرزند تجھ سے میں اس وقت راضی ہوں گی جب نصرت امام حسینؑ میں قتل ہو جائے گا۔ زوجہ نے کہا۔ مجھے بیکس و غریب نہ چھوڑ کے جاؤ۔ ماں نے کہا اے فرزند سعادتمند اس کی بات سنو اور اپنی جان امام حسینؑ پر فدا کرو۔ کہ بروز قیامت اپنے جد بزرگوار سے وہ تیری شفاعت کریں۔ یہ سُن کر وہبؓ بن عبداللہ جنگاہ میں پھر گئے اور دریائے جنگ میں غوطہ مار کے دلیرانہ حملہ کیا یہاں تک کہ انیس ۱۹ سوار اور بارہ پیادے لشکر شقاوت اثر کے واصل جہنم کئے۔ ظالموں نے ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے مادر وہبؓ نے جب یہ حال اپنے پسر کا دیکھا چوب خیمہ ہاتھ میں لے کے متوجہ معرکہ ہوئی۔ اور کہتی تھی میرے مادر پدر اے فرزند تجھ پر نثار ہوں حرم محترم جناب رسول خداؐ کی حمایت کر کے شہید ہو جاؤ اور سعادت ابدی حاصل کرو۔ وہبؓ ہر چند چاہتے تھے ماں کو پھیر دیں۔ مگر وہ نہ مانتی تھی جب امام حسینؑ نے یہ حال ملاحظہ فرمایا۔ فرمایا خدا تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ کہ نصرت اہل بیتؑ میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اے زن صالحہ واپس چلی آ عورتوں پر جہاد نہیں جب وہب نے شربت شہادت نوش کیا۔ اس کی زوجہ بیتابانہ اس کے پاس گئی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ کے خاکِ شوہر کے منہ سے جھاڑنے لگی۔ شمر لعین نے اپنے غلام سے کہا۔ اس نے گرز اس سوگوار کے سر پر ایسا لگایا کہ اپنے شوہر سے ملحق ہوئی۔ اور حدیث میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ وہبؓ پہلے نصرانی تھا بعد میں وہ اور اس کی ماں امام حسینؑ کی ہدایت سے مسلمان ہوئے اور جب معرکہ میں پہنچا۔ سات آٹھ شقی قتل کئے اور بروایت دیگر چوبیس ۲۴ پیادے اور ۱۲ سوار منافقانِ نابکار کے لقمہ تیغ کئے جب کثرت جراحت سے مجبور ہو گیا اس کو قید کر کے عمر بن سعد پاس لے گئے اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ ان کا سر کاٹ کر امام حسینؑ کی طرف پھینک دو اس کی ماں نے تلوار اپنے پسر کی لی اور متوجہ لشکر مخالف ہوئی۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ اے مادر وہبؓ لڑنے نہ جا خدا نے جہاد کا عورتوں پر حکم نہیں دیا۔ تجھ کو بشارت ہو تو اور تیرا پسر بہشت میں میرے جدِ بزرگوار کے ہمراہ ہو گا۔ بروایت دیگر سر اپنے فرزند کا بجانب لشکر مخالف پھینک دیا۔ اور ایک ظالم کو ہلاک کیا۔ پھر چوب خیمہ اٹھا کے دو کافروں کو

لہ مادر وہبؓ کا نام نور لقمر تھا امام حسینؑ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئی اور بعزمان امام حسینؑ و وہب پیدا ہوئے

قتل کیا حضرتؑ نے فرمایا۔ اے مادر وہبؓ پھر آؤ وہ مومنہ پھر آئی۔ اور کہا خداوندا میری امید قطع نہ کرنا حضرتؑ نے فرمایا اے مادر وہب خدا تجھے ناامید نہ کریگا۔ اور تو معہ پسر خدمت سید البشرؐ میں درجہ اعلیٰ بہشت میں ہوگی۔

رفقائے حسینؑ کا باری باری درجہ شہادت پر فائز ہونا پس عمرؓ بن خالد ازدی متوجہ لشکر مخالف ہوئے اور کارزار کرکے شہید ہوئے ان کے بعد انکے فرزند نیک اختر خالدؓ بن عمرو ازدی گئے اور جہاد کرکے شہید ہوئے ان کے بعد سعیدؓ بن حنظلہ تمیمی بشوق ریاض جنت متوجہ قتال کافران ہوئے۔ اور بہت سے منافقین کو داخل جہنم کرکے بدرجہ رفیعہ سہادت فائز ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن عبداللہ مذحجی تلوار کھینچ کے معرکہ کارزار میں آئے اور بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ آخر کار بضربت مسلم صنابی و عبداللہ الجبلی شہید ہوگئے۔ پھر مسلمؓ بن عوسجہ کہ اکابر زہاد و عباد بزرگان اصحاب سید الشہدا اس لئے تھے بعزم شہادت متوجہ اشقیائے امت ہوئے اور بہت جدال و قتال کرکے ایک گروہ تیرہ بخت کو داخل جہنم کیا اور جب گھوڑے سے زمین پر گرے۔ امام حسینؑ معہ حبیبؓ بن مظاہر تشریف لے گئے۔ ہنوز ایک رمق حیات باقی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے مسلمؓ خدا تم پر رحمت کرے تم بسعادت شہادت فائز ہوئے اور جو تم پر حق تھا۔ اس کو تم نے ادا کیا۔ اب میں بھی تمہارے عقب آتا ہوں حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ مجھے یہ تمہارا حال دیکھنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ تم کو بہشت کی بشارت ہو۔ مسلمؓ بن عوسجہ نے بصدائے ضعیف کہا خدا تم کو بخیر و سعادت بشارت دے۔ حبیبؓ ابن مظاہر نے کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میں بھی بہت جلد تم سے ملحق ہوتا تحقیق تم سے کہتا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ مسلمؓ بن عوسجہ نے کہا میری وصیت یہ ہے کہ امام حسینؑ کی نصرت سے دستبردار نہ ہونا۔ یہانتک کہ اپنی جان اُن پر سے فدا کرو۔ یہ کہہ کے روح شریف نے بجانب ریاض قدس پرواز کیا۔ ایک کنیزک مسلمؓ نے صدائے یا سیدہ یا ابن عوسجا بلند کی جب صدائے شیون کنیزک لشکر عمر بن سعد بنیاد میں پہونچی وہ اشقیا خوش ہوئے۔ شیث بن ربعی نے ان سے کہا۔ تمہاری مائیں تمہارے ماتم میں بیٹھیں۔ تم لوگ اپنے ہاتھ سے اپنے بزرگوں کو مارتے ہو اور اپنی عزت کو ذلت سے بدلتے ہو۔ جس بزرگوار کے قتل کرنے سے ہنستے ہو اور خوش ہوتے ہو۔ ان سے کس درجہ مردانگی جہاد میں کرکے اسلام اور مسلمانوں پر اپنا حق ثابت کیا ہے و بروایت امام زین العابدینؑ بعد شہادت مسلمؓ بن عوسجہ جہاد اشقیا کو زہیرؓ بن قیس نکل گئے اور رجز خواں محاربہ و مقاتلہ کرکے انیس کافر لشکر مخالف کے راہی جہنم ہوئے۔ یہانتک کہ شربت شہادت نوش کرکے بلائے درجات شہادت مشرف ہوئے و بروایت دیگر ایک سو بیس۱۲۰ کافر جہنم واصل کئے۔ آخر بضربت کثیر بن عبداللہ شعبی و مہاجر بن اوس تمیمی شہید ہوئے۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خدا تم کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔ اور تمہارے قاتلوں کو بدترین عذاب ہائے درنیاد عقبیٰ میں معذب کرے روایت زہیر بن قیس کی اس کے بعد بروایت دیگر درج ہوگی۔ بعد ان کے حبیبؓ ابن مظاہر اسدی جہاد اشقیائے بد نہاد کو روانہ ہوئے اور اکتیس۳۱ نفر لشکر ضلالت

اثر کے روانہ سفر کئے و بروایت دیگر باسٹھ کافروں کو قتل کیا۔ آخر بضرب حصین بن نمیر بدرجہ رفیعہ شہادت فائز
ہوئے و بروایت دیگر بدیل بن حریم نے ان کو شہید کیا۔ اور ان کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا جب داخل
مکہ ہوا۔ پسر حبیبؓ نے وہ نافذ کو دیکھ کر (کہ وہ) اتھا اس شقی کو قتل کیا۔ بعد شہادت حبیبؓ ابن مظاہر خروش اصحاب
امام حسینؑ سے بلند ہوا۔ اور امام مظلوم نے فرمایا میں ہی نزدیک خدا اپنی جان اور حامیان اصحاب کی جان کو جانتا ہوں
اور ان کے مزد کو خدا سے طلب کرتا ہوں۔ پس مالکؓ بن انس کاہلی نے قدم سعادت میدان شہادت میں رکھا۔
اور اٹھارہ کافروں کو جہنم واصل کر کے خود ریاض بہشت میں پہونچے۔ ان کے بعد زیاد بن مہاجر کندی ان
ظالمان طاغی پر حملہ آور ہوئے۔ اور نو باغی قتل کر کے باغ جنت کو روانہ ہوئے انکے بعد بلالؓ بن حجاج امواج
افواج میں غوطہ زن ہوئے اور تیرہ رو سیاہ کو داصل جہنم کر کے خود جمیع شہدا سے ملحق ہوئے۔ و بروایت دیگر
جب تک تیر ان کے ترکش میں رہے مخالفوں پر برسایا کئے۔ جب تیر ختم ہو گئے تیرہ سیاہ قلب کو جہنم
واصل کیا۔ بلالؓ کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور ان کو دستگیر کر کے عمر بن سعد لعون پاس لے گئے اور بحکم عمر بداختر ان
کو قتل کیا۔ پھر نافع بن بلال کو جلال آیا۔ اور ایک جماعت اشقیا کو میدان میں جا کے قتل کیا اور مزاحم بن حریث
لعین نے انکو شہید کیا جب ہر حملہ میں جماعت کثیر کافران بے پیر سے روانہ سقر ہوئے اس وقت عمرو بن حجاج
نے عمر بن سعد کو مشورہ دیا کہ مصلحت مبارز طلبی میں نہیں ہے لازم ہے ان پر ایک دفعہ مکر حملہ آور ہوں۔
عمر نے یہ صلاح پسند کر کے حکم دیا۔ یہ مبارز طلبی نہ کریں۔ اور سب ایک دفعہ حملہ کریں۔ یہ سُن کر شمر لعین مع اصحاب
شقاوت قرین میسرہ لشکر سعادت اثر پر حملہ آور ہوا۔ اور اس وقت لشکر امام میں بتیس سوار سے زیادہ نہ تھے اصحاب
امام حسینؑ ثابت قدم ہو کے جس طرف سے لشکر مخالف حملہ کرتا تھا باوفا حملہ کر کے سد راہ ہو جاتے تھے۔
عمر بد سیر نے حصین بن نمیر کو پانچ سو تیر انداز دے کر اعانت شمر کو بھیجا۔ اور آپس جنگ مشتعل ہو کے تا ظہر
لڑائی ہوئی چونکہ خیمہ ہائے حرم محترم باکدیگر متصل تھے۔ بغیر ایک طرف کے حملہ نہ کر سکے تھے عمر بن سعد ملعون
نے حکم دیا کہ خیمہ ہائے اہل حرم گرا دو۔ جب وہ ستمگار اس بے شرمی اور جرأت پر مستعد ہوئے۔ اصحاب آنحضرت
خیموں سے نکل کر ان پر حملہ آور ہوئے اور بہت ظالموں کو جہنم واصل کیا۔ جب عمر بن سعد ملعون نے یہ کیفیت دیکھی حکم دیا
کہ خیموں میں آگ لگا دیں۔ حضرتؑ نے فرمایا رہنے دو۔ اور آگ خیموں میں لگانے دو جب آگ خیموں میں لگ گئی اسوقت ان
کا راستہ اسطرف سے مسدود ہو جائے گا۔ پس یہی ہوا کہ ان کو اشرار کفار مستحق نار نے آگ سے خیمہ ہائے اہلبیت اطہار جلا
دیئے۔ اصحاب کبار اخیار امام ابرار ان اشقیا سے مشغول کارزار تھے۔ اگر اس طرف کا ایک آدمی شہید ہوتا تھا کہو معلوم
ہوتی تھی۔ اور اگر اس لشکر سے دس یا سو بھی مارے جاتے تھے کچھ بھی معلوم نہ ہوتا تھا جب اصحاب آنحضرتؑ بہت شہید ہو
گئے۔ اور مخالفین کی کثرت ہوئی۔ ابو ثمامہ صائدی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ میری
جان آپ پر سے قربان ہو اب لشکر مخالف قریب آگیا ہم چاہتے ہیں اپنی جان آپ پر سے فدا کریں و لیکن نماز ظہر آپکے ہمراہ

ادا کرلیں۔ کہ نماز وداع ہے جب امام حسینؑ نے نماز کا نام سنا۔ آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچی اور سر مبارک بجانب آسمان بلند کرکے فرمایا تم نے مجھے نماز یاد دلائی۔ خدا تم کو نماز گذاروں سے کرے بیشک اوّل وقت نماز ہے اب کافروں سے مہلت طلب کرو کہ نماز ادا کرلیں۔ جب ان کفار سے مہلت نماز پڑھنے کی مانگی حصین بن نمیر ملعون نے کہا۔ نماز تمہاری قبول نہیں حبیب ابن مظاہر نے کہا اے غدار مکار نماز فرزند سید ابرار قبول نہ ہو۔ اور تجھ ایسے نابکار کی نماز قبول ہو حصین بن نمیر نے خشمناک ہوکر حبیب ابن مظاہر پر حملہ کیا حبیب نے ایک تلوار اس ملعون کے لگائی۔ وہ شقی گھوڑے سے کود پڑا حبیبؓ نے چاہا اسے قتل کریں۔ اس کے اصحاب اُسے ہجوم کرکے لے گئے پس زہیرؓ بن قین اور سعیدؓ بن عبداللہ حنفی جناب امام حسینؑ کے آگے کھڑے ہوئے اور اپنی جان حضرت پر قربان کرڈالی۔ اور حضرتؑ نے نماز ظہر با جماعت اصحاب باقی ماندہ بعنوان نماز خوف ادا فرمائی جو نیزہ اور تیر لشکر مخالف سے حضرت کی طرف آتا تھا۔ دونوں بزرگوار اپنے جسم پر لیتے تھے تاآنکہ سعید سعادت مند کثرت جراحت نیزہ و تیر سے زمین پر گر پڑے۔ اور کہتے تھے خداوندا ان اشقیا پر لعنت کر مثل لعنت عاد و ثمود۔ خداوندا میرا سلام اپنے پیغمبرؐ کو پہنچا اور ان کے فرزند دلبند کی نصرت میں جو میں نے صدمات والم اٹھائے۔ اس کی انہیں اطلاع دے۔ خداوندا میں نے تیرے پیغمبرؐ کے فرزند کی نصرت کی مجھے اپنی رحمت کا امیدوار کر۔ جب شہد شہادت نوش کیا۔ تیرہ تیر ان کے بدن میں علاوہ جراحت نیزہ و شمشیر تھے اور بعضوں نے کہا حضرتؑ کو فرصت نماز کی نہ دی۔ اور ہر ایک نے جدا جدا نماز ادا کی۔ پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی نے معرکہ کارزار میں آکے قتال کیا یہانتک کہ شہید ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن قرظہ انصاری نے اپنی جان فدائے سیدالشہداء کی حضرتؑ کے سامنے کھڑے جہاد کرتے تھے اور جو شمشیر و نیزہ و تیر امام کی طرف آتا تھا شوق سے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ اور حضرت تک نہ جانے دیتے تھے جب لڑتے لڑتے گرے۔ کہا یا ابن رسول اللہ میں نے اپنے عہد پر وفا کی حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں جب میں داخل بہشت ہونگا تم میرے آگے ہوگے میرے جد رسولؐ خدا کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا میں بہت جلد آتا ہوں پس جونؓ آزاد کردہ غلام حضرت ابوذرؓ غفاری کہ غلام حبشی تھا۔ خدمت حضرت میں آیا اور رخصت جہاد طلب کی حضرتؑ نے فرمایا۔ میں تجھے فرصت دیتا ہوں کہ واپس چلا جا۔ اُسنے کہا یا ابن رسول اللہ میں نے نعمت و عیش و عزت میں آپ کے بدولت بسر کی جبکہ ہنگام بلا و محنت ہے اس وقت آپ سے جدا ہو جاؤں۔ یا ابن رسول اللہ آپ نہیں چاہتے کہ میں بایں روئے سیاہ و حسب تباہ و بوئے بد شہید ہوکے سفید و خوشبو داخل بہشت ہوں قسم بخدا میں آپ سے جدا نہ ہونگا۔ یہانتک کہ اپنے خون سیاہ کو آپکے خون طیب و پاکیزہ میں مخلوط کردوں۔ یہ سُن کر حضرتؑ نے رخصت جہاد دی۔ وہ مردانہ مقابلہ اعداء کو گیا۔ اور داد مردانگی دے کر شہید ہوگیا۔ بعد اسکی شہادت کے حضرتؑ اسکے سرہانے تشریف لائے اور کہا خداوندا اسکا منہ سفید کردے۔ اور بدبو کو اس کی خوشبو سے مبدل کر اور اُسے ہمراہ نیکوکاران محشور کر۔ اسکے اور محمد و آل محمد کے درمیان جدائی نہ کرنا امام زین العابدین سے منقول ہے جب مردمان قبیلہ نے شہدا کو بعد دس روز کے دفن کیا۔ اور اسکے قریب آئے دعائے حضرتؑ سے بوئے مشک اس سے آتی تھی۔ پھر عمروؓ بن صیداوی خدمت آنحضرتؑ میں حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن

رسول اللہ آپ اجازت دیجئے کہ اپنے ہمراہیوں سے ملحق ہوں اور آپ کی شہادت نہ دیکھوں حضرتؑ نے فرمایا۔ جاؤ میں بھی عنقریب تم سے ملحق ہوتا ہوں جب رخصت جہاد پائی لشکر مخالف سے دوچار ہوئے۔ بعد مقاتلۂ بسیار جمیع شہدائے ابرار سے ملحق ہوئے پس حنظلہ ابن اسعد شامی حاضر ہوئے اور سپر دار روبروئے امامؑ کھڑے ہوئے تیر و نیزہ و شمشیر و سنان مخالفان سید ابرار اپنے سینے پر لیتے تھے۔ اور بآواز بلند کہتے تھے۔ یا قوم انی اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدھم وما اللہ یرید ظلما للعباد یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ من عاصم یا قوم لا تقتلوا حسینا فیسحتکم اللہ بعذاب وقد خاب من افتریٰ اور یہ چند نصائح ہیں جو مومن آل فرعون نے قوم فرعون سے کہے تھے۔ یعنی اے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں مثل عذابوں کے جو امتہائے گذشتہ پر نازل ہوئے۔ مانند عذاب قوم نوح و عاد و ثمود اور وہ لوگ جو بعد انکے تھے۔ اور خدا کوئی ستم اپنے بندوں پر نہیں چاہتا اے قوم میں تم پر ڈرتا ہوں عذاب روز قیامت سے جب رو کے منہ محشر سے پھیر کے جہنم میں جاؤ۔ اور تمہیں عذاب خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہو۔ اے قوم حسینؑ کو شہید نہ کرو۔ کہ خدا تمہیں بعذاب الیم ہلاک کرے گا۔ تحقیق کہ وہ شخص ناامید ہے جو خدا پر افترا کرے۔ امامؑ نے کہا۔ اے پسر اسعد خدا تم پر رحم کرے یہ گروہ اشقیا مستوجب عذاب ہوئے جبکہ تمہاری وصیت انہوں نے قبول نہ کی۔ اور تمہیں اور تمہارے اصحاب کو انہوں نے دشنام دیئے اب کیونکر مستحق عذاب الیم یہ کافر نہ ہونگے حالانکہ بزرگان دین کو شہید کر چکے حنظلہ نے عرض کیا ہیں۔ آپ پر سے فدا ہوں آیا فدوی ثواب خدا کو نہ پائے گا۔ اور اپنے بھائیوں سے ملحق نہ ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جا آخرت میں تیرے لئے بڑے درجے ہیں جو کہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے بہتر ہیں۔ تو اس ملک کی طرف جاتا ہے جو زوال نہیں رکھتا۔ حنظلہؓ نے کہا السلام علیک یا فرزند رسول خداؐ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود و صلوات ہو۔ خدا مجھے بہشت جاودہ میں آپ کا مصاحب کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ آمین۔ پس حنظلہ دریائے حرب و ضرب میں غوطہ لگائے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور مسالک دنیا سے جانب ساحل نجات پہنچے۔ ان کے بعد سویدؓ بن عمر کہ بشرافت حسب و کثرت نماز و عبادت مشہور و معروف تھے۔ میدان کارزار میں پہنچے۔ اور لڑے۔ یہاں تک کہ کثرت جراحت سے دلیان کشتگان صحرا گرے جب سنا کہ امام حسینؑ شہید ہوئے چھری اپنے موزے سے نکال کے اسی حالت نیم جان میں جہاد کر کے شہید ہو گئے۔ پھر یحییٰؓ بن سلیم رازانی معرکۂ متقال میں جا کے لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کے بعد قرہ بن ابی قرہ غفاری بعزم و اخلاص میدان قتال میں آئے اور بعد محاربۂ بسیار شہید ہوئے۔ انکے بعد عمروؓ بن خلاع جعفی نے باب تیغ آبدار آتش خرمن حیات کفار جلا دیا اور آپ بھی شربت شہادت نوش کیا۔ انکے بعد حجاجؓ بن مسروق پیاسے جلالت میدان سعادت میں پہنچے اور بعد محاربہ و مقاتلۂ بسیار کافران اشرار کو روانہ نار کر کے آپ بھی خلعت شہادت پہنا ان کے بعد جنادہؓ بن حارث میدان میں گئے۔ اور بعد قتال جمیع شہدا سے ملحق ہوئے ان کے

بعد عمرو بن جنادہؓ بشرف شہادت فائز ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰنؓ بن عروہ نے شربت شہادت نوش کیا۔ ان کے بعد عابس بن شبیب شاکری نے شوذب اپنے غلام سے کہا اے شوذب تیرے دل میں کیا ہے اس نے کہا جدال وقتال کروں گا تا اینکہ قتل ہو جاؤں۔ عابسؓ نے کہا مجھے بھی تیری جانب یہی گمان تھا اب چونکہ سعادت شہادت کا خواہاں ہے۔ امام حسینؑ کی خدمت میں جا کر رخصت طلب کر۔ اور اپنی بیعت جدید کر کے مستعد سفر آخرت رہ آج وہ دن ہے کہ حتی الوسع تحصیل اجر آخرت میں کوشش کریں۔ کہ بعد اسکے کوئی ایسا عمل نیک نہ ہوگا۔ اور حساب روز جزا درپیش ہے پس عابسؓ شبیب بقدم اخلاص ویقین بخدمت امام المتقین حاضر ہوئے۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ آج کے دن کوئی عزیز و قریب میرے نزدیک آپ سے زیادہ عزیز نہیں اور ہو سکتا تو میں آپ سے ظلم وستم اہل جفا کو دفع کرتا اس چیز سے جو میرے نزدیک جان سے بھی زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اب میں آپ کو سلام اور وداع کرتا ہوں اور گواہ کرتا ہوں کہ آپ کے جد بزرگوار اور پدر عالی مقدار کے طریقہ پر ثابت قدم ہوں۔ یہ کہنے کے بعد تلوار غلاف سے کھینچ لی۔ اور مثل شیر متوجہ لشکر مخالف ہوئے۔ ربیع بن تمیم کہتا ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ عابس با تیغ برہنہ خشمناک میرے لشکر کی طرف آتے ہیں۔ اور میں ان کی شجاعت معرکہ ہائے کارزار میں دیکھ چکا تھا۔ میں نے کہا ایہا الناس یہ پسر شبیب شیر بیشہ شجاعت ہے۔ جو تمہاری طرف آتا ہے کہ مبادا کوئی تم میں سے اس کے مقابلہ کو جائے یہ سن کر وہ نامردان روباہ ضعیف ڈر گئے۔ ہر چند عابس نے مبارز طلبی کی۔ مگر کسی کی جرأت سامنے آنے کی نہ پڑی۔ جب عمر سعد نے دیکھا کہ کسی کو جرأت مبارزت ان سے نہیں حکم دیا۔ کہ انہیں سنگ باراں کریں جب عابسؓ نے ان کی نامردی مشاہدہ کی۔ اپنی جان پر کھیل کے خود زرہ اپنی پھینک دی اور مثل شیر ژیاں برہنہ ہو کے ان اشقیا پر حملہ کیا۔ جس طرف جا پڑتے تھے دو سو کافروں سے زیادہ اُن کے آگے سے بھاگ جاتے تھے یہاں تک کہ ان نامردان بے حیا نے بسنگ جور وجفا سے چور چور کر دیا جب حرب ضرب سے عاجز ہو گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا۔ اور ان کے سر کاٹنے پر کئی روسیاہوں نے تنازعہ کیا۔ ہر ایک کہتا تھا۔ میں نے کاٹا ہے۔ عمر بن سعد نے کہا۔ ان کو ایک آدمی نہیں مار سکتا تھا۔ تمام لشکر کے حملہ سے وہ مارے گئے ہیں۔ پس عبداللہؓ و عبدالرحمٰنؓ غفاری بخدمت امام مظلوم حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا عبداللہؑ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ مرحبا قریب آؤ اور مہیائے شہادت ہو۔ جب وہ دونوں سعادت مند قریب آئے۔ قطرات حسرت اشک آنکھوں سے ٹپکائے۔ حضرت نے فرمایا اے فرزندان برادر کیوں روتے ہو۔ قسم بخدا میں امیدوار ہوں کہ بعد ایک ساعت کے تمہاری آنکھیں روشن اور دل خوش ہوں گے۔ انہوں نے عرض کیا۔ ہم آپ

پر سے فدا ہوں۔ اپنے حال پر ہم نہیں روتے لیکن آپ کے حال زار پر ہمیں رونا آتا ہے کہ ان مخالفوں نے سب طرف سے آپ کو گھیر لیا ہے اور ہم دفع شر آپ سے نہیں کر سکتے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تمہیں اس اندوہ پر جو تم میرے حال پر رکھتے ہو جزائے خیر بہترین جزا ہائے پرہیز گاراں عطا فرمائے پس حضرت کو وداع کر کے بجانب میدان کارزار روانہ ہوئے۔ اور اپنے سر راہ سرور میں نثار کر کے سر عزت اوج رفعت تک پہنچائے۔ جب اکثر اصحاب امام حسینؑ شہید ہو چکے۔ اس وقت غلام ترکی امام مظلوم کہ نہایت صالح اور قاری قرآن تھا خدمت آقائے نامدار سے رخصت ہو کر مقابلہ کفار گیا اور بہت سے نابکار اشرار کو واصل جہنم کر کے آخر بہ تیغ ظلم زمین پر گرا۔ جب امام حسینؑ اس کے سرہانے تشریف لائے رونے لگے۔ اور اپنا روئے مبارک اس کے منہ کے اوپر رکھ دیا اس غلام باوفا نے آنکھیں کھول کر اپنے آقا کو دیکھا۔ اور تبسم کر کے مرغ روح نے جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ پس ریاض بن شعثا لشکر مخالف کی طرف گئے اور آٹھ تیر جوان کے پاس تھے لشکر ضلالت اثر پر مارے اور پانچ منافق روانہ جہنم کئے۔ جو تیر یہ لشکر مخالف کی طرف پھینکتے تھے۔ امام حسینؑ فرماتے تھے۔ خداوندا ان کا تیر نشانہ پر لگے۔ اور اس کے عوض زیاد کو بہشت عطا فرما۔ ان کے بعد ابو عمر نہشلی کہ عباد و زہاد و قاریان قرآن سے تھے جنگ گاہ میں پہنچے اور بہت سے کافروں کو ہلاک کیا۔ آخر عامر بن نہشلی شقی نے ان کو شہید کیا۔ پھر سیفؓ بن ابی حارث و مالکؓ بن عبداللہ رخصت کارزار لے کے جہاد میں گئے اور شہید ہو کر داخل جناں ہوئے

شہادت عزیزان امام دو جہاںؑ

جب بجز اہل بیت رسالتؐ و خویشاں و اقارب آنحضرتؐ کوئی نہ رہا۔ اس وقت اہل بیتؑ و اولاد امجاد امام مظلوم و اولاد جناب امیرؑ و اولاد امام حسنؑ و اولاد امام جعفر بن ابی طالب و اولاد عقیلؑ نے جمع ہو کر ایک دوسرے کو وداع کیا اور عازم حرب و ضرب ہوئے۔ ان میں سے جو پہلے لڑنے کو نکلے۔ عبداللہ پسر مسلمؑ بن عقیل تھے اپنے چچا پاس آئے اور رخصت لے کر میدان وغا میں گئے اور رجز خواں ہوئے۔ و بروایت امام زین العابدین تیس کافر قتل کئے و بروایت دیگر تین حملوں میں اٹھانوے دشمن سپاہ مخالف کے واصل جہنم کئے یہاں تک کہ اسد بن صبیح و عمرو بن مالک علیہما اللعنہ نے ان کو شہید کیا۔ بروایت دیگر اپنا دست مبارک سر پر رکھا تھا ناگاہ ایک نامرد نے ایسا تیر مارا کہ دست مبارک پیشانی نورانی میں پیوست ہو گیا۔ ابو الفرج لکھتا ہے کہ اور مادر عبداللہ رقیہ صبیبہ جناب امیرؑ تھیں بعد انکے بروایت امام محمد باقرؑ برادر عبداللہ جنگ گاہ میں آئے۔ اور بطلب عون برادر ایک جماعت پر فتنہ و شر کو روانہ سقر کیا۔ آخر بضربت ابو جرہم اسدی و لقیط بن ناشر جہنی علیہما اللعنہ شربت شہادت نوش کیا۔ پھر جعفر پسر عقیل رجز خواں میدان میں آئے اور پندرہ

کافروں کو واصل جہنم کیا۔ و بروایت دیگر دو کافر مارے اور آپ بھی بضربت بشیر بن عوطہ ہمدانی بدرجہ شہادت فائز ہوئے بروایت امام محمد باقرؑ عروہ بن عبداللہ شقی خثعمی نے انہیں شہید کیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عقیل میدان قتال میں گئے۔ اور سترہ اشقیا کو واصل جہنم کیا۔ آخر بضربت عثمان بن خالد جہنی خلعت شہادت پہنا۔ بروایت دیگر انکے بعد عبداللہ پسر عقیل معرکہ قتال میں آئے اور ایک جماعت کو قتل کر کے بضربت عثمان بن خالد و بشیر بن عوطہ علیہما اللعنہ بدرجہ عالیہ شہادت فائز ہوئے پس محمدؒ پسر ابو سعیدؒ بن عقیل میدان میں آئے۔ اور بہت کافروں کو جہنم واصل کر کے ضرب تیر لقیط بن یاسر جہنی سے بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ علی پسر عقیل بھی روز عاشورا شہید ہوئے

شہادت اولاد جعفر طیارؓ

جب نوبت اولاد جعفر طیار کی پہنچی۔ اوّل محمدؒ پسر عبداللہ بن جعفر طیار رضؓ میدان کارزار میں گئے اور دس کافران ستمگار کو روانہ نار کیا۔ آخر بتیغ بیدریغ عامر بن نہشل تمیمی، شہید ہو گئے۔ ان کے بعد عونؓ بڑے بھائی معرکۂ کارزار میں پہنچے۔ او تین سوار اٹھارہ پیادوں کو قتل کر کے بیع عبداللہ بن قطبہ سے شہید ہو گئے۔ و بروایت دیگر عبداللہ ان کے بھائی بھی اسی صحرا میں بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

شہادت اولاد امام حسن علیہ السّلام

بعد میں قاسم پسر امام حسنؑ نے کہ چہرہ ان کا مثل آفتاب تاباں تھا۔ اور ہنوز بحد بلوغ نہ پہنچے تھے اپنے عم بزرگوار سے رخصت جہاد طلب کی۔ امام مظلومؑ نے حضرت قاسمؑ کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور اسقدر روئے کہ قریب تھا بے ہوش ہو جائیں۔ ہر چند قاسم طلب جہاد میں مبالغہ کرتے تھے مگر حضرت اجازت نہ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ قاسم اپنے چچا کے پاؤں پر گر پڑے اور اسقدر روئے اور اجازت مانگی کہ امام حسینؑ نے آخر اجازت دیدی۔ جب اجازت پائی میدان کو نور جمال سے روشن کیا۔ اور باوجودیکہ خردسال تھے ایک حملہ میں پینتیس ۳۵ سنگین دلان بے حیا کو بعرصۂ فنا روانہ کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں عمر بن سعد شقی کے لشکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکا لشکر امام حسینؑ سے جدا ہو کر متوجہ میدان ہوا۔ نور جبین مبین سے تاباں تھا۔ ایک قمیص اور ایک ازار پہنے اور دو موزے پہنے تھا۔ بند نعل راست ٹوٹا ہوا تھا۔ اسوقت عمر بن سعد ازدی نے کہا۔ قسم بخدا میں جا کے اسے قتل کرتا ہوں راوی کہتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ آیا تیرے دل سے اس امر کی تاب ہو سکیگی کہ اس پہ ضرب لگائے قسم بخدا اگر وہ مجھ پر تلوار مارے میں اس کے دفعہ کرنے میں ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ یہ فوج جو اسے گھیرے ہے اس کے لیے کافی ہے لیکن اس ظالم نے گھوڑا دوڑا کے ایک ایسی ضرب حضرت قاسم کو لگائی کہ منہ کے بل گرے اور فریاد کی واعماہ خبر لیجیے ناگاہ میں نے دیکھا امام حسینؑ مثل عقاب آتے اور صفوں کو شگافتہ کر کے مثل

شیر خشمناک ان کافران بیباک پر حملہ کر دیا۔ اور ایک تلوار عمر بن سعد ازدی قاتل قاسم پر لگائی۔ اس ملعون نے بھی ہاتھ اٹھایا۔ حضرتؑ نے ہاتھ اس کا جدا کر دیا۔ وہ شقی چلا دیا۔ لشکر اہل نفاق جمع ہو گیا کہ اسے دست زبردست امام حسینؑ سے چھوڑا لے جائیں اور وہ ملعون قتل ہو گیا۔ اور وہ طفل زیر سم اسپان مخالفان چور چور ہو گیا جب امام حسینؑ نے ان کافروں کو دور بھگا دیا۔ اپنے بھتیجے پاس پہنچے دیکھا کہ ایڑیاں زمین پر رگڑ رہا ہے اور عازم سفر و گلگشت بہشت ہے۔ جب حضرت قاسمؑ کا یہ حال امام حسینؑ نے دیکھا۔ دریائے اشک حسرت دیدہ ہائے مبارک حضرت سے جاری ہوا۔ اور کہا قسم بخدا تیرے چچا پر بہت گراں ہے کہ تو اسے اپنی نصرت و مدد کو بلائے اور وہ نصرت نہ کر سکے۔ خدا اپنی رحمت سے ان اشقیا کو دور کرے جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ اس گروہ پر وائے ہو جن کے دشمن تیرے جد و پدر ہوں۔ یہ فرما کر امام مظلومؑ نے اس شہید معصوم کو اٹھایا اور اس کا سینہ اپنے سینہ پر رکھا۔ پاؤں اس طفل کے زمین پر گھسٹے جاتے تھے اور شہدائے اہلبیت میں لے جا کر لٹایا اور کہا خداوندا ہمارے قاتلوں کو تو قتل کر اور ان کی جمعیت کو پراگندا کر دے اور ان میں سے ایک کو نہ چھوڑ اور ہرگز انکو نہ بخشنا۔ بعد اسکے فرمایا۔ اے میرے بھتیجو اور اے میرے اہلبیتؑ اور اے میرے بھائیو صبر کرو پھر اسکے بعد کوئی ذلت و خواری نہ دیکھو گے۔ اور عزت و سعادت ابدی پہنچو گے بروایت امام زین العابدینؑ حضرت قاسمؑ تین کافر روانہ جہنم کئے اور اس سے زیادہ کی بھی روایت ہے اور روایت وامادی حضرت قاسمؑ کتب معتبرہ میں نظر فقیر سے نہیں گذری سد مجلسیؒ۔ پس عبداللہ پسر امام حسنؑ معرکہ کارزار میں پہنچے اور تیغ آبدار سے چودہ کافران غدار ہلاک اسفل نار روانہ کئے اور بعد مقاتلۂ بسیار ہانی بن ثبیت حضرمی نے ان پر ضربت لگائی اور اسی ضربت سے شربت شہادت نوش کر کے اپنے جد و پدر سے ملحق ہو گئے۔ و بروایت امام محمد باقرؑ حرملہ بن کاہل نے انکو شہید کیا اور انکی شہادت بروایت دیگر ان کے بعد ذکر ہو گی۔ پس ابوبکر بن امام حسنؑ معرکہ قتال میں گئے اور ایک گروہ مخالفین کو جہنم واصل کر کے آخر بضربت عبداللہ بن عقبہ غنوی شہید ہو کے سرائے فانی سے بجانب بہشت جاودانی انتقال فرمایا۔

شہادت فرزندان جناب امیرؑ

پس برادران بزرگوان امام انبیاؑ نے رخصت جہاد طلب کی اوّل عبداللہ فرزند جناب امیرؑ کہ انکو ابوبکر کہتے تھے میدان کارزار میں پہنچے اور ایک گروہ کافران کو جہنم واصل کر کے تیغ عبداللہ بن عقبہ غنوی یا رجز بن بدر کی تلوار سے شہید ہو گئے اور بروایت امام محمد باقرؑ قبیلہ ہمدانی کے کسی نامرد نے ضرب لگائی اور اسی ضرب سے بریاض جنت انتقال کیا۔ ان کے بعد عمرؓ بن علیؑ انکے برادر بزرگ نے عزم میدان کیا۔ اور معرکۂ کارزار میں پہنچنے کے بعد پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو جہنم واصل کیا پھر بر خوان صفوف مخالفین پر جا پڑے اور اکثر مخالفین کو جہنم واصل کر کے آپ بھی اپنے پدر بزرگوار پاس پہنچے۔ انکے بعد عثمانؓ بن علیؑ میدان میں گئے اور بہت ظالموں

کو قتل کیا۔ تا آنکہ خولی اصبحی لعین نے ایک تیر پیشانی پر مارا۔ کہ اسکے صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔ اور ان کا سر مبارک ایک نامرد نے فرزندان ابان بن حازم سے کاٹ لیا۔ اسوقت انکی عمر شریف اکیس سال کی تھی ان کے بعد جعفرؓ بن علیؑ جن کی عمر انیس سال کی تھی۔ بعزم شہادت میدان میں گئے۔ بروایت امام محمد باقر خولی اصبحی نے ایک تیر چشم مبارک یا پیشانی نورانی پر لگایا۔ کہ اسکے صدمہ سے بہشت خلد میں اپنے پدر پاس پہنچے و بروایت دیگر حضرت ہانی پسر ثبیت حضرمی شہید ہوئے۔ بعد انکے عبداللہ بن علیؑ معرکہ کارزار میں آئے اور ایک گروہ اشقیا کو تیغ آبدار سے شربت مرگ ناگوار چکھا کے آخر کار تیغ ہانی پسر ثبیت ملعون سے خلعت بابرکت شہادت پہن کر جمیع شہدائے اہل بیت رسالت سے ملحق ہوئے۔ اسوقت عمر شریف پچیس سال کی تھی انکے بعد محمد پسر جناب امیرؑ میدان میں گئے اور ایک نامرد قبیلۂ تمیم کی ضرب سے روانہ نعیم ابدی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ابراہیم فرزند جناب امیرؑ بھی اسی روز معرکہ جہاد میں شہادت سے سرفراز ہوئے مگر ثابت نہیں (مجلسیؒ) اور بعضوں نے اولاد امجاد جناب امیرؑ کی شہادت میں اختلاف کیا ہے۔ مگر بروایت حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پانچ برادران امام حسینؑ اس صحرا میں شہید ہوئے عباسؑ جعفرؓ و عثمانؓ و محمدؓ و عبداللہؓ۔ امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت عباسؑ و جعفرؓ و عثمانؓ وغیر فرزندان جناب امیرؑ جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی مادر گرامی ام البنین دختر حزام کلابیہ تھیں اور جب مدینہ میں خبر شہادت اہل بیت رسالت انہیں پہنچی ہر روز بقیع قبرستان میں جاکے اپنے فرزند کو روتی تھیں۔ اور اہل مدینہ ان کی صدا سے گریہ و نوحہ سے روتے تھے۔ یہانتک کہ مروان علیہ اللعن باوجود اس شقاوت و عداوت کے جو اہل بیت رسالت سے رکھتا تھا۔ انکی نوحہ و زاری سے بیتاب ہو کے روتا تھا۔ اور حضرت عباسؑ بن علیؑ اپنے بھائیوں سے بڑے تھے اور حسن و جمال و سیاحت و شجاعت و قوت و شوکت و تنومندی و بلندی قامت اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ جب بڑے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے پائے مبارک زمین تک پہنچتے تھے لوگ انکو ماہ بنی ہاشم کہتے تھے۔ اس روز حضرت عباسؑ علمدار دیکھا فوج امام ابرار تھے۔ جب حضرت عباسؑ نے دیکھا۔ کہ اب کوئی بغیر امام حسینؑ و فرزند آنحضرتؑ باقی نہیں رہا اپنے برادر گرامی امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے برادر مجھے رخصت دیجئے کہ اپنی جان آپ پر سے قربان کروں اور بدرجۂ رفیعۂ شہادت فائز ہوں۔ امام مظلوم اس کلام حسرت انجام کے استماع سے زار زار روئے اور کہا۔ اے برادر نامدار تم میرے لشکر کے علمدار ہو۔ تمہارے جانے سے میرا لشکر منتشر ہوگا۔ حضرت عباس نے کہا۔ اے برادر بزرگوار میرا سینہ بھائیوں اور دوستوں کے قتل ہونے سے فگار ہے اور اپنی زندگی سے ملول ہوں اور آرزومند لقائے حق تعالیٰ ہوں۔ اب تاب مصیبت دوستان یا دفا نہیں اب چاہتا ہوں اپنے بھائیوں اور دوستوں کا ان مخالفوں سے خون طلب کرکے انہیں پسپا کروں۔ امام حسینؑ

نے فرمایا اگر ارادہ سفر آخرت ہے تو کچھ پانی اہل بیت رسالت اور بچوں کے لئے حاصل کرو کہ پیاس سے بیتاب ہورہے ہیں یہ سنکر حضرت عباس حق شناس ان سنگین دلان ظلم ساس پاس گئے اور کہا اے بیشرمو اگر تمہارے گمان ناقص میں ہم گناہگار ہیں ہمارے زنان و اطفال نے کیا گناہ کیا ہے ان پر رحم کرو اور تھوڑا پانی دے دو۔ جب حضرت عباس نے دیکھا کہ نصیحت ان کافران بے حمیت کو اثر نہیں کرتی۔ خدمت بابرکت امام حسینؑ میں واپس گئے۔ ناگاہ خیمہ ہائے حرم سے صدائے العطش بلند ہوئی حضرت عباس بے تاب ہو کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور نیزہ مشک لیکے قصد نہر فرات کیا۔ جب قریب نہر پہنچے۔ چار ہزار کفار اشرار موکل آب فرات تھے۔ انہوں نے حضرت عباسؑ کو گھیر کے جسم شریف کو تیرباران کر دیا۔ حضرت عباس نے بھی اس فوج بے قیاس پر حملہ کر دیا اور اسی شقی تن تنہا قتل کرکے نہر فرات پر پہنچے۔ جب ایک چلو پانی اٹھایا کہ پی لیں اسوقت پیاس حضرت امام حسینؑ اور انکے اہل بیت کی یاد آئی وہ پانی چلو سے پھینک دیا۔ اور مشک دوش مبارک پر بھر کے رکھی اور لڑتے ہوئے متوجہ خیمہ حرم محترم ہوئے۔ وہ کافران بے حیا سدراہ ہوئے اور حضرت عباسؑ کو گھیر لیا۔ مگر حضرت عباسؑ ان اشقیا سے لڑتے چلے آتے تھے ناگاہ یزید بن ورقا کمینگاہ سے آیا۔ اور حکیم بن طفیل شقی نے بھی اس کی مدد کی اور ایک ضربت دست راست پر ایسی لگائی کہ وہ ہاتھ کٹ گیا۔ حضرت عباسؑ نے مشک دوش چپ پر رکھی اور تلوار بھی دست چپ میں اٹھا کے جہاد شروع کیا۔ اور راہ طے کرتے تھے۔ ناگاہ حکیم بن طفیل لعین نے دوسری ضربت دست چپ پر لگائی۔ اور وہ ہاتھ بھی گیا حضرت نے مشک دانتوں میں پکڑ کے گھوڑا دوڑا دیا۔ کہ کسی طرح پانی پیاسوں تک پہنچ جائے۔ ناگاہ ایک تیر مشک پر لگا۔ اور پانی زمین پر بہہ گیا۔ اور دوسرا تیر سینہ اقدس پر لگا۔ کہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ اسوقت آواز دی کہ اے برادر میری خبر لیجئے۔ اور بروایت دیگر نوفل بن ارزق شامی ملعون نے ایک ایسا گرز سر مبارک پر لگایا کہ حضرت عباسؑ نے بہ شہپر سعادت جانب ریاض جناں پرواز کیا۔ اور آب کوثر اپنے پدر بزرگوار کے ہاتھ سے نوش کیا۔ جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی کی آواز سنی جلدی تشریف لائے اور حضرت عباسؑ کا وہ حال دیکھ کر آہ حسرت دل پر درد سے کھینچی اور قطرات اشک خونیں دیدۂ حق بیں سے جاری ہوئے اور فرمایا الان انکسر ظہری۔ یعنی اسوقت میری پشت شکستہ ہوگئی و بروایت جناب صادق۔ خدا نے بعوض دونوں ہاتھوں کے دو بازو حضرت عباس کو عنایت فرمائے کہ باغ جنت میں ان بازو (پر) سے سعادت سے پرواز کرتے ہیں جب حضرت عباسؑ مدینہ علیہ شہادت فائز ہوئے اسوقت کوئی اہل بیت رسالتؐ سے بغیر اولاد کرام امام علیہ السلام باقی نہ رہا۔

شہادت فرزندانِ امام حسین علیہ السلام

پس علی اصغرؑ کہ مشہور بہ علی اکبرؑ ہیں۔ پدر بزرگوار پاس آئے اور رخصت میدان طلب کی اس وقت انکی عمر اٹھارہ سال کی تھی اور پچیس سال بھی کہتے ہیں۔ مگر روایت اول زیادہ ترجیح ہے حضرت علی اکبر حسن و جمال

وفضل وکمال میں نظیر پیغمبر تھے اور صورت میں جناب رسول خدا سے بہت مشابہ تھے۔ جب اہل مدینہ مشتاق لقائے زیارت رسول خدا ہوتے تھے۔ حضرت علی اکبر پاس حاضر ہوکے انکے جمال وکمال پر نظر کرتے تھے۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ کہ جب وہ امام زادہ متوجہ میدان کارزار ہوا۔ امام اختیار زار زار روئے اور آسمان کی جانب دیکھ کے فرمایا خداوندا تو گواہ رہنا کہ فرزند رسول اور شبیہ ترین مردم بآنحضرتؐ ان اشقیا کی جانب جاتا ہے۔ جب میں مشتاق لقائے پیغمبر خدا ہوتا تھا۔ اس اپنے فرزند کو دیکھتا تھا۔ خداوندا برکتہائے زمین کو ان سے منع کر اور ان کو پراگندہ کردے اور حاکموں کو ان سے راضی نہ رکھ اسلئے کہ انہوں نے مجھے اپنی نصرت کے لئے بلایا ہے۔ اور شمشیر مجھ پر کھینچی یہ فرما کر حضرتؑ نے عمر بن سعد لعین کو آواز دی کہ اے بدترین اشقیا مجھ سے کیا چاہتا ہے خدا تیری نسل قطع کرے اور کوئی کام تجھ پر مبارک نہ کرے۔ اور بعد میرے تجھ پر اس کو مسلط کرے جو تجھے درمیان رخت خواب ذبح کر ڈالے جسطرح تو نے مجھ سے قطع کیا اور قرابت حضرت رسالتؐ کی میرے حق میں رعایت نہ کی۔ پھر بآواز بلند اس آیۃ کو جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے۔ تلاوت فرمایا۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃً بعضھا من بعض واللہ سمیع العلیم۔ پس وہ شہزادہ ذیشان مانند خورشید تابان افق میدان سے طالع ہوا۔ اور صحرائے نبرد کو اپنے نور جمال سے منور کردیا۔ جمیع لشکر مخالف حیران جمال باکمال آفتاب اوج عزت وجلال تھے۔ جب حضرت علی اکبر درمیان میدان پہنچے۔ ہرچند مبارز طلب کیا۔ مگر کسی کو جرأت حرب وضرب نہ پڑی۔ جناب علی اکبر نے تیغ نیام سے کھینچ کے ان اشقیا کو طعمۂ شمشیر آتش بار کیا۔ جسطرف حملہ کرتے تھے۔ ایک گروہ کو ہلاک کردیتے تھے اور جس جانب پڑتے تھے۔ کشتوں کے پشتے لگا دیتے تھے۔ یہانتک کہ بروایت امام زین العابدین پنتالیس۴۵ اشقیائے پر تلبیس کو جہنم روانہ کیا۔ و بروایت معتبر ایک سو بیس۱۲۰ بیدینان بداختر کو جانب عذاب سقر پہنچایا۔ پھر اپنے پدر عالی مقدار پاس آئے۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔ تو میں دشمنوں کو خوب ہلاک کرتا۔ امام حسینؑ نے جب یہ سنا۔ سیلاب اشک دیدہ حق بین سے جاری فرما کے کہا۔ اے فرزند سعادتمند محمد مصطفیٰؐ و علی مرتضےٰؑ اور تیرے پدر پر بہت دشوار معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اس حال سے پیاسا دیکھیں اور پانی نہ دے سکیں یہ فرما کر امام انس و جان نے زبان اپنے فرزند نوجوان کی۔ اپنے دہن معجز بیان میں لے کے چوسی اور اپنی انگوٹھی فرزند دلبند کو دیدی کہ اپنے منہ میں رکھیں اور فرمایا۔ اے نور چشم جاؤ اور دشمنان بیدین سے جنگ کرو۔ کہ بہت جلد اپنے جد بزرگوار کے ہاتھ سے جام کوثر سے سیراب ہوگے۔ یہ سن کر جگر گوشۂ سیدالشہداؑ فرزند شیر خدا قلب لشکر میں جا پڑا۔ اور پھر ساٹھ ظالمان جفاکار کو تیغ آبدار کرکے روانہ نار کیا۔ آخر کار منقذ بن مرہ عبدی لعین نے ایک ضربت حضرت علی اکبرؑ کے سر پر لگائی۔ کہ زمین پر گرے اور گھوڑے کی گردن میں لپٹ گئے۔ گھوڑا لشکر مخالفین کی طرف

بھاگا۔ اور ان بیدیناں پر جفانے اس جگر گوشۂ رسول کو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرت علی اکبرؑ نے آواز دی اے پدر بزرگوار مجھے میرے جد بزرگوار رسول خدا نے ایک کاسہ سے سیراب کر دیا۔ کہ ہرگز پیاسا نہ ہونگا۔ اور دوسرا کاسہ لئے بیٹھے آپ کے منتظر ہیں بروایت دیگر ایک تیر حلق پر لگا۔ اور سیلاب خون گلوئے علی اکبر سے جاری ہوا۔ اس وقت اپنے خون میں لوٹنے لگے اور آواز دی کہ اے پدر مہربان میرا سلام پہنچے اس وقت میرے جد بزرگوار رسولؐ آپ کو سلام کہتے یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا۔ اور روح کثیر الفتوح نے بریاض جناں پرواز کیا۔ جب سید الشہداؑ اپنے فرزند شہید تیغ ظلم وجفا کے پاس آئے اور وہ حال اپنے نور چشم کا دیکھا۔ رونے لگے اور آہ جانسوز سینۂ غم اندوز سے کھینچ کے فرمایا۔ خداوندا اس گروہ کو مارے جس نے اے فرزند تجھے ناحق شہید کیا۔ اور تیرے شہید کرنے میں خدا اور رسولؐ ہتک حرمت حضرت رسالتؐ پر انہوں نے بڑی جرأت کی اے فرزند بعد تیرے اس دنیا اور زندگی پر خاک ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت علی اکبر شہید ہوئے۔ میں نے دیکھا۔ ایک بی بی مثل خورشید تاباں خیمہ حرم محترم سے بیباکانہ باہر نکل آئی۔ اور فریاد وا ویلا وثبورا بلند کی۔ اور فرماتی تھیں اے نور دیدۂ اخیار اے میوہ دل فگار اے حبیب قلب برادر بزرگوار کہاں گیا۔ پس با نالہ و زاری واندوہ بیقراری آکے جسد مطہر علی اکبرؑ کو اپنے آغوش مبارک میں لے لیا۔ میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے لوگوں نے کہا یہ حضرت زینبؑ خواہر امام حسینؑ ہیں ناگاہ حضرت امام حسینؑ آئے۔ اور ان کو خیمہ میں بھیج دیا۔ بعد اسکے اپنے فرزند دلبند کو اٹھایا۔ اور درمیان جمیع شہدا لاکے لٹا دیا۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اول جو فرزند ابو طالب سے اس صحرائے پر آشوب وبلا میں تیغ اہل جفا سے شہید ہوا۔ وہ علی اکبر تھے۔

شہادت طفل خورد سال

راوی کہتا ہے اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ ایک کودک مانند خورشید تاباں خیمہ سے باہر آیا دو گوشوارے اس کے کان میں تھے اور دہشت وحیرت سے داہنے بائیں دیکھتا تھا اور دونوں گوشوارے کان میں ہلتے تھے۔ ناگاہ ہانی بن بعیث ملعون سنگین دل، لشکر عمر بن سعد سے جدا ہوا۔ اور ایک ضربت اس ملعون نے معصوم پر لگا کر شہید کیا۔ حضرت شہربانو سکتہ کی حالت میں کھڑی تھی۔ کلام حرکت نہ کر سکتی تھی۔ مشہور یہ ہے کہ مادر علی اکبرؑ لیلیٰؑ دختر ابی مرہ ثقفی تھیں اور روایت معتبرہ سے ظاہر ہے کہ شہربانو تو اس صحرا میں نہ تھیں اور اس زمانہ میں زندہ بھی نہ تھیں چنانچہ اسکا بیان اور مقام پر ہوگا۔

شہادت علی اصغرؑ

جب اہل بیت حضرت رسالتؐ میں بغیر امام حسینؑ و امام زین العابدینؑ کوئی باقی نہ رہا اس وقت باوجودیکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ اور طاقت تلوار اٹھانے کی نہ تھی مگر اسی حالت میں جب اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا تنہا تلوار اٹھا کے چاہا معرکہ کارزار میں جائیں ام کلثوم نے فریاد کی اے

نورچشم کہاں جاتے ہو۔ امام زین العابدینؑ نے کہا۔ پھوپھی مجھے چھوڑ دیجئے۔ کہ اپنی جان فدائے پدر بزرگوار کروں جب امام حسینؑ ارادہ فرزند گرامی سے مطلع ہوئے کہا۔ اے ام کلثوم اس فرزند کو میدان میں نہ جانے دینا کہ میری نسل اسی سے ہوگی۔ اور ذریت حضرت رسالت پناہ اسی فرزند سے باقی ہوگی اور یہی میرا خلیفہ وجانشین ہوگا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے بطور اہتمام حجت فرمایا۔ بلند آواز سے کوئی ہے کہ اہل حرم سے دفع مزر اہل شقاوت کرے۔ کوئی خدا پرست ہے کہ میرے حق میں خدا سے خوف کرے۔ کوئی فریادرس ہے جو میری فریادرسی کیوجہ سے امیدوار ثواب ہو۔ جب حرم محترم نے صدائے استغاثہ امام مظلومؑ سنی۔ صداہائے گریہ وزاری سراپردہ ہائے عصمت وطہارت سے بلند ہوئی امام حسینؑ دروازہ خیمہ حرم پر آئے۔ اور کہا۔ میرے چھوٹے فرزند عبداللہ کو لاؤ۔ کہ اسے وداع کروں اور بعضوں نے ان کو علی اصغرؑ کہا ہے جب اس طفل معصوم کو امام نے اپنے ہاتھوں پر لیا۔ پیار کیا اور کہا۔ ان کافروں پر وائے ہو۔ جبکہ تیرے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ ان اشقیا کے دشمن ہوں ناگاہ حرملہ بن کاہل لعین نے ایک تیر لگایا حلق معصوم پر اور وہ بچہ اپنے پدر نامدار کی گود میں شہید ہوگیا۔ اور مرغ روح نے جانب شاخ سدرۃ المنتہیٰ پرواز کیا۔ امام حسینؑ اپنے چلو میں خون اس شہید معصوم کا بھر کے آسمان کی طرف پھینکتے اور فرماتے تھے راہ خدا میں یہ مصیبتیں آسان اور سہل ہیں۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ کہ ایک قطرہ بھی اس خون کا زمین پر نہ گرا۔ بعد اسکے امام حسینؑ نے فرمایا۔ خداوندا یہ میرا فرزند دلبند ہے تیرے نزدیک بچہ ناقہ صالحؑ سے کم تر ہوگا۔ خداوندا اگر اسوقت مصلحت میری نصرت میں نہیں ہے۔ تو یہ جس قدر آزاد مجھ پر گذرے ہیں۔ ان کو موجب تضاعف ثواب آخرت کرنا۔ پھر اس طفل معصومؑ کو امام حسینؑ نے درمیان شہداؑ لٹا دیا۔ اور بروایت دیگر اسی جگہ دفن کر کے پردگیان سراد ق عصمت وطہارت کو طلب کیا۔

رخصت امام حسینؑ از اہل بیتؑ

اپنی دختروں اور خواہروں کو وداع کر کے شوا بھلائے خدا تسلی و دلاسہ دیا۔ اس رخصت سے صدائے نالہ وشیون وزاری خیمہ ہائے حرم محترم سے بلند ہوئی۔ اور آواز الوداع ونالہ الفراق زمین سے آسمان تک پہنچی۔ سکینہ دختر نیک اختر نے مقنع سر سے پھینک دیا۔ اور کہا۔ اے پدر عالی مقدار آپ مرنے جاتے ہیں مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہیں۔ امام حسینؑ رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے دختر جس کا کوئی یار و دوست باقی نہ رہے یقین ہے وہ جینے سے سیر ہوگا۔ اے دختر سب کا خدا یاور ومعین ہے اور رحمت خدا دنیا وعقبیٰ میں تم سے جدا نہ ہوگی۔ صبر کرو اور بجائے خدا راضی رہو۔ بہت جلد دنیائے فانی گزر جائیگی۔ اور نعیم ابدی آخرت کو زوال نہیں۔ یہ فرما کر امام زین العابدینؑ کو طلب کیا۔ اور اسرار امامت وخلافت ان کے سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہ وجانشین کیا اور وصیتیں کیں چونکہ امام حسینؑ کو اپنی شہادت کی خبر تھی۔ اسوجہ سے قبل سفر عراق کتب اور جمیع ودائع انبیاء واوصیا ام سلمہؓ

زوجہ رسولِ خداؐ کے سپرد کر دیئے تھے کہ جب امام زین العابدینؑ کربلا سے آئے۔ سب تبرکات حضرت ام سلمیٰؓ انکے سپرد کریں چونکہ امام زین العابدینؑ بیمار تھے۔ وصیت نامہ امام حسینؑ نے اپنی دختر فاطمہ کے سپرد کیا۔ کہ امام زین العابدینؑ کو دے دینا۔ چنانچہ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جب وقت شہادت امام حسینؑ پہنچا۔ حضرت نے اپنی دختر فاطمہ کو بلایا۔ اور نامہ لپیٹ کے وصیت ظاہرہ ان سے بیان کی۔ اسلئے کہ امام زین العابدینؑ کو مرض تپ لاحق تھا۔ اور لوگوں کو گمان نہ تھا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہوگی۔ جب امام زین العابدینؑ کو صحت حاصل ہوئی فاطمہؑ نے وصیت نامہ ان کے سپرد کیا۔ اور اب وہ وصیت نامہ ہمارے پاس ہے۔ بعد اسکے جناب سید الشہداؑ نے کمر شہادت پر باندھی اور بقدم یقین و ایمان و آرزو سے شوق لقائے خداوند عالمیان متوجہ کافران و منافقان ہوئے۔ اور اپنے فضائل و مناقب رجز میں بیان کرکے مبارز طلبی کی۔ جو کوئی مقابلہ کو آتا تھا۔ حضرت اسے واصل جہنم کرتے تھے۔ جب کسی کی جرأت مقاتلہ آنحضرتؑ میں نہ پڑی۔ اسوقت امام حسینؑ نے میسرہ و میمنہ لشکر ضلالت اثر پر حملہ کیا۔ اور ہر حملہ میں جماعت کثیر کو روانہ سقر کیا۔ جسطرف حملہ کرتے تھے وہ گروہ انبوہ مثل مگس و ملخ آگے سے بھاگ جاتا تھا۔ جب حملہ کرکے حضرت پھرتے تھے ایک لحظہ توقف کر کے فرماتے تھے لاحول ولاقوۃ الا باللہ اسوقت امام حسینؑ پر تشنگی کا قبضہ تھا۔ ہر چند ان کافران بیدین سے پانی مانگا۔ مگر انہوں نے نہ دیا۔ عمر بن سعد ملعون نے کہا۔ یہ فرزند سید المرسلین و نور دیدۂ کشندہ عرب ہے تم لوگ جدا جدا ان سے مقاتلہ نہ کرسکوگے۔ مناسب ہے امام حسینؑ کو ہر طرف سے۔ بیچ میں گھیر کے تیر باران کرو۔ یہ سنکر چار ہزار نامرد کماندار اشرار نے اس امام ابرار کو گھیر لیا۔ اور راہ خیمہ ہائے حرم مسدود کردی۔ امام حسینؑ نے اشقیا سے کہا۔ اے کافر داگر دین کو تم نے کھو دیا۔ حمیت عرب کیا ہوگی۔ تم کو مجھ سے کام ہے خیمہ ہائے حرم کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنکر شمر لعین نے اس گروہ بیدین کو منع کیا۔ کہ نزدیک خیمہ ہائے حرم نہ جائیں اور حکم دیا کہ امام حسینؑ کا جلد کام تمام کرو۔ کہ انکا حسب و نسب تم سے بہتر ہے۔ ان کے مارے جانے میں ننگ و عار نہیں حضرت پر پیاس کا بہت غلبہ ہوا۔ امام تشنہ لب جانب نہر فرات روانہ ہوئے قریب فرات پہنچے۔ سوار و پیادوں نے راستہ روک لیا۔ اور یہ اشقیا چار ہزار سے زیادہ تھے۔ امام مظلومؑ نے باوجودیکہ شدت تشنگی بہت کفار کو جانب نار روانہ کیا۔ اور صفوف لشکر کو شگافتہ کرکے گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اسپ باوفا سے فرمایا۔ پہلے تو پانی پی لے اور اسکے بعد میں پیونگا۔ گھوڑا اپنی تھوتھنی پانی سے اٹھائے اور منتظر تھا۔ کہ پہلے امام تشنہ پانی پی لیں۔ جب امام حسینؑ نے چلو میں پانی اٹھایا۔ اور چاہا تو حلق کریں۔ ایک ملعون ناہنجار نے آواز دی کہ آپ پانی یہاں پیتے ہیں۔ ادھر لشکر مخالف خیمہ ہائے حرم میں پہنچ گیا۔ یہ سنتے ہی حضرت نے وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا۔

بار دیگر امام حسینؑ کا اہل بیت سے رخصت ہونا

آپ فرات سے بجانب خیمہ روانہ ہوئے جا کے دیکھا۔ تو مطلق اثر اس خبر کا نہ پایا۔ جانا یہی مقدر میں ہے کہ آج کا روزہ آب کوثر سے افطار ہوگا بدست مبارک خیر البشر پس دوسری دفعہ اہل بیت رسالتؐ و پردگیان سرادق عصمت و طہارت کو حضرتؑ نے وداع کیا۔ اور بصبر شکیبائی حکم فرما کے بوعدہ ثوابہائے غیر متناہی الٰہی تسکین دے کے ارشاد کیا۔ چادریں سر سے اوڑھ لو اور آمادہ لشکر مصیبت و بلا ہو کہ خدا تمہارا حامی و حافظ ہے۔ شر اعداء سے تم کو وہی نجات دے گا۔ اور تمہاری عاقبت بخیر کرے گا۔ اور تمہارے دشمنوں کو بانواع عذاب و بلا مبتلا کرے گا۔ اور تمہیں ان بلاؤں مصیبتوں کے عوض دنیا و عقبیٰ میں بانواع نعمت و کرامتہائے بے اندازہ سرفراز فرمائے گا۔ ہرگز صبر و شکیبائی سے دستبردار نہ ہونا۔ اور کلام ناخوش زبان پر نہ لانا۔ کہ موجب نقص ثواب ہوگا۔ یہ ارشاد کر کے پھر دوسری مرتبہ میدان میں تشریف لائے اور صف لشکر مخالف پر حملہ کر کے باوجود جراحت و تشنہ لبی کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ مثل برگہائے خزاں سرہائے کافران بے دیناں قلم کر کے زمین پر گرا دیا۔ اور بضرب شمشیر آبدار خون اشرار و فجار خاک معرکہ کارزار میں ملا دیا۔ روایت ہے کہ اس روز امام حسینؑ نے ایک ہزار نو سو پچاس کافران شقاوت اساس کو ہلاک کیا۔ و بروایت مسعودی ایک ہزار آٹھ سو کافران بے حیا کو واصل جہنم کیا۔ یہ دیکھ کر عمر بن سعد لعین نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ امام مظلومؑ پر تیر برسائیں ایک دفعہ چار ہزار کافران خدا نے امام ابرار پر تیر لگائے۔ امام تشنہ لب راہ خدا میں تیر ہائے جور و جفا کو چہرہ مبارک و سینہ مقدس و گلوئے مطہر پر لیتے اور جہاد اعداء میں کوشش کر کے فرماتے تھے۔ تم نے اپنے پیغمبرؐ کی رعایت ان کی عترت کے حق میں بہت بری کی۔ میرے قتل کرنے کے بعد کسی بندہ مومن کے قتل سے پرواہ نہ کرو گے۔ قسم بخدا میں درست خدا پاس جاتا اور شہادت کو اس کی راہ میں سعادت جانتا ہوں۔ تم پر واضح ہو کہ خدا دونوں جہاں میں تم سے میرا انتقام لے گا حصین بن مالک بالک نے کہا۔ کسطرح خدا ہم سے انتقام لے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم ایسا حکم کرے گا۔ کہ تم اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور اپنا خون بہاؤ گے دنیا سے منتفع نہ ہو گے اور تمہاری امید ہائے دل بھی حاصل نہ ہونگی۔ جب جانب سرائے آخرت جاؤ گے۔ وہاں عذاب ابدی تمہارے لئے مہیا ہے۔ اور تمہارا عذاب بدترین عذاب کافرین بے دین ہوگا۔

شمار زخماں بر جسم مبارک امام مظلومؑ

منقول ہے کہ بدن شریف سید الشہداء پر اسقدر جراحت تھے کہ حضرت گنتی نہ کر سکتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ بہتر۷۲ زخم نمایاں بدن مبارک شاہ شہیدانؑ پر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے کہ علاوہ زخم تیر چونتیس۳۴ زخم نیزہ اور چونتیس زخم شمشیر پائے گئے و بروایت دیگر جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ علاوہ نشانہائے تیر ستر

سے زیادہ زخمہائے شمشیر اور ستر سے زیادہ زخم نیزہ بدن مطہر پر پائے گئے۔ وبروایت دیگر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے تین سو تیس زخم سے زیادہ جسد محترم امام حسینؑ میں پائے گئے۔ وبروایت دیگر مجموع زخمہائے تیرونیزہ و شمشیر کو جسد شریف امام حسینؑ پر لگے ایک ہزار نوسو زخم تھے[1]۔ اور اسقدر تیر حضرت پر لگے تھے۔ معلوم ہوتا تھا گویا پرواز اوج سکاوت کے لئے پر نکل آئے ہیں۔ اور یہ زخم سب سامنے کی طرف تھے۔ اسی وجہ سے کہ حضرت لڑائی سے سرگرداں نہ ہوتے تھے اور حرب و ضرب سے منہ نہ پھیرتے تھے۔ یہانتک بدرجہ رفیعہ شہادت فائز ہوئے۔ جب کثرت جراحت سے صدر نشین مسند امامت چور چور ہوگیا۔ ایک لحظہ توقف کیا۔ ناگاہ ابوالحنوق لعین نے ایک تیر مارا کہ پیشانی مبارک امام مظلوم پر لگا۔ جب تیر کھینچا۔ خون چہرہ مبارک پر بہکر جاری ہوا امام تشنہ لب نے فرمایا خداوندا تو دیکھتا اور جانتا ہے کہ تیری راہ و خلیل تیرے دشمنوں نے کیا کیا مصائب اٹھائے خداوندا اس کا عوض ان دشمنوں کو دنیا اور عقبیٰ میں دے۔ یہ فرما کر جامعہ مبارک اٹھایا۔ اور چاہا کہ جبیں مبارک سے خون پونچھیں ناگاہ ایک تیر زہر آلود سہ پہلو سینہ مبارک پر کہ صندوق علوم ربانی تھا لگا۔ اس وقت حضرت نے کہا۔ بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملة رسول اللہ یہ کہہ کر آسمان کی طرف نظر کی۔ اور فرمایا خداوندا تو جانتا ہے کہ یہ اشقیا اسے شہید کرتے کہ آج زمین پر فرزند رسول بجز اس کے کوئی موجود نہیں۔ جب سید الشہدا نے وہ تیر کھینچا۔ خون مثل پرنالہ جاری ہوا۔ حضرت وہ خون چلو میں لے کر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور ایک قطرہ زمین پر نہ گرتا تھا۔ اسی روز سے سرخی شفق کی آسمان پر زیادہ ہوگئی۔ پھر حضرتؑ نے ایک چلو خون اپنے سر مبارک اور چہرہ انور پر ملا۔ اور فرمایا۔ اسی طرح خون سے خضاب کرکے جد بزرگوار سے ملاقات کروں گا۔ اس کے بعد سید الشہداؑ و نور دیدہ شہسوار عرصۂ لافتیٰ پیادہ ہو گئے۔ مگر کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ نزدیک آنحضرتؑ کے آسکے۔ بعضے خوف اور بعضے شرم سے ہٹ جاتے تھے۔ اس حالت میں مالک بن بشیر شقی نے ایک ایسی ضربت سر مبارک آنحضرتؑ پر لگائی کہ عمامہ مطہر خون سے بھر گیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ ہرگز اس ہاتھ سے تجھے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور کافروں کے ہمراہ تو محشور رہو۔ بعد اسکے اس لعین کے بنغرین فرزند ختم المرسلین بد ترین احوال دونوں ہاتھ خشک ہوگئے گرمی کے دنوں میں مثل چوب ہو جاتے۔ اور سردیوں میں خون بہتا تھا۔ اسی احوال خسران مال سے وہ ملعون واصل جہنم ہوا۔

شہادت پسر عبداللہ بن امام حسنؑ

بروایت شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ ایک پسر جو کم سن تھا۔ جب اس نے اپنے چچا کا یہ حال دیکھا خیمہ حرم محترم سے نکل آیا۔ اور دوڑ کے اپنے عم نامدار سے لپٹ گیا۔ حضرت زینبؑ نے ہرچند چاہا۔ کہ خیمہ میں لے جائیں۔ مگر

[1] مؤلف ضعیفؒ نے اتفاق کیا ہے چار ہزار زخم امام مظلوم کو آئے اور دل پر جو شہدا اور تاراجی خیام کے زخم تھے وہ علیحدہ تھے۔

اس نے نہ مانا۔ اسی وقت حرملہ بن کاہل نے بروایت دیگر الجبر بن کعب نے ایک تلوار امام حسینؑ پر لگائی۔ اس طفل معصوم نے کہا۔ اے ولدالزنا تجھ پر وائے ہو۔ تو چاہتا ہے میرے چچا کو شہید کرے۔ وہ معصوم ہاتھ پھیلائے یہی کہہ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ تلوار امام حسینؑ پر نہ لگے۔ اس خارجی نے تلوار سے عبداللہ کے ہاتھ جدا کر ڈالے۔ طفل معصوم نے فریاد واماہ بلند کی۔ امام حسینؑ نے اس معصوم کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پسر برادر صبر کر کہ ابھی اسی ساعت روضات جنان میں اپنے پدران عالی شان پاس پہنچے گا۔ پھر حرملہ نے ایک تیر اس طفل معصوم کو مارا۔ اور وہ بچہ دامن سید الشہدا میں شہید ہو گیا۔ اور مرغ روح نے باغیا نہ قدس پرواز کیا۔

شہادت امام حسین علیہ السلام

پس صالح بن وہب غزنی لعین نے ایک نیزہ پہلوئے امام حسینؑ پر اس زور سے لگایا۔ کہ حضرتؑ زمین پر منہ کے بل گر پڑے۔ اس وقت حضرت زینبؑ خیمہ سے نکل آئیں اور فریاد واسیداہ واخاہ کر کے کہتی تھیں کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا۔ اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ اس وقت جناب زینبؑ نے کہا۔ عمر بن سعد لعین سے۔ اے پسر سعد امام حسینؑ کو قتل کر رہے ہیں۔ اور تو کھڑا دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ سنگین دل بھی رونے لگا اور منہ پھیر لیا۔ امام حسینؑ اپنا خون اپنے سر مبارک اور چہرہ منور پر ملتے تھے اور کہتے تھے اسی صورت سے ستم کشیدہ بخون خلطیدہ خدا سے ملاقات کرونگا۔ بعد اس سے شمر ولدالزنا نے کہا۔ کیا انتظار کرتے ہو کسلئے ان کا کام تمام نہیں کرتے یہ سنکر ان کافران بیدین نے ہجوم لیا۔ حصین بن نمیر لعین نے ایک تیر دہن مبارک پر لگایا۔ ابو ایوب غنوی شقی نے دوسرا تیر حلق شریف پر مارا۔ ضرعہ بن شریک ملعون نے ایک ضربت دست چپ پر اور دوسری ضربت دوش مبارک پر لگائی۔ سنان بن انس لعین نے نیزہ مارا۔ اور امام ابرار کو منہ کے بل گرا دیا۔ خولی ملعون نے کہا ان کا سر کاٹ لو۔ جب نزدیک آیا۔ ہاتھ اس شقی کا کانپنے لگا۔ اور جرأت نہ کر سکا۔ بعد اس کے سنان بن انس شقی خود آگے آیا۔ اور سر مبارک تن مطہر سے جدا کیا۔ کہتا جاتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ تم فرزند رسولؐ ہو

ؔ بعض لوگوں کا علماء کے موزخین میں سے خیال ہے کہ بطن جناب فاطمہ زہرا سے مولا حسین علیہ السلام کی ایک ہی ہمشیرہ تھی اس کا نام ہے زینبؑ اور ام کلثوم بھی اسی کا نام ہے اگر یہ دو علیحدہ علیحدہ ہوتیں تو شہادت امام حسینؑ کے وقت دونوں باہر آتیں مگر ایک آئی ہے جس سے ثابت ہے ایک ہی بہن تھی یہ غلط ہے یہ دونوں نام دو ذوات قدسیہ کے ہیں۔ حضرت ام کلثوم یوں باہر نہیں آئیں اور ہر مقام پر یوں خاموش ہے جناب زینب بڑی بہن تھیں جس طرح امام حسینؑ علیہ السلام امام حسن کی زندگی میں خاموش رہے بوجہ ادب بڑے بھائی کے ایسے ہی جناب ام کلثوم بوجہ اداب و احترام بڑی بہن کے خاموش رہیں

(کوثر جھربلوی)

ہو۔ اور تمہارے مادر و پدر بہترین خلق خدا ہیں۔ امام زین العابدینؑ سے بھی منقول ہے کہ قاتل امام حسینؑ سنان بن انس لعین تھا۔ اور مشہور زیادہ تر یہ ہے کہ شمر ولدالزنا اپنے گھوڑے سے نیچے اترا۔ اور چاہا۔ امام حسینؑ کا سر تن سے جدا کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں تو میرا قاتل ہوگا۔ اسلئے کہ تو مبروص ہے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ کتوں نے مجھ پر حملہ کرکے مجھے زخمی کیا ہے اور ان کتوں میں ایک سگ ابلق مبروص تھا۔ کہ وہ مجھ پر زیادہ تر حملہ کرتا تھا اور میرے جد رسول خداؐ نے بھی یہی مجھے خبر دی ہے۔ یہ سن کر وہ حرامی خشمگین ہوا اور کہا۔ مجھے کتا سے تشبیہہ دیتے ہو۔ اسوقت امام حسینؑ پر پیاس کا نہایت غلبہ تھا اور شدت تشنگی سے حضرت اپنی زبان مبارک چباتے تھے۔ اس ولدالزنا ملعون نے کہا۔ اے ابن ابوتراب تم دعویٰ کرتے ہو کہ باپ تمہارے ساقی کوثر ہیں۔ صبر کرو کہ وہ تمہیں پانی دیں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو جانتا ہے میں کون ہوں۔ اس ملعون نے کہا میں تم کو پہچانتا ہوں۔ تمہاری والدہ فاطمہ زہراؑ ہے۔ اور تمہارے پدر علی المرتضیٰؑ اور تمہارے جد محمد مصطفیٰؐ ہیں۔ ولیکن میں تم کو قتل کرتا ہوں۔ اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ پس بارہ ضربتوں سے سر مقدس امام حسینؑ بدن مطہر سے جدا کیا۔ بروایت دیگر خولی شقی نے سر اقدس امام حسینؑ پر جدا کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ تینوں ملعون قتل امام حسینؑ میں شریک تھے۔ اگرچہ سنان بن انس ملعون و شمر ولدالزنا کا دخل قتل امام حسینؑ میں زیادہ تھا جب امام حسینؑ کے گھوڑے نے اپنے آقا کو شہید دیکھا۔ کافروں پر حملہ کیا۔ اور چالیس اشقیا کو روانہ جہنم کر دیا۔ اور اپنا خون سرور میں رنگین کرکے نعرہ زن و فریادکناں بجانب خیمہ روانہ ہوا۔ فریاد کرتا اور کہتا تھا۔ اس گروہ پر وائے ہو جس نے اپنے پیغمبر کے فرزند کو شہید کیا۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اسپ آنحضرتؑ نے خون امام مظلومؑ سے اپنی پیشانی رنگین کی۔ اور فریاد کرتا ہوا خیمہ ہائے حرم محترم کی طرف دوڑا۔ مخدرات خیام حرم عصمت و طہارت گھوڑے کی آواز سن کر سر و پا برہنہ خیموں سے باہر نکل آئیں۔ جب گھوڑے کو دیکھا۔ اور سوار کو نہ دیکھا فریاد وا حسیناہ و اماماہ بلند کی۔ ام کلثوم خواہر آنحضرتؑ سر پیٹ کے نوحہ وزاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں وا محمداہ اسوقت تمہارے امام حسینؑ بے عمامہ و ردا تیغ اہل جفا سے قتل ہو کے صحرائے کربلا میں پڑے ہیں۔ حضرت زینبؑ خواہر آنحضرتؑ رو رو کے کہتی تھیں۔ وا محمداہ یہ وہی حسینؑ تمہارا پیارا ہے جو خاک و خون میں غلطان پڑا ہے اور ان کے اعضاء جدا جدا ہو گئے ہیں۔ آپ کی دختروں کو اسیر کرتے۔ میں خدا و محمد مصطفیٰؐ و علی مرتضےٰؑ و حمزہ سیّدالشہداء سے اپنے حال کی شکایت کرتی ہوں۔ وا محمداہ یہ وہی تمہارا حسینؑ ہے کہ تیغ اولاد زنا سے شہید ہو گیا۔ اور عریاں صحرائے کربلا میں پڑا ہے۔ وا تباہ آج میرے جد محمد مصطفیٰؐ زندہ نہیں اے اصحاب محمدؐ یہ ذریت تمہارے پیغمبر کی ہے۔ کہ جو اہل جور و جفا نے انہیں قید کیا۔ روایات معتبرہ میں وارد ہوا ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اسی وقت سیاہ آندھی چلی اور زمین کانپی اور سیاہ خاک اڑ کے اندھیرا ہو گیا

سورج کو گہن لگا۔ لوگوں نے جانا۔ قیامت آگئی۔ اور عذاب حق تعالیٰ نازل ہوا۔ پس ببرکت وجود فائض الجود جناب امام زین العابدینؑ وغیرہ تھم گئی

فریاد و نالہ حضرت جبرئیلؑ

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مدینہ طیبہ میں ایک آواز سنائی دی۔ کہ آج بلا اس امت پر نازل ہوئی اور خوشی نصیب نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ قائم آل محمدؐ ظہور کریں اور تمہارے غم و اندوہ کو دور کر دیں۔ اور تمہارے دشمنوں کو قتل کرکے تمہارے شہداء کا خون طلب کریں۔ اہل مدینہ اس آواز کے سننے سے جزع فزع کرنے لگے۔ کہ کوئی حادثہ عظیم حادث ہوا ہے اور ہم کو اطلاع نہیں۔ جب خبر شہادت آنحضرتؑ مدینہ میں پہنچی۔ اور حساب کیا۔ وہ آواز مطابق اس رات کے پڑی۔ جس روز آنحضرتؑ شہید ہوئے تھے جب امام مظلوم کو شہید کیا۔ ایک شخص درمیان لشکر نعرہ زنان نمایاں ہوا۔ لوگوں نے اسے منع کیا۔ اس نے جواب دیا کس طرح میں فریاد و نالہ نہ کروں۔ حالانکہ جناب رسول خداؐ کھڑے ہیں۔ اور تم لوگوں کا حال مشاہدہ کر رہے ہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں زمین و آسمان اہل زمین پر نفرین نہ کریں۔ کہ جمیع اہل زمین ہلاک ہو جائیں۔ اور میں بھی تم میں ہلاک ہو جاؤں یہ سنکر ان اشقیاء نے کہا۔ یہ شخص دیوانہ ہے اور کچھ لوگ اس آواز سے متنبہ ہوئے۔ اور کہا قسم بخدا جو کچھ ہم نے خود اپنے لیے کیا۔ کوئی دوسرا ہمارے ساتھ نہ کرتا۔ سردار ان جوانان اہل بہشت کو ابن زیاد ولدالزنا کی خاطر سے شہید کیا۔ بعد اسکے اسی جگہ سے ایک دوسرے سے بیعت کی۔ کہ ابن زیاد پر خروج کریں۔ اور خروج کیا۔ مگر مفید نہ ہوا۔ راوی نے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں وہ فریادی کون تھا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ جبرئیل امین تھے۔ اگر ان کو اجازت ملتی۔ بتحقیق کہ ایسا نعرہ مارتے کہ ارواح کافران بیدین بجانب جہنم پرواز کرتیں ولیکن حق تعالیٰ نے ان کو مہلت دی کہ گناہ ان کے زیادہ ہوں اور عذاب الیم ان پر آخرت میں ہو۔

پرندوں کا مدینہ میں خبر شہادت پہنچانا

بعض کتب معتبرہ میں امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ بعد شہادت امام حسینؑ ایک جانور خون آنحضرتؑ میں لوٹ کے اڑ گیا۔ اور مدینہ میں جا کے دیوار مکان فاطمہؑ دختر امام حسینؑ پر جا بیٹھا جب نظر فاطمہؑ کی اس جانور پر پڑی دیکھا خون اسکے پروں سے ٹپکتا ہے۔ یہ دیکھ کر فاطمہؑ فریاد و نالہ و زاری کرنے لگی۔ اور کہا۔ یہ خبر شہادت شہدائے کربلا میرے پاس لایا ہے۔ جب اہل مدینہ اس بات پر مطلع ہوئے۔ کہا یہ دختر چاہتی ہے۔ جادوئے عبد المطلب کو تازہ کرے۔ بعد چند روز کے خبر مدینہ میں پہنچی۔ کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ اور یہ حدیث بجہت مخالفت اخبار دیگر غرابت سے خالی نہیں۔

غارت خیمہ ہائے حرم محترم

شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤسؒ نے روایت کی ہے۔ جب ان اشقیا نے سر مبارک جدا کیا۔ اکثر جامہائے آنحضرتؑ جو قیمتی تھے۔ مثل جبہ و خز و عمامہ خز

لوٹ لیا۔ اور وہ غارت گر بلائے عظیم میں مبتلا ہوئے۔ پھر وہ کافران بےحیا خیمہ حرم محترم سید الشہدا میں آئے اور اسباب لوٹ لیا۔ ایک عورت لشکر عمر بن سعد نحس میں جو قبیلہ بکر بن وائل سے تھی۔ اس نے جب یہ بےحیائی دیکھی تلوار اٹھائی اور ان نامردوں سے مخاطب ہو کے کہا۔ اے بیٹے شمر مارن پر جفا فرزندان رسول خدا کو لوٹتے ہو۔ پس اس عورت کا شوہر آیا۔ اور اسے واپس لے گیا۔ ان بےحیا بےدینوں نے جو کچھ خیمہ میں پایا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ گوشوارے بچوں کے کان سے اور خلخال عورتوں کے پاؤں سے اتار لئے اور ام کلثوم کے گوش مبارک چاک کر کے گوشوارہ چھین لے گئے۔ فاطمہ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہا میں کم سن تھی اور دو خلخال طلا میرے پاؤں میں تھے۔ ایک بےحیا نے وہ دونوں خلخال میرے پاؤں سے اتار لئے۔ اور روتا تھا۔ میں نے کہا۔ اے دشمن خدا تو روتا کیوں ہے۔ اس نے کہا کیونکر نہ روؤں حالانکہ دختر رسول خدا کو لوٹ رہا ہوں۔ میں نے کہا جب تو جانتا ہے کہ یہ میرے پیغمبر کی دختر ہے پھر تو کیوں مجھے لوٹتا ہے۔ اس نے کہا۔ اگر میں نہ لوٹ لے جاؤنگا۔ اور کوئی لے جائے گا۔ شیخ مفیدؒ نے حمید بن مسلم[1] سے روایت کی ہے کہ جب شمر خیمہ ہائے امام زین العابدینؑ میں آیا۔ حضرت بستر بیماری پر بےہوش تھے۔ اس شقی نے چاہا۔ کہ انہیں بھی قتل کرے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے۔ سبحان اللہ تم نے سب کو قتل کیا۔ اب اس بیمار کو بھی نہیں چھوڑتے۔ جب عمر بن سعد نزدیک خیمہ ہائے حرم محترم میں آیا۔ آواز دی کہ کوئی متعرض احوال زنان خیمہ نشین نہ ہو۔ اور علی بن حسینؑ کو ضرر نہ پہنچائیں۔ اور جو کچھ ان سے چھین لیا۔ واپس دیں۔ اس حکم سے وہ اشقیاء متعرض غارت نہ ہوئے۔ لیکن جو کچھ لوٹ لیا تھا۔ وہ واپس نہ دیا اور آگ خیمہ ہائے اہل بیت میں لگا دی۔ اسوقت پردہ نشینان سراپردہ عصمت و عفت یعنی اہلبیت رسالتؑ مع اطفال و کودکان صغیر و سر و پا برہنہ خیموں سے باہر نکل پڑے۔ فاطمہؑ صغرا دختر سید الشہداؑ سے روایت ہے کہ میں بعد شہادت پدر بزرگوار بہوش و حیران دروازہ خیمہ پر کھڑی تھی۔ اور اپنے پدر و برادران و عزیز و اقارب کو خاک و خون میں غلطان دیکھ رہی تھی اور متفکر تھی کہ دیکھئے اشقیائے

---

[1] حمید بن مسلم ایک غیر مسلم یہودی مذہب کا آدمی ہے اور یزید ملعون کی طرف سے میدان کربلا میں واقعہ نویس تھا لہذا اس نے وہ روایات نقل کیں جو موافق یزید تھیں۔ فوج یزید کے انتہائی ظلم کو چھپانے کیلئے مظلومیت اہل بیت کو پورے طور پر نقل نہیں کیا۔ یہ روایت بھی بے بنیاد ہے۔ جو حمید بن مسلم نقل کرتا ہے۔ جب لاش حسینؑ پر گھوڑے دوڑائے خیام کو نذر آتش کیا۔ سیدانیوں کو لوٹا اور قیدی بنا کر بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کر کے عابد بیمار کو طوق و سلاسل میں باندھ کر لے گئے اور دربار یزید تک ایذا رسانی اہل بیت میں پیش پیش شمر ملعون تھا۔ لہذا یہ الفاظ ناممکن ہیں اس کی زبان سے نکلے۔ اکو ثو دیہودی کا

بنی اُمیہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے قتل کر ڈالیں گے یا قید کر ڈالیں گے۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک سوار نمودار ہوا۔ نیزہ ہاتھ میں لئے عورتوں کی پیٹھ پر مارتا تھا۔ یہ عورتیں بھاگتی تھیں۔ اور جوان کے پاس تھا۔ ان کو لوٹ لیتا تھا۔ یہ عورتیں فریاد کرتی تھیں۔ واجداہ و اتباعہ وا علیاہ وا قلت ناصراہ و احسیناہ آیا۔ کوئی مسلمان اس گروہ میں نہیں۔ جو ہماری نصرت کرے۔ کوئی مومن اس جماعت میں نہیں کہ ہم کو پناہ دے۔ میں اس حالت کے دیکھنے سے کانپی اور اپنی پھوپھیوں کو ڈھونڈنے لگی۔ کہ ان کے پاس جا کے چھپ جاؤں۔ ناگاہ ایک لعین کی نظر مجھ پر پڑی میں بھاگی۔ اس نے نیزہ کی نوک میرے دونوں شانوں کے بیچ میں چبھو دی۔ اور میں اس صدمہ سے منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ اس شقی نے میرا کان چاک کر کے گوشوارے اتار لیئے اور مقنع میرے سر سے چھین لیا۔ اور مجھے چھوڑ کے خیموں کی جانب چلا۔ میں اس اذیت سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش آیا۔ میں نے دیکھا میری پھوپھی سرہانے بیٹھی روتی ہیں۔ مجھ سے کہا۔ اے دختر اٹھو چل کے دیکھیں کہ تمہاری بہنوں اور برادر بیمار پر کیا گذری میں نے کہا اے پھوپھی میرے پاس چادر نہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بھی تمہاری طرح سر برہنہ ہوں جب ہم وہاں پہنچے۔ دیکھا سب اسباب لوٹ کے لے گئے ہیں۔ اور ہمارے برادر امام زین العابدینؑ بیماری و تشنگی سے منہ کے بل زمین پر پڑے ہیں۔ اور ہم لوگوں کے حال پر رو رہے ہیں۔ کلینی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین شہید ہو چکے۔ امام حسینؑ کی ایک زوجہ قبیلہ بنی کلاب سے تھیں انہوں نے برا سم ماتم و تعزیت آنحضرتؑ قیام کیا۔ خویشاں و خدمتگاران زوجہ آنحضرتؑ کے اسقدر روئے کہ رونے رونے آنسوان کی آنکھوں سے خشک ہو گئے۔ مگر ایک کنیز کو دیکھا کہ اس کے آنسو جاری ہیں اور خشک نہیں ہوتے۔ اس نے کہا۔ جب آنسو میرے خشک ہو گئے۔ میں نے ستو پانی میں گھول کے کھا لیا۔ اسوجہ سے آنسو میرے جاری ہیں۔ یہ سن کر ان زوجہ آنحضرتؑ نے حکم دیا۔ کہ کھانا اور پانی سب کے لئے لائیں۔ اس لئے کہ کھانا کھا کے قوت رونے پر زیادہ ہو۔ پس چند اسفردان کیلئے لائے۔ کہ ماتم آنحضرتؑ میں ان سے اعانت ملے۔ انہوں نے جب دیکھا۔ کہا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ فلاں شخص نے ہدیہ آپ کو بھیجا ہے۔ اس سے گریہ و زاری و ماتم آنحضرتؑ میں مدد آپ کو ملے۔ انہوں نے کہا۔ یہ گھر شادی کا نہیں ہے۔ میں انہیں کیا کروں اور حکم دیا کہ ان کو گھر سے نکال دو۔ جب گھر سے نکال دیا۔ غائب ہو گئے اور پھر نشان بھی نہ پایا۔

تعداد شہدائے کربلا یہ واقعہ جانسوز شہادت روز جمعہ یا شنبہ دسویں محرم ۶۱ھ کو واقع ہوا اور عمر شریف آنحضرتؑ اسوقت ستاون سال کی تھی۔ بروایت دیگر اٹھاون سال کی تھی یعنی گذر رہے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ سال ناتمام کو پورا سال حساب کیا ہو۔ اور بروایت

دیگر تینتالیس و چھیالیس سال کی عمر شریف لکھی ہے اور ریش مبارک آنحضرتؑ میں اثر خضاب وسمہ کا تھا۔ اور تعداد شہدائے اہل بیت میں اختلاف ہے۔ اکثروں نے ستائیس شہدا کو لکھا ہے۔ سات اولاد عقیل و مسلم سے کہ پہلے شہید ہوئے۔ جعفرؓ و عبد الرحمٰنؓ پسران عقیلؓ۔ محمدؓ و عبد اللہؓ پسران مسلمؓ و جعفرؓ پسر محمدؓ بن عقیلؓ و محمد پسر سعیدؓ بن عقیلؓ اور بعضوں نے عونؓ و محمدؓ پسران عقیلؓ کو زیادہ کیا ہے۔ اور تین شخص اولاد جعفر بارؓ سے۔ محمدؓ۔ عونؓ۔ عبد اللہ پسر عبد اللہؓ بن جعفرؓ اور چھ شخص فرزندان جناب امیرؑ سے جناب سید الشہداؑ حضرت عباسؑ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ و جعفرؓ۔ ابراہیم و عبد اللہ۔ و اصغر و محمد اصغرؓ اور ابو بکرؓ ولد جناب امیرؑ اور محمدؓ فرزند عباس اور فرزند جناب امیرؑ ابو بکر کے شہید ہونے پر اختلاف ہے۔ اور چار شخص فرزندان امام حسینؑ سے ابو بکر و عبد اللہ و قاسم و بشیر اور بعضوں نے بجائے بشیر عمر کہا ہے۔ اور فرزندان امام حسین علیہ السلام سے جو مشہور ہیں علی اکبرؑ ہیں اور عبد اللہ کہ امام حسینؑ کی گود میں شہید ہوئے اور بعضوں نے ابراہیمؑ و محمد و حمزہ اور علی و جعفر و عمر و زید کو لکھا ہے۔ ابو الفرج اصفہانی کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتا ہے کہ جو کچھ معلوم ہے شہادت شہدائے معرکہ کربلا سے وہ یہ ہے کہ فرزندان ابو طالبؑ سے بائیسؓ شخص تھے۔ اور ابن نماؒ نے امام محمدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ سترہؓ شخص فرزندان فاطمہ بن اسد سے اس صحرا میں شہید ہوئے۔ اور زیارت ناحیہ مقدسہ میں فرزندانؑ امام حسین سے علی و عبد اللہ کا ذکر ہے۔ اور فرزندان جناب امیرؑ سے عبد اللہؑ و عباسؑ و جعفرؑ و عثمانؑ و محمدؑ اور فرزندان امام حسین سے ابو بکر و عبد اللہ و قاسم اور فرزندان عبد اللہؑ بن جعفر سے عونؓ و محمدؑ اور فرزندان عقیلؑ سے جعفرؓ و عبد الرحمٰنؓ و فرزندان مسلمؑ سے عبد اللہؓ و ابی عبد اللہؓ و محمدؑ بن ابو سعیدؓ بن عقیلؑ کا ذکر ہے۔ یہ اٹھارہ شخص ہوتے ہیں۔ اور چار شخص اس زیارت میں باسم مذکور ہیں۔

روز عاشورہ کے متعلق

شیخ طوسیؒ نے مصباح میں عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا میں بروز عاشورہ خدمت جناب صادقؑ میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ رنگ مبارک آنحضرت متغیر ہو گیا ہے اور آثار حزن و اندوہ چہرہ شریف سے ظاہر ہیں۔ اور مانند مروارید اشک دیدہ ہائے مبارک سے جاری ہیں۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہرگز آپکی آنکھیں گریاں نہ ہوں۔ آپ کا سبب گریہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تو غافل ہے کہ آج کا دن کون سا دن ہے مگر تو نہیں جانتا کہ آج کے روز میرے جد بزرگوار امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ اس دن کے روزے رکھتے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ روزہ بغیر نیت رکھو نہ از روئے شماتت اور دن کو افطار کرو اور تمام روز روزہ نہ رکھو۔ بعد ایک ساعت عصر کے ایک گھونٹ پانی سے افطار

کیونکہ اس وقت لڑائی آل رسول سے ختم ہو چکی تھی اور تین ۳ شخص اولاد رسول اور ان کے آزاد کردہ میں سے زمین پر پڑے تھے کہ ہر ایک اگر ان میں سے جہان رسولؐ میں فوت ہوتا۔ حضرت رسولؐ ان کی ماتم داری کرتے یہ فرما کے حضرت ابن رسول اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا۔ خدا نے نور کو بروز جمعہ پہلی تاریخ مبارک رمضان کو پیدا فرمایا۔ اور ظلمت کو بروز چہار شنبہ دسویں محرم کو پیدا کیا اور اس روز امام حسینؑ شہید ہوئے۔

دفن جناب سید الشہداؑ

شیخ مفیدؒ نے بلکہ اور راویوں نے بھی روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ عمر بن سعد ملعون نے سرہائے شہدا کربلا قبائل عرب کو تقسیم کیے اور ہمراہ حرم محترم اسی روز کوفہ روانہ ہوئے اور آپ دوسرے روز تک وہاں رہے اور اپنی فوج کے کشتگان نجس کو دفن کیا۔ اور اسی طرح اجسام طاہر شہدا کو چھوڑ دیا خاک وخون میں غلطان جب وہ اشقیائے امت میدان کربلا سے چلے گئے۔ اہل غاضریہ قبیلہ بنی اسد سے آئے اور ان جسدہائے مطہرہ وبدنہائے مکرم پر نماز پڑھ کے دفن کر دیا۔ اور جسد مطہر ومنور جناب امام حسینؑ کو اس مقام شریف میں جہاں بالفعل ضریح مقدس ہے دفن کیا۔ اور علیؑ بن حسینؑ یعنی علی اکبر پائیں طرف سرور کے دفن کیا۔ اور جمیع شہدا کو پائیں پائے علی اکبرؑ ایک دفعہ دفن کر دیا۔ اور حضرت عباسؑ کو نزدیک فرات اسی جگہ جہاں شہید ہوئے تھے دفن کر دیا۔ بحسب ظاہر اسی طرح واقع ہوا ہے ولیکن امام کو امام کے سوا دوسرا دفن نہیں کر سکتا۔ پس امام زین العابدینؑ باعجاز امامت آئے اور جسد مطہر پدر بزرگوار بلکہ جمیع شہدا کو دفن کیا۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ اہل غاضریہ کہتے تھے۔ جب ہم نے چاہا۔ جا کر شہدا کو دفن کریں۔ ان کی قبریں کھدی کھدائی اور بنی بنائی دیکھیں۔ اور مرغان سفید ان قبروں پاس اڑتے ہوئے ہم نے دیکھے۔ امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ مخفی تشریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار پر نماز پڑھ کے جسد مطہر آنحضرت کو دفن کر دیا۔ اور واپس تشریف لے گئے۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اے شیعان حیدر کرار ومومنین دیندار واضح ہو کہ کوئی واقعہ اس واقعہ سے عظیم۔ اور کوئی مصیبت اس مصیبت سے زیادہ جسیم تر نہ تھی۔ ابتدائے عالم سے تا انقضائے بنی آدم نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ لازم ہے کہ وقوع امور مذکور باعث مزید اعتقاد شیعان ومحبان اہل بیت ہوں۔ اس لیے کہ دنیا میں جس کا حق تعالےٰ کے نزدیک مرتبہ عظیم تر ہے۔ بلاو مصیبت اس کی عظیم تر ہے۔ دوستان خدا اس شدائد ومصائب کے امیدوار رہتے ہیں اور ہمیشہ خداوند عالم سے بدعا وتضرع مرتبہ شہادت ومصائب طلب کرتے ہیں جو دوست خدا ہیں۔ اور جنہوں نے اس کو پہچانا ہے۔ وہ اپنا سر راہ خدا میں دینا سعادت عظمیٰ جانتے ہیں تعمہائے دنیا ان کے نزدیک لاحت ہے

اور رضائے محبوب جس میں ہو۔ وہ ان کا منتہائے لذت ہے۔ بہت پیغمبروں کا پوست سر کھینچا۔ اور بہتیرں ان کے کو دنیا میں شہید کیا۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہے۔ کہ اکثر پیغمبروں نے اپنی قوم سے مذلت ہائے عظیم اور آزار پائے۔ اور خداوند عالم نے پیغمبر آخر الزمانؐ کی کرامت کے لئے وہ آزار و مصائب ان کی اہل بیت کے لئے مقرر فرمائے کہ آنحضرتؐ اوران کے اہل بیت کے یہ مصائب موجب ارتفاع درجات ہوں اگر یہ حضرات وقت نزول بلا اس کے دفع ہونے کی خدا سے دعا کرتے۔ حق تعالٰے دعا ان کی قبول کرتا۔ اگر دعا کرتے کہ آسمان زمین پر آجائے اور سرنگوں ہو بیشک ایسا ہی ہوتا۔ لیکن بقضائے حق تعالیٰ راضی تھے اور خواہاں سعادت شہادت تھے۔ ہر چند افواج ملائکہ و اقوام جن نصرت امام حسینؑ کو آئے۔ مگر حضرت نے ان کی دعا قبول نہ فرمائی۔ جمیع پیغمبران و اوصیائے آرزوئے منزلت آنحضرت کرتے تھے۔ اور حضرتؐ اپنی شہادت اور راہ خدا میں شہید ہونے سے خوش تھے۔ اور وہ کلمات جو بظاہر فرماتے تھے واسطے اتمام حجت کے کفار سے تھے۔ جیسا کہ احادیث سابقہ سے ظاہر ہو چکا۔ اور وہ جماعت جو بخدمت آنحضرت تھی۔ اور ایک رشحہ دریائے معرفت علم ربانی سے ان کو پہنچا تھا۔ بشوق شہید ہوتے اور الم تیر و نیزہ و شمشیر سے مطلق پرواہ نہ کرتے تھے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم مومن کو ہر طرح کی بلا میں مبتلا کرتا ہے اور بلا نہیں ہے۔ مگر مومن کے لئے اور رتبہ مومن کا یہ ہے کہ کوری وشقاوت آخرت سے اسے خدا نجات دیتا ہے۔ پس فرمایا۔ امام حسینؑ صحرائے کربلا میں اپنے شہدا کو برابر لٹاتے اور فرماتے تھے۔ ہمارے شہید شہدائے پیغمبران خدا اور اولاد پیغمبران خدا ہیں۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا۔ کہ امام حسینؑ نے بروز شہادت اپنے اصحاب سے کہا۔ کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا۔ اے فرزند گرامی بہت جلد تجھے بجانب عراق اس زمین پر لے جائیں۔ جہاں پیغمبران و اوصیا آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔ اور اس زمین کا عمورا نام ہے اور تم اس زمین پر مع اصحاب کرام جن کو الم جراحت آہن نہ معلوم ہوگا۔ شہید ہو گے۔ پس آیہ مندرجہ ذیل تلاوت فرمایا۔ یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم۔ اے حسینؑ تم پر اور تمہارے اصحاب پر آتش حرب برد و سلامت ہو گی امام حسینؑ نے فرمایا۔ تمہیں بشارت ہو کہ ہم اور تم کہ اپنے پیغمبر پاس جاتے اور آنحضرت پاس رہیں گے جب تک خدا چاہے۔

مجملاً احوال زمان رجعت پس جو شخص رجعت میں پہلے لوٹے گا۔ اور قبر سے باہر آئے گا۔ وہ میں ہونگا۔ اور بہ ابرار جعت میں آنا مثل تشریف آوری جناب امیر ہو گا۔ جبکہ قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں گے۔ میرے پاس ایک گروہ آسمان سے حاضر ہو گا۔ کہ اس سے پہلے وہ

اس سے پہلے زمین پر نہ آئے ہوں گے اور جبرئیل و میکائیل۔ اسرافیل و لشکر ہائے ملائکہ و محمد رسول اللہ و علیؑ ابن ابی طالبؑ امام حسنؑ مع جمیع ائمہ کہ وہ سب اسپان ابلق نور پر سوار ہونگے اور کوئی مخلوق ان سے پہلے ان اسپان نور پر سوار نہ ہوگی۔ تشریف لائیں گے۔ بعد اس کے رسول خدا اپنے علم کو حرکت دے کے قائم آل محمدؑ کے دست مبارک میں دیں گے۔ اور اپنی تلوار بھی ان کو دیں گے۔ اس حال میں ہم زمین پر ایک مدت تک رہیں گے اور خداوند عالم مسجد کوفہ سے ایک چشمہ آب چشمہ روغن و چشمہ شیر جاری کرے گا۔ پس جناب امیرؑ رسول خداؐ کی تلوار مجھے دے کے بجانب زمین مشرق و مغرب روانہ کریں گے۔ کہ میں ہر دشمن خدا کو قتل کروں۔ اور سب بتوں کو جلادوں۔ یہاں تک کہ جمیع بلاد ہندوستان کو فتح کروں۔ حضرت دانیالؑ و یوشعؑ زندہ ہو کے جناب امیر المؤمنینؑ ان کو مع ستر آدمیوں کے بصرہ کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ جا کر مخالفین بصرہ کو قتل کریں۔ اور ایک لشکر بلاد روم کی جانب روانہ کریں گے۔ کہ اس تمام ملک کو فتح کریں میں ہر حیوان حرام گوشت کو مار ڈالوں گا۔ یہاں تک کہ زمین پر بغیر طیب و طاہر و پاکیزہ اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ یہود و نصاریٰ و جمیع مذاہب کو بجانب اسلام دعوت کروں گا۔ اور ان کو اسلام قبول کرنے یا قتل ہونے پر اختیار دے دوں گا۔ جو کوئی اسلام قبول کرے گا۔ اس کے ہمراہ احسان کروں گا۔ اور جو کوئی اسلام قبول نہ کرے گا۔ اسے قتل کروں گا۔ اور جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر ہوگا۔ خدا اس کے پاس ایک فرشتہ کو بھیجیگا۔ کہ وہ فرشتہ خاک اس کے چہرے سے پاک کرے اور اسے اس کی ازواج و منازل بہشت میں دکھادے اور زمین پر کوئی اندھا بہرا اور کسی طرح کا مبتلائے عوارض باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت کی برکت سے شفا پائے گا۔ اور برکت ہائے خداوند عالم اس درجہ زمین پر نازل ہوں کہ درختان دنیا میں اس قدر پھل لگیں کہ شاخیں ان درختوں کی پھلوں کی وجہ سے ٹوٹ جائیں اور ایسی کثرت ہو۔ کہ میوہ ہائے زمستان تابستان اور میوہ ہائے تابستان زمستان میں لوگ کھائیں گے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

یعنی اگر اہل شہر ایمان لائیں اور پرہیزگاری کریں۔ تحقیق کہ فراواں کریں گے ان پر برکتیں زمین و آسمان سے نازل ہونگی۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پس ہم نے ان کا مواخذہ کیا۔ بمقابلہ ان کے کردار ہائے بد کے بعد اس کے حضرتؑ نے فرمایا۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو ایسی کرامتیں بخشے گا۔ کہ ان پر کوئی چیز زمین کی مخفی نہ رہے گی۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اپنے گھر کی خبر چاہے زمین اس کے گھر کی

خبر اس کو پہونچا ئیگی واضح ہو کہ خدا تعالےٰ نے دنیا ان کے لئے موجب مزید عزت آخرت ہے۔ اور دوست خدا ان بلاؤں سے ذلیل نہیں ہوتے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان کو ذلیل کیا۔ ان کے نام زمین پر بغیر لعن و نفرین مذکور نہیں ہوتے ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ اور نشان تک ان کی قبروں کا باقی نہیں اور خداوند عالم نے شہدا کے نام بلند کیے ہیں۔ اور ان کے علوم و کمالات نے عالم کو گھیر لیا ہے۔ دوست و دشمن نماز اور غیر نماز میں درود و صلوات بھیجتے ہیں۔ اور ان کی شفاعت سے بدرگاہ خداوند حاجت طلب کرتے ہیں منبروں پر ان کے فضائل و مناقب ذکر کرتے ہیں۔ درہم و دینار کو سلاطین ان بزرگوں کے نام نامی سے مزین کرتے ہیں۔ بادشاہان زمین پر غبت از روئے اخلاص اپنی پیشانیاں ان شہدائے عالیشان کے آستان پر ملتے ہیں۔ ہزارہا بندگان خدا برکت صلوات و درود بخشے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں زوار کی برکت زیارت مغفرت ہوتی ہے۔ اور ہزاروں برکت لعن دشمنان اہل بیت مستحق بہشت ہوتے ہیں اور ہزاروں برکت گریہ و زاری و حزن و اندوہ مصائب اہل بیتؑ اپنے صحیفۂ گناہ کو لوث گناہ سے دھو ڈالتے ہیں۔ اور ہزاروں برکت احادیث اہل بیتؑ بدرجۂ معرفت و یقین پہنچتے ہیں اور ہزاروں برکت روایت و اخبار و نشر آثار آئمہ اطہار بسعادت ابدی فائز ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں بمتابعت احادیث و اقتدائے بمکارم اخلاق و محاسن آداب آراستہ ہوتے ہیں۔ اور ہزاروں کور باطن و ظاہر ان کے روضات مقدسہ میں شفا پاتے ہیں۔ اور ہزاروں مبتلائے بلاہائے جسمانی و روحانی دار الشفائے روضات رفیعہ و علوم شیعہ اہل بیت رسالتؐ سے صحت پاتے ہیں۔ جو لوگ کچھ بھی بصیرت رکھتے ہیں۔ مشاہدہ جلال بزرگواران بارگاہ ذو الجلال سے بیہوش ہو جاتے اور قرب معنوی مقربان خداوند رحمان سے ہر ساعت فیضہائے نامتناہی پاتے ہیں۔ خداوند عالم ان کی بزرگی و جلالت و عظمت و شوکت بروز قیامت رجعت میں جمیع عالم پر ظاہر کردے گا۔ پس کون سی جلالت و عظمت اس سے عظیم تر اور کون سی بندگی اس سے بیشتر ہو سکتی ہے۔ اور کون سی اذیت و ذلت اسی جلال و عظمت کو دفع کر سکتی ہے۔

جوابات مشتمل بر دفع اعتراضات لیکن جو شبہ عوام کے دل میں خطور کرتا ہے کہ آنحضرت باوجودیکہ جانتے تھے کہ شہید ہو جائیں گے پھر کیوں کربلا گئے اور کس لئے اپنے اہل بیتؑ کو ہمراہ لے گئے۔ اس شبہ کے بہت جواب ہیں مجمل جواب یہ ہے کہ احوال پیشوایان دین کو مطابق اپنے حالات کے قیاس نہ کرنا چاہئے ان کی تکلیف اور تکلیف ہے اور وہ جو لوگ اسرار قضا و قدر حق سبحانہ تعالےٰ پر مطلع ہیں۔ ان کی تکلیف مثل ہماری تکلیف نہیں ہوتی۔ اور

امورِ قضا و قدر کا دفعۃً حین پر مطلع ہیں۔ اپنے سے کر لیتے ہیں۔ اس وقت قضا و قدر کا نفاذ ان پر لازم نہ آتا اور کسی بلا میں مبتلا نہ ہوتے اور جمیع امور موافق ان کی خواہش کے واقع ہوتے۔ یہ بات خلاف مصلحت و حکمت حق تعالےٰ ہے۔ پس ضرور تھا کہ یہ لوگ بعلمِ واقعہ مکلف نہ ہوں اور تکالیف ظاہرہ جمیع خلق کے شریک رہیں جس طرح طہارت و نجاست و ایمان و کفر میں بظاہر مکلف تھے۔ اگر بعلم واقعہ مکلف ہوتے چاہیئے تھا کسی سے معاشرت و مصاحبت نہ کرتے اور سب چیزوں کو جانتے اور حکم کفر اکثروں پر کرتے۔ پس اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر جناب رسول خداؐ . . . . کسی سے نکاح نہ کرتے۔ جب یہ ثابت ہو گیا۔ پھر امام حسینؑ بھی بظاہر مکلف تھے کہ باوجود قلت اعوان و انصار منافقان کفار سے جہاد کریں۔ اور باوجود بیس ہزار لوگوں سے بیعت کرنے اور بارہ ہزار سے زائد خطوط کوفیاں بیوفا کی طرف سے آنے پر اگر حضرتؑ انکار کرتے۔ اور ان کی التماس نہ قبول کرتے۔ بظاہر ان اشقیا کی حجت حضرتؑ پر تمام ہوتی اور حجتِ الٰہی ان پر تمام نہ ہو سکتی۔

جواب دیگر۔ آنکہ جس وقت حضرتؑ کا نہ جانا مفید ہوتا۔ کہ آنحضرتؑ اگر نہ جاتے شہید نہ ہوتے اور فی الواقع ایسا نہ تھا۔ اس لیے کہ یزید لعین نے بہت لوگوں کو بھیجا تھا۔ کہ آنحضرتؑ کو مکہ میں گرفتار کریں اور یزید پاس پہنچا دیں یا قتل کر ڈالیں۔ چنانچہ حضرتؑ خود فرماتے تھے کہ جب چاہا مجھے قتل کریں۔ میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔ ہر چند محمد بن حنفیہ نے اس سفر سے منع کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اسے برادر اگر میں کسی جانور کے سوراخ میں چھپ جاؤں بیشک بنی امیہ مجھے وہاں سے بھی نکال کر شہید کر ڈالیں گے۔ بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے۔ کہ یزید پلید نے لشکر کثیر ہمراہ عمر بن سعد بن عاص بھیجا۔ اور اسے بحکومت حاجیان مکہ مقرر کر کے روانہ کیا جس حیلہ سے ممکن ہو امام حسینؑ کو قید کرے یا قتل کر ڈالے۔ اور تیس بنی امیہؔ کو جو اکابر تھے اس شقی نے اس کام کے اہتمام کے لئے اس سال حج کے لیے بھیجا۔ اس وجہ سے حضرتؑ نے احرام حج کو عمرہ سے بدل دیا۔ اور قبل اتمام حج روانۂ عراق ہوئے اور زمانہ معاویہ میں کہ مصلحتاً دنیاداری کی وجہ سے وہ رعایت کرتا تھا اور مبادرت بقتل و ذلت نہ کرتا تھا۔ حضرتؑ نے کوفیوں کی التماس قبول نہ کی تھی۔ اور صبر کیا تھا۔ پس جبکہ حضرتؑ کو بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ ہر حال میں قتل ہونا ہے۔ اگر اس حالت میں بضمن جہاد در راہ خدا میں شہید ہونا اور بذلت اسیری اہل حرم گوارا کرنا اختیار کیا۔ محل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

دیگر جواب:۔ آنکہ جب حق تعالےٰ مصلحت اپنے دین کی ظاہر کرنے میں جانتا اور پیغمبروں اور ان کے اوصیاء کو خطرات عظیمہ میں مداخلت کرنے کی تکلیف دیتا تھا۔ جس طرح حضرت نوحؑ کو تن تنہا ہزار ہا لوگوں پر مبعوث کیا۔ اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون پاس دعوت اسلام کو بھیجا۔ اور رسول خداؐ کو تکلیف تبلیغ رسالت مکہ دی۔ اگر ان کی مصلحت شرارت اعدا سے حفاظت کی تھی۔ تو اور پیغمبروں کو اتمام حجت کے بعد چھوڑ دیا۔ کہ بانواع سیاست انہیں اشقیا نے شہید کر ڈالا۔ اگر درحقیقت بنظر تامل خیال جائے تو جناب امام حسینؑ

نے اپنی جان عزیز فدائے دین جد بزرگوار کر ڈالی۔ اس لئے کہ حضرتؑ یزید سے صلح کر لیتے اور اس کے افعال قبیحہ کا تدارک نہ کرتے۔ تھوڑے ہی دنوں میں شرائع دین و اصول و فروع ملت سید المرسلین تباہ برباد ہو جاتے۔ اس لئے کہ معاویہ نے اپنے زمانۂ حکومت میں اس قدر اخفائے احادیث نبوی میں اہتمام کیا تھا کہ بہت کم احادیث باقی رہ گئیں تھیں۔ اور یہ قلیل احادیث بھی تھوڑے ہی دنوں میں برطرف ہو جاتیں۔ اور قبائح افعال و اعمال اشقیائے یزید بن لوگوں کی نظروں میں مستحسن اور حق معلوم ہونے اور کفر عالمگیر ہو جاتا۔ پس بسبب شہادت آنحضرتؑ کچھ کچھ خواب غفلت سے لوگ بیدار ہوئے اور قبائح عقائد و اعمال خسران مال کو سمجھے اور صاحبان خروج مثل مختار وغیرہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ارکان دولت بنی امیہ کو انہوں نے متزلزل کر دیا۔ اور وہی باعث انقراض و استیصال ارباب بدع و ضلال ہوا۔ پس اواخر دولت بنی امیہ اور اوائل سلطنت بنی عباس اسی وجہ سے کہ مخالفین چنداں قوت نہ رکھتے تھے ائمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نے علوم الٰہی در میان خلق منتشر کر کے بدعت و ضلالت ارباب ظلم و عدوان کو ظاہر کر دیا۔ لہٰذا بمشاہدہ علوم و معجزات حضرات ائمہ علیہم السلام فرقۂ ناجیہ شیعۂ اثنا عشریہ کو اطراف عالم میں ترقی ہوئی اور دین حق امامیہ ظاہر ہو گیا۔ اور حجت جمیع عالم پر تمام ہوئی اور تا حال بحمد للہ جمیع بلاد و مملکات عالم میں شیعان حیدر کرار و اہل بیت اطہار ماشاء اللہ موجود ہیں اور ان کی کتابیں اور شرائع اور جمیع مذاہب سے مضبوط و مستحکم اور ان کے علماء و فضلا تمام مذہبوں کے عالموں فاضلوں سے بفضلہ تعالیٰ بیشتر اور دانا تر ہیں۔ اگر بچشم انصاف دیکھا جائے تو یہ سب بہ برکت سید الشہداء ہے فدا ہو ان پر سے جان میری اور سب شیعوں کی۔

جواب دیگر۔ اجمالاً یہ ہے کہ بعد ثبوت عصمت و امامت حضرات ائمہ معصومین ان پر اعتراض کرنا جو کچھ ان سے صادر ہوا جہل و خطا ہے اور در حقیقت ائمہ پر اعتراض کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جو کچھ ان حضراتؑ نے کیا سب بحکم خدا کیا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ضریس نے خدمت بابرکت صادقؑ میں عرض کی میں آپ پر سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ حضراتؑ کی عمر کم ہوتی ہے اور مرگ کس قدر آپ حضرات اہل بیتؑ کی یکدیگر نزدیک ہوتی ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بڑی احتیاج ہوتی ہے۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ ہم میں سے ہر ایک پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے کہ جو کچھ مدت حیات میں کرنا چاہئے۔ اس صحیفہ میں مندرج ہوتا ہے۔ جب احکام تمام ہو جاتے [illegible] تو صحیفہ ختم ہو جاتا ہے کہ اب ان کی جانب سے [illegible] باقی نہ رہا [illegible] حضرت رسول خدا صلعم [illegible] لاتے اور ان کی خبر وفات دیتے اور قدر و منزلت ان کے فرزند کی جو خدا کے نزدیک ہے مشاہدہ کرا دیتے ہیں۔ جب امام حسینؑ نے اپنے

صحیفہ پر عمل کیا۔ ہنوز احکام صحیفہ تمام نہ ہوئے تھے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے خبر شہادت دی اور حکم جہاد کا فرمایا جب آنحضرتؐ مشغول جہاد ہوئے۔ ملائکہ نے بارگاہ کبریا میں استدعائے نصرت کی۔ جب رخصت ملی اور وہ فرشتے پہونچے۔ امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ پس حق تعالےٰ نے ان کو حکم دیا۔ کہ قبر شریف امام حسینؑ پاس رہو اور ان کے مصائب پر گریہ وزاری کرو۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ رجعت میں پھر دنیا میں آئیں واپس اور تم ان کی اس وقت نصرت کرو۔ اور وہ اپنا خون طلب کریں۔ یہ اس صحیفہ میں درج تھا اور ہنوز تعمیل اس کی نہیں پہنچی ہے اور بروایت دیگر جبرائیل وقت وفات رسولؐ ایک وصیت نامہ لائے اور بارہ مہر طلائے بہشت کی اس پر ثبت کیں۔ کہ ہر امام اپنی مہر اٹھائے اور جو کچھ اس مہر کے نیچے نوشتہ پائیں۔ اپنے ایام حیات میں اس پر عمل کریں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ اس مقام پر سخن ہائے طولانی ہیں۔ مگر ارباب فطانت و ذکا کے لئے جو کچھ مذکور ہوا کافی ہے۔ واللہ الموفق۔

فصل پندرھویں۔ بیان وقائع جانگداز و مصائب محنت پرواز جو بعد شہادت شہدا ہوئے

گذر اہل بیت اطہار در مقتل شہدا

شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤس وغیرہ نے اس واقعۂ جانسوز کی اسطرح روایت کی ہے۔ کہ جب سرہائے مقدس سروران جہان برگزیدگان اہل زمین و آسمان نیزوں پر نصب کئے گئے اس وقت خروش و غلغلہ زمین و آسمان وزمان اور شور و فغاں ملائکہ آسمان بلند ہوا۔ امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر پہنائی۔ اور موافق مشہور ایک صاحبزادے حضرت امام حسنؑ کے کم سن تھے۔ اور شہید نہ ہوئے تھے ہمراہ حرم تھے۔ حسن مثنیٰ و زید و عمرو پردگیاں سرادق عصمت و مخدرات اہل بیت رسالت کو شتران برہنہ پر سوار کیا۔ عمر بن سعد لعین نے ان مقربان بارگاہ رب العالمین کو ہمراہ شمر ذی الجوشن و قیس بن اشعث و عمر بن الحجاج علیہم اللعنۃ روانہ کوفہ کیا۔ و بروایت دیگر امام حسینؑ کا سر مبارک خولی لعین و حمید بن مسلم کو دیا اور سرہائے جمیع شہدا ہمراہ شمر ولد الزنا روانہ کئے۔ جب مقتل میں پہنچے۔ اور اہل بیت رسالت کی نظر بدنہائے طاہرہ اعضا ہائے بریدہ پر پڑی جو درمیان خاک و خون پڑے تھے۔ شور و فغاں بلند کیا۔ اور سیلاب اشک دیدہ ہائے حرم سے جاری ہوا۔ اور جب ان کی نظر درمیان شہدا جسد مطہر سید الشہدا پر پڑی۔ صدائے نالہ و شیون بلند کی اور ادھوں

سے بیتاب ہو کے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ اور گریہ و نوحہ سے ساکنان ملاء اعلیٰ کو رلا دیا۔ اور دلہائے حاضرین کو آتش حسرت سے جلا دیا۔ حضرت زینبؑ نے فریاد کی واہ محمداہ یہ حسینؑ آپ کا جگر گوشہ و فرزند پسندیدہ باعضائے بریدہ بخاک و خون غلطیدہ بالب تشنہ سر از قفا بریدہ بے عمامہ وردا خاک کربلا پر پڑا اور ان کا چہرۂ نورانی خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ ان کی ریش مطہر کا خون سے خضاب ہوا ہے۔ ہم آپ کی اولاد ہیں اور ہمیں قیدی بنا کر لئے جاتے ہیں۔ آپ کی دختروں کو مثل کنیزوں کے اسیر کر لیا ہے آپ کی حرمت کے متعلق ہمارے حق میں رعایت نہ کی۔ کہ ہمارے خیمے آگ سے جلا کے ہمارا اسباب لوٹ لیا پھر اپنی ماں فاطمہؑ زہرا سے خطاب کیا۔ اور شکایت حال شہدائے کربلا و اسیران کشتہ و ابتلا سے وحشیان صحرا و ماہیان دریا کو آتش حسرت سے کباب کر ڈالا۔ پھر جسد مطہر امام حسینؑ کی طرف دیکھ کر با جگر بریاں دلب و خون افشاں کہا۔ اے فرزند محمد مصطفیٰ اے جگر گوشہ علی المرتضیٰ اے نور دیدہ فاطمہ زہرا اے پارہ تن خدیجۃ الکبریٰ۔ اے شہید آل عبا۔ اے پیشوائے اہل محنت و بلا میں آپ پر سے فدا ہو جاؤں سکینہ دختر سید الشہداء دوڑ کے اپنے پدر بزرگوار کے جسد منور سے لپٹ گئی۔ اپنا منہ گلوئے مبارک پدر پر ملتی اور نالہ وزاری کرتی تھی۔ یہاں تک کہ جمیع حاضرین دوست دشمن سب کو رلا دیا۔ اور کثرت رقت سے خود بیہوش ہو گئیں۔ آخر کار اس معصومۂ سوگوار کو بجبر جسد مطہر امام ابرار سے جدا کیا۔ بسند معتبر امام زین العابدین سے منقول ہے کہ فرمایا۔ جب صحرائے کربلا میں میرے پدر عالی مقدار اور عموہائے نامدار و برادران و خویشان سعادت کردار کو ان ملاعین کفار نے شہید کیا۔ اور حرم محترم و زنان مکرم کو اونٹوں پر سوار کر کے روانہ کوفہ ہوئے۔ جب ہم معرکۂ قتال میں پہونچے اور میری نظر شہداء پر پڑی۔ جو درمیان خاک و خون غلطان پڑے تھے۔ اور کسی نے دفن نہ کیا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ نزدیک تھا میری روح جسم سے نکل جائے۔ جب میری پھوپھی جناب زینبؑ نے میری یہ کیفیت دیکھی۔ فرمایا۔ اے نور دیدہ و مستمندان اے یادگار بزرگان یہ کیا حالت ہے جو میں تمہاری معائنہ کر رہی ہوں۔ میں نے کہا۔ کیونکر زیادہ دوزاری نہ کروں۔ حالانکہ پدر بزرگوار سید عالی مقدار کو مع عموہائے نامدار و برادران و خویشان نیکو کردار درمیان خاک و خون برہنہ دیکھ رہا ہوں۔ اور کسی کو ان کے کفن دفن کی طرف متوجہ نہیں پاتا ہوں گویا وہ اشقیائے بے ایمان ان کو مسلمان نہیں جانتے۔ میری پھوپھی زینبؑ نے فرمایا۔ اے نور چشم اس حال کی خبر تمہارے جد و عم و پدر کو خود رسولؐ خدا نے دی تھی۔ اور فرمایا تھا۔ کہ حق تعالےٰ ایک گروہ کو اس امت سے بھیجے گا۔ کہ ان کے ہاتھ بخون شہداء آلودہ نہ ہوئے ہونگے۔ وہ لوگ اس بدنہائے پارہ پارہ کو جمع کر کے دفن کرینگے اور ایک نشان ضریح مقدس سید الشہداء کا اس صحرا میں نصب کرینگے اور اس کا اثر ہرگز برطرف نہ ہوگا

اور ان کا نشان بر زبان محو نہ ہوگا۔ ہر چند کہ پیشوایان کفر و عدوان اس کے مٹانے میں بہت کوشش و سامان کریں اسی طرح ظہور قبر منور در رفعت مرقد معطر بیشتر ہوگی۔

روایت حضرت ام ایمن یہ واقع اس طرح ہے کہ ام ایمن نے کہا۔ ایک روز رسول خداؐ فاطمہؑ اپنی دختر کو دیکھنے کو تشریف لائے اور جناب فاطمہؑ نے حریرہ حضرتؐ کے لئے تیار کیا۔ اور جناب امیرؑ ایک طبق خرما کا لائے اور میں شیر و مسکہ لائی۔ جناب رسول خداؐ و امیر المومنینؑ و حسینؑ نے تناول فرمایا۔ امیر المومنینؑ پانی لائے۔ رسول خداؐ نے اپنے ہاتھ دھوئے۔ اور دست مبارک و معطر روئے منور پر پھیر کے از روئے شادی و سرور اہل بیتؑ کی طرف نظر کی۔ اس کے بعد متوجہ آسمان ہوئے۔ اور رو بقبلہ ہو کے ہاتھ دعا کو اٹھائے۔ پھر سجدہ کیا۔ اور صدائے گریہ آنحضرتؐ بلند ہوئی پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ مثل باران آنسو چشمہائے مبارک سے روان ہوئے۔ جب حضرتؐ کی یہ حالت مشاہدہ کی جمیع اہل بیت کو بھی اندوہ و غم ہوا۔ امیر المومنینؑ و جناب فاطمہؑ نے سبب دریافت کیا حضرتؐ نے فرمایا جس وقت میں تمہارے مجتمع ہونے سے خوش تھا جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند عالم آپ کی شادی و سرور پر مطلع ہوا، اور نعمت آپ پر ختم کی۔ اور اس عطیہ عظمیٰ کو آپ پر گوارا کیا۔ اور مقرر کہا۔ آپکے اہل بیتؑ مع فرزندان و شیعان ہمراہ آپ کے بہشت میں ہوں گے۔ آپ کے اور ان کے درمیان جدائی نہ ہوئی۔ اور جو بخشش آپ کو کرامت کرے گا ان کو بھی عطا کرے گا۔ تا آنکہ آپ راضی و خوشنود ہو جائیں ولیکن آپ کے اہل بیت پر عظیم بلاہائے نازل ہونگی۔ اور ان پر مصائب بہت پڑیں گے اور وہ مصیبتیں ان لوگوں سے ہی پہونچیں گی۔ جو اپنے آپ کو آپ کا ہم مذہب کہیں گے اور دعویٰ کریں گے۔ کہ آپ کی امت سے ہیں۔ خدا اور رسولؐ ان لوگوں سے بیزار ہیں۔ وہ لوگ آپکے اہل بیت کو قتل کریں گے۔ اور ہر ایک کی قبر ایک دوسرے سے دور ہوگی۔ اور خداوند عالم نے اس واسطے ان کیلئے یہ مصائب اختیار رکھے ہیں۔ کہ اس کے سبب سے ان کے درجات بلند و رفیع ہوں اسے محمدؐ خدا کی حمد کیجئے اور اس کے قضا پر راضی رہئے۔ پھر جبرئیل نے کہا۔ اسے محمدؐ آپ کے برادر علیؑ مرتضیٰ مغلوب امت ستمگار ہونگے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوں۔ اور یہ آپ کا فرزند حسینؑ ابن علیؑ مع فرزندان و اہل بیت و نیکان امت نہر فرات کے کنارے اس زمین پر جسے کربلا کہتے ہیں۔ شہید ہوگا۔ اور اس سبب سے کرب و بلا آپ کے دشمنوں اور آپ کی ذریتؑ کے دشمنوں پر اس روز بہت ہوگی جس روز کہ کرب و بلا بے انتہا ہے اور جس روز کی حسرت تمام نہیں ہوئی۔ وہ زمین پاک ترین بقعہ ہائے زمین ہے۔ اس زمین کی حرمت جمیع قطعہ ہائے زمین سے زیادہ تر ہے اور وہ زمین زمین ہائے بہشت سے ہے۔ جب وہ دن آئے گا۔ جس روز آپ کا فرزند اور اسکی اولاد

واصحاب شہید ہونگے۔ لشکر ہائے اہل کفر ولعنت وضلالت سب طرف سے ان شہیدوں کو گھیر لیں گے۔ تمام زمین کو لرزہ ہوگا۔ سب پہاڑ متحرک ومضطرب ہوں گے۔ اور تمام دریا ہائے عالم متلاطم ہوکے موجزن ہوں گے سب آسمان اور ساکنان آسمان آپ کی ذریت کی ہتک حرمت ہونے اور آپ کے حق کی رعایت نہ کرنے اور ان پر ظلم وستم کرنے کی وجہ سے جو امت کو صادر ہوگا غضب اور غصہ میں آکر کانپ جائیں گے اور اضطراب کریں گے۔ اور کوئی مخلوق باقی نہ رہے گی۔ جو خدا سے اجازت نصرت حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے لیے نہ مانگے کہ وہ بزرگوار بعد آپ کے حجت خدا خلق پر ہیں پس خداوند عالم آسمانوں اور پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے حکم کرے گا۔ کہ میں وہ بادشاہ خداوند قادر ہوں۔ کہ کوئی بھاگنے والا میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا اور کوئی منع کرنے والا مجھے عاجز نہیں کر سکتا۔ جس سے جس وقت چاہوں انتقام لے سکتا ہوں۔ میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہارے پیغمبرؐ اور اپنے برگزیدہ کے فرزند کو جس نے قتل کیا ہے۔ اور اس کے اہل بیتؑ کی جس نے ہتک حرمت کی ہے اور اس کی ذریت وعترت کو جس نے قتل کیا ہے اور عہد وپیمان شکستہ کر کے ستم اس کے اہل بیتؑ پر کیا ہے ان کافروں ظالموں پر ایسا عذاب نازل کروں گا۔ کہ تمام عالم میں کسی پر ایسا عذاب نازل نہ کیا ہوگا۔ اس وقت جو کوئی آسمانوں اور زمین پر ہوگا۔ سب کے سب با آواز بلند ان اشقیا پر لعنت کریں گے۔ جنہوں نے آپ کی عترت پر ستم کیا۔ اور ان کی ہتک حرمت کو حلال جانا۔ جب وہ سعادتمند بدرجہ شہادت فائز ہوں گے۔ خداوند عالم اپنے دست رحمت سے ان کی قبض ارواح کریگا۔ اور آسمان ہفتم سے ملائکہ ظرفہائے یاقوت وزمرد آب حیات سے بھرے ہوئے اپنے ہاتھوں میں لائیں گے اور اپنے ہمراہ حُلّہ ہائے بہشت وخوشبو ہائے بہشت بھی لائیں گے اور ان بدنہائے مطہر شہداء کو اس پانی سے دھوئیں گے اور حلوں میں کفن کر کے اس خوشبو سے حنوط کریں گے۔ اور صفہائے ملائکہ ان پر نماز پڑھیں گے۔ پھر خداوند عالم ایک گروہ کو بھیجے گا۔ کہ وہ کافران بے حیا ان کو نہ پہچانیں گے اور بدنہائے شہداء میں بگفتار وکردار ونیت وخاطر شریک ہوئے ہوں گے۔ وہ لوگ آپکے بدنہائے معطر شہداء کو دفن کریں گے۔ اور ایک نشان قبر سیدالشہداءؑ کے لئے اس صحرا میں نصب کریں گے کہ وہ نشان اہل حق کے لئے موجب نجات اور باعث رستگاری مومنین ہوگا۔ اور ہر شبانہ روز ایک لاکھ فرشتے آسمان سے نازل ہوں اور گروہ ضریح مقدس احاطہ کر کے درود ان پر بھیجیں گے۔ اور خدا کی تسبیح وتنزیہ قبر اطہر پاس کر کے زائروں کے لئے طلب آمرزش کرینگے ان زائروں کے نام جو آپ کی امت سے بخیال تقرب بخدا ورسولؐ خدا شہداء کی زیارت کو کرتے ہیں۔ وہ ملائکہ لکھیں گے اور نامہائے پدران وقبیلہ وشہر ہائے زائران شہداء بھی لکھیں گے اور ان اشقیا کے نام بھی لکھیں گے۔ جن پر عذاب ولعنت خدا واجب ہے۔ اور وہ ستمگار نشان قبر اطہر کو برابر کرنا چاہیں اور

علامت ضریح مقدس کی محو کرنے پر مستعد ہوں گے۔ مگر خدا حافظ ہے وہ ایسا نہ کرنے دے گا بلکہ ہر روز اس نشان تربر منور و علامات ضریح معطر کو زیادہ تر بلند و رفیع تر کرے گا۔ حضرت زینبؑ فرماتی ہیں۔ جب میرے پدر بزرگوار امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ ام ایمن نے سچ اور صحیح کہا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اے زینبؑ تم اور میری عترت و اہل بیتؑ کو اس شہر میں بذلت و خواری اسیر کر کے لائے ہیں۔ اور تم خائف رہو کہ لوگ تم کو اسیر کریں۔ پس اس وقت تم صبر کرنا۔ اور میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ جس نے دانہ شگافتہ اور خلائق کو پیدا کیا ہے۔ اس وقت کوئی دوست خدا بغیر تمہارے اور تمہارے شیعوں کے نہ ہوگا۔ جب رسول خدا نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی مجھے خبر دی کہ شیطان اس روز بسبب شادی و سرور ہمراہ شیاطین پرواز کرے گا۔ اور اپنے اعوان و انصار کے تمام زمین پر گشت کر کے اپنے ہمراہیوں سے کہیگا اے گروہ شیاطین جو کچھ فرزندان آدمؑ سے میں چاہتا تھا۔ اس پر انہوں نے عمل کیا۔ اور ان کی ہلاکت انتہا کو پہنچا دی۔ اور ان کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ان میں سے نجات نہیں پائے گا مگر وہ شخص جو دامان ولایت و متابعت اہل بیت رسالت تھامے ہوئے ہے۔ تم کو لازم ہے کہ لوگوں کو حق اہل بیت رسالتؑ میں بہ شک مبتلا کرو۔ اور ان سے ان کے دشمنوں سے عداوت کرنے پر تحریص و ترغیب کرو۔ کہ کفر و ضلالت خلق میں مستحکم ہو جائے۔ اور کوئی نجات نہ پائے۔ مؤلف فرماتے ہیں اگرچہ یہ حدیث مبالغتاً مذکور ہو چکی ہے۔ مگر اس مقام پر بسبب بعض متابعت کچھ اس میں سے نقل لے لی گئی۔

روایت حفاظت شیر صحرائی کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ کافروں نے ارادہ کیا۔ کہ حضرتؑ کے بدن مبارک کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب یہ خبر اہل بیت رسالتؑ و معدن عصمت و عفت نے سنی۔ سب اندوہناک ہوئے۔ پس فضہؑ خادمہ فاطمہ زہرا حضرت زینبؑ کے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے خاتون معظم جب سفینہ آزاد کردہ رسول خداؐ کی کشتی دریا میں ٹوٹ گئی۔ اور وہ ایک جزیرہ میں گیا۔ اس جزیرہ میں اس نے ایک شیر دیکھا۔ اس شیر سے کہا۔ میں سفینہ آزاد کردہ حضرت رسول ہوں۔ شیر نے جب نام آنحضرتؐ سنا۔ تعظیم کیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر راستہ پر پہنچا دیا۔ اس نواح میں بھی ایک شیر ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں جا کر اس شیر سے خبر کردوں۔ کہ ان کافروں نے ایسا ارادہ کیا ہے۔ حضرت زینبؑ نے ان کو اجازت دے دی۔ جب فضہ اس شیر کے قریب پہونچی۔ کہا۔ اے ابو الحارث شیر نے سر اٹھایا۔ فضہ نے کہا۔ کچھ جانتا ہے کافر چاہتے ہیں۔ جسد مطہر امام حسینؑ سے بے ادبی کریں۔ یعنی ان کا قصد ہے کہ حضرتؑ کے بدن مبارک شریف کو پامال سم اسپاں کریں۔ جب شیر نے یہ کلام سنا۔ قتل گاہ میں گیا اور حضرتؑ کے جسد مطہر پر اپنے ہاتھ رکھے رہا۔ جب دوسرے روز بفعم کو وہ بدبختیان رو سیاہ اس قصد سے قتل گاہ کی طرف گئے۔ اور وہ حال دیکھا۔ عمر سعد لعین نے کہا۔ یہ فتنہ ہے

اس کا افشا نہ کرو اور اس قصد سے باز رہا۔

نزول اہل بیت بکوفہ و کلام فصاحت انضمام حضرت زینبؑ سیّد ابن طاؤس وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب اہل بیت رسالتؐ قریب کوفہ پہنچے بیچارے کوفہ تماشا دیکھنے آئے۔ ایک عورت نے پوچھا تم کن اسیروں سے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم اسیران آل محمدؐ ہیں۔ جب اس عورت نے ان کو پہچانا۔ بہت جلد کوٹھے سے نیچے اتری۔ اور جو کچھ اس کے گھر میں چادر و مقنعہ تھے وہ ان کے لئے لے گئی اور اپنے ہاتھ سے انہیں اوڑھائیں۔ جب اہل حرم کوفہ میں داخل ہوئے۔ اہل کوفہ نے حضرت امام زین العابدین کو دیکھا کہ بہت رنجور و نحیف ہیں۔ اور دست مبارک پس گردن بندھے ہیں۔ اور مخدرات عصمت کو شتران برہنہ پر سوار کیا ہے۔ یہ حال دیکھ کے صدائے گریہ و نوحہ بلند کی۔ حضرتؑ نے بآواز ضعیف فرمایا۔ تم ہم پر گریہ و نوحہ کرتے ہو لیکن یہ بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا ہے۔ بشیر بن حذلم اسدی کہتا ہے کہ اس وقت حضرت زینبؑ دختر امیر المؤمنینؑ نے اشارہ کیا خاموش رہو اس حالت اضطراب و شدت میں اس طرح کلام کرتی تھی۔ گویا امیر المؤمنین کلام فرماتے ہیں پس بعد ادائے حمد الٰہی و درود بر سیّد مختار و اہل بیت اخیار و عزت اظہار فرمایا۔ اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل مکر و غدر و حیلہ تم ہم پر گریہ کرتے ہو۔ اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا موقوف نہیں ہوا۔ اور تمہارے ستم سے ہمارا فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ اور تمہاری مثل اس عورت کی ہے۔ جو اپنی رسی کو مضبوط بٹتی اور کھول ڈالتی تھی۔ تم نے بھی اپنی رسن ایمان کو توڑا۔ اور اپنے کفر کی طرف پھر گئے۔ تمہیں تمہارا دعویٰ مکر سراسر بے اصل اور ایک فن باطل اور مانند خوشامد کنیزان و عیب جوئی دشمنان اور مثل تمہاری ایسی ہے جیسے گھاس گھوڑے پر اُگی ہو قبر یا تیرہ و تار پر آرائش نقرہ کاری کی گئی ہو۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا۔ اور اپنے کو ابدالآباد سزاوار جہنم کیا تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم ہی نے ہم کو قتل کیا ہے۔ سچ ہے واللہ لازم ہے۔ کہ تم بہت گریہ کرو۔ اور کم خندہ کرو۔ تم نے عیب و عار ابدی خود خرید کیا۔ اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمہارے جامے سے زائل نہ ہوگا۔ جگر گوشہ ختم پیغمبران و سیّد جوانان بہشت کے قتل کرنے کا کس چیز سے تدارک کر سکتے ہو۔ تم نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو تمہارے پیشواؤں کا جائے پناہ اور تمہاری حجتوں کا روشن کرنے والا تھا اور ہر مصیبت دنیا میں اس سے پناہ چاہتے تھے۔ دین و شریعت کو اس سے اخذ کیا۔ تم پر لعنت خدا ہو۔ تم نے وہ گناہ کیا۔ جس سے رحمت خدا سے ناامید ہوگئے۔ اور گناہگار دنیا و آخرت ہو کے مستحق غضب الٰہی ہوئے۔ اور اپنے لئے ذلت و خسران مول لیا۔ تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں اے اہل کوفہ تم برا دائے ہو تم نے کن جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا۔ اور کن پردگیان اہل بیت رسول کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزندان رسول

کی تم نے خونریزی کی۔ ان کی حرمت کو ضائع کیا۔ تم نے ایسے بڑے کام کئے ہیں۔ جن کی تاریکیوں سے زمین و آسمان گھر گیا۔ تم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا۔ جو کچھ آخرت میں تم پر ظاہر ہوگا۔ ان آثار سے بدتر زیادہ ہوگا یاری و نصرت نہ کئے جاؤ گے۔ اس مہلت سے مغرور نہ ہو۔ کہ حق تعالےٰ گناہگاروں پر عقوبت کرنے میں تعجیل نہیں کرتا۔ اور وہ اس سے نہیں ڈرتا۔ کہ وقت انتقام گذر جاتا ہے۔ تمہارا پروردگار گنہگاروں کی گھات میں ہے راوی کہتا ہے۔ قسم بخدا لوگ اس کلام فصاحت التضام پر حیرت میں تھے اور اپنے حال پر روتے تھے اور اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے چباتے تھے۔ ایک مرد پیر میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ وہ اس قدر رویا۔ کہ اسکی داڑھی بھیگ گئی۔ وہ کہتا تھا۔ میرے پدر و مادر تم پر سے فدا ہوں۔ تمہارے ضعفا بہترین سن رسیدگان اور تمہارے جوانان بہترین جوانان تمہاری عورتیں بہترین زناں اور تمہاری اولاد بہترین اولاد ہے۔ ہرگز تم خوار مغلوب نہ ہوگے اور تمہاری بزرگی کوئی صلب و محو نہیں کر سکتا۔ پس حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ اے پھوپھی اس قدر کافی ہے بحمد اللہ آپ عاقل و دانا ہیں۔ آپ جانتی ہیں کہ بعد مصیبت جزع کرنا مفید نہیں۔

خطبہ فصیحہ حضرت فاطمہؑ بنت سید الشہداؑ

امام موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ بعد اس کے فاطمہؑ دختر سید الشہداؑ نے خطبہ پڑھا۔ اور ان اشقیا پر حجت خدا تمام کی۔ اور فرمایا۔ میں حمد خدا کرتی ہوں۔ بعدد سنگریزہ و ریگ بیابان اور بوزن عرش تا تحت الثریٰ ایمان بخدا رکھتی اور اس کی واحدانیت پر گواہی دیتی ہوں اور اسی پر مجھے توکل ہے اور اس امر پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کہ محمد مصطفیٰؐ بندہ اس کا اور رسول اس کا ہے۔ اور گواہی دیتی ہوں۔ کہ انکے فرزندان گرامی کو لب فرات بے جرم و قصور شہید کیا۔ خداوندا میں تجھ سے اس امر پر پناہ مانگتی ہوں۔ کہ تجھ پر تہمت کروں اور اس کے برخلاف کہوں۔ جو کچھ تو نے اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ کہ اپنے وصی کے واسطے لوگوں سے بیعت لے اور اس کی امت نے اس کا حق غصب کیا۔ اور اس کو بے گناہ شہید کیا۔ چنانچہ کل کے روز اس کے فرزند کو کربلا میں شہید کیا اور اس کے پدر بزرگوار کو بیشتر بستر سے گھر میں شہید کر چکے تھے۔ خاک بسر ایسے مسلمانوں کی جنہوں نے ان کی حیات اور وقت وفات ان سے دفع ظلم نہ کیا۔ یہاں تک کہ پاک و پاکیزہ و پسندیدہ انہوں نے تجھ سے ملاقات کی۔ اس حال میں کہ مناقب ان کے معروف اور ان کا دین مشہور تھا۔ اور خوف ملامت کنندگان سے تیری راہ رضا میں انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ پروردگارا تو نے انہیں عالم طفلی میں اسلام کی طرف ہدایت کی۔ اور بزرگی میں ان کی عاقبت بخیر کی۔ اور ان کے اطوار کو پسندیدہ کیا۔ اور وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسولؐ کی خیر خواہ رہے۔ یہاں تک کہ جب تجھ سے ملاقات کی۔ تارک الدنیا تھے اور آخرت کی طرف راغب تھے۔ راہ تیری میں کفار سے کیسے کیسے جہاد کئے۔ تو نے انہیں برگزیدہ اور ہادی کیا۔ اما بعد اے اہل کوفہ اے اہل عذر و مکر

وتکبر و حیلہ حق تعالیٰ نے ہم اہل بیت رسالتؐ کو تمہارے ہاتھ مبتلا کیا ہے اور تم کو ہم سے امتحان کیا ہے۔ اور ہماری بلاؤں کو ہم پر نعمت کیا ہے اور اپنا علم ہم کو دیا ہے۔ اور فہم و ادراک ہم کو عطا کی ہے اور ہم ہی زمین خدا پر صندوق علم خدا و مخزن حکمت خدا جیسے یا دو بلاد پر ہیں۔ اور ہم کو اپنی کرامت سے بزرگ کیا ہے اور ہم کو اپنے پیغمبر کی برکت سے تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔ تم نے ہماری تکذیب کی۔ اور کافر سمجھا۔ اور ہم پر قتال کرنا حلال سمجھے اور ہمارے مال کو غارت کیا۔ اور ہم کو مانند اسیران ترک و دیلم اسیر کیا۔ کل کے روز تم نے ہمارے پدر بزرگوار کو قتل کیا۔ اور بسبب کینہ ہائے دیرینہ ہر وقت ہم اہل بیت کا خون تمہاری تلواروں سے ٹپکتا رہا۔ اور ہمارے قتل کرنے سے تمہارے دل شاد ہوئے۔ اور بہت جلد تم اپنے جزائے اعمال کو پہنچو گے۔ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان حکم کرے گا۔ تم ہماری خونریزی اور ہمارے مال لوٹ لینے سے خوش نہ ہو۔ یہ ہمارا موجب سعادت ہے اور خدا نے ہماری بہتری و بزرگی کیلئے یہ مصائب مقرر کئے ہیں۔ وائے ہو تم پر لعنت اور عذاب خدا کے منتظر رہو کہ بہت جلد تم پر نازل ہوتا ہے اور عذاب ہائے پے در پے آسمان سے تم پر نازل ہو کے تم کو متاصل کریں گے۔ اور تم دنیا میں اپنی تلواریں ایک دوسرے پر کھینچو گے اور عقبیٰ میں بعذاب الیم گرفتار ہو گے۔ بعوض اس کے جو تم نے ہم پر ستم کیا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ وائے ہو تم پر تم نہیں جانتے کہ تم نے کس ہاتھوں سے نیزے مارے۔ اور تمہارے کن لوگوں نے ہمیں قتل کیا۔ کن پاؤں سے تم ہمارے قتل کو روانہ ہوئے۔ تمہارے دل سنگین اور جگر غلیظ ہیں۔ تمہارے دلوں پر مہر شقاوت کی گئی ہے۔ حق کی طرف سے تمہاری آنکھیں اندھی اور کان بہرے ہو گئے۔ شیطان نے تمہاری فطروں میں اعمال قبیحہ کو زینت دی اور تمہارے دیدہ بصیرت کے سامنے پردۂ ضلالت ڈال دیا۔ تم پر راہ راست مسدود کر دی۔ ہلاک ہو تم اے اہل کوفہ کن کن خونوں کا تم سے حضرت رسالتؐ قصاص لیں گے۔ اور کس کس ظلم و ستم کا بدلہ تم سے رسول خدا لیں گے۔ اس مکر و عذر کا جو کہ میرے جد علیؑ ابن ابی طالبؑ اور فرزندان رسولؐ سے تم نے کیا۔ اور انہیں قتل کیا۔ اور تم میں سے فخر کرنے والے نے فخر کیا۔ کہ میں نے علیؑ اور فرزندان علی کو شمشیر ہائے ہندی سے قتل کیا۔ اور ان کی عورتوں کو اسیر کیا۔ اے فخر کرنے والے تیرے منہ میں خاک ہو تم لوگ اس گروہ کے قتل کرنے پر فخر کرتے ہو۔ جن کی پروردگار نے ثنا کی ہے۔ اور ہر شک و گناہ سے پاک و مطہر کیا ہے مثل اپنے آباؤ اجداد کے تم بھی کافر ہو۔ اپنے افعال و کردار پر نظر کرو اور اپنی عاقبت پر رو۔ تم نے ہماری جلالت و عظمت پر حسد کیا۔ اور ہماری رفعت و مکرمت دیکھ کر تم کو تاب نہ رہی اور آگاہ ہو۔ کہ یہ سب فضل خدا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے خدا نے اپنا نور عطا نہیں کیا وہ دنیا و آخرت میں بے نور ہے۔ ان معظمہ اور ان جگر سوختہ مبتلا کے ان سخنان جانسوز سے جوش و خروش برپا ہوا اور در و دیوار سے صدائے نوحہ و گریہ و زاری بلند ہوئی۔ اور کہا۔ اے دختر پاکاں اور معصوماں خاموش ہو کہ ہمارے دلوں کو تم نے جلا دیا۔ اور ہمارے سینہ میں آتش حسرت روشن کر دی۔ اور ہمارے دلوں کو کباب کیا۔

خطبہ ام کلثوم خواہر سید الشہدا بعد اس کے ام کلثومؑ دوسری دختر جناب فاطمہؑ نے صدائے گریہ وزاری بلند کی اور در د کر آواز دی کہ اے اہل کوفہ تمہارا حال اور مآل بُرا ہوا اور تمہارے منہ سیاہ ہوں۔ تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال واسباب ان کا لوٹ لیا۔ اور ان کے پردگیان عصمت وطہارت کو اسیر کیا۔ وائے ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا ظلم وستم کیا ہے۔ اور کن گناہوں کا اپنی پشت پر انبار کیا ہے۔ اور کیسے خونہائے محترم کو بہایا۔ دختران محمدؐ کو نالاں کیا۔ اور کن بزرگوں کے مال کو تم نے لوٹ لیا بعد حضرت رسولؐ تم نے بہترین خلق خدا کو قتل کیا۔ تمہارے دلوں سے رحم دور ہو گیا۔ اور بتحقیق کہ گروہ دوستان خدا ہمیشہ غالب ہے۔ اور شیطان کے مددگار و یاور زیاں کار ہیں۔ بعد اس کے مرثیہ سید الشہداء میں چند اشعار انشاء فرمائے۔ جس کے سننے سے اہل کوفہ نے خروش وا ویلا واحسرتا بلند کیا۔ غلغلہ و نالہ وزاری وگریہ وسوگواری و نوحہ وخروش فلک سیاہ پوش تک پہنچتا تھا۔ ان کی عورتوں نے بال اپنے کھول دیئے۔ خاک حسرت اپنے سر پر ڈال کے اپنے منہ پر طمانچے مارتی تھیں اور وا ویلا وا ثبورا کہتی تھیں۔ اور ماتم برپا تھا۔ کہ دیدہ روزگار نے کبھی دیکھا تھا۔

خطبہ حضرت امام زین العابدین بعد اس کے حضرت امام زین العابدینؑ نے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ خاموش رہو اور کھڑے ہو کر حمد وثنا پروردگار کی ادا کی۔ اور حضرت رسولؐ و اہل بیت پر درود بھیج کے فرمایا۔ ایہا الناس۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا ہے جانے میں علیؑ ابن الحسینؑ ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جسے بے جرم وقصور کنارِ فرات ذبح کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کی ہتک حرمت کی اور اس کا مال لوٹ لیا اور اس کے عیال کو اسیر کیا۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں۔ جس کا راہ خدا میں سر کاٹا گیا۔ اور یہی فخر میرے واسطے کافی ہے۔ ایہا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا۔ اور ان سے عہد وپیمان کیا۔ اور ان سے بیعت کی۔ آخر کار ان سے جنگ کی۔ اور دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی۔ اور بری راہ اپنے واسطے پسند کی۔ تم لوگ کن آنکھوں سے حضرت رسول کی طرف دیکھو گے۔ جس روز وہ تم سے فرمائیں گے۔ تم نے میری عترت کو قتل کیا۔ اور میری ہتک حرمت کی۔ کیا تم میری امت سے نہ تھے۔ یہ سن کر صدائے گریہ ہر طرف سے بلند ہوئی۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تھے۔ ہم ہلاک ہوئے۔ جب صدائے فغاں کم ہوئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے۔ جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت کو بحق خدا و رسول و اہل بیتؑ یاد رکھے کیونکہ مجھے تبلیغ، رسالت میں حضرت رسولؐ کی پیروی لازم ہے۔ جب حضرتؑ کا یہ کلام سنا سب نے فریاد کی۔ یا ابن

رسول اللہ ہم نے آپ کا کلام سنا ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم آپ کی حرمت کو پہچانتے ہیں اور آپ کے خواہاں خدمت ہیں۔ جو کچھ آپ فرمایئے ہم اس کو بجالائیں۔ جو آپ سے جنگ کرے ہم اس سے جنگ کریں اور آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کریں۔ اگر آپ کہیں آپ کے ستمگاروں سے آپ کا خون طلب کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہیہات ہیہات اسے غدار وائے مکار و۔ مجھ سے بھی وہ سلوک کرد۔ جو میرے بزرگوں سے کیا۔ بحق خداوند آسمان ہائے دوار میں تمہارے قول و قرار پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور کیونکر تمہارے دروغ بے فروغ کو یقین کروں۔ حالانکہ میرے زخمہائے دل ہنوز تازہ ہیں میرے پدر اور ان کے اہل بیت کل کے روز تمہارے مکر سے قتل ہوئے اور ہنوز مصیبت حضرت رسولؐ و پدر و برادر و عزیز و اقارب میں نہیں بھولا۔ اور اب تک ان مصیبتوں کی تلخی میری زبان پر ہے۔ اور میرے سینہ میں ان محنتوں کی آگ بھڑک رہی ہے بعد ازاں چند شعر مرثیہ امام مظلومؑ و بیان شقاوت و بشارت عذاب قاتلان آنحضرت پر پڑھ کر سنائے اور خاموش ہو گئے۔

روایت زبانی مسلم معمار دار الامارۃ

بعض کتب معتبرہ میں مسلم گچکار سے روایت کی ہے اس نے کہا مجھے ایک دن ابن زیاد نے دار الامارۃ کی مرمت کے لئے کوفہ میں طلب کیا۔ اور میں مشغول گچکاری تھا۔ ناگاہ اطراف کوفہ سے میں نے صدائے شیون و فغان سنی ایک شخص میرے پاس کھڑا تھا۔ اس سے میں نے پوچھا۔ یہ کیسی آواز ہے۔ اس نے کہا کسی نے یزید پر خروج کیا تھا۔ ابن زیاد کا لشکر اس سے جنگ کرنے گیا تھا۔ آج اس کا سر شہر میں لاتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کون تھا جس نے خروج کیا تھا اس نے کہا۔ حسینؑ ابن علیؑ تھے۔ یہ سن کے میں بسبب خوف کے اس شخص سے کچھ کہہ نہ سکا۔ جب وہ باہر گیا میں نے اپنا منہ اس قدر پیٹا۔ کہ اندھا ہو جاؤں بعد اس کے اپنے ہاتھ دھو کے قصر سے باہر گیا۔ اور بیرون کوفہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ لوگ جمع ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ ناگاہ مجھے چالیس کجاوے اور محمل دکھائی دیئے مجھ سے لوگوں نے کہا۔ حرم محترم حضرت سید الشہداء اور فرزندان فاطمۃ الزہرا ان محملوں میں ہیں ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت امام زین العابدینؑ شتر برہنہ پر علیل و رنجور و مجروح سوار ہیں اور جسم اقدس سے خون ٹپک رہا ہے۔ اور اپنے حزن و اندوہ کے اظہار میں اس مضمون کے چند شعر ہیں کہ اسے بدترین امت غدا تم کو خیر نہ رہے۔ تم نے ہمارے جد نامدار رسول مختار کی رعایت ہمارے حق میں نہ کی۔ روز قیامت جب ہم تم ان کے پاس حاضر ہوں گے۔ اس وقت انہیں کیا جواب دو گے۔ کہ ہم کو شتران بے کجاوہ پر سوار کیا ہے اور مانند اسیروں کے لئے جاتے ہو۔ گویا ہم کبھی تمہارے امور دینی میں شریک نہ ہوتے تھے۔ ہم کو ناسزا کہتے ہو۔ اور ہمارے قتل کرنے پر خوش ہوتے ہو۔ وائے ہو تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خدا و سید انبیاء ہمارے جد ہیں۔ اسے واقعہ کربلا تو نے وہ رنج میرے

دل کو دیا ہے کہ ہرگز تسکین نہیں ہوتی۔ اہل کوفہ بچوں پر رحم کھا کے خرمے اور روٹیاں دیتے تھے ام کلثوم انہیں منع کر کے فرماتی تھیں اے اہل کوفہ ہم اہل بیت پر تصدق حرام ہے اور خرمے بچوں کے ہاتھ سے زمین پر پھینک دیتی تھیں زنان کوفہ ان مقربان حضرت ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں ام کلثوم نے جب ان کی صدائے گریہ سنی محمل سے آواز دی اور فرمایا۔ اے زنان کوفہ تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیت کو اسیر کیا ہے پھر تم کیوں روتی ہو خداوند عالم بروز قیامت ہمارا اور تمہارا حاکم ہے اس ہی کلام سے صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ سرہائے شہدا نیزوں پر نمایاں ہوئے اور ان سروں کے درمیان ایک سر تھا حسن و صفا و نور ضیا ہویدا تھا اور وہ سر جناب رسول خداؐ سے بہت مشابہ اور مانند ماہ تاباں درخشاں تھا اور خضاب ریش مبارک سے ظاہر تھا حضرت زینب نے جب اس سر مطہر کو دیکھا اپنا سر چوب محمل پر پٹکا اور فریاد کی کہ اے ماہتاب فلک امامت ظلم و ستم سے سیاہ بدلیوں کے تجھے گھن لگا اے خورشید سپہر خلافت اس گردش روزگار نے تیرا رخ افق غروب میں ہم سے پوشیدہ کر دیا۔ اسے برادر مہربان فاطمہ اپنی تلیمہ کو بلاؤ اور اس کی دلجوئی و دلداری کرو۔ اسے برادر بزرگوار اپنے فرزند ماتم زدہ بیمار و نزار علیؑ بن حسینؑ کی خبر لو کہ ان کا جسم نحیف ظلم و جور دشمنان سے مجروح اور ان کا دل ظلم و ستم دشمنان سے مقروح ہے۔ اس کلام سے ان معظمہ نور دیدہ جناب فاطمہ کے آتش حسرت زمین سے آسمان تک شعلہ در ہوئی اور چشم حاضرین سے اشک خونیں جاری ہوئے آندھی سیاہ اٹھی۔

اہل بیت کا دربار ابن زیاد میں تشریف لانا۔ شیخ بن نماؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عمر بن سعد لعین نے سید الشہدا کا سر منور خولی اصبحی ملعون کو دیا۔ اور ابن زیاد ملعون پاس بھیجا۔ خولی ملعون شب کو پہنچا۔ اس وقت اس ولد الزنا کے قصر کا دروازہ بند تھا۔ وہ ملعون حضرت کا سر مبارک اپنے مکان میں لے گیا اس شقی ملعون کی دو بیبیاں تھیں ایک قبیلہ بنی اسد سے اور دوسری بنی خضرمہ سے اس ملعون نے سر مطہر کو مکان میں پوشیدہ کر دیا اور خود زن خضرمیہ پاس سویا۔ زن خضرمیہ نے اس سے پوچھا۔ تو کہاں سے آیا ہے اور کیا لایا ہے اس نے کہا سر حسین لایا ہوں اس عورت نے کہا۔ وائے ہو تجھ پر فرزند حضرت رسول کا سر اس مکان میں لایا ہے قسم بخدا اب میرا سر تن سے بالین پر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کر اٹھی اور صحن میں آئی۔ ناگاہ اس کی نظر ایک نور عظیم پر پڑی کہ وہ نور حجرہ سے آسمان تک ساطع تھا جب وہ اس حجرے میں گئی اس نے دیکھا۔ وہ نور آنحضرتؑ کے سر منور سے ساطع تھا۔ اور ملائکہ بصورت مرغان سفید اس سر مقدس کے گرد جمع ہیں۔ دوسرے روز ابن زیاد ملعون نے قصر دار الامارہ میں جلسہ کیا اور مردمان کوفہ کو حاضری کا حکم۔ اور سر امام حسینؑ کا طشت میں رکھ کے اس ملعون کے پاس لے گئے۔ اور پردگیاں سرادق عصمت و طہارت فرزندان حضرت

رسالت کو مثل اسیروں کے اس لعین کے سامنے لائے۔ بروایت حضرت امام زین العابدینؑ سنان بن انس ملعون
حضرت کا سر مبارک اس لعین کے پاس لایا۔ اور چند شعر اس مضمون کے پڑھے کہ میری سپر کو طلا و نقرہ سے بھر
دے۔ کہ میں نے ایک بادشاہ بزرگ کو قتل کیا ہے کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ جو حسب و نسب
میں سب سے افضل تھا اور اس کے مادر و پدر سب سے بہتر تھے۔ ابن زیاد نے کہا۔ برہم و غضب آلود
ہو کے۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ پھر کیوں تو نے ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے حکم دیا اس
ملعون کو قتل کریں۔ اس کے بعد حضرت کا سر مبارک اس ملعون بدبخت کے سامنے رکھا۔ اس بدگہر ملعون
نے تبسم کر کے اظہار شادی و سرور کیا۔ اور چھڑی آنحضرتؑ کے لب و دندان مبارک پر رکھتا اور کہتا تھا۔ کیا
خوب یہ لب و دندان ہیں۔ یہ حال دیکھ کر زید بن ارقم نے کہا۔ اے پسر زیاد یہ چھڑی ان لب و دندان
درخشاں سے اٹھا لے میں نے مکرر دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ اس مقام کے بوسے لیتے تھے اور ان ہونٹوں کو
چوستے تھے یہ کہہ کر زید نے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اس ولد الزنا نے کہا۔ اے دشمن خدا تو گریہ و زاری کرتا ہے
خدا نے مجھے فتح دی اگر بڑھاپے سے تیرا یہ حال ضعف کا نہ ہوتا تو میں بیشک تجھے قتل کرتا زید نے کہا۔ میں
نے دیکھا ایک روز حضرت رسولؐ نے ان کے برادر حسنؑ کو اپنے داہنے زانو پر ان کو بائیں زانو پر بٹھایا اور ان
کے سر پر ہاتھ پھیر کے فرمایا۔ خداوندا میں ان کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اور تیرے شائستہ مومنوں کے حوالے
کرتا ہوں۔ اے پسر زیاد تو نے امانت حضرت رسولؐ کی خوب حفاظت کی۔ یہ کہہ کر روتے ہوئے اس ملعون کی
مجلس سے باہر آئے اور کہا۔ اے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو کہ فرزند فاطمہ کو قتل کیا اور فرزند مرجانہ کو اپنا سردار کیا
جس نے ہمارے نیکوں کو قتل کیا۔ اور بدوں کو اپنا صاحب کیا۔ جب اس ملعون نے حضرت زینب کو دیکھا
کہ ایک کنارے کھڑی ہیں اور کنیزیں ان کے گرد احاطہ کئے ہیں۔ اس ولد الزنا نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ ایک
کنیز نے کہا یہ حضرت زینب خاتون دختر حضرت فاطمہ بنت رسولؐ خدا ہیں اس ملعون نے کہا۔ میں خدا کا شکر
کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے رسوا کیا۔ اور تمہارا دروغ ظاہر کر دیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں اس خدا کا شکر کرتی
ہوں جس نے ہم کو بسبب اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ کے عزت دی۔ اور ہم کو رجس و شرک و گناہ سے پاک کیا جو حق پاک
کرنے کا تھا۔ اور رسوا نہیں ہوتا۔ مگر فاسق اور دروغ نہیں کہتا مگر فاجر کہ وہ اور لوگ ہیں۔ ابن زیاد نے کہا
تم نے دیکھا۔ خدا نے تمہارے برادر اور اہل بیت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا میں نے
ان کو بہ نیکی دیکھا۔ اور خدا نے ان کو بدرجہ شہادت فائز کیا۔ اور بہت جلد تیرے اور ان کے درمیان
حکم کرے گا وہ تجھ سے مخاصمہ کریں گے۔ اس وقت تجھے معلوم ہوگا۔ کہ کون حق پر تھا۔ اس ملعون نے اس
کلام سے خشمناک اور غضب آلود ہو کے قتل کا حکم دیا۔ عمرو بن حریث نے کہا۔ زناں ماتم زدہ کے کلام پر مواخذہ

کرنا عقل سے بعید ہے ابن زیاد نے کہا۔ خدا نے مجھے تمہارے برادر طاغی اور متمردان اہل بیت پر فتح دی۔ حضرت زینب نے فرمایا۔ تو نے ہمارے بزرگ کو قتل کیا۔ اور اہل بیت رسولؐ کی اصل و فرع کو قطع کیا۔ و بروایت دیگر ام کلثوم نے فرمایا۔ اے پسر زیاد امام حسین کے قتل سے تیری آنکھیں روشن ہوئیں۔ ان کے جد بزرگوار رسول مختار کی آنکھیں ان کے دیکھنے سے بہت روشن ہوتی تھیں۔ ہمیشہ ان کے منہ کے بوسے لیتے تھے۔ اور ان کے ہونٹوں کو چوستے تھے اور ان کو اپنے دوش پر سوار کرتے تھے آخرت میں ان کے جواب دہی پر مہیا اور مستعد رہ۔ اس لعین نے امام زین العابدینؑ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے سنا ہے علی بن الحسینؑ کو خدا نے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ میرا ایک برادر تھا۔ اس کا نام علی تھا ظالموں نے اسے بستم قتل کیا ہے۔ ابن زیاد نے کہا۔ بلکہ خدا نے قتل کیا ہے۔ امام نے فرمایا۔ وقت ہنگام یعنی وقت وفات خدا ہی سب کی جانیں قبض کرتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا تم میرے جواب دینے میں، بہت جرأت رکھتے ہو۔ پھر اپنے ملازموں سے کہا۔ ان کو بھی لے جا کر قتل کر دو۔ جب حضرت زینبؑ نے یہ سنا مضطربانہ اپنے بھتیجے سے لپٹ گئیں۔ اور فرمایا۔ اگر تو انہیں قتل کرتا ہے۔ پہلے مجھے قتل کر۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا۔ پھوپھی اماں مجھے چھوڑ دیجیے۔ پھر فرمایا۔ اے پسر زیاد تو مجھے قتل کرنے پر دھمکاتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ راہ خدا میں قتل ہونا۔ ہماری عادت ہے۔ اور اظہار دین میں شہید ہونا ہماری کرامت ہے بعد اس کے اس ملعون کے حکم سے اہل بیت کو قریب مسجد ایک مکان میں قید کیا۔ حضرت زینبؑ فرماتی ہیں۔ کہ حالت اسیری میں ایک عورت بھی اہل کوفہ سے ہمارے پاس نہ آئی۔ مگر لونڈیاں اور کنیزیں دیکھنے کو آئیں تھیں۔ برقی نے محاسن میں عمر و پسر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہا۔ جب میرے جد امام حسین مظلوم کو شہید کیا۔ زنان بنی ہاشم نے حضرتؑ کے ماتم میں موٹے کپڑے سیاہ پہنے گرمی سردی سے مطلق پرواہ نہ کی۔ حضرت امام زین العابدینؑ ان ماتمداروں کیلئے کھانا بھیجتے تھے۔ سید احمد بن ابی طالب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد لعین کو طلب کر کے کہا جو نامہ قتل حسین کے بارے میں تجھے لکھا تھا وہ مجھے دے عمر نے کہا۔ وہ نامہ گم ہو گیا۔ ابن زیاد نے کہا تجھے ضرور ہے۔ کہ وہ نامہ حاضر کرے۔ تو کیا چاہتا ہے دفع طعن و تشنیع مردم کے لئے تیرے پاس ایک عذر معقول رہے عمر سعد نے کہا۔ میں نے کیا تجھے نصیحت نہیں کی تھی۔ کہ ان کے قتل کا در پے نہ ہو۔ تو نے نہ سنا۔ اور وہ محض خیر خواہی تھی۔ عثمان برادر ابن زیاد نے کہا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ میں بھی چاہتا تھا۔ کہ حسینؑ قتل نہ ہوں۔ اور ہم لوگ ہمیشہ ذلیل نہ رہیں۔ عمر بن سعد نے کہا۔ قسم بخدا کسی نے مجھ سے بدتر کام نہیں کیا۔ میں نے ابن زیاد کی اطاعت کر کے خدا کو غضبناک کیا اور اپنا قطع رحم کیا۔ میں نہیں جانتا۔ میرا انجام کیا ہو گا۔ پس ابن زیاد برہم ہو گیا۔ اور کہا۔ الحمد للہ خدا نے حق اور اہل حق کو غالب کیا۔ یزید اور اس کے لشکر کی مدد کی کذاب ابن کذاب کو قتل کیا۔

رضؓ مندرجہ بالا تقریر ابن زیاد کی سن کے عبداللہ بن عفیف ازدی رضؓ
کلام عبداللہ بن عفیف ازدی نے کہ شیعان حضرت امیرالمؤمنینؑ سے تھے اور ایک آنکھ ان کی
جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جاتی رہی تھی۔ اور ہمیشہ مسجد میں مشغول عبادت تھے کھڑے
ہو کے کہا۔ اے پسر مرجانہ کذاب پسر کذاب تو اور تیرا باپ ہے۔ اور جس شخص نے تجھے حاکم کیا ہے۔ وہ اور اس
کا باپ کذاب ہے۔ اے دشمن خدا فرزند رسولؐ کو تو نے قتل کیا۔ اور مسلمانوں کے ممبر پر قدم نحس رکھ کر ایسی
باتیں بکتا ہے ابن زیاد نے خشمناک ہو کے کہا۔ یہ کون ہے۔ جس نے یہ کلام کیا۔ ابن عفیف نے کہا میں ہوں۔
اے دشمن خدا تو نے ذریت طاہرہ حضرت رسولؐ کو قتل کیا کہ خدا نے جن کی شان میں آیۂ تطہیر نازل کیا۔ اور دعویٰ مسلمانی
کرتا ہے واغوثاہ کہاں ہیں اولاد مہاجرین و انصار کہ طاغی لعین پسر لعین یعنی یزید پلید سے انتقام نہیں لیتے کہ حضرت
رسولؐ نے مرکر اس پر اور اس کے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ سن کر اس لعین کی آتش غضب سینے میں بھڑکنے لگی۔ اور
رگہائے گردن غصّہ کے مارے پھول گئیں۔ اور کہا۔ اسے میرے پاس لاؤ۔ چوبدار دوڑے اور ان کو گرفتار کر لیا
عثمان کہ اشراف قبیلہ بنی ازد سے تھا۔ اس نے ان کو چوبداروں کے ہاتھ سے چھوڑا کے ان کے مکان میں
پہنچا دیا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا۔ اس اندھے کو پکڑ لاؤ۔ جب یہ خبر قبیلہ ازد کو پہنچی سات سو آدمی جمع ہو گئے
اور تمام قبائل یمن بھی جمع ہو گئے۔ جب یہ خبر ابن زیاد ملعون کو پہنچی۔ قبائل مصر جمع کیا۔ اور محمد بن اشعث
کو ان سے جنگ کے لیے بھیجا۔ ان دونوں گروہ میں محاربہ عظیم واقع ہوا۔ اور دونوں طرف سے بہت عرب
قتل ہوئے۔ ابن زیاد کے لوگ غالب ہو کے ابن عفیف کے دروازے پر پہنچے۔ اور دروازے کو توڑ کے مکان
میں گئے۔ ابن عفیف کی دختر نے اس پیر ضعیف کو خبر کی کہ دشمن آ پہنچے۔ انہوں نے کہا۔ میری شمشیر مجھے دو
جب شمشیر انہیں دی۔ رجز پڑھتے۔ اور تلوار ہلا ہلا کے دشمنوں کو دفع کرتے تھے۔ ان کی دختر نیک اختر کہتی
تھی۔ کاش میں مرد ہوتی اور آج ان فاجروں اور قاتلوں عترت پیغمبر سے تمہارے سامنے محاربہ و مقاتلہ کرتی
وہ ملاعین ہر طرف سے ان پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کی دختر ان کو خبردار کرتی تھی۔ اور جس جانب سے
دشمن آتے تھے۔ وہ دختر نیک اختر اپنے باپ کو مطلع کرتی تھی۔ اور وہ اسی طرف جنگ میں مشغول ہو کے
دشمنوں پر حملہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیا نے انہیں گھیر لیا۔ ان کی دختر فریاد کرتی تھی۔ کہ واویلاہ
کوئی اس وقت مددگاری کو نہیں آتا۔ کہ میرے باپ کو بچائے۔ ابن عفیف تلوار چلاتے۔ اور رجز پڑھتے
جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان اشقیا کو خوب عاجز کیا۔ آخر الامر گرفتار کر کے ابن زیاد پاس لے گئے
ابن زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا الحمد للہ خدا نے تم کو ذلیل کیا۔ ابن عفیف نے کہا۔ اے دشمن خدا کس
چیز سے خدا نے مجھے ذلیل کیا۔ قسم بخدا اگر میری آنکھیں ہوتیں اس وقت عرصہ کار تجھ پر تنگ کر دیتا۔ ابن زیاد

نے کہا۔ اسے دشمن خدا تو عثمان کے حق میں کیا کہتا ہے۔ ابن عفیف نے کہا۔ اے ولد الزنا غلام کافراں اے پسر مرجانہ ازابنیہ تجھے عثمان سے کیا کام خواہ حق پر تھا یا باطل پر خدا اس کے اور اس کے قتل کرنے والوں کے درمیان حکم کرے گا۔ لیکن مجھ سے اپنے اور اپنے پدر اور یزید اور اس کے پدر کا حال پوچھ کہ میں تجھے اور اس کے نسب سے آگاہ کروں۔ ابن زیاد نے کہا۔ میں اب تجھ سے کوئی سوال نہیں کرتا۔ جب تک کہ شربت مرگ تو نہ چکھے۔ ابن عفیف نے کہا الحمد للہ رب العالمین قبل تیری ولادت کے میں اپنے پروردگار سے سوال کرتا تھا۔ کہ حق تعالیٰ مجھے شہادت عطا کرے اور دعا کرتا تھا۔ کہ میری شہادت بدترین خلق خدا کے ہاتھ سے ہو جب میں نابینا ہوا۔ اپنی شہادت سے ناامید ہو گیا بحمد اللہ کہ اب خدا نے مجھے بعد ناامیدی کے امید شہادت کی نصیب کی۔ اور میری دعائے قدیم کو مستجاب کیا۔ بعد اس کے بحکم ابن زیاد ملعون ان بزرگوار کا خون قتل کر کے بہایا گیا۔ اور ان کو سولی پر کھینچا۔ اور دوسرے روز حکم دیا۔ کہ نور دیدۂ خیر البشر کا سر مطہر نوک نیزہ پر نصب کر کے کوچہ و بازار کوفہ میں پھرایا جائے۔

روایت زید بن ارقم

زید بن ارقم سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں اپنے مکان میں قریب کھڑکی کے بیٹھا تھا۔ ناگاہ میں نے صدائے ہجوم عام و خروش عوام سُنا جب کھڑکی سے سر باہر نکالا۔ دیکھا نیزوں پر سر بلند ہیں۔ اور ان سروں میں ایک سر مانند آفتاب کے درخشاں ہے۔ اور نور اس سے ساطع ہے۔ جب وہ سر قریب میری کھڑکی کے پہنچا۔ میرا مکان اس سر منور کی شعاع سے روشن ہو گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس سر مطہر کے لبوں کو حرکت تھی جب بغور سنا معلوم ہوا وہ سر مبارک سورہ کہف کی تلاوت کرتا تھا۔ جب اس آیہ تک پہنچا۔ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْکَہْفِ وَالرَّقِیْمِ کَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ اس وقت میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جب میں نے بنظر غور دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ سر مبارک حضرت امام حسینؑ کا ہے میں نے کہا۔ اے فرزند رسولؐ آپ کا حال اصحاب کہف کے حال سے زیادہ عجیب ہے۔ و بروایت دیگر جب آنحضرتؐ کا سر مبارک بازار کوفہ میں پہنچا۔ نیزے کے اوپر اس وقت سر مطہر نے بلند آواز سے سورہ کہف پڑھنا شروع کی۔ اور پھر اس آیہ کی تلاوت کی اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّہِمْ وَزِدْنٰہُمْ ھُدًی۔ ان معجزات کے مشاہدہ سے بھی ان کافروں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ بلکہ ان کی ضلالت بڑھتی گئی۔ و بروایت دیگر جب سر مطہر کو فہ میں درخت پر لٹکایا۔ تو یہ آیہ کی تلاوت فرمایا۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ یعنی بہت قریب معلوم ہو گا۔ ظالموں کو کہ کیونکر ان کی بازگشت ہے۔

خبر شہادت سید الشہدا کا مدینہ میں پہنچنا

و بروایت سابقہ ابن زیاد لعین نے اطراف بلاد میں فتح نامے روانہ کیے اور یزید پلید کو

لکھا۔ کہ جو کچھ بقیہ اہل بیت رسالتؐ کے لیے حکم ہو۔ اس کی تعمیل کروں اور ایک خط اس ملعون نے عمرو بن سعید امیر مدینہ کو بھی لکھا جب اس ملعون کو یہ خبر پہنچی۔ اس نے حکم دیا۔ کہ مدینہ میں ندا کرو۔ حسینؑ قتل ہو گئے بمجرد اس صدا کے خانہ ہائے بنی ہاشم اور تمام مکانات مدینہ سے صدائے شیون بلند ہوئی۔ کہ کبھی ایسا ماتم مدینہ میں برپا نہ ہوا تھا۔ بعد اس کے وہ ملعون منبر پر گیا۔ اور کہا۔ یہ نالہ و شیون اس نالہ و شیون کا عوض ہے۔ جو خانہ ہائے بنی امیہ سے قتل عثمان پر بلند ہوا تھا۔ بعد ازاں مصلحتاً کہا۔ میں چاہتا تھا۔ ان کا سر ان کے بدن پر ہوتا اور وہ مجھے گالیاں دیتے اور میں ان کی مدح کرتا۔ لیکن کیا کروں۔ جو شخص تلوار کھینچ کے میرے قتل کا قصد کرے۔ بغیر اس کے قتل کے اور کیا چارہ ہے یہ سن کر عبداللہ بن صائب نے اٹھ کر کہا اگر فاطمہ زندہ ہوتیں۔ تو سر حسین دیکھتیں۔ تو اپنا کیا حال کرتیں۔ عمرو نے کہا میں فاطمہ سے زیادہ سزاوار ہوں ان کا پدر میرا عم اور ان کا شوہر برادر اور ان کا فرزند میرا فرزند ہے۔ اگر فاطمہ زندہ ہوتیں ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور ان کے دل میں آتش حسرت مشتعل ہوتی۔ مگر ان کے قتل کرنے والے پر ملامت نہ کرتیں۔ بعد ازاں ایک غلام نے عبداللہ ابن جعفر پاس جا کے ان کے دونوں فرزندوں کی خبر شہادت بیان کی حضرت عبداللہ بن جعفر نے بزبان صبر و رضا کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ سن کر ابو سلاسل کہ منجملہ غلامان آزادہ کردہ حضرت عبداللہ تھا۔ کہنے لگا۔ کہ یہ مصیبت بسبب حسینؑ بن علیؑ کے ہمیں پہنچی۔ جب اس غلام بدانجام نے یہ کہا عبداللہ نے اسے کفش اپنی ماری اور کہا اے فرزندہ کنیز گندہ امام حسینؑ کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے۔ قسم بخدا مجھے آرزو تھی کہ میں خود آنحضرتؑ کے ہمراہ شہید ہوتا۔ اور اس سے بھی خوش ہوں کہ بحمداللہ میرے فرزندان کے ہمراہ بسعادت شہادت فائز ہوئے۔ اگرچہ میں سعادت شہادت سے محروم رہا۔ بعد ازاں ام لقمان دختر عقیل بن ابی طالب نے مع اپنی خواہروں کے صدائے گریہ و زاری بلند کی۔ اور سید الشہدا۔ اور شہدائے کربلا پر گریہ کرتیں۔ اور مرثیہ پڑھتی تھیں۔ و بروایت دیگر زینبؑ دختر عقیل نے اپنے گیسو پریشان کر کے خوناب اشک آنکھوں سے رواں کیے اور کہتی تھیں۔ اے کافران بے حیا پیغمبر خدا کو کیا جواب دو گے جس وقت آنحضرتؐ تم سے پوچھیں گے کہ میری عترت برگزیدہ سے تم نے میرے بعد کیا سلوک کیا۔ اور کس وجہ سے ان کو قتل کیا اور اسیر کیا میری نیکیوں کا یہی عوض تھا۔ ناگاہ ایک آواز درمیان ہوا پیدا ہوئی۔ اور لوگوں نے سنا۔ کہ امام مظلومؑ پر کوئی نوحہ کر رہا اور مرثیہ پڑھتا ہے۔ جب رات ہوئی تو اطراف و جوانب سے صدا نوحوں مرثیوں کی بلند ہوئی اور معلوم ہوا۔ کہ آوازیں جنات کی ہیں۔ مگر ان پڑھنے والوں کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔

قصہ محافظ سر مبارک امام حسین علیہ السلام۔ جب یزید پلید ابن زیاد لعین کے نامہ پر مطلع ہوا۔ اس لعین کو لکھا۔ کہ سرہائے شہدا مع اسیروں کے شام کی طرف روانہ کر۔ جب اس بدترین اشقیا کا نامہ اس لعین کو پہنچا محضر بن ثعلبہ کو بروایت دیگر زحر بن قیس

کو طلب کر کے سرہائے شہدا اس کو دیئے۔ اور ابو بردہ بن عوف اور طارق بن ابی ظبیان کو مع گروہ ملاعین اہل کوفہ اس کے ہمراہ کیا۔ اور ان بزرگواروں کے سر شام کی جانب روانہ کئے۔ بعد چند روز کے سامان سفر مخدرات اہل بیت حضرت خیر البشرؐ مہیا کیا۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے گلوئے مبارک میں طوق پہنایا۔ اور مخدرات سرادق عصمت و طہارت کو مثل اسیروں کے اونٹ پر سوار کیا۔ اور شمر لعین و مخالفان و منافقان یزید بن کو اس جماعت کے عقب روانہ کیا۔ تاکہ ان کے ملحق ہوں۔ سید ابن طاؤس وغیرہ نے ابن امیہ وغیرہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں خانۂ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ کہتا تھا۔ خداوندا مجھے بخش دے اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشے گا۔ میں نے کہا۔ اے شخص خدا سے خوف کر۔ اور یہ کلمات نہ کہو۔ کیونکہ اگر تیرے گناہ مثل قطرات باراں و برگ درختاں ہوں گے۔ اور تو خدا سے آمرزش طلب کرے گا۔ تو امید بخشش ہے۔ اور خدا امرزندہ اور مہربان ہے۔ اس شخص نے کہا۔ میرے قریب آؤ۔ کہ اپنا قصہ تم سے بیان کروں۔ پس مجھے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان پچاس آدمیوں سے ہوں۔ جو امام حسینؑ کے سر مبارک پر راہ شام میں معین تھے ہم ہر شب صندوق امام حسینؑ پاس رکھتے تھے۔ اور شراب خوری کرتے تھے۔ ایک شب ان سب نے شراب پی اور میں نے شراب نہ پی۔ جب وہ سب خواب مرگ میں گئے۔ میں نے مثل صدائے رعد و برق آسمان سے ایک آواز سنی اور کبھی ایسی آواز نہ سنی تھی اور ایک آواز آئی۔ کہ کوئی کہتا ہے محمدؐ مصطفی تشریف لاتے ہیں۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے۔ آواز گھوڑوں کی اور کھڑکھڑاہٹ ہتھیاروں کی میں نے سنی۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و اسماعیلؑ و اسحٰقؑ اور حضرت پیغمبر آخر الزمانؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین مع جبرئیلؑ امین و میکائیل و کروبیاں و روحانیاں و ملائکہ مقربین آسمان سے زمین پر آئے جبرئیلؑ قریب صندوق گئے۔ اور حضرت سید الشہداؑ کا سر مبارک باہر نکالا۔ اور بوسہ دے کے اپنے سینے سے لگایا اور گریہ کیا۔ بعد ازاں تمام پیغمبر اس سر کو لیتے۔ اور بوسے دیتے تھے اور گریہ کناں حضرت رسولؐ کو تعزیت دیتے تھے۔ اور وہ حضرت زار زار روتے تھے و بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے فرمایا ان سے تم نے دیکھا۔ کہ میرے فرزند اور میرے نور دیدہ سے کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبرئیل حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا۔ یا رسول اللہ حق تعالے نے مجھے آپ کی اس امت جفاکار کے حق میں آپ کی اطاعت پر مامور کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو زمین کو سرنگوں کر دوں۔ جیسا کہ قوم لوط کے حق میں کیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیل میں چاہتا ہوں کہ روز قیامت ان سے مخاصمہ کروں۔ پس آنحضرتؐ نے مع ارواح انبیاء و ملائکہ سید الشہداؑ پر نماز پڑھی اور درود بھیجا۔ ناگاہ ایک گروہ ملائکہ نازل ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ حق تعالے نے ہم کو حکم کیا ہے کہ ان پچاس آدمیوں کو قتل کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا جس کام پر مامور ہوئے ہو اس

کی تعمیل کرو۔ ان ملائکہ کے ہاتھوں میں حربہائے آتش تھے۔ وہ حربہ جسے مارتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اسے جلا دیتی تھی۔ پس ان میں سے ایک نے میری جانب قصد کیا۔ میں نے فریاد کی۔ الامان الامان یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ دور ہو خدا تجھے نہ بخشے۔ جب صبح ہوئی میں نے دیکھا میرے سب ساتھی۔ خاکستر ہو گئے تھے۔ دبروایت دیگر جب ہم شہر بعلبک کے قریب پہنچے۔ اہل شہر مع علم ونقارہ دو فرسخ سے استقبال کو آئے اور اظہار شادی و سرور کرتے تھے۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ خدا تمہاری جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اور تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے۔ جو تم کو قتل کرے۔ اس وقت حضرت امام زین العابدینؑ نے جفائے زمانہ غدار و شکایت روزگار میں چند شعر پڑھ کے گریہ فرمایا۔

قصہ راہب سر اقدس امام حسین علیہ السلام

قطب راوندی نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے۔ میں نے ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو سر مبارک امام حسینؑ کے ہمراہ شام تک گئے تھے۔ حرم مکہ میں دیکھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا۔ راہ شام میں ہم ایک نصرانی راہب کے گرجا میں پہنچے۔ اور آنحضرتؐ کا سر مبارک نیزہ پر نصب تھا۔ اور ہم اس کے گرد حفاظت کر رہے تھے۔ ہم شراب پی کر عیش و سرور میں مشغول ہوئے۔ ناگاہ ہم نے دیکھا۔ دیوار گرجا پر سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ اس نے بقلم فولاد و خون سے اس مضمون کے چند شعر دیوار گرجا پر لکھے ؎

اترجوا امۃ قتلت حسینا　　　شفاعۃ جدہ یوم الحساب

جن کا ترجمہ حضرت کوثر بھریلوی نے یوں کیا ہے ؎　　　(ابو نعیم)

مل کر شہید جن نے کیا ہے حسینؑ کو　　　محشر میں وہ شفاعت احمدؐ نہ پائیں گے

دیکھ کے خوف زدہ ہوا۔ اور قصد کیا۔ اس ہاتھ کو پکڑ لوں۔ مگر وہ ہاتھ غائب ہو گیا۔ جب ہم پھر شراب خواری میں مشغول ہوئے۔ پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا اور اس مضمون کا دوسرا شعر لکھا ؎

کوئی شفیع نہ ہوئے گا میدان حشر میں　　　معذب رہیں گے سقر میں وہ اشقیا سدا

جب ہم سے ایک شخص نے پھر اس ہاتھ کے پکڑنے کا ارادہ کیا۔ وہ پھر غائب ہو گیا جب ہم پھر بیٹھے۔ وہ پھر غائب سے ظاہر ہوا۔ اور اس مضمون کا تیسرا شعر لکھا ؎

کتاب خدا سے موڑ کے منہ کو لعینوں نے　　　فاسق کے حکم سے کیا ذبح حسینؑ کو

اس رات گرجا کی کھڑکی سے راہب نے باہر سر نکالا۔ دیکھا۔ ایک نور اس سر مطہر سے طرف آسمان ساطع ہے یہ دیکھ کر اس لشکر شقاوت اثر سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا۔ عراق میں حسینؑ سے لڑنے گئے تھے۔ اور

یہ سر ان کا یزید پاس لئے جاتے ہیں۔ راہب نے کہا۔ وہ حسینؑ جس کا پدر تمہارے پیغمبرؐ کا ابن عم ہے اور اس کی مادر تمہارے پیغمبرؐ کی دختر ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ راہب نے کہا۔ تم پر لعنت ہو۔ اگر عیسیٰ کا پسر ہوتا تو اس کو ہم اپنی آنکھوں پر رکھتے۔ تم اپنے سردار سے کہو۔ مجھ سے دس ہزار درہم لے۔ اور یہ سر مجھے دے دے۔ کہ آج کی شب میرے پاس رہے اور جب صبح کو تمہارا وقت کوچ ہوگا۔ میں یہ سر دے دوں گا۔ جب عمر سعد لعین سے کہا۔ وہ راضی ہو گیا۔ اور کہا۔ روپیہ لے کر یہ سر اس کو دے دو۔ کہ صبح تک اس کے پاس رہے پس راہب نے دس ہزار درہم کے تو ڑے گرجا کی کھڑکی سے ان کی طرف پھینک دیئے۔ عمر بن سعد لعین نے ایک ایک درہم پر رکھ لیا اور سر بمہر کر کے تو بلدار کے سپرد کر دیا۔ اور سر آنحضرتؑ اسے دے دیا۔ جب راہب اس سر بزرگوار کو اپنے گرجا میں لے گیا۔ اس کا گرجا۔ اس سر مطہر کے نور سے روشن ہو گیا۔ اور صدائے ہاتف سنی کہ خوشا حال تیرا اور خوشا حال اس شخص کا جو اس بزرگوار کی حرمت جانے پھر راہب نے سر مطہر کو گلاب سے دھویا۔ اور مشک و کافور سے معطر کر کے اپنی جائے نماز پر رکھا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ پروردگارا بحق عیسیٰ حکم کر کہ یہ سر بزرگوار مجھ سے کلام کرے۔ ناگاہ آنحضرتؑ کا سر مبارک گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ اے راہب تو کیا چاہتا ہے۔ راہب نے عرض کی آپ کون ہیں۔ حضرتؑ کے سر مبارک نے فرمایا۔ میں فرزند دلبند محمد مصطفیٰ و جگر گوشہ علی مرتضیٰ و نور دیدہ فاطمہ زہرا و شہید کربلا۔ و تشنہ لب مظلوم اہل جور و جفا ہوں۔ جب راہب نے یہ کلام غم انجام سنا۔ خروش بلند کیا۔ اور اپنا منہ آنحضرتؑ کے منہ پر رکھ کے کہا جب تک آپ میری شفاعت کا اقرار نہ کریں گے۔ تب تک میں اپنا منہ نہ اٹھاؤں گا۔ ناگاہ سر مبارک سید الشہداء سے آواز آئی۔ کہ تو میرے جد کا دین قبول کر۔ کہ بروز جزا تیری شفاعت کروں۔ راہب نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پس حضرتؑ نے اس کی شفاعت قبول فرمائی۔ ان ملاعین نے قصد کیا۔ کہ راہب سے سر مبارک لے لیں راہب کوٹھے پر آیا اور کہا میں چاہتا ہوں۔ تمہارے سردار سے کچھ کہوں۔ جب عمر سعد گرجا کے پاس آیا۔ راہب نے کہا میں تجھے خدا اور اس سر کے جد محمد مصطفیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اس کو صندوق میں رکھ۔ اور اس سر مبارک کو تکلیف نہ دے عمر سعد لعین نے قبول کیا۔ مگر اپنے کہنے پر وفا نہ کی۔ بعد اس کے راہب اپنے گرجا سے سوئے صحرا نکلا۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں حق تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ برحمت الٰہی ملحق ہوا۔ جب وہ ملاعین قریب دمشق پہنچے۔ عمر بن سعد لعین نے خزانہ دار سے دس ہزار درہم طلب کئے اور اپنی مہر دیکھ کے وہ توڑے کھولے دیکھا۔ کہ بجائے درہم اس میں ٹھیکریاں بھری ہیں۔ اور ان پر ایک طرف لکھا تھا۔ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ یعنی گمان نہ کر کہ جو کچھ ظالم کرتے ہیں۔ اس سے خدا غافل ہے اور دوسری طرف لکھا تھا۔ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ یعنی بہت جلد ستمگاروں کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کی بازگشت کہاں۔ یہ دیکھ کر

اس ملعون نے کہا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہ راجعون۔ میں نے دنیا و آخرت کو برباد کیا۔ پس ان ٹھیکریوں کو دریا میں پھینکوا دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس راہب کا قصہ اور سر امام حسینؑ سے راہب پر کشف یعنی ظاہر ہونا قصص مشہور سے ہے۔ اور اکثر کتب فریقین میں مذکور ہے اور شعرا نے بھی اس قصہ کو نظم کیا ہے۔ اور اکثر روایات میں ذکر ہے کہ یہ حال منزل قنسرین میں گذرا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ راہب یہودی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ جس صندوق میں آنحضرت کا سر مبارک تھا۔ اس سے نور ساطع ہے۔ اس نے وہ سر اطہر ان سے لیا۔ اور اس سر مطہر کو معطر کیا۔ اور اس سے التماس شفاعت کی۔ حضرت کے سر منور نے فرمایا۔ اگر میرے جد کا دین قبول کرے تو میں تیری شفاعت کروں۔ پس اس یہودی نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ اور وہ سب مسلمان ہوئے۔

دمشق میں اہل بیت اطہار کا ورود

سید ابن طاؤس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام زین العابدین نے فرمایا جب ہمیں یزید پلید پاس لئے جاتے تھے۔ تو ہم کو شتر برہنہ پر سوار کیا تھا۔ اور مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت بھی شتران برہنہ پر سوار تھے۔ اور ہمارے جد عالی مقدار کا سر مبارک نیزے پر ہمارے آگے آگے لئے جاتے تھے اور وہ اشقیا ہمارے گرد حلقہ کئے تھے جو ان اشقیا سے ہمیں روتے دیکھتا تھا۔ وہ ہمارے سر پر نیزہ مارتا تھا۔ یہاں تک کہ اس حال سے ہم کو دمشق میں داخل کیا۔ جب ہم اس شہر شوم میں پہنچے۔ ایک ملعون نے آواز دی۔ کہ یہ اہل بیت ملعون ہیں (معاذ اللہ) بروایت اوّل جب وہ شہر دمشق کے قریب پہنچے ام کلثوم نے شمر لعین سے کہا۔ جب ہم کو شہر میں داخل کرنا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنا۔ کہ عورتوں کو اس راہ سے لے جائیں جس طرف تماشائی کم ہوں یا یہ کہنا۔ کہ سروں کو آگے سے لے جائیں۔ تاکہ لوگ سروں کے دیکھنے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں۔ اس ولد الزنا نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ بلکہ کثرت کفر و عناد سے حکم دیا۔ کہ سروں کو شتران حرم کے بیچ میں لے چلو۔ بعض کتب معتبرہ میں سہل بن سعد سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں شہر دمشق میں داخل ہوا۔ میں نے شہر کو نہایت آباد اور کثرت اشجار و انہار و مکانات بلند و قصور رفیعہ سے معمور پایا۔ اور دیکھا۔ کہ وہاں کے بازاروں کو خوب مزین کیا ہے دکانوں پر پردے لٹکائے ہیں۔ لوگوں نے اپنی زینت کی ہے۔ دف و نقارے وغیرہ بجاتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ شاید آج ان کا عید کا دن ہے۔ یہ خیال کر کے میں نے لوگوں سے پوچھا۔ کیا یہاں آج کوئی عید ہے جس کو ہم نہیں جانتے لوگوں نے کہا۔ اے سہیل ہم کو تعجب ہے کہ آسمان سے خون کیوں نہیں برستا۔ اور زمین سرنگوں کیوں نہیں ہوتی۔ اے سہیل یہ خوشی اس واسطے کہ سر امام حسینؑ ابن علیؑ یزید کے لئے ہدیہ لائے ہیں میں نے کہا۔ سبحان اللہ ایسے امر اعظم پر لوگ شادی و خوشی و سرور کرتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ کس دروازے لائیں گے۔ کہا۔

دروازے سا عات سے یہ سن کے میں اس دروازے کی طرف دوڑا جب قریب دروازہ پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں رایت کفر وضلالت پے بہ پے ہم چلے آتے ہیں۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک سوار آتا ہے۔ اور نیزہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر اس پر نصب ہے جو حضرت رسولؐ سے بہت مشابہ ہے۔ بعد ازاں دیکھا۔ کہ شتران برہنہ پر جو بیبیاں پیچھے سوار ہیں۔ پس میں ان میں سے ایک معظمہ کے قریب گیا۔ اور پوچھا۔ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میں دختر امام حسینؑ ہوں۔ میں نے کہا۔ میں تمہارے جد بزرگوار کے اصحاب سے ہوں۔ اگر کوئی خدمت ہو تو مجھ سے فرمایئے سکینہ نے کہا۔ اگر تم سے ہو سکے تو اس بدبخت سے کہو۔ جس کے پاس میرے پدر بزرگوار کا سر ہے کہ ہمارے درمیان سے نکل جائے۔ اور سروں کو آگے لے جائے۔ تاکہ لوگ ان کے تماشے میں مشغول ہوں۔ اور ہماری طرف نظر نہ کریں سہل کہتا ہے۔ میں اس ملعون پاس گیا۔ اور اس سے کہا۔ میری ایک حاجت ہے مجھ سے چار سو طلا دینار لے۔ اس نے کہا۔ تمہاری کیا حاجت ہے میں نے کہا۔ میری یہ حاجت ہے۔ کہ عورتوں کے درمیان سے اس سر کو لے جا۔ اس ملعون نے مجھ سے روپیہ لے لیا۔ اور سر کو علیحدہ لے گیا۔ در روایت ابن شہر آشوبؒ جب اس نے اس روپیہ کے خرچ کرنے کا قصد کیا۔ تو وہ روپیہ سنگ سیاہ ہو گیا تھا اور ایک جانب لکھا تھا۔ لاتحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ اور دوسری جانب لکھا تھا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

روایت منہال بن عمرو

قطب راوندی نے منہال بن عمرو سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دمشق میں سر امام حسینؑ دیکھا۔ کہ نیزہ پر نصب تھا۔ اور کوئی حضرت کے آگے آگے سورۂ کہف پڑھتا تھا۔ جب اس آیت تک پہنچا۔ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانو من اٰیاتنا عجباً۔ بقدرت خدا سر سید الشہدا بزبان فصیح گویا ہوا۔ اور فرمایا۔ میرا قصہ اصحاب کہف سے عجیب ہے۔ اور یہ آیت حضرت کی رجعت پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حضرت زمانہ رجعت میں کفار سے طلب خون کریں گے پس ان کفاران غدار نے اہل بیت اطہار کو دروازہ جامع مسجد دمشق میں ٹھہرایا ایک مرد پیر اہل شام نے ان سے کہا۔ الحمد للہ خدا نے تم کو قتل کیا۔ اور یزید کو تم پر مسلط کیا۔ جب اس کا کلام تمام ہوا۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا کہ اے شیخ تو نے قرآن پڑھا ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ آیہ بھی پڑھا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اس نے کہا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ قربیٰ سے مراد ہم ہی ہیں۔ ہماری مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ یہ آیہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ وآت ذی القربیٰ اس نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس آیہ سے بھی ہم مراد ہیں۔ کہ خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم کیا ہے۔ کہ حق ہمارا ہم کو عطا کرے۔ پھر فرمایا ہے۔ یہ آیہ بھی پڑھا ہے کہ۔ واعلموا انما غنمتم من شیءٍ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ۔ اس نے کہا ہاں پڑھا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ ذوالقربیٰ ہم ہی ہیں

کہ قریب ہیں قربت رسولؐ میں۔ پھر فرمایا۔ یہ آیہ بھی تو نے پڑھا ہے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ اس نے عرض کیا۔ ہاں پڑھا ہے۔ حضرت نے فرمایا ہم ہی ہیں اہل بیت رسالتؐ کو خدا نے ہماری پاکیزگی کی۔ شہادت دی ہے۔ وہ مرد پیر یہ سن کے گریاں ہوا۔ اور اپنے کلام سے پشیمان ہوکے عمامہ اپنے سر سے پھینک دیا۔ اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ خداوندا میں بیزاری اور نفرت کرتا ہوں دشمنان آل محمدؐ سے جن ہوں یا انس۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اگر میں توبہ کروں۔ تو میری توبہ قبول ہو گی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ پس اس مرد پیر نے توبہ کی۔ اور جب یہ خبر یزید پلید کو پہنچی۔ اس نے مرد پیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ جب فرزندان و خواہران و خویشان سید الشہداؑ کو مجلس یزید پلید میں لے گئے۔ شتران برہنہ بے عماری و محمل پر سوار کر کے۔ اس وقت ایک شامی ملعون نے کہا۔ میں نے ان سے بہتر اسیر نہیں دیکھے۔ حضرت سکینہؑ نے کہا۔ اے شقی ہم اسیر آل محمدؐ سے ہیں۔ اور دوسری روایت میں منقول ہے کہ ملک شام میں سر مبارک سید الشہداؑ سے مکرر سنا گیا۔ لاحول ولاقوۃ الّا باللّٰہ۔ دوسری روایت میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جس وقت اہل بیت عصمت و طہارت دمشق میں داخل ہوئے پسر طلحہ حضرت امام زین العابدینؑ پاس آیا۔ اور جن زخمہائے کاری جنگ جمل سے اس کا سینہ فگار تھا بکمال بغض و عداوت بکنے لگا۔ کہ آخر الامر آپ مغلوب ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو چاہتا ہے۔ کہ دریافت کرے۔ کون مغلوب ہوا۔ تو وقت نماز اذان و اقامت سن کہ کس کا نام دونوں میں پکارتے ہیں اور کس کا شہرہ بلند ہے اور تا روز قیامت بلند رہے گا۔

بیان دربار یزید ملعون

پس یزید پلید ایک دن دربار آراستہ کر کے بازینت احتشام تخت پر بیٹھا اور ملاعین اہل شام کو جمع کر کے اہل بیت حضرت رسولؐ کو طلب کیا جب اہل بیتؑ اس ملعون کے دروازہ تک پہنچے۔ مخضر بن ثعلبہ ملعون نے آواز دی۔ کہ ہم برے ابہروں کو مجلس امیر المومنین میں لائے ہیں۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے اثنائے راہ میں کسی سے کلام نہ کیا۔ مگر اس وقت فرمایا کہ خدا و خلق خدا پر ظاہر ہے۔ کہ فاجر و لئیم کون ہے۔ پھر عبدالرحمٰن بن حکم نے کہا۔ تو نے خوب کیا۔ کہ نسل فاطمہؑ طاہرہ کو منقطع اور نسل سمیہ زانیہ کو بڑھایا۔ یزید نے اس سے کہا۔ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ کہو۔ جب حضرت امام حسینؑ کے سر منور کو اس بدگہر کے سامنے رکھا۔ اس شقی نے خوش ہو کے کہا۔ اس سر کا مالک کہتا تھا۔ میرے والدین اس کے والدین سے افضل ہیں۔ اور میرا جد اس کے جد سے بہتر ہے اور میں اس سے بہتر ہوں۔ اور اس بات پر وہ قتل ہوئے۔ اور بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے۔ جب سر مطہر امام حسینؑ کو یزید کی مجلس شراب میں لے گئے۔ اس وقت ہمراہ رفقا وہ ملعون شراب زہر مار کرتا تھا۔ اور شطرنج

کھیلتا تھا۔ اور اپنے ہم صحبتوں کو شراب دے کے کہتا تھا پیو کہ یہ شراب مبارک ہے اس لیئے کہ یہ سر تیرے دشمن کا ہے۔ جو میرے پاس رکھا ہے۔ اور میں خوش و خرم ہوں۔ اور حضرت امام حسین اور ان کے پدر و جد صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کلمات ناسزا کہتا تھا۔ اور جب شطرنج میں اپنے حریف پر غالب ہوتا تین پیالے شراب کے زہر مار کرتا۔ اور بقیہ شراب جو بچتی وہ اس طشت میں سر اقدس امام مظلوم رکھا تھا۔ ڈال دیتا تھا حضرت فرماتے ہیں۔ کہ جو ہمارے شیعوں سے ہے اسے لازم ہے۔ کہ شراب اور شطرنج سے اجتناب کرے کہ یہ ہمارے دشمنوں کا کام ہے۔ اور جو شخص دیکھے شراب اور شطرنج کے حضرت امام حسین پر صلوات بھیجے۔ اور یزید و آل یزید پر لعنت کرے۔ حق تعالی اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔ اگر چہ بعد ریگ صحرا و ستارہ ہائے آسمان ہوں۔

حال دربار یزید ملعون

علی بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت امام زین العابدین کو مع تمامی اولاد حضرت رسولؐ با طوق و زنجیر اور مخدرات اہل بیت اطہار کو مجلس یزید میں لے گئے۔ اس ملعون نے کہا۔ الحمد للہ تمہارے باپ کو خدا نے قتل کیا۔ حضرت زین العابدین نے فرمایا لعنت خدا اس شخص پر جس نے میرے باپ کو قتل کیا۔

یہ سن کر وہ شقی برہم ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ امام زین العابدینؑ کو قتل کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو مجھے قتل کرے گا۔ دختران رسولؐ کو ان کے گھروں تک کون پہنچائے گا۔ کہ سوائے میرے ان کا کوئی محرم نہیں۔ اس ملعون نے شرمندہ ہو کے کہا۔ تم ہی ان کو لے جاؤ گے۔ بعد اس کے حضرت امام زین العابدین کو اپنے پاس بلایا۔ اور سوہن لے کر اپنے دست نجس سے طوق آہنی کو گلوئے مبارک سے قطع کیا۔ اور کہنے لگا۔ تم نے دیکھا۔ کس لیئے میں نے یہ کام کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں اس واسطے کہ سوائے تیرے کسی کا مجھ پر احسان نہ ہو۔ کہنے لگا۔ سچ کہا۔ پھر اس ملعون نے یہ آیہ پڑھا وما اصابکم من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا لیلا ن سر اعلی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتیکم۔ یعنی نہیں پہنچتی تم کو کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں کو مگر کتاب میں لکھ دیا گیا قبل آفرینش تمہارے نفوس کے اس لیئے کہ تم ملول نہ ہو۔ اس بات سے جو تم سے فوت ہوئی اور شاد نہ ہو اس سے جو کچھ تم کو دیا گیا۔ اور فرمایا کہ مراد ہم ہیں۔ کہ اس آیہ پر ہم نے عمل کیا ہے اور قضائے حق تعالیٰ پر ہم راضی ہیں۔ اور جو کچھ ہم سے فوت ہوا دنیا میں ہم اس پر محزون نہیں ہوئے اور جو کچھ ہم کو نعمہائے دنیا سے پہنچتا ہے۔ اس پر ہم خوش نہیں ہوئے۔ و بروایت ابن نما وغیرہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا۔ کہ ہم بارہ شخص اہل بیت حضرت رسولؐ تھے کہ ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ ہمارے گلوں میں طوق آہنی اور بازوں میں رسی باندھی تھی

میں نے کہا۔ اے یزید میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ اگر حضرت رسولؐ ہم کو اس حال سے دیکھیں تو کیا کہیں
پھر فاطمہ دختر امام حسینؑ نے کہا۔ اے یزید دختران حضرت رسولؐ کو تو اسیر کرتا ہے۔ یہ سن کے حاضرین مجلس
سب کے سب رونے لگے۔ اور آواز عورتوں کے رونے کی یزید کے گھر سے بلند ہوئی اس وقت اس ملعون نے
حکم دیا۔ کہ طوق و زنجیر اتار لیں۔ اور امام حسینؑ کا سر مبارک طشت میں رکھ کے اس کے آگے لے گئے۔ جب
حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے پدر بزرگوار کے سر منور کو دیکھا۔ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور اشک
خونیں بہائے۔ بعد اس کے مدۃ العمر تک کبھی کلۂ گوسفند تناول فرمایا۔ اور جب حضرت زینبؑ نے اس سر
منور کو دیکھا۔ بیتاب ہو کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور بصدائے حزین فریاد کی۔ یا حسینا اے حبیب
قلب رسولؐ خدا اے فرزند اے فرزند حضرت دلبند سیدۃ النساء اے جگر گوشۂ محمد مصطفیٰؐ اے
نور دیدہ علی المرتضیٰؑ۔ اس کلام سے اہل مجلس میں خروش و ماتم بپا ہوا۔ اور یزید ملعون خاموش تھا۔ پس ایک
زن ہاشمیہ نے جو یزید کے گھر میں تھی۔ بنوحہ و فریاد و صدا بلند کی اور کہتی تھی۔ یا حسیناہ اے بزرگ اہلبیت
رسول خداؐ اے فرزند محمد مصطفیٰؐ اے فریاد رس بیوہ زناں و یتیماں اے کشتۂ تیغ اولاد زناکاراں پھر دو،
ماتم برپا ہوا۔ اور وہ ولد الزنا بے حیا کچھ متاثر نہ ہوا۔ اور خیزران کی چھڑی دندان مبارک پر لگاتا تھا اور کہتا تھا

لیت اشیاخی ببدر شہدوا   جزع الخزرج من وقع الاسل
قد قتلنا القوم من ساداتہم   وعدلناہ ببدر فاعتدل

کاش بزرگان بنی امیہ جو جنگ بدر میں قتل ہوئے ہیں۔ اس وقت ہوتے دیکھتے ہیں ان کے قاتلوں کی اولاد
سے انتقام لیا۔ تو یہ جواب ضرور یہ ضرور دیتے۔ اے یزید تیرا ہاتھ شل نہ ہو۔ کیا خوب انتقام لیا تو نے پس،
ابو برزہ اسلمی کہ اصحاب رسولؐ سے اس مجلس میں موجود تھے۔ کہنے لگے۔ تجھ پر وائے ہو۔ اے یزید تو چھڑی
کو دندان حسین فرزند فاطمہ پر مارتا ہے حالانکہ میں نے مکرر دیکھا ہے کہ حضرت رسولؐ ان کے اور ان لب و
دندان مبارک کے بوسے لیتے اور فرماتے تھے۔ تم بہترین جوانان اہل بہشت ہو خدا قتل کرے تمہارے قاتلوں
کو اور خدا لعنت کرے۔ اور ان کو عذاب الیم میں گرفتار کرے اور ان کو اسفل درک جہنم میں جگہ دے۔ یہ
سن کے یزید نے غضبناک ہو کے حکم دیا کہ ان کو دربار سے نکال دو۔

دربار یزید میں جناب زینبؑ کا خطبہ فصیحہ اس وقت حضرت زینبؑ دختر جناب امیرؑ نے کہا
ہم خدا کی حمد کرتے۔ اور اپنے جد سرور پیغمبراں
پر درود بھیجتے ہیں۔ اور خدا نے سچ فرمایا کہ ان لوگوں کا انجام کار کیا ہو گا۔ جنہوں نے برے کام کئے ہیں
اور جنہوں نے آیات خدا کی تکذیب کی۔ اور اس پر ہنستے ہیں۔ آیا تو گمان کرتا ہے۔ اے یزید

اس حالت میں کہ تو نے ہم پر سختی کی۔ اور اسیر کر کے شہر بشہر پھرایا۔ کہ یہ بات سب ہماری خواری و ذلت کا نزدیک خدا ہے۔ اور تیرے لئے سبب کرامت و بزرگواری کا ہے۔ یہ گمان کر کے تو تکبر کرتا۔ اور خوش ہوتا ہے۔ کیا تو نے کلام خدا کو بھولا دیا۔ کہ فرماتا ہے۔ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا اَنَّمَا نُمْلِی لَهُمْ خَیْرٌ لِاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِی لَهُمْ لِیَزْدَادُوا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۔ حاصل مضمون یہ ہے کہ گمان کر کہ جو مہلت کافروں کو دی ہے۔ ہم نے وہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ اس لئے مہلت دیئے گئے۔ کہ اپنے گناہوں کو زیادہ کریں اور ان کے لئے عذاب خوار کنندہ ہے۔ کیا یہی تیری عدالت ہے۔ اے فرزند غلامان آزاد کردہ تو نے اپنی عورتوں اور کنیزوں کو پردے میں بٹھایا۔ اور بکمال شقاوت و طغیانی و انکار پیغمبری سرور انبیاء ان کی عترت و ذریت کو اسیر کر کے شتران بے کجاوہ و ہودج پر شہر بشہر پھراتا ہے جن کا کوئی مددگار معین و یاور نہیں اور یہ ظلم و ستم اس فرقۂ ناہنجار سے بعید نہیں جنہوں نے برگزیدگان خدا کا جگر چبایا ہو۔ اور وہ بدکار خون شہیدان کے پلے ہوں۔ اور ہمیشہ حضرت رسولؐ پر تلوار کھینچا کئے ہوں۔ اور یہ سب کفر و ضلالت قدیم کا نتیجہ ہے اور شمشیر ہائے بدر و احد کا کینہ دیرینہ ہے۔ کہ بغض و عداوت سے اہل بیت رسولؐ کو دیکھتا ہے۔ اور ان کے قتل سے کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور نہایت خوشی سے لب و دندان سید جوانان بہشت پر جو کہ بوسہ گاہ حضرت رسولؐ ہیں۔ چھڑی لگاتا اور اپنے اجداد اور اسلاف مشرکین سے جو کہ جہنم میں ہیں داد خواہ ہے اور اہل بیت رسالت و خورشید فلک امت کے قتل و ہلاکت پر انہیں دوزخیوں سے تقرب چاہتا ہے۔ قسم بخدا بہت جلد اپنے بزرگوں سے تو ملحق ہوگا۔ کاش تیرا دست نحس خشک ہوتا۔ اور تو اپنی مادر سے متولد نہ ہوتا۔ تو جو کچھ تو نے کیا۔ اور کہا نہ کرتا۔ اور نہ کہتا۔ خداوندا جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ ان سے ہمارا انتقام لے اور جنہوں نے ہمارا خون بہایا۔ اور ہمارے وارث و مددگار کو قتل کیا۔ ان پر اپنا غضب نازل کر اور اے یزید قسم بخدا کہ نہیں قطع کیا۔ تو نے مگر اپنے پوست کو اور نہیں کاٹا تو نے مگر اپنے گوشت کو۔ اور بہت جلد تو حضرت رسولؐ کے آگے حاضر ہوگا۔ درانحالیکہ تو نے ان کی ذریت کی خونریزی کی اور ان کی عترت کی ہتک حرمت کی مگر جس روز ان کا تفرقہ بجمعیت اور پراگندگی مبدل بانیت ہوگی۔ اس روز خدا ان کا عوض ان کے ظالموں سے لیگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ظالموں پر گمان کرد۔ جو راہ خدا میں قتل ہوئے کہ وہ مر گئے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور ایک روز آنے والے ہیں۔ اور خدا تیرے لئے حاکم بحق اور پیغمبرؐ تجھ سے مخاصمہ کے لئے کافی ہیں اور جبرئیل ان کا یاور و مددگار ہے۔ اور تم بہت جلد اپنے اعمال کی سزا پاؤگے۔ اور جس نے تجھ کو مسلمان پر مسلط کیا اور خلافت باطل کو تیرے سے قرار دیا۔ وہ اپنی سزا کو پہنچا۔ اور قریب ہے کہ دیکھے۔ تو اپنی جائے ناپاک اپنے قلیل اعوان کو اور یہ سرزنش و نکوہش اس لئے نہیں

کی گئی۔ کہ تجھے موثر ہے۔ حالانکہ تو اہل اسلام کی آنکھوں کو گریاں اور انکے سینوں کو بریاں کر چکا۔ اور سنگدلوں کو جو طاغی اور سرکش ہیں۔ اور بدن ان کے غضب و لعنت خدا اور رسولؐ سے مملو ہیں اور سینے ان کے جو کہ تل واشبانہ شیطان ہیں ایسے مواعظ انہیں کیا مفید ہوتے ہیں۔ باعانت مردمان شیطان سیرت و بہ کاران خبیث سریرت جو کچھ تو نے چاہا کر گذرا۔ اس حالت میں پرہیزگاران و فرزندان اوصیائے پیغمبران کا دستہائے آزادشدگان خبیث و نسلہائے زناکاران فاجرہ سے قتل ہو جانا کہ ہمارا خون ایسے اشقیا کے ہاتھوں سے بہنا اور ہمارا گوشت ان کے ذہن ہائے نجس سے باہر گرتا ہے۔ کوئی تعجب کی بات ہے۔ اے یزید اگر تو ہم کو اپنا اسیر اس وقت جانتا ہے۔ بہت قریب ہے۔ کہ تیرے استیصال کا باعث ہو۔ اور جو تو نے اپنے ہاتھوں اپنے اعمال کا ذخیرہ کر رکھا ہے۔ ویسا ہی پائے گا۔ اور خدا اپنے بندوں پر ستم نہیں کرتا۔ میں خدا سے شکایت کرتی ہوں۔ اور وہی میرا پشت و پناہ ہے۔ اور اسی پر مجھے اعتماد ہے۔ جو مکر تو چاہ کر۔ اور جو کوشش ہم سے عداوت کرنے میں تجھے منظور ہو۔ اس میں کوتاہی نہ کر۔ قسم بخدا تو ہمارا نام نہیں مٹا سکتا اور ہماری وحی کو برطرف نہیں کر سکتا۔ اور ہماری فضیلت کو نہیں پا سکتا۔ اور اپنی عار و بدنامی کو اپنے سے دور نہیں کر سکتا۔ اور تیری رائے کچھ بھی نہیں مگر تھوڑا مکر اور ایام دولت تیرے بہت نہیں۔ مگر مدت قلیل عنقریب تیری جمعیت مبدل پراگندگی ہو جائے گی۔ جس روز کہ منادی خدا کی جانب سے ندا کرے گا۔ کہ لعنت خدا ظالموں اور ستمگاروں پر ہے۔ پس میں اس خدا کی حمد کرتی ہوں جس نے ہمارے اول پر سعادت ختم کی۔ اور ہمارے آخر رحمت و شہادت کا اختتام کیا۔ اور میں خدا سے سوال کرتی ہوں۔ کہ ان کا ثواب کامل اور ان کے اجر کو مضاعف کرے اور ہمارے درمیان خلیفہ ہو تحقیق وہی رحیم و ودود ہے اور وہی ہم کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا وکیل ہے ہمارے لئے جب یزید ملعون نے یہ کلام فصاحت نظام سنا بکمال بیحیائی کہنے لگا کہ جگر سوختہ ایسے ہی کہتے ہیں۔

کلام یزید با حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

یزید لعین پھر امام زین العابدین کی طرف مخاطب ہوا۔ اور کہا۔ اے فرزند حسینؑ تمہارے باپ نے چونکہ مجھ سے قطع رحم کیا۔ اور میری سلطنت میں منازعت کر کے میرے حق میں رعایت نہ کی۔ اس سبب سے خدا نے ان سے ایسا سلوک کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے یزید پسر معاویہ واضح ہو کہ قبل تیری پیدائش کے ہمیشہ بادشاہی و پیغمبری ہمارے باپ دادا میں رہی اور بروز جنگ بدر و احد و احزاب رایت رسول ہمارے جد علیؑ ابن ابی طالب کے دست مبارک میں رہا۔ اور رایت کفار تیرے باپ دادا کے ہاتھ میں رہا۔ اے یزید تجھ پر وائے ہو۔ اگر تو جانے کہ ہمارے برادران و پدر اور چچاؤں اور ہمارے اہل بیت کے حق میں کیسی خطاؤں کا تو مرتکب ہوا ہے۔ البتہ پہاڑوں پر تو بھاگ جائے اور خاک نشین ہو۔ اور فریاد درد و بلا و اثبوراہ تو بلند کرے۔ اے یزید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ میرے پدر حسینؑ

فرزند فاطمہؑ و علیؑ و جگر گوشہ رسول خدا کا سر مبارک تو نے دروازہ شہر پر لٹکایا ہے۔ باوجودیکہ میرے پدر تم سب میں امانت رسولؐ تھے۔ اے یزید تجھے بروز قیامت بخواری و ندامت بشارت ہو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یزید ملعون اس کلام امام زین العابدینؑ سے خشمناک ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ انہیں باغ میں لے جا کر قتل کرو۔ اور اسی جگہ دفن کرو۔ جب جلاد حضرتؑ کو باغ میں لے گیا پہلے وہ شقی قبر کھودنے میں مصروف ہوا۔ اور حضرت مشغول نماز ہوئے جب قبر کھود چکا۔ اور ارادہ قتل حضرتؑ کیا۔ اس وقت ایک ہاتھ ہوا سے نمودار ہو کے اس شقی پر لگا۔ اور وہ نابکار نعرہ مار کے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اور جہنم واصل ہوا۔ جب خالد پسر یزید نے یہ حالت دیکھی اپنے باپ پاس گیا۔ اور جو کچھ واقعہ گذرا تھا۔ اس سے نقل کیا۔ اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اس قبر میں کہ امام زین العابدینؑ کے لئے کھودی گئی تھی۔ اس میں اُسے دفن کر دیں۔ اور حضرت امام زین العابدین کو دربار میں طلب کیا۔

ایک شامی کا دختر حسینؑ کو طلب کرنا

شیخ مفیدؒ و سید ابن طاؤس وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے بروایت مختلفہ فاطمہؑ دختر امام حسینؑ سے روایت کی ہے کہ جب ہم کو مجلس یزید میں لے گئے۔ وہ ملعون ہمارے حال پر رویا۔ اس وقت شقی شامی جس کے بال سرخ تھے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ اے یزید اس دختر کو مجھے بخش دے اور میری طرف اشارہ کیا میں خوف سے کانپنے لگی اور اپنی پھوپھی زینبؑ سے لپٹ گئی۔ پھوپھی نے مجھے دلاسہ و تسکین دے کے اس شامی سے کہا۔ اے ملعون تجھے اور یزید اور کسی کو اختیار اس امر کا نہیں۔ یزید نے کہا۔ اگر میں چاہوں حکم کر سکتا ہوں۔ میری پھوپھی نے کہا قسم بخدا تو حکم نہیں دے سکتا۔ مگر یہ کہ ہمارے دین سے نکل جائے اور اپنا کفر باطنی تو ظاہر کرے۔ وہ ملعون اس کلام سے غضبناک ہوا۔ اور کہا مجھ ایسی درشتی اور سختی سے کلام کرتی ہو بلکہ معاذ اللہ تمہارے بھائی دین سے خارج ہو گئے۔ حضرت زینبؑ نے فرمایا۔ دین خدا اور ہمارے جد و پدر و برادر کے دین پر تیرے باپ دادا اور تو نے ہدایت پائی۔ بشرطیکہ مسلمان ہوتے پر۔ اس ملعون نے کہا۔ تم جھوٹ کہتی حضرت زینبؑ نے کہا۔ تو اپنی بادشاہی و سلطنت پر مغرور ہو گیا ہے۔ اور جو چاہتا ہے سو بکتا ہے۔ اب تیرا جواب میں نہ دوں گی۔ دوسری مرتبہ پھر اسی شامی نے وہی کہا۔ یزید نے کہا۔ چپ رہ خدا تجھے موت دے و بروایت دیگر ام کلثومؑ نے اس شامی سے کہا۔ اے بدبخت خدا تیری زبان کو قطع، آنکھوں کو اندھا اور ہاتھوں کو خشک کر کے تجھے جہنم واصل کرے چپ رہ۔ واضح ہو کہ اولاد انبیا خدمتگار اولاد زنا نہیں ہوتی ہے۔ ابھی کلام ام کلثوم تمام نہ ہوا تھا۔ کہ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اور وہ ملعون گونگا ہو گیا اور آنکھیں اس شقی کی اندھی اور ہاتھ خشک ہو گئے۔ ام کلثوم نے فرمایا۔ الحمد للہ خدا نے اس دنیا میں ہی تجھے تھوڑی عقوبت کا مزا چکھا دیا۔ یہ اس کی جزا ہے جو ہتک حرمت حضرت رسولؐ کرے بروایت دیگر یہ

ابن طاؤس دوسری دفعہ اس شامی نے یزید سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یہ دختر امام حسینؑ فاطمہؑ ہے۔ یہ زینبؑ دختر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ شامی نے کہا حسینؑ پسر علیؑ و فاطمہؑ۔ یزید نے کہا۔ ہاں شامی نے کہا۔ اے یزید تجھ پر لعنت خدا ہو۔ عترت پیغمبرؐ کو قتل کر کے ان کی ذریت کو اسیر کرتا ہے۔ قسم بخدا مجھے خیال تھا کہ یہ اسیران فرنگ ہیں۔ یزید نے کہا۔ قسم بخدا تجھے بھی ان سے ملحق کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ شامی کو قتل کیا جائے۔ اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ اہل بیت رسولؐ کو زنداں میں لے جائیں۔

خطبہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

یزید حضرت امام زین العابدینؑ کو اپنے ہمراہ مسجد میں لے گیا۔ اور ایک خطیب کو طلب کر کے منبر پر بھیجا۔ اس خطیب ملعون نے بہت کچھ ناسزا جناب امیرؑ اور امام حسینؑ کے حق میں کہا۔ اور معاویہ و یزید کی تعریف و توصیف کی۔ امام زین العابدینؑ نے آواز دی۔ اے خطیب تو نے خدا کو ایک مخلوق کی خوشنودی کے لیے ناراض کیا۔ اور اپنی جگہ جہنم میں مہیا کی۔ پھر فرمایا۔ اے یزید مجھے اجازت دے کہ منبر پہ جا کے چند کلمات ایسے بیان کروں۔ جو موجب خوشنودی خداوند عالمیان و باعث اجر و ثواب حاضران ہوں یزید نے قبول نہ کیا۔ حاضرین نے التماس کیا۔ کہ انہیں اجازت دیجئے۔ ہم ان کے کلام کے مشتاق ہیں۔ یزید نے کہا اگر یہ منبر پر جائیں گے۔ مجھے اور آل ابوسفیان کو رسوا کریں گے۔ حاضرین نے کہا اس کودک سے کیا ہو سکیگا۔ یزید نے کہا یہ ان اہل بیت میں سے ہے جو حالت شیرخوارگی میں علم و کمال کا رستہ ہیں جب اہل شام نے بہت مبالغہ کیا یزید نے اسوقت اجازت دی۔ پس حضرتؑ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی و درود و حضرت رسالت پناہی ایک خطبہ ایسا فصیح و بلیغ ادا کیا۔ جس نے دیدہ ہائے حاضران گریاں اور دلہائے سنگدلاں بریاں کر دیئے۔ اس کے بعد فرمایا۔ ایہا الناس۔ خدا نے اہل بیت رسالت کو کچھ فضیلتیں عطا کیں اور سات فضیلتوں سے تمام مخلوق پر فضیلت دی۔ علم بردباری۔ جوانمردی۔ فصاحت و شجاعت و محبت دلہائے مومنین میں عطا کی۔ اور ہم کو اس سبب سے فضیلت دی ہے کہ حضرت محمد صلعم ہم سے ہیں۔ اور صدیق اعظم علی مرتضیٰ ہم سے ہیں اور جعفر طیار جو کہ اپنے دونوں پروں سے ہمراہ ملائکہ بہشت میں پرواز کرتے ہیں۔ ہم سے ہیں۔ اور حمزہ شیر خدا رسولؐ ہم سے ہیں۔ اور سبطا امت یعنی امام حسنؑ اور امام حسینؑ سردار جوانان اہل بہشت ہم سے ہیں۔ جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو مجھے نہیں پہچانتا میں اسے اپنے نسب و حسب کی خبر دیتا ہوں۔ ایہا الناس میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں۔ میں ہی فرزند زمزم و صفا ہوں میں اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی چادر سے مقام ابراہیم کو اٹھایا۔ میں ہی فرزند پیغمبران بہترین ہوں۔ میں ہی بہترین فرزند سعی و طواف کنندگاں ہوں میں ہی فرزند بہترین حاجیان و تلبیہ گویا ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جو کہ قرب خدا میں بمقام قاب قوسین او ادنیٰ پہنچا۔ جو براق پر سوار

ہو کے ہوا پر بلند ہوا۔ میں اس کا فرزند ہوں جو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جائے گئے میں اس کا فرزند ہوں جسے جبرئیل نے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس نے ملائکہ ہائے آسمان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں ہی فرزند محمد مصطفیٰؐ ہوں میں ہی فرزند علی المرتضیٰؑ ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں جس نے اپنی تلوار ہیبت ہائے مردم پر لگائی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بوحدانیت خدا قائل ہوئے۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس نے حضرت رسولؐ کے روبرو دو تلواروں سے جہاد کیا۔ اور دو نیزوں سے اہل عناد کو دفع کیا۔ اور دونوں ہجرت میں ہجرت کی اور دونوں بیعتوں میں موجود تھے۔ کافروں کو جنگ بدر میں ہزیمت دی اور بقدر چشم زدن بھی خدا کا کفر نہ کیا۔ میں ہی فرزند صالح مومناں و وارث پیغمبراں و برانداز رہ ملحدان و بادشاہ مسلمان و نور جہاد کنندگان و زینت عابدان و تاج گریہ کنندگان و صبر کنندہ ترین صبر کنندگان و بہترین نماز گذارندگان ہوں۔ میں ہی فرزند اس کا ہوں۔ جس کی تائید جبرئیل اور نصرت میکائیل کرتے تھے۔ میں ہی فرزند حمایت کنندہ مسلمانان و کشندہ مارقان و ناکثان و قاسطان ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس نے اہل دین خدا و رسولؐ مومنوں میں قبول کیا۔ میں ہی فرزند اول سابقان و برانداز ندہ مشرکان و تیر زہر آلود خدا بر منافقان و زبان حکمت عارفاں و یاری کنندہ دین خدا و گلستان حکمت خدا و صندوق علم خدا ہوں۔ میں ہی فرزند جوانمرد سخی و شجاع زکی و پسندیدہ ابطحی قطع کنندہ اصلاب و متفرق کنندہ احزاب ہوں جس کا دل سب سے ثابت تر اور جس کی عزیمت سب سے محکم تر تھی وہ شیر بیشہ شجاعت تھے۔ کہ بشمشیر آبدار سر بلند کافران نابکار کاٹتے تھے اور برق شمشیر آبدار سے آگ خرمن عمر کفار و فجار میں لگا دیتے تھے۔ شیر بیشہ حجاز و مرد مردانہ عراق شہسوار بدر و احد شیر بیشہ۔ یا وارث مشعرین والا سبطین یعنی ہمارے دادا علیؑ ابن طالبؑ تھے۔ پس فرمایا میں ہی ہوں۔ فرزند فاطمہؑ زہرا سیدۃ النساء اور فرزند خدیجۃ الکبریٰؑ ہوں۔ میں ہی فرزند مقتول تیغ اہل جفا فرزند لب تشنہ صحرائے کربلا فرزند غارت شدہ اہل جور و جفا ہوں میں ہی اس کا فرزند ہوں جس پر ساکنان، زمین اور مرغان ہوا نے نوحہ کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کے سر مبارک کو نیزہ پر نصب کر کے شہروں میں پھیرایا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کی حرمت اور عترت کو اولاد زنا نے اسیر کیا۔ ہم ہی اہل بیت محنت و بلا ہیں۔ ہم ہی محل نزول ملائکہ سماء و مہبط علوم خدا ہیں۔ یہ فرما کر اس قدر مدائح اپنے اجداد و کرام اور مفاخر اپنے آبائے عظام کے بیان کئے۔ کہ خروش اہالیان دربار سے بلند ہوا۔ اور یزید ملعون ڈر گیا کہ ایسا نہ ہو لوگ مجھ سے منحرف ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے موذن کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اذان کہہ جب موذن نے اللہ اکبر کہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کوئی چیز بزرگ زیادہ نہیں اللہ

جب مؤذن نے اشہدان لا الٰہ الا اللہ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کلمے پر میرے بال اور پوست اور گوشت اور خون شہادت دیتے ہیں۔ جب مؤذن نے اشہدان محمداً رسول اللہ کہا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے یزید بتا یہ محمد جن کا نام اس رفعت و عزت سے لیا جاتا ہے میرے دادا ہیں یا تیرے۔ اگر تو اپنا جدان کو کہے دروغ گو اور کافر کہلائے گا۔ اور اگر کہے کہ وہ میرے جد تھے پھر ان کی عترت کو تو نے کیوں قتل کیا۔ اور ان کی اولاد کو کیوں تو نے اسیر کیا۔ اس ملعون ولد الزنا نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور نماز کو کھڑا ہو گیا۔

ایک عالم یہودی کا قتل دربار یزید میں ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ مجلس یزید ملعون میں ایک مرد علمائے یہود سے حاضر تھا۔ اس نے پوچھا۔ یہ کون جوان ہے۔ کہا یہ علیؑ ابن الحسینؑ ہیں۔ اس نے کہا حسینؑ کس کے پسر ہیں۔ کہا حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ پھر اس نے پوچھا۔ ان کی والدہ کون ہیں۔ کہا ان کی والدہ دختر محمدؐ ہیں۔ یہودی نے کہا۔ سبحان اللہ حسینؑ فرزند تمہارے پیغمبرؐ کے تھے اور اس قدر جلد ان کو تم نے قتل کیا تم نے اپنے پیغمبرؐ کی ذریت سے برا سلوک کیا۔ اور ان کی کچھ حرمت نہ کی قسم بخدا اگر فرزند موسیٰؑ زندہ ہوتا۔ میرا یقین اس پر ہے کہ ہم لوگ اس کی پرستش کرتے تمہارے پیغمبرؐ کل کے روز تم سے جدا ہوئے۔ اور آج تم نے ان کے فرزند کو قتل کر ڈالا تم بری امت ہو۔ یہ سن کے یزید نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ یہودی اٹھا۔ اور کہا۔ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لہذا اس لئے میں نے توریت میں پڑھا ہے۔ کہ جو اپنے پیغمبرؐ کی ذریت کو قتل کرے۔ جب تک وہ زندہ ہے ملعون ہے اور جب مرے گا خدا اسے جہنم میں ڈال دے گا۔ ابن ربیعہ نے روایت کی ہے۔ کہ ابوالاسود نے کہا۔ ایک دن راس الجالوت کہ بزرگ ترین علمائے یہود سے تھا۔ میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ قسم بخدا میرے اور داؤدؑ کے درمیان ستر پشت کا فاصلہ ہے۔ مگر جب یہود لوگ مجھ سے ملاقات کرتے ہیں۔ میری بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اور تم نے اس شخص کو جس کی پشت ہنوز تمہارے پیغمبرؐ سے گذری تھی قتل کر ڈالا۔

بیان مجلس یزید و کیفیت کنیسہ حاضر و قتل فرنگی امام زین العابدینؑ سے روایت ہے جب سر مبارک سید الشہداءؑ یزید ملعون پاس لائے وہ شقی سر منور مجلس شراب میں رکھ کر شراب زہر مار کرتا تھا۔ ایک روز بادشاہ فرنگ کا قاصد اس کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اور وہ قاصد اپنی قوم کا بزرگ و شریف تھا۔ اس نے کہا اے بادشاہ عرب یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے کہا تجھے اس سر سے کیا سروکار۔ اس نے کہا۔ جب میں اپنے بادشاہ پاس جاؤں گا وہ اس شہر کا رسم و طریقہ مجھ سے دریافت کرے گا۔ اس وجہ سے میں چاہتا ہوں۔ کہ اس سر کے حال سے مطلع ہوں اور اس سے جا کے بیان کروں کہ وہ بھی تمہارے فرحت و سرور خوشی میں شریک ہو گا۔ یزید نے کہا۔ یہ سر حسین ابن علی کا ہے۔ فرنگی نے کہا انکی ماں کا کیا نام ہے۔ یزید نے کہا ان کی ماں کا نام فاطمہ دختر رسول تھا۔ فرنگی نے کہا۔ تجھ پر اور تمہارے دین

پر ٹھہری ہو۔ ہمارا دین تیرے دین سے بہت اچھا ہے۔ واضح ہو کہ میرا باپ فرزندان حضرت داؤد کی نسل سے ہے۔ اور بہت زمانہ گذر چکا ہے۔ مگر فرنگی ہماری تعظیم کرتے ہیں۔ ہمارے پاؤں کے نیچے کی خاک تبرک کے طور اٹھالے جاتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے فرزند پیغمبرؐ کو قتل کر ڈالتے ہو۔ درانحالیکہ اس میں اور تمہارے پیغمبرؐ میں ایک پشت بھی نہیں گذری۔ تمہارا دین بہت برا دین ہے۔ کیا تو نے حکایت کلیسائے کافر کی نہیں سنی۔ یزید نے کہا، بیان کرو۔ بیان کرو۔ فرنگی نے کہا۔ ملک چین و عمان کے درمیان ایک دریا ایسا ہے جس کی مسافت ایک سال کی ہے۔ اور اس میں آبادی نہیں۔ بغیر ایک شہر کے جو کہ درمیان پانی کے واقع ہے۔ اور طول اس شہر کا اسّی فرسخ مکسّر ہے اور تمام روئے زمین پر کوئی شہر اس سے زیادہ بڑا نہیں۔ کافور اور یاقوت اور عنبر وہاں سے لاتے ہیں۔ اس شہر کے درخت عود کے ہیں۔ اور وہ شہر فرنگیوں کے قبضہ میں ہے۔ اور اس شہر میں بہت گرجا ہیں۔ اور سب سے بڑا گرجا کنیسہ حاضر ہے۔ اس کی محراب میں حقہ طلائی آویزاں ہے اور اس حقہ میں ایک سُم ہے جسے لوگ کہتے ہیں وہ سُم خر عیسیٰؑ کا ہے۔ جس پر وہ سوار ہوا کرتے تھے۔ اس حقہ کے دور کو طلا اور دیبا سے مزیّن کیا ہے اور ہر سال گروہ در گروہ فرنگی اطراف عالم سے اس گرجا کی زیارت کو آتے ہیں اور اس حقہ کا طواف کر کے اس کو چومتے اور آنکھوں سے لگا کر اپنی اپنی حاجات قاضی الحاجات سے طلب کرتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت عیسیٰ کے گدھے کے سُم کی جس پر گمان ہے کہ یہ سُم حضرت عیسیٰ کے گدھے کا ہے۔ اس قدر عزت اور رعایت کرتے ہیں۔ اور تم لوگ اپنے پیغمبر کی دختر کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ خدا تم میں اور تمہارے دین میں برکت نہ دے۔ جب یزید ملعون نے یہ سنا۔ حکم کیا۔ کہ اس کو قتل کرو اپنے شہر میں جا کے یہ مجھے بدنام نہ کرے جب اس فرنگی نے یہ سنا۔ کہا میرا قتل تجھے منظور ہے۔ یزید نے کہا ہاں۔ اس فرنگی نے کہا۔ کل کی رات تمہارے پیغمبر کو میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا۔ اے فرنگی تو بہشتی ہے۔ میں اس کلام آنحضرتؐ سے متعجب تھا۔ اب میں شہادت بوحدانیت الٰہی و رسالت حضرت پناہی دیتا ہوں۔ یہ کہا۔ اور دوڑ کے سر مبارک سید الشہدؑا اپنے سینے سے لگا لیا۔ پیار کر کے روتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ قتل ہوا۔

زوجہ یزید کا باہر نکلنا ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حکم یزید ملعون سے سر مبارک سید الشہدا اس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرتؐ کو اپنے محل بھجوا دیا۔ جب مخدرات اہل بیت عصمت و طہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابی سفیان نے اپنے زیور اتار دیئے اور لباس ماتم پہن کے آواز نوحہ و گریہ و زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔ ہند دختر عبداللہ بن عامر کہ اس زمانہ میں یزید کی زوجہ تھی۔ اور پیشتر امام حسینؑ کی خدمت میں تھی

اس نے پردہ کا خیال نہ کیا۔ اور گھر سے نکل کے مجلس یزید ملعون میں جس وقت کہ مجمع عام تھا۔ آکے کہا اے یزید تو نے سر مبارک امام حسینؑ پسر فاطمہ زہرا کا میرے دروازہ پر لٹکایا ہے۔ یزید نے دوڑ کے کپڑا اس کے سر پر ڈال دیا۔ اور کہا۔ گھر میں چلی جا اور گھر میں جا کر فرزند رسولؐ خدا بزرگ قریش پر نوحہ و زاری کر۔ ابن زیاد نے ان کے بارہ میں جلدی کی ہیں ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔ مولف فرماتے ہیں یہ بات اس ملعون نے اپنی زوجہ ہند کو سمجھانے کے لئے کہی تھی۔ ورنہ قاتل امام حسینؑ کا وہی ملعون تھا۔

خواب حضرت سکینہ بنت الحسینؑ

شیخ ابن نما نے روایت کی ہے کہ ایک رات سکینہؑ دختر امام حسینؑ نے خواب میں دیکھا کہ پانچ ناقے نور کے ظاہر ہوئے۔ اور ہر ناقہ پر ایک مرد پیر منور سوار تھا۔ اور بہت فرشتے ہر طرف سے انہیں گھیرے ہوئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک کنیز خوبصورت تھی۔ جب وہ ناقے میری طرف سے نکل گئے۔ وہ کنیز میرے پاس آئی۔ اور کہا۔ اے سکینہؑ تمہارے جد رسول خدا تم کو سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ رسولؐ خدا پر سلام ہو۔ تم کون ہو۔ کہا میں حوران بہشتی سے ہوں۔ میں نے کہا۔ وہ مردان پیر جو کہ ان ناقوں پر سوار تھے کون لوگ تھے۔ اس حوریہ نے کہا۔ ایک حضرت آدمؑ صفی اللہ دوسرے ابراہیمؑ خلیل اللہ تیسرے موسیٰؑ کلیم اللہ اور چوتھے عیسٰیؑ روح اللہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ ایک مرد پیر جو کہ اپنی ریش مبارک اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھے اور ضعف و نقاہت ان کے چہرہ سے ظاہر تھے وہ کون تھے۔ اس نے کہا۔ وہ تمہارے جد رسول خدا تھے جب میں نے اپنے جد کا نام سنا دوڑی۔ کہ آنحضرتؐ کے پاس جاؤں اور اس امت جفا کار کی شکایت کروں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہوں کہ پانچ ہودج نور کی پیدا ہوئیں۔ اور ہر ایک ہودج میں ایک ایک بی بی نورانی بیٹھی تھی۔ میں نے اس حوریہ سے پوچھا۔ یہ عورتیں کون ہیں۔ اس نے کہا۔ پہلی حضرت حوا دوسری آسیہ زن فرعون تیسری مریم دختر عمران چوتھی خدیجہ دختر خویلد ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ پانچویں کون ہیں۔ کہ بکمال اندوہ اپنا سر مبارک ہاتھوں سے تھامے حیران اور پریشان ہیں۔ اس نے کہا۔ وہ تمہاری جدہ فاطمہؑ زہرا ہیں۔ جب میں نے اپنی دادی کا نام سنا۔ دوڑی اور ہودج تک پہنچ کے نالہ و فریاد کرنے لگی۔ اے مادر گرامی ظالمان امت نے ہمارے حق سے انکار کیا۔ ہماری جمعیت کو پراگندہ کر دیا۔ ہماری ہتک و حرمت کو مباح جانا اے دادی میرے پدر بزرگوار امام حسینؑ کو شہید کر کے مجھے یتیم کیا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سکینہ آب آگے کچھ نہ کہہ میرے دل کو تو نے پارہ پارہ اور میرے جگر کو تو نے مجروح کر دیا۔ اس وقت پیراہن امام حسینؑ حق تعالیٰ کے پاس لئے جاتی ہوں۔ اور اس کا خون بہا طلب کرتی ہوں۔ ایضاً۔ دیگر علی نے حضرت سکینہ سے روایت

کی ہے۔ کہ ایک روز سکینہؑ نے یزید پلید سے کہا۔ شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اگر تو اجازت دے میں بیان کروں۔ اس نے کہا۔ بیان کرو۔ حضرت سکینہ نے کہا۔ شب کو جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اپنے اور اہل بیتؑ کے حال پریشان پر بہت گریہ و زاری کی۔ جب میں سوگئی۔ میں نے دیکھا در ہائے آسمان کھل گئے اور درمیان آسمان و زمین ایک نور ساطع ہوا۔ اور حوران بہشت اتریں۔ ناگاہ مجھے ایک باغ نہایت سبز و شاداب گل اور یاسمین سے آراستہ اور ایک قصر نہایت با رفعت و زینت نظر آیا۔ پھر میں نے دیکھا۔ پانچ مرد پیر نورانی اس قصر میں داخل ہوئے میں نے ایک حوریہ سے پوچھا۔ یہ قصر کس کا ہے۔ اس نے کہا تمہارے پدر امام حسینؑ کا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ مرد پیر نورانی کون ہیں اس نے کہا اے سکینہ تم نے نہیں پہچانا۔ وہ تمہارے جد حضرت رسولؐ ہیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ کہاں گئے۔ اس نے کہا۔ تمہارے پدر امام حسینؑ پاس گئے ہیں۔ میں نے کہا واللہ میں اپنے جد پاس جا کے اپنے حال کی ان سے شکایت کرتی ہوں۔ پھر میں نے ایک مرد خوش رو نورانی کو دیکھا۔ کہ نہایت حزن و اندوہ سے کھڑا ہے اور شمشیر ہاتھ میں ہے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ اس نے کہا۔ تمہارے جد علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ یہ سن کر میں اُن کے پاس گئی۔ اور بروایت دیگر حضرت رسولؐ پاس گئی۔ اور کہا۔ یا جداہ ہمارے مردوں کو قتل کیا۔ اور ہماری خونریزی کرکے ہماری حرمت کو ضائع کیا۔ ہم کو شتر برہنہ پر سوار کرکے یزید کے دربار میں لے گئے۔ پس حضرت رسولؐ نے مجھے گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ اے پیغمبران خدا دیکھو میری امت نے میری ذریت فرزندوں سے کیا سلوک کیا۔ اس حوریہ نے کہا اے سکینہ اپنی شکایت موقوف کرو۔ کہ حضرت رسولؐ کو تم نے رلا دیا۔ بعد ازاں مجھے دوسرے قصر میں لے آئے اس قصر میں پانچ بیبیاں نہایت باعظمت و شان تھیں اور ان میں ایک بی بی سب سے عظیم مرتبہ سیاہ لباس پہنے اور بال سر کے بکھرے تھے۔ اور پیراہن خون آلود ہاتھ میں تھا۔ جس وقت وہ اٹھتی تھیں ان کی تعظیم کو سب بیبیاں اٹھتی تھیں۔ اور جب وہ بیٹھتی تھیں۔ اس وقت سب بیبیاں بیٹھتی تھیں۔ اور ہر امر میں ان کی عزت کرتی تھیں۔ میں نے اس حوریہ سے پوچھا۔ یہ خواتین معظمہ کون ہیں۔ اس نے کہا اے سکینہ ایک حضرت حوا ہیں۔ اور دوسری مریم مادر عیسیٰؑ ہیں اور تیسری خدیجہؓ اور چوتھی سارہ زوجہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں۔ و بروایتے ہاجرہؓ مادر اسماعیلؑ ہیں اور جن کے ہاتھ میں پیراہن ہے اور سب ان کی تعظیم کرتے ہیں وہ تمہاری دادی فاطمہ زہراؑ ہیں۔ یہ سن کر میں اپنی دادی پاس گئی۔ اور کہا اے جدہ نامدار میرے پدر کو قتل کیا۔ اور مجھے یتیم کیا۔ انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا۔ اور بہت گریہ و زاری کی اور وہ خواتین بھی بہت روئیں اور کہا۔ اے فاطمہؑ خدا تمہارے اور یزید کے درمیان بروز قیامت حکم کرے گا۔

ناگاہ میں نے دیکھا۔ درہائے آسمان کھل گئے اور ملائکہ فوج فوج میرے پدر کے سر اقدس کی زیارت کو آتے اور زیارت کر کے چلے جاتے ہیں۔ جب یزید نے یہ خواب سُنا۔ اپنے منہ پر طمانچے مار کے رونے لگا۔ اور کہا۔ مجھے قتل حسینؑ سے کیا مطلب تھا۔ بروایت دیگر اس خواب کو سچ نہ جانا اور اٹھ کر چلا گیا۔

محافظ سر امام حسینؑ کا خواب دیکھنا

قطب راوندیؒ نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں کعبہ میں طواف کرتا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک شخص دعا کر کے کہتا ہے۔ خداوندا مجھے بخش دے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ تو نہ بخشے گا۔ جب میں نے اس سے سبب ناامیدی پوچھا۔ وہ مجھ کو حرم سے باہر لے گیا۔ اور کہا۔ میں ان میں سے ہوں۔ جو عمر بن سعد لعین کے لشکر میں تھے اور ان چالیس ۴۰ نفر سے ہوں۔ جو امام حسینؑ کا سر شام لے گئے۔ اور راہ میں بہت معجزات سر بزرگوار سے مشاہدہ کئے۔ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے۔ جس روز اس سر مطہر کو یزید کی مجلس میں لئے جاتے تھے۔ قاتل نے سر مبارک اٹھا کر یہ رجز پڑھا۔ کہ میری سپر کو طلا و نقرہ سے بھر دے۔ اس لئے کہ میں نے بادشاہ بزرگ کو قتل کیا اور میں نے اس شخص کو قتل کیا۔ جو سب سے افضل ہے یزید نے کہا۔ جبکہ تو جانتا تھا۔ کہ وہ ایسے بزرگ ہیں۔ پھر کیوں ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے اس ملعون کے قتل کا حکم دیدیا اور اس سر منور کو اپنے آگے رکھ کے بہت خوش ہوا۔ اور اہل مجلس نے اس پر اتمام حجت کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا بعد اس منور کو ایک حجرے میں کہ اس کی مجلس عیش و شراب کے متصل تھا۔ ایک نیزہ پر نصب کیا۔ اور مجھے اس مبارک کا پاسبان مقرر کیا۔ اس سر اقدس کے معجزات سے مجھے دہشت پیدا ہوئی۔ اور نیند نہ آئی۔ جب ایک ثلث شب گذری اور میرے ہمراہی خواب مرگ میں گئے ناگاہ میرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔ اور میں نے سُنا۔ ایک منادی نے کہا۔ اے آدمؑ اترو پس حضرت آدمؑ مع ملائکہ آسمان سے اترے۔ ناگاہ دوسری آواز آئی کہ ابراہیمؑ اترو پس وہ حضرت بھی مع ملائکہ بے شمار آئے۔ اور اسی طرح حضرت موسٰیؑ و حضرت عیسٰیؑ مع ملائکہ بیحد و شمار آئے۔ بعد ازاں ایک غلغلہ عظیم سُنا اور ایک آواز آئی۔ کہ اے محمدؐ آئیے۔ ناگاہ میں نے دیکھا حضرت رسولؐ مع افواج ملائکہ آسمان سے اترے۔ اور ملائکہ نے اس حجرہ کو جس میں امام حسینؑ کا سر تھا۔ گھیر لیا۔ اور حضرت رسولؐ اس حجرے میں داخل ہوئے۔ جب امام حسینؑ کے سر کو دیکھا۔ تو حضرت رسولؐ پر صدمہ و رنج کی وجہ سے ضعف طاری ہوا۔ اور بیٹھ گئے۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ جس نیزے پر سر امام حسینؑ نصب تھا۔ وہ خم ہوا اور وہ سر منور آنحضرت کی گود میں آگیا۔ حضرت نے اس سر مطہر کو اپنے سے لگایا۔ اور حضرت آدمؑ پاس لائے اور کہا۔ اے پدر دیکھئے میری امت نے میرے فرزند دلبند کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ناگاہ جبرئیل حضرت رسولؐ پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ میں زلزلہ زمین پر مامور ہوں مجھے اجازت

دیجئے کہ زمین کو متزلزل کردوں۔ اور ایک ایسا نعرہ ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ حضرت نے اجازت نہ دی۔ جبرئیل نے کہا اجازت دیجئے۔ کہ ان چالیس نفر کو ہلاک کردوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم کو اختیار ہے۔ پس جبرئیل جس پر کچھ پھونک دیتے تھے اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی اور اس کے بدن کو جلا دیتی تھی۔ یہاں تک کہ میری نوبت پہونچی۔ میں نے فریاد و استغاثہ کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس ملعون کو چھوڑ دو۔ خدا اس کو نہ بخشے۔ یہ سُن کر مجھے چھوڑ دیا۔ اور سر اُٹھا کر لے گئے۔ اور پھر دوسری شب کسی نے اس سر کو نہ دیکھا۔ جب عمر سعد لعین ملک رے کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جہنم واصل ہوا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچا۔ مولف فرماتے ہیں۔ در باب سر مبارک سید الشہدا از اہل سنت میں بہت اختلاف ہے۔ مگر علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے۔ کہ امام زین العابدین مع سرہائے شہدا ار روز اربعین کربلا میں آئے اور ان سروں کو جسموں سے ملحق کیا۔ یہ قول بحسب روایات بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔ اور حدیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ایک شخص شیعیان آنحضرتؑ سے اس سر مبارک کو لے گیا۔ اور بالائے سر حضرت امیر المومنین دفن کیا۔ اس سبب سے وہاں بھی زیارت امام حسینؑ پڑھنا سنت ہے اور یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اس سر منور کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ واضح ہو کہ اگرچہ حقیقت واقعی سر اقدس کی دریافت نہ ہو۔ لیکن اس میں تو شک نہیں کہ وہ سر اطہر اور جسم انور مقام شریف اور محل لطیف کو منتقل ہو کے عالم قدس میں باہمدگر ملحق ہوئے۔

بیان زندان اہل بیت عصمت و طہارت ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدینؑ کو مع مخدرات مطہرات ایسے مکان میں قید کیا جہاں کچھ سایہ نہ تھا۔ یہاں تک کہ چہرہ ہائے نورانی کے پوست جدا ہو گئے اور ان دنوں میں بیت المقدس میں جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور وقت طلوع شعاع آفتاب دیواریں سرخ ہو جاتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دیوار پر سُرخ چادر ڈال دی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام زین العابدین خواتین معظمہ اور سروں کو کربلا میں لائے۔ بصائر الدرجات میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے جب حضرت علیؑ بن حسینؑ کو یزید پلید پاس لے گئے اور ان کو ایک کھنڈر میں اس نے قید کیا۔ بعض اہل بیت نے کہا ہم کو اس واسطے اس کھنڈر میں قید کیا ہے کہ یہ مکان ہم پر گر پڑے۔ جو لوگ پاسبانی زندان کرتے تھے۔ انہوں نے آپس میں بزبان رومی کہا۔ یہ لوگ خائف ہیں کہ یہ مکان ہم پر گر پڑے۔ مگر نہیں جانتے کل صبح ان کو قتل کریں گے ان غلاموں کو یہ گمان تھا کہ یہ زبان رومی نہیں جانتے چونکہ حضرت امام زین العابدین تمام زبانوں سے واقف تھے فرمایا۔ خدا نہ چاہے گا۔ جب دوسرا روز ہوا۔ ان کو قید سے رہا کیا۔

سید ابن طاؤسؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت امام زین العابدینؑ دمشق میں تشریف لئے جاتے تھے منہال بن عمر نے حضرت سے پوچھا آپ کو یہ شام کس حال میں ہوئی اور کیا مصیبت گذری حضرت نے فرمایا جس طرح بنی اسرائیل پر آل فرعون میں گذری کہ ان کے فرزندوں کو قتل اور ان کی عورتوں کو اسیر کرتے تھے۔ اے منہال عرب عجم پر فخر کرتے ہیں۔ کہ محمدؐ عرب سے ہیں۔ اور قریش تمام عرب پر فخر کرتے ہیں کہ وہ حضرت قریش سے ہیں اور ہم کو کہ اہل بیت رسولؐ ہیں قتل کرتے ہیں اور اپنے ساکن و مکانات سے دور کرتے ہیں۔ اور ہمارا حق غصب کر کے شہر بشہر ہم کو پھراتے ہیں۔ پس قضائے حق تعالےٰ پر راضی ہیں اور کہتے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ روایت کی ہے۔ ایک روز یزید ملعون نے حضرت امام زین العابدینؑ اور عمرو فرزند امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور عمرو کا سن گیارہ برس کا تھا۔ عمرو سے کہا۔ اے فرزند خالد سے کشتی لڑو۔ عمرو نے کہا۔ کشتی سے کیا فائدہ ہوگا۔ اگر ہماری شجاعت کا امتحان تجھے منظور ہے تو ایک چھری مجھے دے ایک چھری اسے دے تاکہ میں اس سے مقاتلہ کروں۔ یزید نے کہا۔ یہ شجاعت تمہارے باپ دادا کی میراث ہے۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ سے کہا کہ اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو۔ حضرت نے فرمایا میری تین حاجتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ میرے پدر بزرگوار کا سر مجھے دے۔ دوسرے حکم کر جو کچھ ہمارا مال و اسباب لوٹ لیا ہے۔ وہ ہم کو واپس کر دیں۔ تیسرے اگر میرے قتل کا ارادہ ہو تو کسی کو مخدرات عصمت و طہارت کے ہمراہ کر کہ انہیں ان کے جد کے روضۂ مبارک تک پہنچا دے۔ اس ملعون نے کہا۔ تم کبھی اپنے پدر کا سر نہ دیکھو گے اور عورتوں کو تم خود مدینہ میں لے جاؤ۔ اور جو کچھ تمہارا مال لوٹا گیا ہے میں اس کے عوض تم کو اپنے مال سے دونگا حضرتؑ نے فرمایا۔ میں تیرا مال نہیں چاہتا، لیکن جو ہمارا اسباب ہے۔ اس لئے اُسے طلب کرتا ہوں۔ اس میں کئی کپڑے ایسے ہیں جن کا تاگا ہماری جدۂ معظمہ جناب فاطمہؑ کے دست مبارک کا کاتا ہوا ہے اور ایک مقنعہ اور ایک گردن بند اور ایک پیراہن ان معظمہ کا اس اسباب میں ہے۔ یہ سن کر اس نے حکم کیا کہ وہ تمام اسباب دو۔ اور دو سو دینار طلائی بھی دیئے۔ حضرتؑ نے وہ روپیہ بھی فقرا و مساکین کو تقسیم کر دیا پھر یزید نے امام زین العابدینؑ کو اس امر کی اجازت دی کہ خواہ مدینہ میں تشریف لے جائیں۔ یا دمشق میں رہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ مدینہ میں جہاں میرے جد بزرگوار کا مقام ہے یعنی مقام ہجرت چلا جاؤں۔

ہند زوجہ یزید لعین کا خواب دیکھنا۔ بعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ ہندہ زن یزید نے کہا۔ کہ جب شہدائے کربلا کے سر شام میں لائے گئے میں نے ایک شب خواب میں دیکھا۔ کہ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ اور فوج فوج ملائکہ نازل ہو کے حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کے برابر کھڑے ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ السلام علیک یا اباعبداللّٰہ السلام علیک یا ابن رسول اللّٰہ ناگاہ میں نے دیکھا۔ ایک

ابر آسمان سے اُترا۔ اور اس ابر میں بہت لوگ تھے ان میں ایک مرد نہایت ملاحت و صباحت و نور و صفا رکھتا تھا۔ جب وہ زمین پر پہنچے دوڑ کے اس سر منور کے پاس جاکے لب و دندان کے بوسے لیے اور بکمال نوحہ و زاری کہتے تھے۔ اسے میرے فرزند دلبند تجھے قتل کیا۔ اور تجھے پانی نہ دیا۔ کیا تجھے نہیں پہچانتے تھے۔ اسے فرزند گرامی میں تیرا جد رسول خدا ہوں۔ اور یہ تیرا پدر علی مرتضیٰ اور یہ تیرا برادر حسن مجتبیٰ ہے۔ اور یہ تیرے چچا جعفر طیار و عقیل و حمزہ و عباس ہیں۔ اسی طرح تمام اہل بیتؑ کو نام بنام بتایا۔ ہند کہتی ہیں میں اس خواب سے خائف و ترساں چونکی۔ اور جب اس منور کے پاس گئی۔ تو دیکھا کہ نور اس سر منور سے ساطع ہے۔ جانب آسمان میں نے جاکے قصد کیا۔ کہ یزید کو جگا کے اس کو اپنے خواب سے مطلع کروں۔ مگر اس کو اس کی جگہ پر نہ پایا۔ جب تلاش کیا تو دیکھا۔ ایک اندھیرے مکان میں دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھا ہے اور نہایت خوف و دہشت سے کہتا ہے۔ کہ مجھے حسینؑ سے کیا مطلب تھا۔ جب اس نے میرا خواب سنا اس کا غم واندوہ زیادہ ہوا۔ اور سر جھکا کے کچھ جواب نہ دیا۔ صبح کو اہل بیت رسالت کو طلب کر کے ان کو شام میں رہنے یا مدینہ کی طرف جانے کا اختیار دیا۔ انہوں نے کہا۔ اوّل ہم کو امام مظلوم کا ماتم برپا کرنے کی اجازت دے اس نے کہا۔ جو تمہیں منظور ہو۔ وہ کرو۔ اور ایک مکان اہل بیتؑ کو دیا۔ اہل بیت نے جامہائے سیاہ پہنے اور ملک شام میں جس قدر قریش و بنی ہاشم تھے۔ وہ ماتم داری و زاری و تعزیت و سوگواری میں ان کے شریک ہوئے اور سات روز تک ان حضرت پر نوحہ و زاری کی۔ روز ہشتم یزید نے ان کو طلب کیا۔ اور عذر خواہی کر کے ان کو شام میں رہنے کی تکلیف دی۔ جب انہوں نے قبول نہ کیا۔ محملیں آراستہ جیں ان کو دلوائیں۔ اور خرچ کے لئے مال حاضر کیا۔ اور ان سے کہا۔ یہ اس ظلم کا عوض ہے جو تم پر ہوا۔ حضرت ام کلثومؑ نے فرمایا۔ اسے یزید تو کس قدر بے حیا ہے۔ ہمارے بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کر کے کہتا ہے۔ کہ یہ عوض ہے۔ حالانکہ تمام دنیا کا معاوضہ ان کے ایک رونگٹے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

واپسی شام سے اہل بیت کا کربلا پہنچنا

بروایت شیخ مفیدؒ وغیرہ یزید ملعون نے نعمان ابن بشیر کو کہ اصحابہ حضرت رسولؐ سے تھے طلب کیا۔ اور کہا کسی شامی کو کہ جو صلاح و نیکی و امانت و دیانت سے موصوف ہو۔ اس کو ان کے ہمراہ کرو اور عمدہ طرح سے ان کے سفر کی تیاری کرو اور کچھ لوگ نگہبانی کے لئے ان کے ہمراہ روانہ کرو۔ و بروایت دیگر خود نعمان بن بشیر کو روانہ کیا۔ بعد ازاں حضرت امام زین العابدینؑ کو طلب کر کے بخیال رفع تشنیع کہا ابن مرجانہ پر خدا لعنت کرے۔ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ تو امام حسینؑ جو کچھ مجھ سے طلب کرتے ہیں مان

کو دینا۔ اور ان کے قتل پر راضی نہ ہوتا۔ آپ ہمیشہ مجھ کو خط لکھا کریں۔ اور جو مجھ سے حاجت ہو وہ طلب فرمائیں کہ میں بجالاؤں گا۔ بعد ازاں جس شخص کو ان کی رفاقت اور نگہبانی پر مقرر کیا تھا۔ اس کو طلب کر کے حضرت کی رعایت کے بارے میں اس سے بہت کچھ کہتا رہا۔ اور جب اہل بیت روانہ ہو کے قریب عراق پہنچے اس شخص سے جو ان کے ہمراہ تھا۔ اس کو بلا کر کہا۔ ہم کو کربلا سے چلو۔ اور وہاں سے مدینہ کی جانب روانہ ہو۔ اس شخص نے منظور کیا۔ جب کربلا پہونچے۔ اسی روز جابرؓ بن عبداللہ انصاری اور گروہ بنی ہاشم اور ان مظلومؑ امام کے اقارب حضرتؑ کی زیارت کو آئے تھے۔ اس مقام متبرک میں آپس میں ملاقات کر کے بہت گریہ وزاری کی۔ ایک جماعت کثیر عورات قریہ و دیہات سے حاضر ہوئیں۔ اور مراسم تعزیت بجالائیں بعد اس کے روانہ ہوئے۔

مرثیہ بشیر بن جذلم مشتمل بر شہادت امام حسینؑ مدینہ منورہ میں۔ بشیر بن جذلم کہ ہمراہیان اہل بیتؑ سے تھا۔ وہ کہتا ہے۔ جب ہم قریب مدینہ پہونچے۔ حضرت سید الساجدینؑ نے ایک مقام پر قریب شہر نزول اجلال فرمایا۔ اور حکم دیا۔ کہ خیمہ نصب کریں۔ اور قناتیں کھڑی ہوں۔ پھر فرمایا اے بشیر خدا تیرے باپ پر رحم کرے۔ تیرا پدر مرد شاعر تھا۔ اپنے باپ کا حصہ تو نے بھی پایا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ میں بھی شعر کہتا ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ چند شعر مرثیہ سید الشہداءؑ میں مدینہ میں جا کے پڑھ اور اہل مدینہ کو ہمارے آنے سے مطلع کر۔ بشیر کہتا ہے کہ میں سوار ہو کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ جب مسجد حضرت رسولؐ کے قریب پہنچا۔ میں نے صدائے گریہ وزاری چند شعر جانسوز اس مضمون کے پڑھے۔ اے اہل یثرب یہ جگہ قیام کی نہیں رہی۔ کیونکہ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور اسی سبب سے میری آنکھوں سے سیلاب اشک رواں ہے۔ ان کا بدن شریف کربلا میں خاک و خون میں غلطاں ہے۔ اور ان کا سر شہر بشہر نیزے پہ پھراتے ہیں۔ بعد ازاں کہا۔ علیؑ بن الحسینؑ معہ بقیہ اہل بیت تمہارے قریب آگئے ہیں۔ اور میں ان کا قاصد ہوں،، جب یہ آواز مدینہ میں بلند ہوئی۔ تمام مخدرات بنی ہاشم و زنان مہاجرین و انصار سر و پا برہنہ اپنے مکانوں سے نکل آئیں۔ اپنے منہ پہ طمانچے مارے اور اپنے بال بکھرا کر صدائے نالہ و نوحہ وزاری و وابلاہ و امصیبتاہ بلند کی میں نے کبھی مدینہ کو اس حال سے نہ دیکھا تھا۔ اور کبھی اس روز سے پہلے اس زور شور کا ماتم نہ دیکھا تھا۔ پھر سب میرے پاس آئے اور کہا۔ اے بد خبر سنانے والے تو نے ماتم سید الشہداءؑ میں ہمارے اندوہ کو تازہ، اور ہمارے جراحتوں کو اپنے نالۂ جانسوز سے خراشیدہ کیا۔ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا۔ میں بشیر بن جذلم ہوں۔ میرے آقا علیؑ بن حسینؑ نے تم سب کے پاس بھیجا ہے۔ اور خود مع عیال امام شہید و اہل بیت فلک

مقام پر مقیم ہیں۔ جب مجھ سے یہ خبر سنی تمامی زن و مرد سر و پا برہنہ گریاں و نالاں اس طرف روانہ ہوئے۔ میں ہر چند گھوڑا دوڑاتا تھا۔ اور جلدی کرتا تھا۔ مگر کثرت ہجوم مردم سے راہ نہ ملتی تھی جب میں حضرتؑ کے قریب خیمہ پہنچا۔ میں نے دیکھا۔ امام زین العابدینؑ کرسی پر بیٹھے ہیں۔ اور چشم مبارک سے مثل باراں آنسو جاری ہیں رومال سے آنسو پاک کرتے ہیں اور ہر جانب سے صدائے نوحہ و گریہ مردان و زنان کنیزاں و خواتین معظمہ بلند ہے۔ بکثرت لوگ چلے آتے ہیں۔ اور حضرتؑ کو پرسا دیتے ہیں۔ صدائے واحسیناہ عرش بریں تک بلند ہے سیلاب اشک اہل زمین آسمان تک پہنچا ہے قدسیوں کے اشک خونیں نے روئے زمین کو گلگوں کر دیا ہے۔ جب شور و فغاں میں کچھ کمی ہوئی۔ اس وقت حضرت نے لوگوں سے اشارہ کیا۔ کہ خاموش رہو۔ جب سب چپ ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جو پروردگار عالمیان اور تمام خلائق پر رحیم اور مہربان ہے۔ وہی صاحب روز جزا و آفرینندہ ارض و سما ہے اور معرفت اس کی ادراک عقول سے بعید اور رازہائے پنہاں سے قریب ہے۔ پھر کہا۔ حمد کرتا ہوں میں اس کے لیے عزائم امور و مصائب دہور اور محنتہائے درد آورندہ اور ماتم ہائے صبر براندازہ پر۔ ایہا الناس خاص خدا کے لئے حمد ہے۔ کہ ہم کو سخت ترین مصیبت میں مبتلا کیا اور اسلام میں رخنۂ عظیم پیدا ہوا۔ سید جوانان بہشت کو قتل اور ان کے فرزندوں اور اہل بیتؑ کو اسیر کیا۔ اور ان کا سر نیزے پر شہر بشہر پھرایا۔ یہ وہ مصیبت ہے جس کا مثل و نظیر نہیں کون سا دل بعد دیکھنے ایسی مصیبت جانسوز کے شاد ہوگا۔ بتحقیق کہ ساتوں آسمان نے حضرت کی شہادت پر گریہ کیا۔ اور دریا خروش میں آئے۔ اور آسمان و زمین کو تزلزل ہوا۔ اور درختوں میں آگ لگ گئی۔ ماہیان دریا آتش حرمان پر طپیدہ ہوئیں۔ قدسیان عالم بالا و حاملان عرش اعلیٰ نے مصیبت سید الشہدا میں اشک خونیں بہائے۔ ایہا الناس کون دل اس مصیبت سے شگافتہ اور کون سینہ اس مصیبت میں مجروح نہ ہوا۔ ایہا الناس آگاہ ہو۔ ہم کو مانند اسیروں کے طوق و زنجیر میں گرفتار کیا۔ اور شتران برہنہ پر سوار کر کے شہر بشہر و دیار بدیار پھرایا۔ قسم بخدا۔ اگر پیغمبرؐ خود ان لوگوں سے ہماری ذلت و قطع نسل کے لیے ارشاد کرتے۔ تب بھی اس سے زیادہ ظلم نہ کرتے۔ حالانکہ حضرت رسولؐ نے ہمارے اعزاز و اکرام و احترام اور رعایت حقوق کی ان سے سفارش کی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا ماتم جانگداز اور کیا واقعہ راحت برانداز ہے میں خدا سے اپنا صواب طلب کرتا ہوں اور اسی سے امید ثواب رکھتا ہوں۔ اور وہی ظالموں سے انتقام لینے والا۔ اور صابروں کا ثواب دینے والا۔ یہ سن کر صوحان نے اٹھ کے عذر کیا۔ کہ میں زمین پر گر گیا ہوں۔ اس سبب سے آپ کی نصرت سے ناامید رہا۔ حضرتؑ نے اس کا عذر قبول کر کے اس کے باپ کو بکلمہ رحمت یاد کیا۔ بعد ازاں مدینہ میں

تشریف لائے۔ جب حضرت رسولؐ کے مرقد منور پر نظر پڑی۔ فریاد کی۔ کہ وا جداہ وا محمداہ آپ کے حسینؑ کو تشنہ لب شہید کیا۔ اور آپ کے اہل بیت کو اسیر کیا۔ پس دوبارہ مدینہ میں غلغلہ خروش بلند ہوا۔ اور صدائے نالہ و گریہ در و دیوار سے بلند ہوئی۔

بیان گریہ و بکا حضرت امام زین العابدینؑ: حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت امام زین العابدینؑ چالیس سال اپنے پدر بزرگوار پر روتے۔ دن کو روزہ رکھتے اور شب کو عبادت حق تعالیٰ میں قیام فرماتے۔ جب حضرت کا غلام آب و طعام حاضر کرتا۔ اور عرض کرتا۔ آقا تناول کیجیے۔ حضرت گریہ کر کے فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ کھانا کھاؤں حالانکہ فرزند رسولؐ گرسنہ شہید ہوا اور کیونکر یہ پانی پیوں۔ کہ فرزند رسولؐ تشنہ لب قتل ہوا۔ یہ کلام مقرر فرما کر یہاں تک روتے تھے کہ اس آب و طعام میں وہ آنسو مخلوط ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملحق نہ ہوئے۔ اسی حال میں بسر کی۔ یہاں تک کہ محنت دنیا سے فراغت ملی۔ حضرت کے ایک غلام نے روایت کی ہے۔ ایک روز میرے آقا صحرا میں تشریف لے گئے۔ میں بھی عقب آنحضرتؐ میں تھا۔ میں نے دیکھا۔ حضرت زمین ناہموار میں سجدے میں گر گئے۔ گریہ و زاری کرتے تھے۔ اور ذکر خدا میں صدا بلند تھی، پس ہزار مرتبہ اس تہلیل کو پڑھا۔ لا الٰہ الا اللہ حقاً حقاً لا الٰہ الا اللہ تعبداً ورقاً لا الٰہ الا اللہ ایماناً و صدقاً۔ جب حضرت نے سجدے سے سر اٹھایا۔ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے مولا۔ ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ و اندوہ کم ہو حضرت نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر حضرت یعقوبؑ خود پیغمبرؑ اور فرزند پیغمبرؑ تھے۔ ان کے بارہ فرزند تھے حق تعالیٰ نے ان کے ایک فرزند کو ان سے جدا کر دیا۔ اس اندوہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے۔ اور پشت خم ہو گئی۔ آنکھوں سے نور جاتا رہا۔ حالانکہ ان کا پسر زندہ تھا۔ میں نے پدر و برادر و ستر شخص اہل بیت سے قتل ہوتے دیکھے۔ پھر کیونکر میرا اندوہ غم کم ہو مولّف فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت کا گریہ محبت و خوف حق تعالیٰ سے ہو۔ چنانچہ حضرت کی مناجات سے معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ یہ مصائب بھی شریک ہوئے شاید اسی طرح اظہار مصلحت فرمایا ہو۔ تاکہ لوگوں پر اس واقعہ عظمیٰ و داہیہ کبریٰ کی رسوائی ظاہر ہو۔ تاکہ دوستان خدا و مقربان حق تعالیٰ کا گریہ ایسے مصائب پر مثل اوروں کے نہیں ہے کہ محبت بشری سے ہو۔ چنانچہ فوت اولاد میں اس قدر گریہ نہیں کرتے۔ بلکہ حضرت امام زین العابدینؑ اپنے پدر بزرگوار کو اوروں سے بہتر اور فوائد وجود ان بزرگوار اور مفاسد عدم وجود اس امام اخیار کے اوروں سے زیادہ جانتے تھے اور معلوم تھا کہ وہ اپنے زمانہ میں محبوب ترین خلق خدا تھے۔ ان کے قتل سے ایک عالم کی گمراہی منظور ہے۔ دین خدا ضائع ہو۔ حضرت رسولؐ کی سنت برطرف ہوئی۔ بنی امیہ کی بدعتیں ظاہر ہوئیں۔ اس سبب سے گریہ کرتے تھے۔ اور تھوڑے غور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ گریہ خدا کی طرف راجع ہے اور کسی قدر اس کا حال کتاب حیات القلوب و عین الحیات میں مذکور ہے۔

فصل سولہویں

بیان غرائب معجزات وگریہ وبکا آسمان وزمین بعد شہادت امام مظلوم

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے۔ بسند معتبر ایک روز ایک دشمن خدا ورسولؐ حضرت امیرالمومنینؑ کی طرف سے گذرا۔ حضرتؑ نے یہ آیۃ پڑھا۔ فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین یعنی نہیں گریہ کیا ان پر آسمان وزمین نے اور نہ تھے وہ مہلت یافتگان سے اسی اثنا میں امام حسینؑ اسی طرف سے گذرے۔ حضرت نے فرمایا۔ ولیکن ان پر آسمان وزمین گریہ کریں گے۔ اور فرمایا۔ آسمان وزمین نے گریہ نہیں کیا۔ مگر یحییٰ بن زکریا اور حسینؑ بن علیؑ پر۔ بسند معتبر حسین بن ابی فاختہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے خدمت جناب صادقؑ میں عرض کیا۔ میں مجالس مخالفین میں شریک ہوتا۔ اور آپ کو یاد کرتا ہوں۔ اس وقت کیا کہا کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ جب ان کی مجالس میں جایا کرو اللّٰھم ارنی الرخا والسرور کہا کرو۔ راوی نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں مجھے امام حسینؑ یاد آتے ہیں۔ اس وقت کیا کہوں حضرتؑ نے فرمایا تین مرتبہ کہو۔ صلی اللہ علیک یا عبداللہ۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ ان کی شہادت پر ساتوں آسمان اور ساتوں طبقات زمین اور جو کچھ درمیان آسمان وزمین ہے۔ اور جو بہشت دوزخ میں ہیں۔ اور جو خلائق حق تعالےٰ دکھائی دیتے ہیں۔ اور جو نہیں دکھائی دیتے ہیں سب روتے۔ مگر تین چیزیں گروہ امام حسین پر نہیں روئیں۔ راوی نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ وہ چیزیں کون ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ بصرہ ودمشق اور آل حکم بن ابی عاص یہ نہیں روئے۔

روایت میثم تمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند معتبر جبلہ مکیہ سے روایت کی ہے میں نے میثم تمارؓ سے کہ اصحاب حیدر کرار صاحب اسرار سے تھے سنا ہے۔ انہوں نے کہا۔ قسم بخدا میں یاد کرتا ہوں۔ کہ یہ امت اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو دسویں محرم کو شہید کرے گی۔ اور دشمنان خدا اس دن کو روز برکت سمجھیں گے اور یہ امر البتہ شدنی ہے اور علم الٰہی میں گذرا ہے اور اس کی خبر میرے آقا اور مولا امیرالمؤمنین نے مجھے دی ہے۔ اور مجھ سے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ امام حسینؑ پہ جمیع اشیاء یہاں تک کہ وحشیانہ صحرا و ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ کریں گے۔ اور آفتاب و ماہتاب و ستارگان و آسمان و زمین و مومنین جن و انس و جمیع آسمان و طبقات زمین و رضوان خازن بہشت و مالک خازن جہنم و حاملان

عرش الٰہی سب مصیبت امام حسینؑ کے روئیں گے۔ اور آسمان خون وخاکستر برسائے گا۔ اور لعنت قاتلان امام حسینؑ پر واجب ہوتی ہے۔ جس دن ان کافروں پر لعنت خدا واجب ہوتی ہے۔ جبلہ نے کہا میں نے میثم تمار سے پوچھا۔ کہ اے میثم کس طرح یہ لوگ اس دن کو جس دن ایسے بزرگوار شہید ہونگے روز برکت جان سکتے ہیں۔ یہ سن کر میثم تمار رونے لگے۔ اور کہا اس بارہ میں ایک حدیث وضع کی ہے کہ خدا نے اس روز توبۂ آدم قبول کی ہے۔ اور یہ دروغ ہے۔ بلکہ توبۂ آدم ماہ ذوی الحجہ میں قبول ہوئی۔ اور کہتے ہیں۔ اس روز یونسؑ شکم ماہی سے باہر آئے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یونسؑ بھی ماہ ذی الحجہ میں شکم ماہی سے باہر آئے اور کہتے ہیں کہ خدا نے اسی روز بنی اسرائیل کے لئے دریا کو شگافتہ کیا۔ حالانکہ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں گذرا۔ اور کہتے ہیں۔ نوحؑ کی کشتی اسی روز کوہ جودی پر ٹھہری۔ حالانکہ وہ اٹھارویں ماہ ذی الحجہ کی تھی۔ پس میثمؒ نے کہا۔ اے جبلہ واضح ہو کہ حسین بن علیؑ سید الشہداء کو بروز قیامت اور ان کے اصحاب کو بروز قیامت جمیع شہداء پر فضیلت ہے۔ اے جبلہ جب دیکھنا۔ کہ آسمان مثل خون تازہ سرخ ہو گیا ہے۔ اس وقت جاننا کہ امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جبلہ نے کہا۔ میں ایک روز باہر آیا۔ اور شعاع آفتاب کو دیکھا کہ دیواروں پر سرخ مثل لباس خون رنگ چمک رہی ہے۔ یہ دیکھ کر میں فریاد کر کے رونے لگا اور کہا قسم بخدا ہمارے سردار امام حسین شہید ہو گئے۔

علامات مخبر ومشعر شہادت امام حسینؑ: ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے کہ باشندگان بیت المقدس سے ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ قسم بخدا ہم ساکنان بیت المقدس واطراف ونواحی نے آخر روز جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے جانا کہ امام حسین شہید ہو گئے۔ راوی نے کہا۔ تم نے کیونکر جانا۔ اس شخص نے کہا۔ جو سنگ وکلوخ ہم نے اس زمین سے اٹھایا۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش زن تھا اور دیواریں مثل خون سرخ ہو گئیں تھیں اور تین دن تک خون تازہ آسمان سے برسا۔ اور درمیان شب ایک منادی کی ندا ہم نے سنی کہ وہ چند شعر باآواز بلند پڑھتا تھا جن کا مضمون یہ ہے

اترجو امة قتلت حسینا شفاعة جده یوم الحساب

آیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کیا۔ معاذ اللہ ان کے جد محمد مصطفیٰ کی شفاعت کی بروز حساب امیدوار ہے شفاعت احمد مختار وحیدر کرار اس کی نصیب نہ ہو گی۔ اس لئے کہ بہترین سواران معرکہ وشجاعت وبہترین جوانان ودلیران ہر جماعت کو اس امت نے شہید کیا۔ اور تین دن تک آفتاب ایسا سیاہ وتاریک نکلا۔ کہ ستارے آسمان پر دکھائی دیتے تھے۔ بعد اس کے تھوڑے دنوں کے خبر پہنچی کہ پہلے روز جس دن سے یہ عجائب وغرائب وعلامات مشاہدہ کئے وہ روز شہادت امام حسینؑ سید الشہداء تھا زہری نے باسانید معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ جو سنگ ریزہ بیت المقدس سے

اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون رنگین جوش مارتا تھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ کی مصیبت پر ادمیان درختان و مرغان وحشیانہ صحرا سب کے سب روئے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حارث و عورسے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا میرے پدر و مادر حسینؑ پر سے فدا ہوں۔ وہ عقب کوفہ شہید ہوگا۔ قسم بخدا میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ وحشیانہ صحرا اپنی گردنیں اٹھائے حسینؑ کی قبر مطہر کو دیکھ کے شام سے صبح تک نوحہ وزاری کرتے ہیں۔ جب ایسا سانحہ واقع ہو ہرگز ہرگز جور و جفا نہ کرو۔ اور اس امام مظلوم کی زیارت نہ چھوڑو۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب امیرؑ مسجد کوفہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے۔ جناب امیرؑ نے اپنا دست مبارک امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور فرمایا۔ اے فرزند ایک جماعت کو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ ان کی شہادت پر زمین و آسمان نے گریہ کیا۔ اور قسم بخدا اے نور چشم تجھے اشقیا قتل کریں گے۔ اور تیری مصیبت پر زمین و آسمان روئیں گے۔ بسند ہائے معتبرہ دیگر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قتل امام حسینؑ پر زمین و آسمان روئے اور سرخ ہو گئے۔ در روایت دیگر فرمایا۔ کہ آسمان یحییٰؑ بن زکریاؑ اور حسینؑ بن علیؑ پر رویا راوی نے پوچھا۔ کہ گریہ آسمان کیونکر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ چالیس روز وقت طلوع اور غروب سرخ ہوتا تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ایک زن صالحہ کوفیہ نے کہا۔ جب امام حسینؑ شہید ہوئے ایک سال نو مہینہ تک آسمان مثل خون سرخ تھا۔ کہ آفتاب نہ دیکھ پڑتا تھا۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت ہے۔ کہ جب سے خدا نے آسمان کو پیدا کیا ہے۔ وہ کسی پر نہیں رویا ہے۔ مگر یحییٰ بن زکریاؑ۔ اور میرے پدر امام حسینؑ پر۔ راوی نے پوچھا۔ کہ آسمان کیونکر رویا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب کپڑے ہوا میں پھیلاتے تھے۔ خون کی چھینٹیں ان پر پڑتی تھی۔ جس طرح خون پشہ کپڑوں پر دیکھ پڑتا تھا۔ یعنی لگ جاتا تھا۔ ایضاً بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسینؑ کا قاتل ولد الزنا تھا۔ اور یحییٰؑ بن زکریاؑ کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ اور جب امام مظلومؑ کو شہید کیا۔ ایک سال تک آسمان سرخ رہا۔ اور آسمان و زمین امام حسینؑ اور یحییٰؑ بن زکریاؑ پر روئے اور گریہ آسمان اس کی سرخی تھی۔

حکایت اُلّو جانور کی

بسند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ اور امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ الو زمانہ جناب رسول خداؐ میں رات کو گھروں میں رہا کرتے تھے۔ اور آدمیوں سے بہت اُنس و محبت رکھتا تھا۔ اور جب دستر خوان بچھتا تھا۔ وہ بھی آگے بیٹھتے تھے اور کھانا لوگ اس کے آگے ڈالتے تھے۔ لیکن امام حسینؑ کے شہید ہونے کے بعد آدمیوں سے اُلّو بھاگنے لگا اور آبادی سے ویرانی میں نکل گیا۔ اور صحرا و جنگل میں مقیم ہوا۔ اور کہا تم لوگ بڑی امت ہو۔ کہ اپنے پیغمبرؐ کے فرزند کو قتل کرتے ہو۔ اور میں تم سے مطمئن اور بے خوف نہیں ہوں۔ پس دن کو مصیبت امام حسینؑ کے غم

سے روزہ رکھتا اور دانا پانی نہیں کھاتا ہے۔ جب رات ہوتی ہے صبح تک امام حسینؑ پر نوحہ وزاری کرتا ہے۔ ابن شہر آشوب نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کتب معتبرہ سے ایک زن بنی ازد سے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آسمان نے خون برسایا۔ اور ہمارے قبیلہ میں کنوئیں اور گھڑے اور برتن خون سے بھر گئے ایضاً۔ عزرہ بن عبداللہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز دن کو پانی برسا۔ جب ہم نے اپنے سفید کپڑوں پر نظر کی۔ سب خون سے رنگین ہو گئے تھے۔ جب اونٹوں کو پانی پلانے لے گئے تھے۔ سب پانی خون ہو گیا تھا۔ پھر خبر پہونچی کہ امام حسینؑ اسی روز شہید ہوئے تھے۔ جناب صادق سے روایت لکھی ہے۔ کہ آسمان امام حسینؑ کے مصائب پر چالیس روز خون سے رویا۔ ام سلیم سے روایت ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا آسمان سے خون برسا۔ کہ مکانات اور دیواریں سرخ ہو گئیں تفسیر ثعلبی میں ہے۔ کہ یہ سرخی جو آسمان پر ظاہر ہوا کرتی ہے۔ قتل امام حسینؑ کے بعد سے ظاہر ہوتی ہے۔ تاریخ نسائی میں اسود بن قیس سے روایت کی ہے۔ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ سرخی مشرق و مغرب سے بلند ہوئی۔ اور درمیان آسمان قریب تھا کہ اگر دونوں سرخیاں مل جائیں۔ مگر چھ مہینہ تک وہ سرخی اس طرح جدا جدا رہی۔ ابو قبیل سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ آفتاب کو گہن لگا۔ اور اس قدر تاریک ہو گیا۔ کہ ستارے دن کو ظاہر ہوئے۔ ہم نے گمان کیا۔ کہ قیامت برپا ہوئی ہے بعض کتب معتبرہ میں ام حیان سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسین سے تین دن تک سیاہ آندھی چلی اور جو پتھر اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ شیخ طوسی نے عمار بن ابی عمار سے روایت کی ہے کہ روز شہادت امام حسینؑ خون تازہ آسمان نے زمین پر برسایا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے امام حسینؑ کو بضرب تہائے شمشیر سے مجروح کر کے گرا دیا۔ اور آپ کے چاہا سر جدا کریں۔ ایک منادی نے خدا کی جانب سے درمیان آسمان ندا کی۔ اے امت مبہوت و متحیر شدہ ستمگار اپنے پیغمبرؐ بزرگوار کے بعد خدا تم کو عید الضحیٰ و عید الفطر کی مہلت نہ دے۔ پس جناب صادق نے فرمایا قسم بخدا ان اشقیا نے نہ توفیق پائی۔ اور نہ پائیں گے کہ نماز فطر و الضحیٰ۔ امام الحق کے ہمراہ بجا لائیں۔ یہاں تک کہ طالب خون امام حسین یعنی قائم آل محمدؐ ظاہر ہوں۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک دن امام حسینؑ اپنے برادر امام حسنؑ کے پاس تشریف لائے۔ جب اپنے بھائی کو دیکھا رونے لگے۔ امام حسنؑ نے فرمایا اے برادر کیوں روتے ہو امام حسینؑ نے عرض کیا۔ مجھے اس پر رونا آتا ہے۔ آپ سے منافقین کیا سلوک کریں گے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ مجھ سے جو سلوک کریں گے یہ ہے کہ زہر سے مجھے شہید کریں گے۔ ولیکن وہ دن مثل تمہارے دن کے نہیں اے برادر تم کو تیس ہزار ستمگار جفا کار کہ سب دعویٰ تمہارے جد بزرگوار کی امت سے ہونے کا کریں گے۔ اور

اپنے کو مسلمان کہیں گے۔ وہ تمہارے قتل اور خونریزی دہشتگ حرمت کرنے اور تمہارے فرزندان وزنان محترم کو اسیر کرنے اور مال لوٹ لینے پر آمادہ اور جمع ہونگے اس وقت بنی امیہ پر لعنت خدا نازل ہوگی۔ اور آسمان خاکستر و خون برسائے گا۔ اور تمہارے مصائب پر ہر چیز رو دے گی۔ یہاں تک کہ وحشی جنگلوں میں اور دریاؤں میں مچھلیاں روئیں گی۔

روایت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1] ابن قولویہؒ نے بسند معتبر عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ جب عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو مدینہ سے بمقام ربذہ بھیج دیا۔ لوگوں نے ابوذرؓ سے کہا۔ اے ابوذرؓ شاد و خوشحال رہو۔ کہ ایسے آزار راہ خدا میں سہل ہیں ابوذر نے کہا۔ ہاں بہت سہل ہیں۔ لیکن اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا۔ جب امام حسینؑ کو شہید کریں گے قسم بخدا امیر المومنینؑ ان کے فرزند امام حسینؑ کے قتل سے بڑھ کے اور کوئی قتل نہ ہوگا۔ خداوند عالم شمشیر انتقام اس امت پر کھینچے گا۔ اور خلافت میں نہ کریگا۔ یہانتک کہ ایک مرد کو فرزندان امام حسینؑ سے ظاہر کرے۔ اور وہ لوگوں سے انتقام لے۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان کے قتل ہونے پر دریاؤں اور پہاڑوں اور جنگلوں اور بیابانوں کے باشندوں کو کس قدر حزن و اندوہ ہوگا۔ پھر تم بھی اس قدر روؤ کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالو۔ بعد اس کے روح مقدس امام حسینؑ باقل آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سے جائیں گے۔ ستر ہزار فرشتے خائف و ترساں کھڑے ہو جائیں گے اور اعضا ان کے تا روز قیامت کانپتے رہیں گے۔ اور جو ابر اٹھتا ہے اور رعد آواز رعد و برق اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ یہ سب امام حسینؑ کے قتل کرنے والوں پر لعنت کرتے ہیں اور کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس دن روح مقدس امام حسینؑ کو جناب رسول خدا کی ملاقات کے لئے نہ لاتے ہوں۔ اور یکدیگر ملاقات کرتے ہیں اور بعض کتب معتبرہ میں شیخ عابد سے روایت کی ہے کہا کہ ہر روز میں چڑیوں کے لئے روٹی کے ٹکڑے توڑتا تھا۔ اور وہ کھاتی تھیں۔ لیکن روز عاشورا بدستور جب میں نے روٹی کے ٹکڑے توڑے انہوں نے نہ کھائے۔ اس سبب سے میں نے جانا۔ کہ بخیال تعزیت امام حسین نہیں کھاتیں۔

---

[1] حضرت ابوذر غفاری رسول پاک کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے آخر وقت دامن اہل بیت مضبوطی سے تھامے رکھا حضرت عثمان جب خلیفہ ہوئے۔ تو انہوں نے حکومت کی ہر طرح کی عنایات بنی امیہ پر نثار کر دیں۔ صوبوں کی گورنریاں ان کے ہاتھوں میں بیت المال انکے ہاتھوں میں فتح افریقہ کا تمام کا تمام مال جو کہ ایک بہت بڑی رقم تھی اور فدک جس میں سات گاؤں و لال عفاف حسنی صافیہ ملام بیت اور برقیہ نہایت زرخیز علاقے تھے۔ جن کی سالانہ آمدن چالیس ہزار سکہ رائج الوقت تھا (روضۃ الصفا) یہ سب مروان کو دے دیا بنی امیہ کے ہاتھوں میں حکومت کا آنا تھا۔ کہ انہوں نے اسلام کی صورت بدلنے کی کوشش شروع کر دی حضرت ابوذر غفاری نے اس دور میں ہمت جوانمردی سے کام لیا اور حکومت کو بنی امیہ کے علیحدہ کر دینے اور اسلامی اصولوں کی حفاظت پر زور دیا جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاری کو جلا وطن کر دیا۔ مقام ربذہ کی طرف آپ نے عالم غربت و مظلومیت میں اپنے بیٹے کے فوت ہونے کے بعد یہاں جنگل میں ہی انتقال کیا۔ بعد وفات ایک بیٹی کے سوا میت پر اور کوئی نہ

(باقی صفحہ اگلے پر)

فصل سترھویں۔ بیان گریہ وزاری انبیاء و اوصیاء و ملائکہ مقربین

ابن بابویہ و ابن قولویہؒ وغیرہ نے بسندہائے معتبرہ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ چار ہزار فرشتوں نے حق تعالیٰ سے رخصت طلب کی۔ کہ زمین پہ جا کے امام حسینؑ کی نصرت کریں۔ جب وہ ملائکہ زمین پر آئے۔ امام حسینؑ نے اجازت نہ دی۔ وہ سب آسمان پر واپس گئے۔ اور بار دیگر اجازت لے کے زمین پر آئے۔ جب کربلا میں آئے۔ امام حسینؑ شہید ہو چکے تھے۔ وہ فرشتے ژولیدہ مو گرد آلود قبر آنحضرتؑ کے مجاور رہے۔ اور مصائب آنحضرتؑ پر تا روز قیامت روئیں گے۔ اور ان کا افسر ایک فرشتہ ہے۔ جس کا نام منصور ہے۔ جو کوئی شیعہ امام حسینؑ کی زیارت کو جاتا ہے۔ وہ فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اور جب رخصت ہو کے اپنے گھر جانے لگتا ہے۔ اس شیعہ کے وہ گروہ مشایعت کرتے ہیں۔ اگر بیمار ہوتا ہے۔ اس کی عیادت کو جاتے ہیں۔ اور اگر وہ شیعہ مر جاتا ہے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور خدا سے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ اور منتظر ہیں۔ کہ حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ ظاہر ہوں۔ اور خون آنحضرتؑ کا طلب کریں۔ شیخ طوسیؒ نے بسندہائے معتبرہ امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ ملائکہ رونے لگے اور شور و فغاں کر کے کہا۔ اے خداوند ہمارے اے سید ہمارے تو کیوں غفلت کرتا ہے۔ اور ان سے انتقام نہیں لیتا ہے۔ جنہوں نے تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند اور بہترین خلق کو شہید کیا ہے۔ خداوند عالم نے ان کو وحی کی۔ کہ میں ان اشقیا سے انتقام لوں گا اگرچہ بعد مدت کے لیا جائے۔ بعد اس کے حق تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا۔ کہ انوار مقدس و ارواح منورہ ائمہ معصومین امام حسینؑ کی ملائکہ نے زیارت کی اور ان حضرات میں سے ایک بزرگوار کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حق تعالیٰ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ معصوم جو کھڑا نماز پڑھ رہا ہے۔ میں اس کی معرفت انتقام لوں گا۔ ان کفار سے۔ اسی وجہ سے حضرت صاحب العصر کو قائم کہتے ہیں۔ ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے کہ وہ فرشتہ جو جناب رسول خدا پاس خبر شہادت امام حسینؑ لایا۔ وہ ملک دریاؤں پہ مؤکل ہے۔ تحقیق کہ ایک فرشتہ ملائکہ فردوس اعلیٰ سے نازل ہوا اور دریاؤں پہ اپنے پر کھول کے کہا۔ دریاؤں کے باشندو جامہ ہائے ماتم و اندوہ پہنو۔ کہ جگر گوشہ رسول خدا کو ذبح کیا۔ پھر تربت امام حسینؑ کو اپنے بازوؤں پہ اٹھا کے آسمانوں کی طرف پرواز کی۔ جو فرشتہ دیکھتا تھا۔ اس تربت کو چومتا اور برکت اس تربت کی حاصل کر کے امام حسین کے قاتلوں اور ان اشقیا کے ناصروں اور یاوروں پر لعنت کرتا تھا۔ محاسن برقی میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۹) تھا۔ ایک قافلہ نے جس کی پیش گوئی رسول اللہ نے ابوذر سے کی تھی جس میں مشہور صحابی رسول تھا آ کر میت کو دفن کیا۔ اور آپ کی بیٹی کو مدینہ لائے۔ (کوثر جلد دوم)

کی ہے۔ کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتے ژولیدہ مو گرد آلود قبر امام حسینؑ پر جس روز سے آنحضرتؑ شہید ہوئے موکل کیے ہیں۔ کہ وہ ملائکہ امام حسینؑ اور ان لوگوں پر جو مصائب امام حسینؑ پر روتے ہیں۔ تا قیام قائمؑ آل محمد صلوٰۃ بھیجیں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہر روز چار ہزار فرشتے قبر امام حسینؑ پر نازل ہو کے ژولیدہ مو گرد آلود طلوع صبح سے تا وقت زوال شمس نوحہ و گریہ کرتے ہیں۔ اور جب زوال ہوتا ہے یہ آسمان پر جاتے اور چار ہزار فرشتے اور حاضر ہوتے اور طلوع صبح تک مصائب امام حسینؑ پر روتے ہیں۔ شیخ کلینیؒ و ابن قولویہؒ نے بسند معتبر حریز سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے خدمت جناب صادقؑ میں عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ کس قدر آپ اہل بیت کی زندگی کم اور اجل نزدیک ہے۔ باوجودیکہ لوگوں کو آپ سے بہت احتیاج رہتی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہم میں سے ہر ایک پاس ایک صحیفہ اور نامہ ہے۔ اس نامہ میں جو ہم کو اپنی مدت امامت میں کرنا چاہیئے۔ درج ہے۔ پس جب وہ امور خیر جو ہم پر مامور ہیں تمام ہو جاتے ہیں۔ اس وقت رسول خداؐ تشریف لاتے اور خبر وفات دیتے ہیں۔ اور منازل و درجات قرب حق تعالےٰ کے جو اس امام کے لیئے مہیا ہیں۔ دکھا دیتے ہیں۔ امام حسینؑ نے اپنا صحیفہ پڑھا۔ جو اس میں درج تھا۔ اس کی تعمیل کی۔ اور جو باقی رہا کہ بعد وفات اس کی تعمیل کرتے۔ اور جو کچھ باقی رہا کہ امام جہات میں اس کی تعمیل نہ کی تھی۔ تا آنکہ متوجہ قتال ہوئے۔ اور جو امور باقی رہ گئے تھے۔ اور ان کی تعمیل نہ ہوتی تھی۔ وہ تھے کہ فرشتوں نے حق تعالےٰ سے سوال کیا۔ کہ ان کی نصرت کو ہم جائیں اور جب تک کہ مہیائے قتال ہوں۔ حضرتؑ شہید ہو چکے تھے۔ جب امام حسینؑ کو شہید پایا زمین پر پہنچ گئے۔ عرض کی پروردگارا ہم کو تو نے رخصت دی کہ زمین پر جا کے امام حسینؑ کی نصرت کریں۔ جب ہم یہاں آئے تو ان کو تو نے اپنی رحمت سے ملحق کیا۔ پس خداوند عالم نے ان ملائکہ کو وحی کی۔ کہا۔ ان کے قبہ مقدسہ پہ مقیم رہو۔ اس وقت تک کہ دیکھو امام حسینؑ اپنی قبر سے باہر آئے ہیں۔ اور جانب دنیا رجوع کی ہے تب ان کی نصرت کرو۔ اور اب ان کی نصرت نصیب نہ ہونے سے ان کے مصائب پر گریہ و زاری کرو۔ تحقیق کہ ہم نے تم کو ان کی نصرت کے لیئے اور ان پر رونے کے لیئے مخصوص کیا ہے۔ جب یہ حکم بارگاہ خداوند عالم سے ہوا۔ ملائکہ حصول تقرب حق تعالےٰ کے لیئے اس حسرت پر جو انہیں عدم نصرت آنحضرتؑ سے میسر ہوئی۔ گریہ و زاری کرنے لگے۔ جب امام حسینؑ رجعت میں ظہور کریں گے۔ یہ فرشتے ناصران و یاوران امام حسینؑ ہوں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے۔ کہ میں راہ مکہ میں خدمت بابرکت جناب صادقؑ میں حاضر تھا۔ کہا میں۔ مکہ و مدینہ ایک روز حضرتؑ کو غمگین پا کے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کا سبب حزن و اندوہ کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے صفوان جو کچھ میں سنتا ہوں۔ اگر تم بھی وہ سنو تو

تم پر بھی ایسی حالت طاری ہو کہ سوال نہ کر سکو۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرتؑ جو آپ سنتے ہیں وہ کیا ہے جناب صادقؑ نے فرمایا۔ میں آواز تضرع و ابتہال ملائکہ کی جانب بارگاہ ذو الجلال اس کا لعنت کرنا قاتلان حسینؑ پر اور امیر المومنینؑ پر نوحہ و زاری جنات کی اور گریہ ملائکہ حسینؑ پر اور ان کی شدت جزع سنتا ہوں۔ پس ان آوازوں کے سننے اور ان حالات کے مشاہدہ کرنے سے کھانا کیونکر گوارا ہو۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کی زیارت کو جاؤ۔ خاموش رہو اور کوئی کلام سوائے سخن خیر زبان سے نہ کہو۔ اس لیے کہ ملائکہ شب و روز حافظان و کاتبان اعمال ان فرشتوں پاس جو زمین کربلا پر گرد روضہ اقدس مقیم ہیں آتے اور ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب کوئی سوال کرتے ہیں۔ کثرت گریہ و اندوہ سے جو ان پر غالب ہے جواب نہیں پاتے۔ پس زوال شمس تک اور زوال تا طلوع صبح انتظار کرتے اور ان دو وقت میں کچھ گریہ ان فرشتوں کا کم ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ کلام کرتے اور ان سے بعض امور آسمانی کا سوال کرتے ہیں۔ اور ان دو وقت کے علاوہ بات نہیں کرتے ہیں۔ اور سوائے گریہ و دعا دوسرے امر کی طرف مشغول نہیں ہوتے۔ پس وہ فرشتے تمہاری طرف متوجہ ہیں جو کچھ تم وقت زیارت کہتے ہو تمہاری دعا سنتے ہیں۔ راوی نے کہا ہے میں آپ سے فدا ہوں۔ ملائکہ حائر جو گرد قبر امام حسینؑ رہتے ہیں۔ اور ملائکہ حافظان اعمال کون ان میں سے سوال کرتا ہے۔ اور کس چیز کا سوال کرتے ہیں حضرت نے فرمایا ملائکہ حائر ملائکہ حفظ سے سوال کرتے ہیں اسلئے کہ ملائکہ حائر اس مکان شریف سے حرکت نہیں کرتے اور ملائکہ حفظ آسمان سے نیچے آتے اور جاتے ہیں۔ اور اسمٰعیل موکل ہوا سے ملاقات کر کے خدمت جناب رسول خدا اور امیر المومنین و جناب فاطمہؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ و جمیع از معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے بعالم بقا رحلت کی ہے حاضر ہوتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ اور حضرات ائمہ ان فرشتوں سے سوال کرتے ہیں۔ کہ کربلا میں کون آیا ہے اور کون اس مکان شریف میں زیارت امام حسینؑ کے لیے حاضر ہوا ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ بشارت ہو ان کو اور میری دعا ان کو پہنچاؤ۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں۔ ہم ان کو کیونکر بشارت دیں۔ حالانکہ وہ ہماری بات نہیں سنتے۔ یہ سن کر ائمہ طاہرین فرماتے ہیں۔ کہ ان پر برکت بھیجو۔ اور ان کے لئے دعا کرو۔ کہ یہ بشارت ہماری جانب سے انکی طرف ہے اور جب واپس جاؤ اپنے بازؤں سے ان کا احاطہ کر کے انکی مشایعت کرو۔ اور ہم ان زائروں کو خدا کے سپرد کرتے ہیں کہ کوئی امانت جس کے پاس سے ضائع نہیں ہوتی اور اگر لوگ جانیں کہ انکی زیارت میں کیا ثواب ہے۔ تحقیق کہ منازعہ کریں اور اپنا جمیع مال و متاع فدا کر کے انکی زیارت کے مصارف میں خرچ کر ڈالیں اور جناب فاطمہ مع ہزار پیغمبر و ہزار صدیق و ہزار شہید اور ہزار ہزار ملک یہاں اپنے فرزند امام حسینؑ بعنی ہمیں اور یہ لوگ گریہ جناب فاطمہ کے شریک ہوتے ہیں۔ اور جناب فاطمہؑ ایسے چند نعرے مارتی ہیں کہ کوئی فرشتہ آسمانوں میں باقی نہیں رہتا۔ جو نالہ و زاری جناب فاطمہ سے نہ روتا ہو۔ اور گریہ و زاری سے خاموش نہیں ہوتے یہاں تک کہ جناب رسول خدا تشریف لا کے فرماتے ہیں۔ اے دختر فاطمہؑ اپنے رونے سے تم نے سب آسمانوں کے ساکنوں کو ذکر اللہ الا اور تسبیح و تقدیس الٰہی

سے وہ بسبب گریہ و زاری سے وہ باز رہے اب صبر کر کہ خدا تمہارا انتقام تمہارے فرزندوں کے قاتلوں سے لیگا جب جناب فاطمہؑ ان شیعوں پر جو زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں نظر کرتی ہیں۔ حق تعالیٰ سے ان کے لیئے سراسر خیر کیلیئے سوال کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ زیارت امام حسینؑ ترک نہ کرو۔ کہ فضیلت زیارت آنحضرتؑ اس سے زیادہ ہے کہ احصا اور بیان اس کا کیا جائے۔

روایت اسحٰق بن عمار از جناب صادقؑ

ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ اسحٰق بن عمار نے بخدمت صادق عرض کیا۔ کہ میں شب عرفہ حائر کربلا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہاں قریب پچاس ہزار خوبصورت لوگوں کے میں نے دیکھا کہ ان سے خوشبو آتی تھی۔ تمام شب وہاں زیارت و نماز کرتے رہے۔ جب صبح طالع ہوئی۔ اور میں سجدہ میں گیا۔ اور سجدہ سے سر اٹھایا۔ کسی کو نہ دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جب صحرائے کربلا میں امام حسینؑ کو مخالفین نے گھیر لیا۔ اس وقت پچاس ہزار فرشتوں کا گذر آنحضرتؑ کی طرف سے ہوا اور آسمان پر چلے گئے۔ جب آسمان پر پہنچے۔ خدا نے ان کو وحی کی کہ میرے حبیبؐ کے فرزند کی طرف سے تمہارا گذر ہوا۔ کہ اشقیا اُسے شہید کر رہے تھے۔ اور تم نے اس کی نصرت نہ کی۔ اب زمین پر جاؤ۔ اسی جگہ نزدیک قبر سید الشہداؑ گرد آلود ژولیدہ مو تا روز قیامت مقیم رہو۔ اے اسحٰق جن کو تم نے دیکھا۔ وہ یہ فرشتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ زرہ نام نوحہ و زاری کنندہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہؑ نزدیک قبر امام حسینؑ کھڑی رو رہی تھیں۔ مجھ سے فرمایا۔ یہ شعر پڑھ کے میرے فرزند امام حسینؑ پر گریہ و زاری کرو۔ جس کا مضمون یہ ہے۔ اے آنکھوں اشک حسرت اس شہید کربلا پر برساؤ۔ جس کا سینہ نیزہ و تیر سے مجروح کیا۔ اور میں مصیبت حسینؑ میں حاضر نہ ہو سکی۔ اور اس کے ماتم میں اشک حسرت نہ بہا سکی۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جمیع آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں تھا۔ مثل ملائکہ وغیرہ سب نے فریاد کی۔ کہ پروردگارا ہم کو اجازت دے کہ خلائق کو زمین پر سے اٹھا کر پھینک دیں اور سب کو ہلاک کر ڈالیں کہ تیری ہتک حرمت انہوں نے حلال جانی۔ اور تیرے برگزیدگان بارگاہ کو قتل کیا۔ خدا نے ان کو وحی کی۔ کہ اے میرے ملائکہ اے آسمانو اے زمینوں ساکن رہو۔ ناگاہ ایک حجاب اپنے حجاب سے اٹھایا۔ اس حجاب کے پیچھے رسول خدا اور ان کے بارہ وصی دیکھے پھر اشارہ بجانب قائم آل محمد کیا۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔ اے ملائکہ اے آسمانوں اے زمینوں میں اس شخص کو حکم دوں گا۔ کہ یہ حسین بن علی و شہدائے کربلا کے قاتلوں سے انتقام لے گا

حضرت ام سلمہؓ کا خواب دیکھنا شیخ مفید کو شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی ہے ایک روز ام سلمہؓ گریاں و نالاں خواب سے بیدار ہوئیں۔ لوگوں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتی ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسینؑ اس دن شہید ہوگا۔ اس لئے کہ جس دن سے رسول خداؐ نے انتقال فرمایا۔ میں نے حضرتؐ کو خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج کی رات میں نے حضرت رسول خداؐ کو بہت غمگین و بیقرار خواب میں دیکھا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کی کیا حالت ہے۔ جو میں دیکھتی ہوں حضرتؐ نے فرمایا۔ اس تمام شب میں نے قبریں کھودی ہیں۔ اور حسینؑ و اصحاب حسینؑ کو دفن کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک روز اپنے گھر میں آرام کر رہا تھا۔ ناگاہ خانۂ ام سلمہؓ سے رونے چلانے کی آواز آئی میں نے ملازم سے کہا۔ مجھے ام سلمہؓ کے مکان میں لے چل۔ جب ان کے مکان میں پہنچا۔ مرداں و زناں مدینہ کو وہاں جمع پایا۔ میں نے کہا۔ اے ام المومنینؓ سبب گریہ و زاری کیا ہے۔ انہوں نے میرا جواب نہ دیا۔ اور زناں بنی ہاشم کی طرف متوجہ ہو کے کہا۔ اے دختران، عبدالمطلب میرے رونے میں شریک ہو۔ قسم بخدا تمہارا بزرگ و سید جوانان بہشت و سبط رسول خداؐ گل بوستان محمد مصطفیٰؐ یعنی حسین مظلوم شہید ہو گیا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنینؓ آپ نے کیونکر جانا۔ ام سلمہؓ نے کہا اس وقت میں نے رسول خداؐ کو ژولیدہ مو و گرد آلودہ غمگین خواب میں دیکھا ہے۔ اور سبب اندوہ دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میرے فرزند حسینؑ اور اس کے اہل بیتؑ کو آج شہید کیا ہے۔ اس وقت ان کے دفن سے میں فارغ ہوا ہوں۔ جب میں خواب سے بیدار ہوئی۔ بیہوش و حواس اس گھر کے اندر دوڑی۔ کہ وہ تربت جو جناب رسول خداؐ کو جبرئیلؑ نے لا کر دی تھی اور حضرتؐ نے مجھے دے کے فرمایا تھا۔ جب یہ تربت خون ہو جائے اس وقت جاننا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہوا ہے۔ میں نے وہ خاک کربلا ایک شیشہ میں رکھ چھوڑی تھی۔ جب اس شیشہ پاس پہنچی۔ دیکھا وہ خاک سب خون ہو گئی۔ اور شیشہ کے اندر سے ابل رہی ہے۔ پھر میں نے اس خون کو لے کر اپنے منہ پہ ملا۔ اور ماتم امام حسینؑ برپا کیا۔ اور نوحہ و زاری کرنے لگی یہاں تک کہ خبر پہنچی۔ امام حسینؑ اس دن شہید ہوئے تھے۔ عمرو بن ثابت نے کہا۔ جب میں نے یہ حدیث سنی۔ خدمت بابرکت جناب امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوا۔ اور یہ حدیث عرض کی۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ حدیث حق ہے اور وہ تربت اب ہمارے پاس ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا خواب دیکھنا ایضاً دیگر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں نے دن کو سوتے میں جناب رسول خداؐ کو خواب میں ژولیدہ مو گرد آلود ایک شیشہ خون سے بھرا ہاتھ میں لئے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ خون میرے فرزند حسینؑ کا ہے میں نے جمع کر کے اس شیشہ میں رکھا ہے۔ جب

خبر شہادت پہنچی۔ معلوم ہوا۔ اسی دن امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔

روایت حضرت ام سلمہؓ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر ام سلمہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک رات رسول خداؐ گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ اور بڑے عرصہ کے بعد مو گرد و غبار آلود ہاتھ میں کچھ لئے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کا کیا حال ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اس وقت عراق کے اس موضع میں لے گئے۔ جسے کربلا کہتے ہیں۔ وہاں جا کے مجھے میرے فرزند حسینؑ و اصحاب و فرزندان و اہل بیت حسینؑ کا مقتل دکھایا۔ میں نے اس کے قتل گاہ سے ایک مشت خاک اٹھائی ہے۔ اور یہ میرے ہاتھ میں ہے اسے لے کے رکھ چھوڑو۔ جب میں نے لی وہ خاک سرخ تھی۔ میں نے ایک شیشہ میں رکھ کے سر اس شیشہ کا مضبوط باندھ دیا۔ اور اس کی حفاظت کرتی تھی۔ جب میرا فرزند حسینؑ مکہ سے متوجہ عراق ہوا ہر شب و روز اس شیشہ کو باہر لا کے میں دیکھتی اور سونگھتی۔ اور ان کے مصائب پر روتی تھی۔ جب دسویں محرم کی ہوئی وقت صبح میں نے اس شیشہ کو دیکھا۔ بحالت اصلی پایا۔ جب آخر روز نظر کی۔ اس شیشہ کو خون سے بھرا ہوا دیکھا۔ یہ دیکھ کر میں اپنے گھر میں فریاد کر کے رونے لگی۔ ولیکن بوجہ شماتت اعدا ان سے اظہار نہ کیا۔ یہاں تک کہ خبر پہونچی۔ کہ اسی روز امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔

روایت زبانی کسان نہر علقمہ کے بعض کتب معتبرہ میں ایک شخص قبیلہ بنی اسد سے روایت کی ہے۔ کہ ان سے کہا۔ میں نہر علقمہ کے کنارے کھیتی کرتا تھا۔ جب لشکر شقاوت اثر عمر سعد۔ وہاں سے کوچ کر گیا۔ میں نے شہدائے کربلا سے بہت عجائب مشاہدہ کئے کہ ان کا ذکر نہیں کر سکتا منجملہ ان کے یہ ہے کہ جب ہوا ان اجسام شریف سے آتی تھی۔ خوشبو مشک و عنبر کی میرے دماغ میں پہونچتی تھی۔ اور ہمیشہ میں دیکھا کرتا تھا۔ کہ ستارے آسمان سے نیچے اس جسم مبارک کے قریب آتے اور پھر آسمان پر چلے جاتے تھے۔ میں مع عیال اس صحرا میں تنہا تھا۔ اور کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ جس سے یہ حال دریافت کرتا۔ جب قریب غروب ہوتا تھا۔ ایک شخص کی سیاہی دکھائی دیتی تھی۔ کہ قبلہ کی طرف سے وہ آ کے درمیان کشتگان صحرا داخل ہوتا۔ اور صبح کو چلا جاتا تھا۔ میرا گمان یہ تھا۔ کہ وہ شیر ہے گوشت کھانے آیا کرتا ہے۔ جب میں نے جا کے دیکھا۔ ان شہداء کے جسم بطیف و منور تھے۔ اس حالت کے مشاہدہ سے میں متعجب ہو کے دل میں کہتا تھا۔ یہ لوگ خارجی ہیں۔ انہوں نے خلیفہ زمان پر خروج کیا ہے۔ پھر ان سے ایسے عجائب و غرائب کیوں مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یہ سوچ کے میں نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ ایک رات میں نہ سوؤں گا۔ شاید اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ جب شام ہوئی اور وہ سیاہی بھی نمودار ہوئی مجھے وہم ہوئی۔ کہ مبادا شیر ہو اور مجھ پر حملہ کرے۔ اسی فکر و اندیشہ میں تھا۔ کہ وہ درمیان شہداء

داخل ہوا۔ اور ان اجسام متبرکہ میں سے ایک جسم شریف کے قریب آیا۔ کہ مثل آفتاب نور اس جسم شریف منور ساطع تھا۔ پس اس جسم شریف کو آغوش میں لے کے اپنا منہ اس جسم سے ملا۔ اس مشاہدہ سے مجھے حیرت ہوگئی۔ جب اندھیرا ہو گیا۔ اس صحرا میں اس قدر شمعیں روشن ہوئیں کہ دن سے زیادہ روشنی ہوگئی۔ ناگاہ صدائے شیون و نوحہ و زاری اور پیٹنے کی آواز اس صحرا سے بلند ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ آوازیں زمین کے نیچے سے آتی تھیں۔ ان میں سے ایک کہتا تھا واحسیناہ و اماماہ یہ سن کے میں کانپنے لگا۔ اور نہایت خائف و ترساں اس آواز کے قریب گیا۔ اور اسے میں نے خدا و رسولؐ کی قسم دی۔ کہ مجھ سے بیان کرو تم کون لوگ ہو۔ اور کیوں روتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم قوم جن ہیں اور ہر شب تا صبح امام حسینؑ تشنہ لب غریب پر نوحہ و گریہ و زاری کرتے ہیں۔ اور جسے تو شبیر جانتا ہے۔ وہ شبیر امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ جو اس شہید کے پدر عالی مقدار ہیں۔ کہ ہر شب تشریف لاتے اور اپنے فرزند پاس گریہ و زاری کرتے ہیں۔

فصل اٹھارویں بیان گریہ و زاری جنات بر سید الشہداؑ

بعض کتب معتبرہ میں ہند زوجہ یزید دختر عبداللہ بن عامر سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول خداؐ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آنحضرتؐ مع اصحاب ام معبد میری خالہ کے خیمہ میں اترے اور ان سے دودھ طلب کیا۔ ام معبد نے کہا۔ گوسفندوں کو جنگل میں چرانے لے گئے ہیں۔ مگر ایک گوسفند کو اس کی کمزوری و لاغری کی وجہ سے دروازہ خیمہ پر چھوڑتے گئے ہیں۔ دودھ اس کے نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوہوں۔ ام معبد نے اجازت دی۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اس گوسفند کے تھنوں پر رکھا۔ اور رہا تھا کہ آنحضرتؐ دودھ جاری ہو گیا۔ حضرت صلعم نے دوہا۔ یہاں تک کہ ظروف ام معبد کے سب کے سب بھر گئے اور آپ نے مع اصحاب نوش کیا۔ چونکہ اس دن گرمی بہت تھی۔ حضرتؐ نے دروازۂ خیمہ پر قیلولہ فرمایا۔ جب بیدار ہوئے پانی مانگا۔ اور درخت خار دار کے نیچے جو قریب خیمہ تھا۔ ہاتھ دھوئے کلی کی۔ اور اپنا آب دہن مبارک اس درخت کے نیچے ڈالا۔ جب وضو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس درخت سے چند امور عجیب و غریب ظاہر ہوئے۔ پھر اٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ ام معبد نے کہا۔ میں ان بجا آوری اعمال سے بہت متعجب تھی۔ اور میرے اہل قبیلہ بھی متعجب تھے۔ اس لئے کہ جب تک ہم وضو کرنا اور نماز پڑھنا نہ جانتے تھے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہم نے دیکھا۔ اس درخت کے کانٹے بڑے بڑے ہوگئے۔ اور درخت بھی بہت بڑا ہو گیا تھا۔ کانٹے اس کے جھڑ گئے۔ شاخیں پھوٹیں۔ اس کے بعد اس میں بہت بڑے بڑے پھل بکثرت لگے

اور جب پکنے لگے۔ وہ سب پھل خوش رنگ بھی ہو گئے۔ اور خوشبو عنبر کی اور شیرینی شہد کی تھی۔ جو بھوکا اس کا میوہ کھاتا تھا۔ سیر ہو جاتا۔ اور جو اس کا پیاسا میوہ کھاتا تھا۔ وہ بھی سیراب ہو جاتا تھا۔ جو بیمار وہ میوہ کھاتا تھا۔ اچھا ہو جاتا تھا۔ اور جو حاجتمند وہ میوہ کھاتا تھا۔ اس کی حاجت بر آتی تھی۔ جو پریشان و محتاج اس کا میوہ کھاتا تھا۔ مستغنی ہو جاتا تھا جو اونٹ گلے گوسفند اس درخت کے پتے کھاتے تھے۔ فربہ ہو جاتے تھے۔ اور دودھ بہت ہو جاتا تھا۔ جس دن سے حضرت میرے خیمہ میں آئے خیر و برکت اس دن سے ہم کو بہت ہوئی۔ اور ہمارا شہر سبز ہو گیا۔ اور آبادانی و فراوانی ہمارے قبیلہ میں ظاہر ہوئی اس سبب سے ہم نے اس درخت کا مبارک نام رکھا اور جس قدر لوگ ہمارے گرد و نواح جنگل میں رہتے تھے۔ اس درخت کے سایہ میں آ کے بیٹھتے اور اس کے پتے تبرکاً اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔ جب کبھی جنگل میں روٹی پانی انہیں میسر نہ ہوتا تھا۔ ان پتوں کے کھانے سے سیر و سیراب ہو جاتے تھے۔ اور ہمیشہ وہ درخت اسی طرح تھا۔ ناگاہ ایک روز صبح کو اٹھ کے جو میں دیکھتی ہوں۔ تو کیا دیکھا۔ کہ سب میوہ اس کا جھڑ گیا۔ اور پتے اس کے زرد ہو گئے۔ میں اس امر کے مشاہدہ سے بہت اندوہناک ہوئی۔ اور اس حادثہ سے متفکر و متردد تھی تھوڑے دنوں میں خبر وفات رسول خدا پہنچی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ جس روز تغیر اس درخت میں ہوا اسی روز انہوں نے رحلت فرمائی۔ پھر اس درخت میں پھل لگے۔ مگر پہلے سے کم چھوٹے اور لذت بھی کم تھی۔ اور تیس سال یہی حالت رہی۔ ناگاہ ایک دن صبح کو میں اٹھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہ تمام درخت سیاہ ہو گیا ہے اور طراوت و تازگی ڈالیوں اور پتوں کی جاتی رہی۔ اور میوہ بھی جھڑ گیا ہے۔ اس کیفیت کے تھوڑے دنوں بعد معلوم ہوا۔ کہ اس روز امیر المؤمنینؑ علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ اس کے بعد پھر اس درخت میں بڑا چھوٹا زیادہ کم کچھ بھی میوہ نہ لگا۔ لیکن قبائل عرب اور بیماروں کے لئے پتے اس درخت کے لے جاتے اور ہر امر میں اس کی شاخ و برگ سے برکت طلب کرتے تھے۔ ایک مدت تک وہ اسی حالت پر رہا۔ ایک روز میں نے اٹھ کے دیکھا۔ کہ اس درخت کے نیچے سے خون تازہ جوش زن ہو کے زمین پر بہتا ہے اور پتے اس کے خشک ہو گئے ہیں۔ اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے قطرہ ہائے خون زمین پر ٹپکتے ہیں۔ اس حادثہ سے میں سمجھی کوئی عظیم حادثہ ہوا ہے۔ میں ہر وقت ہراساں و غمگین منتظر خبر تھی۔ جب رات ہوئی۔ اس درخت کے نیچے سے آواز گریہ و نالہ و زاری شدید بلند ہوئی۔ اور ایک آواز نوحہ کرنے والے کی ان میں سے بلند تھی اور وہ یہ آواز دیتا تھا۔ اے فرزند محمدؐ مصطفیٰ و اے جگر گوشہ علی مرتضیٰ اے بقیہ پیشوایان رہنما۔ پس کثرت ہائے آواز گریہ و زاری سے اور کچھ میری سمجھ میں نہ آیا۔ کہ کیا کہتے ہیں۔ ولیکن صدائے گریہ و زاری صبح تک بلند تھی یہاں تک کہ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ اس روز سید الشہدا امام حسینؑ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ پھر وہ درخت پھنگی سے جڑ تک خشک ہو گیا۔ اور بادِ ہوا سے ٹوٹ ٹوٹ کے جاتا رہا

اور نشان تک باقی نہ رہا۔ کتاب مثیر الاحزان میں روایت کی ہے۔ کہ جس دن امام حسین شہید ہوئے اس کی رات کو صدائے نوحہ قوم جن اہل مدینہ سنتے تھے۔ اور صدائے ہاتف آئی۔ مگر کسی کو نہ دیکھا۔ اور اس صدا سے چند شعر بایں مضمون سنتے تھے۔ اے قاتلان حسینؑ ازروئے جہل و ضلالت تم کو بروز قیامت عذاب کی بشارت ہو۔ ان شہیدوں پر جمیع اہل آسمان و پیغمبران و ملائکہ مقربان ایزد منان گریہ و نالہ و فغاں کرتے ہیں۔ تم کو داؤدؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ نے لعنت کی ہے۔ اور جمیع بصرہ اور سب شہروں میں۔ اسی طرح کا نوحہ اور آواز لوگ سنتے تھے۔ اور کسی کو نہ دیکھتے تھے۔ ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے کہ قوم جن نے امام حسینؑ کے غم میں چند شعر نوحہ کے پڑھے۔ جن کا مضمون یہ ہے تم خدا اور اس کے رسول رہنما کے جواب میں کیا کہو گے۔ جس وقت تم سے سوال کرے گا۔ کہ اے امتوں کی پچھلی امت تم نے میری اہل بیت اور بھائیوں اور مخصوصوں سے کیا سلوک کیا۔ اور کس تقصیر پر انہیں خاک و خون میں غلطاں کیا۔ خدا اور رسول سے تم نے شرم نہ کھائی۔ ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام متوجہ عراق ہوئے۔ ایک شب اصحاب آنحضرتؑ نے سنا کہ قوم جن چند شعر مدح آنحضرتؑ میں پڑھتے ہیں۔ اور حضرتؑ نے بھی چند شعر ان کے جواب میں پڑھے۔ جن کا مضمون یہ تھا۔ میں جاتا ہوں اور شہید ہونے سے مجھے پروا نہیں ہے اور قتل ہونا اس شخص کو جس کی نیت حق ہو۔ اور راہ خدا میں جہاد کرے شائستگان خدا سے موافقت اور مجرمان و کافران باشقاوت سے مخالفت کرنے سے عار نہیں ہے۔ اگر میں زندہ ہوں نادم نہ ہوں گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ دل ملامت نہ ہوگا ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز ام سلمہؓ اٹھیں اور کہا۔ بیشک میرا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ اس لیے کہ جس دن سے رسول خدا نے دنیا سے رحلت کی تھی۔ صدائے قوم جن میں سے نہ سنی تھی۔ رات کو صدائے جنیہ میں نے سنی کہ وہ روتی اور مرثیہ امام حسینؑ کا پڑھتی۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے ایک پیر مرد قبیلہ بنی تمیم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے امام حسینؑ کی لڑائی اپنے دشمنوں سے کرنا شہید ہو جانے کی خبر نہ تھی۔ بعد عاشورا رات کو میں ایک گوشہ میں ایک اپنے قبیلے کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ ناگاہ صدائے ہاتف سنی۔ وہ کہتا تھا قسم بخدا میں تمہاری طرف نہیں آیا۔ مگر بعد اس کے کہ امام حسینؑ کو کربلا میں شہید اپنے خون میں ان کو غلطاں دیکھا اور گرد ان کے جوانوں کو دیکھا کہ خون ان کی گردنوں سے جاری تھا۔ ان میں سے ہر ایک چراغ ہدایت تھا۔ ہم نے اپنے اونٹ دوڑائے کہ شاید ان سے ملاقات ہو جائے۔ قبل اس کے کہ وہ حور العین کو اپنی آغوش میں لے لیں۔ قضا و قدر حق تعالیٰ کی مانع ہوئی۔ اور جو کچھ مقدر ہے وہ البتہ شدنی ہے۔ اس کے بعد بہت اشعار امام ابرار کی مدح و ثنا میں پڑھے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم کون ہو۔ اس نے کہا میں

سردار ایک قبیلہ کا قوم جن سے ہوں۔ کہ نصیبین میں وہ رہتے ہیں۔ بقصد معاونت و نصرت امام حسینؑ کو گیا تھا۔ کہ اپنی جان ان پر سے قربان کرتا۔ مگر اس وقت وہاں پہنچا جب امام حسینؑ مع اصحاب شہید ہو چکے تھے۔ اب بحسرت و نا امیدی اپنے قبیلہ کی طرف جاتا ہوں۔ ابن قولویہؒ نے روایت کی ہے۔ کہ پانچ شخص اہل کوفہ بقصد نصرت امام حسینؑ روانہ ہوئے رات کو ایک قریہ میں اُترے۔ کہ اس موضع کا نام شاہی تھا۔ ناگاہ دو مرد ان کے پاس آئے۔ ایک جوان دوسرا بوڑھا۔ دونوں نے سلام کیا۔ اس مرد پیر نے کہا میں قوم جن سے ہوں۔ اور یہ جوان میرا بھتیجا ہے۔ چاہتا ہے۔ نصرت امام حسینؑ کو جائے میں نے اپنے اور تمہارے لیے ایک امر کو تجویز کیا ہے۔ ان کوفیوں نے کہا۔ کیا تجویز ہے۔ اس جن پیر نے کہا۔ میں پرواز کر کے جاتا ہوں اور خبر تمہارے پاس لاتا ہوں۔ پس ایک شبانہ روز غائب رہا۔ دوسرے دن اس کی آواز ہم نے سنی۔ مگر اُسے نہ دیکھا۔ اس نے چند شعر پڑھے۔ جن کا مضمون حدیث سابق میں گذرا۔ پس کوفیوں نے کہا۔ امام حسینؑ شہید ہو گئے۔ اور جانب کوفہ واپس گئے۔ ایضاً۔ ابن قولویہؒ نے بسند ہائے معتبرہ روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت امام حسینؑ وقت صبح کوفہ کے کمہار لوگ جنگل میں لکڑیاں بیننے کو جاتے تھے۔ صحرا میں وقت سحر آواز قوم جن کی نوحہ کرنے کی سُنی کہ آہ و زاری کرتے تھے۔[۱]

---

[۱] امام حسینؑ اس کے جانشین تھے جو عالمین کیلئے رحمت اور نبی تھا۔ لہذا امام حسینؑ کی مصیبت تمام عالمین کے لیے باعث اندوہ ہوئی اور عالمین کی ہر ایک شے نے غم حسینؑ میں ماتم و نوحہ کیا۔ پتھروں سے خون ابلتا تھا۔ دیواریں خون رو رہی تھیں اور انبیائے اکرام ہمراہ ملائکہ خلا میں پریشان حال تھے۔ صحرا کے ذرات روتے تھے۔ دریاؤں میں مچھلیاں اور ہوا میں پرندے نوحہ خوان تھے۔ لہذا جب عالمین کی ہر شے امام مظلوم کی سوگوار تھی اور ہے۔ تو جنات کا نوحہ خوانی کرنا تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ ان مسلمانوں کیلئے دلیل جواز ماتم ہے جو معاذ اللہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ جس کو ہر شے روئے اور شجر و حجر شمس و قمر انبیاء و ملائکہ اور جنات سب ماتم کریں۔ اور انسان نہ روئے وہ انسان بہت ہی بدبخت ثابت ہوتا۔ جنات کے متعلق اکثر روایات ہیں مثلاً
عن حبیب بن ثابت قال سمعت الجنة متنوح علی الحسین وھی تقول۔ مسح النبی جبینه فله بریق فی الخد ود۔ ابواه فی علیا قریش وجده خیر الجد و (حافظ ابو نعیم سنی) حبیب بن ثابت کہتا ہے۔ میں نے عورات جنات کو امام حسینؑ پر رونے اور نوحہ خوانی کرتے سنا ہے وہ یہ نوحہ پڑھ رہی تھی۔ نبی نے ان کے ماتھے کو چوما ہے ان کے رخساروں میں چمک تھی۔ انکے ماں باپ قریش کے بزرگ تھے۔ ان کے جد تمام اجداد میں بہتر تھے۔ اس طرح علامہ ابن حجر مکی نے حضرت ام المومنینؓ جناب ام سلمہؓ سے نقل کیا ہے صواعق محرقہ میں عن ام سلمة فما كانت ليلة قتل الحسين سمعت قائلاً يقول[۱]

یا ایها القاتلون جهلا حسینا	ابشروا بالعذاب والتنكيل
قد لعنتم على لسان ابن داؤد	وموسى وحامل الانجيل

باقی صفحہ ۳۲۰ پر

فصل افسوس: سبب تاخیر عذاب قاتلان امام حسین علیہ السلام بلکہ انتقام بزمانہ صاحب العصر قرار دیا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابوالصلت ہروی نے امام رضاؑ سے پوچھا۔ ایک حدیث جناب صادقؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت صاحب العصرؑ ظاہر ہونگے۔ فرزندان قاتلان امام حسینؑ کو ان کے بزرگان گذشتہ کے افعال زشت کے عوض قتل کریں گے۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا۔ اسی طرح ہے۔ راوی نے کہا۔ ان کا کیا گناہ۔ امامؑ نے فرمایا۔ وہ لوگ چونکہ افعال اجداد سے راضی ہیں۔ اور ان ظالموں پر فخر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ قتل کئے جائیں گے۔ جو کوئی کسی کے فعل زشت پر راضی ہو اسی طرح ہے کہ گویا وہ کام اس نے خود کیا ہے۔ اگر کوئی کسی کو مشرق میں مارے اور دوسرا مغرب میں اس کے اس فعل سے راضی ہو۔ بتحقیق کہ وہ اس کا شریک ہوگا۔ اس وجہ سے صاحب العصرؑ ان کافروں کو قتل کریں گے کہ وہ اپنے ظالمان گذشتہ کے مظالم پر راضی ہیں، تفسیر امام حسن عسکریؑ میں لکھا ہے۔ ایک روز امام زین العابدینؑ نے اس جماعت بنی اسرائیل کا قصہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے شکار مچھلیوں کا دوشنبہ کو کیا۔ اور خداوند عالم نے ان کو خوک (سور)، و بوزنہ (بندر) بنا دیا۔ پھر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک جماعت کو مچھلی کو شکار دوشنبہ کے روز کرنے پر ایسا عذاب کیا۔ تو اس جماعت کا حال حضرت ذوالجلال کے نزدیک کیسا ہوگا۔ جنہوں نے اولاد حضرت رسول خداؐ کو قتل کیا اور ان کی ہتک اور حرمت

بقیہ حاشیہ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے شب قتل امام حسینؑ سنا کوئی کہنے والا کہتا ہے اے جہالت سے امام حسینؑ کے قتل کرنے والو تم کو عذاب و ذلت کی بشارت ہو تم پر لعنت کی جا چکی ہے۔ سلیمانؑ بن داؤدؑ کی موسیٰؑ اور حامل انجیل عیسیٰؑ کی لہذا جناب آج تک غم حسینؑ میں نوحہ خواں ہیں۔ اور آج تک بلکہ قیامت تک آسمان روتا رہیگا۔ غم حسین میں چنانچہ وقت عزوب اور طلوع جو سرخی آسمان پر ظاہر ہوئی ہے۔ یہ بسبب غم حسینؑ ہے سواد اعظم یعنی اہل سنت کے مشہور علامہ ابن سعد طبقات میں لکھتے ہیں۔ ان ھذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ یعنی یہ مشرق کی سرخی قبل قتل حسینؑ کے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ امام سرین لکھتے ہیں۔ اخبرنا ان حمرۃ اطراف السماء لم تکن قبل قتل حسینؑ۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں۔ جو سرخی اطراف آسمان پر پائی جاتی ہے۔ قبل قتل حسینؑ نہ تھی۔ بس یہی کہا جاتا ہے۔ کہ وہ دونوں جہاں میں آج سے ماتم بپا نہیں رکھا۔

(احقر سید ظہور الحسن کوثر بریلوی)

اگرچہ خدا نے ان کو دنیا میں مسخ نہ کیا۔ ولیکن جو کچھ عذاب ان کے لیئے آخرت سے مہیا کیا ہے۔ وہ چند عذاب مسخ سے ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے حاضرین مجلس سے عرض کیا۔ کہ دشمنان اہل بیت کہتے ہیں۔ اگر قتل کرنا امام حسینؑ کا شکار ماہی سے بدتر تھا۔ چاہیئے کہ خداوند عالم ان کو بھی مسخ کرتا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ شیطان کی معصیت اس گروہ سے زیادہ ہے۔ جو اس کے اغوا سے گناہ کرتے ہیں اور خدا نے دنیا میں ان گناہوں کے عوض بہت لوگوں پر عذاب نازل کیا۔ اور شیطان پر عذاب نہ کیا۔ اور اُسے مہلت دی۔ لہٰذا بمقابلہ حکمتہائے حق تعالیٰ کلام کرنا جائز نہیں ہے اور بہت ایسا ہوتا ہے۔ کہ بعوض گناہاں قلیل دنیا ہی میں عوض لیتا ہے۔ اور عقوبت عذابہائے کثیر کا عوض بروز قیامت قرار دیتا ہے اس لیئے کہ عذاب ان پر شدید تر اور رجعت ان پر تمام تر ہو۔ لہٰذا قائم آل محمدؐ ان کافروں کی اولاد سے انتقام لیں گے۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ قسم بخدا قاتلان حسینؑ مارے گئے ولیکن ہنوز طلب خون امام حسینؑ نہیں ہوا ہے۔ رجعت اور قیامت میں خون طلب کیا جائے گا۔ ابن شہرآشوبؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے جناب رسول خدا کو وحی کی کہ بعوض خون حضرت یحییٰ ستر ہزار اشقیا میں نے قتل کیئے۔ اور تمہارے فرزند حسینؑ کا خون کا عوض بھی ستر ہزار سے لونگا اور ان کو قتل کرونگا۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ بعوض خون امام حسینؑ ایک لاکھ کافر مارے گئے۔ اور ہنوز ان کا طلب خون نہیں ہوا ہے۔ اور اس کے بعد طلب خون امام حسینؑ کیا جائے گا۔ ایضاً امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا۔ جب میں ہمراہ پدر بزرگوار کربلا جاتا تھا۔ جس منزل پر میرے پدر عالی مقدار اُترتے تھے۔ حضرت یحییٰ کو یاد کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ سبب اس بے اعتباری دنیا کا جو خدا کے نزدیک ہے یہ تھا۔ کہ سر مبارک یحییٰ ایک زن زناکار کے لیئے جو قوم بنی اسرائیل سے تھی بطور ہدیہ بھیجا گیا۔ اور خداوند عالم نے بخت نصر کو ان پر مسلط کیا۔ کہ ستر ہزار ستمگار قتل کر ڈالے یہاں تک کہ خون حضرت یحییٰ ساکن ہوا۔ اے فرزند قسم بخدا میرا خون ساکن نہ ہوگا۔ تا آنکہ مہدی میرے فرزندوں میں سے بعوض میرے خون کے ستر ہزار منافقوں کو قتل کرے۔

فصل بیسویں بیان معجزات امام حسینؑ اور عذاب قاتلان آنحضرتؑ

ابن شہرآشوبؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام حسینؑ نے عمر بن سعد لعین سے کہا۔ میں اسوجہ سے خوش ہوں۔ کہ جب تو مجھے شہید کر چکے گا۔ اس وقت گندم عراق میں نہ کھا سکے گا۔ اس ملعون نے بطور مسخرہ پن کہا۔ اگر گندم نہ ہو۔ جو ہی غنیمت ہیں۔ پس ویسا ہی ہوا۔ جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا

کہ امارت شہر رے نے میسر نہ ہوئی۔ اور مختار نے اُسے روانہ نار کیا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جس قدر خوشبو امام حسینؑ کی لوٹ میں گئی سب خون ہو گئی۔ اور خوشبو گھانس جس قدر لے گئے تھے۔ وہ سب آگ سے جل گئی۔ بروایت دیگر۔ اس خوشبو کا جس نے استعمال کیا۔ مرد خواہ عورت سب مبروص ہو گئے۔ ایضاً۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب امام حسینؑ صحرائے کربلا میں پیاسے ہوئے۔ کنار فرات تشریف لے گئے۔ اور پانی اٹھایا۔ چاہا نوش کریں ناگاہ ایک ملعون نے تیر حضرتؑ کو مارا۔ کہ وہ تیر دہن مبارک امام حسینؑ پر لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا ہرگز تجھے معاف نہ کرے۔ بعد اس کے اس ملعون کو پیاس لگی جس قدر پانی پیتا تھا۔ پیاس نہ بجھتی تھی۔ یہاں تک وہ شقی فرات کے کنارے کود پڑا۔ اور اس قدر پانی پیا کہ جہنم داصل ہوا۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ جب امام حسینؑ نے ان کافروں سے پانی مانگا۔ ایک ملعون نے ان اشقیا میں سے آواز دی۔ کہ اے حسین ایک قطرہ آب فرات تم کو نہ ملے گا۔ یہاں تک کہ تشنہ لب شہید ہو جاؤ۔ یا حکم ابن زیاد قبول کرو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ خداوندا اس شقی کو پیاس سے ہلاک کر۔ اور ہرگز اسے نہ بخش۔ پس تشنگی اس ملعون پر غالب ہوئی اور ہر وقت العطش کی فریاد کرتا تھا۔ اور جس قدر پانی پیتا تھا۔ سیراب نہ ہوتا تھا۔ آخر کار اس قدر پانی پیا۔ کہ اس بدبخت کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داصل ہوا۔ بعضوں نے کہا۔ وہ ملعون عبداللہ بن حصین یزدی تھا۔ اور بعضوں نے کہا۔ حمید بن مسلم تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ایک ولد الزنا نے قبیلہ دارم سے ایک تیر امام حسینؑ کی طرف پھینکا۔ اور وہ تیر گلوئے مبارک حضرتؑ پر لگا۔ حضرتؑ خون اپنا آسمان کی جانب پھینکتے تھے۔ بعد اس کے وہ شقی ایسی بلا میں مبتلا ہوا۔ کہ سردی اور گرمی سے فریاد کرتا تھا۔ آگ اس کے پیٹ سے شعلہ در ہوتی تھی اور پیٹھ سردی سے کانپتی تھی۔ اس شقی کے پشت سر آگ روشن کرتے اور پیش سر پنکھا جھلتے اور برف اس کے شکم پر رکھتے تھے۔ مگر وہ ملعون پیاس سے فریاد کرتا تھا۔ پانی پیتا۔ مگر سیراب نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور جہنم داصل ہوا۔ ابن بابویہ و شیخ طوسیؒ نے بسند ہائے معتبرہ یعقوب بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ کہ ایام حج میں جب مجھ پر شدت تشنگی ہوئی۔ مع چند اشخاص کوفہ سے باہر گیا۔ یہاں تک کہ کربلا میں پہنچا۔ مگر کوئی موضع ایسا نہ ملا۔ جہاں اترتا ناگاہ ایک مکان کنار فرات مجھے نظر آیا کہ وہ مکان لکڑی اور گھانس سے بنایا تھا۔ رات کو میں نے اسی جگہ قیام کیا۔ اتفاقاً ایک مرد غریب آیا۔ اور کہا۔ مجھے آج کی رات یہاں رہنے کی اجازت دو کہ میں غریب آدمی ہوں۔ اور دور سے آیا ہوں۔ ہم نے اسے اجازت دی۔ اور وہ بھی داخل ہوا۔ جب آفتاب غروب ہوا۔ اور چراغ

نے روغن نفط سے جلایا۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھے ادھر ادھر کا ذکر کرتے تھے۔ باتوں باتوں میں کربلا اور شہادت امام حسینؑ کا ذکر آگیا ہم نے کہا کوئی اس صحرا میں ایسا نہ بچا جس کے بدن میں کوئی بلا نازل نہ ہوئی ہو۔ یہ سن کر اس مرد غریب نے کہا۔ میں بھی ان میں سے ہوں جو اس اجنگ میں تھے۔ اب تک تو کوئی بلا مجھ پر۔ . . . نازل نہیں ہوئی۔ تم شیعوں کا دارومدار جھوٹ پر ہے۔ جب ہم نے اس سے یہ کلام سنا۔ ڈر کر اپنے سخن سے پشیمان ہوئے۔ اس وقت چراغ کی روشنی ذرا دھیمی ہوگئی تھی اس ملعون نے چاہا اسے بجھائے ہاتھ بڑھا کے چاہا بتی اس کی کاٹے۔ فوراً ہاتھ چراغ تک پہنچتے ہی آگ اس کے دست نحس میں لگ گئی۔ جب اس نے چاہا اسے بجھائے اس کی داڑھی جلنے لگی۔ اور تمام بدن میں شعلۂ آتش مشتعل ہونے لگی۔ وہ شقی نہر فرات میں کود پڑا۔ جب اس نے غوطہ مارا پانی کے اوپر آگ اس کے سر پر رہی۔ اور اس کی منتظر تھی کہ سر باہر نکالے۔ جب سر پانی سے نکلتا تھا پھر آگ لگ جاتی تھی اور ہر وقت یہی کیفیت اس بدبخت کی تھی یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر قاسم بن اصبغ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک ملعون قبیلۂ دارم سے ہمراہ لشکر ابن زیاد ملعون صحرائے کربلا میں امام حسینؑ سے لڑنے گیا تھا۔ وہ میرے پاس آیا میں نے دیکھا منہ اس کا سیاہ ہوگیا تھا۔ اور اس واقعہ سے پہلے وہ نہایت خوبصورت اور گورا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ اس قدر تمہارا رنگ کیوں متغیر ہوگیا ہے۔ کہ ممکن تھا۔ کہ میں تم کو نہ پہچانتا۔ اس ملعون نے کہا۔ میں نے ایک خوبصورت گورے آدمی کو۔ اصحاب امام حسینؑ سے شہید کیا ہے کہ اثر کثرت عبادت اس کی پیشانی نورانی سے ظاہر تھا۔ اور میں اس کا سر لایا ہوں۔ راوی کہتا ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ ملعون ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ سر مقدس زین میں لٹکا تھا۔ کہ گھوڑے کی ٹانگوں سے ٹکر کھاتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا۔ کاش اس سر کو یہ اونچا باندھتا۔ کہ اس درجہ گھوڑے کی رانوں سے اس سر مقدس کو صدمہ نہ پہنچتا۔ میرے باپ نے مجھے جواب دیا۔ اسے فرزند جو بلا اس سر کا مالک اس پر نازل کرتا ہے وہ اس صدمہ سے جو اس سر پر ہے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ اس نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جس روز سے میں نے اس شخص کو قتل کیا ہے اب تک ہر شب میرے خواب میں آتا اور کہتا ہے۔ چل پس مجھے جانب جہنم لے جاتا ہے۔ اور جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ صبح تک اسی عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔ میں نے خود اس کے ہمسایہ کے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے تھے راتوں کو اس کی صدائے فریاد سے ہم کو نیند نہیں آتی ہے۔ میں اس کی عورت پاس گیا۔ اور حال حقیقت دریافت کی اس کی زوجہ نے کہا۔ اس کم بخت نے خود اپنے کو رسوا کیا ہے اور درحقیقت ایسا ہی اس کا حال ہے جیسا اس نے تم سے بیان کیا ہے۔ ایضاً۔ عمار بن عمیر سے روایت کی ہے کہ جب سر عبیداللہ بن زیاد ملعون کا مع سرہائے

اصحاب شقاوت آپ کو زمیں لائے۔ میں ان سروں کا تماشہ دیکھنے کو گیا۔ جب وہاں پہنچا۔ لوگ کہہ رہے تھے آیا آیا۔ ناگاہ کیا۔ دیکھتا ہوں ایک سانپ آیا۔ اور ان سب سروں میں پھر کے ابن زیاد کا سر تلاش کیا۔ جب وہ سر اس سانپ کو ملا۔ اس کی ناک کے سوراخ میں گھس گیا۔ اور کان کے راہ سے باہر نکل آیا۔ پھر کان کی طرف سے گھسا اور ناک کی طرف سے نکل آیا۔ اور ہر وقت وہ سانپ اسی طرح کرتا رہا۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے کتب معتبرہ سے روایت کی ہے کہ ابحر بن کعب ملعون کے ہاتھ جن ہاتھوں سے اس لعین نے بعض جامہ ہائے امام حسین اتارے تھے گرمیوں میں مثل دو لکڑیوں کے خشک ہو جاتے اور جاڑوں میں ان دونوں ہاتھوں سے خون بہا کرتا تھا۔ اور جابر بن یزید نے عمامہ امام حسینؑ اٹھا لیا تھا۔ جب اس شقی نے اپنے سر نحس پر باندھا اس وقت دیوانہ ہو گیا۔ اور دوسرا جامہ امام حسینؑ جعویہ بن حویہ نے اٹھایا تھا۔ اسی وقت وہ شقی بھی زمین پر گرا اور اپاہج ہو گیا۔ ایضاً۔ ابن حاشر نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ ایک شخص ان ملاعین میں سے جو امام حسینؑ سے لڑنے گئے تھے۔ جب وہاں سے میرے پاس آیا۔ امام حسینؑ کے مال میں سے ایک اونٹ اور تھوڑی زعفران لایا تھا جب اس زعفران کو پیستے تھے آگ اس میں سے شعلہ زن ہوتی تھی۔ اس کی زوجہ نے اپنے بدن پر ملی۔ اور اسی وقت برص ہو گئی۔ جب اس شتر کو نحر کیا۔ اس اونٹ کے جس عضو کو چھری لگاتے تھے۔ آگ اس عضو سے مشتعل ہوتی تھی۔ جب اس کے ٹکڑے کئے ان ٹکڑوں سے آگ مشتعل تھی۔ جب دیگ میں ڈالتے آگ ان سے بھڑکتی تھی۔ اور جب دیگ سے نکالا۔ گوشت صدوار سے زیادہ تلخ تھا۔ ایک شقی نے اشقیائے فوج عمر بن سعد ملعون سے امام حسینؑ کو ناسزا کہا۔ ناگاہ دو تیر شہاب آسمان سے فوراً آئے۔ اور دونوں آنکھیں اس ملعون کی اندھی کر دیں سید ابن طاوسؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے عبداللہ بن رباح سے جو قاضی وقت تھا۔ روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں نے ایک مرد نابینا کو دیکھا ہے اس سے میں نے اس کے اندھے ہو جانے کو پوچھا۔ اس اندھے نے جواب دیا میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو امام حسینؑ سے جنگ کرنے گئے تھے۔ میں ہمراہ نو آدمیوں کے تھا میں نے کوئی نیزہ نہیں لگایا۔ اور کوئی تیر نہیں پھینکا تھا۔ لیکن جب امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور میں اپنے مکان میں واپس آیا۔ نماز عشا پڑھ کے سو رہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ چل تجھے رسول خداؐ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے ان سے کیا کام اس شخص نے میرا جواب نہ دیا۔ اور میرا گریبان پکڑ کے مجھے خدمت رسول خداؐ میں لے گیا۔ میں نے دیکھا۔ رسول خدا صحرا میں محزون و غمگین بیٹھے ہیں۔ اور آستینوں کو کہنیوں تک چڑھائے ایک حربہ دست مبارک میں لئے ہیں اور فرش چرمی حضرت کے سامنے بچھا ہے۔ اور ایک فرشتہ کھڑا ہے اور ایک شمشیر آتشی اس کے ہاتھ میں ہے اور ان نو شخصوں کو جو میرے رفیق تھے قتل کر رہا ہے۔ اپنی تلوار جس شخص کے لگاتا ہے آگ اس کے بدن میں مشتعل ہوتی ہے اور جل جاتا ہے۔ پھر زندہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ فرشتہ اسے قتل کرتا ہے۔ میں نے

جب وہ حالت مشاہدہ کی۔ دوزانو بیٹھ کے کہا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ حضرت نے جواب سلام نہ دیا۔ اور ایک ساعت سر مبارک جھکائے رہے اور کہا۔ اے دشمن خدا تو نے میری ہتک و حرمت کی۔ اور میری عترت کو قتل کیا۔ میرے حق کی رعایت نہ کی۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کوئی نیزہ و نیز تلوار میں نے نہیں لگایا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو سچ کہتا ہے۔ لیکن تو اس لشکر میں تھا۔ اور ان اشقیا کے لشکر کی سپاہی کو تو نے زیادہ کیا تھا۔ میرے نزدیک آ جب میں قریب گیا۔ دیکھا۔ ایک طشت خون سے بھرا ہوا ہے اور حضرت کے آگے رکھا۔ پس حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے فرزند حسینؑ کا ہے۔ اس خون سے دو سلائیاں میری آنکھوں میں پھیر دیں۔ جب جاگا اندھا ہو گیا۔ بعض کتب معتبرہ میں مرجان ابن زیاد علیہ اللعن سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ میں عقب ابن زیاد داخل قصر ہوا۔ جب قصر میں گیا۔ آگ اس کے چہرے پر مشتعل ہوئی۔ اس نے مضطرب ہو کے مجھ سے کہا۔ کیا تو نے دیکھا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس شقی نے کہا۔ اور لوگوں سے یہ قصہ بیان نہیں کرتا ہم کعب الاحبار سے روایت کی ہے کہ زمانہ عمر ابن الخطاب میں تفتیش

روایت کعب الاحبار

میں سے وہ واقعات آئندہ کو نقل کرتا تھا۔ جو اس عمر میں واقع ہونگے اور جو فتنہ و فساد ظاہر ہوگا۔ پھر کعب الاحبار نے کہا۔ جمیع فتنہ و فساد سے عظیم تر اور سب مصائب سے شدید تر قتل سید الشہداء امام حسینؑ ہوگا۔ اور یہ وہ فساد ہے۔ جس کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ کہ ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ سب سے پہلے فساد عالم میں ہابیل کا قتل تھا اور آخر فساد قتل امام حسین علیہ السلام ہے۔ روز شہادت امام حسینؑ دروازہ ہائے بہشت کھول دیں گے اور جمیع آسمان آنحضرتؐ کے مصائب پر خون کے آنسوؤں سے روئیں گے۔ جب دیکھنا کہ سرخی آسمان پر بلند ہوئی ہے۔ جاننا امام حسینؑ شہید ہوئے ہیں لوگوں نے کہا اے کعب الاحبار آسمان پیغمبروں کی شہادت پر کیوں نہ رویا اور امام حسینؑ کی شہادت پر رو دے گا۔ کعب الاحبار نے کہا تم پروا سے ہو قتل امام حسینؑ امر عظیم ہے۔ وہ فرزند برگزیدہ سید المرسلینؐ اور ان کا پارہ تن ہے۔ اور آپکے آب دہن مبارک سے زینت پائی ہے۔ اس فرزند رسول خداؐ کو بجور و جفا ظلم شہید کریں گے۔ اور وصیت رسول خدا کی ان کے حق میں ذرہ بھر بھی رعائت نہ کریں گے۔ اس خدا کی قسم میں کھاتا ہوں۔ جس کے قبضہ قدرت میں کعب کی جان ہے۔ کہ امام حسینؑ پر گروہ ملائکہ آسمانہائے ہفتگانہ گریہ کریں گے۔ کہ قیامت تک ان کا گریہ منقطع نہ ہوگا۔ اور وہ بقعہ جہاں سید الشہداءؑ دفن ہوں گے۔ بہترین بقعہ ہائے زمین ہے۔ اور ہر ایک پیغمبرؑ اس بقعہ مبارک کی زیارت کو گیا ہے۔ اور مصائب امام حسینؑ پر ہر ایک پیغمبر رویا ہے۔ ہر روز فوج ہائے ملائکہ قوم جن اس مکان شریف کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور ہر روز جمعہ نوے ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اور اس امام مظلومؑ پر گریہ کر کے فضائل بیان کرتے ہیں آسمان پر اس فرزند رسول خداؐ کو حسینؑ مذبوح اور زمین پر ابو عبداللہ مقتول کہتے ہیں۔ دریاؤں میں ان کو فرزند منور مظلوم کہتے ہیں بروز شہادت امام حسینؑ چاند گہن اور سورج گہن لگے گا یتی

دن تک تمام عالم نظر مردم میں تاریک رہے گا۔ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ اور دریا گردش میں آئیں گے۔ اگر بقیہ ذریت وشیعان آنحضرتؐ زمین پر نہ ہوتے۔ بتحقیق کہ خدا آگ آسمان سے زمین پر برساتا۔ پھر کعبؑ نے کہا۔ اے گروہ تم تعجب کرتے ہو۔ جو کچھ میں نے ماتم حسینؑ کے بارے میں تم سے کہا۔ اور کہہ رہا ہوں قسم بخدا خدا نے کوئی چیز جو واقع ہوئی اور آئندہ ہوگی باقی نہیں چھوڑی۔ مگر یہ کہ سب کی اطلاع حضرت موسیٰؑ کو دے دی۔ اور جو بندہ مخلوق ہوا اور ہوگا۔ سب کا حال عالم ارواح میں حضرت آدمؑ کو بتا دیا۔ اور جس قدر اختلافات وتنازعات دنیا میں ظاہر ہونگے۔ سب کا ذکر کیا۔ حضرت آدمؑ نے کہا۔ امت پیغمبر آخر الزمان کہ بہترین امت پیغمبران ہے۔ اس میں اس قدر اختلاف کیوں ہوا خداوند عالم نے فرمایا۔ اے آدمؑ جب کہ انہوں نے اختلاف کیا۔ ان کے دل مختلف ہوگئے۔ وہ لوگ فساد زمین پر مثل فساد زمین پر مثل فساد قتل ہابیل کریں گے۔ اور میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کے فرزند شہید کرینگے۔ پھر حق تعالےٰ نے واقعہ کربلا حضرت آدمؑ کو دکھا دیا۔ حضرت آدمؑ نے جب امام حسینؑ کے قاتلوں کی ارواح کو دیکھا۔ رو کے عرض کیا۔ خداوندا تو قتل حسینؑ کا انتقام ان سے لینا۔ جس طرح وہ اشقیا تیرے پیغمبرؐ بزرگوار کے فرزند کو شہید کریں۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسینؑ شہید ہوچکے میں اسکے دوسرے سال حج کو گیا کہ بخدمت امام زین العابدین بعد حج مشرف ہوں۔ ایک روز کعبہ کا طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ ہاتھ اس کے کٹے ہوئے اور منہ مثل شب تار سیاہ تھا۔ کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا کہہ رہا تھا۔ خداوندا بحق اس خانہ محترم کے میرا گناہ بخش دے۔ اور میں جانتا ہوں تو نہ بخشے گا۔ میں نے اس سے کہا۔ وائے ہو تجھ پر تو نے وہ کونسا گناہ کیا ہے۔ کہ رحمت خداوند رحیم سے اس قدر ناامیدی ہے اس نے کہا میں جمال امام حسین کا تھا۔ جب وہ کربلا گئے تھے جب امام حسینؑ کو شہید کیا میں چھپ گیا۔ کہ بعض جا ہا ہے حضرت اتار کے لے جاؤں۔ اور آنحضرت کے کپڑے اتار کے وقت شب ان کو برہنہ کر ہی رہا تھا۔ ناگاہ میں نے سنا کہ ایک گردش اور غلغلہ عظیم اس صحرا سے بلند ہوا۔ اور بہت صدائے گریہ و نوحہ سنیں۔ کہ کوئی کہتا تھا۔ اے فرزند شہید من اے حسینؑ غریب من تجھے شہید کیا۔ اور تیرا حق نہ پہچانا۔ پانی تجھے نہ دیا۔ ان صدا ہائے دہشت انگیز سے میں بیہوش ہوگیا۔ اور درمیان شہدا اپنے کو گرا دیا۔ میں نے اس حالت میں دیکھا۔ کہ ایک عورت اور زمین مرد کھڑے ہیں۔ اور ان کے گرداگرد بہت ملائکہ احاطہ کئے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے فرزند نامدار اے حسینؑ مقتول سیف اشرار تجھ پر سے تیرے جد پدر و مادر و برادر نثار ہوں ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اٹھ بیٹھے۔ اور کہا۔ لبیک یا جداہ یا رسول اللہ و یا اباہ و یا امیر المومنینؑ و یا اماہ یا فاطمۃ الزہراؑ و یا اخاہؑ۔ آپ پر میرا سلام ہو۔ پھر فرمایا اے نانا میرے انصار کو کفار نے قتل کیا۔ اے نانا میرے اہل بیت کو اسیر کیا۔ اے نانا میرا مال لوٹ لیا۔ اے نانا میرے اطفال کو قتل کر ڈالا۔ اس کلام کے سننے سے سب کے سب گریہ و زاری کرنے لگے۔ اور جناب فاطمہ سب

زیادہ نوحہ وزاری کرتی تھیں۔ پھر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار آپ ملاحظہ کیجئے میرے نورِ چشم کا اس امت جفاکار نے کیا حال کیا ہے۔ اے پدر عالیمقدار مجھے اجازت دیجئے۔ کہ خون اپنے فرزند کا اپنے سر اور چہرے پر مل لوں۔ اور حبیب خدا سے ملاقات کروں۔ اس کے خون سے آلودہ ہوں۔ یہ فرما کر ان سب بزرگواروں نے خون امام حسینؑ کا اپنے اپنے سر اور منہ پر مل لیا۔ اس کے بعد میں نے سنا۔ کہ رسول خداؐ فرماتے تھے۔ اے امام حسینؑ میں تجھ پر سے فدا ہوں۔ تجھے میں سر بریدہ بخون غلطیدہ دیکھ رہا ہوں۔ اے فرزند گرامی تیرے کپڑے کس نے اتارے۔ امام حسینؑ نے عرض کیا۔ اے جد بزرگوار ایک ساربان میرے ہمراہ آیا تھا۔ اور اس سے میں نے بہت نیکیاں کی تھیں۔ اس نے بعوض ان نیکیوں کے مجھے عریان کر دیا۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ تو نے خدا کا خوف نہ کیا۔ اور مجھ سے شرم نہ کی۔ کہ میرے نور دیدہ اور جگر گوشہ کو برہنہ کیا۔ خدا تجھے دنیا اور آخرت میں روسیاہ کرے اور تیرے ہاتھ قطع کرے۔ اسی وقت میرا منہ سیاہ ہو گیا۔ اور دونوں ہاتھ گر پڑے۔ اب میں دعا کرتا ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ نفرین و لعنت رسول خداؐ مجھ سے برطرف نہ ہوگی۔ اور میں بخشا نہ جاؤں گا ایضاً

روایت کی ہے کہ ایک لوہار کوفہ میں رہتا تھا۔ جب لشکر عمر بن سعد ملعون کربلا میں امام حسینؑ سے لڑنے کے لئے کوفہ روانہ ہوا۔ اس لوہار نے بہت سا لوہا اٹھایا۔ اور لشکر کے ہمراہ کربلا گیا۔ لشکر کے تیر سے ٹھیک کرتا۔ اور خیموں کی چوبیں بناتا۔ اور شمشیر و خنجر کو صاف کرتا تھا۔ اس لوہار نے کہا۔ میں انیس روز اس لشکر میں رہا۔ اور ان کے کام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ جب اپنے مکان پر واپس آیا۔ ایک شب اپنے مکان میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی ہے۔ اور لوگوں کی تشنگی سے زبانیں نکل پڑیں۔ اور آفتاب قریب سر ہائے مردم ہے میں شدت تشنگی سے بے ہوش تھا۔ یکایک ایک سوار نمایاں ہوا۔ نہایت حسین وجمیل وجاہت وجلالت ہمراہ اس کے پیغمبران و اوصیاء و صدیقان و شہداء بھی تھے۔ تمام محشر اس جوان کے نور جمال سے منور ہو گیا۔ اور وہ سوار بسرعت وہاں سے عبور کر گیا۔ بعد ایک ساعت کے دوسرا سوار مثل ماہ تاباں نمایاں ہوا۔ اور عرصۂ محشر کو اپنے نور جمال سے روشن کر دیا۔ ہزاروں آدمی اس کی رکاب سعادت انتساب میں تھے۔ جو حکم وہ جوان کرتا تھا یہ لوگ اس کی تعمیل کرتے تھے۔ جب وہ سوار میرے قریب پہنچا۔ گھوڑے کی باگ روک لی۔ اور حکم دیا اسے پکڑ لو۔ فوراً اس سوار کے ہمراہیوں نے میرا بازو پکڑ کے اس زور سے کھینچا۔ کہ مجھے گمان ہوا۔ شانہ الگ ہو گیا۔ میں نے کہا۔ تمہیں اس شخص کی قسم جس نے تم کو میرے لے جانے کا حکم دیا ہے تم مجھ سے بیان کرو۔ وہ جوان کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ میں نے پوچھا۔ جو ان سے پہلے گئے۔ وہ کون تھے انہوں نے کہا۔ وہ رسول خداؐ تھے۔ میں نے پوچھا۔ ان کے گرد جو لوگ تھے وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا۔ وہ پیغمبران و صدیقان و شہیدان و صالحان و مومنان تھے میں نے کہا تم کون لوگ ہو جو امیر المومنینؑ کے رکاب میں حاضر ہو۔ اور جو حکم وہ دیتے ہیں تم لوگ اس حکم کی تعمیل کرتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہم فرشتگان پروردگار عالمیان ہیں۔ ہم کو اس نے حکم فرمایا ہے کہ علی ابن ابیطالب کے تابع فرمان رہیں۔ میں نے کہا

میری گرفتاری کا کیوں حکم دیا۔ اس فرشتے نے کہا۔ تیرا حال وہ ہوگیا جو اس گروہ کا حال ہے۔ جب اس طرف میں نے نظر کی۔ عمر بن سعد شقی کو مع اس کے لشکر کے دیکھا۔ بعض کو میں پہچانتا تھا۔ اور بعض کو نہ پہچانتا تھا۔ ایک زنجیر آتشیں عمر بن سعد لعین کی گردن میں تھی۔ کہ شعلہ ہائے آتش اس کی آنکھوں اور کانوں سے باہر نکلتے تھے۔ اور وہ گروہ جو اس کے ہمراہ تھا۔ اس میں سے کچھ لوگ زنجیر ہائے آتش میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور کچھ لوگوں کی گردن میں طوق ہائے آتش تھے اور بعضوں کے بازو مثل میرے فرشتے پکڑے ہوئے تھے۔ جب تھوڑی دور مجھے لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ رسول خداؐ ایک کرسی بلند پر بیٹھے ہیں۔ اور دو مرد پیر نورانی ان کی داہنی جانب کھڑے ہیں۔ اس فرشتے سے میں نے پوچھا۔ کہ وہ صاحب کون ہیں۔ اس نے کہا۔ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم نے کیا کیا۔ امیرالمؤمنینؑ نے فرمایا۔ حسینؑ کے کسی قاتل کو نہیں چھوڑا۔ اور سب کو جمع کر کے خدمت میں لایا ہوں رسول خداؐ نے فرمایا۔ ان کو میرے پاس لاؤ۔ جب ان کو رسول خداؐ کے پاس لے گئے۔ آنحضرتؐ ہر ایک سے سوال کرتے تھے۔ کہ میرے فرزند حسینؑ سے کیا سلوک کیا۔ یہ پوچھتے تھے۔ اور روتے جاتے تھے۔ اہل محشر سب کے سب گریہ آنحضرتؐ سے گریاں تھے ان اشقیا میں سے کوئی کہتا تھا۔ میں نے تیر ان کو مارا۔ کوئی کہتا تھا۔ میں نے ان کا سر اقدس جدا کیا۔ کوئی کہتا تھا میں نے ان کا فرزند ذبح کیا۔ جناب رسول خداؐ نے ان کے سننے سے فریاد کی۔ کہ اے میرے فرزند غریب بے یار و انصار اے میرے اہل بیت اطہار میرے بعد تم سے اس امت جفا کار نے ایسا سلوک کیا بعد اس کے پیغمبروں سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے پدرم آدمؑ اے برادرم نوحؑ اے پدرم ابراہیمؑ آپ دیکھئے اس میری امت نے میری ذریت سے کیا سلوک کیا ہے اس کلام کے سننے سے انبیاء و اوصیا اور جمیع اہل محشر رونے پیٹنے لگے پھر جناب رسول خداؐ نے مؤکلان جہنم کو حکم دیا۔ کہ ان ظالموں کو جہنم میں لے جاؤ۔ اس حکم سے ایک ایک کو کھینچ کے جہنم میں ڈالتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو لائے۔ اس سے پوچھا۔ تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا۔ میں نے کوئی تیر و نیزہ و شمشیر امام حسینؑ پر نہیں لگایا۔ بلکہ میں بڑھئی تھا۔ اور ان ستمگاروں کے لشکر کے ہمراہ تھا۔ ایک دن خیمہ حصین بن نمیر لعین کا ستون شکستہ ہوگیا۔ میں نے اسے درست کردیا تھا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ آخر تو اس لشکر میں داخل تھا۔ اور ان کے لشکر کی سیاہی زیادہ کی تھی۔ اور میرے فرزندوں کے قاتلوں کا تو معین اور مددگار تھا۔ یہ فرما کر حکم دیا۔ کہ اسے جہنم میں ڈال دو۔ اس وقت اہل محشر خروش و فریاد کرنے لگے۔ کہ آج کے دن بجز حکم خدا و رسول خداؐ و علی مرتضیٰؑ دوسرے حکم نہیں ہے جب مجھے جناب رسول خداؐ کے سامنے لے گئے اور میں نے اپنا حال عرض کیا۔ وہی جواب جو اس بڑھئی کو دیا تھا مجھے بھی دیا۔ اور حکم فرمایا۔ مجھے جہنم میں ڈال دیں۔ اس حال کے دہشت سے میں جاگ اٹھا۔ میری زبان اور نصف بدن خشک ہوگیا تھا۔ اب سب لوگ دنیا میں بھی مجھ سے بیزار ہیں۔ اور مجھ پر لعنت کرتے ہیں مرتے وقت تک اس کا حال خسران مآل یہی رہا۔ یہاں تک کہ جہنم واصل ہوا۔

فصل اکیسویں۔ بیان مجمل احوال مختار اور قتل بعض قاتلان امام حسین علیہ السلام

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر منہال بن عمرو سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ ایک سال بعد مراجعت سفر حج مدینہ میں داخل ہوا اور بخدمت امام زین العابدین گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے منہال حرملہ بن کاہل اسدی لعین کیا ہوا۔ کہا۔ میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرتؑ نے دستہائے مبارک دعا کے لیے بلند فرمائے اور مکرر فرمایا خداوندا! اسے گرمی آہن و آتش چکھا۔ منہال نے کہا جب میں کوفہ میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے خروج کیا ہے۔ مجھ سے مختار بہت محبت والفت رکھتے تھے۔ بعد کئی دن کے جب لوگوں کی ملاقات سے فارغ ہوا مختار کی ملاقات کو گیا۔ اور اس وقت پہنچا جب وہ مکان کے اندر سے باہر آئے تھے۔ مختار نے مجھے دیکھ کر کہا اے منہال مدت کے بعد آئے۔ تم نے ہم کو مبارک باد نہ دی۔ اور میرے شریک بھی نہ ہوئے میں نے کہا ایہا الامیر میں شہر میں نہ تھا۔ ابھی تو سفر حج سے واپس آتا ہوں۔ یہی باتیں کرتا ہوا میں ان کے ہمراہ چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مقام کناسہ میں جو ایک محلہ کوفہ کا ہے۔ وہاں پہنچے۔ اسی جگہ مختار نے گھوڑے کی باگ روک لی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ یہ کسی کے منتظر ہیں۔ ناگاہ کیا دیکھتا۔ کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ جب قریب پہنچے۔ کہا ایہا الامیر آپ کو بشارت ہو۔ ہم نے حرملہ بن کاہل اسدی شقی کو گرفتار کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کو لائے مختار نے کہا۔ الحمدللہ تو میرے ہاتھ آگیا۔ پھر جلادوں کو طلب کیا۔ وہ حاضر ہوئے۔ ان کو حکم دیا کہ ہاتھ پاؤں اس کے کاٹ ڈالو اور ایک گٹھا نرکل کا منگا کر حکم دیا۔ اس میں یہ ملعون جلا دیا جائے۔ جب وہ ملعون جلنے لگا۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ مختار نے کہا۔ تسبیح خدا ہر وقت بہتر ہے۔ لیکن اے منہال اس وقت سبحان اللہ تم نے کیوں کہا۔ میں نے کہا۔ اس وقت سبحان اللہ میں نے اس وجہ سے کہا۔ کہ اس سفر کی واپسی میں۔ میں جب خدمت امام زین العابدینؑ میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اس ملعون کا حال مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا کوفہ میں اسے زندہ چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرتؑ نے دستہائے مبارک بلند فرمائے دعا کے لیے اور اسے نفرین کی۔ کہ خداوند حرارت آہن و آتش حرملہ بن کاہل۔ اسدی شقی کو چکھا دے اس وقت اجابت دعائے آنحضرتؑ میں نے مشاہدہ کی۔ یہ سن کر مختار نے مجھے قسم دی۔ کہ تم نے اسی طرح امام سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ ہاں اسی طرح یہ کلام حضرت سے میں نے سنا ہے۔ پھر مختار گھوڑے سے نیچے آئے۔ اور بعد دو رکعت نماز کے سجدے میں گئے اور سجدہ طولانی ادا کر کے سوار ہوئے۔ جب دیکھا۔ وہ ملعون جل گیا ہے۔ آگے روانہ ہوئے

اور میں ابھی ہمراہ مختار روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرے دروازہ تک پہنچے۔ میں نے کہا۔ ایہا الامیر مجھے سرفراز کیجیے میرے گھر میں چل کے کچھ تناول فرمائیے۔ طعام میرا باعث فخر ہوگا۔ مختار نے کہا۔ اے منہال تم نے مجھے خوشخبری دی۔ کہ امام زین العابدینؑ نے دعا فرمائی اور خدا نے اس کی دعا کی اجابت میرے ہاتھ سے فرمائی۔ اب مجھ سے کہتے ہو کہ تمہارے گھر جاکر کھانا بھی کھاؤں کیا آج اس نعمت کے شکریہ میں روزہ نہ رکھوں۔ کہ حرملہ لعین کو میں نے قتل کیا ہے۔ اس لیئے کہ یہ شقی وہی ملعون ہے۔ جو امام حسینؑ کا سر مبارک ابن زیاد لعین پاس لایا۔ اور عبداللہ رضیع کو مع دیگر شہدا شہید کیا۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اسی ملعون حرملہ والدالزنا نے سر مبارک امام حسینؑ جدا کیا تھا۔

ایضاً روایت کی ہے۔ کہ مختار نے سولھویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۶۶ھ شب چہار شنبہ کو خروج کیا۔ اور لوگوں نے اس شرط پر ان سے بیعت کی۔ کہ بکتاب خدا اور رسول اللہ کی سنت پر عمل کریں اور امام حسینؑ و اہل بیت اطہار واصحاب آنحضرتؑ کا خون طلب کریں۔ اور دفع ضرر شیعان و محتاجان کرکے مومنوں کی مدد کریں۔ اس وقت عبداللہ بن مطیع عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حاکم کوفہ تھا۔ پس مختار نے اس پر خروج کیا۔ اور اس کا لشکر کوفہ سے باہر کر دیا۔ اور کوفہ میں محرم ۶۷ھ تک قیام کیا۔ عبیداللہ ابن زیاد ملعون اس وقت حاکم جزیرہ تھا۔ جو کہ قریب موصل ہے مختار لشکر کشی کرکے متوجہ گرفتاری عبیداللہ ابن زیاد ملعون ہوئے اور ابراہیمؑ فرزند مالک اشترؓ کو اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا۔ اور ابو عبیداللہ جدلی اور ابو عمارہ کیسانی کو بھی ہمراہ لشکر کیا۔ ابراہیمؑ بن مالک اشتر ساتویں محرم کو مع دو ہزار مردان قبیلہ مذحج و اسد اور دو ہزار نفر قبیلہ تیم و ہمدان اور ڈیڑھ دو ہزار شخص قبائلی۔ مدینہ اور ڈیڑھ ہزار لوگ قبائل کندہ و ربیعہ اور دو ہزار قبیلہ ہمدان کوفہ سے باہر گئے۔ و بروایت دیگر آٹھ ہزار نفر قبیلہ حمرا اور چار ہزار اور قبیلہ کے لوگ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ابراہیم کوفہ سے باہر گئے۔ مختار ان کی مشایعت کو پیادہ آئے۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ سوار ہو مختار نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ تمہاری مشایعت میں میرا ثواب زیادہ ہو۔ اور چاہتا ہوں۔ نصرت آل محمد میں میرے پاؤں گرد آلود ہوں۔ پھر رخصت ہو کے واپس گئے۔ اور ابراہیمؑ روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدائن میں پہنچے جب یہ خبر مختار کو پہنچی کہ ابراہیمؑ نے مدائن سے کوچ کیا۔ کوفہ سے چلے اور مدائن میں پہنچ گئے۔ جب ابراہیمؑ موصل میں پہنچے۔ عبیداللہ ابن زیاد لعین مع لشکر انبوہ متوجہ ہوا اور بفاصلہ چار فرسخ اس کا لشکر اترا۔ جب دونوں لشکر صف آرا ہوئے ابراہیمؑ نے اپنے لشکر میں آواز دی کہ اے اہل حق اے یاوران دین۔ خدا واضح ہو کہ یہ پسر زیاد قاتل حسینؑ بن علیؑ و اہل بیت آنحضرتؐ ہے اس وقت وہ مع لشکر کہ در حقیقت لشکر شیطان ہے۔ تمہارے مقابلہ کو آیا ہے۔ لہذا لازم ہے کہ اس سے مقابلہ بہ نیت درست کرو اور صابر و ثابت قدم جہاد میں رہو شاید حق تعالیٰ اس ملعون کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرے بعد حزن و اندوہ سینہ ہائے مومنین سے براحت و سرور مبدل ہو۔ پس لڑائی شروع ہوئی۔ اہل عراق

فریاد کرتے تھے۔ اے طالبان خون حسینؑ یہانتک ایک گروہ لشکر ابراہیمؒ فسخ عزم کرکے ان سے پھر گیا اور نزدیک تھا مغلوب ہو جائیں ابراہیمؒ نے ان کو آواز دی۔ کہ اے برادران خدا دشمنان خدا کے ساتھ جہاد کرنے میں صبر کرو۔ یہ سن کر وہ لوگ جنہوں نے فسخ عزم کیا تھا۔ واپس آئے عبداللہ بن یسار نے کہا میں نے امیرالمؤمنینؑ سے سنا ہے۔ کہ فرماتے تھے تم لوگ لشکر شام سے نہر جاور کے کنارے ملاقات کرو گے وہ تم کو بھگا دیں گے۔ اور فتح و نصرت سے تم کو مایوسی ہو جائیگی۔ بعد اسکے تم ان پر پھر لڑو گے۔ اور لشکر مخالف پر غالب ہو گے۔ اور ان کے سردار کو قتل کر ڈالو گے۔ تم پر لازم ہے صبر کرو۔ اسلیے تم ضرور ان کے لشکر پر غالب ہو گے بعد اسکے ابراہیمؒ نے میمنہ لشکر مخالف پر حملہ کیا۔ اور سب لشکر نے ان کی جرأت دیکھ کر خود بھی حملہ کیا۔ اور ان کو پسپا کرکے ان ملاعین کا تعاقب کیا۔ اور خوب مارا جب جنگ برطرف ہوئی معلوم ہوا۔ عبیداللہ ابن زیاد ملعون و حصین بن نمیر لعین و شرجیل بن ذی الکلاع شقی و ابن حوشب روسیاہ و غالب بن باہلی مردود و عبداللہ بن ایاس سلمی بدبخت و ابوالاشرس نابکار حاکم خراسان و جمیع سرداران لشکر ضلالت اثر جہنم واصل ہوئے جب جنگ سے فارغ ہوئے ابراہیمؒ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ بعد ہزیمت لشکر مخالف میں نے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ مقاتلہ کر رہے ہیں میں ان کی طرف لپکا میرے برابر ایک شخص استر پر سوار آیا۔ وہ لوگوں کو لڑائی پر تحریص و ترغیب کرتا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا میں نے لپک کے ایک ضربت ایسی اسکے ہاتھ پر لگائی کہ اسکا ہاتھ کٹ گیا اور وہ کنار نہر گر پڑا اس سے بوئے مشک آتی تھی کہ اپنے کپڑوں میں لگائے تھا میرا گمان یہ ہے کہ وہی عبیداللہ ابن زیاد لعین تھا۔ یہ سن کر ایک شخص اس طرف گیا۔ جب درمیان کشتگان تلاش کیا۔ اسی جگہ جہاں کا پتہ ابراہیمؒ نے دیا تھا۔ اس لعین کو پڑا پایا اس کا سر کاٹ کے ابراہیمؒ پاس لائے۔ ابراہیمؒ نے حکم دیا۔ کہ اس ملعون کا بدن تمام رات جلایا جائے اور اس شقی کے دھوئیں سے اپنی آنکھیں روشن اور خاکستر بداختر سے اپنے سینوں کا زنگ صاف کرکے روغن بدن پلید سے چراغ امید صبح تک روشن رکھیں۔ جب مہران غلام ابن زیاد ملعون نے اپنے آقا کا وہ حال سنا کہ اس کی چربی سے تمام رات چراغ روشن رکھا۔ اس نے قسم کھائی۔ کہ اس کے بعد میں پھر کبھی گوشت کی چربی نہ کھاؤنگا کیونکہ وہ شقی اپنے آقا ملعون کو دوست رکھتا تھا اور مقرب تھا۔ جب صبح ہوئی لشکر ابراہیمؒ نے اسباب غنیمت ہائے لشکر مخالف جمع کیا۔ اور روانہ ہوئے طرف کوفہ ایک شقی معرکہ جنگ گاہ سے بھاگ کے عبدالملک بن مروان پاس شام میں گیا۔ جب عبدالملک نے اسے دیکھا۔ کہا ابن زیاد کی خبر ہے۔ اس مفرور نے کہا جب لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی۔ مجھ سے ابن زیاد نے کہا۔ ایک کوزہ پانی کا میرے پاس لا۔ جب میں پانی لایا۔ کچھ پیا اور تھوڑا درمیان زرہ و جسم چھڑکا۔ اور باقی پانی اپنے گھوڑے پر چھڑک کے سوار ہوا۔ اور دریائے جنگ میں غوطہ مارا۔ پھر ان کو میں نے نہ دیکھا۔ اور بھاگ کے آپ پاس چلا آیا۔ بعد اسکے ابراہیمؒ نے سر نحس عبیداللہ

ابن زیاد مع سر ہائے سرداران لشکر ضلالت اثر مختارؓ پاس روانہ کیا۔ اور وہ سر ہائے اشقیا اس وقت مختار پاس پہنچے جب وہ چاشت تناول کر رہے تھے یہ دیکھ مختارؓ خداوند عالم کی حمد بجالائے۔ اور کہا۔ الحمد للہ اس والد الزنا کا سر اس وقت میرے پاس لائے کہ چاشت کھا رہا ہوں۔ اس لئے کہ سر اقدس جناب امام حسینؑ جب اس ملعون پاس لائے اس وقت یہ بھی زہر مار کر رہا تھا جب وہ سر ہائے گندیدہ مختار پاس لا کے رکھے ایک سفید سانپ آ کے ان سر ہائے اشقیا میں پھرا یہانتک ابن زیاد لعین کے سر تک پہنچا۔ اور ملعون کی ناک میں گھس گیا اور کان کے سوراخ سے نکل آیا۔ پھر سوراخ گوش سے داخل ہوا۔ اور سوراخ بینی سے نکل آیا جب مختار چاشت سے فارغ ہوئے اور اپنا جوتا پہن کے جوتے کی تلی کئی دفعہ اس ملعون بیحیا یعنی ابن زیاد ولد الزنا کے منہ اور جبین پر رگڑیں اور وہ کفش اپنے غلام کی طرف پھینک دی اور کہا۔ اس کفش کو غوطہ دے دے۔ کافر نحس کے سر سے میں نے ملی ہے بس مختارؓ نے سر ابن زیاد لعین وحصین بن نمیر وشمر جیل بن ذی الکلاع وغیرہ ہمراہ عبد الرحمنؓ بن ابی عمیر ثقفی وعبد اللہ بن شداد جشمی وصائبؓ بن مالک اشعری بخدمت محمد بن حنفیہ بھیجے۔ اور ایک عریضہ ان کی خدمت میں لکھا۔ اما بعد بتحقیق آپ کے شیعان دیاوران خیر خواہ کو آپ کے دشمنوں کی طرف میں نے روانہ کیا۔ کہ آپ کے برادر مظلوم سید الشہدا کا خون طلب کریں پس وہ محبان اہل بیت بانیت درست ان کفار کے مقابلہ کو گئے اور یہ نہایت خشمگین دشمنان دین مبین سے منزل نصیبین پر دوچار ہو کے باعانت ونصرت رب العلمین ان کفار وشیاطین کو منہزم کر کے دریاؤں جنگلوں میں متفرق کر دیا۔ اور ان کا تعاقب کر کے جہاں پایا قتل کر کے کینہ ہائے دل ہائے مومنین کو پاک اور سینہ ہائے مومنین کو شاد وفرحناک کیا اب منصوبوں کے سرداروں اور سرگروہوں اور افسروں کے سر ہائے نحس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ جب یہ خط اور سر ہائے ملاعین محمد بن حنفیہ پاس لائے۔ اس وقت امام زین العابدینؑ بھی تشریف رکھتے تھے محمد بن حنفیہ نے ابن زیاد ملعون کا سر نحس بخدمت باسعادت امام زین العابدین روانہ کیا۔ اور وہ سر حضرت پاس اسوقت پہنچا جب آپ چاشت تناول فرما رہے تھے حضرتؑ نے فرمایا جب مجھے اس ملعون پاس لے گئے تھے اس وقت یہ بھی چاشت زہر مار کر رہا اور میرے پدر بزرگوار کا سر اس کے سامنے رکھا تھا میں نے اس وقت دعا کیا۔ خداوندا اسوقت تک مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک ابن زیاد ملعون کا سر جب میں چاشت کھاتا ہوں۔ دکھا نہ لے۔ پھر فرمایا۔ میں اس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے میری دعا قبول ومستجاب فرمائی۔ بعد اسکے حضرتؑ نے حکم دیا۔ کہ اس سر نحس کو باہر پھینک دو جب اس سر نحس کو عبد اللہ بن زبیر پاس لے گئے۔ حکم دیا۔ کہ نیزہ پر چڑھا کے پھرائیں۔ جب وہ سر نیزہ پر رکھا آندھی نے سر نحس کو زمین پر پھینک دیا ناگاہ ایک سانپ نکلا۔ اور اس ملعون کی ناک میں چمٹ گیا۔ دوسری دفعہ جب نیزہ پر رکھا۔ پھر ہوا سے زمین پر گر پڑا۔ اور اس کی ناک میں بدستور سانپ لپٹ گیا۔ یہانتک کہ تین مرتبہ یہی حالت ہوئی۔ جب یہ خبر عبد اللہ بن زبیر کو پہنچی حکم دیا کہ اس ملعون کا سر نحس گلیوں میں ڈال دو۔ تاکہ لوگوں

انتقام مختار بن ابو عبیدہ ثقفی علیہ الرحمۃ عمر بن سعد ملعون سے

حضرت امیر مختارؒ قاتلان امام ابرارؑ کو تلاش کر کے جہاں جسے پاتے تھے قتل کرتے تھے۔ یہانتک بہت لوگ جمع ہو کے عمر بن سعد ملعون کی شفاعت کرنے مختارؒ پاس آئے اور امان طلب کی جب مختارؒ کو بہت اضطراب و اضطرار ہوا۔ کہا میں نے اسے اس شرط پر امان دی کہ باہر نہ جائے۔ اگر باہر جائے گا تو اس کا خون مباح ہو گا۔ ایک شخص عمر بن سعد ملعون پاس آیا اور کہا میں نے آج مختارؒ سے سنا ہے کہ وہ قسم کھا کے کہتا تھا۔ میں آج ایک شقی کو قتل کرونگا۔ میرا گمان یہ ہے کہ اس کا مطلب تیرے قتل سے ہے۔ پس عمر بن سعد ملعون کوفہ سے باہر اس موضع میں جس کا نام حمام ہے چلا گیا۔ اور وہاں جا کے چھپ رہا۔ اور اس ملعون سے لوگوں نے کہا۔ تو نے خطا کی مختارؒ کے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتا۔ جب اس کو خبر ملے گی۔ تو کوفہ سے باہر چلا آیا ہے وہ یہی کہے گا۔ اس نے میری امان پر قیام نہ کیا۔ اب اس کا قتل لازم ہوا۔ یہ سن کر وہ ملعون اسی رات اپنے مکان میں واپس آگیا۔ راوی کہتا ہے جب صبح ہوئی۔ میں مختارؒ کی خدمت میں گیا جب میں وہاں پہنچ کے بیٹھا ہیثم بن اسود بھی آکے بیٹھے ان کے بعد حفص بن عمر بن سعد آیا۔ اور کہا میرا باپ کہتا ہے۔ وہ امان کیا ہوئی جو آپ نے مجھے دی تھی۔ اب سننے میں آیا ہے آپ میرے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مختارؒ نے کہا۔ بیٹھ جا۔ اور ابو عمرہ کو بلایا۔ پس میں نے دیکھا۔ ایک شخص کوتاہ قیامت اور سراپا غرق آہن آیا مختارؒ نے کچھ اس کے کان میں کہا اور دو شخصوں کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ابو عمرہ عمر بن سعد ملعون کا سر کاٹ کے لے آیا۔ مختار نے حفص سے کہا۔ اس سر کو پہچانتا ہے حفص نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مختارؒ نے کہا۔ اے ابو عمرہؓ اس کو بھی اس کے پدر سے ملحق کر کہ جہنم میں وہ ملعون تنہا نہ رہے پس ابو عمرہ نے اس کو بھی قتل کیا۔ مختارؒ نے کہا۔ عمر بن سعد ملعون بعوض خون امام حسینؑ اور حفص بعوض خون علی اکبر مارا گیا۔ اور ہرگز ہرگز ان دونوں کا خون ان بزرگواروں کے خون پاک کی برابری نہیں کر سکتا۔ بعد قتل ہوئے۔ عبید اللہ ابن زیاد و عمر بن سعد علیہما اللعنۃ سلطنت مختارؒ کو قوت حاصل ہوئی رؤسائے قبائل عرب و رعایا سب مطیع و منقاد مختارؒ کے ہو گئے۔

انتقام مختار قاتلان حسینؑ علیہ السلام سے

جب حکومت مختارؒ مضبوط ہو گئی اسوقت مختارؒ نے اعلان کیا۔ اور کہا۔ مجھے کوئی کھانا پینا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ جب تک ایک ایک کو امام حسینؑ و اصحاب و اہل بیتؑ کے قاتلوں سے جو زمین پر ہیں۔ قتل نہ کر ڈالوں۔ میں ان ملاعین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ مجھ سے اب کوئی ان کا سعی و سفارش نہ کرے اور جو جو شریک خون آنحضرتؐ و اصحاب و اہل بیتؑ تھے۔ سب کو تلاش کرو۔ اور مجھے اطلاع دو

اور جو لوگ ان اشقیائے کفار کے مددگار تھے ان کی بھی خبر لاؤ۔ بعد اسکے جس کسی کو لاتے اور بیان کرتے۔ کہ یہ قاتلان امام سے ہے۔ یا قتل پر ان کے دشمنوں کی اعانت کی تھی اس کو مختارؒ قتل کرتے تھے۔ پھر خبر پہنچی کہ شمر ذی الجوشن حرامی نے شتران آنحضرتؐ سے ایک شتر لوٹ میں لیا تھا۔ اور کوفہ میں پہنچ کے اس اونٹ کو ذبح کیا اور اس کا گوشت تقسیم کیا تھا۔ جب یہ خبر مختارؒ کو معلوم ہوئی۔ حکم دیا۔ اس شقی کو تلاش کرو۔ اور وہ گوشت جس جس گھر میں تقسیم ہوا ہے۔ ان کی بھی اطلاع کرو۔ جب مطلع ہوا۔ حکم دیا۔ ان گھروں کو لوٹ لو۔ اور جس نے وہ گوشت کھالیا۔ اور کھایا تھا۔ اس کو قتل کیا۔ بعد اسکے عبداللہ بن اسید جہنی و مالک بن بشیم کندی و حمل بن مالک محاربی کو مختارؒ کے پاس لائے۔ مختار نے کہا۔ اے دشمنان خدا مجھے بتاؤ۔ کہ امام حسینؑ سے تم کس طرح پیش آئے۔ ان اشقیا نے جواب دیا ہم کو جبراً اُن سے مقاتلہ کیلئے لے گئے تھے۔ مختارؒ نے کہا۔ آیا تم لوگ ان سے احسان نہ کر سکتے تھے۔ یا ان کو پانی نہ دے سکتے تھے۔ پس مالک بن بشیم سے کہا۔ تو ہی نے کلاہ فرزند رسالت پناہ اٹھائی تھی۔ اس نے انکار کیا۔ مختارؒ نے کہا بے شک تو ہی نے اٹھائی تھی۔ اور حکم دیا۔ کہ اس شقی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو۔ اور وہ بدبخت داصل جہنم ہوا۔ اور ان دو ملعونوں یعنی عبداللہ بن اسید جہنی و حمل بن مالک محاربی کے گردن زدنی کا حکم دیا۔ اور ان کی گردن زدنی کی گئی۔ اس کے بعد فراد بن مالک و عمرو بن خالد عبدالرحمٰن بجلی و عبداللہ بن قیس خولانی کو اسیر کر کے لائے۔ مختار نے کہا۔ اے قاتلان صلحائے خدا تم سے بیزار ہو۔ تم نے عطر امام حسینؑ کو لوٹ کے اس روز جو نحس ترین ایام تھا۔ آپس میں تقسیم کیا ہے۔ پھر حکم دیا۔ کہ بازار میں لے جاکے ان کی گردن زدنی کرو۔ اور تعمیل حکم کی گئی۔ پھر معاذ بن ہانی اور ابو عمرہ کو خولی بن یزید اصبحی لعین پاس روانہ کیا۔ کہ وہ شقی ابن زیاد پاس امام حسینؑ کا سر لایا تھا جب اس کے گھر میں گئے تھے وہ ملعون پائخانہ میں ایک طرف کلاں کے نیچے چھپ گیا تھا۔ وہاں سے اس مردود کو نکال لائے۔ اثنائے راہ میں مختارؒ کو دیکھا مع لشکر چلے آتے ہیں۔ حکم دیا۔ اس شقی کو واپس اس کے گھر لے چلو۔ کہ اپنے مکان میں اپنی بد کردار زشت کی سزا پائے۔ پس دروازہ مکان پر اس ملعون کو قتل کر کے اسکا جسد پلید آگ سے جلا دیا اور وہاں سے واپس آئے جب شمر ذی الجوشن کو پکڑنے کو بھیجا وہ شقی میں بھاگ گیا۔ ابو عمرہ کو مع چند اشخاص اس ملعون کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ان لوگوں نے جاکے اس لعین مصاحبین سے بہت جنگ کی اور وہ شقی بھی بہت لڑا۔ یہاں تک کہ کثرت جراحت سے مجبور ہو گیا۔ پھر اس شقی کو پکڑ کے مختارؒ پاس لائے مختارؒ نے حکم دیا۔ کہ روغن زیت جوش کر کے اس میں اس روسیاہ کو ڈال دو کہ تمام جسم پلید اس بیحیا کا گھل جاوے بروایت دیگر ابو عمرہؓ نے اس ملعون کو واصل جہنم کیا۔ اور اس کا سر مختارؒ پاس بھیجا۔ اسی طرح ہمیشہ مختارؒ قاتلان حسینؑ کو تلاش کر کے قتل کرتے تھے۔ اور جو بھاگ جاتا تھا اس کا گھر تہس نہس کر دیا جاتا تھا۔ اور منادی کر دی جو غلام اپنے

آقا کو قتل کرے گا۔ کہ وہ اس کا آقا۔۔۔۔۔ قاتلانِ امام حسینؑ سے ہو گا۔ اور اس اپنے آقا کا سر وہ غلام میرے پاس لائے گا۔ میں اس غلام کو آزاد کر دونگا۔ اور بہت کچھ اسے انعام و اکرام عطا کروں گا۔ اس حکم سے بہت غلاموں نے اپنے آقاؤں کو قتل کیا۔ اور ان کے سر بائے نحس مختار کے دربار میں حاضر کیئے۔ شیخ ابو جعفرؒ نے کتاب کل اشائر میں روایت کی ہے۔ کہ جب مختارؒ اپنے کاروبار میں مشتغل ہؤا۔ اس وقت امام حسینؑ کے قاتلوں کو تلاش و تفحص کیا۔ پہلے اس گروہ شقاوت پژدہ کو طلب کیا۔ جسم شریف کو جنہوں نے اور ان کے اعوان وانصار کے اجسام شریف کو گھوڑوں سے روندا تھا۔ پس حکم دیا۔ ان ملاعین کو اوندھا لٹا کے ہاتھ پاؤں میں میخیں آہن کی ٹھونک دیں اور سواروں کو حکم دیا۔ کہ ان کے بدنہائے نحس پر گھوڑے دوڑائے اور وہ اشقیا پارہ پارہ ہوگئے اور ان کے ٹکڑے آگ میں جلا دیئے گئے۔ بعد اسکے دو شخصوں کو حکم دیا حاضر کرنے کا کہ وہ دونوں قتل عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب میں شریک تھے حکم ہوا کہ ان کی گردن زدنی کی گئی اور ابو عمرہؒ کو مع ایک جماعت خولی بن یزید اصبحی ملعون کے مکان پر بھیجا وہاں جاکے اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اس کی زوجہ شیعان اہل بیت سے تھی۔ گھر سے نکل آئی۔ بظاہر اس نے کہا۔ میں نہیں جانتی مگر اشارہ سے بتلا دیا۔ کہ پائخانہ میں چھپا ہے۔ وہاں سے اس ملعون کو نکال کے آگ میں جلا دیا۔ عبداللہ بن کامل کو حکیم بن طفیل کے پکڑنے کو جس نے تیر حضرت عباس پر لگائے تھے۔ اور ان کا لباس اتار لیا تھا۔ روانہ کیا۔ پس اس کو پکڑ کے تیر باراں کیا۔ عبداللہ بن ناجیہ کو بطلب منقذ بن مرہ عبدی کہ وہ شقی قاتل علی اکبرؑ تھا روانہ کیا وہ ملعون نیزہ تانے گھر سے باہر آیا۔ اور عبداللہ کے نیزہ مار کے زمین پر گرا دیا۔ عبداللہ نے بھی جھپٹ کے ایک تلوار اس کے دست چپ پر لگائی۔ کہ وہ ہاتھ اس نابکار کا بیکار ہو گیا۔ اور بھاگ گیا۔۔۔۔۔۔ اور ہاتھ نہ لگا پس زید بن رقاد کو طلب کیا۔ اور حکم دیا سنگباراں کا سنگباری کر کے اس کے بعد جلا دیا گیا۔ سنان بن انس ملعون کوفہ سے بصرہ بھاگ گیا۔ مختارؒ نے اسکا گھر کوفہ سے لوٹ لیا۔ پھر وہ شقی بصرہ سے قادسیہ چل دیا جب قریب قادسیہ پہنچا۔ مختارؒ کے جاسوسوں نے اسے قید کر لیا۔ اور مختارؒ پاس لائے۔ مختارؒ نے حکم دیا۔ کہ پہلے اس روسیاہ کی انگلیاں کاٹی گئیں پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کے روغن زیت کھول کے کھولتے ہوئے میں اسے ڈال دیا۔ کہ جہنم واصل کیا پھر عمرو بن صبیح کی تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا رات کو اسکو اسکے گھر میں پکڑا حکم دیا کہ اسکو سر سے پاؤں تک نیزے سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور کر دیا۔ اسکے بعد محمد بن اشعث کو طلب کیا۔ وہ اپنے قصر میں قادسیہ جا رہا تھا۔ جب لوگ وہاں پہنچے۔ وہ قصر کے دوسرے دروازے سے نکل کے مصعب بن زبیر پاس چلا گیا۔ مختار نے حکم دیا کہ گھر اس بدگہر کا کھود ڈالو۔ اور مال لوٹ لو۔ پھر بجدل بن سلیم شقی کو حاضر کیا۔ اور کہا اس نے انگشت مبارک سید الشہداؑ قطع کر کے حضرت کی انگوٹھی اتاری تھی مختارؒ کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور وہ بدبخت جہنم واصل

حال مختارؓ بن ابوعبیدہ ثقفی

حضرت امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں مندرج ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا جس طرح بعض بنی اسرائیل نے اطاعت خدا کی اور انہیں خدا نے گرامی رکھا۔ اور بعض بنی اسرائیل نے معصیت خدا کی اور خدا نے انہیں معذب کیا۔ اسی طرح تم لوگوں کا بھی حال ہوگا اصحاب جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنینؑ ہم لوگوں میں عاصی کس جماعت سے ہوں گے حضرت نے فرمایا وہ لوگ جن کو ہم اہل بیت کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے اور ہمارے حقوق کی رعایت ان پر لازم ہے۔۔ وہ لوگ ہماری مخالفت اور ہمارے حقوق سے انکار کیا کریں گے اور فرزندان و اولاد رسول خدا جن کی حرمت و تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے اصحاب نے کہا۔ یا حضرتؑ یہ امور واقع ہونگے حضرت نے فرمایا۔ ہاں البتہ واقع ہونگے۔ اور ان دو فرزند میرے بزرگوار حسینؑ کو شہید کرینگے خداوند عالم ان منافقین پر عذاب اس جماعت کی تلوار سے نازل کرے گا جن کو ان پر مسلط کریگا حضرت نے فرمایا۔ ایک پسر قبیلہ ثقیف سے ہے جسے مختارؓ بن ابی عبیدہ کہتے ہیں۔ امام زین العابدین نے فرمایا جب یہ خبر حجاج لعین کو پہنچی اور لوگوں نے اس سے کہا۔ کہ امام زین العابدینؑ اپنے جد بزرگوار امیرالمومنین سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ رسول خداؐ یا علیؑ ابن ابی طالبؑ نے یہ بات کہی ہو۔ علیؑ بن الحسینؑ کم عمر ہیں۔ بہت سے امور باطل کہہ کے اپنے دوستوں کو فریب دیتے ہیں اچھا مختارؓ کو میرے پاس حاضر کرو کہ ان کا جھوٹ سچ ظاہر کردوں۔ جب مختار کو حاضر کیا حجاج نے فرش چرمیں منگایا اور اپنے غلاموں کو طلب کرکے حکم دیا۔ تلوار لاؤ اور اس کی گردن مارو جب ایک ساعت گذری اور تلوار نہ لائے حجاج نے کہا تلوار کیوں نہیں لاتے غلاموں نے کہا تلواریں خزانہ میں ہیں اور خزانہ کی کنجی نہیں ملتی۔ مختارؓ نے کہا مجھے قتل نہ کرسکو گے۔ حضرت رسول خدا نے جھوٹ نہیں کہا اور لو فرضاً اگر مجھے قتل بھی کردو گے خدا مجھے پھر زندہ کرے گا۔ کہ میں ۳۸۳ اسی اشرار تم سے قتل کرونگا حجاج نے اس کلام مختارؓ سے خشمگین ہو کے ایک ملازم کو کہا۔ کہ اپنی تلوار جلاد کو دے دے تاکہ اس کی گردن زدنی کی جائے جب جلاد تلوار لے کے جلدی سے متوجہ ہوا منہ کے بل گر پڑا۔ اور تلوار اسکے پیٹ میں گھس گئی۔ کہ شکم شگافتہ ہو کے مر گیا۔ پھر دوسرا جلاد بلایا جب وہ متوجہ قتل مختار ہوا۔ ایک بچھو نے اسے کاٹا۔ اور وہ جلاد زمین پر گر کے مر گیا مختارؓ نے کہا۔ اے حجاج تم مجھے قتل نہ کروگے ذرا قصہ نزار بن معد بن عدنان بمقابلہ شاپور ذوی الاکتاف یاد کرو جس وقت وہ عربوں کو قتل کرکے ان کو مستاصل کرنا چاہتا تھا۔ اور نزار نے اپنے فرزندوں کو حکم دیا۔ کہ مجھے زنبیل میں رکھ کے راستہ میں شاپور کے لٹکا دو۔ جب شاپور نزار کے قریب پہنچا۔ اور اس کی نظر ان پر پڑی۔ کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں ایک مرد عرب ہوں۔ اور تجھ سے میرا ایک سوال ہے۔ شاہ پور نے کہا۔ کیا سوال ہے۔ نزار نے کہا۔ تو کیوں عربوں کو قتل کرتا ہے۔ انہوں نے تم سے کیا برائی کی شاپور

نے کہا میں انہیں اسلیئے قتل کرتا ہوں کہ میں نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص قوم عرب سے ظاہر ہوگا۔ اور اس کا نام محمدؐ ہے۔ وہ دعویٰ پیغمبری کرے گا۔ ملک و بادشاہی اس کی وجہ سے عجم کی برطرف ہوگی۔ اس سبب سے میں قوم عرب کو قتل کرتا ہوں۔ کہ وہ پیدا نہ ہوسکے۔ نزار نے کہا جو کچھ۔ تو نے جھوٹی کتابوں میں دیکھا ہے۔ جائز نہیں ہے۔ کہ بے گناہوں کو جھوٹوں کے کہنے سے قتل کرے۔ اگر سچی کتابوں میں یہ لکھا دیکھا ہے پس خدا اس شخص کی جس کی نسل سے وہ حاضر ہوگا۔ حفاظت کریگا۔ شاپور نے کہا۔ اے نزاد یعنی لاغر ونحیف تم سچ کہتے ہو۔ اسی وجہ سے لوگ ان کو نزار کہنے لگے۔ یہ کلام نزار شاپور کو پسند آیا۔ اور قتل عرب سے دستبردار ہوا۔ اے حجاج حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔ کہ میں تم میں سے تین سو تراسی ہزار اشرار کو قتل کروں۔ اب یا تو خدا تجھے میرے قتل سے مانع ہوگا۔ اگر مار بھی ڈالے گا۔ تو خدا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ کہ جو کچھ اس نے مقدر کیا ہے۔ میں اسکی تعمیل کروں اور فرمان رسول خدا حق ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ یہ سن کر پھر حجاج نے جلاد کو حکم دیا۔ کہ اس کی گردن زدنی کی جائے مختارؓ نے کہا۔ وہ نہ مار سکے گا۔ اگر چاہو۔ تم خود تجربہ کر لو ابھی خدا ایک سانپ کو تجھ پر مسلط کرے گا جس طرح اس جلاد پر بچھو کو مسلط کیا تھا۔ جب جلاد نے قصد گردن زدنی کیا ناگاہ ایک خواص عبد الملک بن مردان سے حاضر ہوا۔ اور چلا کے کہا۔ قتل مختار سے دستبردار ہو۔ اور ایک خط حجاج کو دیا۔ کہ عبد الملک نے اس خط میں یہ لکھا تھا۔ اما بعد اے حجاج بن یوسف واضح ہو کہ ایک کبوتر خط میرے پاس لایا۔ جس میں یہ مندرج تھا۔ کہ تم نے مختارؓ بن ابو عبیدہ ثقفی کو گرفتار کیا ہے۔ اور چاہتے ہو۔ انہیں قتل کرو۔ بسبب اس روایت کے جو رسول خدا سے تم پر پہنچی ہے۔ کہ مختارؓ بنی امیہ کے انصار کو قتل کریگا۔ لازم ہے جب یہ میرا خط تمہارے پاس پہنچے مختارؓ سے دستبردار ہو۔ اور اسکے متعرض نہ ہو تاکہ وہ شوہر دایہ پسر ولید بن عبد الملک ہے اور ولید نے مجھ سے مختارؓ کی سفارش کی ہے اور جو حدیث تم نے سنی ہے۔ اگر دروغ ہے۔ تو کیا معنی کہ ایک مسلمان کو بخبر دروغ قتل کرو۔ اگر سچ ہے تکذیب قول رسول خدا نہیں ہوسکتی۔ پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا۔ مختار جہاں جاتا۔ اور کہتا تھا میں خروج کرکے بنی امیہؓ کو قتل کر دونگا۔ جب پھر یہ اخبار حجاج کو پہنچے دوسری مرتبہ پھر اس نے مختارؓ کو پکڑ بلوایا۔ اور قصد قتل کیا۔ مختارؓ نے کہا۔ تو مجھے قتل نہ کر سکے گا۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ پھر دوسرا خط عبد الملک بن مردان کا کبوتر لایا۔ اس خط میں درج تھا۔ کہ اے حجاج متعرض مختارؓ نہ ہونا۔ کہ وہ شوہر دایہ پسر ولید ہے۔ وہ حدیث جو تو نے سنی ہے۔ اگر سچ ہے تو اسے قتل نہ کر سکیگا جس طرح حضرت دانیال بخت نصر کو قتل نہ کر سکے۔ اس لیئے کہ یہ مقدر ہوا تھا۔ کہ بنی اسرائیل کو وہ قتل کرے پس حجاج نے مختارؓ کو چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ اگر اب پھر میں نے تم سے ایسا کلام سنا۔ جان لینا کہ میں تم کو مار ڈالوں گا۔ مگر مختارؓ اسی طرح لوگوں میں یہ باتیں کہا کرتے تھے پھر حجاج نے طلب کیا۔ اس دفعہ مختار چھپ رہے اور ایک

مدت تک چھپے رہے۔ یہانتک کہ حجاج نے پھر پتہ لگا کے پکڑ بلایا۔ اور ارادہ قتل کیا۔ اسوقت پھر خط عبدالملک کا پہنچا۔ کہ مختارؒ کو قتل نہ کرنا۔ حجاج نے ان کو قید کرلیا اور ایک خط عبداللہ کو لکھا۔ کہ اس شخص کے قتل سے تم مجھے کیوں منع کرتے ہو۔ جو شخص علانیہ لوگوں میں کہتا پھرتا ہے کہ میں تین سو تراسی ہزار بنی امیہ کے انصار کو قتل کرونگا۔ عبدالملک نے جواب میں لکھا۔ اے حجاجؒ تم جاہل ہو۔ مختارؒ جو کچھ کہتا ہے۔ اگر حق ہے پس ضرور میں اس کی تربیت کرونگا۔ تاکہ وہ مجھ پر مسلط ہو۔ جس طرح فرعون کو خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت پر موکل کیا۔ یہانتک حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون پر مسلط ہوئے اور اگرچہ یہ خبر دروغ ہے کیونکر میں اسکی رعایت نہ کروں۔ کہ اسکا حق خدمت مجھ پر ہے۔ آخر کار مختار مسلط ہوئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ظاہر ہے۔

خروج مختارؓ بن ابو عبیدہ ثقفیؓ

ایک روز امام زین العابدینؑ اپنے اصحاب سے مختارؒ کے خروج کرنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ بعض اصحاب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ ہم کو خبر کیوں نہیں دیتے کہ ان کا خروج کس وقت ہوگا۔ فرمایا دوسرے سال ہوگا۔ اور عبداللہ ابن زیاد و شمر ذی الجوشن فسق کے سر ہائے نحس کاٹ کے وہ ہمارے پاس اسوقت بھیجیگا۔ جب ہم چاشت تناول کرتے ہونگے۔ بعد اسکے جب وہ وقت آیا۔ جس کی خبر حضرت نے دی تھی۔ مختار نے خروج کیا۔ اصحاب آنحضرتؑ خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضرت نے کھانا منگایا۔ اور یہ فرمایا۔ یہ کھانا نوش کرو۔ کہ آج ستمگاران بنی امیہ قتل ہو رہے ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ اے آقا وہ لوگ کہاں قتل کیئے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فلاں موضع میں مختارؒ ان اشرار کو قتل کر رہا ہے۔ اور بہت جلد ان ظالموں میں سے دو ستمگاروں کے سر ہائے نحس میرے پاس فلاں روز لائیں گے۔ جب وہ دن آیا جس روز کی حضرتؑ نے خبر دی تھی۔ اور حضرتؑ تعقیبات نماز سے

۱؎ حجاج بن یوسف انتہائی ظالم انسان تھا یہ دشمن خدا و رسول اور آل رسول تھا جتنا قتل سادات اس ظالم نے کروایا۔ اتنا کسی دور میں نہیں ہوا۔ خون سادات سے دیواریں تیار کرائیں بچوں کو زندہ دیواروں میں چنوایا۔ اس کے دور میں اپنے آپ کو سید کہنا جرم بن گیا تھا۔ سادات بنی فاطمہؑ نے نسل سادات کو بچانے کیلئے اس دور میں اپنی ذات کو چھپایا۔ اس ظالم کی طرف سے انعام مقرر تھا۔ قتل سادات کیلئے اور سپاہی مقرر تھے۔ تلاش سادات کے لئے۔ نیز خاص ایک محکمہ بنایا تھا۔ چنانچہ علامہ بغدادی نے تحریر کیا ہے کہ ایک آدمی راستے پر گڑھے میں پڑا رہتا۔ اور کہتا رہتا۔ میں اندھا اس کنویں میں گر گیا کوئی نکال دے جو اسکو نکال دیتا...... وہ اسکو پکڑ لیتا۔ اور قتل کر دیتا کہ تم سید ہو۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ علامت تم نے کیسے مقرر کی۔ بولا۔ میں جانتا ہوں۔ سادات کے علاوہ رحم دل لوگوں کا ملنا مشکل ہے۔ لہذا جو رحم کھا کر مجھے نکالتا ہے اس کے رحم کی وجہ سے میں سمجھ جاتا ہوں یہ سید ہے۔ رسول پاکؐ کی پیش گوئی بھی ہے جو دربار حجاج میں مادر ابن زبیر نے پیش کی کہ میری امت میں ایک ظالم حجاج نامی پیدا ہوگا۔ خدا کی لعنت بے شمار اس لعین ازلی پر۔
(کوثر بھر بکوی)

فارغ ہوئے اصحاب آنحضرتؑ خدمت باسعادت میں حاضر ہوئے اور حضرتؑ نے پھر کھانا ان اصحاب کیلئے منگایا جب کھانا لائے۔ اسی وقت دو سر ملاعین حضرتؑ پاس پہنچے۔ یہ دیکھ کر حضرت سجدہ میں گر گئے اور فرمایا۔ میں اس خدا حمد کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہ اٹھایا۔ یہانتک کہ اس وقت میرے پدر عالی مقدار کے قاتلوں کے سر مجھے دکھائے اور حضرتؑ بار بار ان اشرار کے سرہائے نحس کی طرف نظر کرتے اور شکر حق بجالاتے چونکہ مقرر تھا۔ کہ بعد چاشت کے حلوا مہمانوں کے لئے لاتے تھے۔ اس روز اس وجہ سے کہ مشغول سرہائے نحس کے دیکھنے میں تھے حلوہ لانا ہم لوگ بھول گئے۔ ایک نے اصحاب آنحضرتؑ سے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آج حلوہ نہیں آیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ان سرہائے نحس کی طرف دیکھ کے مسرور ہونے سے زیادہ تر شیریں آج کون سا حلوہ ہے۔ شیخ کشیؒ نے بسند معتبر اصبغ بن بناتہ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے ایک روز مختارؓ کو دیکھا جب وہ بچہ سا تھا۔ اور جناب امیرؑ اسے آغوش میں لئے ہوئے تھے اور دست مبارک اس کے سر پر پھیر کے فرماتے تھے۔ یا کیس یعنی عقلمند و دانشمند۔

حضرت مختارؓ سے ائمہ اہل بیت کی محبت

ایضاً بسند حسن روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا مختار کو دشنام نہ دو اس لئے کہ اُسنے ہمارے بزرگوں کے قاتلوں کو قتل کرکے ہمارا طلب خون کیا۔ اور ہماری عورتوں کا نکاح کردیا اور وقت تنگدستی مال و زر ہم میں تقسیم کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر عبداللہ بن شریک سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں بروز عید الضحیٰ بخدمت جناب امام محمد باقرؑ بمقام منیٰ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت تکیہ کئے ہوئے تھے اور حجام کو بلایا تھا۔ کہ حجامت بنوائیں۔ جب میں خدمت امام میں بیٹھا۔ ایک مرد پیر کوفہ کا رہنے والا حاضر ہوا۔ اور حضرت کے دست ہائے مبارک آنکھوں سے لگانے چاہے حضرت نے منع کیا۔ اور فرمایا تم کون ہو۔ اس شخص نے کہا۔ میں حکم پسر مختارؓ ہوں یہ سن کر حضرتؑ نے اسے نزدیک بلایا اور اپنے بہت قریب جگہ دی۔ پسر مختارؓ نے کہا۔ یا حضرتؑ لوگ میرے پدر بزرگوار کے حق میں بہت کچھ کہتے ہیں میں چاہتا ہوں آپ سے ان کا حال سنوں اور جو کچھ آپ ان کے حق

ؔ بعض اپنے مورخین اور غیر مورخین نے نقل کیا ہے کہ مختار مخالفین امام حسنؑ سے تھا۔ اور حضرت حسنؑ کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا امیر مختارؓ جناب علی علیہ السلام کے پروردہ تھے ان سے ایسی حرکات کا سرزد ہونا محال ہے۔ اگر وہ موافق معاویہ اور مخالف اہل بیت تھے جو خون امام کے انتقام کے لئے نہ تلوار اٹھاتے یہ ایسی روایات مخالفین اہل بیت نے تیار کی ہوئی ہیں بعض مسلمان آج بھی امیر مختار کو ظالم قرار دیتے ہیں وہ سخت گمراہی میں جا رہے ہیں۔ عمر بن خطاب نے حالت کفر میں ارادہ قتل رسول کیا تلوار لے کر آئے بھی مگر مسلمان ہوئے دربار رسالت سے یہ غلطی معاف ہو گئی اس طرح ان لوگوں کے نزدیک تیار کردہ روایات درست ہیں تو بعد توبہ و نصرت حسینؑ سے سب معاف ہو گئیں جیسے عمر بن خطاب ارادہ قتل رسول سے مجرم نہیں ایسے ہی ان روایات کے مطابق امیر مختارؓ بھی مجرم نہیں ان کو مجرم کہنے والا خود مجرم ہے۔ واللہ اعلم (کوثر جھنگوی)

میں ارشاد فرمائیں گے اس پر اعتماد کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ لوگ کیا کہتے ہیں۔ حکم نے کہا۔ لوگ کہتے ہیں وہ دروغ گو تھے حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ قسم بخدا میرے پدر عالی مقدار نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مہر میری والدہ ماجدہ کا اس ہدیہ سے ادا کیا۔ جو مختارؓ نے بھیجا تھا۔ مختارؓ نے ہمارے مکانات شکستہ تعمیر کیئے۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کر کے ہمارا خون طلب کیا۔ خدا مختارؓ پر اپنی رحمت نازل کرے۔ قسم بخدا میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے کہ مختارؓ خدمت اہل بیت اطہار میں حاضر ہوئے اور لباس ان کو نظر کرتے اور احادیث ان سے اخذ کرتے تھے۔ خدا تمہارے پدر پر رحم کرے۔ کہ انہوں نے کوئی حق ہمارے حقوق سے کسی پر نہ چھوڑا مگر یہ اسے طلب کیا اور ہمارے خون کا بدلہ لیا۔ اور ہمارے قاتلوں کو قتل کیا۔ ایضاً بسند معتبر عمرؓ پسر زین العابدین نے روایت کی ہے کہ کہا جب عبید اللہ بن زیاد و عمر بن سعد لعین کے سرہائے نحس ہمارے پدر بزرگوار پاس لائے۔ حضرتؑ نے سجدہ کیا اور فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہمارا خون ہمارے دشمنوں سے طلب کیا۔ اور خدا مختارؓ کو جزائے خیر عطا کرے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب تک مختارؓ نے سرہائے قاتلان امام حسینؑ نہ بھیجے کسی عورت نے عورات ہاشمیہ سے اپنے بالوں میں کنگھی نہ کی اور خضاب نہ کیا۔ اور بالوں میں تیل نہ ڈالا۔ ایضاً۔ عمر بن حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اول مختارؓ نے میرے پدر عالی مقدار کے لئے بیس ہزار دینار بھیجے اور میرے پدر بزرگوار نے وہ دینار لے کر ان سے مکانات عقیل بن ابی طالب اور دیگر بنی ہاشم کے مکانات جو بنی اُمیہ نے مسمار کر ڈالے تھے تعمیر کیئے۔ اور جب مختارؓ نے مذہب باطل اختیار کیا۔ اسکے بعد پھر چالیس ہزار دینار پھر پدر بزرگوار پاس بھیجے مگر حضرتؑ نے قبول نہ فرمائے اور واپس کر دیئے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مختارؓ نے ایک عریضہ میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں لکھا۔ اور مع چند ہدایا و تحفہ عراق سے بخدمت آنحضرتؑ روانہ کیا۔ جب قاصدان مختارؓ در دولت حضرتؑ پر پہنچے۔ اجازت چاہی کہ حاضر ہوں۔ حضرتؑ نے کہلا بھیجا چلے جاؤ میں ہدیہ دروغ گویاں قبول نہیں کرتا۔ اور ان کا خط بھی نہیں پڑھتا۔ پھر ان قاصدوں نے عنوان خط مٹائے۔ اسکی جگہ لکھا۔ کہ یہ خط مہدیؑ محمد بن علیؑ کی خدمت میں پہنچے پس اسی طرح عنوان تبدیل کرکے محمد بن حنفیہ پاس لے گئے۔ اور انہوں نے ہدایا و تحفہ قبول کیئے اور مختارؓ کے خط کا جواب بھی لکھا۔

امیر مختارؓ سے ائمہ کی ناراضی کی وجہ اور محبت کے اسباب

قطب راوندی نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خدا چاہتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں کا انتقام کسی ذریعہ سے لے بذریعہ بدترین خلق انتقام لیتا ہے اور جب چاہتا ہے خاص اپنی جانب سے انتقام لے اپنے دوستوں کی معرفت انتقام لیتا ہے۔ تحقیق کہ انتقام یحییٰ بن زکریا بخت نصر کے ہاتھ سے لیا۔ کہ وہ بدترین خلق خدا تھا۔ ابن ادریس نے بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قیامت

برپا ہوگی۔ جناب رسول خدا و جناب امیرؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ صراط سے گذریں گے اسوقت انکو تین مرتبہ جہنم میں سے ایک شخص آواز دیگا۔ کہ یا رسول اللہؐ میری فریاد کو پہنچیے آنحضرتؐ جواب نہ دیں گے۔ پھر تین مرتبہ کہے گا۔ یا امیرالمؤمنین میری فریاد کو پہنچیے۔ حضرتؑ بھی جواب نہ دیں گے۔ پھر تین مرتبہ کہیگا۔ یا امام حسن مدد کیجیے۔ حضرت بھی جواب نہ دیں گے پھر تین مرتبہ آواز دے گا۔ یا امام حسینؑ میری فریاد رسی کیجئے۔ کہ میں نے آپ کے دشمنوں کو قتل کیا ہے اس وقت جناب رسول خداؐ فرمائیں گے اے حسینؑ اس نے تم پر حجت تمام کی ہے۔ اس کی فریاد کو پہنچو۔ یہ سن کر امام حسینؑ مثل اس عقاب کے جو جھپٹ کر جانور کو دبوچ لے اسی طرح اس شخص کو جہنم میں سے نکال لیں گے۔ راوی نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں یا حضرت وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا۔ وہ مختار ہے۔ راوی نے پوچھا۔ مختارؓ پر کیوں جہنم میں عذاب کریں گے۔ حالانکہ اس نے بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر اس کا دل شگافتہ کرتے۔ بتحقیق کہ اس کے دل میں سے کچھ محبت غیروں کی ظاہر ہوتی بحق اس خدا کے جس نے حضرت رسولؐ کو برسالت وراستی بھیجا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر جبرئیل و میکائیل کے دل میں بھی اگر کچھ اغیار ہو بیشک خدا ان کو منہ کے بل آتش دوزخ میں ڈال دے بعض کتب معتبرہ میں روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ کیلئے مختارؓ نے ایک لاکھ درہم بھیجے حضرت چاہتے تھے قبول نہ کریں۔ اور خوف بھی تھا۔ کہ مبادا واپس دینے سے مختارؓ کچھ ضرر رسانی کرے لہذا حضرت نے اس مال کو اسی طرح گھر میں رہنے دیا جب مختار قتل ہوا۔ حضرت نے حقیقت حال عبدالملک کو لکھی کہ یہ مال تمہارا حق ہے۔ تم کو گوارا ہو۔ اور حضرت مختارؓ پر لعنت فرماتے تھے کہ خدا پر اور ہم پر دروغ باندھتا تھا اور دعوی کرتا تھا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے مؤلف فرماتے تھے کہ احادیث دربارہ مختارؓ مختلف وارد ہوئی ہیں جیسا کہ معلوم ہو چکا۔ اور درمیان علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اختلاف ہے ایک جماعت علماء مختارؓ کو اچھا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام زین العابدینؑ خروج مختارؓ سے راضی تھے اور بظاہر خوف مخالفین سے بیزار تھے اور رضامندی بیان نہ کرتے تھے۔ مختارؓ نے طلب خون امام حسینؑ کے لئے خروج کیا اور دعوی امامت و خلافت اپنے اور کسی دوسرے کیلئے بھی نہ کیا۔ اور بعض علماء کا اعتقاد یہ ہے کہ مختارؓ کی غرض ریاست و بادشاہی تھی اور اس امر خاص کو اس کا وسیلہ قرار دیا تھا پہلے متوسل با امام زین العابدینؑ ہوا اور چونکہ آنحضرت خداوند عالم کی جانب سے مامور بخروج مختارؓ نہ تھے اور نیت فاسد مختارؓ سے واقف تھے حضرت نے التماس مختار کی قبول نہ کی۔ پھر مختارؓ محمد بن حنفیہ سے متوسل ہوا اور لوگوں کو ان کی طرف سے دعوت کرتا تھا۔ اور انہیں مہدی قرار دیتا تھا۔ اور مذہب کیسانیہ اس سے لوگوں میں ظاہر ہوا ہی نہیں بلکہ شائع ہوا اور مذہب کیسانیہ محمد بن حنفیہ کو اپنا امام آخر جانتے ہیں اور کہتے ہیں زندہ ہیں مگر غائب ہو گئے ہیں اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوں گے لیکن الحمد اللہ کہ مذہب کیسانیہ برطرف ہو گیا۔ اور کوئی اس میں سے باقی نہ رہا۔ اور ان کو کیسانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ لوگ اصحاب مختارؓ اور خود

مختار کو بھی کیسان کہتے تھے۔ اسلئے کہ جناب امیرؑ نے موافق بعض روایات کیسانیہ مختارؒ کو بلفظ کیس خطاب کیا۔ یا اس اعتبار سے کہ مختارؒ کے لشکر کا سردار اور مشیر کار و مدبر ابوعمرہ تھا۔ اور اسی کا نام کیسان تھا۔ مگر چونکہ جو کچھ جمع بین الاخبار سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مختارؒ کے خروج کرنے سے نیت[1] صحیح نہ تھی دروغ گویوں اور پاگلوں کو مختارؒ نے وسیلہ ترویج امور دین قرار دیا تھا۔ لیکن چونکہ کار ہائے خیر عظیم اس کے وسیلہ سے جاری اور ظاہر ہوئے۔ اسکی نجات کی امید ہے اور معترض نہ ہونا حالات سے ایسے لوگوں کے بہتر ہے۔

فصل بائیسویں بیان معجزات وغرائب قبر امام حسین علیہ السلام

حکایت ابوبکر بن عیاش

شیخ طوسیؒ نے یحییٰ بن عبدالحمید حمانی سے روایت کی ہے کہ کہا ایام حکومت موسیٰ[2] بن عیسیٰ[2] ہاشمی ہم نے اپنی منزلت سے جانب کوفہ کوچ کیا۔ ناگاہ ابوبکر بن عیاش الاغ پر سوار مجھ سے دوچار ہوئے اور کہا۔ آؤ اس شخص پاس چلیں میں نہ سمجھا انکا مطلب کیا ہے۔ مگر چونکہ میں ان کو بڑا جلیل القدر جانتا تھا۔ اس وجہ سے میں نے ان سے نہ پوچھا۔ اور انکے ہمرکاب روانہ ہوا۔ جب ابوبکر بن عیاش دروازہ عبداللہ بن حازم پر پہنچے۔ مجھ سے ملتفت ہوئے اور کہا اے پسر حمانی میں نے تم کو اس سبب سے زحمت دی اور اپنے ہمراہ لیا کہ تم سنو میں اس طائی ملعون سے کیا کہتا ہوں میں نے کہا ایہا الشیخ کس کو آپ فرماتے ہیں انہوں نے کہا۔ اس فاجر کافر موسیٰ بن عیسیٰ حاکم کوفہ کو کہتا ہوں۔ میں نے یہ سن کر میں ان کے عقب میں روانہ ہوا۔ یہانتک کہ دروازہ موسیٰ بن عیسیٰ تک پہنچے۔ قاعدہ یہ تھا کہ پیادہ ہوکے لوگ اندر جاتے تھے۔ مگر ابوبکر بن عیاش الاغ سے نہ اترے اور چاہا سوار داخل ہوں۔ دربان نے چاہا۔ قریب آکے منع کرے جب ان کو پہچانا منع نہ کر سکا پس ابوبکر بن عیاش الاغ پر سوار ایک پیراہن پہنے بند ہائے پیراہن کھولے اندر مکان کے داخل ہوئے۔ اور مجھے آواز دی۔ اے پسر حمانی چلے آؤ۔ دربان نے مجھے منع کیا۔ ابوبکر بن عیاش نے اسے للکارا کہ اے ملعون میرے رفیق کو کیوں منع کرتا ہے پس میں بھی ان کے عقب روانہ ہوا۔ اور وہ اسی طرح سوار مکان موسیٰ تک پہنچے اسوقت موسیٰ صدر مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور دو طرفہ ملازمین مسلح کھڑے تھے جب موسیٰ نے ابوبکر کو دیکھا مرحبا کہا اور اپنے قریب بٹھایا مجھے نگہبانوں نے نہ جانے دیا۔ پھر

---

[1] حضرت امیر مختار صحیح العقیدہ شیعہ تھے انہوں نے نہ دعویٰ امامت کیا اور نہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کا خروج ذاتی اقتدار کیلئے نہیں تھا بلکہ قاتلان حسینؑ کے خلاف تھا اور اس نے ایک ایک شامی کو جو کربلا میں موجود تھا قتل کیا امام زین العابدین فعل مختار سے راضی تھے جو روایات مختار کے خلاف ہیں وہ سب بنی امیہ کی بنائی ہوئی روایات ہیں آج جو لوگ مختار کے متعلق اچھا العقیدہ اور خیال نہیں رکھتے وہی بنی امیہ کی شراب کا اثر ہے جو مختار کے خلاف تیار کرکے لوگوں کو پلائی گئی (کوثر جعفری)

ابوبکر بن عیاش نے آواز دی اور میں بھی داخل منزل ہوا میں ایک پیراہن و آزار پہنے تھا۔ مجھے انہوں نے اپنے نزدیک بٹھالیا۔ موسیٰ نے ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اس شخص کی سعی کرنے آئے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ انکو اپنے ہمراہ اسلئے لایا ہوں کہ تم پر گواہ کروں۔ موسیٰ نے کہا کس چیز پر گواہ کروگے۔ اور ان دونوں میں موسیٰ بن عیسیٰ شقی نے بھیجا تھا۔ لوگوں کو کہ قبر امام حسینؑ کے گرد کھیتی کریں۔ اور تخم پاشی کرکے نشان قبر سید الشہداء مٹا دیں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ جو کچھ تو نے اس قبر کے بارے میں تجویز کی ہے۔ اس پر مجھے اطلاع ہے۔ اور چاہتا ہوں گفتگو کروں۔ موسیٰ بن عیسیٰ نے کہا۔ کون سی قبر کو کہتے ہو۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا قبر حسینؑ بن علیؑ و فاطمہؑ دختر رسولِ خداؐ کے بارہ میں کہتا ہوں جب موسیٰ بن عیسیٰ نے یہ سنا ایسا غضبناک ہوا۔ کہ قریب تھا۔ بیخود ہو کے اچھل پڑے۔ اور کہا تم کو ان باتوں سے کیا کام ابوبکر بن عیاش نے کہا مجھ سے سنو۔ میں تم سے ایک خبر بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنی قوم یعنی بنی عامرہ کی طرف گیا جب کوفہ کے پل پر پہنچا۔ دس سُور مجھ پر دوڑے اور خداوند عالم نے ایک مرد بنی اسد کی کمک سے مجھے انکے شر و فساد سے محفوظ رکھا۔ پھر میں روانہ ہوا۔ جب بمقام شاہی راستہ بھول گیا۔ وہاں ایک بوڑھیا کو دیکھا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ ایہا الشیخ کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا غاضریہ جاتا ہوں۔ اسنے کہا۔ اسے جنگل میں چلے جاؤ۔ جب جنگل کی تمامی پر پہونچو گے راستہ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں نے ویسا ہی کیا جب نینوا میں پہونچا۔ وہاں ایک مرد پیر کو بیٹھا دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں کے رہنے والے ہو۔ اسنے کہا اسی موضع کا رہنے والا ہوں۔ میں نے کہا تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا میں حساب اپنی عمر کا نہیں جانتا۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ اس جنگل میں اسی نہر فرات کا پانی حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے اہل بیت و اصحاب پر بند کیا تھا۔ اور وحشیان و حیوانات پر نہ بند کیا تھا۔ میں نے کہا تجھ پر وائے ہو۔ وہ واقع تجھے یاد ہے۔ اس بڈھے نے کہا۔ ہاں حق اس خدا کے جس نے آسمان کو بلند کیا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے وہ واقع دیکھا ہے۔ اور اب میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمہارے اصحاب وہ فعل کرتے ہیں جس سے لازم ہے کہ دیدہ ہائے مردمان کثرت گریہ وزاری و فغاں سے مجروح ہو جائیں بشرطیکہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی ہو۔ میں نے کہا۔ وہ واقعہ کون سا ہے اس بڈھے نے کہا جو تمہارے حاکم نے حکم دیا ہے۔ اور تم نے اس کام سے انکار نہ کیا۔ کہ قبر فرزند رسولؐ خدا پر کھیتی کی گئی۔ اور پانی وہاں تک پہنچایا گیا۔ میں نے کہا۔ وہ قبر شریف کہاں ہے۔ اس نے کہا اسی موضع میں ہے۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ اور تم سے بہت قریب ہے۔ نشان قبر کا مٹا دیا گیا ہے۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا میں نے اس سے قبل وہ قبر نہ دیکھی تھی اور اپنی مدت العمر میں۔ اس قبر منور کی زیارت کو نہ گیا تھا۔ میں نے عالم خواب میں اس مرد پیر سے کہا کوئی ایسا یہاں ہے جو مجھے نشان قبر کا بتادے وہ مرد پیر میرے ساتھ ہوا۔ اور مجھے قریب حائر کے لایا۔ کہ اس کا ایک دروازہ تھا اور دروازہ پر دربان کھڑا تھا

میں نے دربان سے کہا۔میں زیارت فرزند رسولؐ خدا کو آیا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اسوقت وہاں جانا نہ ملیگا۔ میں نے کہا کیوں اس دربان نے کہا۔ کہ اسوقت ابراہیم خلیل اللہ و محمد رسول اللہ مع جبرئیل و میکائیل و گروہ گروہ ملائکہ زیارت امام حسینؑ کو آتے ہیں۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ جب میں خواب سے جاگا ترس و خوف عظیم و حزن و اندوہ فراوان مجھ پر چھا گیا۔ کئی روز اس خواب کو دیکھے گذرے ہیں۔ اور میں بھولا چاہتا تھا۔ اتفاقاً مجھے ایک ضرورت درپیش آئی۔ کہ قبیلۂ غاضریہ سے کچھ اپنا روپیہ وصول کر لاؤں۔ اس قصد سے میں روانہ ہوا۔ اور وہ خواب مطلق میرے ذہن میں نہ تھا جب کوفہ کے پل پر پہونچا دس چور مجھ پر آ پڑے۔ جب میں نے انہیں دیکھا۔ اس وقت مجھے وہ خواب یاد آیا۔ ان چوروں نے کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے ڈال دو۔ اور چلے جاؤ میرے پاس ایک خرجین تھی۔ ان سے میں نے کہا۔ تم پر واضح ہو میں ابوبکر بن عیاش ہوں۔ اپنا روپیہ وصول کرنے جاتا ہوں۔ مجھے اپنی راہ جانے سے منع نہ کرو۔ کہ مہمان کو نہایت دوست رکھتا ہوں یہ سن کر ان میں سے ایک شخص نے آواز دی کہ یہ میرے آقا ہیں بحق خداوندان سے معترض نہ ہونا انہوں نے اپنے رفیقوں میں سے ایک شخص کو میرے ہمراہ کر دیا۔ کہ اس نے مجھے راستہ پر لگا دیا۔ مجھے اس خواب کی تعبیر میں تعجب تھا۔ کہ ساعت بساعت ظہور اس کا ہوتا تھا۔ یہانتک کہ نینوا یعنی کربلا میں پہنچا۔ اور وہاں ایک مرد پیر کو جیسا خواب میں دیکھا تھا۔ اس جگہ پایا۔ میں نے کہا۔ لا الٰہ الا اللہ میرا خواب بمنزلۂ وحی ہو گیا ہے۔ پس جو کچھ میں نے اس سے خواب میں پوچھا تھا۔ وہی سوال کیا۔ اور اس مرد پیر نے وہی جواب دیا۔ جو کہ خواب میں دیکھا تھا۔ اس نے کہا آؤ میں تمہیں قبر شریف تک پہنچا دوں ۔ یہ کہہ کر مجھے وہ ایک مقام پر لے گیا۔ اور بتایا۔ یہ موضع قبر شریف آنحضرت ہے۔ میں نے دیکھا کہ اطراف قبر شریف پر زراعت کی ہے۔ اور جو کچھ خواب میں نے دیکھا تھا بغیر جائز زبان میں نے وہاں سب کچھ دیکھا۔ اے موسیٰ خدا سے خوف کر۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ خواب ہمیشہ بیان کیا کرونگا۔ اور زیارت امام حسینؑ و تعظیم و قول آنحضرت ہرگز ترک نہ کرونگا۔ اسلئے کہ خلیل خدا و حبیب خداؐ و جبرئیل و میکائیل و ملائکہ مقربان بارگاہ بحدیث اس قبر شریف کی زیارت کو آتے ہیں۔ اے موسیٰ لازم ہے کہ مردم زیارت و تعظیم قبر سید الشہداؑ میں رغبت کریں۔ بتحقیق کہ ابوحصین نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو خواب میں دیکھا ہے شیطان میرا شبیہہ و نظیر نہیں ہو سکتا جب ابوبکر بن عیاش نے یہانتک بیان کیا اس ملعون نے کہا۔ میں تمہارے جواب سے چپ ہوں۔ یہانتک کہ کلام احمقانہ تمہارا ختم ہو جائے۔ قسم بخدا اگر اسکے بعد میں سنوں گا۔ کہ اس کلام کو تم نے کسی اور کے سامنے نقل کیا ہے بیشک تم کو قتل کرونگا۔ اور اس گواہ کی بھی گردن زدنی کرونگا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا خدا حافظ و نگہبان ہے تو مجھے ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اسلئے کہ میں نے رضاً للہ تجھ سے بیان کیا ہے یہ سن کر وہ شقی نہایت خشمگین

وغضبناک ہوا۔ اور کہا تم میرا جواب دیتے ہو۔ یہ کہہ کر دشنام دیا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا خاموش رہ خدا تجھے ذلیل کرے اور تیری زبان کو قطع کرے یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا۔ اس مرد پیر کو قید کرو۔ پس میرے اور ابوبکر کے پاؤں پکڑ کے وہ لوگ گھسیٹتے ہوئے لے چلے ہمارے سر پتھروں سے ٹکراتے تھے اور ہماری داڑھیاں نوچتے تھے موسیٰ للکار کے حکم دیتا تھا۔ ان دونوں ولد الزنا کو قتل کرو۔ ابوبکر بن عیاش باوجود اس حالت کے کہتے تھے بس بس خاموش رہ خدا تیری زبان کو قطع کرے اور تجھ سے انتقام لے۔ خداوندا تیری رضا کیلئے میں نے یہ ارادہ کیا تھا۔ اور تیرے پیغمبر کے فرزند کے بارہ میں کہا تھا۔ اور تجھ پر بھروسا کیا تھا۔ جس کی بابت غضب کا سامنا ہوا۔ آخر کار ہم کو قید خانہ میں لے گئے۔ جب ہم داخل زندان ہوئے۔ ابوبکر بن عیاش نے دیکھا میرے کپڑے پھٹ گئے اور خون جسم سے جاری ہے۔ کہا اے پسر حمانی ہم نے بحمد للہ، جو حق تھا۔ کہا۔ اور داخل ثواب ہوئے واضح ہو کہ ثواب خدا و رسول ضائع نہ جائے گا۔ .. ..

تھوڑی دیر کے بعد اس ملعون کا چوبدار آیا اور ہم کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ ہم بہت بڑے تہ خانہ میں محبوس تھے بڑی تکلیف ہم کو ہوئی۔ دراز گوش چھین لیا تھا۔ چند قدم راہ چلتے اور بیٹھ کے کہتے تھے۔ خداوندا یہ تعب و مشقت تیری رضا کے لئے ہم نے اٹھائی ہے ہم کو ثواب عطا کر جب ہم کو اس پاس لیگئے اور اس نے ہم کو دیکھا۔ ابوبکر بن عیاش سے کہا۔ اے احمق جاہل ان چند امور کا تو معترض ہوتا ہے۔ جو تیرے لئے موجب ضرر ہے تجھے کیا مطلب جو ہم بنی ہاشم میں آتا ہے۔ اور بہت کچھ برا بھلا ابوبکر بن عیاش کو کہا۔ ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ میں نے تیرا کلام سنا خدا تجھے سمجھے موسیٰ بن عیسیٰ لعین نے کہا۔ خدا تیرا برا کرے باہر چلا جا۔ اب اگر میں نے سنا کہ تو نے کسی سے اس کلام کو بیان کیا۔ بیشک تجھے قتل کروں گا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور مجھے بھی بہت کچھ ناسزا اس بیجا تے کہہ کے تنبیہ کی جو تم نے سنا ہے۔ اگر کسی سے اظہار کر کے خواب کو بیان کریگا۔ تو مجھ سے برا کوئی نہیں۔ خدا تم پر لعنت کرے میرے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ جب ہم وہاں سے باہر نکلے جانا پھر سے دوبارہ ہوئے اس وجہ سے کہ اپنی زندگی سے ہم کو بالکل مایوسی تھی۔ کیونکہ ان کا دراز گوش چھین لیا تھا۔ مجھ سے ابوبکر بن عیاش نے کہا۔ اس حدیث کو حفظ کر کے اپنے دل میں رکھنا اور بجز اہل عقل و ایمان و دین کے عوام سے روایت نہ کرنا

قصۂ متوکل وابراہیم دیزج

ایضاً بسند معتبر ملازمین متوکل میں سے جس کا نام ابراہیم دیزج تھا روایت کی ہے کہ کہا مجھے متوکل نے کربلا بھیجا اور حکم دیا کہ نشان قبر امام حسینؑ کو مٹا دوں اور ایک نامہ بنام جعفر بن محمد بن عمار قاضی اس مضمون کا لکھا کہ میں نے دیزج کو کربلا بھیجا ہے کہ وہ امام حسینؑ کی قبر کھود ڈالے۔ جس وقت یہ فرمان تمہارے پاس پہنچے اس کام کی نگرانی تم پر لازم ہے کہ

آیا جس امر پر میں نے اسے مقرر کر کے روانہ کیا ہے اس کی تعمیل اس سے کی یا نہیں۔ ویزج نے کہا جب میں کربلا پہنچا اور وہاں سے واپس چلا۔ قاضی مذکور نے مجھ سے پوچھا۔ تو نے کیا کام کیا۔ میں نے کہا ہر چند نشان قبر تلاش کیا مگر وہاں کچھ بھی نہ پایا" قاضی نے کہا۔ خوب گہرا کیوں نہ کھودا۔ اس نے کہا بہت گہرا کھودا۔ مگر کچھ وہاں نہ ملا یہ سن کر اس قاضی نے متوکل کو لکھا کہ ویزج کربلا پہنچا۔ اور قبر امام حسینؑ کھودی۔ مگر وہاں کچھ نہ پایا۔ جب متوکل نے یہ سنا حکم دیا کہ اس زمین پر زراعت کرو اور پانی وہاں بھر دو کہ نشان قبر شریف برطرف ہو جائے راوی کہتا ہے۔ میں نے ویزج کو ایک روز تنہائی میں دیکھ کے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا۔ میں ہمراہ غلامان مخصوص کربلا گیا اور کسی غیر شخص کو اپنے ہمراہ نہ لے گیا۔ جب میں نے قبر شریف آنحضرتؑ کھودی۔ ایک نئے بوریئے پر جسم شریف تازہ پاکیزہ بحالت خواب دیکھا۔ کہ مشک کی خوشبو سے زیادہ تر اس جسم مبارک سے خوشبو آتی ہے یہ دیکھ کر میں نے اپنا ہاتھ اس جسم مبارک پر نہ رکھا۔ اور قبر کو بدستور کر دیا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا زمین جو توں جب بیل اس قبر شریف پر پہنچتے تھے۔ اس طرف سے لوٹ آتے تھے۔ اس سبب سے اس مقام مبارک کو نہ جوت سکا۔ اسوقت اپنے غلامان خاص کو بلا کے میں نے قسم دی کہ اگر اس واقعہ کی خبر تم کسی سے بیان کرو گے تو اسوقت میں تم کو قتل کر ڈالوں گا۔ ایضاً ابو عبد اللہ باقطانی نے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ ہارون معری جو کہ امرائے متوکل سے تھا۔ میں اسکا کاتب ہوا۔ اسکے تمام بدن کی رنگت گوری تھی۔ مگر ہاتھ پاؤں اور چہرہ اسکا نہایت سیاہ تھا۔ اور ہمیشہ بدبو پیپ اور اسکے منہ سے ٹپکتی تھی۔ جب میں اسکا مقرب ہوا ایک دن میں نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارے سیاہی چہرے کا کیا سبب ہے۔ اس نے مجھے نہ بتایا۔ جب وہ مرض موت میں مبتلا ہوا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا۔ اور قسم کھائی کہ اور کسی شخص سے ذکر نہ کرونگا۔ اسوقت اسنے مجھ سے کہا۔ کہ متوکل نے ہمراہ ویزج مجھے جانب کربلا روانہ کیا۔ کہ قبر امام حسینؑ کھود ڈالوں اور وہاں پانی بھر دوں جب میں نے چاہا کربلا جاؤں اسوقت جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں ہمراہ ویزج قبر حسینؑ پر نہ جانا اور جس کام پر مامور ہوا ہے اسکی تعمیل نہ کرنا جب صبح ہوئی اور مجھے لے جانے پر ترغیب و تحریص ہوئی۔ مجھ پر شقاوت غالب ہوئی۔ اور کربلا جا کے جو حکم متوکل نے دیا تھا اسکی میں نے تعمیل کی۔ اسی رات کو پھر جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا۔ کہ فرماتے ہیں میں نے تجھ سے نہ کہا تھا۔ کہ ان لوگوں کے ہمراہ نہ جانا۔ اور اس کا حکم بھی بجا نہ لانا۔ تو نے میرا کہنا نہ مانا۔ یہ کہہ کے ایک طمانچہ میرے منہ پر لگایا۔ اور میرے منہ پر تھوک دیا۔ اسی رات سے اب تک میرا منہ اسی طرح سیاہ ہے اور یہ بدبو پیپ بہتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر فضل بن عبد اللہ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں ابراہیم ویزج کے ہمسایہ میں رہتا تھا جب وہ بمرض موت مبتلا ہوا۔ میں اسکی عیادت کو گیا۔ اسے میں نے حالت کرب میں پایا ایک طبیب اسکے پاس بیٹھا تھا۔ مجھ میں اور ویزج میں محبت و بے تکلفی بے حد تھی اور وہ اپنے راز مجھ سے

کہا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ کیا حال ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا ہے۔ میرا جواب اسنے کچھ نہ دیا۔ اور اشارہ سے کہا۔ طبیب بیٹھا ہے۔ اس کے سامنے نہیں کہہ سکتا طبیب اسکے اس اشارہ کو سمجھ کے اٹھ گیا جب تنہائی ہوئی۔ دوسری مرتبہ میں نے اس کا حال پوچھا۔ اسنے کہا میں تم سے بیان کرتا اور خدا سے آمرزش چاہتا ہوں بتحقیق کہ متوکل نے مجھے حکم دیا۔ کہ کربلا جا کے نشان قبر امام حسینؑ مٹا دوں اور زمین بیلوں سے جوت کے بیج بو دوں جب میں کربلا پہنچا۔ شام ہو گئی تھی اور میں بہت سے مزدور اور کاریگر مع بیلوں اور کلنگوں کیلئے لے گیا تھا۔ پھر اپنے غلاموں کو میں نے حکم دیا کہ مزدوروں سے کام لو اور قبر شریف امام حسینؑ کھود کے زمین پر تخم ریزی کرو۔ مگر چونکہ سفر سے میں تھک گیا تھا مجھے نیند آ گئی۔ ناگاہ شور و غل کی آواز میرے کان میں آئی اور غلاموں نے آ کے مجھے جگا دیا۔ میں خواب سے ترسناک و خوفناک چونکا اور کہا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا ایک ایسا امر عجیب و غریب ظاہر ہوا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کے دوسرا امر عجیب و غریب نہیں ہو سکتا۔ ایک گروہ درمیان کارکنان متوکل اور قبر امام حسینؑ ظاہر ہوا ہے۔ اور وہ لوگ ہم کو قبر امام حسینؑ پاس جانے سے منع کرتے ہیں۔ اور ہمیں تیر مارتے ہیں۔ جب میں ان کے قریب گیا۔ اس کلام کی تصدیق ہوئی۔ اور یہ واقعہ اول شب شبہائے ماہ سے تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان لوگوں پر تم بھی تیر لگاؤ۔ جس نے تیر انکی طرف پھینکا۔ وہ تیر پلٹ کے اسی کو آلگا اور کام تمام کر دیا۔ اس کیفیت کے دیکھنے سے مجھ پر دہشت اور خوف عظیم طاری ہوا۔ اور اسی وقت سے تپ و لرزہ آنے لگا۔ بعد اسکے میں نے اسباب وغیرہ لادے اور قبر مبارک سے دور ہو گیا اور مخالف حکم متوکل اور اپنا قتل ہونا دل میں ٹھان لیا۔ راوی کہتا ہے میں نے ویزج سے کہا۔ اب تم شر و فساد متوکل سے بیخوف ہو گئے۔ کیونکہ کل شب متوکل باعانت منتصر مارا گیا۔ دیزج نے کہا میں نے بھی سنا ہے لیکن اپنے جسم میں ایک ایسی حالت پاتا ہوں کہ امید زندگی مجھے نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے یہ باتیں صبح کی تھیں اور قبل از شام وہ شقاوت انجام داخل جہنم ہو گیا۔ ایضاً۔ ابو المفضل شیبانی سے روایت کی ہے کہ منتصر پسر متوکل نے ایک روز اپنے پدر ملعون سے سُنا۔ کہ وہ جناب فاطمہؑ کو دشنام دیتا ہے منتصر نے ایک عالم سے پوچھا اور اس سے قتل متوکل پر فتویٰ چاہا۔ اس عالم نے کہا۔ اس کلام سے اس کا قتل واجب ہو گیا ہے۔ لیکن جو شخص اپنے باپ کو قتل کرتا ہے اس کی عمر دراز نہیں ہوتی۔ منتصر نے کہا۔ جبکہ ایسے پدر کے قتل سے اطاعت خدا مقصود ہے پھر مجھے اسکی پروا نہیں کہ میری عمر دراز ہو۔ بعد اسکے اپنے پدر بدگوہر کو۔ اسکے پسر منتصر نے قتل کیا۔ اور بعد قتل سات مہینے زندہ رہا۔ مؤلف فرماتے ہیں ہو سکتا ہے، کوتاہی عمر منتصر اس کی سعادت کی وجہ سے ہو۔ جبکہ اس نے یہ کار خیر کیا تھا۔ اور مدت سے زیادہ زندہ رہنے میں مبتلائے معصیت غضب خلافت ہوتا۔

قصہ متوکل و قاسم بن احمد اسدی

ایضاً بسند معتبر قاسم بن احمد اسدی سے روایت کی ہے کہ متوکل شقی کو خبر پہنچی کہ اہل عراق کربلا میں زیارت قبر امام حسینؑ کو جمع ہوتے ہیں۔ اور گروہ گروہ مردم زیارت قبر شریف کو آتے ہیں۔ یہ سن کے اسنے ایک اپنا امیر خاص کو مقرر کیا۔ اور بہت بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ کہ کربلا جاکے قبر امام حسینؑ ہموار کردیں اور زیارت قبر امام حسینؑ سے لوگوں کو منع کریں۔ وہ امیر مع لشکر ۲۳۶ھ میں کربلا معلیٰ پہنچا۔ جب چاہا۔ لوگوں کو زیارت سے منع کرے اہل کربیہ در دمان اطراف وجوانب جمع ہوئے۔ اور کہا اگر متوکل ہم سب کو قتل کر ڈلے گا۔ تو ہمارے بعد ہماری اولاد اور جو لوگ باقی رہ جائیں گے وہ ترک زیارت قبر امام حسینؑ نہ کریں گے ہم لوگ ہر روز بکثرت معجزات قبر امام حسینؑ سے دیکھتے ہیں۔ اگر تم ہم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو گے۔ جب بھی ہم ترک زیارت نہ کریں گے جب خبر متوکل شقی کو پہنچی لکھا ان لوگوں سے دست بردار ہو کے بجانب کوفہ روانہ ہو اور یہ اظہار کرو کہ ہم اور کسی کام کو مصلحتاً گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد وہ شقی ۲۴۷ھ تک متعرض نہ ہوا پھر اُسے خبر پہونچی کہ اہل کوفہ و اطراف وجوانب بزیارت قبر امام حسینؑ کو جایا کرتے ہیں۔ اور قبر آنحضرتؑ پر زائروں کا بڑا ہجوم ہوتا ہے اور اس دن وہاں بازار لگتا ہے اور وہاں لوگ سودا خریدتے ہیں اور معاملات تجارتی بھی بہت ہوتے ہیں۔ یہ سُن کر اس شقی نے پھر ایک اپنے امیر کو مع لشکر گراں روانہ کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ وہاں جاکے منادی کرو۔ کہ جو کوئی قبر زیارت امام حسینؑ کو آئے گا۔ وہ میرے عہد و پیمان سے باہر ہے۔ اور جس کو پائیں کہ وہ زیارت قبر امام کو جاتا ہے اس کو قتل کر ڈالو۔ اور اسکا مکان غارت کر ڈالو۔ یہ سن کر لوگ خائف ہو کر زیارت قبر امام حسینؑ کو بہت کم جاتے تھے۔ وہ شقی سادات علوی کو تلاش و تفحص کر کے قتل کرتا اور ان کے مکانات غارت کرتا تھا۔ اس کیفیت و حالت کو تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا۔ کہ وہ شقی ظالم واصل جہنم ہوا۔ ایضاً عبد اللہ طوری سے روایت کی ہے کہ میں نے ۲۴۷ھ میں حج کیا جب حج سے واپس آیا متوجہ عراق ہوا اور زیارت جناب امیرؑ نہایت ترس و خوف سے کی۔ اس وجہ سے کہ متوکل شقی نے زیارت جناب امیرؑ سے منع کیا تھا۔ بعد زیارت جناب امیرؑ میں متوجہ قبر زیارت امام حسینؑ ہوا جب کربلا پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ گرد قبر امام حسینؑ پانی بھر دیا ہے۔ اور منڈیریں باندھ کے تخم ریزی کر رہے ہیں اور میں نے بچشم خود دیکھا۔ کہ جب بیلوں کو قریب قبر آنحضرت لے جاتے ہیں۔ ہر چند ان کو ڈنڈے مارتے ہیں۔ مگر وہ بیل آگے قدم نہیں بڑھاتے بلکہ ادھر سے پلٹ کے داہنے بائیں ہو رہتے ہیں۔ اسوجہ سے مجھے زیارت میسر نہ ہوئی۔ لہذا دور سے زیارت کر کے بغداد کو روانہ ہوا۔ اور اپنے دل میں کہتا تھا۔ اگرچہ بنی امیہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ مگر یہ لوگ تو دعویٰ قرابت رکھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ ہم وقت شہادت حاضر نہ تھے۔ مگر اسکے برعکس قبر شریف سید الشہداء سے انتقام لیتے ہیں جب میں داخل بغداد ہوا۔ لوگوں کو منتشر و مضطرب پا کے دریافت کیا۔ کہ کس وجہ سے تمہارا اضطراب و انتشار ہے انہوں

نے بیان کیا۔ خبر آئی ہے۔ کہ متوکل قتل ہوگیا ہے۔ اس وقت میں سمجھا۔ کہ وہ شقی بدبخت باعجاز امام حسینؑ قتل ہوا ہے یہ خبر پاکر میں نے شکر خدا کیا۔ کہ یہ دن اس دن کا بدلہ نظر آیا۔

حکایت جریر بن عبدالحمید وغیرہ

ایضاً یحیٰ بن مغیرہ سے روایت کی ہے کہ کہا میں جریر بن عبدالحمید پاس بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک شخص عراق سے آیا۔ جریر نے اس سے پوچھا۔ کیا خبر ہے۔ اس نے کہا۔ ہارون نے لوگوں کو بھیجا۔ کہ قبر شریف امام حسینؑ کو ہموار کریں۔ اور درخت سدر جو کہ نزدیک قبر امام حسینؑ ہے اور اس سے قبر امام حسینؑ کا نشان معلوم ہوتا ہے۔ اس درخت کو بھی کاٹ ڈالیں جب جریر نے یہ خبر سنی ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرکے کہا۔ اللہ اکبر اب میں مطلب رسول خدا سمجھا کہ آنحضرت نے تین مرتبہ فرمایا تھا کہ خدا درخت سدر کے قطع کرنے والے پر لعنت کرے۔ آج مجھے معلوم ہوا کہ غرض رسول خدا کی اس ملعون سے تھی کہ یہ درخت سدر اسلئے قطع کریگا۔ کہ لوگوں کو زیارت قبر امام حسینؑ سے منع کرے۔ ایضاً بسند معتبر جعفر بن محمد ابوالفرج سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا مجھے میرے چچا عمر بن فرج نے خبر دی کہ متوکل نے مجھے کربلا بھیجا۔ اور حکم دیا کہ قبر شریف امام حسینؑ کھود ڈالوں جب میں کربلا پہنچا۔ اور بیلوں کو جوت کے چاہا قبر امام حسینؑ پر ہانکوں۔ جب بیل قبر پاس پہنچتے کھڑے ہو جاتے تھے اور قدم آگے نہ بڑھاتے تھے۔ یہانتک کہ میں نے ڈنڈا اٹھا کے بیلوں کو اسقدر پیٹا۔ کہ وہ ڈنڈا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ مگر انہوں نے قدم آگے نہ اٹھایا۔ اور میرا چچا اس درجہ سے کہ اہل بیت رسول سے نہایت عداوت رکھتا تھا۔ یہ واقعہ کسی اور شخص سے بیان نہ کرتا تھا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مسترشد عباسی نے مالہائے خزانہ امام حسینؑ لوٹ لیا اور کہا۔ قبر کو خزانہ کی احتیاج نہیں اور وہ مال اپنے لشکر کو بانٹ دیا جب کربلا سے باہر نکلا۔ وہ شقی۔ اور اس کا بیٹا دونوں مارے گئے۔ اعمش نے روایت کی ہے ایک شخص نے نزدیک قبر شریف بول و براز کیا۔ وہ شقی اور اسکے اہل وعیال دیوانے ہو گئے اور بعارضہ جذام و برص مبتلا ہوئے۔ اور اب تک اس کی اولاد برص و جذام میں مبتلا ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ جب متوکل نے حکم دیا۔ کہ پانی قبر شریف امام حسینؑ پر باندھ دیں اور زراعت کریں۔ اس وقت زید دیہلول مجنوں کربلا معلی گئے۔ اور دیکھا کہ قبر شریف درمیان زمین و آسمان ہوا پر معلق ہے۔ زید نے جب یہ معجزہ دیکھا۔ اس آیہ کی تلاوت کی۔ یریدون لیطفوا نوراللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور موید اس مقال کا یہ ہے کہ سترہ مرتبہ قبر شریف امام حسینؑ پر ہل چلائے اور پھر جب آکے دیکھتے تھے۔ قبر شریف کو بحالت اوّل درست پاتے تھے جب اس شخص نے جو اس کام پر معین و مقرر تھا یہ معجزہ دیکھا۔ مومن و شیعہ ہوگیا۔ اور اس وجہ سے متوکل نے اس کو قتل کیا۔

روایت اعمش اور زیارت قبر امام حسینؑ

بعض کتب معتبرہ میں اعمش سے روایت کی ہے جب میں کوفہ میں داخل ہوا ایک شخص میرے ہمسایہ میں رہتا تھا۔ اس کے پاس راتوں کو میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شب جمعہ کو اسکے پاس گیا۔ اور کہا۔ درباره زیارت امام حسینؑ تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس نے کہا۔ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے . . . . . اور ہر ضلالت کی بازگشت جانب آتش ہے یہ سن کر میں بہت خشمگین و غضب ناک اس کے پاس سے اٹھ کے اپنے گھر واپس آیا۔ اور دل میں ٹھان لیا۔ کہ کل صبح کو اس کے پاس جاکے بعض فضائل امام حسینؑ و ثواب زیارت قبر شریف آنحضرت بیان کرونگا۔ اگر وہ نہ مانے گا۔ اور اپنی عداوت پر قائم رہے گا۔ اسے میں قتل کر ڈالونگا۔ جب صبح ہوئی میں اس کے دروازے پر گیا۔ اور کنڈی کھٹکھٹا کے اسے آواز دی۔ اس کی زوجہ نے جواب دیا۔ وہ اول شب بقصد زیارت قبر امام حسینؑ کربلا گیا ہے اعمش نے کہا میں بھی اس کے عقب میں۔ روانہ ہوا۔ جب مرقد منور پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص رو رو کے سجدہ میں دعا کر رہا ہے اور خدا سے طلب آمرزش کرتا ہے جب اس نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ میں نے اس سے کہا۔ کل تو کہتا تھا۔ زیارت قبر امام حسینؑ بدعت ہے۔ اور آج خود ان کی زیارت کو آیا ہے اس نے کہا۔ اے اعمش مجھے ملامت نہ کرو۔ اس لئے کہ پیشتر میں اعتقاد انکی امامت پر نہ رکھتا تھا۔ اس شب عجیب خواب میں نے دیکھا ہے کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک مرد جلیل القدر میانہ قد نہایت حسین و جمیل عظیم المرتبت رفیع المرتبت بہت سے لوگوں کے بیچ میں چلا آتا ہے اور آگے ایک سوار ہے اور اس کے سر پر ایک تاج چہار گوشہ کا ہے اور ہر گوشہ پر جواہر نصب ہیں۔ کہ مسافت تین روزہ اس سے روشن ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ بزرگوار کون ہیں۔ کہ اس قدر لوگ انہیں گھیرے ہیں۔ ایک شخص نے کہا۔ یہ جناب رسول خدا ہیں۔ میں نے کہا وہ جو آگے جاتا ہے۔ کون ہے اس نے کہا وہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ ناگاہ میں نے ایک ناقۂ نور دیکھا۔ کہ ہودج نور اس پر بندھا ہے۔ اور دو عورتیں با نہایت نور و جمال اس ہودج میں بیٹھی ہیں اور وہ ناقہ درمیان آسمان و زمین پرواز کرتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ عورتیں کون ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ فاطمہ زہرا و خدیجۃ الکبریٰ ہیں اس کے بعد ایک سوار نوجوان مثل ماہ تاباں نظر پڑا میں نے پوچھا۔ یہ جوان کون ہے۔ اس نے کہا امام حسنؑ ہیں میں نے کہا یہ سب حضرات کہاں جاتے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ زیارت قبر شریف امام حسینؑ کو صحرائے کربلا میں جاتے ہیں۔ بعد اسکے میں نزدیک ہودج جناب فاطمہ زہرا گیا۔ دیکھا کہ رقعہ ہائے برات لکھے ہوئے آسمان سے قریب ہودج آتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ رقعہ ہائے برات کیسے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ یہ رقعہ ہائے برأت آتش ان لوگوں کے لئے ہیں۔ جو لوگ قبر شریف امام حسینؑ کی زیارت شب جمعہ کو کرتے ہیں۔ میں نے اس سے التماس کی۔ کہ ان رقعوں میں سے ایک رقعہ میرے لئے بھی لے لو اس نے کہا۔ تو کہتا ہے کہ قبر امام حسینؑ کی

زیارت بدعت ہے۔ جب تک تو اس عقیدہ اور کلام ناجائز سے توبہ نہ کرے گا۔ اور زیارت[۱] قبر امام منور کو نہ جائیگا۔ ان رقعہ ہائے برائت میں سے کوئی رقعہ تجھے نہ ملے گا۔ یہ دیکھ کر میں خائف و ترساں خواب سے بیدار ہو کے اٹھا اور متوجہ زیارت قبر امام حسینؑ ہوا۔ اور اپنے گفتار و عقیدہ باطل سے توبہ کی۔ اسے اعمش قسم بخدا جب تک میری روح میرے بدن سے مفارقت نہ کریگی تب تک میں زیارت امام حسینؑ ترک نہ کروں گا

حکایت دعبل خزاعی

ایضًا۔ بسند معتبر دعبل خزاعی مداح امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں نے اپنا قصیدہ تائیہ بخدمت امام رضاؑ پڑھا۔ اور اس کے صلہ اور عوض میں انعام و اکرام پاکے روانہ ہوا ایک شہر میں پہونچا۔ وہاں ایک رات بیٹھا اپنے مکان میں قصیدۂ مدح اہل بیت میں نظم کر رہا تھا۔ ناگاہ کسی نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ میں نے کہا کون ہے۔ اس نے کہا تمہارے بھائیوں سے ہوں جب میں نے دروازہ کھولا ایک شخص اندر آیا میں نے اسے پہچانا۔ اور اس سے مجھ پر خوف طاری ہوا جب وہ شخص داخل ہوا اور بیٹھا۔ اور کہا۔ واضح ہو کہ میں تمہارا بھائی قوم جن سے ہوں اور تمہاری شب ولادت میں بھی پیدا ہوا ہوں چاہتا ہوں ایک ایسی حدیث تم سے بیان کروں۔ کہ موجب سرور مزید بصیرت تمہاری ہو۔ اسے دعبل واضح ہو کہ میں دشمنان علی ابن ابی طالب سے تھا ایک روز مع گروہ سرکشان جن لوگوں کو گمراہ کرتے نکلا۔ ناگاہ۔ ایک جماعت پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لوگ رات کو متوجہ زیارت قبر شریف امام حسینؑ تھے۔

---

[۱] اس حدیث کے راوی سلیمان اعمش امام اہل سنت ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے وقت کے اجل محدثین اور ائمہ میں شمار ہوتے تھے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیحین میں اکثر احادیث ان سے روایت کی ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان کے متعلق میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔ کہ یہ اپنے وقت کے ثقہ اور معتبر محدث و عالم ہیں۔ لہذا ایسا انسان جو مذہب اہل بیت نہ رکھتا ہو۔ اور اپنے فرقہ میں ثقہ ہو اس کی کلام ہمیشہ حق ہوتی ہے۔ کیونکہ تعریف وہ ہی جس کو دشمن بھی فخر سے بیان کرے۔ آج تک بلکہ قیامت تک کہ ہائے معلیٰ میں شیعان علیؑ زیارت قبر امام مظلومؑ کے جاتے ہیں اور جاتے رہیں گے وہ مسلم جو شیعوں کو مطعون کرتے ہیں کہ زیارت امام حسینؑ سے کیا فائدہ اس روایت کو بغور مطالعہ فرمائیں اور توبہ کریں ورنہ زیارت قبر حسینؑ کو بدعت کہہ کر جنت میں جانا محال ہے۔ امام حسینؑ نے خدا و رسول کیلئے اپنے گھر کو اجاڑا اپنی لاش مبارکہ کو سم اسپاں سے پائمال ہونا گوارا کیا۔ اور خود بقول خواجہ معین الدین اجمیری جائے لا الہ بن گئے اسی وجہ سے ان کا ذکر اور انکی قبر کی زیارت عبادت خدا بن گئی معصوم کو بھی اسی لئے فرمانا پڑا۔ من زار قبر الحسین وجبت لہ الجنۃ۔ جس نے قبر امام حسینؑ کی زیارت کی اس کیلئے جنت واجب ہو گئی۔ لہذا اس محسن انسانیت اور بنائے لا الہ کی قبر مبارک کی زیارت کرنا ہر مسلمان کے لئے جو صاحب استطاعت ہو نا ضروری ہے۔ یہ وہ مقام ہے۔

سب کچھ ہے ہیچ حق کی محبت کے سامنے   سر راستے سنے ہیں حقیقت کے سامنے
کعبہ بھی جھک گیا تری تربت کے سامنے   جلوؤں نے یوں طواف کیا آکے اے حسینؑ

(کوثر جعفر بلوی عفی عنہ)

جب ہم نے چاہا۔ ان کو گزند ضرر پہنچائیں دیکھا۔ کہ بہت سے فرشتے آسمان سے زمین تک ان لوگوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور ہم کو ان کے نزدیک نہیں آنے دیتے۔ وہ فرشتے زمین کے جانوروں کی شرارت ان سے دفع کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر عظمت و بزرگی۔ اہل بیت رسول ثابت ہوئی ۔ اور میں نے توبہ کی۔ اور ان زائروں کے ہمراہ متوجہ زیارت امام حسینؑ ہوا اور ان کے ہمراہ حج کو بھی گیا۔ اور زیارت قبر جناب رسول خدا سے مشرف ہوا۔ وہاں ایک مرد نورانی سے ملاقات ہوئی کہ گروہ بے شمار ان کے گرد جمع تھے اور مسائل دین ان سے دریافت کرتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون بزرگوار ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ یہ فرزند رسولؐ خدا امام جعفر صادقؑ ہیں میں نے ان کے قریب جا کے معلوم کیا میرے سلام کا انہوں نے جواب دیا۔ اور فرمایا۔ خوش آمدی۔ اے عراقی وہ دن تجھے یاد ہے جس رات کو قبر شریف کے قریب تو ہمارے دوستوں کا متعرض ہوا تھا۔ اسوقت جب انکی کرامت و بزرگواری تجھ پر ظاہر ہوئی۔ تو نے توبہ کی اور خدا نے تیرا گناہ بخش دیا۔ میں نے کہا۔ اس خدا کی میں حمد کرتا ہوں جس نے آپ کی معرفت سے مجھے سرفراز کیا اور آپ کے نور ہدایت سے میرا دل منور کیا دیا۔ یا حضرتؑ آپ کوئی حدیث مجھ سے بیان کیجئے کہ اس سے مشرف ہو کے اپنے ہم جنسوں میں واپس جاؤں حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر امام محمد باقرؑ نے اپنے پدر امام زین العابدین سے انہوں نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ سے انہوں نے اپنے پدر عالی مقدار علیؑ ابن ابی طالب سے انہوں نے جناب رسول خدا سے سنا کہ آنحضرت فرماتے تھے یا علیؑ بہشت اور پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں داخل بہشت نہ ہوں اور اوصیائے پیغمبران گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک یا علیؑ تم داخل بہشت نہ ہو۔ اور امتہائے گذشتہ پر بہشت حرام ہے جب تک میری امت داخل بہشت نہ ہو۔ اور میری امت پر بہشت حرام ہے۔ جب تک یا علیؑ وہ تمہاری ولایت و امامت کا اقرار اور اعتقاد نہ کریں۔ یا علیؑ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے براستی بھیجا ہے کہ داخل بہشت کوئی نہ ہو سکے گا۔ جب تک تم سے کسی طرح کا وسیلہ یا سبب و نسبت درست و مہیا نہ کرے گا۔ پھر اس جن نے کہا۔ اے دعبل اس حدیث کو لکھ لو کہ ایسی حدیث مجھ ایسے کسی سے نہ سنو گے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ بعد اسکے پھر میں نے اسے نہ دیکھا۔

حکایت زید مجنوں و بہلولؓ دانا

ایضاً روایت کی ہے کہ جب متوکل عباسی نے اپنے ایک لازم کو مع ایک گروہ روانہ کربلا کیا۔ کہ نشان قبر مقدس سید الشہداء کو مٹا دے اور نہر علقمہ سے پانی کاٹ کے وہاں پانی پھیر دے۔ اور جو زیارت قبر شریف آنحضرت کو آئے اس کو قتل کر ڈالو جب یہ خبر زید مجنوں کو پہنچی وہ چونکہ شیعہ مومن تھے اور مصلحتاً اظہار ناراضگی کرتے تھے کہ ہر سخن حق کہہ دیا کریں۔ اور کوئی ان کا متعرض نہ ہو سکے۔ اس خبر کے سننے سے بہت محزون و غمگین

ہوئے اور اس وقت مصر میں تھے۔ یہ سن کر وہاں سے با دیدہ گریاں و با دل بریاں متوجہ زیارت قبر شریف امام حسین ہوئے جب کوفہ میں پہونچے بہلول داناکو وہاں دیکھا۔ اور یہ بھی عقیل داناے کابل تھے۔ دین حق کی حفاظت اور شرارت و ایذا رسانی مخالفین سے پناہ میں رہنے کے لئے بظاہر دیوانگی اختیار کی تھی جب زید مجنون نے بہلولؒ داناکو دیکھا۔ سلام کیا۔ بہلول نے کہا تم نے مجھے کیونکر پہچانا۔ حالانکہ کبھی دیکھا بھی نہ تھا۔ زیدؒ نے کہا ارواح کو آپس میں رابطہ و محبت ہے۔ جو لوگ عالم ارواح میں ہیں بایکدیگر دوستی کر چکے ہیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے کو اسی طرح پہچانتے ہیں بہلولؒ نے کہا۔ سچ کہتے ہو۔ اب مجھے بتاؤ۔ یہاں تم اپنے شہر سے کس کام کو آئے اور بغیر توشہ و مرکب تم یہاں تک تعب و مشقت اٹھا کے کس لئے آئے۔ زیدؒ نے کہا جب میں نے سنا کہ متوکل شقی نے قبر جناب سید الشہداء سے یہ جور و جفا کی بیتاب ہو کے اپنے پاؤں جنگلوں میں پتھروں پر مارتا با دیدہ گریاں و سینہ بریاں محزون و غمناک یہاں تک پہنچا ہوں بہلولؒ نے کہا میں بھی اسی حالت میں تم سے موافقت کرتا ہوں۔ آؤ ہم تم آپس میں رفیق ہوں اور زیارت قبر امام حسینؑ کو چلیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر متوجہ زیارت قبر شریف آنحضرت ہوئے۔ جب اس مقام متبرک میں پہونچے دیکھا کہ وہاں پانی بھرا ہوا ہے اور بقدرت حق تعالیٰ پانی گرد حائر بلند ہے۔ اور ایک قطرہ حائر کے اندر نہیں جاتا ہے اور مرقد مطہر آنحضرتؑ پانی کے درمیان بلند دکھائی دیتی ہے۔ جب انہوں نے یہ حالت دیکھی ان کا یقین اور زیادہ ہوا۔ اور کہا جو کوئی چاہے کہ نورِ خدا کو برطرف کرے وہ خود ناامید ہوتا ہے اور خدا برخلاف ارادہ منکرین و کافرین روشن و ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس شخص کو جسے یہ حکم دیا تھا۔ کہ جاکے قبر شریف کا نشان مٹا دے اور اس نے مدتوں قبر آنحضرت کے مٹانے میں کوشش و محنت کی اور وہاں پانی بھر دیا تھا۔ اور اس مقام شریف کو کھودا اور ہل چلاتے تھے۔ مگر مور برطرف نہ سکا تھا جب اسکی نظر زیدؒ بہلول پر پڑی۔ ان کے پاس آیا۔ اور زیدؒ سے کہا۔ اے شیخ کہاں سے آتے ہو۔ زید نے فرمایا۔ مصر سے آتا ہوں۔ اس نے کہا یہاں کیوں آئے ہو۔ اسلئے کہ حکم خلیفہ کا یہ ہے کہ جو کوئی قبر شریف زیارت امام حسینؑ کو آئے اسے قتل کر ڈالو زیدؒ نے کہا میں بھی اس ارادے سے آیا ہوں۔ اس ارادے نے میرے دل میں جگہ کرکے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے یہ سن کر وہ شخص زید کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور زید کے قدمہائے مبارک چوم کے کہا۔ مدتوں سے میں یہاں کوشش کر رہا ہوں کہ اس نور خدا کو برطرف کر دوں مگر برعکس اس کے روز بروز یہ نورِ خدا ترقی پذیر ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے اور میری کوشش وسعی کچھ مفید نہیں ہوئی۔ میں نے مقرر اس قبر شریف پر پانی بھر دیا۔ مگر پانی گرد قبر منور بلند ہوگیا۔ اور قبر کے قریب نہ گیا۔ اور ہر چند میں نے بیلوں کو ہانکا جب نزدیک قبر شریف پہنچتے تھے۔ کھڑے ہو جاتے تھے اور آگے قدم نہ بڑھاتے تھے اب تمہاری برکت سے میں نے ہدایت پائی اور تمہاری بدولت میں نے

ہدایت پائی۔ اور توبہ کی اس وقت متوکل پاس میں جاتا ہوں۔ اور حقیقت حال اس سے بیان کرتا ہوں۔ چاہے وہ مجھے مار ڈالے یا معاف کر دے۔ جب وہ شخص اس ملعون پاس گیا۔ اور معجزات مرقد منور اس سے بیان کئے وہ شقی غضب ناک ہوا اور اس کے قتل کا حکم دیا رسی پاؤں میں باندھ کے بازاروں میں کھینچتے تھے۔ اسکے بعد اس ظالم نے حکم دیا کہ اُسے سولی پر لٹکا دو تاکہ پھر کوئی فضیلت اہلبیت نقل نہ کرے۔ زیدؒ نے جب یہ واقعہ سنا۔ سر سن رائے میں گئے اور اس شخص کا جسم اٹھا کے غسل دیا۔ اور کفنا کر اس پر نماز پڑھی۔ بعد اسکے دفن کر دیا اور تین دن تک اس کی قبر پر تلاوت قرآن کرتے رہے۔ جب تیسرا دن ہوا۔ بکثرت صدائے نوحہ وگریہ زاری کان میں آئی۔ اور بکثرت مرد و عورت دیکھے کہ بال بکھرائے گریبان چاک کئے۔ چہروں پر سیاہی ملے ایک جنازہ کے پیچھے چلے آتے ہیں اور اس جنازہ کو کثیر انبوہ گھیرے ہوئے ہے۔ اور بہت سے علم بلند کئے ہیں کثرت خلائق سے راستے بند ہو گئے ہیں۔ زید نے خیال کیا متوکل مر گیا ہے۔ کسی سے پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے۔ کہا یہ جنازہ ریحانہ کا ہے کہ منجملہ کنیزوں کے ہے۔ اس کنیز کو متوکل بہت دوست رکھتا تھا۔ پھر اس کنیز کو دفن کر کے انواع واقسام کے ریاحین و مشک و عنبر اس کے قبر پر رکھے اور مقبرہ عظیم الشان اس کی قبر پر تعمیر کیا۔ جب زیدؒ نے یہ کیفیت دیکھی خاک اُڑائی اور گریبان چاک کر کے فریاد کی کہ واویلا اسفاہ امام حسینؑ صحرائے کربلا میں غریب الوطن تشنہ لب شہید کئے جائیں۔ ان کے فرزندوں کو قید کریں۔ اور کوئی ان پر گریہ وزاری نہ کرے۔ بلکہ سعی وکوشش کریں کہ نشان تک قبر شریف کا مٹا دیں۔ افسوس وہ جگر گوشہ محمد مصطفیٰ و نور دیدہ علی مرتضیٰؑ و سرور سینہ فاطمۃ زہراؑ ہے جس سے اسطرح کے سلوک کرتے اور اس کنیز حبشیہ کے مرنے پر اسقدر گریہ وزاری کر کے اس اکرام واحترام سے دفن کرتے ہیں بعد اسکے زیدؒ نے چند اشعار اس بارہ میں نظم کئے۔ اور ایک ملازم متوکل کو دیئے اور کہا یہ اشعار متوکل پاس پہنچا دو جب متوکل نے وہ اشعار پڑھے خشمناک ہوا۔ اور زید کو بلا کے بہت ڈرایا دھمکایا۔ زیدؒ نے اسے بہت نصائح فرمائے متوکل اور زیادہ غضب ناک ہوا۔ اور کہا ابو تراب کون ہیں جس کے فرزندوں کی اسقدر تم مداح کرتے ہو۔ زیدؒ نے فرمایا۔ ان کی فضیلت و شرف و نسب کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ قسم بخدا ان کے فضائل سے انکار نہیں کرتا مگر کافر اور ان کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر منافق۔ بعد اسکے بکثرت فضائل آنحضرت اسکے سامنے ذکر کئے۔ یہاں تک کہ اس ملعون نے حکم دیا۔ ان کو قید کرو۔ جب رات ہوئی اس ملعون نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص اس کے سرہانے آیا۔ اور لات مار کے کہا۔ اٹھ اور قید خانے سے زیدؒ کو رہا کر۔ ورنہ ابھی تجھے ہلاک کر دوں گا۔ یہ دیکھ کر وہ شقی اٹھا۔ اور زیدؒ کو بلا کے خلعت وانعام دے کے حکم دیا جو تمہاری حاجت ہو مجھ سے بیان کرو۔ زیدؒ نے کہا میری حاجت یہ ہے کہ تو مجھے اجازت دے کہ قبر امام حسینؑ پر عمارت بنا دوں۔ اور انکے

زائروں کو زیارت سے منع نہ کروں۔ متوکل نے کہا۔ اچھا میں نے اجازت دی۔ یہ سن کر زیدؒ خوشحال نہایت مسرور شادان باہر آئے شہروں میں ندا کرتے تھے جو شخص چاہے۔ کہ زیارت قبر امام حسینؑ کو جائے وہ امان میں ہے۔

زیارت قبر امام حسینؑ اور خوف متوکل عباسی

ابن قولویہؒ و سید ابن طاؤس نے بسند معتبر حسینؑ پر دختر زادہ ابو حمزہ ثمالی سے روایت کی ہے کہ کہا میں زمانہ آخر بنی مروان میں خوف و ترس اہل شام سے مخفی زیارت قبر منور امام حسینؑ کو گیا۔ جب کربلا میں پہنچا۔ کسی طرف میں چھپ رہا۔ یہانتک کہ آدھی رات آگئی۔ اس وقت میں مرقد منور آنحضرتؑ کی طرف گیا۔ جس وقت میں قریب مرقد پہنچا۔ ایک شخص میرے قریب آیا۔ اور کہا۔ اس وقت تم زیارت کو نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا خدا تمہیں عافیت عطا کرے میں کیونکر نہیں جا سکتا۔ حالانکہ کوفہ سے زیارت کو آیا ہوں۔ مجھے زیارت آنحضرتؑ سے منع نہ کرو۔ اس لئے کہ ڈرتا ہوں۔ صبح نہ ہو جائے۔ اور اہل شام مجھے دیکھ کے قتل کریں۔ اس شخص نے کہا تھوڑا صبر کرو۔ کہ حضرت موسیٰؑ بن عمران مع ستر ہزار فرشتوں کے حق تعالیٰ سے زیارت قبر آنحضرتؑ کی رخصت لے کے زیارت مرقد منور امام حسینؑ کو آتے ہیں۔ جب تک صبح نہ ہوگی واپس نہ جائیں گے۔ میں نے کہا تم کون ہو۔ خدا تمہیں عافیت دے اس نے کہا۔ میں ان فرشتوں میں سے ہوں جو فرشتے قبر امام حسینؑ پر موکل ہیں۔ اور زائران قبر آنحضرتؑ کے لئے استغفار کرتے ہیں جب میں نے یہ سنا۔ میرا حال متغیر ہو گیا۔ اور اول وقت طلوع صبح مرقد مقدس امام حسینؑ پر حاضر ہوا اور سلام کر کے اور حضرت کے قاتلوں پر لعنت کر کے پھر نماز صبح پڑھ کے بسرعت تمام خوف اہل شام سے واپس آیا۔

حکایت یوحنا نصرانی طبیب

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر موسیٰ بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک روز یوحنا نصرانی طبیب قریب مکان ابی احمد مجھ سے ملا۔ اور کہا۔ تمہیں تمہارے پیغمبر کی اور تمہارے دین کی قسم دیتا ہوں۔ تم مجھ سے بیان کرو کہ کس شخص کی قبر ان اطراف میں ہے اور قبر ابن ہبیرہ کے قریب واقع ہے۔ اور تم میں سے بہت لوگ زیارت کو جایا کرتے تھے وہ کون شخص ہیں۔ آیا۔ اصحاب پیغمبر میں سے کوئی ہے۔ میں نے کہا وہ اصحاب میں سے نہیں۔ بلکہ ہمارے پیغمبرؐ کی دختر کے فرزند ہیں تمہارا مطلب اس سوال سے کیا ہے۔ اس طبیب نے کہا۔ ان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے میں نے کہا وہ امر واقعہ مجھ سے بھی بیان کرو۔ اس طبیب نے کہا۔ شاپور خادم رشید نے رات کو مجھے بلایا جب میں اس کے پاس گیا۔ وہ مجھے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کے گھر لے گیا۔ میں نے اسے بیمار پایا۔ لیکن عقل اس کی بالکل زائل ہو گئی تھی اور تکیہ لگائے بیٹھا تھا۔ اور ایک طشت اس کے سامنے

رکھا تھا جس میں اسکے سب اعضائے اندرونی پڑے تھے۔ ان دنوں میں اسے ہارون نے کوفے سے بلایا تھا۔ پھر ہارون نے اس کے خادم شاپور کو طلب کیا۔ اور کہا تم پرواضح ہو۔ موسیٰ کا کیا حال ہو گیا ہے اور یہ بلا بخیر اس پر کیونکر نازل ہوئی ہے۔ شاپور نے کہا۔ میں تم کو خبر دوں۔ واضح ہو کہ ایک ساعت قبل اس کے یہ صحیح و سالم بیٹھا تھا۔ اور مصاحبین و خواص گرد حاضر تھے۔ اس وقت یہ بہت خوش دماغ اور خوشحال تھا۔ اور مطلق کوئی علت و بیماری اسے نہ تھی۔ ناگاہ امام حسینؑ کا نام اس کے سامنے لیا گیا۔ اس نے کہا رافضی ان کے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں۔ کہ ان کی خاک قبر کو دوا بناتے ہیں جب وہ لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ خاک قبر کھا لیتے ہیں۔ ایک بنی ہاشم بھی دربار میں حاضر تھا۔ اس نے کہا۔ مجھے سخت بیماری تھی۔ جو علاج کیا۔ مفید نہ ہوا۔ یہانتک کہ میرے کاتب نے مجھ سے کہا۔ تربت خاک امام حسینؑ شفائے ہر درد و بیماری ہے۔ تھوڑی خاک وہاں سے اٹھا کر کھا لو۔ اچھے ہو جاؤ گے۔ میں نے موافق اس کے کہنے کے ایسا ہی کیا اور اچھا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا۔ اب بھی تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے۔ اس ہاشمی نے کہا تھوڑی سی باقی ہے۔ موسیٰ نے کہا کچھ اس میں مجھے بھی دے دو۔ اس ہاشمی نے اپنا آدمی بھیج کے قدرے قلیل تربت قبر امام حسینؑ منگائی۔ موسیٰ نے وہ تربت خاک ہاتھ اپنے میں لے کے عمداً بنظر بے ادبی ہنس کر اپنے مقام براز میں رکھ لی رکھتے ہی چلانے لگا۔ النار النار مجھ میں آگ لگ گئی۔ جلدی طشت لاؤ۔ جب میں طشت لایا یہ تمام آنتیں اور کلیجہ اس نے اگل دیا۔ مصاحب و خواص اٹھ گئے۔ صحبت خوشی بہ غم مبدل ہوئی نصرانی طبیب نے کہا۔ اسوقت شاپور نے مجھ سے کہا۔ آیا اس بارہ میں کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے۔ میں نے شمع قریب رکھی۔ اور اس طشت میں نظر کر کے دیکھا تو دل جگر اور طحال اور پھیپھڑا اس کا طشت میں پڑا ہے اور کبھی ہرگز ایسی حالت میں نے کسی کی نہ دیکھی تھی۔ میں نے شاپور سے کہا۔ اس کی چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر عیسیٰ بن مریم اس کا علاج کر سکتے ہیں۔ کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے شاپور نے کہا۔ سچ کہتے ہو لیکن تم یہاں حاضر رہو۔ کہ انجام کار بھی اس کا معلوم ہو جائے۔ میں اس کے پاس حاضر تھا۔ اور موسیٰ اس طرح بدستور بے ہوش تھا۔ یہانتک کہ وقت سحر جہنم واصل ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ اس کے بعد یوحنا نصرانی طبیب کو میں نے دیکھا۔ کہ مکرر زیارت قبر امام حسینؑ کو آتا تھا۔ باوجودیکہ نصرانی تھا۔ بعد اسکے وہ مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا کامل ہوا۔

حکایت مریض اور خاک شفا

ایضاً محمد ازدی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا میں نے مسجد مدینہ میں نماز پڑھی۔ میرے پہلو میں دو شخص بیٹھے تھے۔ ان میں سے ایک جامہ ہائے سفر پہنے تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ خاک قبر امام حسینؑ تمام دردوں کی دوا ہے مجھے درد اندرونی عارض تھا جو دوا کی مفید نہ ہوئی یہانتک کہ زندگی سے ناامید ہو گیا۔ ایک بڑھیا

کوفہ کی رہنے والی میرے پاس رہتی تھی۔ ایک دن آئی اور مجھے اس حال میں دیکھ کے کہا۔ تمہارا مرض ہر روز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ میں تمہارا علاج کردوں۔ انشاء اللہ بقدرت حق تعالیٰ جلد شفا پاؤگے۔ میں نے کہا کوئی ایسا ہے۔ جو اپنی صحت نہ چاہے گا۔ پھر اس بوڑھیا نے پانی قدح میں ڈالا۔ اور میرے لئے لائی۔ میں نے وہ پانی پیا۔ اور اسی وقت شفا پائی مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا میں ہرگز بیمار نہ تھا۔ بعد چند روز کے میں اس بوڑھیا کے دیکھنے کو گیا۔ اور اس کا نام سلمہ تھا۔ میں نے کہا اے سلمہ تم نے میرا علاج کس چیز سے کیا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ اس نے کہا۔ اس تسبیح کے دانہ سے میں نے تمہارا علاج کیا۔ میں نے پوچھا۔ یہ تسبیح کس چیز کی ہے۔ اس ضعیفہ نے کہا۔ خاک پاک قبر امام حسینؑ سے تسبیح بنی ہے۔ میں نے کہا اے رافضیہ تو نے خاک قبر حسینؑ سے دوا کی۔ یہ کہہ کے غضب ناک ہو کے اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسی وقت وہ بیماری مجھے پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اور اب تک ایذا و آزار میں مبتلا ہوں۔ اور زندگی سے ناامید ہو گیا ہوں۔ ناگاہ موذن نے اذان دی۔ جب نماز کو اٹھے۔ پھر میں نے اسکو نہ دیکھا۔ مجھے یہاں پر ایک قطعہ یاد آیا۔ کوثر پھر یلوی سہ

کربلا جا کے ہمیں راہ خدا ملتی ہے ۔۔۔ دین دنیا کی ہر اک دکھ کی دوا ملتی ہے

دیکھے بیمار ذرا ہو کے تو کوئی ؎ کوثر ۔۔۔ بوترابی کو اسی در سے شفا ملتی ہے

فصل تیسویں۔ بیان عدد اولاد و ازواج امام حسینؑ

شیخ مفید وغیرہ نے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ کے چھ فرزند تھے۔ علی اکبر یعنی امام زین العابدینؑ جن کی کنیت ابو محمد تھی۔ ان کی مادر گرامی شہر زمان بیٹی یزدجرد بادشاہ عجم تھی۔ اور بعضوں نے ان کا نام شہر بانو لکھا ہے و علی اصغر جو کہ صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ جن کو لوگ علی اکبر کہتے ہیں۔ ان کی ماں لیلیٰ دختر ابو مرہ ثقفی تھیں۔ و جعفر کہ ان کی ماں قبیلہ قضاعہ سے تھیں۔ اور جعفر نے حالت حیات پدر بزرگوار میں انتقال کیا تھا۔ و عبداللہ جو حالت طفولیت میں اپنے پدر عالی مقدار کے دامن میں تیر سے شہید ہوئے۔ جن کو لوگ علی اصغر کہتے ہیں۔ اور عبداللہ کی ماں بیٹی حسن کی تھیں اور سکینہ کی ماں دختر امرؤ القیس حضرت رباب تھیں۔ و فاطمہ ان کی ماں ام اسحٰق دختر طلحہ بن عبداللہ تمیمی تھیں۔ اور فرزندان امام حسینؑ نسل امام زین العابدینؑ سے پیدا ہوئے۔ کہ بعد اکثر باقی رہے۔ عدد اولاد آنحضرتؑ میں بہت اختلاف ہے۔ اظہر یہ ہے کہ جو ذکر کیا گیا۔ اور علماء امامیہ میں بھی اشہر ہے۔ بعضوں نے گمان کیا ہے کہ وہ بزرگوار جو صحرائے کربلا میں شہید ہوئے۔ امام زین العابدینؑ

سے بڑے تھے۔ یہ خطا اس لئے ہے کہ اٹھارہ سال یا اس سے بھی وہ کم عمر تھے۔ اور اس وقت امام زین العابدین کی عمر تیئیس[۲] یا اس سے بھی زیادہ تھی امام محمد باقر اسی صحرا میں موجود تھے۔ اور چار برس کے تھے۔ شیخ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ جب دختر یزد جرد کو عمر بن خطاب پاس لائے دختران مدینہ ان کے جمال کے مشاہدہ کو اپنے کوٹھوں پر چڑھ آئیں۔ جب ان کو مسجد میں لائے۔ ان کے چہرہ نورانی سے مسجد روشن ہو گئی۔ عمر بن خطاب نے چاہا۔ ان کے چہرہ پر نظر کرے۔ اس شہزادی نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ اور کہا۔ ہرمز پر اف ہو۔ کہ اسکے فرزند تیرے اسیر ہوں۔ عمر بن خطاب نے کہا۔ اے گبر زادی مجھے دشنام دیتی ہے۔ اور چاہا ایذا رسانی کرے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ شہزادی بزرگ زادی ہے۔ تجھے سزاوار نہیں ہے کہ اس سے بدسلوک کرے۔ اور بروایت دیگر فرمایا جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا ہے۔ لازم ہے کہ ہر قوم کے بزرگ کو بزرگ جانو اور تعظیم کرو۔ ہر چند کافر ہو۔ اور فرمایا۔ اسے اختیار دے دو کہ مسلمانوں میں سے جسے چاہے۔ اختیار کرے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ اس کے حصہ غنیمت میں اسے محسوب کر دے جب اس سعادت مند شاہزادی نے ان سب لوگوں کو دیکھا۔ اپنا ہاتھ امام حسینؑ کے سر مبارک پر رکھ دیا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ کہا۔ جہاں شاہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا نام شہر بانو ہو۔ پھر امام حسینؑ سے فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ اس دختر سے تمہارے یہاں ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ بہترین اہل زمین ہوگا۔ پس امام زین العابدینؑ ان سے متولد ہوئے۔ اسی وجہ سے حضرت کو ابن الخیرتین کہتے ہیں۔ اس لئے کہ تمام عرب میں برگزیدۂ خدا حضرت ہاشم تھے۔ اور برگزیدہ عجم بادشاہ فارس تھا۔ اور نسب شریف آنحضرتؑ دونوں سے متصل ہے۔

---

[۱] حضرت شہر بانو کا مدینہ میں آنا غلط ہے جس کی تردید علمائے تاریخ اہل سنت نے بھی کی ہے۔ نیز مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ اور حضرت شہر بانو کی عمر میں چار سال ہونا دور از قیاس ہیں۔ یہ روایات روایت و درایت دونوں اعتبار سے غلط ہیں۔ جو اس امر کا بین ثبوت ہیں یہ کلام اہل بیت نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور علمائے امامیہ نے اس نازک دور میں نزاکت وقت کے پیش نظر ہر طرح کی احادیث و روایات ذکر اہل بیت کو محفوظ کرنے کیلئے نقل فرما دیں تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں ان کتب سے صحیح روایات لے کر معرفت اہل بیت حاصل کر سکیں۔ لہٰذا یہ آنے والی نسلوں کا فریضہ ہے۔ کہ کتب رجال اور اصول روایت و درایت سے احادیث و روایات لے کر عمل کرے۔ اس لئے بندہ نے اس کتاب مطالب کا حاشیہ دے دیا۔ تاکہ مخالفین ان مقامات کو لے کر امامیہ پر اعتراض کی جسارت نہ کریں۔

کوثر بھریلوی عفی عنہ

باب دوئم

بیان ولادت و شہادت حضرت سید الساجدین و قبلۃ العارفین امام چہارم علیؑ بن الحسینؑ زین العابدین علیہ السّلام

فصل اوّل

بیان ولادت و اسم و لقب و کنیت امام زین العابدین علیہ السّلام

شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ و سید ابن طاؤسؒ رضوان اللہ علیہم نے ذکر کیا ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرت پندرھویں ماہ جمادی الاول ۳۶ھ ہے شیخ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے ۳۸ھ لکھا ہے اور شیخ طبرسی کا بیان ہے کہ ولادت آنحضرتؑ روز جمعہ بقول بروز پنجشنبہ پندرھویں ماہ جمادی الثانی کو واقعہ ہوئی۔ اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ نہم ماہ شعبان کو متولد ہوئے کشف الغمہ میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ولادت آنحضرتؑ ۳۸ھ کو دو سال قبل شہادت جناب امیرؑ واقع ہوئی۔ اور جناب کی وفات تک دس سال اور دس سال امام حسن کی وفات تک اور دس سال اپنے پدر بزرگوار کی شہادت تک رہے اور زمانہ امامت آنحضرتؑ پینتیس ۳۵ سال اور عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال تھی۔ اور مادر آنحضرتؑ موافق مشہور شہربانو دختر یزدجرد شاہ عجم تھیں اور بعضوں نے شاہ زنان لکھا ہے۔[1]

---

[1] گذشتہ یہ روایت مخالفین اہل بیت کی تیار کردہ ہے۔ صرف اہل بیت کی تذلیل اور عمر بن الخطاب کی افضلیت کے لیے خود اس واقعہ کے متعلق مورخ اہل سنت علامہ شبلی الفاروق صفحہ ۲ میں اسطرح رقم طراز ہیں۔ حضرت شہربانو کا قصہ جو غلط طور پر مشہور ہوگیا ہے۔ اس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر مشہور ہے۔ جب فارس فتح ہوا۔ تو یزدجرد کی بیٹیاں گرفتار ہو کے مدینہ آئیں۔ حضرت عمر نے عام لونڈیوں کی طرح بازار میں بیچنے کا حکم دیا۔ لیکن حضرت علی نے منع کیا کہ خاندان شاہی کے ساتھ ایسا

(باقی صفحہ ۳۶۰ پر)

قصہ حضرت شہر بانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے خراسان کو فتح کیا۔ یزدجرد بادشاہ عجم سے دو بیٹیاں لے کے عثمان کے واسطے بھیجیں۔ اس نے ان میں سے ایک حضرت امام حسنؑ اور دوسری حضرت امام حسینؑ کو دی۔ اور جو حضرت امام حسینؑ کے پاس تھیں ان سے حضرت امام زین العابدینؑ پیدا ہوئے۔ اور جب حضرت ان سے پیدا ہوئے اس وقت حالت زچگی انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵۹: سلوک جائز نہیں۔ ان لڑکیوں کی قیمت کا اندازہ کیا جائے۔ پھر یہ لڑکیاں کسی کے اہتمام اور سپردگی میں دے دی جائیں۔ اور اس سے ان کی قیمت اعلیٰ سے اعلیٰ شرح پر کی جائے چنانچہ حضرت علیؓ نے خود ان کا اپنے اہتمام میں لیا۔ ایک امام حسینؓ کو ایک محمد بن ابی بکر کو اور ایک عبداللہ بن عمر کو عنایت کی۔ اس غلط قصہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ زمخشری نے جس کو فن تاریخ سے کچھ بھی واسطہ نہیں ربیع الابرار میں لکھا ہے انکو اور ابن طلوت نے حالات امام زین العابدینؒ میں یہ روایت اس کے حوالے سے نقل کر دی۔ لیکن یہ محض غلط ہے۔ اولاً تو زمخشری کے سوا طبری۔ ابن الاثیر یعقوبی بلاذری اور ابن قتیبہ وغیرہ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اور زمخشری کا فن تاریخ میں جو پایہ ہے وہ ظاہر ہے اس کے علاوہ تاریخی قرائن بالکل اس کے خلاف ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں یزدجرد اور خاندان شاہی پر مسلمانوں کو مطلق تسلط حاصل نہیں ہوا۔ نیز مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ زمخشری کو یہ معلوم تھا یا نہیں کہ یزدجرد کا قتل کس عہد میں ہوا ہے اس کے علاوہ جس وقت کا یہ واقعہ ہے۔ امام حسینؓ کی عمر دو برس تھی کیونکہ جناب ممدوح ہجرت کے پانچویں سال پیدا ہوئے تھے۔ اور فارس [illegible]ھ میں فتح ہوا۔ اس سے یہ امر بھی مستبعد ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے نابالغی میں ان پر ایسی عنایت کیوں کی علامہ شبلی کی اس تحریر کے بعد مزید یہاں پر لکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ نیز علامہ قطب راوندی کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بیان کردہ روایت کہ جب یزدجرد بن شہریار آخر بادشاہان عجم کی دختر کو عمرؓ پاس لائے۔ یہ روایت اصول کافی سے ہے علمائے شیعہ خواہ مجلسی ہوں۔ یا محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی تمام نے اسوقت جب کہ زمانہ دشمنی اہل بیت پر تلا ہوا تھا شیعیت نازک دور سے گذر رہی تھی کتب کو مرتب کیا اور ہر دو روایت جو ملی خواہ کہیں سے ملی اور کیسی ہی ملی تحریر فرما دی۔ اب اس کے ضعیف یا موضوع یا صحیح کو دیکھنے کے لئے عقل اور علم رجال سے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ دونوں طریق مستند ہیں لہذا پہلے اس حدیث پر عقلی تبصرہ کرتے ہیں۔ ولادت شہر بانو [illegible]ھ اور [illegible]ھ کے درمیان ہوتی ہے۔ اگر ۱۲ھ فرض کی جائے۔ تو عہد عمرؓ میں مدائن ۱۶ھ میں فتح ہوا۔ تو شہر بانو کی عمر چار یا ساڑھے چار سال ہو گی۔ اور یہ بعید از عقل ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی نابالغ بچی عمرؓ سے منہ چھپائے اور پانچویں پشت میں اپنے جد ہرمز کا نام لے کر فریاد کرے۔ اور عمرؓ دشنام سمجھ کر سزا دینے کے در پے ہوں۔ جبکہ نابالغوں کو سزا دینا شرعاً درست نہیں۔ حضرت علیؓ اس بچی کو شوہر منتخب کرنے کا اختیار دلوائیں

انتقال کیا۔ اور دوسری دختر نے بھی ولادت کے وقت فرزند اوّل وفات پائی۔ حضرت امام حسینؑ کی ایک کنیز نے حضرت امام زین العابدینؑ کی پرورش کی۔ حضرت اس کو مادر کہتے تھے۔ جب امام حسینؑ شہید ہوگئے امام زین العابدینؑ نے اس کنیز کا کسی شیعہ مومن سے عقد کر دیا۔ اس اشتباہ سے مشہور ہوگیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنی مادر کا ایک شیعہ سے عقد کر دیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث اس سے مخالفت رکھتی ہے۔ جو کچھ احوال اولاد امام حسینؑ میں گزری کہ حضرت شہربانو کو عہد عمر بن الخطاب میں لائے اور شائد کسی راوی نے اس روایت میں شبہ کیا ہو۔ اور وہ روایت جس کا یہاں ذکر ہوا ہے۔ شہر واقوی ہے چنانچہ قطب راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب یزد جرد بن شہریار آخر بادشاہان عجم

بقیہ حاشیہ ۳۶۰ - اور وہ اختیار کرے۔ اور حضرت علیؑ نابالغی میں امام حسینؑ کا چھوٹی سی بچی سے نکاح کریں عقلاً یہ روایت بالکل غلط ناقابل اعتماد ہے۔ نیز اس اصول کافی میں۔ اس روایت کے چار راوی ہیں۔ ابراہیم بن اسحاق الاحمر۔ عبدالرحمن بن عبداللہ خزاعی۔ عمرو بن شمر نصر بن مزاحم۔ ابراہیم بن اسحاق کے متعلق شیخ طوسیؒ نے لکھا۔ وہ علم حدیث میں ضعیف اور دین کے لحاظ سے متہم تھا۔ رجال کشی میں شیخ نے اس کا شمار ان لوگوں میں کیا۔ جنہوں نے اہل بیت سے روایت نہیں کی۔ ابن عضائیری نے لکھا ہے اس کی احادیث میں ضعف اور دین میں غلو پایا جاتا ہے۔ عبدالرحمن بن عبداللہ خزاعی یہ بالکل مجہول الحال ہیں نہ شیعہ کتب میں ان کا تذکرہ نہ اہل سنت کے کتب رجال میں کوئی ذکر ہے۔ عمرو بن شمر علامہ نجاشی تنقیح المقال میں فرماتے ہیں یہ امام صادق سے روایت کرتا ہے مگر بہت ضعیف ہے۔ ابن عضائیری نے بھی اس کو ضعیف اور ناقابل اعتماد کہا ہے نیز صاحب مراۃ العقول بھی اس کی تضعیف کے قائل ہیں۔ نصر بن مزاحم تنقیح المقال نے علامہ نجاشی کا یہ قول نقل کیا یہ راہ راست پر تھا۔ مگر اس میں یہ خرابی تھی کہ ضعیف رواۃ سے بھی روایت کرتا تھا نیز خود علامہ مجلسیؒ نے اپنی کتاب مراۃ العقول شرح اصول کافی میں روایت کو ضعیف قرار دیا ہے پس جو روایت روایۃً و درایۃً ناقابل اعتماد ہو اس کا سہارا لینا جائز نہیں دوسری روایت کہ یہ دور عثمان عرب میں آئی تھیں ـــــ جو کہ بحار الانوار سے پیش کی جاتی ہے جس کے راوی محمد بن یحییٰ صولی اور عون بن محمد الکندی ہیں۔ یہ روایت بھی رواۃ کے اعتبار سے ناقابل اعتبار ہے ان راویوں کا شیعہ کتب رجال میں یا کہیں تذکرہ نہیں۔ اہل سنت کتب میں جو تذکرہ ہے۔ وہ یہ ہے۔ ابو احمد بن ابو عشار کے ذریعے سے یہ خبر ملی ہے۔ کہ ابو احمد عسکری کی طرف غلط روایات منسوب کرتا تھا۔ جس طرح صولی خود غلابی کی طرف اغلاط کو نسبت دیتا تھا۔ اور جس طرح غلابی تمام محدثین کی طرف سے خود غلط روائتیں بیان کرتا تھا لسان المیزان جلد ۵ ص۲۷۱ عون یہ صاحب اخباری تھے۔ ان سے سوائے صولی اور کسی نے روایت نہیں لی۔ لسان المیزان جلد ۴ ص۲۸۵

۔کوثر بھریلوی۔

کی دختر کو عمر کے پاس لائے۔ جمیع دختران مدینہ اسکے تماشائے حسن و جمال کو دیکھنے کے لیے آئیں اور
جب عمر نے قصد اسکے دیکھنے کا کیا۔ وہ مانع ہوئی۔ اور کہا ہرمز کا منہ سیاہ ہو کہ تو اس کی اولاد کی طرف ہاتھ
بڑھائے عمر نے کہا۔ اے گبرزادی تو مجھے دشنام دیتی ہے۔ اور چاہا کہ اسے ایذا پہنچائیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا
اس کی بات تم کیونکر سمجھے کہ یہ تم کو دشنام دیتی ہے۔ پھر عمر نے حکم دیا۔ کہ ان کے فروخت کرنے کی سب کو
اطلاع دو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ دختران سلاطین کا بیع کرنا ہر چند کہ کافر ہوں جائز نہیں۔ لیکن اس سے کہو ان
مسلمانوں میں سے کسی ایک کو قبول کرے اور اس کو اس سے تزویج کر کے اس کا مہر عطائے بیت المال
سے دیا جائے۔ عمر نے قبول کیا۔ اور کہا۔ کس کو اہل مجلس میں سے اختیار کرتی ہے اس سعادت مند نے
دوش مبارک امام حسینؑ پر ہاتھ رکھ دیا۔ جناب امیرؑ نے بزبان فارسی اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا نام ہے۔
اس نے کہا۔ جہاں شاہ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے تمہارا نام شہر بانو رکھا۔ اس شہزادی نے کہا یہ نام میری
خواہر کا ہے۔ حضرتؑ نے بزبان فارسی۔ تم سچ کہتی ہو۔ پھر حضرت امام حسینؑ سے مخاطب کر کے فرمایا کہ
اس سعادت مند سے بہ نیکی سلوک کرنا۔ اور اس کی حفاظت کرنا۔ کیونکہ اس سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا
جو بعد تمہارے بہترین اہل زمین ہوگا۔ اور یہ میرے اوصیا و ذریت طیب کی مادر ہے۔ چنانچہ حضرت زین
العابدینؑ ان سے پیدا ہوئے۔ اور منقول ہے کہ قبل اس کے مسلمانوں کا لشکر ان کی طرف جائے شہر بانوؑ
نے یہ خواب ایک شب دیکھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مع حضرت امام حسینؑ ان کے گھر
آئے اور ان کو ان سے تزویج کیا۔ شہر بانو کہتی ہیں جب صبح ہوئی۔ اس خورشید فلک امامت کی محبت
میرے دل میں مستحکم ہوگئی اور مجھے ہر وقت ہمیشہ آنحضرت کا خیال رہتا تھا۔ جب دوسری شب میں
سوئی۔ فاطمہ صلوات اللہ علیہا کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرے پاس تشریف لائیں اور اسلام کی
مجھے ہدایت و دعوت کی۔ میں نے خواب میں ہی اسلام قبول کیا۔ بعد اسکے فرمایا۔ کہ لشکر اسلام تمہارے
پدر پر غالب ہوگا۔ اور تم اسیر ہو کے بہت جلد میرے فرزند حسینؑ کے پاس پہنچو گی۔ اور خدا یہ امر گوارا نہ
کرے گا۔ کہ تم تک کسی غیر کا ہاتھ پہنچے۔ یہاں تک کہ میرے فرزند تک پہنچو پس حق تعالیٰ نے میری
حفاظت کی۔ کہ کسی غیر شخص کا ہاتھ مجھ تک نہ پہنچا۔ یہانتک کہ مجھے مدینہ میں لائے اور جب امام حسینؑ کو
میں نے دیکھا پہچان لیا۔ کہ یہ وہی ہیں جو حضرت رسولؐ کے ہمراہ خواب میں میرے پاس آئے تھے
اور حضرت نے ان سے مجھے تزویج کیا تھا۔ اس سبب سے میں نے ان کو قبول کیا اور شیخ مفیدؒ نے
روایت کی ہے کہ جناب امیر صلوات اللہ علیہ حریثؓ بن جابر کو بعض بلاد مشرق کا عامل کیا۔ اس نے یزدجرد

۱؎ اہل سنت مورخین کا کہنا ہے۔ حضرت شہر بانو دوسرے فتح مدائن کے مال غنیمت میں آئیں اور مورخین کا اتفاق ہے۔ فتح مدائن ۱۶ھ
(باقی حاشیہ صفحہ ۳۶۳ پر)

بادشاہ کی دو لڑکیاں حضرت کے واسطے بھیجیں۔ جناب امیرؑ نے ایک ان میں سے کہ شاہ زنان نام تھا حضرت امام حسینؑ کے لئے تجویز فرمایا۔ اور حضرت امام زین العابدینؑ ان سے پیدا ہوئے۔ حضرت قاسم اور حضرت امام زین العابدینؑ خالہ زاد بھائی تھے۔

بیان القاب و کنیت امام زین العابدین

اور اشہر کنیت آنحضرتؑ ابو محمد ہے اور بعضوں نے ابوالحسن بھی لکھا ہے والقاب مشہور آنحضرت زین العابدینؑ و سید العابدین و زکی و امین متجاز ذوالثفنات اور نقش نگین آنحضرتؑ بروایت امام جعفر صادق الحمد اللہ العلی تھا اور بروایت امام محمد باقرؑ العزۃ للہ بروایت حضرت امام رضا خزی و شقی قاتل الحسینؑ بن علی۔
اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ میرے پدر بزرگوار علیؑ ابن الحسینؑ نے کبھی کسی نعمت خدا کو یاد نہیں کیا۔ مگر یہ کہ اس نعمت کے واسطے سجدہ شکر فرمایا۔ اور نہ پڑھا کسی آیت کو کتاب خدا سے کہ جس میں سجدہ ہو۔ مگر یہ کہ سجدہ فرمایا۔ اور جب خدا نے کسی مکروہ کو جس سے ان کو خوف تھا۔ یا کسی کے مکر کو ان سے دفع کیا۔ اسوقت سجدہ کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت بھی سجدہ شکر کرتے تھے۔ اور اثر سجدہ جمیع مواضع سجود آنحضرتؑ میں بہت نمایاں تھا اس سبب سے آنحضرتؑ کو سجاد کہتے ہیں۔ ایضاً۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا بکثرت سجود میرے پدر بزرگوار کی پیشانی میں گھٹا پڑ گیا تھا۔ اور سال میں دو مرتبہ اسے کاٹتے تھے اسی سبب سے آنحضرت ذوالثفنات کہتے تھے۔ اور منقول ہے۔ کہ جب زہری کہ اکابر علماء سے

بقیہ حاشیہ ۳۶۲۔ ۱۰ سنہ میں بحوالہ تاریخ کامل ص۱۹۷ جلد دوم اور یزدجرد کی عمر اس وقت ۲۸ سال تھی تقریباً کیونکہ یزدجرد سنہ ۱۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ اور اس وقت عمر ۲۱ سال تھی تاریخ کامل جلد دوم ص۱۲۱ نیز یزدجرد عرب جیسے گرم ملک کا تو نہ تھا کہ ۱۲ سال کی عمر میں عورتوں سے مباشرت کرتا ضرور ۱۵۔ ۱۶ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ اور حضرت شہربانو اس حساب سے اٹھارویں انیسویں سال پیدا ہوئیں۔ فتح مدائن کے وقت ان کی عمر چار پانچ سال کی تھی اس عمر میں گرفتار کیا جناب امیرؑ کی خرید کر امام حسینؑ سے شادی کرنا خلاف ہے۔ خلافت امام حسینؑ سنہ ۳۵ھ میں ہوئی آپ کی عمر اسوقت بارہ سال تھی رسول پاک نے ۲۵ سال کی عمر میں شادی کی۔ اور جناب امیرؑ نے بھی ۲۵ سال کی عمر میں تو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اس عمر آپ حسینؑ کی شادی ایک نابالغ بچی سے کرتے یہ تاریخی حقائق بتلاتے ہیں۔ حضرت شہربانو حضرت عمر کے دور میں نہیں حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں لائی گئیں۔ شبلی جیسے مورخ نے بھی الفاروق میں اس قصہ کو غلط قرار دیا ہے۔ خلافت حضرت علی سنہ ۳۶ھ میں ہوئی امام حسینؑ اسوقت تیس سال کے تھے۔ آپ نے حریث بن جابر جعفی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حریث نے یزدجرد کی دو بیٹیاں شہربانو گیہان بانو حضرت علی کے پاس بھیجیں آپ نے شہربانو امام حسینؑ کو گیہان بانو محمد بن ابوبکر کو دی۔ شہربانو سے امام زین العابدین پیدا ہوئے اور گیہان بانو سے قاسم بن محمد پیدا ہوئے روضۃ الصفا جلد سوم ص۹ جامع التواریخ ص۱۱ الکشف الغمہ ص۲ نیز عقل بھی اس روایت کو تسلیم کرتی ہے لہذا امیت کا گمان اس پر ہو تا کیا ہے یہی یہ
(کوثر جھر بلوی عفی عنہ)

اہل سنت سے ہے کسی حدیث کو آنحضرتؑ سے نقل کرتا تھا۔ بعض کہتا تھا کہ خبر دی۔ مجھے زین العابدین یعنی زینت عبادت کنندگان نے سفیان بن عیینہ کہ وہ بھی علمائے مخالفین سے ہے۔ اس سے متعجب ہو کر پوچھتا تھا کہ تم زین العابدینؑ بن آنحضرتؑ کو کہتے ہو۔ زہری جواب میں کہتا تھا۔ اسلئے میں کہتا ہوں۔ کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا ہے۔ اور اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ قیامت میں ایک منادی ندا کرے گا۔ کہ کہاں ہیں زین العابدینؑ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ میرا فرزند علیؑ ابن الحسینؑ آیا۔ اور صفوں کو شگافتہ کرکے عرش تک پہنچا۔ اور بسند ہائے معتبرہ یہی مضمون حضرت صادق سے منقول ہے

وجہ تسمیہ نام زین العابدینؑ

کشف الغمہ میں روایت کی ہے کہ ایک شب حضرتؑ محراب عبادت میں کھڑے اپنے پروردگار سے مناجات کر رہے تھے۔ ناگاہ شیطان بصورت اژدہا حاضر ہوا۔ کہ آنحضرتؑ کو اپنی طرف عبادت سے مشغول کرے۔ لیکن حضرت اسکی طرف ملتفت نہ ہوئے پھر اُسنے آکے حضرتؑ کے پاؤں کے انگوٹھے میں کاٹا یہانتک کہ نماز سے فارغ ہوگئے اور سمجھے کہ وہ شیطان ہے۔ اس سے فرمایا۔ اے ملعون دور ہو۔ اور پھر عبادت میں مشغول ہوگئے بس تین مرتبہ ہاتف نے ندا کی کہ تم زین العابدینؑ ہو۔ اور اسی سبب سے حضرت اسی لقب سے مشہور ہوگئے۔

اور بسند ہائے معتبرہ حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ جب حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ کہ امام کو پیدا کرے۔ فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک عرش کے نیچے سے پانی لیکر پدر امام کو پہنچاتا ہے۔ اور وہ اس پانی کو پیتے ہیں۔ نطفہ امام اس پانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور چالیس روز شکم مادر میں بات نہیں سنتے۔ اور بعد چالیس روز کے جو شخص کہتا ہے سنتے ہیں۔ اور امام متولد ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ اسی فرشتے کو بھیجتا ہے۔ اور وہ ملک دونوں آنکھوں کے درمیان یہ آیۂ لکھتا ہے۔ وتمت کلمتُ ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ وھو السمیع العلیم۔ وبروایت دیگر شکم مادر میں اس آیہ کو داہنی بازو پر لکھتے ہیں۔ اور جب وہ منصب امامت پر فائز ہوتا ہے۔ حق تعالیٰ ہر ایک شہر میں اسکے لئے ایک نور مقرر کرتا ہے ہر شہر میں جو شخص جو کام کرتا ہوتا ہے۔ وہ اس نور میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

فصل دوسری۔ بیان غم واندوہ امام زین العابدین علیہ السلام

ابن قولویہؒ وابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ ابن الحسینؑ صلوات اللہ علیہم نے اپنے پدر بزرگوار بیس سال وبروایتے چالیس سال گریہ کیا۔ اور جس وقت طعام حضرتؑ کے سامنے حاضر

کرتے تھے۔ حضرتؑ گریہ فرماتے تھے۔ اور جب پانی آنحضرتؑ کے واسطے لاتے تھے حضرتؑ اس قدر روتے تھے۔ کہ وہ پانی آنسوؤں سے دوچند ہو جاتا تھا۔ ایک غلام نے عرض کیا۔ میں آپ پر سے فدا ہوں۔ یا ابن رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ آپ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں گے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ واعلم من اللہ مالا تعلمون۔ یعنی میں شکایت نہیں کرتا ہوں اپنے درد والم کی مگر خدا سے اور میں جانتا ہوں جانب خدا سے جو تم نہیں جانتے۔ پھر فرمایا میں کسی وقت خیال میں نہیں لاتا۔ قتل ہونا فرزندان فاطمہؑ کا مگر یہ کہ گریہ میرے گلوگیر ہوتا ہے۔ دیگر بروایت دیگر فرمایا۔ کیونکر گریہ نہ کروں۔ حالانکہ میرے پدر بزرگوار کو اس پانی سے منع کیا جسے وحشی اور پرندے پیتے تھے اور پیاسا ان کو شہید کیا۔ ور بروایت دیگر آنحضرتؑ سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ کو اس قدر رونے سے ہم کو خوف ہے۔ کہ آپ ہلاک ہو جائیں گا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں نے روز اوّل ہی سے اپنے نفس کو قتل کیا۔ ایضاً۔ ابن قولویہؒ و ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک نے غلامان آنحضرتؑ بسبب شدت گریہ آنحضرتؑ سے عرض کیا۔ کہ وقت نہیں آیا۔ کہ آپ کا گریہ آخر ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹا ان میں سے غائب ہو گیا۔ تو وہ اس قدر روئے کہ آنکھیں جاتی رہیں۔ اور دفور غم و اندوہ سے کمر خم ہو گئی۔ ہر چند کہ جانتے تھے۔ ان کا فرزند زندہ ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میرے پدر و برادر و عم اور سترہ نفر میرے عزیزوں سے میرے سامنے قتل ہوئے۔ اور ان کے سر کاٹے گئے۔ پھر میرا غم اندوہ کیونکر تمام ہو۔ ایضاً روایت کی ہے کہ حضرتؑ فرزندان عقیل پر بہت روتے تھے۔ لوگوں نے کہا یا ابن رسول اللہ فرزندان عقیلؓ پر آپ فرزندان جعفرؓ سے زیادہ گریہ فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا مجھے یاد آتا ہے۔ ان کا پدر بزرگوار کے ہمراہ قتل ہونا۔ اور میں ان کی شہادت پر روتا ہوں۔ اور اس سبب سے زیادہ مجھے ان پر رقت قلب طاری ہوتی ہے۔

حکایت زہری اور مقبرہ امام زین العابدین

ابن شہر آشوبؒ نے زہری سے روایت کی ہے۔ کہ عبد الملک بن مروان نے حکم دیا۔ کہ حضرت امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے شام میں لائیں۔ اور ایک جماعت کثیر کو آنحضرتؑ پر معین و مقرر کیا۔ میں گیا اور بہت اس جماعت سے کوشش کر کے اس امر کی اجازت لی۔ کہ آنحضرت کو سلام کروں۔ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرتؑ کے پائے مبارک میں زنجیر پڑی ہے اور گلوئے مبارک میں طوق ہے۔ میں یہ حال دیکھ کر بہت رویا۔ اور کہا کاش میں آپ کی جگہ ہوتا۔ اور آپ عافیت سے رہتے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم گمان کرتے ہو۔ یہ طوق و زنجیر مجھ پر گراں

ہیں۔ اگر میں چاہتا ہوں اسوقت اس سختی کو اپنے سے دفع کروں۔ لیکن مجھے منظور ہے۔ کہ میں اسی طرح رہوں۔ اور عذاب الہٰی مجھے یاد رہے۔ یہ فرما کر ہاتھ پاؤں زنجیر سے نکال لئے اور فرمایا اگر میں چاہوں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور پھر ہاتھ پاؤں زنجیر میں داخل کر کے فرمایا۔ میں ان کے ہمراہ دو منزل سے زیادہ نہیں جا سکتا۔ بعد چار روز کے میں نے دیکھا۔ کہ نگہبانان آنحضرت مدینہ میں حضرت کو تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے جا کے یہ حال ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ ان بزرگوار کا حال عجیب و غریب ہے۔ ہم تمام رات جاگتے رہے اور نگہبانی کی۔ جب صبح ہوئی۔ سوائے طوق و زنجیر کے ان کے مقام پر کچھ نہ دیکھا۔ زہری نے کہا میں بعد اسکے عبدالملک کے پاس گیا۔ اس نے مجھ سے آنحضرتؑ کا حال دریافت کیا۔ میں نے یہ واقعہ اس سے نقل کیا۔ عبدالملک نے کہا جس روز پاسبانوں نے ان کو نہیں پایا تھا۔ اس دن وہ حضرتؑ میرے پاس آئے اور کہا مجھے تجھ سے کیا علاقہ ہے۔ یہ سنکر آنحضرتؑ کا خوف مجھ پر اس قدر طاری ہوا۔ کہ میں ان کی نسبت کسی برائی کا نہ کر سکا۔ میں نے کہا۔ اگر تم چاہو میرے پاس رہو۔ کہ میں تم کو بعزت و احترام رکھوں فرمایا۔ میں یہ نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کے باہر چلے گئے۔ پھر میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ زہری کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ علی ابن الحسینؑ ایسے نہیں جیسا تو گمان کرتا ہے اور ان کے دل میں تیری طرف سے کوئی برائی کا ارادہ نہیں ہے۔ اور وہ ہمیشہ عبادت میں مشغول ہیں۔ عبدالملک نے کہا خوب ان کا شغل ہے۔ خوشا حال ان کا اور ان کے شغل کا۔

حکایت فرشتہ محافظ امام زین العابدینؑ

ایضاً۔ سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن عقبہ کو بھیجا۔ کہ مدینہ کو لوٹے اور اہل مدینہ کو قتل کرے۔ ان ملاعین نے اپنے گھوڑے ستونہائے مسجد رسولؐ سے باندھے۔ اور انکو گرد مرقد منور چھوڑ دیا۔ اور تین دن مدینہ کو لوٹا۔ اور ہر روز حضرت امام زین العابدینؑ مجھ سے کے مرقد منور حضرت رسولؐ کے پاس سے جاتے۔ اور دعا پڑھتے تھے۔ جس کو میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور اعجاز آنحضرتؑ سے ایسا ہوتا تھا۔ کہ میں ان کو دیکھتا تھا۔ اور لوگ مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ اور میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ اشب اشہب پر سوار جامہائے سبز پہنے حربہ ہاتھ میں لئے ہر روز آتا تھا۔ اور دروازہ خانہ آنحضرت پر کھڑا رہتا ہے۔ اور جو شخص آنحضرتؑ کے دروازہ پر جانے کا قصد کرتا۔ اسی حربہ کو اس کی جانب حرکت دیتا تھا۔ اور بغیر اسکے کہ وہ حربہ اس تک پہنچے۔ وہ گر کے مر جاتا تھا جب وہ ملاعین لوٹ سے دستبردار ہوئے۔ حضرت امام زین العابدینؑ اپنی دولت سرا میں تشریف لیگئے اور عورتوں کے زیور و پوشاک اور اطفال کے گوشوار سے اس سوال کے واسطے لائے اس سوار

نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں ایک فرشتہ ہوں۔ ملائکہ سے اور آپ کے پدر بزرگوار کے شیعوں سے ہوں جب یہ لوگ مدینہ کو پلٹنے آئے۔ میں نے حق تعالیٰ سے اجازت لی۔ کہ میں زمین پر جا کے آپ کی نصرت کروں اور جو کچھ کہ میں نے کیا۔ اس کی وجہ سے رحمت خدا و شفاعت رسول خداؐ اور آپ اہل بیتؑ کی امید رکھتا ہوں کلینیؒ نے بسند حسن حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ یزید حج کے بہانے مدینہ میں آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لے پھر ایک قریشی کو طلب کر کے کہا میری غلامی کا اقرار کر۔ اگر میں چاہتا ہوں تجھے قتل کروں اور اگر چاہوں تجھے اپنی خدمت میں رکھوں۔ اس مرد دیندار نے کہا۔ قسم بخدا تو حسب و نسب میں مجھ سے بہتر نہیں ہے اور تیرا باپ میرے باپ سے بہتر نہ تھا۔ نہ وقت جاہلیت کے وقت اور نہ اسلام میں۔ اور تو دین سے مجھ سے بہتر نہیں ہے پھر کس واسطے میں یہ اقرار کروں۔ یزید نے کہا قسم بخدا اگر تو اقرار نہ کرے گا میں تجھے قتل کرونگا۔ اس مرد نے کہا تیرا قتل کرنا میرے واسطے زیادہ نہ ہوگا قتل حسینؑ بن علی فرزند رسول سے یہ سن کر یزید ملعون نے انکو قتل کیا اور کچھ لوگوں کو بھیج کر حضرت علی ابن الحسینؑ کو طلب کیا۔ اور وہی کہا جو اس مرد سے کہا تھا حضرت نے فرمایا۔ اگر میں اقرار نہ کروں اسی وقت تو مجھے قتل کریگا جس طرح اس مرد کو قتل کیا۔ یزید نے کہا۔ ہاں حضرتؑ نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے کہا[1] اسکا میں نے اقرار کیا۔ یزید نے کہا تم نے اپنی جان کی حفاظت کی۔ اور تمہارے شرف و بزرگی سے کچھ کم نہ ہوا۔ مولف فرماتے ہیں کہ یزید کا بعد شہادت امام حسینؑ کے مدینہ میں آنا مخالف تواریخ مشہور ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ راویوں کو اشتباہ ہوا ہو۔ اور مسلم بن عقبہ نے اس ملعون کی طرف سے آکے بیعت لی ہو

---

[1] یہ روایت بالکل غلط ہے امام زین العابدینؑ کا بھی اپنے والد امام حسینؑ کے بعد وہی مرتبہ اسلام ہے جو امام حسینؑ کا تھا۔ اگر امام زین العابدینؑ یزید کی یا مسلم بن عقبہ کی بیعت کرتے تو امام حسینؑ کیوں سر کٹواتے جب اہل بیت کا اسیر قافلہ دربار یزید میں پیش ہوا اور یہ لعون شراب کے نشے میں چور تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب اسکے سامنے اسیران کربلا کی فہرست پڑھی جانے لگی اور علی ابن الحسینؑ (زین العابدین) کا نام آیا۔ تو اس ظالم نے کہا۔ اس کو تو اللہ نے قتل کر دیا۔ فوراً آپ نے فرمایا۔ ملعون وہ میرا بھائی علی اکبر تھا جس کو تیری فوج نے قتل کیا۔ یزید بخس نے کہا۔ زین العابدین۔ تمہارے باپ نے میری بیعت نہ کر کے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا۔ اور تم کو ذلیل کیا۔ بیمار کربلا کے یہ سن کر تیور بدل گئے۔ اسد اللٰہی جلال آیا۔ فرمایا۔ او یزید کیا کہتا ہے میرا باپ سید الشباب اہل الجنتہ تھا۔ میرا باپ وہ تھا جس کو خود رسول نے فرمایا تھا حسین منی و انا من الحسین۔ میرا باپ راکب دوش رسول تھا میرا باپ حق پر تھا۔ شمر کے خنجر سے پوچھ میرا باپ مجسم قرآن تھا۔ نوک نیزہ سے پوچھ امام کا یہ خطبہ سنکر درباریوں کے تیور بدل گئے سپاہیوں کی آنکھوں میں خلاف یزید خون اتر آیا۔ فوراً یہ دیکھ کر لعین نے موذن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ جب موذن نے اشہدُ ان محمد رسول اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا۔ یزید محمد عربی میرے باپ حسین کے نانا تھے۔ یا تیرے۔ لعین نے جواب دیا۔ تیرے باپ کے۔ آپ نے فرمایا۔ یزید ہمارے نانا کا نام

باقی صفحہ ۳۶۸ پر

حال ناقہ حضرت امام زین العابدینؑ

بصائر الدرجات میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے جد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ کا وقت وفات آیا۔ فرمایا وضو کیلئے پانی لاؤ۔ جب پانی لائے۔ فرمایا اس میں مردہ کوئی جانور ہے جب میں نے اس پانی کو روشنی میں دیکھا۔ کہ چوہا مرا ہوا اس میں ہے۔ بعد اسکے ہم دوسرا پانی لائے۔ حضرت نے اس پانی سے وضو کیا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند یہ وہ شب ہے جس شب میرا وعدہ وفات ہے۔ میرے ناقہ کو اس کی جگہ باندھ دو۔ اور کچھ چارہ اسکے آگے ڈال دو حضرت صادقؑ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت کو دفن کیا۔ ناقہ رسی توڑ کے اپنی جگہ سے بھاگا اور نزدیک قبر جاکے اپنا منہ حضرت کی قبر کے اوپر رکھتا۔ اور فریاد و نالہ کرتا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ جب یہ خبر حضرت امام باقرؑ کو پہنچی۔ حضرت اس ناقہ کے پاس آئے۔ اور فرمایا چپ رہ۔ اور پھر جا خدا تجھے برکت دے۔ یہ سنکر ناقہ اٹھ کر اپنی جگہ چلا گیا۔ پھر تھوڑے عرصے کے بعد دوسری مرتبہ قبر شریف پاس آکے نالہ و اضطراب کرتا اور روتا تھا۔ اس مرتبہ جو اسکا حال لوگوں نے حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا اسکو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ کہ وہ بہت بیتاب ہے پھر بعد تین روز کے وہ ناقہ شہید ہو گیا۔ اور حضرت نے اس ناقہ پر بائیس۲۲ حج کئے تھے اور ایک تازیانہ بھی کبھی نہ مارا تھا۔ علی بن ابراہیم نے بسند امام حسنؑ رضا سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علیؑ ابن الحسینؑ شب وفات بیہوش ہوئے جب ہوش میں آگئے۔ فرمایا۔ الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین۔ یعنی حمد کرتا ہوں میں اس خدا کی جس نے سچا کیا۔ ہمارے وعدہ کو اور ہم کو میراث دی زمین بہشت کی۔ کہ جس جگہ وہاں ہم چاہیں رہیں۔ بالبتہ کیا نیک اجر عمل کنندگان واسطے خدا کے ہے۔ یہ فرماکے بجانب ریاض جنت رحلت کی۔ کلینیؒ نے بسند حسن امام رضاؑ سے اسی روایت کو بیان کیا ہے۔ مگر اسقدر زیادہ لکھا ہے۔ کہ سورہ واقعہ اور انا فتحنا کو بھی تلاوت فرمایا۔ بعد ازاں یہ آیۃ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶۷- یونہی تا قیامت اذان ہلکیا جائے گا۔ میرے باپ نے قتل ہو کر تجھ کو اور تیرے خاندان کو ہمیشہ کے لئے ذلیل ورسوا کر دیا ملاحظہ ہو مقتل حسینؑ جلد دوم ص۲۱۲ عناصر الشہادتین ص۔ دیگر کتب فضائل اہل سنت دیکھیں یہ واقعہ طبقات ابن سعد اور صاحب الامامۃ والسیاستہ نے مسلم بن عقبہ یزید کے کمانڈر سے نقل کیا ہے۔ جو کہ دشمن اسلام و اہل بیعت رسولؐ تھا جس کا قول کسی طرح قابل قبول نہیں۔ دوسرے حوالہ جات کی ضرورت ہی نہیں۔ امام کا دمشق زن قید رہنا ایک بین ثبوت ہے کہ یہ آپ پر مخالفین نے حمایت یزید میں غلط الزام عائد کیا خداوند تعالیٰ ایسے راویوں کو عذاب دردناک میں مبتلا کرے (کوثر نیازی ڈبھو یلوی)

پڑھ کے رجوع حدیث میں گذری اور عالم بقا رحلت فرمائی۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں تم کو وصیت کرتا ہوں جو میرے پدر بزرگوار نے وقت شہادت بجھے وصیت کی تھی۔ اور وہ وصیت یہ ہے کہ ہرگز اس شخص پر ستم نہ کرنا جس کا بجز خدا کے کوئی مددگار نہ ہو اور احادیث کثیر سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔ ابن بابویہؒ اور ایک جماعت کا اس پر اعتقاد ہے۔ کہ ولید بن عبدالملک نے حضرت کو زہر دیا۔ اور بعض ہشام بن عبدالملک کو کہتے ہیں۔

عظمت امام زین العابدینؑ

شیخ کشی نے بسند معتبر علی بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا تم کہتے ہو کہ علی بن الحسینؑ صلوات اللہ علیہ اپنے وقت میں اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے۔ سعید نے کہا۔ ہاں ایسا ہی تھا۔ لیکن کسی نے ان کی قدر نہ جانی علی بن زید نے کہا یہی حجت تمہارے واسطے کافی ہے۔ کہ آنحضرتؑ کے جنازہ پر تم نے نماز نہ پڑھی سعید نے کہا۔ قراء مکہ معظمہ میں نہیں جاتے تھے۔ اور حضرتؑ ہی پاس حاضر رہتے تھے تاوقتیکہ حضرت تشریف لے جاتے اس وقت قراء مکہ معظمہ کو جاتے تھے۔ ایک سال میں آنحضرت کی خدمت میں گیا۔ ہزار حاجی آنحضرتؑ کی خدمت میں تھا جب منزل عقبہ میں قافلہ اُترا۔ حضرت نے دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد نماز سجدہ میں گئے اور سجدے میں تسبیح پڑھی۔ پس ہر درخت و سنگ و کلوخ کہ آنحضرت کے گرد تھے۔ آنحضرت کی تسبیح کے ساتھ تسبیح خواں ہوئے اور صدائے تسبیح سب سے بلند ہوئی یہ حال دیکھ کے میں خائف ہوا جب حضرت نے سجدہ سے سر اُٹھایا فرمایا۔ اے سعید تو خائف ہوا۔ میں نے کہا ہاں۔ یا ابن رسول اللہ حضرت نے فرمایا جب حق تعالیٰ نے جبرائیل کو خلق کیا۔ یہ تسبیح انکو تعلیم فرمائی۔ جب جبرائیل نے تسبیح پڑھی۔ تمام آسمانوں نے اور جو کچھ ان میں تھا سب نے تسبیح میں جبرائیل کی موافقت کی۔ اور اس تسبیح میں اسم اعظم حق تعالیٰ ہے۔ بعد اسکے جب آنحضرتؑ نے وفات پائی نیکوکار و بدکار سب آنحضرتؑ کے جنازہ پر حاضر ہوئے۔ اور سب نے آنحضرتؑ کو بخیر و نیکی یاد کیا۔ اور سب لوگ عقب جنازہ آنحضرت باہر گئے میں نے کہا۔ ہوسکتا ہے آج مسجد رسولؐ میں تنہا نماز پڑھوں۔ کہ بعد اس دن کے پھر ایسا دن میسر نہ ہوگا۔ کہ مسجد خالی ہو۔ جب میں نماز کے واسطے کھڑا ہوا۔ صدائے تکبیر آسمان سے میں نے سُنی بعد اسکے صدائے تکبیرات اہل زمین سے بھی میں نے سُنی یہانتک کہ اس تکبیر میں اہل آسمان سے زیادہ تکبیر میں اہل زمین تکبیر کہہ رہے تھے ان صداہائے تکبیرات کے سننے کے بعد میں منہ کے بل زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا لوگ جنازہ آنحضرتؑ سے واپس آچکے تھے۔ پس [illegible] جنازہ آنحضرتؑ مجھے نہ ملی اور نہ نماز مسجد میں ادا کرسکا یہی میری بدنصیبی ہے۔ اور ہمیشہ میں اس حسرت میں ہوں۔ کہ کیوں آنحضرتؑ پر نماز نہ پڑھی

تاریخ وفات آنحضرتؑ میں

تاریخ وفات حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں۔ اٹھارویں ماہ محرم ۹۴ھ میں واقع ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے پچیسویں ماہ محرم سنہ مذکور لکھی ہے۔ اور بعضوں نے ۹۵ھ میں لکھا ہے۔ کلینیؒ نے اس قول کو اختیار کیا ہے۔ اور ابن شہر آشوبؒ نے کہا ہے کہ وفات آنحضرتؑ کی روز شنبہ گیارھویں یا بارھویں ماہ محرم ۹۵ھ کو واقع ہوئی۔ اور کفعمیؒ نے بائیسویں محرم سنہ مذکور کی لکھی ہے۔ اور مدت عمر شریف آنحضرتؑ میں بھی اختلاف ہے۔ اکثر ستاون سال کہتے ہیں اور کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات ستاون سال تھی۔ اور وفات آنحضرتؑ ۹۵ھ میں واقع ہوئی۔ بعد شہادت امام حسینؑ کے پینتیس سال حیات رہے۔ اور کشف الغمہ میں روایت ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ اٹھاون سال تھی۔ اور بعضوں نے انسٹھ سال بھی لکھی ہے۔

فصل تیسری: بیان ان ظلموں کا جو زمانہ حضرت میں شیعوں پر ہوئے

حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ کہ سعیدؒ بن جبیر آنحضرتؑ کی امامت کا اعتقاد رکھتا تھا۔ اور آنحضرتؑ کا مداح تھا اس سبب سے حجاج نے اس کو شہید کیا۔ اور جب سعیدؒ کو اس شقی پاس لے گئے۔ اس نے کہا شقی بن جبیر تو ہی ہے سعیدؒ نے کہا میری ماں میرے نام کو تجھ سے بہتر جانتی تھی۔ اور اس نے سعیدؒ بن جبیر میرا نام رکھا تھا۔ حجاج نے کہا ابوبکر و عمر کی شان میں کیا کہتا ہے۔ ان کو بہشت میں جاتا ہے۔ یا جہنم میں سعیدؒ نے کہا۔ اگر میں داخل بہشت ہوں۔ اور اہل بہشت کو دیکھوں اس وقت پہچان لوں گا۔ کہ کون بہشت میں ہے۔ اور اگر داخل جہنم ہوں تو اہل جہنم کو دیکھوں۔ اس وقت معلوم ہوگا۔ کون جہنم میں ہے۔ حجاج نے کہا۔ خلفائے دیگر کے حق میں کیا کہتے ہو۔ سعیدؒ نے کہا۔ مجھے ان پر وکیل نہیں کیا ہے۔ حجاج نے کہا۔ ان سے کس کو زیادہ دوست رکھتا ہے۔ اس نے کہا۔ ان میں سے جو میرے پروردگار کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حجاج نے کہا ان میں سے کون زیادہ پروردگار کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ سعیدؒ نے کہا۔ اسکا علم اس کو ہے جو انکا علم ظاہر و باطن جانتا ہے۔ حجاج نے کہا۔ تو نہیں چاہتا۔ کہ مجھ سے سچ سچ بیان کرے۔ سعیدؒ نے کہا۔ میں نہیں چاہتا کہ تجھ سے جھوٹ کہوں۔ پھر اس لعین نے انکے قتل کا حکم دیا۔ یافعی نے کہ علمائے مخالفین سے ہے۔ نقل کیا ہے کہ حجاج بعد شہادت سعیدؒ بن جبیر چالیس روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اور ایام مرض میں بیہوش ہوتا تھا اور پھر ہوش میں آکر کہتا تھا۔ مجھ سے سعیدؒ بن جبیر کیا چاہتا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے۔ کہ جس وقت وہ سوتا تھا۔ سعیدؒ کو دیکھتا تھا۔ کہ وہ اس کا دامن پکڑے ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے کس واسطے

قتل کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن بکیر سے روایت کی ہے کہ حجاج نے دو آدمیوں کو شیعان امیرالمومنینؑ سے گرفتار کیا۔ ایک کو ان میں طلب کر کے کہا کہ تو علیؑ ابن ابی طالبؑ سے بیزاری کر۔ اس نے کہا۔ انہوں نے کیا برائی کی ہے۔ جو میں ان سے بیزاری کروں۔ حجاج نے کہا۔ خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔ تو خود کہہ کہ میں تجھے کسطرح قتل کروں۔ تیرے ہاتھ کاٹوں یا پاؤں۔ اسنے کہا۔ جو کچھ تو میرے ساتھ کرے گا۔ اسی طرح روز قیامت میں تیرے ساتھ کرونگا۔ جو کچھ تجھے منظور ہو۔ وہ کر۔ حجاج نے کہا۔ تو زبان دراز ہے۔ گمان نہیں کرتا۔ کہ تو اسکو پہچانتا ہو جس نے تجھ کو خلق کیا ہے۔ بیان کر کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ اس نے کہا۔ میرا پروردگار ستمگاروں کی گھات میں ہے۔ اور ان سے انتقام لے گا۔ یہ سن کر اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے سولی پر کھینچیں بعد اسکے دوسرے کو لائے۔ حجاج نے کہا۔ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا۔ اپنے رفیق کی رائے پر ہوں جس کو تو نے قتل کیا ہے۔ پس اسکو بھی قتل کر کے سولی پر کھینچا۔

حضرت قنبرؓ کا قتل

شیخ کشیؒ نے بسند معتبر حضرت امام علی نقیؑ سے روایت کی ہے کہ جب قنبرؓ غلام امیرالمومنینؑ کو حجاج لعین پاس لائے۔ حجاج نے پوچھا تم علیؑ ابن ابی طالبؑ کی کیا خدمت کیا کرتے تھے۔ قنبرؓ نے کہا۔ میں پانی حضرتؑ کے وضو کے واسطے حاضر کرتا تھا۔ حجاج نے کہا جب وضو سے فارغ ہوتے تھے۔ کیا کہا کرتے تھے۔ قنبرؓ نے کہا۔ اس آیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔ یعنی جب فراموش کیا اس کو جو انہیں یاد دلایا گیا تھا۔ کھولدیے ہم نے ان پر دروازہ ہائے نعمت فراواں ہر قسم کے یہانتک کہ وہ ان نعمتوں سے فرحناک ہوا۔ جو کچھ کہ ہم نے ان کو عطا کیا تھا۔ اور یکایک لے لیا۔ ہم نے ان کو اسی طرح کہ وہ حیران و ناامید رہ گئے پس قطع کیا گیا۔ اجر اس گروہ کا جنہوں نے ستم کیا تھا۔ اور حمد مخصوص اسکے لئے ہے۔ جو پروردگار عالم ہے۔ حجاج نے کہا۔ یہ آیہ میرے حق میں تاویل کرتے تھے۔ اور میری پادشاہی کیلئے جانتے تھے۔ قنبرؓ نے کہا۔ ہاں حجاج نے کہا۔ اگر میں حکم تیرے قتل کا کردوں۔ تو اسوقت تو کیا کریگا۔ قنبرؓ نے کہا مجھے سعادت شہادت اور تجھے شقاوت ابدی حاصل ہوگی۔ پس حجاج نے ان کو قتل کیا۔ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز حجاج لعین نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ ابو ترابؑ کے اصحابؓ سے اگر ایک بھی پاؤں تو اسکے قتل کرنے سے تقرب خدا حاصل کروں اس ملعون نے ملازموں نے کہا۔ کوئی شخص قنبرؓ سے زیادہ بہتر نہیں۔ اس بارہ میں پایا جاتا۔ یہ سن کر فوراً اس شقی نے قنبرؓ کو طلب کیا۔ اور پوچھا۔ تمہیں بندہ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب ہو۔ قنبرؓ نے کہا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اور امیرالمومنین علی ابن

ابی طالب میرے ولی نعمت ہیں حجاج نے کہا۔ ان کے دین سے بیزاری کر۔ قنبرؓ نے کہا۔ ان کے دین سے بہتر مجھے کسی کا دین بتلادے کہ میں انکے دین سے بیزاری کروں۔ حجاج نے کہا۔ میں تجھے ضرور قتل کرونگا۔ جس طرح تجھے اپنا قتل ہونا منظور ہو۔ وہ بیان کر۔ قنبرؓ نے کہا میں نے اس امر کا اختیار تجھ ہی کو دیا۔ حجاج نے پوچھا۔ مجھے کس لئے اختیار دیتے ہو۔ قنبرؓ نے کہا اس واسطے کہ جس طرح تو مجھے قتل کرے گا۔ اسی طرح بروز قیامت تجھے قتل کریں گے۔ جس طرح قتل ہونا تو اپنے لئے بہتر جانتے۔ میرے لئے اختیار کر۔ بتحقیق کہ حضرت امیر المومنینؑ صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ نے مجھے خبر دی ہے کہ مثل گوسفند میرا سر قلم کریں گے۔ یہ سن کر اس ملعون نے ان کو اسی طرح قتل کیا۔

باب سوئم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات درج امامت و خلافت مہر سپہر عظمت و جلالت حضرت امام پنجم ابو جعفر محمد بن علی باقر علوم الاولین و الآخرین

فصل اوّل: بیان تاریخ ولادت و اسم و کنیت و لقب آنحضرت

شیخ طبرسیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ولادت باسعادت آنحضرتؑ بروز جمعہ یا سہ شنبہ غرہ ماہ مبارک رجب میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے تیسری ماہ صفر ۵۷ھ مدینہ منورہ میں لکھی ہے اور اسم شریف آنحضرتؑ محمد تھا۔ اور کنیت ابو جعفر اور القاب باقر و شاکر و ہادی ہیں اور مشہور ترین لقب ہے باقر۔ کیونکہ حضرت رسولؐ نے آنحضرتؑ کو اس لقب سے ملقب کیا تھا۔ اس لئے کہ شگافندہ علوم اولین و آخرین ہیں اور حضرت رسولؐ نے جابرؓ انصاری سے کہا۔ کہ تو میرے اس فرزند کو پائے گا جس کا لقب باقر ہے اور وہ علم کو لوگوں کے لئے شگافتہ کریگا۔ اور نقش نگین آنحضرت یہ تھا ظنی باالله الحسن و بالنبی الموتمن و بالوصی ذی المنن و باالحسین والحسنؑ و بروایت دیگر انگشتری اپنے جد امجد حضرت امام حسینؑ کی اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے اور مادر بزرگوار آنحضرتؑ فاطمہؑ دختر حضرت امام حسنؑ تھیں اور ان کو ام عبداللہ بھی کہتے تھے اور وہ حضرؑ نجیب الطرفین تھے۔ اور نسب شریف آنحضرتؑ کا امام حسنؑ اور امام حسینؑ تک پہنچتا ہے اور اوّل جو علوی دو علویوں سے پیدا ہوئے وہ حضرتؑ تھے۔ حدیث معتبرہ میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ جب مادران ائمہ معصومین علیہم السلام حاملہ ہوتی ہیں اسی روز انکو سستی مثل غشی کے طاری ہوتی ہے۔ اس وقت ایک سارد کو خواب میں دیکھتی ہیں اور وہ ان کو بشارت دیتا ہے بفرزند دانا و بردبار۔ اور جب بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے گوشہ خانہ سے صدا سنتی ہیں۔ اور کہنے والے کو نہیں دیکھتیں، وہ کہتا ہے تم حاملہ ہوگئیں بہترین اہل زمین سے اور تمہاری بازگشت خیر و سعادت کی طرف ہے اور بشارت ہو تم کو فرزند بردبار اور دانا سے بعد اسکے اپنے میں ثقل و گردانی نہیں پاتیں۔ یہانتک کہ نو مہینے اسکے حمل کے گذرتے ہیں اور اپنے مکان میں عملۂ ملائکہ سنتی ہیں اور جب شب ولادت ہوتی ہے اپنے گھر میں ایک نور دیکھتی ہیں۔ اور اس نور کو سوائے پدر امام کے اور کوئی نہیں دیکھتا

پس امام مربع بیٹھے ہوئے پیدا ہوتے ہیں اور تین مرتبہ چھینکتے ہیں۔ بعد اسکے حمد خدا بجا لاتے ہیں۔ اور ختنہ کردہ و ناف بریدہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور خون و کثافت میں آلودہ نہیں ہوتے اور دندانہائے پیش روئیدہ ہوتے ہیں اور ولادت کی رات اور دن چہرہ اور ہاتھوں سے امام کے ایک نور زرد مانند طلا کے ساطع رہتا ہے۔

فصل دوسری بیان جو کچھ درمیان حضرت و مخالفین بسبب اتاذت شہادت

سید ابن طاؤس رضی اللہ عنہ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی۔ کہ ایک سال ہشام بن عبد الملک حج کو آیا۔ اور اس سال میں اپنے بزرگوار کے ہمراہ حج کو گیا تھا۔ ایک روز میں نے مکہ میں مجمع عام میں کہا۔ میں حمد کرتا ہوں اس خدا کی جس نے محمد مصطفٰے کو براستی اپنا رسول کیا۔ اور ہم کو بسبب آنحضرت گرامی رکھا۔ ہم برگزیدگان خدا خلق پر ہیں اور پسندیدگان خدا اسکے بندوں پر ہیں۔ اور خلیفہائے خدا زمین پر ہیں۔ وہ سعادتمند ہے۔ جو ہماری متابعت کرے اور جو ہم سے مخالفت یا دشمنی کرے وہ شقی و بدبخت ہے۔ برادر ہشام نے یہ خبر اسکو پہنچائی۔ مگر اس نے اس امر میں مصلحت نہ دیکھی کہ ہمارے حال کا کہ نیں معترض ہو۔ جب وہ دمشق میں پہنچا۔ اور ہم نے مدینہ کی طرف معاودت کی۔

ہشام نے عامل مدینہ سے کہلا بھیجا۔ کہ ہم کو اور ہمارے پدر بزرگوار کو دمشق میں بھیج دے۔ جب ہم دمشق میں پہنچے تین روز ہم کو طلب نہ کیا۔ اور روز چہارم کو اپنی مجلس میں بلایا۔ جب ہم اسکی مجلس میں گئے۔ وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ اور اپنے لشکر کو مسلح و مکمل ہمین و یسار ایستادہ کیا تھا۔ اور ایک تودہ تیر اندازی کے لئے بنایا تھا۔ اور روسائے سلطنت اسکے سامنے شرطیہ تیر لگاتے تھے۔ جب ہم اس کے مکان میں داخل ہوئے۔ میرے پدر بزرگوار آگے تھے اور میں ان کے عقب میں تھا جب اس لعین کے نزدیک پہنچے۔ میرے پدر سے کہا ان لوگوں کے ہمراہ تم بھی تیر اندازی کرو۔ میرے پدر بزرگوار نے کہا۔ میں ضعیف ہوں۔ اب مجھ سے تیر اندازی نہیں ہو سکتی۔ اگر مجھے اس سے معاف رکھو تو بہتر ہے۔ اس ملعون نے قسم کھائی اور کہا۔ بحق اس خدا کے جس نے ہمیں اپنے اور اپنے پیغمبر کے دین سے ممتاز کیا ہے۔ تم کو معاف نہ کروں گا۔ بعد اسکے ایک مشائخ بنی امیہ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اپنا تیر و کمان ان کو دے دے۔ اسوقت میرے پدر نے اسی مرد سے تیر کمان لیکر ایک تیر چلہ کمان میں رکھا۔ اور بقوت امامت نشانہ پر لگایا۔ وہ تیر وسط نشانہ پر لگا۔ اور دوسرا تیر پہلے تیر کے پیکان پر مارا۔ الغرض نو تیر اسی طرح لگائے۔ کہ تیر پہلے تیر کی پیکان پر پڑا۔ اور اسکو دو ٹکڑے کیا۔ اور جو تیر حضرتؑ لگاتے تھے۔ گویا ہشام کے جگر پر پڑتا تھا۔ اور اس کا رنگ غم سے متغیر ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ نویں تیر میں بیتاب ہو کے کہنے لگا۔ اے ابو جعفر تم نے کیا خوب تیر نشانہ پر لگایا ہے۔ اس فن میں تم ماہر ہو عرب و عجم ہو۔ یہ کیوں کہتے تھے۔ میں بوجہ ضعف اب

قادر نہیں۔ بعد اسکے وہ ملعون پشیمان ہوا۔ اور قتل حضرتؑ کا ارادہ کیا۔ ایک عرصہ تک سر جھکائے رہا۔ اور تدبیر قتل میں متفکر تھا۔ ہم سامنے کھڑے رہے جب ہمارے قیام کو طول ہوا۔ ہمارے پدر نامدار پر سخت غصہ طاری ہوا اور آنحضرت کا معمول تھا کہ جب زیادہ خشمناک ہوتے تھے اسوقت آسمان کی جانب دیکھتے تھے اور آثار غضب جبیں نورانی سے ظاہر ہوتے تھے۔ اسوقت ہشام لعین یہ حالت مشاہدہ کر کے خوفناک ہوا۔ اور میرے پدر کو بالائے تخت طلب کیا۔ اور میں عقب حضرت تھا جب نزدیک پہونچے! ہشام اٹھ کے بغل گیر ہوا۔ اور اپنی داہنی طرف بٹھایا۔ بعد اسکے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور مجھے بھی داہنی جانب میرے پدر بزرگوار کے جگہ دی اور کہنے لگا زیبا ہے کہ قبیلۂ قریش ہمیشہ عرب و عجم پر فخر کریں۔ کہ آپ ایسا بزرگ۔ ان میں موجود ہے مجھے آپ آگاہ کریں کہ یہ تیراندازی آپ کو کس نے تعلیم کی۔ اور کتنے عرصہ میں آپنے اس کو سیکھا حضرت نے جواب دیا تو جانتا ہے یہ صفت اہل مدینہ میں شائع ہے۔ اور میں نے بچپن میں چند روز یہ شغل کیا تھا جب سے آج تک اتفاق نہیں ہوا۔ اسوقت جو تو نے اصرار کیا اور قسم دلائی۔ تو آج کمان کو اپنے ہاتھ میں میں نے لیا۔ ہشام کہنے لگا ایسا کماندار آج تک میں نے نہیں دیکھا آیا یہ صاحبزادہ بھی اس فن میں مثل آپ کے ہے حضرت نے فرمایا ہم اہلبیت رسالتؐ ہیں علم و کمال اور اتمام دین جس کا خداوند عالم نے آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا میں کہا ہے ہم اہلبیت کو عطا فرمایا ہے۔ ایک دوسرے سے میراث پاتے ہیں۔ اور ہرگز زمین ہم سے خالی نہیں رہتی۔ کہ ایک کامل ہم میں سے نہ ہوں۔ اس امر میں جس میں سب قاصر رہیں جب یہ کلام اس ملعون نے آنحضرتؑ سے سنا رنگ اسکا سرخ ہو گیا۔ اور نہایت غضبناک ہوا۔ اور داہنی آنکھ اسکی کج ہو گئی۔ اور یہ علامت اس کے غضب کی تھی۔ ایک ساعت سر جھکائے چپ رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہنے لگا۔ آیا ہمارا اور آپ کا نسب کہ ہم سب فرزندان عبد مناف سے ہیں ایک نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو اپنے مکنون اسرار سے مطلع اور حاملین علم سے مخصوص کیا ہے۔ اور یہ مرتبہ دوسرے کو نہیں دیا گیا۔ وہ ملعون کہنے لگا آیا ایسا نہیں ہے کہ خدا نے محمد صلعم کو شجرہ عبد مناف سے تمامی خلق کی جانب سفید و سیاہ و سرخ کی طرف مبعوث فرمایا ہو پس یہ میراث مخصوص آپ کیلئے کہاں سے ہو گئی۔ حالانکہ رسول سب خلق پر مبعوث ہوئے۔ اور خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وللہ میراث السموٰت والارض پھر کس سبب سے میراث علم آپ کے لئے مخصوص ہوئی۔ باوجودیکہ بعد محمدؐ کے کوئی پیغمبر نہیں اور تم پیغمبروں سے نہیں ہو حضرت نے فرمایا خدا نے ہم کو اس جگہ مخصوص کیا ہے جس جگہ اپنے رسول پر وحی نازل کیا۔ اور فرمایا۔ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ اور اپنے پیغمبر کو حکم دیا۔ کہ مخصوص گردانیں ہم کو اپنے علم سے اور اسی سبب سے پیغمبرؐ نے اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کو اپنے چند اسرار سے مخصوص کیا کہ تمامی اصحاب سے وہ اسرار پوشیدہ رکھے اور جب آیۃ نازل ہوا کہ تعیہا اذن واعیہ یعنی یاد رکھتے ہیں اسے گوشہائے ضبط کنندہ گاہ دارندہ اسوقت حضرتؐ

رسولؐ نے فرمایا۔ کہ اے علیؑ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ان اسرار کا گوش شنوا خدا تم کو کرے۔ اور اسی سبب سے علی ابن ابی طالبؑ فرماتے تھے کہ حضرت رسولؐ نے ہزار باب مجھے علم کے سکھلائے کہ اس کے ہر باب سے ہزار باب اور کھلتے ہیں۔ پس جس طرح تم لوگ اپنے خاص بندوں سے کہتے ہو۔ اور غیروں سے چھپاتے ہو اسی طرح پیغمبر نے اپنے بھیدوں کو علی ابن ابی طالبؑ سے کہا اور غیروں کو اس کا لائق نہ جانا۔ اسی طرح علی ابن ابی طالبؑ نے بھی اپنے اہل بیت سے خاص کسی کو اپنا محرم راز قرار دیا۔ اور اسی سلسلہ سے وہ علوم و اسرار ہم کو میراث میں پہنچے ہشام نے کہا علی تو مدعی اسکے تھے کہ میں علم غیب جانتا ہوں۔ حالانکہ خدا نے علم غیب میں کسی کو اپنا شریک اور مطلع نہیں کیا۔ پھر یہ کیسا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت نے جواب دیا۔ خداوند عالم نے اپنے حبیبؐ پر قرآن نازل کیا۔ اور جو کچھ گذر چکا ہے اور تا روز قیامت گذرے گا۔ اس میں درج ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیئٍ و ھدًی و موعظۃ للمتقین اور پھر فرماتا ہے وکل شیئٍ احصینٰہُ فی امام مبین اور فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئٍ اور خداوند عالم نے اپنے رسول کو وحی کی کہ جس غیب اور راز پر تمہیں کو مطلع کیا۔ اس پر تم علیؑ کو ضرور مطلع کرو۔ اور رسول نے علی کو حکم دیا۔ کہ بعد اُنکے قرآن کو جمع کریں اور متکفل غسل و کفن و حنوط آنحضرتؐ ہوں۔ اور غیروں کو نہ آنے دیں اور اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ حرام ہے تم پر اور میرے ازواج پر کہ نظر کریں میری شرمگاہ کی طرف۔ بجز میرے بھائی علیؑ کے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اور جو کچھ میرے پاس ہے، وہ اسی کا مال ہے۔ اور اس پر لازم ہے۔ کہ جو کچھ مجھ پر ہے وہ میرے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور میرے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ علیؑ بعد میرے کافروں سے تنزیل قرآن پر مقاتلہ کریگا۔ اور کسی صحابی کو بجز علی کے قرآن کے تاویل حاصل نہ تھی اور اس سبب سے پیغمبر نے فرمایا۔ کہ۔ دانا ترین مردم علم قضا میں علی ہے۔ یعنی چاہیئے کہ وہ قاضی تم سب کا ہو۔ اور عمر ابن الخطاب نے چند بار کہا۔ کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور عمر نے گواہی علم آنحضرتؐ کی دی۔ اور کچھ لوگ منکر ہیں یہ سن کر ہشام بدانجام دیر تک سر جھکائے رہا۔ اور بعد ایک لحظہ کے کہنے لگا جو آپ کی حاجت ہو بیان کیجئے حضرت نے فرمایا۔ میرے اہل و عیال یہاں آنے سے نہایت متوحش اور خوفناک ہیں۔ چاہتا ہوں مجھے گھر جانے کی رخصت ملے۔ ہشام نے کہا آج ہی آپ تشریف لے جائیں یہ سن کر حضرت نے اس سے معانقہ کیا۔ اور ہم اس سے رخصت ہوئے۔

سوال و جواب درمیان امام محمد باقرؑ اور عالم راہب

جب ہم ہشام کے مکان سے باہر آئے رخصت ہو کے تو ایک میدان جو سامنے ہشام کے مکان کے تھا انبوہ کثیر سے بھرا دیکھا۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں ہشام کے دربان نے کہا یہ سب قسیس اور راہب و علمائے نصاریٰ ہیں اور اس پہاڑ پر ان کا ایک بڑا عالم رہتا ہے کہ ہر سال یہ سب ان کے پاس حاضر ہو کے اپنے مسائل کو دریافت کرتے ہیں۔ اور یہ دن انکے اجتماع

کا ہے پس حضرت اس گروہ میں تشریف لے گئے اور میں بھی ہمراہ رہا حضرت نے اپنا سر مبارک ایک چادر سے لپیٹ لیا۔ اسلئے کہ وہ لوگ نہ پہچانیں اور اس جماعت کے ہمراہ بلا لئے گئے وہ تشریف لیگئے اور درمیان نصاریٰ بیٹھے۔ اس جماعت ترسانے ایک مسند عالم کے لئے بچھائی اور وہ آکے بیٹھا۔ وہ عالم بہت سن رسیدہ اور ایسا معمر تھا۔ کہ حواریین عیسیٰ کے کسی اصحاب کی صحبت سے مستفیض ہو چکا تھا۔ اور بوجہ پیرانہ سالی پلکیں اس کی آنکھوں کے اوپر آگئیں تھیں جب ایک پارچہ حریر سے اٹھا کے پلکیں اوپر باندھ لیتا تھا۔ اس وقت آنکھیں اسکی مثل دیدہ افعی حرکت میں آتی تھیں۔ اور حاضرین کی طرف نگاہ کرتا تھا جب یہ خبر ہشام کو پہنچی کہ حضرتؑ دیر نصاریٰ میں تشریف لے گئے ہیں۔ ایک اپنے خواص کو تفتیش حال کیلئے بھیجا۔ کہ جو کچھ درمیان حضرتؑ اور عالم نصاریٰ بات چیت گذرے۔ اس سے مطلع کرے۔ جب اس عالم نے حضرتؑ کو دیکھا۔ پوچھا آپ ہم سے ہیں یا امت مرحومہ سے۔ حضرتؑ نے فرمایا میں امت مرحومہ سے ہوں۔ اس راہب نے پوچھا آپ ان کے علما میں سے ہیں۔ یا جہال سے۔ حضرتؑ نے فرمایا جہال سے نہیں ہوں۔ یہ سن کر وہ راہب بہت مضطرب ہوا اور کہنے لگا آپ مجھ سے سوال کریں گے یا میں آپ سے کچھ پوچھوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو سوال کر راہب نے کہا۔ اے گروہ نصاریٰ تعجب ہے کہ کوئی شخص امت محمد سے مجھ سے یوں کہے کہ تو سوال کر۔ سزاوار ہے کہ چند سوال اس شخص سے پوچھوں پھر اس راہب نے کہا اے بندہ خدا وہ ساعت کون ہے جس کا نہ شب میں نہ دن میں شمار ہے۔ حضرت نے جواب دیا۔ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک۔ راہب نے پوچھا۔ یہ ساعت کون ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ ساعت ساعات بہشت سے ہے۔ اسوقت بیماریوں کو آفاقہ اور درد و مرض میں سکون ہوتا ہے اور تمام شب جاگا ہوا اس وقت سو جاتا ہے اور حق تعالیٰ نے اس ساعت کو دنیا میں طالبان حق کیلئے باعث رغبت قرار دیا ہے اور عمل کنندگان آخرت کے لئے ایک دلیل واضح بنایا ہے اور متکبرین و منکرین آخرت کیلئے حجت گردانا ہے اس عالم نے کہا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ اب یہ ارشاد کیجئے۔ کہ آپ لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اہل بہشت کھاتے پیتے ہیں۔ اور ان سے بول و براز جدا نہیں ہوتا۔ آیا دنیا میں اس کی نظیر ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں بچہ ماں کے پیٹ میں کھاتا پیتا ہے۔ جو کچھ اسکی ماں کھاتی پیتی ہے۔ مگر اس بچہ کے لئے بول و براز نہیں۔ یہ سن کر وہ عالم کہنے لگا ابھی آپ نے کہا میں علمائے امت مرحومہ سے نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے کہا تھا۔ جہال سے نہیں ہوں۔ راہب نے کہا۔ اس دعویٰ سے آگاہ کیجئے جو آپ لوگ کرتے ہیں کہ میوہ ہائے بہشت جس قدر تناول کئے جائیں کم نہیں ہوتے بلکہ اپنی حالت اول پر باقی رہتے ہیں۔ آیا اسکی نظیر دنیا میں ہے۔ حضرت نے جواب دیا ہاں۔ اسکی نظیر دنیا میں چراغ ہے۔ اگر ایک لاکھ چراغ ایک چراغ سے جلائے جائیں۔ اس چراغ کا نور کم نہ ہوگا۔ اور وہ اسی طرح باقی رہے گا۔ پھر راہب نے کہا آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ جس کا جواب آپ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا

سوال کر۔ راہب نے کہا۔ مطلع کیجئے حال سے اس شخص کے کہ وہ اپنی زوجہ سے ہم بستر ہوا۔ اور اس کی زوجہ
دو فرزندوں سے حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ساعت متولد ہوئے۔ اور ایک ہی وقت دونوں نے انتقال کیا
لیکن وقت وفات ایک کی عمر پچاس سال اور دوسرا ڈیڑھ سو برس زندگانی کر چکا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ دو فرزند
ایک کا نام عزیز دوسرے کا نام عزیرہ کہ ان دونوں کی ماں ایک وقت حاملہ ہوئی اور ایک ہی ساعت متولد ہوئے
اور تیس سال دونوں نے باہم زندگانی کی۔ پھر حق تعالیٰ نے عزیز کو مار ڈالا۔ بعد سو برس کے ان کو زندہ کیا۔ اس وقت
بیس برس باہم دیگر دونوں زندہ رہے۔ ایک ہی ساعت دونوں پھر فوت ہوگئے۔ یہ سن کر وہ راہب اٹھ کھڑا
ہوا۔ اور گروہ نصاریٰ سے کہنے لگا۔ تم لوگ مجھ سے زیادہ تر عالم اور دانا تر اسی لئے لائے ہو کہ مجھے رسوا کرو۔
قسم ہے خدا کی جب تک یہ شخص شام میں ہے۔ میں ہرگز تم سے کلام نہ کروں گا۔ جو چاہو اس شخص سے سوال کرو
بروایت دیگر جب رات ہوئی۔ وہ عالم حضرت پاس آیا۔ اور معجزات مشاہدہ کرکے مشرف باسلام ہوا جب یہ خبر
ہشام کو پہنچی۔ اور اسے دریافت ہوا کہ خبر مباحثہ امام محمد باقرؑ راہب سے تمام شام میں مشتہر ہوئی۔ اور اہل شام پر علم و کمال
آنحضرتؑ ظاہر ہوا۔ جناب امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ اس وقت ہشام نے خلعت حضرت کے لئے بھیجا اور بہت
جلد ہم کو مدینہ کی طرف روانہ کردیا۔ بروایت دیگر آنحضرتؑ کو قید کیا جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی کہ تمامی اہل زندان حضرتؑ
کے مرید و معتقد ہوگئے ہیں۔ اس وقت فوراً حضرتؑ کو مدینہ روانہ کیا۔ اور ہمارے آگے ایک قاصد دوڑایا کہ اثنائے
راہ سب شہروں میں منادی کرے کہ دو جادوگر فرزندان ابوترابؑ سے ایک محمد بن علیؑ اور دوسرے جعفر بن محمدؑ
جن کو ہم نے شام میں طلب کیا تھا۔ انہوں نے مذہب انصاریٰ کی طرف رجوع کی اور ان کا مذہب اختیار کیا
پس جو شخص ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے یا ان پر اسلام کرے یا ان سے مصافحہ کرے۔ خون اس کا مباح ہے
جب وہ قاصد شہر مدائن میں پہنچا۔ اور بعد اسکے ہم اس شہر تک پہنچے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ تمام اہل شہر نے ہم سے
احتراز کیا اور ہم کو دشنام دیں اور جناب امیرؑ کو ناسزا کہا۔ ہر چند ہمارے ملازموں نے حقیقت حال کو مبالغہ بیان کیا
مگر کسی دکاندار نے کھانے تک نہ دیا۔ جب ہم نزدیک دروازہ مدائن پہنچے۔ حضرتؑ نے ان سے بمدارت کلام کرکے
فرمایا۔ خدا سے ڈرو۔ جو کچھ تم سے کہا گیا۔ سب بے اصل ہے۔ ہم ایسے نہیں ہیں اور اگر ایسا ہی سمجھتے ہو۔ تو جس
حالت میں تم یہود و نصاریٰ سے معاملہ کرتے ہو۔ پھر ہم سے کیوں انکار کرتے ہو۔ ان بدبختوں نے جواب دیا تم یہود
و نصاریٰ سے بھی بدتر ہو۔ اسلئے کہ وہ جزیہ دیتے ہیں اور تم نہیں دیتے۔ بعد اسکے ہر چند حضرتؑ نے نصیحت
کی۔ فائدہ نہ بخشا۔ اور کہنے لگے ہم دروازہ نہ کھولیں گے جب تک تم اور تمہارے جانور ہلاک نہ ہو جائیں جب
حضرت نے مبالغہ و اصرار ان اشرار کا مشاہدہ کیا۔ پیادہ ہوکے فرمایا۔ اے جعفر تم اس جگہ کھڑے رہو۔ اور ایک
پہاڑ اس قرب میں تھا۔ کہ شہر مدائن اس پر سے بخوبی دکھائی دیتا تھا۔ حضرتؑ اس پہاڑ پر تشریف لے گئے

اور اہل شہر کی طرف رخ کیا۔ اور گوشہائے مبارک پر انگشت رکھ کے چند آیات جو قصہ شعیب میں بعثت شعیب پر اہل مدائن کی طرف مشتمل ہیں اور اہل مدین کا بوجہ نافرمانی شعیب معذب ہونا حضرت نے اس مقام تک جہاں حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے۔ بقیۃ اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین تلاوت فرمائی۔ بعد ازاں ارشاد کیا۔ قسم بخدا بقیۃ اللہ زمین پر ہم ہیں۔ بمجرد تلاوت آنحضرتؑ ایک سیاہ آندھی ایسی چلی۔ جس نے چھوٹے بڑے زن مرد کے کان تک یہ صدا پہنچا دی۔ کہ سب پر وحشت عظیم طاری ہوئی۔ اور سب اپنی اپنی جگہ پر چڑھ کے حضرت کی طرف دیکھنے لگے۔ بعد اسکے ایک مرد پیر نے ان میں سے حضرت کو اس حال میں مشاہدہ کر کے بصدائے بلند درمیان شہر صدا دی کہ اے اہل مدین خدا سے ڈرو۔ یہ بزرگ اس جگہ کھڑا ہے۔ جہاں حضرت شعیبؑ اپنی قوم کے واسطے کھڑے ہوئے تھے۔ قسم بخدا اگر تم لوگ دروازہ نہ کھولو گے مانند اس عذاب کے جو قوم شعیب پر نازل ہوا تم پر بھی نازل ہوگا۔ یہ سن کر یہ ڈرے اور دروازہ کھول دیا۔ اور ہم کو اپنے مکانوں میں جگہ دی۔ اور کھانا کھلایا۔ دوسرے روز ہم نے وہاں سے کوچ کیا۔ پھر حاکم مدائن نے یہ قصہ ہشام کو لکھا۔ اس ملعون نے جواب میں لکھا۔ کہ اس مرد پیر کو قتل کرو۔ بروایت دیگر اس مرد پیر کو طلب کیا۔ ہنوز وہ ہشام تک نہ پہنچا تھا کہ انتقال کیا۔ پھر ہشام نے حاکم مدائن کو لکھا کہ حضرتؑ کو زہر دلوا دے۔ اور قبل اسکے یہ ارادہ ظہور میں آئے۔ ہشام لعین جہنم واصل ہوا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے زرارہ سے کہ ایک روز میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا۔ کہ فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بلند پہاڑ پر کھڑا ہوں لوگ ہر طرف سے پہاڑ پر میرے پاس آتے ہیں جب لوگ بکثرت جمع ہوئے یکایک وہ پہاڑ بلند ہوا۔ اور ہر طرف سے لوگ گرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک جماعت قلیل باقی رہی۔ اور پانچ مرتبہ ایسا ہی ہوا گویا اس خواب کی تعبیر آنحضرت نے اپنی وفات سے فرمائی۔ بعد اس خواب کے پانچ روز گذرنے کے حضرت برحمت الٰہی ملحق ہوئے۔ قطب راوندیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے

گفتگو درمیان زید حضرت امام محمد باقرؑ

روایت کی ہے کہ زید بن حسنؑ نے میرے پدر بزرگوار سے اوقات حضرت رسولؐ نے مخاصمہ کیا۔ زید کہتے ہیں۔ حضرت حسنؑ چونکہ اولاد اکبر ہیں۔ اس لئے ان کا فرزند اوّل تر فرزند حسینؑ سے ہے ایک روز زید میرے چچا کو قاضی کے پاس لے گئے۔ اثنائے خصومت میرے چچا کو کہا۔ اے فرزند کنیز سندی۔ میرے چچا نے کہا۔ ایسی خصومت پر طرف ہو جس میں اسم مادران لیا جائے۔ اب جب تک زندہ ہوں تم سے کلام نہ کروں گا۔ یہ کہہ کے میرے پدر بزرگوار پاس آئے۔ اور کہا اے برادر میں نے قسم کھائی ہے کہ زید سے بات نہ کروں۔ آپ ہی پر مجھے اعتماد ہے اور اگر آپ اس کے معترض نہ ہوئے گا۔ میرا حق ضائع ہوگا جب زید نے سُنا۔ کہ حضرت مجھ سے متعرض ہونگے خوش ہوا۔ اور یہ جانا کہ میں ان کو لوگوں کی نگاہوں میں بے قدر کر دوں گا پس زید میرے پدر بزرگوار امام محمد باقرؑ پاس آیا۔ اور کہا آیئے قاضی پاس چلیں جب حضرت گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس کو نصیحت کی۔ اور کہا اس دعوئی ناحق سے باز رہ اور دوستان خدا

سے مخاصمہ نہ کر۔ اگر تو چاہے معجزہ دکھادوں اس وقت جانتا کہ حق ہماری طرف ہے۔ واضح ہو کہ تیرے ہاتھ میں
چھری ہے اور تو مجھ سے چھپاتا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے چھری بقدرت خدا کلام کر اور میری گواہی دے ناگاہ
چھری اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور بزبان فصیح کہا اے زید تو ستمگار ہے اور امام محمد باقرؑ ذیحق ہے اور تجھ سے
زیادہ سزاوار ہیں۔ اگر ان سے دستبردار نہ ہوگا۔ میں تجھے ہلاک کرونگی۔ زید اس حال کے مشاہدہ سے بیہوش ہوگئے
اور گر گئے۔ پھر میرے پدر عالی مقدار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ پتھر جس پر زید کھڑا تھا اس
در بر ہلا۔ قریب تھا۔ کہ شگافتہ ہو جائے اور جس حصہ پر میرے پدر نامدار کھڑے تھے اسے حرکت بھی نہ ہوئی۔ اور وہ پتھر
کہنے لگا اے زید تو ستم کرتا ہے امام محمد باقر علیہ السلام تجھ سے زیادہ ذیحق ہیں۔ ان سے دستبردار نہ ہو ورنہ تجھے قتل
کرونگا۔ پھر زید بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میرے پدر بزرگوار نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اٹھایا۔ اور فرمایا۔ یہ درخت جو
قریب ہے گواہی دے تو باور کرے گا۔ زید نے کہا۔ ہاں۔ پس حضرت نے درخت کو بلایا اور وہ درخت بقدرت
خدا متحرک ہوا اور زمین شگافتہ کر کے قریب آیا۔ یہانتک کہ اپنی شاخوں سے ان پر سایہ کیا اور قدرت خدا سے گویا
ہو کے کہا۔ اے زید تو ستمگار ہے۔ اور امام محمد باقرؑ تجھ سے زیادہ تر ذیحق ہیں۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھا ورنہ
ہلاک کر ڈالوں گا۔ پھر زید بیہوش ہو کے زمین پر گر پڑا۔ حضرتؑ نے زمین سے اُسے اٹھالیا۔ اور درخت اپنی جگہ
پر واپس گیا۔ یہ دیکھ کر زید نے قسم کھائی کہ امام محمد باقرؑ سے منازعت و مخاصمت نہ کرونگا۔ اسکے بعد حضرتؑ واپس
تشریف لائے اور زید اسی دن متوجہ شام ہو کے عبدالملک بن مروان پاس گیا۔ جب اسکی مجلس میں داخل ہوا
کہا۔ اسوقت میں ایک ایسے جھوٹے جادوگر کے پاس سے آیا ہوں۔ کہ اس کا زندہ چھوڑنا تم پر حلال نہیں۔ بعد ازاں
جو کچھ معجزات حضرت سے مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ یہ سن کر عبدالملک نے عامل مدینہ کو لکھا کہ امام محمدؑ
کو قید کر کے میرے پاس بھیج دے اور زید سے کہا۔ اگر میں انکے قتل کا حکم دوں تو بجالاؤ گے۔ زید نے کہا
ہاں جب یہ حکم عامل مدینہ پاس پہنچا۔ اس نے جواب میں لکھا جو کچھ میں لکھتا ہوں از روئے مخالفت و نافرمانی نہ
بلکہ محض نصیحت و خیر خواہی سے ہے۔ اور جن کی ذلت و خواری کا حکم آپ نے دیا اور طلب کیا ہے۔ وہ ایسے بزرگ
ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص عفت نفس اور زاہد و ورع و عبادت میں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا جب وہ محراب
عبادت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ سدا بتلاوت قرأت بلند کرتے ہیں۔ اسوقت وحشیان و مرغان ہوا ان کی آواز
سننے آتے ہیں۔ ان کی تلاوت مثل تلاوت داؤد ہے۔ جب وہ زبور پڑھتے تھے وہ جناب دانا ترین مردم اور بہت
ہی نرم دل اور تضرع و زاری عبادت میں سعی کنندہ مردم ہیں۔ دولت خلیفہ کے لئے میں مناسب نہیں جانتا کہ ایسے
بزرگ سے متعرض ہو کے ایذا رسانی کی جائے۔ اسلئے کہ بکر دولت خلیفہ پر مجھے خوف ہے کہ مبادا کوئی گزند پہنچے
کیونکہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں پر اپنی نعمت کو متغیر نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے حالات کو اس کی شکر نعمت میں تغیر
کریں جب یہ خط عبدالملک پاس پہنچا اسے مضمون نامہ پسند آیا اور عامل سے خوش ہوا کہ اسے اس امر قبیح پر سما

کہ بلکہ اس نے جانا۔ کہ درحقیقت میری خیر خواہی کی ہے۔ جب اسکے خط کا مضمون زید کو سنایا۔ زید نے کہا۔ عامل کو اس نے روپیہ دیکر راضی کر لیا ہے۔ عبدالملک نے کہا۔ کوئی بہانہ تمہارے ذہن میں آتا ہے کہ اس بہانے انتقام لوں۔ زید نے کہا ہاں ان کے پاس شمشیر رسولؐ اور جمیع اسلحہ وزرہ وانگشتری وعبا اور تبرکات آنحضرتؐ ہیں کسی کو بھیج کے یہ چیزیں ان سے طلب کیجئے اگر وہ نہ بھیجیں اس وقت انکے قتل کی راہ مل سکتی ہے اور طعن مردم سے معذور رہنا بھی اس صورت میں ممکن ہے۔ پس عبدالملک نے پھر عامل مدینہ کو لکھا۔ کہ ایک لاکھ درہم امام محمد باقر علیہ السلام کو بھیج کے اسلحہ وزرہ رسول ان سے طلب کرو۔ عامل مدینہ میرے پدر پاس آیا۔ اور نامہ عبدالملک پڑھ کے سنایا حضرتؑ نے فرمایا چند روز کی مجھے مہلت دو۔ عامل نے کہا۔ بہت اچھا۔ پس میرے پدر نے اشیاء مطلوبہ عبدالملک اور علاوہ ان کے اشیاء دیگر مہیا فرما کے عامل مدینہ پاس بھیج دیں عامل نے عبدالملک پاس روانہ کیا۔ عبدالملک نے جب اشیاء مرسلہ عامل دیکھیں۔ بہت خوش ہوا۔ اور زید کو بلا کے دکھایا۔ زید نے کہا۔ انہوں نے تم کو دھوکا دیا ان میں سے ایک بھی اسلحۂ رسولؐ سے نہیں۔ پھر عبدالملک نے میرے پدر بزرگوار کے پاس لکھا۔ کہ میرا مال آپ نے لے لیا۔ اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا۔ وہ نہ بھیجا۔ حضرت نے جواب لکھا جو کچھ میرے پاس تھا۔ تمہارے لئے بھیجا۔ یقین کرو۔ پس بظاہر عبدالملک نے حضرت کی تصدیق کر کے اہل شام کو بلایا اور معجزہ وہ اشیاء ان کو دکھا کے کہا۔ یہ سب اسلحۂ رسول ہیں اور میرے لئے بھیجی ہیں اور بحسب ظاہر زید کو قید کیا اور کہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میں نہیں چاہتا ہوں کسی فرزندان فاطمہؑ کے خون میں مبتلا ہوں۔ بتحقیق کہ تم کو قتل کرتا۔ اور ایک نامہ حضرتؑ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ آپکے پسر عم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کہ آپ ان کو ادب دیں۔ اور وہ آپکی خدمت میں ہے۔ اور ایک گھوڑے کا زین حضرت کو ہدیہ بھیجا۔ کہ اسے گھوڑے پر باندھ کے سوار ہوا کریں جب زید کو میرے پدر عالی مقدار کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے بنور امامت جانا یہ سب مکر وہ حیلہ ہے اور اس ملعون نے زید کو اسلئے بھیجا ہے۔ کہ مجھے شہید کرے۔ پس حضرتؑ نے زید سے کہا تجھ پر وائے ہو۔ تو نے ارادہ کیا ہے وہ کس قدر عظیم ہے۔ اور یہ کیا امر شنیع ہے جو تیرے ہاتھوں سے ہوگا۔ تیرے گمان میں یہ ہے میں اس سے واقف نہیں ہوں جس کا تیرا ارادہ ہے البتہ میں جانتا ہوں کہ اس زین کو کس درخت کی لکڑی سے بنایا ہے اور اس میں کیا چیز پنہاں ہے۔ لیکن یوں ہی مقدر ہوا ہے کہ اسی طرح میری شہادت ہو۔

بیان وفات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

پس بحکم عبدالملک لعین اس زین کو گھوڑے پر باندھا اور حضرت سوار ہوئے اس زین کے اندر زہر رکھا تھا۔ اس زہر نے جسم مبارک میں نفوذ کیا جب حضرتؑ واپس تشریف لائے جسم مبارک پر ورم آگیا تھا۔ جب آثار موت حضرتؑ نے مشاہدہ فرمائے بحکم کیا کہ کفن لائے حضرت حاضر کریں جامہ ہائے

سفید تھے۔ جن میں حضرتؑ نے احرام حج باندھا تھا۔ فرمایا۔ ان کو میرے کفن میں قرار دینا۔ بعد اسکے حضرتؑ کو تین روز درد والم رہا۔ اور تیسرے روز جمیع شہدائے اہل بیت رسالتؐ سے ملحق ہوگئے جناب صادقؑ نے فرمایا وہ زین اب تک ہمارے پاس لٹکا ہے جس وقت اس پر ہماری نظر پڑتی ہے۔ شہادت آنحضرتؑ یاد آتی ہے۔ اور وہ زین اسی طرح لٹکا رہے گا۔ جب تک کہ ہم اپنا خون اپنے دشمنوں سے طلب کریں بعد کئی روز کے زید کو ایک درد عارض ہُوا۔ اور وہ مخبط ہو کے ہذیان بکتا اور نماز نہ پڑھتا تھا۔ یہانتک کہ بعذاب الٰہی واصل ہُوا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد باقرؑ علیہ السلام کا ایک دانت ٹوٹ گیا حضرتؑ نے اس دانت کو ہاتھ میں لیا۔ اور الحمد للہ کہہ کے حضرت امام جعفر صادقؑ سے فرمایا جب مجھے دفن کرنا اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ بعد کئی سال کے دوسرا دندان مبارک ٹوٹا۔ پھر حضرتؑ نے دست مبارک میں لیا اور الحمد للہ کہہ کے فرمایا۔ اے جعفر جب میں دنیا سے جاؤں اس دانت کو میرے ہمراہ کفن کر دینا۔ کتاب کافی و بصائر الدرجات و جمیع کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار ایک دفعہ ایسے بیمار ہوئے کہ اکثر لوگوں کو زندگی سے یاس ہوگئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس مرض میں دنیا سے رحلت نہ کرونگا۔ اسلئے کہ دو شخص میرے پاس آئے۔ اور مجھے ایسی ہی خبر دے۔ بعد انکے اس مرض سے حضرتؑ نے صحت پائی اور ایک مدت تک صحیح و سالم رہے۔ ایک روز امام جعفر صادقؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ ایک جماعت اہل مدینہ کو حاضر کرو۔ جب ان لوگوں کو حاضر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے جعفر جب میں بعالم بقا رحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور تین کپڑوں میں کفن کرنا۔ کہ ان میں سے ایک ردائے حبرہ تھی جسے اوڑھ کر نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ دوسرا پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور فرمایا۔ ایک عمامہ میرے سر پر باندھنا اور اس امامہ کو جامہائے کفن میں حساب نہ کرنا۔ اور مقام لحد پر زمین کو میرے لئے کھود دینا۔ کیونکہ میں جسیم ہوں۔ زمین مدینہ میں لحد میرے لئے نہیں بن سکتی اور میری قبر کو زمین سے چار انگشت اونچا کرنا۔ اور پانی میری قبر پر چھڑکنا۔ پس اہل مدینہ کو گواہ کیا۔ جب وہ لوگ باہر گئے۔ میں نے عرض کیا۔ اے پدر بزرگوار جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اسکی میں تعمیل کرتا۔ گواہ کی حاجت نہ تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے فرزند اسلئے میں نے ان کو گواہ کیا۔ کہ وہ لوگ سمجھ جائیں تم ہی میرے وصی ہو۔ اور امامت میں تم سے تنازعہ نہ کریں میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج سب دن سے زیادہ تر صحیح میں آپ کو پاتا ہوں۔ اور کوئی بیماری بھی نہیں دیکھتا حضرت نے فرمایا۔ ان دو شخصوں نے جنہوں نے اس مرض میں صحت کی خبر دی تھی۔ اس مرض میں وہ میرے پاس آئے اور کہا آپ اس مرض میں بعالم بقا رحلت کرینگے۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ اے فرزند گرامی تم نے کہا نہیں کہ حضرت علی ابن الحسینؑ نے مجھے دیوار کے پیچھے سے آواز دی۔ کہ اے محمد آ۔ اور جلدی آؤ کہ ہم تمہارے منتظر ہیں۔ کتاب بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ

جناب صادقؑ نے فرمایا۔ کہ میں شب وفات پدر عالی مقدار کی خدمت میں حاضر ہُوا کہ حضرت سے باتیں کروں۔ مجھے حضرت نے ارشاد کیا، کہ الگ رہو۔ حضرت کسی سے کوئی راز کہہ رہے تھے کہ میں اس شخص کو نہیں دیکھتا تھا۔ یا یہ کہ پروردگار سے مناجات کرتے تھے۔ بعد ایک ساعت کے پھر حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی میں آج کی رات اس دنیائے فانی کو وداع کرتا ہوں اور بجانب ریاض قدس کوچ کرتا ہوں۔ اور آج ہی کی رات حضرت رسولؐ نے بعالم بقا رحلت کی تھی۔ اسوقت میرے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام میرے لئے ایک شربت لائے اور میں نے وہ شربت پیا۔ آنحضرتؑ نے مجھے بقائے حق تعالیٰ کی بشارت دی۔ قطب راوندی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب شب وفات پدر بزرگوار ہوئی۔ اور حال حضرت کا متغیر ہُوا۔ قاعدہ یہ تھا پانی حضرت کے وضو کیلئے ہر شب نزدیک خوابگاہ رکھتے تھے۔ اس شب دومرتبہ فرمایا۔ پانی پھینک دو۔ لوگوں نے جانا حضرتؑ تپ کی بیہوشی میں فرماتے ہیں ایسا پس میں نے جاکے پانی پھینک دیا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک چوہا اس پانی میں پڑا تھا اور حضرت بنور امامت مطلع تھے کلینیؒ نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ایک شخص چند میل مدینہ سے دور تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا۔ کوئی کہتا ہے جا امام محمد باقرؑ پر نماز پڑھ کر ملائکہ ان کو بقیعہ میں غسل دے رہے ہیں۔ وہ شخص بیدار ہُوا۔ اور بسرعت تمام متوجہ مدینہ ہُوا جب بقیع میں پہنچا۔ سنا کہ حضرت نے بعالم بقا رحلت کی ہے اور دیکھا کہ حضرتؑ کو غسل دے رہے ہیں

تاریخ وسن وفات امام محمدؑ باقر علیہ السلام

ایضاً بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا۔ اے جعفر میرے اوپر رونے والوں کے واسطے میرے مال سے کچھ وقف کردو کہ دس سال بمقام منیٰ موسم حج میں وہ مجھ پر گریہ و ندبہ کریں اور ہر سال ماتمداری میں تجدید کریں۔ اور میری مظلومیت پر روئیں۔ مشہور یہ ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۱۱۶ھ اور بعضوں نے ۱۱۷ھ بھی لکھی ہے۔ اور ماہ وفات آنحضرتؑ کو بھی بعض نے ماہ ذوالحجہ اور بعض ماہ ربیع الاول الآخر لکھتے ہیں۔ شیخ شہیدؒ اور دیگر علما نے لکھا ہے کہ عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات ستاون سال تھی اس حساب سے کہ اپنے جد بزرگوار امام حسینؑ کے ہمراہ چار سال اور اپنے پدر نامدار کے ساتھ چونتیس سال رہے اور مدت خلافت آنحضرتؑ ۔۔۔۔ انیس سال تھی۔ اور بعضوں نے مدت حیات آنحضرتؑ اٹھاون لکھی ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں محمد بن سنان سے روایت کی ہے کہ ولادت آنحضرتؑ تین سال قبل شہادت امام حسینؑ واقع ہوئی۔ اور رفت وفات عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال تھی اور مدت امامت انیس سال تھی اور وفات آنحضرتؑ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی۔ اس حساب سے کہ اپنے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ علیہ السلام کے ہمراہ ۳۴ سال دو مہینے کم رہے اور بعد وفات آنحضرتؑ آپ انیس سال زندہ رہے۔ کلینیؒ بسند معتبر جناب صادقؑ

سے روایت کی ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۱۱۴ھ میں واقع ہوئی اور عمر شریف آنحضرتؑ ستاون سال ہوئی اور مدت امامت اُنیس سال دو ماہ تھی ابن بابویہؒ و دیگر علمائؒ نے لکھا ہے۔ کہ شہادت آنحضرت بحکم ابراہیم بن ولید واقع ہوئی۔ اور حضرتؑ کو زہر دیا۔ اور بعضوں نے ہشام بن عبدالملک کو بھی لکھا ہے اور روایت قطب راوندیؒ بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ شہادت آنحضرت بحکم عبدالملک واقع ہوئی۔ یہ روایت مخالف اول مشہورہ و تواریخ معروفہ ہے۔ اور شاید اس روایت میں ہشام لکھنا رہ گیا ہو۔ اور قبر مقدس باتفاق فریقین بقیع میں بہ پہلوئے پدر بزرگوار امام زین العابدینؑ اور جد بزرگوار امام حسنؑ کے واقع ہے کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام نے بعالم بقا رحلت کی جناب صادقؑ ہر شب حکم فرماتے تھے کہ جس حجرہ میں آنحضرتؑ نے وفات پائی۔ اس میں چراغ روشن کریں۔

****

باب چہارم

بیان تاریخ ولادت و وفات و بعض حالات بابرکات خلاصۂ دودمان سرورِ کائنات امام ششم حضرت مبین المشکلات جعفر بن محمد صادق ؑ

فصل اوّل

بیان نسب و اسم و کنیت و لقب و تاریخ ولادت کثیر السعادت

اسم شریف آنحضرت جعفر اور کنیت ابو عبداللہ اور القاب آنحضرتؑ صابر و فاضل و طاہر و صادق اور مشہور ترین القاب صادق ہے۔ ابن بابویہؒ نے قطب راوندی سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا۔ کہ بعد آپکے امام کون ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ محمد باقرؑ کہ وہ علم کو شگافتہ کرتا ہے جو حق شگافتہ کرنے کا ہے پھر سوال کیا۔ ان کے بعد کون امام فرمایا جعفر کہ ان کا نام آسمانوں کے باشندوں میں صادق ہے پوچھا۔ انکو خاص صادق کیوں کہتے ہیں۔ حالانکہ سب امام صادق اور سچے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر نامدار اور انہوں نے اپنے جد عالی مقدار جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب میرا فرزند جعفر بن محمد بن علی بن حسینؑ متولد ہو اس کا نام صادق رکھنا۔ اس لیئے کہ اس کے پانچویں فرزند کا نام جعفر ہوگا۔ وہ دعویٰ امامت دروغ کرکے خدا پر افترا کرے گا۔ اور خدا کے نزدیک جعفر کذاب مفتری ہے پھر امام زین العابدینؑ نے گریا فرماکے کہا گویا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس نے خلیفۂ جور کو تفحص امام زمان یعنی صاحب العصر کی تلاش پر آمادہ کیا ہے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ میانہ قد بلند نورانی چہرہ رنگ گورا کشیدہ بینی تھے اور بال گھونگھر والے تھے اور رخسار مبارک پر ایک خال سیاہ تھا۔ بروایت امام رضا نقش انگشتری آنحضرتؑ اللہ ولی وعصمتی من خلقہ تھا و بروایت معتبر دیگر اللہ خالق کل شیئ و بروایت دیگر انت ثقتی فاعصمنی من الناس و بروایت دیگر۔ ربی عصمنی من خلقہ تھا ولادت آنحضرت موافق مشہور ۸۳ھ میں ہوئی اور بعض ۸۰ھ اور بعض ۸۶ھ بھی لکھتے ہیں۔ مگر اشہر یہ ہے کہ سترہویں ماہ ربیع الاول کو ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ اور ماہ رجب بھی لکھی ہے۔ روز ولادت کو بعض جمعہ اور بعض دوشنبہ لکھتے ہیں۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور مادر

آنحضرتؑ ام فروہ دختر قاسم پسر محمد بن ابو بکر ہیں۔ اور مضر نہیں کہ پدران و مادران انبیاء و اوصیا میں کوئی کافر ہو یا منافق۔ اور چاہیئے تو یہ ہے۔ انبیاء اور اوصیاء پشت کافر اور شکم کافرہ میں نہ ہوں۔ اور لکھا ہے نام مادر آنحضرت فاطمہؑ تھا کلینی نے بسند معتبر آنحضرتؑ سے روایت کی ہے۔ کہ قاسم بن محمدؒ معتمدان و مخصوصان امام زین العابدینؑ سے تھے اور ہماری والدہ ان سے تھیں کہ ایمان لائی تھیں اور پرہیزگار و نیکوکار تھیں۔ خدا نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے بسند ہائے معتبرہ منقول ہے کہ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ در بارۂ امام کچھ کلام نہ کرو۔ کہ تمہارے عقلہائے ناقص وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ امام جب شکم مادر میں ہوتا ہے لوگوں کے کلام سنتا ہے اور ختنہ کیا ہوا متولد ہوتا ہے اور جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے صدا بکلمہ شہادتین بلند کرتا ہے۔ اور فرشتہ دونوں آنکھوں کے درمیان اس آیہ کو لکھتا ہے۔ وتمت کلمة ربک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمته وهو السمیع العلیم اور جب مرتبہ امامت فائز ہوتا ہے حق تعالیٰ اسکیلئے ہر شہر میں ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ احوال اس شہر کا امام سے عرض کیا

فصل دوسری بیان ان بعض ظلم و ستم کا جو جابروں سے حضرت کو پہنچے

روایت معتبرہ میں منقول ہے کہ ابو العباس سفاح جو کہ پہلا خلیفہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا۔ اس نے حضرتؑ کو مدینہ سے عراق میں طلب کیا۔ اور بعد مشاہدہ معجزات بسیار و علوم بے شمار مقادم اخلاق و اطوار آنحضرتؑ اس سے نہ ہو سکا۔ کہ اذیت پہونچائے۔ اس وجہ سے اس نے حضرتؑ کو رخصت کر دیا اور حضرتؑ نے جانب مدینہ معاودت کی۔

احکام منصور دوانقی مشیت حضرت صادقؑ

جب منصور دوانقی برادر عباس مذکور نے غصب خلافت کی۔ اور کثرت شیعان و اتباع آنحضرتؑ پر مطلع ہوا۔ دوسری مرتبہ حضرتؑ کو عراق میں طلب کیا۔ اور پانچ مرتبہ یا زیادہ قتل آنحضرت کا ارادہ کیا۔ اور ہر دفعہ معجزہ عظیم آنحضرتؑ سے مشاہدہ کر کے اپنے قصد سے باز رہا۔ چنانچہ ابن بابویہؒ و ابن شہر آشوبؒ اور دیگر علماء نے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز منصور دوانقی نے جناب صادقؑ کو طلب کیا۔ کہ قتل کرے۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار حاضر کریں۔ پھر فرش چرمی بچھایا گیا۔ اسوقت ربیع دربان سے کہا جب وہ آئیں اور میں ان سے مشغول سخن ہوں۔ اور تالی بجاؤں تو ان کو قتل کرنا۔ ربیع کہتا ہے۔ جب حضرت کو لایا منصور دوانقی کی نظر حضرت پر پڑی کہا مرحبا خوش آمدی اے ابو عبد اللہ میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے۔ کہ تمہارا قرض ادا کر کے تمہاری حاجت روا کروں۔ یہ کہہ کے بہت عذر کئے اور حضرت کو روانہ کیا۔ اور مجھ سے کہہ دیا۔ حضرت کو تیسرے روز مدینے روانہ کرنا جب ربیع باہر آیا حضرتؑ کی خدمت میں پہنچا۔ اور کہا یا ابن رسول اللہ وہ تلوار اور فرش چرمی جو آپ نے ملاحظہ کیا۔ آپ کے لئے تھا۔ آپ نے کونسی دعا پڑھی کہ اس کی شرارت سے محفوظ رہے

حضرت نے فرمایا میں نے یہ دعا پڑھی تھی۔ اور دعا اسے تعلیم کی۔ وبروایت دیگر۔ ربیع پھر کے آیا۔ اور منصور سے کہا کس سبب سے آپ کا خشم وغضب مبدل بہ خوشنودی ہوا۔ منصور نے کہا۔ اے ربیع جب وہ میرے گھر میں آئے اس وقت میں نے ایک بہت بڑے اژدہے کو دیکھا۔ کہ وہ میرے قریب آیا وہ اپنے دانت مجھ پر چباتا اور بزبان فصیح کہتا تھا۔ اگر کچھ بھی گزند وآسیب امام زمان کو تو نے پہنچائی جان لینا تیرا گوشت استخوان سے جدا کر دونگا پس میں نے اس خوف سے ایسا کچھ کیا۔ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے جب منصور ناشکور جس سال حج کو آیا۔ بمقام ربذہ پہنچا۔ ایک روز جناب صادقؑ پر خشمناک ہوا۔ اور ابراہیم بن جبلہ سے کہا۔ جا کے جامہ ہائے جعفر بن محمد کو ان کی گردن میں ڈال دے۔ اور کشاں کشاں میرے پاس حاضر کر۔ ابراہیم نے کہا جب میں باہر گیا حضرت کو مسجد ابوذر میں پایا۔ اس وقت مجھے شرم آئی کہ اس کا حکم بجالاؤں۔ پس حضرتؑ کی آستین سے لپٹ کے کہنے لگا چلئے آپ کو خلیفہ نے بلایا ہے حضرت نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مجھے دو رکعت نماز کی مہلت دے۔ پھر حضرت نے دو رکعت نماز پڑھ کے اور بہت گریہ کر کے میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا جس طرح اس نے تجھے حکم دیا ہے اسی طرح سے چل میں نے کہا قسم بخدا۔ اگرچہ مارا بھی جاؤں۔ لیکن اسی طرح نہ لے جاؤنگا۔ میں نے حضرت کا ہاتھ پکڑا اور لے گیا مجھے یقین کامل تھا کہ وہ حضرت کو قتل کریگا جب حضرت نزدیک پردہ منصور پہنچے دوسری دعا حضرتؑ نے پڑھی اور داخل مجلس ہوئے جب اس شقی کی نظر حضرت پر پڑی۔ عتاب شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا میں تم کو قتل کرونگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مجھ سے دست بردار ہو کہ میرا زمانہ مصاحبت تیرے ہمراہ بہت کم باقی ہے اور بہت جلد مفارقت ہوگی جب اس شقی نے یہ سنا حضرت کو رخصت کیا۔ اور عیسیٰ ابن علی کو عقب آنحضرتؑ روانہ کیا اور کہا جا کے دریافت کر ان سے میری مفارقت میرے انتقال کے بعد ہوگی یا ان کی موت سے۔ جب اسنے جا کے حضرتؑ سے پوچھا۔ حضرتؑ نے فرمایا بلکہ میری موت سے مفارقت ہوگی عیسیٰ نے پھر آ کے منصور سے یہ خبر بیان کی۔ وہ شقی اس خبر سے بہت خوش ہوا

حکایت ربیع دربان منصور دوانقی

ایضاً روایت کی ہے۔ کہ ایک روز منصور ملعون اپنے قصر احمر میں بیٹھا۔ اور جس روز اس قصر شوم میں وہ شقی بیٹھتا تھا۔ اس دن کا روز ذبح نام رکھا تھا۔ اسلئے کہ اس عمارت میں خاص واسطے قتل وسیاست کے بیٹھتا تھا۔ ان دونوں میں جناب صادقؑ کو مدینہ سے طلب کیا تھا۔ اور حضرت آ گئے تھے۔ جب کچھ رات گذری ربیع دربان کو طلب کیا اور کہا۔ تیری قدر ومنزلت جس قدر میرے نزدیک ہے اس سے تو واقف ہے کہ میں نے کس قدر تجھے محرم راز کیا ہے اور اکثر اوقات تجھے ایسے چند رازوں سے میں نے مطلع کر دیا ہے کہ ان کو اپنے اہل حرم تک سے پوشیدہ رکھتا تھا ربیع نے کہا یہ سب خلیفہ کا وفور اشفاق ہے مگر میں بھی خیر خواہی سرکار میں اپنے سے زیادہ کسی پر گمان نہیں کرتا۔ منصور نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ اس وقت تم جا کے جعفرؑ

بن محمد کو جس حال میں پانا۔ اسی طرح میرے پاس لے آنا۔ اور اتنی مہلت بھی نہ دینا۔ کہ اپنی حالت وہیئت کو بدل سکیں۔ ربیع کہتا ہے۔ میں باہر آیا۔ اور کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں ہلاک ہوا۔ اسلئے کہ اگر ان کو اس وقت اس لعین پاس لاتا ہوں۔ تو یہ شقی غصہ میں بھرا بیٹھا ہے۔ بیشک حضرت کو قتل کر دیگا۔ اور عقبیٰ میرے ہاتھ سے جاتی رہے گی اور اگر سستی وکاہلی کروں اور حضرت کو نہ لاؤں مجھے قتل کریگا۔ بلکہ میری نسل کو قطع کرکے میرا مال لوٹ لے گا۔ مجھے دنیا و آخرت کے اختیار میں تردد ہوا۔ اور میرا نفس دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اور میں نے دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ محمد پسر ربیع نے کہا جب میرا باپ گھر میں آیا۔ مجھے بلایا۔ اور میں سب بیٹوں میں جری و شقی القلب تھا۔ میرے باپ نے کہا۔ جعفر بن محمد پاس دیوار کی طرف سے گھر میں کود جا۔ اور جس حال میں حضرتؑ کو دیکھنا۔ اسی حال میں لے آنا۔ میں آخر شب حضرتؑ کے مکان میں سیڑھی لگا کے داخل ہوا کیا دیکھتا ہوں۔ حضرتؑ ایک پیراہن پہنے اور رومال کمر سے باندھے مشغول نماز ہیں۔ جب حضرتؑ نماز سے فارغ ہوئے میں نے کہا چلئے۔ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک دعا پڑھنے کی مہلت دے کہ غسل کرکے مہیا سفر اور جامہ پہن لوں۔ میں نے انکار کیا۔ حضرت نے فرمایا مجھے غسل کرنے کی مہلت دے کہ غسل کرکے مہیائے مرگ ہوں۔ میں نے کہا حکم نہیں ہے۔ پس ان بزرگ ضعیف کو کہ ستر سال سے عمر ان کی زیادہ تھی۔ اسی طرح کہ ایک پیراہن پہنے تھے۔ سر و پا برہنہ گھر سے باہر لایا جب تھوڑی راہ طے کی۔ ضعف نے حضرتؑ پر غلبہ کیا مجھے ان پر رحم آیا۔ اور اپنے شتر پر میں نے سوار کیا۔ جب دروازہ قصر خلیفہ پر پہنچے میں نے سنا۔ کہ خلیفہ میرے باپ سے کہہ رہا ہے۔ اے ربیع تجھ پر وائے ہو دیر لگی اور وہ نہ آسکے یہ سن کر ربیع باہر آیا جب اسکی نظر حضرت پر پڑی اور اس حال سے ان کو دیکھا رونے لگا اس لیے کہ حضرتؑ سے وہ بہت خلوص رکھتے تھے۔ اور ان جناب کو امام زادہ جانتے تھے حضرتؑ نے فرمایا اے ربیع میں جانتا ہوں کہ تم میری طرف رجحان رکھتے ہو۔ اس قدر مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھوں اور اپنے پروردگار سے مناجات کر لوں۔ ربیعؒ نے کہا۔ جو آپ چاہیں کریں۔ یہ کہہ کے منصور پاس گیا۔ وہ لعین نہایت طیش وغضب میں یکتا تھا۔ کہ جعفر کو جلدی لاؤ۔ حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور دیر تک خدا سے راز سے عرض نیاز کرتے تھے جب فارغ ہوئے۔ ربیع ہاتھ حضرت کا پکڑ کے داخل قصر ہوا حضرت نے قصر میں بھی ایک دعا پڑھی۔ جب امام عصر کو قصر میں لے گیا۔ اور اس شقی نے حضرت کو دیکھا۔

درمیان منصور و امام جعفر صادقؑ گفتگو

بکمال خشم وغضب منصور نے کہا۔ اے جعفر تم فرزندان عباس سے حسد و بغاوت ترک نہیں کرتے ہر چند تم ان کی خرابیٔ ملک میں کوشش کرتے ہو۔ مگر مفید نہیں ہوتی۔ حضرت نے فرمایا قسم

بخدا جو کچھ تو نے کہا۔ اس میں سے میں نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ تو جانتا ہے۔ کہ ہم زمانہ بنی امیہ میں جو کہ ہم پر سب سے دشمن ترین خلق تھے۔ باوجودیکہ ان سے ہم پر اور ہمارے اہل بیت پر کیا کیا آزار و ستم پہنچے۔ مگر ہم نے اُن سے برائی نہ کی۔ پھر تم سے کیوں ایسا کرتے کہ تم خویشی نسبتی ہم سے رکھتے ہو۔ اور اشفاق و الطاف تمہارے ہمارے اور ہمارے اقارب کی نسبت بہت ہیں۔ یہ سن کر منصور ایک ساعت سر نیچے کئے رہا۔ اور اس وقت وہ ملعون فرش پر بیٹھا تھا تکیہ کئے تھا۔ اور ہمیشہ مسند کے نیچے تلوار رکھتا تھا کہنے لگا تم جھوٹ کہتے ہو یہ کہہ کے مسند کے نیچے سے کئی خط نکال کر حضرت کے آگے پھینک دیئے۔ اور کہا یہ خط اہل خراسان کو تم نے ہی لکھے ہیں کہ وہ مجھ سے بیعت شکستہ کر کے تم سے بیعت کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا انہوں نے مجھ پر افترا کی ہے۔ میں نے یہ خطوط ان کو نہیں لکھے۔ اور یہ ارادہ میں نے نہیں کیا۔ جب جوانی میں اس عزم پر جرأت میں نے نہ کی تو اب اس ضعف و پیری میں ایسا قصد کیوں کرونگا۔ اگر منظور ہو مجھے اپنے لشکر میں مقرر کر دے کہ موت جلدی آجائے اور میری اب موت قریب ہے۔ ہر چند حضرت سخنان نرم آمیز کہتے تھے طیش غضب اس ملعون پر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ پھر تلوار ایک بالشت غلاف سے کھینچ لی۔ ربیع کہتا ہے جب میں نے دیکھا کہ اس شقی نے تلوار پر ہاتھ ڈالا ہے۔ کانپنے لگا۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ وہ لعین حضرتؑ کو شہید کرے گا۔ اس کے بعد اس نے تلوار کو غلاف میں کیا۔ اور کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس سن میں چاہتے ہو فتنہ برپا کرو۔ اور خونریزی ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا یہ خطوط میں نے نہیں لکھے میرا کوئی خط اور مہر نہیں ہے مجھ پر افترا کیا ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے پھر تلوار ایک بالشت کے باہر نیام سے کھینچ لی۔ اس دفعہ میرا یہ قصد ہوا۔ کہ اگر یہ شقی مجھے قتل حضرتؑ کا حکم دے گا۔ تو یہ تلوار لے کر اپنے اوپر ماروں گا۔ اگرچہ میرے اور میری اولاد کے ہلاک کا باعث ہو۔ اور حق حضرتؑ میں جو میں نے اس سے پہلے کیا تھا توبہ کی۔ بعد اسکے اس شقی کی آتش کینہ اور زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور تلوار غلاف سے تمام کھینچ لی حضرت اس بدبخت کے سامنے کھڑے منتظر شہادت تھے اور ہر چند عذر کرتے تھے۔ وہ ملعون قبول نہ کرتا تھا۔ اس کے بعد ایک ساعت سر جھکائے رہا۔ پھر سر اٹھا کے کہا۔ تم سچ کہتے ہو اور مجھ سے مخاطب ہو کے کہا۔ اے ربیع میرا خاص شیشہ عطر کا جلدی لا۔ جب میں لایا۔ اس نے حضرتؑ کو نزدیک بلا کے اپنی مسند پر بٹھایا۔ اور خوشبو لے کر محاسن مبارک آنحضرتؑ کو خوشبو کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ میرے گھوڑوں میں جو سب سے اچھا ہو حاضر کرو۔ اور حضرتؑ کو اس پر سوار کر کے دس ہزار درہم ان کو عطا کئے۔ اور ان کے ہمراہ انکے مکان تک مجھے جانے کا حکم دیا اور کہا۔ اختیار ہے خواہ نہایت عزت و حرمت و کرامت سے ہم میں رہیں اور اگر چاہیں اپنے جد بزرگوار کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ ربیع نے کہا اس حکم سے

میں شاد و خوشحال قصر سے باہر آیا۔ اور اس بارہ میں جو کچھ اس شقی نے آنحضرتؑ سے ارادہ کیا تھا۔ اور آخر میں جو حکم مجھے دیا۔ نہایت تعجب تھا جب میں صحن قصر میں پہنچا میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جو کچھ اوّل اسکا قصد تھا اور آخر میں جو حکم مجھے اس نے دیا۔ اس سے مجھے تعجب ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں یہ اس کا اثر ہے۔ جو آپ نے بعد نماز کے تلاوت کی۔ اور دوسری دعا جو کہ آپ نے قصر میں پڑھی۔ حضرتؑ نے فرمایا دعائے اول دعا کرب و شدائد اور دعائے دوم میں وہ دعا تھی۔ جو حضرت رسولؐ نے بروز جنگ احزاب پڑھی تھی۔ اے ربیع اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا۔ کہ منصور آزردہ ہوگا تحقیق کہ یہ روپیہ تجھے بخش دیتا۔ لیکن وہ کھیتی جو مدینہ میں ہے اور قبل اسکے دس ہزار درہم قیمت تو اسکی مجھے دیتا تھا۔ اور میں نے تیرے ہاتھ فروخت نہ کی تھی۔ وہ تجھے میں نے بخشش دی۔ ربیع نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں چاہتا ہوں وہ دونوں دعائیں آپ مجھے بھی تعلیم کریں سوائے اسکے میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ حضرتؑ نے فرمایا ہم اہل بیت جو کچھ جسے عطا کرتے ہیں واپس نہیں لیتے وہ دعائیں بھی میں تجھے تعلیم کرتا ہوں۔ جب ہمراہ رکاب سعادت انتساب مکان حضرتؑ میں پہنچا حضرتؑ نے وہ دعائیں پڑھیں اور میں نے لکھیں۔ بعد اسکے ایک تمسک اس مزرعہ کا حضرتؑ نے میرے نام لکھ کے مجھے دے دیا۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ جس وقت آپ کو میں اس ملعون پاس لے گیا، اور آپ مشغول نماز ہوئے وہ شقی طیش میں غضبناک ہو گئے آپ کو طلب کرتا تھا۔ لیکن آپ کو مطلق خوف و اضطراب نہ تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جس کے دل میں جلالت و عظمت خداوند ذوالجلال جلوہ گر ہے اسکی نظر میں شان و شوکت مخلوق نہیں آتی جو کوئی خدا سے ڈرتا ہے۔ بندوں سے پرواہ نہیں کرتا ربیع نے کہا جب میں خلیفہ پاس گیا۔ اور تخلیہ ہوا۔ میں نے کہا۔ ایہا الامیر شب گذشتہ امور عجیب و غریب آپ سے شاہدہ ہوئے۔ پہلے آپ نے اس طیش و غضب میں جناب صادقؑ کو طلب کیا اور اسقدر میں نے آپ کو غضب آلود کبھی نہ دیکھا تھا۔ یہانتک کہ تلوار ایک بالشت غلاف سے آپ نے کھینچی اور پھر بقدر ایک ہاتھ اور بعد اس کے پوری تلوار کھینچ لی۔ بعد ازاں اپنے قصد سے آپ باز آئے اور انکی آپ نے تعظیم و تکریم کی عطر خاص سے جس سے کبھی آپ اپنے فرزندوں کو بھی خوشبو نہ کرتے تھے اس سے ان کو خوشبو کر کے ان کا اکرام کیا۔ اور مجھے انکی مشایعت کا حکم دیا۔ اس کا سبب کیا تھا منصور نے کہا۔ اے ربیع میں کوئی راز تم سے پوشیدہ نہیں کرتا۔ لازم ہے اسے پنہاں رکھنا۔ کہ فرزندان فاطمہؑ اور شیعان علیؑ نہ کہیں سُن لیں کہ انکا موجب مزید غرور و فخر ہو مجھے ان کے مفاخر جو کہ درمیان مردم مشہور اور زبان زد خلق ہیں کافی ہیں۔

معجزہ صادق آل محمدؐ زبانی منصور دوانقی

منصور نے کہا۔ اے ربیع اس وقت جو کوئی قصر میں ہو اسے نکال دو۔ جب تخلیہ ہوا میں

اس کے پاس گیا۔ اس نے کہا۔ اب سوائے میرے اور تمہارے اور خدا کے کوئی اس قصر میں نہیں ہے جو کچھ میں کہتا ہوں اگر اس میں سے ایک کلمہ بھی کسی سے سنوں گا تم کو اور تمہارے فرزندوں کو قتل کر کے تمہارا مال لوٹ لوں گا۔ پھر کہا۔ اے ربیع جب میں نے انہیں طلب کیا مجھے یہی ضد تھی کہ قتل کروں اور ان کا کوئی عذر نہ سنوں۔ ان کا زندہ رہنا ہرچند وہ خروج نہ کریں۔ عبداللہ بن حسن اور ان لوگوں سے جو خروج کرتے ہیں زیادہ تر گراں ہے۔ اسلئے کہ میں چاہتا ہوں، انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو لوگ امام جانتے ہیں اور ان کو واجب الطاعتہ سمجھتے ہیں یہ جمیع خلق سے عالم تر اور زاہد و خوش اخلاق زیادہ ہیں۔ زمانہ بنی امیہ میں ان کے احوال سے مجھے اطلاع تھی۔ جب پہلی دفعہ میں نے ان کے قتل کا قصد کیا اور تلوار ایک بالشت غلاف سے کھینچی۔ جناب رسول خداؐ میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ حضرت رسولؐ دستہائے مبارک کھولے اور آستین چڑھائے جبیں بہ جبیں خشمناک مجھے دیکھتے تھے اس وجہ سے میں نے تلوار غلاف میں کر لی۔ اور جب دوسری مرتبہ قصد قتل کیا اور تلوار کو پہلی دفعہ سے زیادہ کھینچا۔ پھر جناب رسول خدا کو اول دفعہ سے زیادہ قریب اور پہلے سے زیادہ تر خشمناک دیکھا اور آنحضرتؐ نے مجھ پر ایسا حملہ کیا۔ اگر میں قصد قتل جعفر کرتا۔ اسوقت حضرت رسولؐ مجھے قتل کرتے۔ اس وجہ سے پھر میں نے تلوار غلاف میں کر لی۔ تیسری دفعہ جرأت کر کے میں نے اپنے دل میں کہا یہ سب کرشمے جن کے ہیں ان کا خیال نہ چاہیئے یہ سوچ کے پوری تلوار میں نے برہنہ کی۔ اس دفعہ میں نے دیکھا جناب رسول خدا دامن آستین اٹھے ایسے غضب آلود برافروختہ میرے قریب آئے۔ کہ نزدیک تھا مجھ پر حملہ کریں۔ اس سبب سے بھی اس ارادہ سے باز رہا۔ یہ لوگ فرزندان فاطمہؑ ہیں ان کے حق سے جاہل نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو شریعت سے بہرہ نہ رکھتا ہو۔ کوئی تم سے یہ کیفیت سُنے اس کا خیال رکھنا۔ محمد بن ربیع نے کہا میرے باپ نے یہ قصد مجھ سے بھی نقل نہ کیا۔ مگر جب مہدی۔ موسیٰ و ہارون و محمد امین قتل ہو گئے۔ تب بیان کیا۔ ایضاً بسند معتبر صفوان جمال سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مدینہ کا رہنے والا بعد قتل محمد و ابراہیم پسران عبداللہ بن حسنؑ نزدیک منصور دوانقی گیا اور کہا جعفر بن محمدؑ نے اپنے غلام معلیٰ بن خنیس کو بھیجا کہ شیعوں سے مال اور ہتھیار لے کر خروج کریں اور محمد بن عبداللہ نے بھی انہیں کی اعانت سے خروج کیا تھا۔ یہ سن کر وہ ملعون نہایت غضب ناک ہوا۔ اسوقت اپنے چچا داؤد عامل مدینہ کے نام حکمنامہ لکھا۔ کہ بہت جلد جعفر بن محمدؑ کو میرے پاس بھیج دے داؤد نے وہ نامہ صادقؑ پاس بھیجا۔ اور کہا۔ کل کے روز روانہ ہونا مناسب ہے۔ صفوان کہتے ہیں۔ حضرتؑ نے مجھے طلب فرما کے حکم دیا۔ کہ ایک اونٹ میرے لئے لاؤ کل بجانب عراق جاؤں گا۔ یہ فرما کے اٹھے اور مسجد حضرت رسولؐ میں جا کے چند رکعت نماز ادا کیں اور ہاتھ دعا کیلئے بلند کر کے ایک دعا پڑھی دوسرے دن میں اونٹ لایا حضرت سوار ہو کے متوجہ عراق ہوئے جب منصور کے شہر میں داخل ہوئے۔ اسکے دروازہ پر پہنچے

اجازت چاہی اور داخل ہوئے۔ منصور دوانقی شقی نے اوّل اکرام واعزاز کیا اس کے بعد عتاب شروع کرکے کہا مجھے خبر ہوئی میں نے سُنا ہے۔ کہ معلّے تمہارے لئے مال اور ہتھیار جمع کرتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ یہ مجھ پر افترا ہے منصور نے کہا۔ بطلاق وعتاق قسم کھاؤ۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میں نے خدا کی قسم کھائی۔ تو نے قبول نہ کی اب مجھ سے کہتا ہے کہ سوگند ہائے بدعت کھاؤں۔ منصور نے کہا۔ مجھ سے اظہار دانائی کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ کیوں نہ کریں۔ حالانکہ ہم معدن علم وحکمت میں منصور نے کہا۔ اسوقت میں اسکا اور تمہارا سامنا کرتا ہوں۔ جس نے مجھے یہ خبر بیان کی ہے کہ وہ تمہارے سامنے کہے۔ اسی وقت کسی کو بھیج کے اس کاذب کو بلایا۔ اور حضرتؑ کے سامنے اس سے پوچھا اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے اور جو کچھ میں نے کہا انکے حق میں صحیح ہے حضرتؑ نے اس سے کہا۔ تو قسم کھائے گا۔ اس نے کہا ہاں اور قسم کھانی شروع کی پس کہا۔ واللہ الذی لا الٰہ الا ھو الطالب الغالب الحی القیوم۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جلدی نہ کر جس طرح میں کہوں۔ اسی طرح قسم کھا منصور نے کہا۔ یہ جو قسم اس نے کھائی اس میں کیا برائی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ سبحانہٗ صاحب حیا اور کریم ہے۔ جو کوئی اسکے صفات کمالیہ اور اس کے رحم وکرم کی مدح کرتا ہے۔ خدا اس کا معالجہ بعقوبت نہیں کرتا پس حضرتؑ نے فرمایا اسی طرح کہے حول وقوۃ خدا سے بیزار ہوں اور داخل اپنے حول وقوۃ میں ہوں اگر اس طرح نہ ہو۔ جو میں نے کہا جب اس نے اس طرح قسم کھائی فوراً زمین پر گر کے بعذاب الٰہی واصل ہُوا منصور یہ حال دیکھ کے کانپنے لگا اور ترساں وخوفناک ہوکے کہا۔ پھر کبھی کسی کا کلام آپ کے بارہ میں قبول نہ کرونگا۔

صادق آل محمد اور منصور دوانقی کے درمیان کلام

ایضاً۔ محمد بن عبد اللہ سکندری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ میں مصاحب خاص ومحرم اسرار منصور دوانقی سے تھا۔ ایک روز اس کے پاس گیا۔ اور اسے نہایت مغموم پایا۔ کہ وہ آہ سرد بھرتا تھا۔ اور اندوہناک تھا۔ میں نے کہا۔ اے امیرؑ آپ کا سبب اندوہ وتفکر کیا ہے اس ملعون نے کہا۔ ایک سَو اولاد فاطمہؑ سے میں نے ہلاک کئے ہیں۔ مگر ان کا بزرگ اور سردار باقی ہے اور اس کے مقدمہ میں کوئی حیلہ نہیں بن پڑتا۔ میں نے کہا۔ وہ کون ہے۔ اس نے کہا وہ جعفر بن محمد ہیں میں نے عرض کیا۔ اے امیرؑ ان کو کثرت عبادت سے لائق اور شغل قرب ومحبت خدا نے ان کو طلب ملک وخلافت سے غافل کردیا ہے۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں تو ان کی امامت پر اعتقاد رکھتا ہے۔ میں بھی انکی بزرگی جانتا ہوں، لیکن ملک عقیم ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ قبل از شام اس اندوہ سے فارغ ہوجاؤں، راوی کہتا ہے۔ جبکہ میں نے اس سے یہ کلام سُنا۔ مجھ پر زمین تنگ ہوگئی اور میں نہایت غمگین ہُوا اس شقی نے جلاد کو بلاکے حکم دیا۔ کہ جب میں جعفر صادق کو بلاؤں اور باتوں میں لگا کے اپنی ٹوپی سر سے تار کے زمین پر رکھوں۔ اسی وقت ان کو قتل کرنا۔ یہ میں نے تجھ کو پہچان بتادی ہے اور اسی وقت کسی کو بھیج کے حضرتؑ کو طلب

کیا جب جناب صادقؑ داخل قصر ہوئے۔ میں نے دیکھا وہ قصر مثل کشتی متحرک ہوا جس طرح کشتی پانی میں مضطرب ہوتی ہے۔ ناگاہ منصور اٹھ کے حضرتؑ کے استقبال کو سروپا برہنہ دوڑا تمام بدن کے اعضا کانپتے اور دانت بجتے تھے کبھی رنگ سرخ اور کبھی زرد ہوتا تھا۔ پھر حضرت کو نہایت اکرام واعزاز سے لا کے اپنے تخت پر بٹھایا اور دوزانو ہو کے حضرت کی خدمت میں بیٹھا مثل اس غلام کے جو اپنے آقا کی خدمت میں بیٹھے اور کہا یا ابن رسول اللہ آپ اس وقت کیوں تشریف لائے۔ حضرتؑ نے کہا۔ باطاعت خدا اور حضرت رسول تیرے کہنے سے آیا۔ اس شقی نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا۔ آدمی کو دھوکا ہوا اب چونکہ آپ تشریف لائے ہیں جو کچھ حاجت ہو اسے بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ مجھے بغیر ضرورت نہ بلایا کر۔ اس نے کہا بہت اچھا پھر حضرت اٹھ کے باہر تشریف لائے۔ اور میں نے حمد خدا ادا کیا کہ حضرتؑ کو اس سے کوئی گزند نہ پہنچی جب حضرت باہر تشریف لے گئے منصور نے لحاف مانگا۔ اور سو رہا آدھی رات تک بیدار نہ ہوا جب جاگا۔ دیکھا میں اسکے سرہانے بیٹھا ہوں۔ اس نے کہیں نہ جانا جب تک کہ اپنے نماز ہائے قضا ادا نہ کروں۔ تم سے بھی ایک قصہ نقل کروں گا۔ جب نماز سے فارغ ہوا کہا جس وقت جناب صادقؑ کو میں نے قتل کے ارادہ سے بلایا۔ اور حضرتؑ میرے قصر میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتا ہوں ایک بہت بڑا اژدہا ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا منہ کھول کے اپنے اوپر کا تالو بالائے قصر اور نیچے کا تالو زیر قصر رکھ کے اپنی دم گرد قصر اور مکان پھرائی۔ اور بزبان عربی فصیح مجھ سے کہا۔ اگر امام جعفر صادقؑ سے بدی کا ارادہ کرے گا تجھے اور تیرے مکان اور قصر کو ابھی نگل جاؤں گا۔ اس حال کے مشاہدہ سے میری عقل جاتی رہی اور میرے بدن میں کپکپی اس درجہ ہوئی۔ کہ دانت بجنے لگے راوی کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ امور ان سے عجیب خیز نہیں ہیں اسلئے کہ ان کے پاس ایسے اسمائے اعظم اور دعائیں ہیں کہ اگر رات پر پڑھیں دن ہو جائے اگر دن پر پڑھیں رات ہو جائے۔ اگر موجہائے دریا پر پڑھیں ساکن ہو جائیں۔ پس کئی روز کے بعد میں نے رخصت مانگی کہ زیارت کو جاؤں اسنے مجھے اجازت دی اور منع نہ کیا۔ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ وہ دعا جو آپ نے منصور کے قصر میں داخل ہوتے پڑھی تھی۔ مجھے بھی تعلیم کیجئے۔ حضرتؑ نے وہ دعا مجھے تعلیم فرمائی۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ربیع دربان نے کہا۔ ایک روز مجھے منصور نے بلا کے کہا تم دیکھتے ہو کہ جعفر بن محمد کی طرف لوگ مجھے کیا کیا نقل کرتے ہیں قسم بخدا ان کی نسل کو قطع کرونگا۔ پھر اپنے ایک امیر کو بلا کے حکم دیا۔ کہ ہزار نفر اپنے ہمراہ لے کے مدینہ جاؤ اور بے خبر امام جعفر صادقؑ کے مکان میں جا کے ان اور ان کے فرزند موسیٰ کا سر کاٹ کے لاؤ۔ جب وہ امیر داخل مدینہ ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا دو اونٹ لا کے گرد مکان باندھ دو اور اپنی اولاد کو جمع کر کے محراب عبادت میں بیٹھے اور مشغول دعا ہوئے۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ اسوقت میں کھڑا تھا۔

جب وہ امیر اپنا لشکر میرے دروازہ پر لایا۔ اور اس نے اپنے لشکر کو حکم دیا۔ کہ ان دونوں اُنٹوں کے سر کاٹ لو۔ اس کے بعد واپس گیا۔ جب منصور پاس پہنچا۔ کہا۔ جو کچھ آپ نے کہا تھا۔ اسکی میں نے تعمیل کی۔ یہ کہہ کے تھیلی منصور پاس رکھ دی۔ جب منصور نے اس تھیلی کا منہ کھولا۔ اُونٹوں کے دو سر دیکھ کے کہا۔ یہ کیا ہے اس نے کہا۔ اے امیر جب میں داخل خانۂ امام جعفر صادق ہوا میرا سر پھرنے لگا۔ اور گھر میری نظروں میں تاریک ہو گیا۔ اس میں دو آدمی مجھے دکھائی دیئے اور ایسا معلوم ہوا یہ دونوں جعفرؑ اور موسیٰ ان کے پسر ہیں۔ لہٰذا میں نے حکم دیا کہ ان دونوں کے سر کاٹ لو۔ اور میں یہاں ان سروں کو لایا ہوں۔ منصور نے کہا۔ ہرگز ہرگز جو کچھ تو نے دیکھا کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور کسی کو اس معجزہ کی اطلاع نہ دینا۔ پس جب تک منصور زندہ رہا۔ کسی سے میں نے اس قصہ کو بیان نہ کیا۔

فصل تیسری: بیان شہادت امام جعفر صادق علیہ السلام

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۱۴۸ھ میں واقع ہوئی۔ مشہور زیادہ یہ ہے کہ ماہ شوال میں آپ نے وفات فرمائی۔ اور بعضوں نے دوشنبہ پندرھویں ماہ رجب سنہ مذکور لکھی ہے اور اکثر عمر شریف پینسٹھ سال اور بعضے اڑسٹھ سال لکھتے ہیں اور کشف الغمہ میں اکہتر ۷۱ سال کی روایت کی ہے ابن خشاب نے محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ ہنگام وفات عمر شریف حضرتؑ پینسٹھ سال یا اڑسٹھ سال ۱۴۸ھ میں تھی۔ ولادت باسعادت ۸۳ھ میں ہوئی۔ ہمراہ جد بزرگوار امام زین العابدینؑ علیہ السلام بارہ ۱۲ سال اور چند روز رہے و بروایت دیگر پندرہ سال رہے اور ہمراہ پدر بزرگوار انیس سال اور بعد پدر بزرگوار انیس سال اور بعد پدر بزرگوار چونتیس سال زندہ رہے۔ کلینی نے بسند معتبر ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ کہ جناب صادقؑ ہنگام وفات ۱۴۸ھ تھا پینسٹھ سال کے تھے اور ایام امامت آنحضرتؑ بعد پدر بزرگوار چونتیس سال کے تھے اور لکھا ہے کہ ایام امامت آنحضرت بقیہ سلطنت ہشام بن عبد الملک و عہد ولید بن عبد الملک و خلافت ولید بن یزید و بادشاہت ابراہیم بن ولید و ملک مروان حمار تھی پس ابو مسلم نے ۱۳۲ھ میں خروج کیا۔ اور عبد اللہ سفاح عباسی خلیفہ ہوا۔ اس نے چار سال آٹھ مہینے خلافت کی۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غصب خلافت کرکے۔ بعد اسکے منصور دوانقی نے غصب خلافت کرکے ایک سال گیارہ مہینے بادشاہی کی اور اسکی بادشاہی کے دسویں سال و بروایت دیگر دوسرے سال جناب صادقؑ اپنے آباء اکرام سے ملحق ہوئے۔ و بقول دیگر ابتدائے امامت آنحضرتؑ زمانہ بادشاہی ابراہیم بن ولید تھی۔ ابن بابویہؒ اور دیگر علماء نے لکھا ہے کہ بحکم منصور ملعون آنحضرتؑ کو شہید کیا اور لکھا ہے انگور زہر آلود آنحضرتؑ کو کھلائے۔ اور باتفاق علماء ان کو بقیع میں ان کے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ کلینیؒ و ابن بابویہ برقی و دیگر علماء نے روایت کی ہے

کہ جب وقت وفات آنحضرتؑ ہوا چشمہائے مبارک کھول کے فرمایا میرے عزیزوں کو جمع کرو. جب سب جمع ہوئے. انکی طرف نظر کرکے فرمایا. ہماری شفاعت اُسے نصیب نہ ہوگی جو نماز کو سبک جان کے اعتنا اس کی شان و منزلت پر نہ کریگا. پھر فرمایا ستر دینار طلا حسن افطس کو پسر عم آنحضرتؑ تھے دے دیں اور اپنے ہر ایک عزیز کو وصیت فرمائی. معاملہ آزاد کرو. لوگوں نے کہا. افطس کے بارہ میں وصیت کرتے ہیں حالانکہ اس نے چھری آپ پھینک کر آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا. حضرتؑ نے فرمایا. تو چاہتا ہے میں قطع رحم کروں اور ان لوگوں سے نہ ہوں جن کی خداوند عالم نے بصلہ رحم کی مدح کی اور ان کی شان میں فرمایا ہے والذین یصلون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل ویخشون ربہم ویخافون سوء الحساب پس فرمایا. ہاں اے سالمہ اس کے حق میں اسلیئے یہ وصیت کرتا ہوں. کہ حق تعالیٰ نے بہشت پیدا کیا اور اسے خوشبو فرمایا اور اسکی خوشبو دو ہزار سالہ راہ تک پہنچتی ہے. لیکن اس کی خوشبو عاق پدر و مادر و قطع کنندہ رحم نہیں سونگھتا.

حال وفات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کلینی علیہ الرحمہ نے بسند موثق امام موسیٰ کاظم سے روایت کی ہے. کہ کہا. میں اپنے پدر بزرگوار کو دو جامہ سفید مصری کہ جن میں حضرتؑ نے احرام حج باندھا تھا. اور ایک پیراہن جسے پہنے رہتے تھے اور وہ عمامہ جو حضرت امام زین العابدین سے حضرت تک پہونچا تھا. اور ایک برد یمنی جسے چالیس دینار کو خریدا تھا اور آج کل اس کی چار سو دینار قیمت تھی. ان میں کفن کیا. ایضاً. روایت کی ہے کہ بعد وفات جعفر صادق امام موسیٰ کاظم فرماتے تھے کہ ہر شب اس حجرہ میں چراغ روشن رکھیں جس حجرہ میں حضرت نے وفات فرمائی تھی. شیخ کلینیؒ و ابن شہر آشوبؒ نے ایوب جوزی سے روایت کی ہے کہ کہا ایک شب منصور دوانقی نے مجھے طلب کیا. جب میں وہاں گیا. دیکھا منصور کرسی پر بیٹھا ہے. اور شمع اسکے آگے روشن ہے وہ شقی ایک خط ہاتھ میں لئے پڑھ رہا ہے. جب میں نے سلام کیا. اس نے وہ خط میرے آگے ڈال دیا. اور کہا. یہ خط محمد بن سلیمان کا دربارۂ وفات امام جعفر صادق آیا ہے. پھر تین مرتبہ اس نے کہا. انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پھر کہا. مثل جعفر کہاں ممکن ہے. بعد اسکے حکم دیا. کہ اگر ایک شخص کو انہوں نے وصی کیا ہے اُسے بلا کے قتل کرو. بعد کئی روز کے جواب آیا. کہ آنحضرتؑ نے پانچ شخصوں کو وصی کیا ہے خلیفہ اور محمد بن سلیمان حاکم مدینہ اور اپنے بیٹوں عبداللہ اور موسیٰ اور حمیدہ مادر موسیٰ کاظم کو. جب منصور نے یہ خط پڑھا. کہا. ان کا قتل کرنا کیونکر ہوسکتا ہے. مولف فرماتے ہیں. چونکہ آنحضرتؑ بعلم امامت جانتے تھے کہ وہ شقی یہ ارادہ کریگا ان لوگوں کو بسبب ظاہر وصیت میں شریک کیا تھا. اور اس وصیت سے بھی اہل علم جانتے ہیں کہ اس سے وصایت اور امامت مخصوص حضرت موسیٰ کاظم مراد ہے چنانچہ روایت کی ہے کہ ابو حمزہ ثمالی کا اکابر صحابہ

ائمہ سے تھے انکے پاس ایک اعرابی آیا۔ ابو حمزہ ثمالی نے اس اعرابی سے پوچھا کیا خبر ہے۔ اس نے کہا امام جعفر صادقؑ نے انتقال کیا۔ ابو حمزہ ثمالی اس خبر وحشت اثر کے سننے سے ایک نعرہ مار کے بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا۔ پوچھا کسے حضرت نے وصی کیا ہے۔ اس نے کہا تین شخصوں کو وصی کیا ہے۔ عبداللہ افطح و موسیٰ کاظم و منصور دوانقی کو یہ سن کے ابو حمزہ ثمالی متبسم ہوئے اور کہا۔ الحمد للہ کہ ہم کو حضرت نے حق ہدایت فرمائی۔ کہا۔ حق کو تم نے کہاں سے جانا ابو حمزہ نے کہا۔ وصیت منور ظاہر ہے۔ کہ تقیہ کے واسطے ہے اس وجہ سے کہ حضرتؑ کے وصی کو قتل نہ کرے اور اپنے فرزند خرد موسیٰؑ کاظم کو اپنے فرزند بزرگ عبداللہ افطح کے ہمراہ وصایت میں اسلئے شریک کیا کہ لوگ جانیں کہ عبداللہ افطح قابل امامت نہیں ہے۔ کیونکہ اگر فرزند بزرگ کوئی علت اپنے بدن یا دین میں نہ رکھتا ہو لازم ہے کہ وہی امام ہو اور عبداللہ افطح کے فیل پا تھا اور دین بھی اس کا ناقص تھا۔ اور احکام شریعت سے جاہل تھا۔ اگر وہ کوئی علت نہ رکھتا۔ وہی کافی تھا اس سبب سے میں نے جانا۔ کہ امام بحق موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں۔ اور ذکر ان دونوں کا مصلحتاً ہے۔

فصل چوتھی

بیان ان بعض ظلم و ستم جو کہ آنحضرت کے عزیزوں اور شیعوں پر ہوئے

ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے۔ کہ جب منصور دوانقی ملعون بغداد شہر میں عمارتیں بنواتا تھا۔ اولاد حضرت امیر المومنینؑ کو تلاش کر کے جسے پاتا تھا ستو نہائے عمارت میں چنوا دیتا تھا۔ اور وہ بزرگ اسی طرح شہید ہوتے تھے۔ ایک دن ایک طفل خوش رو و خوش خو کو فرزندان امام حسنؑ سے لائے اور معمار کو دے دیا۔ اسنے اس امام زادہ مظلوم کو درمیان ستون رکھا اور ایک شخص کو نگہبان کیا۔ کہ اسکے ساتھ حاضر رہے جب اس معمار کی نظر جمال بے مثال پر اس طفل کے پڑی۔ اسے رحم آیا۔ اور نہ ہو سکا۔ کہ اس معصوم کو ہلاک کرے جب ستون میں چننے لگا۔ ایک روشندان اس نے سانس لینے کیلئے بنا دیا۔ اور کہا۔ اے بے گناہ غمگین نہ ہونا۔ کہ میں بہت جلد آکے تجھے اس مہلکہ سے نجات دونگا جب رات ہوئی۔ اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا کے آرام میں مشغول ہوئے وہ معمار اس ستون کے قریب آیا۔ اور اس طفل کو اس ستون سے نکال کے کہا اے جوان میں نے تم پر رحم کیا۔ تم بھی مجھ پر رحم کرو۔ میرے خون اور سب کاریگروں کے خون میں جو میرے ہمراہ ہیں شریک نہ ہونا اور وہ یہ ہے کہ تم نظر مردم سے پنہاں ہو جاؤ اور اپنی صورت تبدیل کر دو کہ تمہ

کوئی پہچان نہ سکے میں نے اس شب تار میں آکے تمہیں نجات دی۔ اور اپنے کو خوف و وہم میں فقط اسی خیال سے مبتلا کیا۔ کہ بروز قیامت تمہارے جد جناب رسول خدا مجھ سے مخاصمہ نہ کریں یہ کہہ کے کسی اوزار سے جو کہ معماروں کے پاس ہوتے ہیں۔ گیسوان کے کاٹ ڈالے اور کہا۔ اس شہر سے چلے جاؤ۔ اور اپنی ماں پاس نہ جاؤ۔ کہ مبادا میں رسوا ہوں۔ اس طفل نے کہا چونکہ تمہارے نزدیک مصلحت یہی ہے کہ میں اپنی ماں پاس نہ جاؤں تم نے مجھ پر احسان کیا۔ اور مجھے نجات دی۔ اب لازم ہے کہ میری ماں پر بھی احسان کرو۔ اور انہیں خبر پہنچا دو کہ تمہارا پسر زندہ ہے۔ شاید ان کا جزع و فزع اور نالہ وزاری میں سکون ہو۔ اور یہ میرے گیسوان کے پاس بطور نشان لے جاؤ کہ تمہارے کلام کی انہیں تصدیق ہو۔ یہ کہہ کے وہ معصوم اسی شب پنہاں روانہ ہو گیا اور کسی نے نہ جانا۔ کہاں گیا۔ اس معمار نے کہا۔ اس کے بعد میں گیا۔ اور ان کی ماں کا مکان تلاش کیا۔ جب قریب مکان پہنچا۔ صدائے گریہ وزاری اس سیدہ مظلومہ کی میرے کان میں آئی پھر میں نے جا کے فرزند کی خبر حیات بیان کی وہ سیدہ خوش ہو گئیں اور میں واپس آگیا

باب پنجم

بیان تاریخ ولادت و وفات لخت جگر حضرت سید البشر شافع محشر امام ہفتم ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام

فصل اوّل

بیان ولاد باسعادت و نسب و اسم و کنیت و لقب حضرت

اسم شریف موسیٰ کنیت ابوالحسن و ابوابراہیم و ابوعلی و ابواسماعیل بھی لکھی ہے اور مشہور تر کنیت ابوالحسن ہے القاب شریف آنحضرت کاظم صابر و صالح ہیں۔ اور امین بھی ہے اور لقب مشہور آنحضرت کاظم ہے۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام جعفر صادقؑ اور مادر آنحضرت ام ولد تھیں کہ ان کا نام حمیدہ بربریہ لکھا ہے اور بعضوں نے اندلسیہ بھی لکھا ہے اور نقش نگیں آنحضرت بروایت امام رضا علیہ السلام حسبی اللہ تھا۔ اور بروایت دیگر الملک للہ وحدہ ولادت آنحضرت ابوا منزل میں کہ درمیان مکہ و مدینہ ایک مقام ہے واقع ہوئی اور مشہور زیادہ ہے کہ ولادت آنحضرت ۱۲۸ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۱۲۹ھ بھی لکھی ہے اور روز ولادت آنحضرت یک شنبہ ماہ صفر ساتویں تاریخ ہے۔ کلینیؒ و قطب راوندیؒ و دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ابن عکاشہ اسدی خدمت با برکت امام محمد باقرؑ میں حاضر ہوئے اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرتؑ میں کھڑے تھے۔ حضرتؑ نے اس کا اعزاز و اکرام کر کے انگور اسکیلئے طلب فرمائے۔ اثنائے سخن میں ابن عکاشہ نے عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ جعفر کا عقد کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ زمانہ ان کی تزویج کا آچکا ہے ایک ہمیان زر پاس رکھتی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ بہت جلد ایک بردہ فروش ساکن بربر میمون کے گھر میں اتریگا۔ میں اس روپیہ سے جعفر کے لئے ایک کنیز خریدونگا۔ راوی کہتا ہے بعد چند روز کے پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا۔ تم کو اس بردہ فروش کی خبر دوں جس کا حال میں نے تم سے کہا تھا۔ کہ اس سے ایک کنیز جعفر کے لئے خریدوں گا۔ اب وہ آیا ہے جاؤ اس روپیہ سے ایک کنیز خریدو۔ جب ہم اس

بردہ فروش پاس گئے۔ اس نے کہا جس قدر کنیزیں میرے پاس تھیں سب فروخت ہوگئیں۔ مگر ہاں دو کنیزیں میرے پاس موجود ہیں۔ کہ ایک دوسرے سے بہتر ہے۔ میں نے کہا۔ انہیں لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں جب انہیں باہر لایا میں نے کہا۔ جو یہ کنیز دوسری کنیز سے بہتر ہے کتنے کو دو گے۔ اس نے کہا آخری قیمت اس کی ستر دینار ہیں میں نے کہا۔ اگر کچھ کم قیمت کرو احسان ہوگا۔ اس نے کہا کم نہیں ہوسکتا میں نے کہا اس تھیلی میں جس قدر روپیہ ہے ہم خرید سکتے ہیں ایک مرد سفید ریش اس کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے کہا اس تھیلی کو کھول کے شمار کر دو۔ اس بردہ فروش نے کہا۔ بیکار نہ کھولو۔ اگر ستر دینار سے ایک حبہ کم ہوگا فروخت نہ کرونگا۔ اس مرد پیر نے کہا کھول کر گنو جب میں نے تھیلی کھول کر گنی ستر دینار تھے۔ پس اس کنیز کو میں نے خرید کیا اور بخدمت آنحضرت لے گیا۔ اس وقت امام جعفر صادق خدمت آنحضرتؑ میں حاضر تھے۔ جو کچھ گذرا تھا میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرتؑ نے مجھے آفرین کہہ کے اس کنیز سے سوال کیا۔ تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ میرا نام حمیدہ ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ دنیا میں پسندیدہ اور آخرت میں حمد وستائش کردہ ہوگی۔ مجھے خبر دو۔ باکرہ ہو ثیبہ۔ اس کنیز نے کہا۔ باکرہ ہوں حضرت نے فرمایا کوئی کنیز دست فروشوں پاس نہیں آتی جسے وہ فاسد نہ کر دیتے ہوں۔ تم کیونکر باکرہ رہیں اس کنیز نے کہا جب وہ میرے پاس آتا تھا۔ اور مقاربت کا ارادہ کرتا تھا۔ خداوند عالم ایک مرد سفید ریش کو اس پر مسلط کرتا تھا۔ کہ اسکے منہ پر طمانچہ مار کے اس کو اس فعل سے منع کرتا تھا اور مکرر ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور ہر دفعہ وہ مرد پیر اس کا مانع ہوتا تھا حضرتؑ نے فرمایا اے جعفرؑ اس کنیز کو تم لے جاؤ یہ تم سب سے اور اس کنیز سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا کہ وہ بہترین اہل زمین ہوگا۔

حال حضرت حمیدہ خاتون

بسند معتبر دیگر روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا حمیدہ خاتون پاک و پاکیزہ ہر کثافت وعیب سے مثل شمیہ طلائے خالص تھی۔ اور ہمیشہ بحکم حق تعالیٰ ملائکہ نے اس کی حراست ونگہبانی کی۔ کہ بیگانہ کا ہاتھ ان تک نہ پہنچے یہانتک کہ میری بزرگواری اور میرے بعد بزرگواری حجت خدا کیلئے مجھے ملی۔ و بروایت دیگر حمیدہ نے قبل اس کے کہ حضرت نے خریدا۔ خواب میں دیکھا۔ کہ چاند ان کے دامن میں اُتر آیا کلینیؒ وصفار وبرقی ودیگر علماء نے بسند ہائے معتبر ابوبصیر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام متولد ہوئے اسی سال ہمراہ جناب صادقؑ کے حج کو گیا جب ہم منزل ابوا میں پہنچے حضرتؑ نے میرے لئے چاشت طلب فرمائی۔ اور نہایت لطیف چاشت آئی۔ اثنائے چاشت خوری میں ایک قاصد حمیدہ کی طرف سے بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوا۔ حمیدہ خاتون نے کہلا بھیجا۔ اب مجھ میں اثر وضع حمل ظاہر ہوئے ہیں۔ حضرتؑ نے کہلا بھیجا۔ جب اثر ظاہر ہو مجھے اطلاع دینا۔ کہ یہ فرزند مثل اور فرزندوں کے نہیں ہے یہ سن کے حضرت شاد وخوشحال اٹھ کے متوجہ خیمہ خرم ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت شگفتہ وخنداں ہم سب

لوگوں پاس تشریف لائے میں نے کہا خدا ہمیشہ آپ کے دانِ شریف کو خنداں اور آپ کے دل کو شادماں رکھے۔ مجھے خبر دیجئے کہ حمیدہ خاتون کا کیا حال ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مجھے خدا نے ایسا پسر عطا فرمایا ہے۔ جو بہترین خلق خدا ہے۔ اور حمیدہ نے مجھے اس فرزند کے ایک ایسے امر کی اطلاع دی کہ میں اس امر پر اس سے زیادہ مطلع تھا۔ میں نے عرض کیا آپ پر سے فدا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ کس چیز کی حمیدہ نے آپ کو خبر دی حضرتؑ نے فرمایا جب وہ مولد مبارک زمین پر آیا۔ اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کے اپنا سر جانب آسمان بلند کر کے کہا۔ میں نے حمیدہ سے کہا۔ ولادت حضرت رسولؐ اور ولادت ہر امام کی بعد آنحضرت کے اسی طرح ہے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ یا حضرت یہ کون سے علامت امام کیلئے ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا جس شب میرے جد بزرگوار کا نطفہ منعقد ہوا۔ ایک فرشتہ میرے جد بزرگوار کے پدر عالی مقدار پاس آیا جبکہ وہ خواب میں تھے اور ایک شربت آسمان سے جو کہ پانی سے زیادہ صاف اور دودھ سے زیادہ سفید اور مسکہ سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا حضرت کے لیے لایا۔ اور حضرت نے نوش کیا۔ اس فرشتہ نے پلا کے مقاربت کیلئے معروض کیا۔ حضرت نے یہ سن کر شاد و خوشحال اٹھے اور اپنی زوجہ سے مقاربت فرمائی۔ پس میرے جد بزرگوار کا نطفہ اس پانی سے منعقد ہوا۔ اور اسی طرح وقت انعقاد نطفہ پدر بزرگوار وہ فرشتہ میرے جد نامدار پاس آیا اور وہی شربت حضرت کے لئے لایا اور وقت انعقاد میرے نطفہ کے وہ فرشتہ میرے جد بزرگوار پاس آیا اور وہی شربت لایا۔ اور جس شب اس فرزند کا نطفہ منعقد ہونے والا تھا اسی شب وہ فرشتہ میرے پاس آیا اور وہ شربت میرے لئے لایا میں نے وہ شربت پی کے حمیدہ سے مقاربت کی۔ اسی وقت اس مولود کا نطفہ شکم حمیدہ میں منعقد ہوا پس لازم ہے اسے پہچانو اور جانو کہ میرے بعد وہی امام ہے۔ اور نطفہ ہر امام کا اس شربت سے منعقد ہوتا ہے جس کی میں نے تم کو خبر دی۔ جب وہ نطفہ مبارک چار مہینہ شکم مادر میں رہتا ہے حق تعالیٰ اس کی روح مقدس کو بدن سے منعطف کرتا ہے۔ اس وقت ایک فرشتہ حاضر ہوتا ہے جس کا حیوان نام ہے وہ فرشتہ اس آیت کو دائیں بازو پر لکھتا ہے۔ وتمت کلمۃ ربك صدقا وعدلا لامبدل لکلماته وهو السمیع العلیم۔ اور جب امام شکم مادر سے باہر آتا ہے۔ ہاتھ زمین پر رکھ کے اپنا سر بجانب آسمان بلند کرتا ہے اور منادی کی آواز سنتا ہے۔ وہ منادی از جانب رب العزت افق اعلیٰ و عرش حق تعالیٰ کے قریب سے تین مرتبہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لے کے کہتا ہے کہ اے فلاں بن فلاں ثابت رہ تجھے ایک امر عظیم کے لیئے میں نے خلق کیا ہے تو ہی میری تمام خلائق سے میرا برگزیدہ اور میرا محل اسرار اور میرا صندوق علوم اور وحی آسمانی پر میرا امین اور زمین پر میرا خلیفہ ہے تیرے اور تیرے دوستوں پر اپنی رحمت کو میں نے واجب کیا اور بہشتیوں کو بخش دیا ہے تم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دونگا

اپنے جلال و عزت کی میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دشمنوں کو بدترین عذاب ہائے الیم معذب کرونگا۔ ہرچند دنیا میں ان کی روزی فراخ کرونگا۔ جب یہ آواز منادی کی تمام ہوئی امام اس کے جواب میں اسی ہیئت پر جس طرح ہے کہتا ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولو العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم جب امام اس کلام کو تمام کرتا ہے اسی وقت حق سبحانہ تعالیٰ علوم اولین و آخرین اسے عطا کرتا ہے اور وہ امام اس کا مستحق ہوتا ہے کہ روح شب قدر کو اس کی زیارت کرے۔ میں نے کہا۔ روح جبرئیل نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ روح جبرئیل سے زیادہ بزرگ ہے تحقیق کہ جبرئیل منجملہ ملائکہ ہے اور روح ایک خلق ہے جو ملائکہ سے بھی زیادہ بزرگ ہے چنانچہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ تنزل الملائكة والروح کا ملائکہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ بسند معتبر منہال قصاب سے منقول ہے کہ جب حضرتؑ نے مدینہ میں مراجعت فرمائی اس مولود مسعود کی تہنیت میں اہل مدینہ کی تین روز دعوت کی

فصل دوسری۔ بیان تاریخ شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض ظلم و ستم جو خلفائے جور سے حضرت پر گذرے زیادہ مشہور یہ ہے کہ ۱۸۳ھ میں حضرت شہید ہوئے اور بعضوں نے ۱۸۶ھ اور بعضوں نے ۱۸۱ھ بھی لکھے ہیں۔ اور روز ولادت موافق مشہور جمعہ ہفتویں ماہ رجب تھی اور بعضوں نے پانچویں ماہ رجب لکھی ہے۔ اور عمر شریف آنحضرتؑ وقت وفات موافق مشہور پچپن سال تھی اور بعضوں نے چون سال بھی لکھی ہے ابتدائے امامت میں عمر شریف بیس سال تھی اور اس سے کم بھی لکھی ہے اور مدت امامت پینتیس سال ہے اور ایام امامت بقیہ خلافت منصور تھے۔ اور وہ بظاہر متعرض آنحضرتؑ نہ ہوا۔ اس کے فوت ہو جانے بعد کچھ کم دس سال ایام خلافت مہدی تھے۔ اس شقی نے حضرت کو عراق میں بلا کے قید کر لیا۔ مگر بسبب مشاہدہ معجزات کثیر اذیت نہ دے سکا۔ اس کے بعد جب ہارون خلیفہ ہوا اس ملعون نے حضرتؑ کو بغداد میں بلا کے ایک مدت تک قید رکھا یہانتک کہ اپنی خلافت کے پندرھویں سال حضرتؑ کو اس ملعون نے زہر سے شہید کیا۔ اور سبب حضرت کو عراق میں طلب کرنے کا ابن بابویہؒ اور دیگر علماء نے یہ لکھا ہے۔ کہ جب اس شقی نے چاہا۔ کہ خلافت کو اپنی اولاد کے لیے مستحکم کرے۔ اس ملعون نے اپنے چودہ بیٹوں میں سے تین منتخب کئے محمد امین پسر زبیدہ کو اپنا ولی عہد کیا۔ اس کے بعد خلافت عبداللہ مامون اور اس کے بعد قاسم موتمن کے نام لکھی۔ اور چونکہ جعفر بن اشعث کو اتالیق محمد امین کا کیا تھا۔ اس سبب سے یحییٰ برمکی کہ اعاظم وزرائے ہارون سے تھا متفکر ہوا۔ کہ بعد ہارون کے

اگر خلافت محمد امین کے منتقل ہو گی۔ ابن اشعث مالک و مختار ہو جائیگا اس سبب سے دولت میرے سلسلہ سے خارج ہو گی۔ یہ اندیشہ کر کے ابن اشعث کی بدخواہی پر کمر باندھی اور مکرر اسے ہارون کے سامنے برا کہتا تھا۔ آخر الامر بہ تہمت تشیع و اقرار امامت حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام متہم کیا۔ اور کہا یہ دوستان و محبان آنحضرتؑ سے ہے۔ یہ ان کو خلیفہ اثر جانتا اور جو کچھ پیدا کرتا ہے۔ اس میں سے خمس حضرتؑ کے لئے روانہ کرتا ہے۔ ایسے ایسے سخنان وحشت انگیز سے ہارون متفکر ہوا یہانتک کہ ایک روز اس ملعون نے یحییٰ اپنے وزیر سے اور اس کے علاوہ اور لوگوں سے بھی پوچھا۔ کہ میں اولاد ابو طالب سے بلا کے موسیٰ کاظمؑ کا حال دریافت کروں۔ انہوں نے علی بن اسماعیل بن جعفر کا پتا بتلایا۔

حیلہ سازی دربارۂ شہادت امام موسیٰ کاظمؑ

دبرایت دیگر محمد بن اسمٰعیل برادر زادہ آنحضرت کا نشان دیا۔ حضرتؑ نے محمد بن اسمٰعیل کے ساتھ بہت احسانات کئے تھے۔ اور وہ بھی اسرار حضرتؑ پر مطلع تھا پس بحکم خلیفہ ایک نامہ اس کے نام لکھ کے طلب کیا۔ جب یہ بات حضرتؑ کو معلوم ہوئی۔ اس کو بلا کے فرمایا۔ کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا بغداد کا قصد ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وہاں کیوں جاتے ہو۔ اس نے کہا پریشان ہوں اور مقروض ہو گیا ہوں حضرتؑ نے فرمایا۔ میں تمہارا قرض ادا کر کے خرچ کی بھی کفالت کرونگا۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اور کہا مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ میرے خون میں شریک نہ ہونا۔ میری اولاد کو یتیم نہ کرنا۔ پھر اس نے کہا۔ مجھے وصیت کیجئے۔ حضرتؑ نے پھر وہی وصیت کر کے تین سو دینار طلا اور چار ہزار درہم اُسے عطا فرمائے۔ جب وہ اٹھ کے چلا گیا۔ حضرتؑ نے حاضرین سے ارشاد کیا۔ کہ قسم بخدا یہ میرے خون میں کوشش کر کے میرے فرزندوں کو یتیم کریگا۔ حاضرین نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ باوجودیکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ ایسے کام کریگا۔ پھر اس سے احسان کیوں کیا۔ اور یہ کثیر مال کیوں بخشا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اسلئے کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خدا سے روایت کی ہے۔ کہ جو شخص اپنے قرابتی پر احسان کرے اور وہ اس کے مقابل میں برائی کرے۔ اور یہ شخص پھر بھی اس سے احسان کو قطع نہ کرے پس بتحقیق کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت کو اس سے قطع کر کے اسے اپنے عذاب سے معذب کرتا ہے۔ الغرض جب علی بن اسمٰعیل بغداد میں پہنچا یحییٰ بن خالد برمکی اسے اپنے گھر لے گیا اور اس سے معاہدہ لیا۔ کہ جب محفل ہارون میں جائے ایسے چند امور اپنے چچا کی نسبت ہارون سے کہے کہ وہ غضب ناک ہو۔ یہ مشورہ کر کے اسے مجلس ہارون میں لے گیا۔ جب داخل ہوا۔ سلام کر کے کہا۔ ہرگز میں نے نہیں دیکھا کہ دو خلیفہ ایک زمانہ میں ہوں۔ آپ اس شہر میں خلیفہ ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کاظم مدینہ میں خلیفہ ہیں۔ لوگ اطراف عالم سے ان کیلئے خراج لاتے ہیں۔ خزانہ جمع ہو گیا ہے اور بہت مال و ہتھیار جمع کئے ہیں۔ پس بحکم ہارون دس ہزار درہم اسے عطا کیئے گئے اور اسی شب اس کے حلق میں ایسا درد شدید ہوا کہ بعذاب الٰہی واصل ہوا اور اس

روپیہ سے کچھ بھی منتفع نہ ہوا۔ و بروایت دیگر کئی دن کے بعد عارضہ پیچش میں مبتلا ہوا اور سب گنیں پیٹ سے نکل پڑے جب وہ روپیہ اس کے پاس لائے۔ اس وقت وہ حالت نزع میں تھا اور اس روپیہ سے سوائے حسرت کچھ اسے ہاتھ نہ آیا۔ پھر وہ روپیہ خزانہ خلیفہ میں واپس گیا اور اسی سال کہ ۱۷۹ھ تھا ہارون لعین نے اپنی اولاد کے استحکام خلافت اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قید کرنے کے قصد سے ارادہ حج کیا۔ اور اطراف میں نامے روانہ کئے کہ علماء و سادات و اعیان و اشراف سب کے سب مکہ میں حاضر ہوں کہ ان سے بیعت لیکے اپنی اولاد کی ولیعہدی سب شہروں میں منتشر و مشتہر کر دے۔ اس قصد سے وہ شقی پہلے مدینہ طیبہ میں آیا۔

حال قید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

یعقوب بن داؤد کہتا ہے کہ جب ہارون مدینہ میں آیا ایک شب یحییٰ برمکی کے گھر گیا۔ اس نے مجھ سے کہا تو میں نے سنا کہ ہارون قبر جناب رسول خدا سے مخاطب ہو کے کہتا تھا میرے پدر و مادر یا رسول اللہ آپ پر فدا ہوں آپ سے میں اس قصد پر عذر کرتا ہوں۔ جو کہ درباره موسیٰ کاظم قصد کیا ہے میں چاہتا ہوں انہیں قید کروں اسلئے کہ مجھے خوف ہے وہ فتنہ برپا کریں کہ آپ کی امت کی خونریزی ہو یحییٰ نے کہا مجھے ایسا گمان ہے کہ کل کے روز موسیٰ کاظم کو ہارون قید کریگا۔ جب صبح ہوئی۔ ہارون لعین نے فضل ابن ربیع کو امام موسیٰ کاظم پاس اسوقت بھیجا جبکہ آنحضرت اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم کے روضہ میں نزدیک قبر منور آنحضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ اثنائے نماز ہی میں حضرت کو قید کر لیا۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ جب حضرت کو اثنائے نماز میں پکڑ لیا اور کھینچ کر چاہا مسجد سے باہر لے جائیں۔ حضرت نے اپنے جد بزرگوار کی قبر مبارک سے خطاب کر کے ارشاد کیا۔ یا رسول اللہ جو کچھ آپ کی امت بدکردار سے آپ کے اہل بیت بزرگوار پر ظلم و ستم گذرے ہیں میں ان کی شکایت کرتا ہوں۔ یہ سن کے ہر طرف سے لوگ بصدائے بلند رونے لگے۔ جب حضرت کو ہارون پاس لے گئے۔ اس شقی نے بہت کچھ ناسزا حضرت کو کہہ کے حکم قید دیا۔ اور دو محملیں تیار کیں۔ اسلئے کہ لوگ نہ جانیں کہ حضرت کو کس طرف لئے جاتے ہیں۔ بعد اسکے ایک محمل کو جانب بصرہ اور دوسری محمل کو بغداد کی جانب روانہ کیا۔ اور حضرت اس محمل پر تھے۔ جو بصرہ روانہ کی تھی۔ اور احسان مرد امین کو ہمراہ روانہ کیا۔ کہ بصرہ میں جائے عیسیٰ بن جعفر بن منصور اس شقی کے چچا زاد بھائی کے سپرد کرے ساتویں تاریخ ماہ ذوالحج کو بصرہ پہنچے اور علانیہ ان کو عیسیٰ کے حوالے کیا۔ عیسیٰ نے حضرت امام موسیٰ کاظم کو حجرہ میں جو کہ اس کے دیوان خانہ سے متصل تھا انہیں قید کیا۔ اور مشغول عیش و عشرت ہوا۔ دن میں دو دفعہ حجرہ کو کھولتے تھے ایک مرتبہ اس لئے کہ حضرت باہر آ کے وضو کر لیں۔ اور دوسری دفعہ کھانا لے جانے کیلئے۔ محمد بن سلیمان کہتا ہے کہ عیسیٰ کے ایک محرر نے مجھ سے کہا کہ ان ایام خوشی میں اس مرد

بزرگوار نے ایسا لہو ولعب اور انواع فواحش سنے کہ مجھے گمان ہے ہرگز کبھی ان کی خاطر شریف میں بھی ایسے امور کا خطور نہ ہوا ہوگا۔ ایک سال حضرت اس ملعون پاس رہے اور مکرر ہارون نے اسے لکھا۔ کہ حضرت کو شہید کرے اور اُسے جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ ایسے امر شنیع کا مرتکب ہو۔ بلکہ اس کے دوست لوگ بھی اُسے منع کرتے تھے۔ جب حضرت کو قید میں عرصہ گذرا۔ عیسٰی نے ایک خط ہارون کو لکھا کہ موسیٰ کاظم کو یہاں قید میں عرصہ گذرا۔ اور مجھے ان کے قتل پر جرأت نہیں پڑتی ہے۔ میں نے ہرچند ان کے حالات کا تفحص کیا۔ لیکن سوائے عبادت وتضرع وزاری وتسبیح ومناجات حق تعالیٰ اور کوئی چیز ان سے نہیں سنتا ہوں۔ اور بہت دفع میں نے کان لگا کے سُنا۔ کبھی تم پر یا مجھ پر یا کسی بندہ خدا پر نفرین کرتے یا برا کہتے بھی نہیں سُنا وہ ہمیشہ متوجہ اپنے کام میں ہیں دوسرے سے انہیں کچھ سروکار نہیں۔ تم کسی کو بھیج دو کہ میں حضرت کو اس کے سپرد کر دوں ورنہ ان کو قید سے رہا کر دونگا۔ آئندہ ان کا قیدی رکھنا میں پسند نہیں کرتا۔ ایک جاسوس ملازمان عیسیٰ سے جس کو اسے تفحص احوال آنحضرتؑ پر موکل کیا تھا۔ کہتا ہے میں نے اس قید خانے سے مکرر سُنا کہ حضرت مناجات میں قاضی حاجات سے فرماتے تھے۔ خداوندا میں تجھ سے ہمیشہ اسی کا سوال کرتا تھا۔ کہ زاویہ خلوت وگوشہ عزلت وفراغ خاطر اپنی عبادت وبندگی کے لئے مجھے عطا کر۔ اب تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری دعا مستجاب کر کے جو میں نے چاہا تھا۔ وہ مجھے عطا کیا۔ الغرض جب عیسیٰ کا خط ہارون پاس پہنچا۔ اس شقی نے کسی کو بھیج کے حضرت امام موسیٰ کاظم کو بصرہ سے بغداد میں طلب کیا۔ اور فضل بن ربیع کے مکان میں قید کیا۔

عبداللہ قزنوی کہتا ہے کہ ایک روز فضل بن ربیع کے مکان کی طرف سے میرا گذر ہوا۔ اس وقت وہ اپنے کوٹھے پر بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے بلایا۔ جب میں نزدیک گیا اس نے کہا اس روشندان سے جو فلاں گھر کے مکان میں نظر کرو۔ کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے کہا۔ ایک کپڑا زمین پر پڑا ہے۔ اس نے کہا۔ بغور دیکھ جب میں نے غور سے دیکھا۔ میں نے کہا کوئی آدمی سجدہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یہ تمہارے مولا ہیں میں نے کہا۔ میرے مولا کون ہیں۔ اس نے کہا مجھ سے تجاہل عارفانہ کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ بلکہ فی الواقع میں نہیں جانتا اس نے کہا۔ یہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ رات دن ان کا جویائے احوال رہتا ہوں۔ مگر اسی طرح جسطرح تم دیکھتے ہو۔ ان کو ہمیشہ پاتا ہوں۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے ہیں طلوع آفتاب تک مشغول تعقیب رہا کرتے ہیں۔ اس کے بعد سجدہ میں جا کے زوال شمس تک ہمیشہ سجدہ میں رہتے ہیں۔ کسی کو حکم دے دو کہ جب زوال شمس ہو۔ ان کو خبر کرے۔ پس جب زوال شمس ہوتا ہے۔ اُٹھ کے بغیر تجدید وضو مشغول نماز ہوتے ہیں اس سے میں جانتا ہوں کہ وہ سجدہ میں سوتے نہیں ہیں۔ جب نماز ظہر وعصر کو مع نوافل ادا کرتے ہیں۔ پھر سجدہ میں جاتے ہیں اور سجدہ میں غروب آفتاب تک رہتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور

اور بغیر اس کے کہ پاخانہ پیشاب کو جائیں۔ یا تجدید وضو کریں مشغول نماز مغرب ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ نماز تعقیب رہتے ہیں یہاں تک کہ وقت نماز عشا آتا ہے۔ پھر نماز عشا ادا کر کے جب تعقیب سے فارغ ہوتے ہیں۔ قدرے قلیل طعام سے افطار کر کے تجدید وضو کرتے ہیں۔ پھر سجدہ کرتے ہیں۔ جب سر سجدہ سے اٹھاتے ہیں۔ تھوڑی دیر لیٹ رہتے ہیں اور اُٹھ کے وضو فرماتے ہیں اور ہمیشہ عبادت و نماز و دعا و تضرع میں صبح تک رہا کرتے ہیں جب صبح ہوتی ہے مشغول نماز صبح ہوتے ہیں جب سے انکو میرے پاس لائے ہیں۔ ان کی یہی حالت ہے سوائے اسکے اور کچھ ان سے میں نے نہیں دیکھا جب اس سے میں نے یہ کلام سنا۔ میں نے کہا خدا سے خوف کرو اور ان کو ایذا و تکلیف نہ دو۔ کہ باعث تمہارے زوال نعمت کا ہوگا۔ اس لئے کہ اُن سے جو کوئی برائی کرے گا۔ وہ دنیا ہی میں اپنی جزائے کردار کو پہنچے گا فضل بن ربیع نے کہا کہ ہارون نے مکرر کہلا بھیجا۔ کہ ان کو شہید کرو۔ مگر میں نے قبول نہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ بلکہ اگر یہ مجھے قتل کریں۔ تب بھی ایسا نہ کرونگا۔

حکایت فضل بن ربیع دربان ہارون رشید

حدیث دیگر میں فضل بن ربیع سے منقول ہے کہ کہا میں ہارون رشید کا دربان تھا ایک روز داخل قصر ہوا اور اسے نہایت غضب ناک پایا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اسے ہلاتا تھا جب اسنے مجھے دیکھا کہا میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ اگر میرے پسر عم کو اس وقت حاضر نہ کریگا تیرا سر جدا کروں گا میں نے کہا آپ کے پسر عم کون ہیں اس نے کہا۔ وہ حجازی۔ میں نے عرض کیا کون سا حجازی۔ اس نے کہا موسیٰ کاظم جب میں نے اس کا یہ حال اور خشم و غضب مشاہدہ کیا خدا سے مجھے خوف آیا۔ کہ آنحضرتؑ کو ایسے وقت میں اسکے پاس لاؤں۔ پھر شیطان نے مجھے وسوسہ کیا اور طمع مال و زر نے مجھے مجبور کر دیا پس عذاب خدا کو اپنے اوپر قرار دے کے کہا۔ بہت اچھا حاضر کرتا ہوں۔ ہارون نے کہا۔ دو جلاد مع تازیانہ کے حاضر کریں میں نے حاضر کئے اور حضرت کی تلاش میں چلا جب دریافت کیا۔ لوگوں نے ایک کھنڈل کا پتہ دیا۔ اس کھنڈل کی چھت خرموں کی لکڑیوں سے پٹی تھی اس کھنڈل میں ایک غلام حبشی کو میں نے دیکھا۔ اس سے کہا۔ اپنے آقا سے اجازت میرے آنے کی لے۔ اس غلام نے کہا جاؤ میرے آقا پاس کوئی دربان و پاسبان نہیں ہے جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غلام حبشی مقراض سے گوشت آنحضرتؑ کو جو کثرت سجود سے پیشانی مبارک در بینی نورانی پر جم گیا تھا کاٹ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو ہارون رشید نے بلایا ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے رشید سے کیا کام آیا۔ کثرت مال و دولت نے بھی اسے میرے سے باز نہیں رکھا۔ یہ کہہ کے جلدی اُٹھے۔ اور فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ میرے جد جناب رسول خدا سے مجھ تک روایت پہنچی ہے۔ اطاعت بادشاہ جابر تقیہ کے لئے واجب ہے۔ تحقیق کہ میں نہ جاتا۔ میں نے راہ میں حضرتؑ سے کہا۔ کیا حضرت آپ

مستعد عقوبت ہیں کہ خلیفہ آپ پر بہت خشمناک ہے۔ حضرت نے فرمایا کیا میرے ساتھ مالک دنیا و آخرت نہیں ہے اس مالک سے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے انشاءاللہ محفوظ رکھے گا۔ حضرت نے ایک دعا پڑھی اور تین مرتبہ دست مبارک اپنے سر اقدس کے گرد پھرایا۔ جب ہارون پاس پہنچے۔ دیکھا وہ شقی گھر میں حیران و پریشان ہے اور اسطرح کھڑا ہے۔ جس طرح کسی عورت کا بچہ مرگیا ہو۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ پوچھا میرے پسر عم کو تم لائے۔ میں نے کہا۔ ہاں لایا ہوں۔ اس نے کہا کیا تونے ان کو میرے غصّہ و غضب سے مطلع کیا ہے کہ میں ان پر خشمناک ہوں اس لئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا تھا۔ اس کے محل میں لانے کا ارادہ نہ تھا۔ میں نے کہا۔ ان سے کچھ نہیں ذکر کیا۔ اس نے کہا اچھا حاضر کرو۔ جب حضرت داخل ہوئے اور ہارون کی نظر حضرتؑ پر پڑی اپنی جگہ سے دوڑ کے اپنے ہاتھ حضرت کی گردن میں ڈال کے کہا۔ اے برادر عم و وارث حقیقی خلافت مرحبا۔ خوش آمدی۔ یہ کہہ کے حضرت کو قریب بٹھایا۔ اور کہا۔ میری ملاقات کو آپ کیوں کم آتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تمہارے ملک کی وسعت اور تمہاری محبّت دنیا میرے کم آنے کا باعث ہے۔ اس شقی نے شیشہ عطر منگا کے حضرت کی ریش مبارک کو معطّر کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ خلعت کے دو کیسۂ زر حاضر کرو۔ جب حاضر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر بنا ہائے فرزندان ابوطالب کا تزویج کرنا جس سے ان کی قطع نسل قیامت تک نہ ہو۔ مجھے منظور نہ ہوتا۔ بتحقیق کہ یہ مال میں قبول نہ کرتا۔ پس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ الحمد للہ رب العٰلمین

جب حضرت باہر تشریف لے گئے۔ میں نے ہارون سے کہا۔ آپ چاہتے تھے حضرت کو سیاست کریں اور جب وہ آئے۔ آپ نے انہیں خلعت دیا۔ اور کرامت و نوازش کی۔ اس کا سبب کیا ہے۔ ہارون نے کہا۔ جب تم حضرت کو لینے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک گروہ نے میرے گھر کو گھیر لیا۔ ہے۔ ان کے ہاتھوں میں حربے تھے۔ وہ سب طرف سے حربوں کا رخ میرے قصر کے نیچے لے گئے۔ اور کہا اگر پھر بھی ایذا فرزند رسول خدا کو تونے دی۔ یہ جان لینا۔ اسی قصر کو زمین پر سے ہم پلٹ دیں گے۔ اور اگر ان سے تونے احسان کیا۔ اس وقت ہم تجھ سے دستبردار ہو کے واپس جائیں گے۔ و بروایت دیگر ثوبانی سے منقول ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ دس سال سے زیادہ اسی طرح رہے کہ جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہوتا تھا۔ سجدہ میں جا کے مشغول دعا و تضرع زوال شمس تک رہتے تھے اور جن دنوں حبس ہارون میں تھے وہ ملعون بر بالائے سقف جا کے اس حجرہ کی طرف نظر کرتا تھا۔ جس میں حضرت محبوس تھے۔ وہ شقی یہ دیکھتا تھا کہ کوئی کپڑا زمین پر پڑا ہے سوائے اس کے اور کچھ نہ دیکھتا تھا۔ ایک روز اس نے ربیع دربان سے کہا۔ یہ کپڑا کیسا اس حجرہ میں دیکھ پڑتا ہے۔ ربیع نے کہا۔ یہ کپڑا نہیں۔ بلکہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں۔ ہر روز بعد طلوع آفتاب سجدہ میں جا کے تا وقت زوال سجدہ میں رہتے ہیں۔ ہارون نے کہا۔ بتحقیق کہ حضرت رہبانان و عبّاد بنی ہاشم سے ہیں۔ ربیع نے کہا جبکہ آپ جانتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں۔ پھر ان کو اس زندان تنگ میں کیوں رکھا ہے۔ کہا

ملعون نے کہا دولت و حشمت اس کی مقتضی ہے کہ ان کو اسی طرح رکھوں

حال زہر دادن امام موسیٰ کاظمؑ

بروایت اول جب ہارون کو معلوم ہوا۔ کہ فضل بن ربیع قتل حضرت نہیں چاہتا یہ خیال کر کے آنحضرت کو قید خانہ سے نکال فضل بن یحییٰ برمکی پاس محبوس کیا۔ فضل ہر شب ایک خوان طعام حضرت کے لئے بھجواتا تھا اور دوسری جگہ سے کھانا حضرت کے لئے نہ آنے دیتا تھا۔ شب چہارم جب خوان طعام حضرت کے لئے لائے امام مظلوم نے سر بجانب آسمان بلند کیا اور کہا۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ اگر قبل اسکے ایسا کھانا کھاتا میں تحقیق۔ کہ اعانت اپنے ہلاک پر کر لاتا۔ اور امشب اس طعام کے کھانے سے مجبور و معذور ہوں۔ جب اس سے تھوڑا سا طعام تناول کیا۔ اثر زہر بدن شریف حضرت میں ظاہر ہوا اور حضرت بیمار ہو گئے۔ جب صبح ہوئی۔ اس شقی نے طبیب حضرت کے پاس بھیجا۔ اور مزاج پرسی کی۔ حضرت نے جواب نہ دیا جب بہت مبالغہ و اصرار کیا اس وقت حضرت نے اپنا دست مبارک اس طبیب کو دکھا کے فرمایا۔ یہ میری بیماری ہے۔ جب طبیب نے دیکھا کہ دست کف سبز ہو گیا اور وہ زہر جو کہ حضرت کو دیا تھا۔ اس جگہ جمع ہو گیا ہے۔ طبیب یہ کیفیت دیکھ کے ہارون پاس آیا اور کہا۔ قسم بخدا جو کچھ تم نے ان سے سلوک کیا۔ وہ اسے تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ پس حضرت نے اس مرض میں انتقال کیا۔ و بروایت دیگر فضل بن یحییٰ پر تاکید قتل حضرت کی مگر اسے جرائت نہ ہوئی۔ بلکہ تعظیم و تکریم حضرت کرتا تھا جب ہارون ملعون بمقام رقہ گیا۔ اسے خبر پہنچی کہ آنحضرت فضل بن یحییٰ پاس مکرم و معظم رہتے ہیں۔ اور وہ کوئی صدمہ اور تکلیف حضرتؑ کو نہیں دیتا۔ اس نے مسرور خادم کو بہ تعجیل بجانب بغداد روانہ کیا کہ بے خبر فضل بن یحییٰ کے مکان میں داخل ہو کے حال حضرتؑ مشاہدہ کرے۔ اگر اسی طرح پائے جس طرح لوگوں نے خبر دی ہے۔ اس وقت ایک خط بنام عباسؑ بن محمد اور دوسرا خط بنام سندی بن شاہک اسی مضمون کا بھیج دے کہ جو کچھ تم نے ان خطوط میں لکھا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس مسرور خفیہ داخل بغداد ہوا۔ اور اچانک مکان فضل بن ربیع میں گیا۔ اور کوئی نہ سمجھا۔ کہ یہ کس کام کو آیا ہے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ حضرت اس کے مکان میں باعزت و آبرو ہیں۔ اسی وقت وہ ملعون باہر جا کے عباس بن محمد کے مکان میں گیا اور نامہ ہارون اسے دیا۔ جب اس نے خط کھولا فوراً فضل بن یحییٰ کو بلایا۔ اور تختوں میں کھینچ کے ایک سو تازیانہ اسے لگایا۔ مسرور خادم نے جو دیکھا۔ وہ ہارون کو لکھا۔ اس نے مضمون خط پڑھ کے ایک نامہ لکھا۔ کہ آنحضرت کو سندی بن شاہک ملعون کے سپرد کر دے اور اپنی مجلس دیوانی میں باواز بلند کہا۔ کہ فضل بن یحییٰ نے میری مخالفت کی ہے میں اس پر لعن کرتا ہوں تم بھی اس پر لعنت کرو۔ یہ سن کر جمیع اہل مجلس نے باواز بلند فضل بن یحییٰ پر لعن کیا۔ جب یہ خبر یحییٰ

برمکی کو پہنچی وہ مضطرب ہو کے ہارون کے مکان میں گیا۔ اور دوسری راہ سے سوائے راہِ متعارف داخل ہوا۔ اور عقب ہارون آ کے اس ملعون کے کان میں کہا۔ اگر میرے پسر فضل نے آپ کی مخالفت کی۔ میں تو آپ کی اطاعت کرتا ہوں۔ جو کچھ آپ کہیں اس کی تعمیل کروں۔ یہ سن کے وہ ملعون اس کے پسر فضل سے راضی ہوگا اور اہل مجلس کی جانب مخاطب ہو کے کہا فضل پر جو یہ اس کی مخالفت کے میں نے لعنت کی تھی اب اس نے توبہ کی۔ میں نے اس کی عفو کردی تم بھی اس سے راضی ہو۔ ان اشقیاء نے باواز بلند کہا۔ ہم اسکے دوست ہیں جس کے آپ دوست ہیں۔ اور ہم اس کے دشمن ہیں جس کے آپ دشمن ہیں۔ پس یحییٰ بہ تعجیل بغداد روانہ ہوا۔ اس کے آنے سے لوگ متفکر و متوحش ہوئے۔ جو کوئی اس سے پوچھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ قلعہ کی تعمیر اور عاملوں کے تفحص احوال کے لئے اس طرف آیا ہوں۔ چند روز وہ ملعون عمال کی دیکھ بھال میں مشغول رہا بعد اسکے سندی شقی کو حکم دیا۔ کہ آنحضرتؑ کو زہر دے اور چند رطب زہر آلود کر کے سندی ملعون کو دیئے کہ حضرت کے پاس لے جائے اور مبالغہ و اصرار کر کے کھلا دے۔ اور جب تک حضرت۔ نہ کھائیں دستبردار نہ ہو جب سندی شقی وہ رطب زہر آلود حضرتؑ کے پاس لایا۔ امام مظلوم نے بمجبوری تناول فرمائے۔

حال وفات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ابن بابویہ اور دیگر علماء نے حسن بن بشار سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک مرد پیر قطیعۃ الربیع کے باشندوں سے کہ وہ مشاہیر علمائے اہل سنت سے تھا اور میں اسکے قول پر اعتماد رکھتا تھا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ ایک روز سندی ملعون اسّی آدمی مشاہیر علماء اور اعیان بغداد سے جمع کر کے اس مکان میں لایا۔ جہاں امام موسیٰ کاظمؑ قید تھے۔ جب ہم لوگ بیٹھے سندی فاسق نے کہا۔ اس شخص یعنی امام موسیٰ کاظمؑ کو دیکھو کچھ بھی انہیں صدمہ و گزند پہنچا ہے۔ حالانکہ لوگوں کو گمان ہے۔ میں نے ان کو بہت گزند اور صدمے دیئے ہیں۔ اور ان کو محنت و مشقت میں رکھتا ہوں۔ اس بارہ میں لوگ بہت کچھ کہتے ہیں۔ باوجود ایسے مکان کشادہ میں فرشہائے تکلف پر بآرام رکھتا ہوں۔ اور خلیفہ ان کی طرف سے اپنے دل میں برائی نہیں رکھتا۔ اور انہیں اسلئے یہاں رکھا ہے کہ جب پھر کے آئے ان سے ملاقات کرے اس وقت بھی یہ صحیح و سالم بیٹھے ہیں اور کسی بات میں ان پر تنگ گیری نہیں کی گئی اے حاضرین اس وقت یہ بیٹھے ہیں تم ان سے دریافت کرو اور گواہ رہو۔ اس بڈھے نے کہا۔ کہ تمام حاضرین مجلس حضرتؑ کو دیکھنے میں مشغول تھے۔ اور آثار فضل و عبادت و انوار سیادت و نجابت و سیمائے فلکی و زہادت جبین مبین حضرتؑ سے ساطع و لامع تھے۔ پس حضرتؑ نے فرمایا۔ اے گروہ جو کچھ اس نے درباہ وسعت مکان و منزل و رعایت ظاہری بیان کیا۔ اسی طرح ہے جو اس نے کہا۔ لیکن تم لوگ گواہ رہو۔ کہ اس نے مجھے نو دانہ انگور میں زہر دیا ہے اور کل کے روز میرا رنگ سبز ہو جائیگا۔ اور پرسوں اس خانہ رنج و عنا سے رحلت کر کے بعالم بقاء

رفیق اعلیٰ ملحق ہوں گا۔ جب حضرت نے فرمایا۔ سندی ملعون کانپنے لگا۔ اور مثل شاخہائے درخت خرما اس کا بدن پلید کانپتا تھا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا اس ملعون سے کہا میرے غلام کو نہ بھیج دے کہ میرے انتقال کے بعد وہ غلام میرا متکفل احوال ہو۔ اس شقی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ اپنے مال سے آپ کو کفن دوں۔ حضرتؑ نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا ہم اہل بیت کا مہر زنان و زر حج و کفن ہمارے اہل پاکیزہ سے ہوتا ہے۔ اور میرا کفن میرے پاس موجود ہے۔ جب حضرتؑ نے رحلت فرمائی سندی ملعون نے علماء و فقہاء سارے بغداد کو طلب کیا اور کہا دیکھو کوئی نشان زخم بدن حضرت میں نہیں ہے لازم ہے کہ لوگوں سے بیان کریں کہ ہارون کی کوئی تقصیر فوت حضرت میں نہیں ہے پس حضرت کو بغداد کے پل پر لٹا کے چہرہ نورانی کھول دیا۔ اور لوگوں کو ندا کی کہ یہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں انہوں نے دنیا سے رحلت کی ہے ان کو دیکھو۔ اس منادی سے لوگ آئے اور چہرہ آنحضرت پر نظر کرتے تھے۔ و بروایت دیگر بعد وفات حضرت سندی فاسق نے حکم دیا بحکم ہارون ستر فقہاء امراء و اشراف بغداد کو بلا کے جسم مبارک آنحضرتؑ کھولا۔ اور کہا۔ دیکھو کوئی زخم ان کے بدن پر نہیں ہے۔ اپنی موت سے انہوں نے انتقال کیا ہے گواہ رہو اور جو کچھ لوگ خلیفہ پر اتہام لگاتے تھے۔ وہ غلط ہے ان سب نے جسم شریف حضرتؑ کو دیکھا۔ اور پاہائے مبارک پر مہندی کا نشان پایا۔ پھر ایک محضر لکھا گیا۔ ان سب نے اس محضر باطل پر اپنی گواہی لکھ دی۔

معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بروایت عمر بن واقد آنحضرتؑ نے اپنی وفات سے تین روز پہلے مسیب بن زہیر سے موکل کو بلا کے فرمایا۔ اے مسیب اس نے کہا۔ لبیک اے میرے مولا حضرت نے فرمایا آج کی رات اپنے جد جناب رسول خدا کے مدینہ میں جاتا ہوں کہ اپنے فرزند علی کو وداع کر کے اپنا وصی کروں اور ودائع امامت و خلافت کو اسکے سپرد کروں جس طرح میرے پدر بزرگوار نے مجھے سپرد کئے تھے سرخرو ہوں۔ مسیب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں کس طرح دروازوں اور قفلوں کو کھولوں حالانکہ دربان و نگہبان دروازوں پر بیٹھے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تیرا یقین قدرت خدا اور ہماری بزرگی میں کس قدر ضعیف ہے کیا تو نہیں جانتا کہ ہم خدا نے در ہائے علوم اولین و آخرین کو ہم پر کھولا ہے وہ اس پر قادر نہیں کہ مجھے بغیر اسکے کہ دروازے کھولے جائیں مدینہ میں پہنچا دے مسیب نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مجھے ثابت ایمان رکھے حضرت نے دعا کی۔ اور فرمایا۔ اللّٰھمّ ثبّتہ۔ پھر فرمایا خدا کو اس اسم سے یاد کرتا ہوں جس اسم سے آصف بن برخیا نے خدا کو یاد کیا۔ اور تخت بلقیس کو دو مہینے کی راہ سے ایک چشم زدن میں سلیمان پاس حاضر کر دیا تھا خدا سے امید ہے کہ وہ اسی ساعت مجھے مدینہ میں علیؑ میرے فرزند پاس پہنچا دے سب نے کہا۔ یہ فرما کر حضرت مشغول دعا ہوگئے جب میں نے حضرت کی طرف نگاہ کی ان کو جائے نماز پر نہ دیکھا۔ متحیر اسی گھر میں کھڑا منتظر و متعجب تھا۔ تھوڑی دیر کے

بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنی جائے نماز پر آ گئے۔ اور زنجیریں اپنے پائے مبارک میں پہن لیں۔ یہ دیکھ کے میں نے سجدہ شکر کیا۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے قدر و منزلت حضرت پر مطلع کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سیب سر اٹھا۔ اور سن میں تیسرے روز اس دنیا سے رحلت کرونگا۔ جب میں نے اس خبر وحشت اثر کو سُنا قطرات اشک حسرت اپنی آنکھوں سے برسائے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ گریہ نہ کرو کہ میرے بعد میرا فرزند علی امام اور تمہارا مولا ہے تم کو چاہیئے ان کا سامان ولایت تھامے رہو جب تک تم ان کے ہمراہ ہو ان کی متابعت سے دستبردار نہ ہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جب تیسرا دن ہوا میرے مولا نے مجھے طلب کیا۔ اور فرمایا جو کچھ میں نے تم کو خبر دی تھی آج اس سفر آخرت پر عازم ہوں۔ جب میں تم سے پانی مانگ کے پیوں اور میرا شکم زہر قہر سے نفخ کرے اور اعضا پر ورم آ جائے اور رنگ چہرہ بزردی مائل ہو اس کے بعد سرخ زرد ہو کے برنگہائے مختلف دیکھنا اس وقت ہرگز مجھ سے کلام نہ کرنا۔ اور کسی کو قبل وفات میرے حال کی اطلاع نہ دینا۔ مسیب نے کہا میں وعدہٴ آنحضرت کا منتظر حیران و غمگین کھڑا تھا۔ یہانتک کہ حضرت نے بعد ایک ساعت کے پانی طلب کر کے پیا۔ اور فرمایا۔ اس سندی بن شاہک ملعون کو گمان ہے کہ مجھے غسل و کفن دے گا۔ نہایت دشوار ہے یہ امر ہرگز نہ ہوگا۔ اس لئے کہ انبیاء و اوصیا کو سوائے نبی اور وصی کے دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں ایک جوان خوشرو کہ نور سیادت و ولایت جبیں مبین سے اسکے لامع تھا۔ اور سیمائے نیابت و نجابت و امامت چہرہ نورانی سے ساطع اور حضرت امام موسیٰ کاظم سے بہت مشابہ تھے پہلوئے آنحضرتؑ میں بیٹھا ہے۔ میں نے چاہا حضرتؑ سے اس جوان کا نام پوچھوں۔ حضرتؑ نے مجھے آواز دی۔ کہ میں تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ مجھ سے بات نہ کرنا۔ یہ سن کے میں خاموش ہو گیا۔ بعد ایک لحظہ کے امام مسموم غریب مظلوم نے اپنے فرزند دلبند کو وداع کر کے بعالم قدس رحلت فرمائی۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام میری نظر سے غائب ہو گئے

حال تجہیز و تکفین امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

جب خبر وفات حضرتؑ ہارون کو پہنچی اس نے سندی بن شاہک شقی کو حکم تجہیز و تکفین آنحضرت دیا خروش و غلغلہ شہر بغداد سے بلند ہوا۔ اشراف و اعیان و ساکنان شہر حاضر ہوئے۔ صدائے نالہ و فغاں بلند ہوئی زمین و آسمان گریہ زاری کر کے مظلومیت آنحضرتؑ پر زار زار روتے تھے۔ سندی ملعون بامردمان دیگر متوجہ غسل ہوا۔ مسیب کہتے ہیں کہ جس طرح حضرتؑ نے مجھے خبر دی تھی۔ اسی طرح یہ لوگ گمان کرتے تھے کہ حضرتؑ کو غسل دے رہے ہیں اور قسم بخدا ان کا دست نجس بدن مطہر آنحضرتؑ تک نہ پہنچتا تھا۔ اور وہ ملاعین یہ جانتے تھے کہ ہم حضرت کو غسل و کفن دے رہے ہیں مگر قسم بخدا ان اشقیا سے کوئی امر نسبت آنحضرتؑ واقع نہ ہوا۔ بلکہ امام رضا علیہ السلام مشغول ہوئے اور یہ لوگ حضرتؑ کو نہ دیکھتے تھے جب حضرتؑ اپنے پدر بزرگوار کے غسل سے فارغ ہوئے میری طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ اے مسیب لازم ہے کہ میری امامت

میں شک نہ کرنا اور میرے دامان متابعت سے دستبردار نہ ہونا۔ تحقیق کہ میں تمہارا پیشوا ہوں۔ اور مقتدا اور بعد اپنے پدر بزرگوار کے تجھ پر حجت خدا ہوں۔ یہ فرما کے حضرت موسیٰ کاظم کو مقبرہ قریش میں جہاں بالفعل مرقد مطہر آنحضرت ہے دفن کیا۔ ابن بابویہؒ اور دیگر علما نے روایت کی ہے کہ جب سندی ملعون نے جنازہ آنحضرتؑ اٹھایا اور چاہا مقبرہ قریش میں لے جائے۔ کئی ملعونوں کو حکم دیا کہ ندا کریں معاذ اللہ جسے خبیث ابن خبیث کی طرف دیکھنا منظور ہو وہ موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف دیکھ لے۔ سلیمان بن ابی جعفر برادر ہارون کا دریا کے کنارے ایک مکان تھا۔ جب اس نے لوگوں کے صدائے شور و غوغا سُنی اور یہ آواز اس کے مکان میں پہنچی۔ قصر سے نیچے اترا اور اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ ان ملعونوں کو ہٹا دو اور عمامہ اپنے سر سے پھینک گریبان چاک کر برہنہ پا عقب جنازہ آنحضرت روانہ ہوا اور حکم دیا۔ کہ جنازہ آنحضرت کے آگے آگے ندا کریں جسے طیب ابن طیب کی طرف نظر کرنا منظور ہو۔ وہ امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف نظر کرے۔ بعد اسکے تمام مردم بغداد جمع ہو گئے صدائے شیون و فغان زمین سے آسمان تک بلند ہوئی جب نعش مبارک کو مقبرہ قریش میں لائے سلیمان ظاہرداری آپ کھڑے ہو کے متوجہ غسل و کفن و حنوط آنحضرتؑ ہوا اور جو کفن اسنے اپنے لئے رکھا تھا اور اس کی قیمت اڑھائی ہزار اشرفی تھی۔ تمام قرآن اس پر لکھا تھا۔ وہ کفن کلام اللہ ناطق یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم کو پہنایا۔ اور باعزاز و اکرام تمام حضرتؑ کو مقبرہ قریش میں دفن کر کے قبر شریف کو زمین سے چار انگشت بلند کیا۔ اور ضریح گرد قبر مقدس بنا کے قبہ بنوایا دیا۔ جب یہ خبر ہارون کو پہنچی۔ خوف طعن و تشنیع مردم اس ملعون نے سلیمان کو ایک نامہ لکھا اس میں اسکی تحسین و آفرین کی۔ اور لکھا۔ کہ سندی بن شاہک نے جو وہ اعمال زشت میرے حکم سے نہیں کئے تھے اب میں تم سے خوش ہوں کہ تم نے اسے علیحدہ کر دیا۔ آنحضرتؑ کے خدام میں سے ایک خادم نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؑ موسیٰ کاظم کو مدینہ سے عراق کی طرف لے گئے امام رضا علیہ السلام نے مجھے حکم دیا۔ کہ ہر شب رخت خواب آنحضرتؑ کو مکان کی دہلیز پر بچھانا جب حضرت تعقیب نماز عشاء نوافل سے فارغ ہوتے تھے ایک لحظہ استراحت فرما کے تمام شب وہاں عبادتؑ میں مشغول رہتے تھے جب صبح ہوتی تھی مکان میں تشریف لے جاتے تھے حسب ارشاد پدر بزرگوار چار سال تک حضرت اس سنت پر ہر شب قیام فرماتے رہے بعد اسکے ایک شب فرش خواب حضرتؑ کے لئے بچھایا اور انتظار تھا۔ کہ آنحضرت مسجد رسول سے بطریق معہود تشریف لائیں جسقدر انتظار کیا حضرت نہ آئے حضرتؑ کے نہ آنے سے اہل بیت عصمت و طہارت کو نہایت تشویش و فکر ہوئی۔ جب صبح ہوئی حضرت امام رضا تشریف لا کے ام احمد کے پاس گئے اور فرمایا وُہ تبرکات جو پدر بزرگوار نے آپ کے سپرد کئے ہیں مرحمت کیجئے ام احمد نے یہ سن کے نوحہ زاری کی اور سینہ پر درد سے آہ سرد بھر کے گریبان صبر چاک کیا۔ اور فریاد کی کہ واللہ آنحضرت نے رحلت کی ہے۔ پس امام رضا نے ان کو تسلی و دلاسہ

دے کے رونے پیٹنے سے منع کیا۔ اور فرمایا۔ اس راز کو افشا نہ کرنا۔ بلکہ اس آتش حسرت کو سینہ میں پنہاں رکھنا۔ کہ ابھی حاکم مدینہ کو خبر پہنچتے ہی وہ کہے گا۔ کہ یہ لوگ دعویٰ امامت رکھتے ہیں اور علم غیب کی خبریں دیتے ہیں جو سلوک ان اشقیا نے پدر نامدار سے کیا۔ وہی مجھ سے بھی کریں گے۔ یہ سُن کے جو کچھ اسرار امامت امام احمد پاس مع چار ہزار دینار سپردگی میں تھے۔ سب انہوں نے حضرت کے سپرد کیے اور کہا جس روز حضرت مجھے وداع کرتے تھے فرماتے تھے اس امانت کو کسی پر مطلع نہ کرنا اور جو کوئی میرے فرزندوں سے تمہارے پاس آئے امانت کو ان کے سپرد کر دینا۔ واضح ہو کہ میں بسعادت شہادت فائز ہوتا ہوں۔ اور امام رضا میرا فرزند امام زمان اور جانشین میرا ہے راوی کہتا ہے۔ بعد کئی روز کے خبر وفات آنحضرت مدینہ میں منتشر ہوئی اور جب ہم نے حساب کیا۔ اسی شب وفات آنحضرت واقع ہوئی جس شب امام رضا بتائید الٰہی مدینہ سے بغداد میں جا کے مشغول تجہیز و تکفین والد بزرگوار ہوئے تھے۔ اور اس شب گھر میں تشریف نہ لائے تھے۔ اس کے بعد امام رضا اور اہل بیت عصمت وطہارت نے حضرت کا ماتم برپا کیا۔

قصہ رطب ہائے زہر آلود

ابن بابویہ نے بسند معتبر عمر بن واقد سے روایت کی ہے۔ کہ جب ہارون ملعون فضائل ومعجزات وعلم وکمالات امام موسیٰ کاظمؑ سے دل تنگ ہوا۔ بظاہر حضرت کو قتل نہ کر سکتا تھا۔ اس کی رائے شوم میں یہ آیا۔ کہ حضرتؑ کو زہر سے شہید کرے۔ پس ایک طبق انگور طلب کر کے تھوڑے زہر مارکئے اور سینی منگا کے بیس دانہ ان رطب کے ان سینی میں رکھے اور ایک زہر اور سوئی ڈورا منگا کے ڈورا زہر میں بھگویا۔ اور ڈورے کو کئی کئی دفعہ ایک ایک رطب میں ڈال کے کھینچا تا آنکہ جان گیا کہ زہر نے ان رطب میں اثر کیا ہے۔ پھر ان خرموں کو اور دوسرے خرموں میں رکھ کے سینی خادم کو دی اور کہا اس سینی کو امام موسیٰ کاظم پاس لے جا اور کہہ کے رطب نفیس خلیفہ کے لیے لائے تھے۔ خلیفہ نے یہ نہ چاہا کہ تنہا ان کو نوش کرے۔ بلکہ ان خرموں کو اپنے دست مبارک سے چھانٹ کے بھیجا اور کہا ہے ان سب کو آپ تناول کریں اور خادم کو حکم دیا۔ کہ حضرتؑ کو یہ سب رطب کھلا دینا۔ اور وہیں ٹھہرا رہنا کہ تیرے سامنے سب کھالیں اور سوائے حضرت کے کسی دوسرے کو نہ کھانے دینا۔ جب خادم مذکور سینی حضرتؑ پاس لایا اور پیغام ہارون کا پہنچایا حضرتؑ نے خلال مانگا۔ اور وہ خادم سامنے کھڑا رہا پس حضرتؑ اس خلال سے رطب اٹھا کے تناول فرماتے تھے۔ ہارون پاس ایک کتا تھا۔ کہ وہ شقی اس سے بہت دوست رکھتا تھا۔ اور زنجیر ہائے طلا اور مرصع کا پٹہ اس کی گردن میں ڈالا کرتا تھا۔ اس وقت وہ کتا۔ باعجاز حضرت پٹہ توڑ کے زنجیر زمین پر گھسیٹتا ہوا حضرت پاس آیا۔ حضرت نے ایک رطب زہر آلود خلال سے اٹھا کے اس کتے کو ڈال دیا۔ اس کتا نے وہ رطب اٹھا کے کھالیا۔ اور اسی وقت زمین پر لوٹنے اور چلانے لگا اور اعضاء اس کے پارہ پارہ ہو گئے۔ حضرتؑ نے باقی رطب بھی نوش فرمائے۔ وہ خادم سینی ہارون پاس لے گیا۔ اس ملعون نے پوچھا سب رطب انہوں نے کھائے۔ خادم نے کہا۔ ہاں ہارون نے پوچھا۔ بعد کھانے کے ان کا کیا حال تھا۔ خادم نے کہا۔ کوئی تغیر حضرت میں نہیں دیکھا۔ اور جب کتے کا مرنا اس سگ ناپاک

نے سُنا مضطرب ہو کے اسے دیکھنے آیا۔ دیکھا وہ کتا پارہ پارہ ہو گیا اور اثر زہر اس میں ظاہر ہے پس ایک خادم کو بلا کے حکم تلوار لانے کا دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر ان رطب کی خبر صحیح صحیح مجھ سے نہ کہے گا تجھے قتل کر دونگا۔ خادم نے جب تلوار دیکھی جو کچھ گذرا تھا سب عرض کر دیا۔ یہ سن کے اس شقی نے کہا۔ امام موسیٰؑ کاظم کے بارہ میں مجھ سے کچھ بھی بن نہیں پڑتا۔ ہمارے رطب نفیس کھا کے ہمارے سگ عزیز کو مار ڈالا اور ہمارا زہر ضائع کیا۔

حکایت کنیز ہارون رشید

ابن شہر آشوبؒ نے کتاب انوار سے روایت کی ہے۔ جن دنوں امام موسیٰ کاظم ہارون ملعون کے پاس قید تھے۔ اس شقی نے ایک کنیز نہایت حسین و جمیل حضرت کی خدمت میں زندان میں بھیج دی۔ کہ شاید حضرتؑ اس کی طرف مائل ہوں۔ اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائیں یا اس سبب سے وہ کنیز بھیجی کہ اس کے بہانہ سے بہ مکر و فریب حضرت کو شہید کرے جب اس کنیز کو حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ فرمایا مجھے اس کی احتیاج نہیں تم لوگوں کو نظروں میں اسکی قدر ہے۔ اور ہم کو مطلق اس کی قدر نہیں۔ جب یہ خبر ہاروں کو پہنچی۔ وہ ملعون غضبناک ہُوا اور کہا۔ ان سے جا کے کہو۔ ہم نے تم کو تمہاری رضامندی و خوشی پر حبس و قید نہیں کیا ہے اور ہم کو تمہاری اجازت درکار نہیں ہے یہ کہہ کے اس کنیز کو وہاں چھوڑ کے واپس چلے آؤ۔ جب اس کنیز کو حضرت پاس بھیجا اس ملعون نے مجلس برخاست کر کے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ اس کنیز کی خبر لائے۔ خادم مذکور جا کے واپس آیا۔ اور کہا۔ کہ وہ کنیز سجدہ میں کہہ رہی ہے۔ سبوح قدوس سبحانک سبحانک ہارون ملعون نے کہا۔ امام موسیٰ کاظم نے اس پر جادو کیا ہے جب اس کنیز کو بلایا۔ آسمان کی جانب کانپ کانپ کے دیکھتی تھی۔ ہارون نے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس کنیز نے کہا مجھ پر عجیب حالت طاری ہے جب حضرت پاس گئی۔ آنحضرت ہر وقت مشغول نماز تھے میری طرف متوجہ نہ ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہو کے مشغول ذکر و تسبیح ہوئے۔ اس وقت حضرت کے قریب گئی اور میں نے کہا۔ کسی خدمت کا مجھے موقعہ کیوں نہیں دیتے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیری طرف مجھے کوئی احتیاج نہیں۔ میں نے کہا مجھے آپ کی خدمت گذاری کو بھیجا ہے کہ آپ کی خدمت کروں۔ حضرت نے اشارہ سے فرمایا یہ لوگ کس لئے ہیں۔ جب اس طرف میں نے نظر کی ایسے وسیع و بستان باغ دیکھے جن کی انتہا دکھائی نہ دیتی تھی بانواع ریاحین و میوہ جات آراستہ تھے ان باغوں میں حوراں و غلمان نظر آئے کہ ہرگز مثل انکے حسین و جمیل میں نے نہ دیکھے تھے۔ جامہائے حریر و دیبا پہنے تھے۔ تاجہائے مکلل بانواع جواہر گراں بہا سر پر رکھ کر ہر قسم کے طعام و میوہ جات و طشت و ابریق ہائے لطیف ہاتھ میں لئے حضرت کی خدمت میں کھڑے تھے۔ جب میں نے دیکھا بیہوش ہو کے سجدہ میں گئی اور سر سجدہ سے نہ اٹھایا۔ یہانتک کہ آپکا خادم اپنے ہمراہ مجھے یہاں لایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اے خبیثہ شائد سجدہ میں تو سو گئی اور خواب میں یہ سب تو نے دیکھا ہو۔ کنیز نے کہا۔ قسم بخدا سجدہ کرنے سے پہلے یہ کیفیت میں نے دیکھی اور اس حال کے مشاہدہ سے ایک

دہشت ایسی مجھ پر طاری ہوئی کہ میں نے سجدہ کیا۔ یہ سن کے ہارون نے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ اس کنیز کی خبر رکھا کرے قصہ اور یہ کسی سے نہ ذکر کرے وہ کنیز مشغول نماز ہوتی اور ہمیشہ عبادت کیا کرتی تھی۔ لوگوں نے پوچھا نماز کیوں پڑھا کرتی تھی اس نے کہا۔ ایک عبد صالح کو میں نے دیکھا۔ کہ وہ ہمیشہ مشغول نماز رہتے ہیں میں نے بھی ان کی پیروی کی۔ پوچھا یہ نام عبد صالح تو نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا جن کنیزوں کو میں نے باغ میں دیکھا۔ اور جن حوروں کو مشاہدہ کیا۔ انہوں نے مجھے آواز دی کہ عبد صالح پاس سے دور ہو کہ ہم ان کی خدمت گذاری کو آتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان کے خدمت گذار ہیں نہ تو پس میں نے ان کے کہنے سے جانا کہ لقب حضرتؑ کا عبد صالح ہے اور ہمیشہ وہ کنیز مشغول نماز و عبادت تھی یہانتک کہ دنیا سے رحلت کی اور یہ واقعہ چند روز قبل شہادت آنحضرت گذرا۔

اہتمام قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

بعض کتب میں منقول ہے کہ ہارون ہر ایک شخص کو قتل آنحضرتؑ کی ترغیب دیتا تھا اور کوئی اس امر شنیع کو قبول نہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ اس ملعون نے اپنے عاملوں کو جو بلاد فرنگ میں تھے ان کو لکھا میرے پاس ان لوگوں کو بھیج دو۔ جو لوگ خدا اور رسولؐ کو نہیں پہچانتے مجھے ان لوگوں سے ایک کام ہے ان عاملوں نے ایسے پچاس آدمی فراہم کر کے بھیجے۔ جب ہارون ملعون پاس حاضر ہوئے ان سے پوچھا تمہارا خدا اور پیغمبر کون ہے انہوں نے کہا۔ ہم خدا اور رسول کو نہیں جانتے بعد اسکے ان لوگوں کو اس گھر میں بھیجا جہاں حضرت امام موسیٰ کاظم قید تھے اور حکم دیا کہ جا کے حضرت کو قتل کرو۔ ہارون ملعون کھڑکی سے اس گھر کو دیکھتا رہا تھا۔ کہ حضرت کو یہ لوگ کس طرح قتل کریں گے۔ جب یہ لوگ مکان میں پہنچے اور حضرت پر انکی نظر پڑی ہتھیار ہاتھوں سے پھینک دیئے اعضا کانپتے تھے۔ سجدہ میں جا کے رونے لگے۔ حضرتؑ نے دست مبارک ان کے سروں پر پھیر کے ان سے انکی زبان میں باتیں کیں۔ ہارون ملعون نے جب یہ کیفیت دیکھی خوفناک ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو بلوہ ہو جائے پھر اپنے وزیر کو حکم دیا۔ کہ جلدی ان لوگوں کو مکان سے باہر کرو۔ ان لوگوں نے تعظیم کی وجہ سے حضرت کی جانب پشت نہ کی۔ پچھلے پاؤں چلتے تھے۔ یہانتک کہ اس مکان سے باہر آئے اور ہارون پاس نہ گئے بلکہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کے بغیر رخصت لئے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے قید خانہ سے داؤد بن رائی برکی پاس بھیجا اور فرمایا اس سے کہو حضرت کہتے ہیں کس سبب سے تو نے مجھے میرے وطن سے دور کر کے مجھ میں اور میرے عیال میں جدائی ڈالی ہے۔ جب داؤد یحیی پاس گیا۔ اور پیغام حضرت کا پہنچایا۔ اس ملعون نے قسمیں کھائیں اور کہا۔ میری اس امر میں کوئی تقصیر نہیں ہے۔ حضرتؑ نے دوسری مرتبہ کہلا بھیجا کہ مجھے قید خانہ سے رہا کر دے ورنہ

خدا سے تیری شکایت کرونگا۔ اور میری نفرین سے تو بچ نہ سکے گا اور ایسا ہی ہوا کہ وہ ملعون بہت جلد اپنے اعمال قبیحہ کے سبب بد ترین احوال مارا گیا اور سلسلہ برامکہ قطع ہوا۔ شیخ طوسیؒ و شہر ابن آشوب نے عباد مہلبی سے روایت کی ہے کہ جب ہارون ملعون نے امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کیا ہمیشہ عجائب و غرائب و معجزات حضرتؑ سے مشاہدہ کرتا تھا۔ اور جو بہانہ حضرت کی شہادت پر کرتا تھا مفید نہ ہوتا تھا پس یحییٰ کی کو اس نے بلا کے کہا۔ کیا تم وہ عجائب اس شخص سے مشاہدہ نہیں کرتے جو میں دیکھتا ہوں جس طرح کی حیرانی ان کے بارے میں مجھے رہا کرتی ہے کہ میرے دل کو ان کے غم والم سے فراغت حاصل ہو۔ یحییٰ نے کہا۔ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ ان پر احسان کر کے انہیں قید سے رہا کر دیجئے اس لئے کہ ان کے قید کرنے سے لوگوں کے دل ہم سے پھر گئے ہیں۔ ہارون نے کہا اچھا زنجیر ان کے پاؤں سے نکال کے انکو میرا سلام کہو اور بیان کرو کہ آپ کا پسر عم کہتا ہے میں نے قسم کھائی ہے کہ آپ کو قید سے رہا نہ کروں تا وقتیکہ میرے پاس آ کے مجھ سے اقرار نہ کرو کہ میں نے تم سے برائی کی مجھے عفو کر دو اور کہو آپ کے اس اقرار کرنے اور اس سوال سے کوئی عار و ننگ نہ ہوگا۔ اس وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو کہ میرا معتمد اور وزیر ہے آپ پاس بھیجتا ہوں کہ اس سے اپنے جرم کا اقرار کر کے عفو چاہو اور جو کچھ میں نے کہا ہے اسکی تعمیل کر دو کہ میں اپنی قسم سے بری ہو جاؤں۔ پھر آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیے چلے جائیے۔ جب یحییٰ نے پیغام اس شقی کا حضرت سے بیان کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ایک ہفتہ سے زیادہ میری عمر کا زمانہ باقی نہیں۔ اے یحییٰ جب جمعہ آئے میرے جنازہ پر حاضر ہو کے نماز پڑھنا اور واضح ہو کہ جب ہارون ملعون بمقام رقہ جا کے بجانب عراق معاودت کریگا تجھ سے اور تیری اولاد سے منحرف ہو جائیگا اور تمہارے سلسلہ کو قطع کرے گا۔ تجھے بے خوف رہنا لازم نہیں۔ اے یحییٰ میرا پیغام اس ملعون کو پہنچا اور کہہ دے کہ بروز جمعہ میرے انتقال کی خبر تجھے پہنچے گی اور بروز قیامت جب حق تعالیٰ کے سامنے ہم اور تم حاضر ہونگے اور خداوند عالم مجھ میں تجھ میں حکم کرے گا۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ظالم و گنہگار کون ہے والسلام یہ سن کے یحییٰ گریاں خدمت حضرت سے باہر آیا اور ہارون پاس جا کے قصہ نقل کیا۔ اس ملعون نے کہا۔ موسیٰ بن جعفر اگر چند روز پہلے اس سے دعویٰ امامت کرتے اور یہ باتیں چھوڑ دیتے تو بہتر تھا جب جمعہ آیا حضرت نے رحلت فرمائی اور انتقال حضرتؑ کے وقت ہارون ملعون مقام مدائن چلا گیا۔

جواب مسائل از طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

شیخ کلینیؒ نے علی بن سوید سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا جن دنوں امام موسیٰ کاظمؑ حبس و قید ہارون میں تھے۔ میں نے ایک عریضہ خدمت حضرت میں لکھا۔ اور بعد مزاج پرسی چند مسائل کا استفسار کیا بعد ایک مدت کے میرے عریضہ اور مسائل کا جواب پہنچا بعنوان خط پر بعد حمد و ثنائے الٰہی

دربیان حقائق و معارف ربانی حضرت نے لکھا تھا۔ کہ اما بعد تم نے خط لکھ کے چند مسائل دریافت کئے تھے اور میں ان کے جوابات میں تکیہ کرتا تھا۔ اور ان کا اخفا مجھ پر جائز تھا۔ اب چونکہ میں نے جان لیا سلطنت جباروں کی مجھ سے آخر ہو گئی ہے اور ان کے تحت فرمان سے باہر ہو کے داخل سلطنت ایسے خداوند کا ہوتا ہوں جو مالک سلطنت عظیم ہے اور اس دنیا سے مفارقت کرتا ہوں جس نے اپنے کسی دوست سے وفا نہیں کی ہر چند انہوں نے اس کی محبت میں اپنے پروردگار کی مخالفت کی لہذا تیرے مسائل کا جواب لکھتا ہوں واضح ہو کہ ضعفائے شیعہ اپنے دین میں حیران نہ ہوں خدا سے خوف کر کے جو کچھ میں نے تجھے لکھا ہے کس کو نااہل سے نہ کہنا۔ اور موجب فتنہ و بلا اپنے پیشواؤں کا نہ ہونا تحقیق کہ اول وہ چیز جس کی تجھے اطلاع دیتا ہوں یہ ہے کہ اپنی خبر مرگ تجھے بیان کروں تجھے مطلع کرتا ہوں کہ ان دنوں دنیا سے مفارقت کرنے والا ہوں بغیر اسکے کہ مفارقت دنیائے فانی سے جزع کروں یا اس سے یا جو کچھ راہ خدا میں کیا ہے نادم و پشیماں ہوں یا یہ کہ قضاہائے خدا میں شک کروں پس لازم ہے۔ کہ عروۃ الوثقائے اہل بیت رسالت سے متمسک ہو اور ہر ایک امام کا بعد دوسرے امام کے اقرار کر اور ہر ایک وصی کا بعد دوسرے وصی کے قائل رہ اور ان سے بمقام انقیاد و تسلیم رہ ان کی گفتار و کردار سے راضی رہ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ نامہ طولانی ہے مگر میں نے اسقدر سبب طول اکتفا کی

شہادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کتاب عیون المعجزات میں کتاب وصایائے علی بن محمد زیاد ضیمری سے روایت کی ہے کہ جب سندی شاہک ملعون نے رطب زہر آلود حضرتؑ کے لئے بھیجے آپ بھی آیا کہ دیکھے حضرتؑ نے تناول فرمائے یا نہیں اور وہ شقی اس وقت آیا۔ جب حضرتؑ رطب زہر آلود تناول فرما چکے تھے۔ اس شقی نے کہا۔ اور تناول کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ جس قدر میں نے کھائے انہیں سے تیرا مطلب حاصل ہے زیادہ کھانے کی احتیاج نہیں پس چند روز قبل وفات حضرت اس شقی نے قاضیوں عادلوں کو جمع کر کے حضرتؑ کو اُن کے سامنے بلایا اور کہا لوگ کہتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کو قید خانہ میں بشدت تنگی رکھا ہے۔ تم سب ان کا حال دیکھو اور گواہ رہو کہ ان کو بیماری نہیں ہے اور میں نے ان پر تنگ گیری بھی نہیں کی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے گروہ تم گواہ رہو کہ تیسرا روز ہے اس نے مجھے زہر دیا ہے۔ بظاہر میں صحیح و سالم جانتا ہوں لیکن زہر نے باطن پر اثر کیا ہے آج آخر وقت میرا رنگ سرخ ہو جائے گا۔ اور کل بہت زرد ہو گا۔ اور پرسوں میرا رنگ بسفید مائل ہو جائیگا۔ اور اسی وقت برحمت و خوشنودی حق تعالیٰ ملحق ہو لگا جب تیسرا دن آخر ہوا۔ روح مقدس آنحضرت ملاء اعلیٰ میں پیغمبروں صدیقوں شہیدوں سے ملحق ہوئی و بمقتضائے آیہ کریمہ واما الذین ابیضت وجوھھم ففی رحمۃ اللہ آنحضرت رو سفید جانب ریاض رضوان تشریف لے گئے۔ کتاب بصائر الدرجات

میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ کہ ابراہیم بن ابی محمود نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ امام اپنا وقت وفات جانتا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں جانتے تھے۔ ابراہیم نے کہا۔ دانستہ حضرتؑ نے تناول فرما کے اپنی ہلاکت پر اعانت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہاں ابراہیم نے کہا۔ امام موسیٰ کاظمؑ کو یحییٰ برمکی نے رطب زہر آلود بھیجے کیا وہ جانتے تھے کہ ان کو زہر آلود کیا ہے حضرتؑ نے فرمایا قبل تناول تاکہ سامان اس کا درست کریں اور کھاتے وقت حضرت کے دل سے محو ہو گیا۔ اسلئے کہ قضائے حق تعالیٰ ٹل نہیں سکتی۔ شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن طاؤس نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار کو یحییٰ بن خالد برمکی نے زہر دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں تیس دانہ رطب میں زہر دیا تھا۔ اس نے کہا۔ کیا امامؑ جانتے تھے کہ ان خرموں کو زہر آلود کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس وقت فرشتہ محدث نام جو کہ خدا کی طرف سے باتیں کرتا تھا۔ غائب ہو گیا۔ راوی نے کہا۔ محدث کون ہے حضرت نے کہا۔ ایک فرشتہ جبرئیل و میکائیل سے زیادہ تر بزرگ ہے۔ جو کہ حضرت رسول کے ہمراہ رہتا تھا اور سب اماموں کے ہمراہ بھی مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح وارد ہوئی ہے۔ اور بعض احادیث سابقہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ ہنگام تناول بھی حضرت جانتے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ احادیث موافق عقول اکثر خلق وارد ہوئے ہوں اور مجملاً ایسے مطالب کی تحقیق احوال امام حسینؑ میں مذکور ہوئی کہ تکلیف ائمہ معصومین کی مثل دیگراں نہیں ہے اور خاص اس بارہ میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؑ کو ان خرموں کا نہ کھانا اس وقت مفید تھا جب کہ ان اشقیاء کے ہاتھ سے رہائی پاتے اور وہ ملاعین کسی دوسری طرح بھی قتل نہ کر سکتے۔ لیکن حضرت جانتے تھے کہ اگر اس زہر سے شہید نہ ہوتے۔ دوسری طرح ہو کہ اس سے زیادہ امر شنیع ہوتا حضرت کو شہید کرتے پس ہو سکتا ہے کہ سہل بات کو اختیار فرمایا ہے۔ واضح ہو کہ ایسے امور میں فکر نہ کرنا اور جو کچھ ان حضرت معصومین سے صادر ہوا۔ اس کی مجملاً تصدیق کرنا عین حق و ثواب اور اولیٰ و احوط ہے۔

فصل تیسری

بیان مصائب شیعان اہل بیت

جو ظلم و ستم زمانہ آنحضرتؑ میں شیعان و عزیزان آنحضرت پر گذرے ہیں۔ چنانچہ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بزاز نیشاپوری سے روایت کی ہے کہ کہا۔ مجھ میں اور حمید بن قحطبہ طوسیؒ میں ایک معاملہ تھا۔ ایک سال اسکے پاس گیا۔ جب اس نے میرے آنے کی خبر پائی۔ اس دن قبل اسکے کہ سفر کے کپڑے اتاروں۔ اس نے مجھے طلب کیا رمضان مبارک کا وہ مہینہ تھا۔ وقت زوال جب میں اس کے پاس گیا۔ دیکھا اس مکان میں بیٹھا ہے جس میں ایک نہر جاری ہے۔ جب میں سلام کر کے بیٹھا۔ ایک آفتابہ اور لگن اس کے سامنے لائے

اس نے اپنے ہاتھ دھو کے مجھ سے بھی کہا کہ اپنے ہاتھ دھوؤ۔ پھر خوان طعام آیا اور میں بھول گیا کہ رمضان کا مہینہ ہے اور صوم سے ہوں۔ جب کھانے پر ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت مجھے یاد آیا۔ فوراً میں نے ہاتھ روک لیا۔ حمید نے کہا۔ کیوں نہیں کھاتے۔ میں نے کہا۔ ماہ مبارک رمضان ہے۔ میں نہ بیمار ہوں اور نہ کوئی سبب ہے کہ افطار کروں شائد آپ کو ایسا عذر ہے کہ باعث افطار ہوا ہے۔ اس ملعون نے کہا۔ میں بھی بیمار نہیں ہوں بلکہ صحیح و سالم ہوں۔ یہ کہہ کے رونے لگا۔ جب کھانے سے فارغ ہوا میں نے کہا یا الامیر آپ نے گریہ کیوں فرمایا۔ اس نے کہا رونے کا سبب یہ ہے کہ جب ہارون طوس میں تھا۔ ایک شب مجھے طلب کیا۔ جب ان کے پاس پہنچا دیکھا اس کے قریب شمع روشن ہے اور ایک شمشیر برہنہ بھی اسکے سامنے رکھی ہے۔ اور ایک خادم سامنے کھڑا ہے جب اسنے مجھے دیکھا۔ کہنے لگا۔ تمہاری اطاعت کس درجہ تک ہے میں نے کہا۔ جان و مال سے آپ کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔ یہ سن کے اس نے ایک ساعت سر نیچے رکھا۔ پھر حکم دیا یہاں سے چلا جا جب مکان واپس آیا۔ پھر ایک چوبدار آکے مجھے بلا لے گیا۔ اس وقت میں ڈرا اور کہا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون گویا میرا قتل اسے منظور ہے اس وقت اسنے مجھے دیکھ کے شرم کی اب پھر بلایا ہے کہ قتل کرے جب اس کے قصر میں گیا اس نے پھر وہی پوچھا۔ کہ تم میرے کس درجہ مطیع ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اپنے زن و فرزندوں جان و مال سے مطیع و فرمانبردار ہوں یہ سن کے وہ متبسم ہوا اور رخصت کیا۔ جوں ہی گھر میں پہنچا۔ دوسرا چوبدار بلانے آیا جب میں داخل مجلس ہوا۔ پھر مجھ سے ہارون نے وہی سوال کیا۔ میں نے کہا۔ جان و مال و زن و فرزند اور دین سے آپکی اطاعت میں حاضر ہوں۔ جب اس نے یہ سنا ہنسنے لگا۔ اور حکم دیا۔ کہ تلوار کو اٹھا لے اور جو کچھ یہ خادم کہے اس کی تعمیل کر یہ سن کر خادم نے تلوار میرے ہاتھ میں دی اور مجھے ایک مکان میں لے گیا جس میں قفل لگا تھا۔ اس خادم نے قفل کھولا۔ اور مجھے اس گھر میں لایا۔ جب میں مکان کے اندر گیا۔ ایک کنواں صحن میں دیکھا اور تین کوٹھڑیاں اس صحن کے اطراف میں تھیں اور ہر ایک کوٹھڑی مقفل تھی۔ اس خادم نے ایک کوٹھڑی کھولی اس میں بیس آدمی جوان و ضعیف و طفل جن کے سروں پر گیسو اور کاکل تھے مجھے نظر پڑے سب زنجیروں میں جکڑے تھے اور سب کے سب فرزندان امیر المومنین و فاطمہ سے تھے پھر اس خادم نے کہا تم کو خلیفہ نے حکم دیا ہے ان سب کو قتل کرو۔ وہ خادم ایک ایک کو باہر لاتا تھا۔ اور میں اس کنوئیں کے کنارے ان کو قتل کرتا ہوں۔ یہانتک کہ سب کو قتل کر کے سر اور بدن کنوئیں میں پھینک دیئے۔ اس خادم نے دوسری کوٹھڑی کھولی۔ اس میں بھی بیس نفر فرزندان علی فاطمہ سے تھے۔ خادم مذکور نے کہا۔ خلیفہ نے تم کو انکے بھی قتل کا حکم دیا ہے۔ ایک ایک کو خادم باہر لاتا تھا اور میں قتل کر کر کے کنوئیں میں پھینک دیتا تھا۔ یہاں تک بیسوں سادات معصوم و مظلوم کو میں نے قتل کیا۔ پھر اس خادم نے تیسری کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ اس

کوٹھڑی میں بھی بیس سادات علوی و فاطمی قید تھے اور گیسو و کاکل علامت سادات ان میں تھے۔ خادم نے کہا۔ خلیفہ نے تم کو حکم دیا ہے ان کو بھی قتل کرو۔ ایک ایک کو وہ کوٹھڑی سے باہر لاتا اور میں قتل کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انیس ۱۹ سادات کو میں قتل کر چکا۔ جب وہ خادم بیسویں کو باہر لایا۔ وہ ایک مرد ضعیف تھا۔ اس نے کہا اے ملعون تیرا ہاتھ خشک ہو۔ بروز قیامت میرے جد جناب رسول خدا کو کیا جواب دے گا اور کیا عذر کرے گا۔ جب وہ تجھ سے سوال کریں گے کہ تو نے ساٹھ نفر میرے فرزندان مظلوم کو کس وجہ سے بظلم و جور قتل کیا۔ جب اس مرد پیر سے میں نے یہ کلام سُنا۔ کانپنے لگا۔ اور بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ خادم میرے پاس آیا۔ اور مجھے للکارا۔ میں نے ان پیر بزرگوار کو بھی قتل کیا۔ اور ان سب کو کنویں میں ڈال دیا۔ اے عبداللہ جبکہ میں نے فرزندان حضرت رسولؐ سے ساٹھ آدمی بظلم و ستم قتل کئے ہوں۔ پھر نماز روزہ سے مجھے کیا فائدہ ہوگا۔ یقین ہے کہ ہمیشہ جہنم میں ہوں گا

****

باب ششم

بیان تاریخ ولادت و وفات زبدۃ اصفیاد امام اتقیا پناہ غربا شہید زہر جفا امام ہشتم علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت و نسب و کنیت و لقب آنحضرت

اسم شریف علی کنیت ابوالحسن و مشہور ترین القاب رضا ہے و فاضل و رضی و ولی و قرۃ عین المؤمنین و غیظ الملحدین بھی لکھتے ہیں ابن بابویہؒ نے بسند معتبر بزنطی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے بخدمت امام محمد تقی عرض کیا کہ ایک گروہ مخالفین کا گمان ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کا لقب رضا مامون نے رکھا ہے جب حضرت کو اس نے اپنا ولی عہد قرار دیا تھا۔ امام محمد تقی نے فرمایا۔ وہ دروغ کہتے ہیں بلکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے آنحضرت کو بلفظ رضا ملقب کیا۔ . . . . اس لئے کہ آنحضرتؑ آسمان پر پسندیدۂ خدا تھے اور رسول خدا و ائمہ ہدیٰ زمین پر ان سے خوشنود تھے ان کو امامت کیلئے پسند کیا۔ راوی نے کہا۔ آیا آپ کے سب بزرگوار پسندیدہ خدا اور ائمہ ہدیٰ نہ تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں سب تھے۔ راوی نے کہا پھر خاص حضرت کو ان سب حضرات میں اس لقب سے کیوں مخصوص کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس لئے کہ مخالفین و دشمن بھی حضرت سے اسی طرح راضی تھے۔ جس طرح دوست خوشنود تھے اور اتفاق حضرت کا دوست دشمن سے تھا۔ اس سبب سے آنحضرت کو اس لقب سے ملقب کیا۔ ایضاً بسند معتبر سلیمان بن حفص سے روایت کی ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ ہمیشہ اپنے فرزند کو رضا کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے فرزند کو رضا کہو اسلئے کہ میں نے اپنے اس فرزند کو رضا کہا ہے اور جب آنحضرت کو خطاب کرتے تھے ابوالحسن کہتے تھے۔ پدر بزرگوار آنحضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور مادر گرامی آنحضرت ام ولد تھیں کہ ان کو تکتم و نجمہ داری و سکن و سماد ام البنین کہتے تھے اور بعضوں نے خیزران و صقر و شقرا بھی نام لکھا ہے۔

حکایت والدۂ امام رضا علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر علی بن میثم سے روایت کی ہے کہ حمیدہ خاتون مادر گرامی امام موسیٰ کاظمؑ کہ منجملہ اشراف و بزرگان عجم سے تھیں انہوں

نے ایک کنیز خریدی اور اسکا تکتم نام رکھا۔ اور یہ کنیز عقل و دین و حیا میں بہترین زنان تھی اور اپنی خاتون حمیدہ کی بہت تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ جس روز سے خریدا تھا۔ کبھی برابر اپنی بی بی کے تعظیماً نہ بیٹھی تھی پس حمیدہ خاتون نے ایک روز امام موسیٰ کاظم سے عرض کیا۔ اے فرزند گرامی تکتم ایسی کنیز ہے۔ کہ میں نے اس سے بہتر عقلمندی و حسن و آداب میں نہیں دیکھی میں جانتی ہوں کہ جو فرزند اس سے پیدا ہوگا پاکیزہ و طاہر ہوگا۔ لہٰذا اس کنیز کو میں تمہیں بخشتا تم سے اس کی رعایت و حرمت کرنے کو کہتی ہوں۔ جب امام رضا اس سے پیدا ہوئے اس کا نام طاہرہ رکھا۔ امام رضا دودھ بہت پیتے تھے ایک روز طاہرہ نے کہا ایک انّا تجویز کی جائے کہ وہ بھی دودھ پلائے۔ کہا کیا تمہارے دودھ کم ہے۔ طاہرہ نے کہا۔ میں قسم بخدا جھوٹ نہ کہوں گی میرے دودھ کم نہیں لیکن نوافل و اوراد جس کی مجھے پہلے سے عادت ہے۔ دودھ پلانے سے کم ہو گئے ہیں اس سبب سے میں ایک انّا چاہتی ہوں۔ کہ میرے اوراد و نوافل ترک نہ ہو جائیں بسند معتبر روایت کی ہے کہ جب حمیدہ خاتون نجمہ کو خریدا ایک شب جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا حضرتؐ نے ان سے کہا۔ اے حمیدہ اپنی کنیز نجمہ کو اپنے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کو دیدو کہ اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہوگا۔ جو بہترین اہل زمین ہوگا۔ اس سبب سے حمیدہ خاتون نے نجمہ کو دیا۔ ایضاً بسند معتبر ہشام سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کوئی معلوم ہے۔ کہ مغرب سے ایک بردہ فروش یہاں آیا ہے۔ میں نے کہا۔ یا حضرتؑ مجھے نہیں معلوم حضرتؑ نے فرمایا۔ بیشک آیا ہوگا آؤ اس کے پاس چلیں۔ یہ کہہ کے حضرت سوار ہوئے اور میں بھی خدمت حضرت میں سوار ہو کے چلا۔ جب مقام معہود پہنچے دیکھا کہ ایک تاجر مغرب کا آیا ہے۔ اور بہت سے غلام اور کنیزیں لایا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اپنی کنیزیں مجھے دکھاؤ۔ تاجر نو کنیزیں لایا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ان میں سے میں کسی کو نہیں چاہتا۔ اور لاؤ۔ اس نے کہا۔ سوائے انکے اور میرے پاس کوئی کنیز نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ بلکہ ہے لازم ہے۔ کہ اسے بھی لے آؤ۔ اس نے کہا قسم بخدا سوائے ایک کنیز کے کہ وہ بھی بیمار ہے۔ اور کوئی کنیز نہیں حضرتؑ نے فرمایا۔ اسی کو لے آؤ۔ جب اس نے انکار کیا۔ حضرت دولت سرائے واپس تشریف لائے۔ دوسرے روز حضرتؑ نے مجھے اس تاجر پاس بھیجا۔ اور فرمایا جس قیمت کو وہ کہے اس کنیز بیمار کو میرے لئے لے آؤ جب میں نے جا کے اس تاجر سے اس بیمار کنیز کو طلب کیا۔ اس نے بہت قیمت مانگی۔ میں نے کہا اسی قیمت پر میں نے مول لی۔ اس نے کہا۔ میں نے بھی فروخت کی۔ لیکن مجھ سے کہو وہ کون صاحب جو کل کے روز تمہارے ہمراہ تھے۔ میں نے کہا۔ وہ بنی ہاشم سے ہیں۔ اس نے کہا کس سلسلہ سے۔ میں نے کہا۔ اور کچھ میں نہیں جانتا۔ اس تاجر نے کہا۔ واضح ہو کہ اس کنیز کو اطراف بلاد مغرب سے میں نے خریدا ہے۔ پھر کہا سزاوار نہیں ہے۔ کہ یہ کنیز تم ایسے پاس رہے۔ بلکہ یہ امر ضروری ہے۔ کہ یہ کنیز بہترین اہل زمین پاس رہے۔ اور جب یہ اس کے تصرف میں آئے ایک تھوڑا زمانہ کے بعد اس سے ایک ایسا فرزند متولد ہو۔ جس کی اہل مشرق و مغرب اطاعت کریں۔ اور امام

رضاان سے متولد ہوئے۔ ایضاً بسند معتبر نجمہ مادر آنحضرت سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب میں حاملہ بفرزند بزرگوار ہوئی۔ کسی طرح کی گرانی اپنے میں نہ پاتی تھی صدائے تسبیح و تہلیل و تمہید میرے شکم سے آتی تھی۔ اور مجھے خوف ہوتا تھا جب وہ فرزند سعادتمند متولد ہُوا۔ اس نے اپنی دست مبارک زمین پر رکھے اور سر مطہر بجانب آسمان بلند کرکے لبہائے کو حرکت دی۔ اور اسطرح کلام کیا۔ کہ میں نہ سمجھی۔ اسوقت امام موسیٰ کاظمؑ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے نجمہ تم کو کرامت پروردگار مبارک ہو۔ پھر اپنے فرزند سعادتمند کو ایک جامہ سفید پہنا کے حضرتؑ کو دیا اور حضرتؑ نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور آب فرات مانگا اور تالو اس سے اٹھا کے میری آغوش میں دیا۔ اور فرمایا۔ اس فرزند کو لو کہ یہ بقیہ اللہ۔ حجت خدا خلائق پر ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر محمد بن زیاد سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز امام رضا متولد ہوئے۔ اس دن امام موسیٰ کاظمؑ سے میں نے سُنا کہ فرماتے تھے یہ میرا فرزند ختنہ کیا ہوا۔ پاک و پاکیزہ متولد ہُوا ہے۔ اور جمیع ائمہ اسی طرح متولد ہوئے ہیں لیکن ہم مقام ختنہ پر متابعت سُنت کے لئے اُسترا رکھتے ہیں۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعضے روز ولادت پنجشنبہ اور بعضے جمعہ کہتے ہیں ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ حضرت مدینہ میں بروز پنجشنبہ گیارھویں ماہ ربیع الاول ۱۵۳ھ میں بعد وفات جناب صادق متولد ہوئے۔ اور کلینیؒ نے ولادت باسعادت ۱۴۸ھ لکھی ہے۔ اور بعضوں نے گیارھویں ماہ ذی الحجہ ۱۵۳ھ لکھی ہے۔ شیخ طبرسی نے گیارھویں ماہ ذیقعد ۱۵۳ھ لکھی ہے۔ اور نقش نگین آنحضرتؑ بروایت معتبرہ جو کہ خود حضرتؑ سے منقول ہے مَاشَاءَ اللہ۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ و بروایت دیگر حسبی اللہ تھا۔

فصل دوسری

بیان خبر دینا جناب رسول خدا اور جناب امیرؑ کا اور خود حضرتؑ کا اطلاع دینا شہادت اپنی کا

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص خراسان کا رہنے والا بخدمت حضرت امام رضاؑ حاضر ہوا اور کہا۔ میں نے رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے اے اہل خراسان تمہارا کیا حال ہوگا جب میرے پارہ تن کو تمہاری زمین پر دفن کریں۔ اور تم کو میری امانت سپرد کریں۔ اور وہ میرا ستارہ تمہاری زمین میں پنہاں ہو جائے۔ امام رضاؑ نے فرمایا۔ وہ میں ہی ہوں جو تمہاری زمین میں دفن ہوگا۔ اور پارہ تن پیغمبر و امانت رسول خدا و نجم فلک امامت و خلافت میں ہی ہوں۔ جو کوئی میری زیارت کرے اور میرا حق پہچانے۔ اور میری اطاعت کو اپنے اوپر لازم جانے میں اور میرے بزرگ روز قیامت اسکے شفیع ہونگے اور جس کے ہم شفیع ہوں البتہ وہ نجات پاتا ہے۔ ہر چند اس پر گناہ جن و انس کے ہوں۔ تحقیق کہ خبر دی مجھے میرے پدر بزرگوار نے اپنے

بزرگوں سے کہ فرمایا رسول خداؐ نے جو کوئی مجھے خواب میں دیکھے اس نے مجھے دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ میرے کسی وصی کی صورت بن سکتا ہے اور نہ ان کے کسی شیعہ خالص کی صورت بن سکتا ہے تحقیق کہ سچا خواب ایک جز ستر جز پیغمبری سے ہے۔ و بسند معتبر آنحضرتؑ سے منقول ہے۔ کہ کہا قسم بخدا ہم اہلبیتؑ میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو قتل یا شہید نہ ہوا ہو لوگوں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو کون شہید کرے۔ فرمایا بدترین خلق خدا میرے زمانہ میں مجھے شہید کریگا۔ اور بازہر دیار سے دور زمین غربت میں مجھے دفن کریگا پس جو کوئی میری غربت میں زیارت کریگا۔ خداوند عالم ایک لاکھ شہید اور ایک لاکھ حج کرنے والوں کا اور ایک لاکھ عمرہ کرنیوالوں اور ایک لاکھ جہاد کرنے والوں کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔ اور ہمارے زمرہ میں وہ شخص محشور ہوگا۔ اور درجات عالیہ بہشت میں ہمارا رفیق ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر حسن بن جہم سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جب ماموں ملعون نے علماء و فقہاء کو جمع کیا۔ کہ امام رضاؑ سے بحث کریں۔ اور حضرتؑ مباحثہ میں سب پر غالب آئے۔ اور سب نے اقرار فضیلت آنحضرتؑ کیا۔ بعد اسکے مجلس ماموں سے اٹھ کے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی۔ میں خدمت آنحضرتؑ میں تھا۔ میں نے کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں۔ کہ اس نے ماموں کو آپ کا مطیع کیا۔ اور آپ کی عزت و توقیر میں مبالغہ کیا اور نہایت سعی و کوشش کرتا ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ اے پسر جہم تجھے وہ بات فریب نہ دے۔ جو تو اس سے دیکھتا ہے۔ کہ وہ میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور میرے سخن کو بسمع قبول سنتا ہے۔ لیکن بہت جلد وہ شقی بظلم و ستم مجھے زہر سے شہید کریگا اور یہ وہ خبر ہے۔ جو کہ بزرگوں سے مجھے ملی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ اس خبر کا ذکر نہ کرنا۔ ایضاً۔ جعفر محمد بن نوفلی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں راہ خراسان میں بخدمت جناب امام رضاؑ پہنچا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس راہ میں جاتا ہوں مگر پھر و نگا نہیں۔ اور شہر طوس میں پہلوئے ہارون میں دفن ہونگا۔ اور میرا فرزند مظلوم میرے باپ کے پہلوئے مبارک میں بغداد میں دفن ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ میرا ایک پارہ تن خراسان میں دفن ہوگا۔ جو کوئی مومن اس کی زیارت کرے۔ البتہ بہشت اس پر واجب ہوگا

ل سید الصادقین جناب رسول خداؐ کے فرمان سے اور شہادت و مدفن امام سے اس امر کی تصدیق ہوگئی ہے کہ رسول پاک اپنی اولاد اور امت کے افراد کے مرنے جینے اور دفن ہونے کا علم رکھتے تھے اسی کو کہتے ہیں علم غیب کا حامل ہونا۔ نیز اس حدیث کو صاحب اقبال نے صـ ۲۲۱ پر بھی نقل کیا ہے۔ عن الامام علی الرضا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال ستدفن بضعة منی بخراسان ما زارها مکروب الا نفس اللہ کربتہ ولا مذنب الا غفر اللہ لہ وقال عن عائشة قالت قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من زار ولدی بالطوس فانما حج حجة قالت مرة فقال مرتين قالت مرتين فقال ثلث مرات فسکتت عائشة ولو طلبت لبلغت الی سبعين۔ امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ کہ عنقریب میرے جگر کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا۔ جو مکروب و ستم رسیدہ اس مظلوم کی زیارت کرے گا اللہ تعالیٰ اس

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور جہنم اس کے بدن پر حرام ہوگا۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادقؑ نے فرمایا میرے فرزند موسیٰؑ کا ایک فرزند ایسا ہوگا جو ہمنام علیؑ ہوگا۔ اسے خراسان لے جا کے زہر سے شہید کریں گے اور غربت میں دفن کیا گے۔ جو کوئی اسکی زیارت کرے۔ اور اسکے حق کو پہچانے خداوند عالم اس کا ثواب ان کا عطا کرے گا جنہوں نے قبل فتح مکہ راہ خدا میں اپنے جان و مال کو خرچ کیا۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند خراسان میں نظلم و ستم شہید ہوگا۔ اور اس کا نام مثل میرے نام کے ہوگا اور باپ اسکا ہمنام موسیٰ بن عمران ہوگا۔ جو کوئی اسکی اس غربت میں زیارت کریگا۔ خداوند عالم اس کے گناہان گذشتہ و آئندہ کو بخش دے گا۔ اگرچہ گناہ اس کے بعدد ستارہ ہائے آسمان و قطرہ ہائے باران و برگہائے درختان ہوں۔

فصل تیسری

بیان کیفیت و سبب شہادت حضرت امام رضا علیہ السلام

روایات معتبرہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب ماموں ملعون نے کہ خلفائے شقاوت اساس بنی عباس سے تھا۔ فرمان اطراف عالم میں جاری کئے حکومت ولایت عراق عرب حسن بن سہل کے سپرد کی۔ اور آپ بمقام مرو مقیم ہوا۔ اطراف ممالک حجاز و یمن میں غبار فتنہ و آشوب بلند ہوا۔ بعضے سادات نے بطمع خلافت رایت مخالفت بلند کیا۔ اور جب یہ خبریں بمقام مرو اس شقی کو پہنچی۔ اس ملعون نے فضل بن سہل ذوالریاستین سے جو کہ وزیر و مشیر اس کا تھا مشورہ کیا۔ بعد تدبر و فکر تمام ان دونوں بدانجام کی رائے اس پر قرار پائی کہ امام رضاؑ کو مدینہ سے طلب کرکے ان کو اپنا ولی عہد کرنا چاہیئے تاکہ جمیع سادات مطیع ہو جائیں۔ اور طمع خلافت سے باز رہیں پس رجاء بن ضحاک کو ہمراہ گروہ مخصوص بجانب مدینہ بخدمت امام رضاؑ روانہ کیا۔ کہ حضرتؑ کو سفر خراسان کی ترغیب کریں۔ جب یہ لوگ بخدمت آنحضرتؑ پہنچے حضرتؑ نے پہلے تو بہت انکار کیا۔ اور جب ان لوگوں نے بیحد مبالغہ کیا۔ بمجبوری حضرتؑ نے وہ سفر محنت اثر اختیار کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند حسن و ثناسے روایت کی ہے۔ کہ جناب امام رضاؑ نے فرمایا جب چاہا مجھے مدینہ سے باہر لے جائیں۔ اس وقت میں نے اپنے عیال پریشان حال کو

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۳۔ کی سختی و مصیبت کو رفع کریگا۔ اور جو گنہگار و خطاکار اس کی زیارت کو جائیگا۔ خدا اسکے گناہوں کو بخش دے گا۔ نیز حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول پاک نے فرمایا جو کوئی شہر طوس میں جاکر میرے فرزند کی زیارت کریگا اسے حج بیت اللہ کے برابر ثواب ہوگا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیا ایک حج کا ثواب ملے گا۔ حضرت نے فرمایا دو حج کا۔ پھر میں نے پوچھا۔ دو حج کا۔ حضرت نے فرمایا۔ بلکہ تین حج کا ثواب ملے گا۔ یہ سن کر میں خاموش ہوگئی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ اگر تو خاموش نہ ہوتی تو میں ستر حج تک پہنچتا۔ (کوثر زیدی عفی عنہ)

جمع کر کے ان سے اپنی خبر شہادت بیان کی اور کہا میں اس سفر سے واپس نہ آؤں گا اب میری تعزیت میں قیام کر کے مجھ پر نوحہ و زاری کرو اور اشک حسرت اپنی آنکھوں سے برساؤ۔ یہ کہہ کے میں نے اپنے ہر اہل بیت کو وداع کیا۔ اور بارہ ہزار دینار طلا ان پر تقسیم کئے۔ بسند معتبر دیگر نمول سیسانی سے روایت کی ہے۔ کہ جب امام رضاؑ نے مدینہ سے سفر کا عزم کیا مسجد میں جاکے ضریح مقدس جد بزرگوار کو وداع کر کے قطرات اشک خونین مفارقت حضرت سید المرسلین و روضہ مقدس سے بے تاب ہو کے پھر واپس آئے۔ اور مکرر وداع کیا۔ اور کئی مرتبہ اس طرح وداع کر کے چند قدم واپس جاتے اور پھر واپس ہو کے گریہ وزاری فرماتے۔ روضہ میں واپس آتے تھے۔ جب با دل پر حسرت مرقد مطہر حضرتؐ رسالت سے جدا ہوئے میں نے بخدمت حضرتؑ جاکے سلام کیا۔ اور اس سفر کی تہنیت و مبارک باد کہی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مبارک باد کیا دیتے ہو۔ میں اس سفر میں ہمسایہ جد بزرگوار سے دور ہوتا ہوں۔ اور غربت میں شہید ہو کے بدترین خلق خدا ہارون رشید کے پہلو میں دفن ہونگا۔ اس کے بعد میں حضرت کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ جو حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ وہی واقعہ ہوا۔ کتاب کشف الغمہ وغیرہ میں امیہ بن علی سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس سال امام رضاؑ طواف وداع کر رہے تھے اور امام محمد تقی کو بھی موفق غلام کے کندھے پر طواف کراتے تھے جب حجر اسماعیل تک پہنچے۔ کندھے سے اتر کے بیٹھ گئے اور آثار حزن واندوہ چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئے۔ اور مشغول دعا ہو کے بہت طول دیا۔ موفق غلام نے عرض کیا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ اٹھیے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہاں سے نہ اٹھونگا جب تک کہ خدا چاہے۔ موفق غلام نے حضرت امام رضا کی خدمت میں آکے انکے فرزند سعادت مند کا حال عرض کیا۔ حضرت اپنے فرزند پاس گئے۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اٹھو۔ اے نور چشم اٹھو۔ امام محمد تقی نے کہا۔ اے پدر بزرگوار کس طرح اٹھوں جانتا ہوں۔ کہ آپ نے خانہ کعبہ کو وداع کیا۔ اور اس کے بعد پھر نہ آئے گا۔ یہ کہہ کے گریاں ہوئے اور حسب فرمان پدر بزرگوار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور روانگی آنحضرتؑ بجانب خراسان ۲۰۰ھ میں ہوئی۔ اور اس وقت موافق مشہور عمر شریف حضرت امام محمد تقی سات سال تھی۔ اور جب متوجہ سفر ہوئے ہر ایک منزل میں معجزات وکرامات کثیر حضرتؑ سے ہوئے۔ اور اب تک ان معجزات کے آثار بہت موجود ہیں۔ ابو الصلت ہروی نے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرتؑ بمقام سناباد طوس پہنچے۔ اس قبہ میں داخل ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر تھی۔ حضرتؑ نے اس قبر کے سامنے ایک نشان کھینچا۔ اور فرمایا کہ یہ میری قبر ہے۔ میں یہاں دفن ہونگا۔ خداوند عالم میرے شیعوں اور دوستوں

امام رضا علیہ السلام اور دیگر ائمہ اہل بیت یہ علم رکھتے تھے کہ انہوں نے عالم خاک سے عالم نور میں زہر سے جانا ہے یا تلوار سے اور کہاں ان کی قبر بنے گی۔ بلکہ وہ تمام نسل انسانی کے متعلق علم رکھتے ہیں کہ یہ آدمی کیسے مرے گا اور اس کی قبر کہاں بنے گی سورہ لقمان میں آخری رکوع میں اسی علم کو علم غیب کہا گیا ہے اور امام رضا کا فرمانا یہاں میری قبر بنے گی اور جب جناب کی شہادت ہوئی تو قبل شہادت آپ نے کسی کو وصیت بھی نہیں کی کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ مگر لوگوں نے خود بخود وہاں ہی دفن کیا جہاں امام نے خود نشان دیا تھا

(باقی حاشیہ صفحہ ۴۲۶ پر)

کے اترنے کا مقام کرے گا۔ اس جگہ قسم بخدا جو کوئی میرا شیعہ اور دوست اس مکان میں میری زیارت کرے گا یا مجھ پر سلام کرے گا حق تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کو ہم اہل بیت کی شفاعت سے اس پر واجب کرے گا۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے قبلہ رو ہو کے چند رکعت نماز پڑھی۔ اور بہت دعائیں تلاوت کیں جب فارغ ہوئے سجدہ میں گئے۔ اور بہت طول دیکے پانچ سو مرتبہ تسبیح سجدہ میں کہیں جب سر سجدہ سے اٹھایا۔ باہر تشریف لائے۔

درمیان مامون رشید اور امام رضا گفتگو پس جب امام بمقام مرو پہنچے۔ اور مامون ملعون سے ملاقات کی۔ اس شقی نے بظاہر حضرتؑ کی بہت تعظیم و تکریم کرکے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں نے آپ کی فضیلت و علم و زہد و ورع و عبادت کو دیکھ کے آپ کو اپنے سے زیادہ تر سزاوار خلافت پایا۔ حضرتؑ نے فرمایا میں بندگی خدا سے فخر کرتا۔ اور بزہد دنیا کی شرات سے امید نجات رکھتا۔ اور پرہیزگاری محرمات الٰہی سے باز رہ کے امیدوار حصول غنائم ناتمنا ہی رہتا ہوں۔ اور دنیا میں تواضع کرنے سے اپنے خدا کے نزدیک خواہانِ رفعت ہوں۔ مامون نے کہا میرا ارادہ ہے کہ خلافت ترک کر کے آپ کے سپرد کروں۔ اور آپ سے بیعت کروں حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر خلافت کو خدا نے تم پر قرار دیا ہے۔ جائز نہیں کہ دوسرے کو دے دو اور اپنے کو معزول کرو۔ اگر خلافت تمہارا حق ہی نہیں ہے تم کو اس کا اختیار بھی نہیں ہے کہ دوسرے کو سپرد کرو۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ البتہ لازم ہے۔ کہ آپ اسے قبول کریں حضرتؑ نے فرمایا۔ اس کی غرض سے واقف تھے انکار کرتے تھے۔ جب وہ ملعون قبول خلافت آنحضرتؑ سے مایوس ہوا۔ کہا اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے۔ میری ولی عہدی قبول کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ میرے بزرگوں نے جناب رسول خداؐ سے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے پہلے دنیا سے مفارقت کرونگا۔ اور مجھے زہر ستم سے شہید کریں گے۔ اور مجھ پر ملائکہ آسمان و زمین سب روئیں گے۔ اور زمین غربت میں پہلوئے ہارون رشید میں دفن ہونگا۔ مامون اس بات کے سننے سے گریاں ہوا۔ اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کو کون قتل کرسکتا ہے اور کس کی طاقت ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ کوئی صدمہ و گزند آپ کو پہنچا سکے حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر چاہوں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھے کون شخص شہید کریگا۔ مامون نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ ان باتوں سے آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ میری ولی عہدی بھی قبول نہ کیجئے اس لئے کہ لوگ کہیں گے۔ آپ نے ترک دنیا کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا قسم بخدا جس دن سے مجھے میرے پروردگار نے پیدا کیا ہے۔ اب تک میں نے دروغ نہیں کیا۔ اور ترک دنیا خاص دنیا کے لئے نہیں کیا۔ اور تیرا مطلب میں جانتا ہوں۔ مامون نے کہا۔ میرا مطلب کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲۵۔ قبر مبارک اس نشان سے بال بھر آگے بھی اور پیچھے ہے یہی علم غیب ہے جو محمد و آل محمد علیہ السلام کو حاصل ہے۔ (کوٹو بھوپالوی)

تیرا مطلب یہ ہے کہ لوگ کہیں علی بن موسیٰ الرضاؑ نے دنیا کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ دنیا نے ان کو ترک کیا ہے بلکہ جب کہ دنیا ان کو میسر ہوئی طمع خلافت کیلئے ولی عہدی قبول کی۔ مامون اس کلام سے غضب ناک ہوا۔ اور کہا۔ آپ ہمیشہ میرے سامنے سخنان ناگوار کہا کرتے ہیں میرے رعب و دبدبے سے آپ بے خوف ہو گئے ہیں۔ قسم بخدا اگر آپ ولی عہدی قبول نہ کریں گے۔ آپ کو قتل کر دونگا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا نے کہا ہے۔ کہ اپنے کو دانستہ ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اب تو چونکہ جبر کرتا ہے میں نے اس شرط پر قبول کیا۔ کہ کسی کو نصب و عزل نہ کروں اور ایک قاعدہ کو ترک کر کے قاعدہ جدید اختراع نہ کروں دور سے سند حکومت پر نظم کروں۔ یہ سن کر مامون ملعون ان شرائط پر راضی ہوا۔ حضرت نے ہاتھ جانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوند تو جانتا ہے کہ مجھ پر جبر کیا ہے۔ اور میں نے بضرورت اس امر کو قبول نہ کیا۔ مجھ سے مواخذہ نہ کرنا جس طرح اپنے دو بندوں یعنی حضرت یوسف و حضرت دانیال سے تو نے مواخذہ نہ کیا۔ جبکہ انہوں نے ولی عہدی کو بادشاہ کی جانب سے قبول کیا۔ خداوندا کوئی عہد نہیں مگر تیرا عہد اور کوئی ولایت نہیں مگر تیری طرف سے پس مجھے توفیق دے کہ تیرے دین کو برپا اور تیرے پیغمبرؐ کی سنت کو زندہ رکھوں۔ بتحقیق کہ تو اچھا آقا۔ اور عمدہ یاور ہے۔ یہ فرما کے محزون و گریاں ولی عہدی کو مامون سے قبول کیا۔

بیان ولی عہدی حضرت امام رضا

مامون نے دوسرے روز دربار عظیم میں ایک کرسی حضرتؑ کے لیے اپنے پہلو میں بچھائی۔ اور جمیع اکابر و اشراف و سادات و علماء کو جمع کر کے اول اپنے بیٹے عباس کو حکم دیا۔ کہ بیعت کریں۔ اس نے حضرتؑ کی بیعت کی۔ اس کے بعد سب لوگوں نے حضرتؑ سے بیعت کی۔ اور مامون نے بہت سا انعام تقسیم کیا۔ اور ایک سال کی تنخواہ لشکر کو تقسیم کیا۔ اور شاعروں و مداحوں کو حکم دیا۔ کہ قصائد فصیح و بلیغ حضرت کی شان میں تصنیف کریں۔ یہ کہہ کے انعام و اکرام ان کو عطا کیا۔ اور منبروں میناروں روپوں پیسوں پر سکہ حضرتؑ کے نام کا جاری کیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا۔ کہ سیاہ پوشی بدعت بنی عباس کو ترک کر کے سبز کپڑے پہنیں۔ اور ایک اپنی دختر ام حبیبہ کو حضرتؑ سے تزویج کیا۔ اور دوسری دختر ام الفضل کو امام محمد تقیؑ سے نامزد کیا۔ اور حسنؑ بن سہل کی بیٹی سے خود عقد کیا۔ جب اس ملعون نے دیکھا۔ کہ ہر روز انوار علم و کمال و آثار رفعت و جلال حضرتؑ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور محبت حضرتؑ کی لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہوتی جاتی ہے۔ آتش حسرت اس کے سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی۔ بعد اسکے وہ ملعون آنحضرتؑ پر عازم ہوا

حضرت امام رضا علیہ السلام کے قتل کا حکم

ابن بابویہؒ نے احمد بن علی سے روایت کی ہے کہ کہا میں نے ابوالصلت ہروی سے پوچھا۔ کہ مامون قاتل امام رضاؑ کیونکر ہوا۔ باوجودیکہ اس قدر اظہار محبت و تعظیم و تکریم آنحضرتؑ کرتا تھا۔ اور حضرتؑ کو اپنا ولی عہد کیا تھا۔

ابوالصلت نے کہا۔ مامون نے اس لیے حضرتؑ کو گرامی رکھا تھا۔ کہ وہ فضائل و بزرگواری حضرتؑ سے واقف تھا
اور ولی عہدی اس سبب سے دی تھی۔ کہ لوگ جانیں حضرتؑ دنیا سے راغب ہیں اس خیال سے ان کی محبت لوگوں کے
دلوں سے کم ہو جائے۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ یہ منصب ولی عہدی باعث زیادتی محبت و اخلاص مردم ہوا۔ اس نے
جمیع فرقہ یہود و نصاریٰ و مجوس و صابئین و براہمہ و ملحدان و دہریان و فضلائے جمیع فرقہ ہائے مسلمان کو جمع کیا۔ کہ
حضرتؑ سے یہ لوگ مباحثہ و مناظرہ کریں۔ شاید حضرت پر غالب رہیں۔ اور اعتقاد مردم میں نسبت آنحضرتؑ
فتور پڑ جائے۔ اس تدبیر کا نتیجہ بھی برخلاف اسکے مطلب کے ہوا۔ کیونکہ وہ سب لوگ مغلوب ہو کے قائل بفضیلت
و کمال حضرتؑ ہوئے۔ اور حضرتؑ بھی مقرر فرماتے تھے۔ کہ خلافت ہمارا حق ہے۔ اور ہم امامت کے اور لوگوں سے
زیادہ تر سزاوار ہیں۔ بدگویان ناہنجار اس ملعون کو اس کلام سے مطلع کرتے تھے۔ اس سبب سے خشم و حسد اس پر غالب
ہوتا تھا۔ اور حضرت اسکی خاطر مدارات نہ کرتے تھے اور اکثر اوقات سخنان درشت اسکے سامنے فرماتے تھے
یہ امور اور بھی باعث اسکے مزید کینہ و بغض کے ہوتے تھے اس وجہ سے قتل آنحضرتؑ اسے منظور ہوا اور زہر
سے حضرتؑ کو شہید کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز بقصد ملا
امام رضاؑ قصر مامون لعین میں داخل ہوا جب دروازہ پر پہنچا صبیح دیلمی جو مقربان مامون و دوستان امام رضا سے تھا
اسے میں نے دیکھا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی۔ اس نے کہا۔ اے ہرثمہ تم جانتے ہو۔ میں محل اعتماد و امین
خلیفہ ہوں۔ میں نے کہا ہاں جانتا ہوں۔ صبیح نے کہا مجھے شب گذشتہ میں غلامان خواص کے جو میرے
محرم راز تھے۔ پہر رات گئے۔ اس نے بلا بھیجا۔ جب ہم وہاں گئے دیکھا کہ اس سیاہ قلب نے بکثرت
روشنی سے اپنی محفل کو مثل روز روشن کر رکھا ہے۔ اور تلواریں زہر آلود اس کے آگے رکھی ہیں پس ہم میں سے
ہر ایک کو اپنے قریب بلا کے عہد و پیمان لیا۔ کہ جو کچھ میں حکم دوں۔ اس کی تعمیل کرنا۔ اور اس راز کو پنہاں
رکھنا۔ یہ کہہ کے ہر ایک کو تلوار زہر آلود دی۔ اور حکم کیا۔ کہ حجرہ امام رضاؑ میں جا کے جس حالت میں ان کو پاؤ۔ ا
سے کلام نہ کرو خواہ وہ بیٹھے ہوں یا کھڑے یا سوتے ہوں یا جاگتے ہوں۔ تم لوگ تلواروں سے ان پر حملہ
کر کے انکا گوشت پوست و استخواں ریزہ ریزہ کر ڈالو۔ پھر انکے بدن کے ٹکڑے ایک دوسرے سے
کے یہ تلواریں انکے فرش سے صاف کر کے میرے پاس حاضر ہو۔ اگر میرے اس حکم کی تعمیل کرو گے او
اس راز کو افشا نہ کرو گے ہر ایک کو بارہ بارہ تھیلیاں روپیہ کی مع زمین و مکانات دونگا۔ اور جب تک زندہ
گا تم سب کو اپنا مقرب رکھوں گا۔

معجزہ امام رضا علیہ السلام مامون کا یہ حکم سن کر ہم سب تلواریں لے کے متوجہ حجرہ آنحضرتؑ ہوئے جب
حجرہ میں گئے۔ ہم نے دیکھا۔ کہ حضرت کروٹ کے بل لیٹے اپنے ہاتھ ہلا ہلا کے باتیں کر رہے ہیں۔ اور وہ

باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آئیں۔ میں حجرہ کے ایک طرف اپنی تلوار ٹیک کے کھڑا ترساں و ہراساں دیکھ رہا تھا۔ کہ وہ سب غلامان یکبار حضرتؑ کی طرف دوڑے۔ اور اپنی تلواریں ایک دفعہ حضرتؑ کے جسم اطہر پر لگائیں۔ اس وقت حضرتؑ کوئی زرہ اور جامہ بھی نہیں پہنے تھے۔ کہ وہ تلواریں اثر نہ کریں۔ پس حضرتؑ کو فرش میں لپیٹ دیا۔ اور مامون پاس گئے۔ اس نے پوچھا۔ تم نے کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو حکم آپ نے دیا تھا اس کی ہم نے تعمیل کی۔ جب صبح ہوئی۔ مامون چاک گریبان سر برہنہ مثل صاحبان مصیبت گریاں و نالاں گھر سے باہر آیا۔ مجلس میں بیٹھا۔ اور بطریق تعزیت آنحضرت بیٹھ کے تھوڑی دیر پا برہنہ حجرۂ حضرتؑ کی جانب روانہ ہوا۔ کہ حضرتؑ کی تجہیز و تکفین کرے۔ جب قریب حجرہ پہنچا۔ حضرتؑ کی آواز ہمہمہ سن کے خائف ہوا۔ اور کہا۔ اے صبیح تم حجرہ میں جاکے اس آواز کی حقیقت حال سے مجھے مطلع کرو۔ صبیح نے کہا۔ جب میں حجرہ میں گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت محراب عبادت میں بیٹھے ہیں۔ اور بعبادت حق تعالیٰ مشغول ہیں جب مامون سے میں نے یہ کیفیت بیان کی۔ وہ بیتاب ہوگیا۔ اور اس کے اعضا کانپنے لگے۔ پھر کہا تم پر خدا کی لعنت ہو تم نے مجھے فریب دیا۔ اے صبیح چونکہ تم حضرتؑ کو پہچانتے ہو۔ محراب میں جاکے خوب طرح حقیقت حال دریافت کرکے مجھے مطلع کرو۔ جب میں قریب گیا۔ حضرتؑ نے آواز دی۔ کہ اے صبیح میں نے کہا۔ لبیک اے میرے مولا۔ یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا۔ اور منہ خاک پر مل کے رونے لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے صبیح خدا تم پر نازل کرے رحمت۔ اٹھو۔ پھر حضرتؑ نے یہ آیۃ تلاوت فرمایا۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یعنی کفار چاہتے ہیں۔ اپنے منہ سے نور خدا کو بجھادیں۔ اور خدا اپنے نور کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں۔ صبیح نے کہا۔ جب میں مامون پاس آیا۔ کثرت خشم و غضب سے اس کی صورت مثل تار سیاہ ہوگئی تھی۔ میں نے کہا۔ واللہ امام رضاؑ اپنے حجرہ میں بیٹھے مشغول عبادت ہیں۔ اور نشان تک زخم کا بدن مبارک پر نہیں ہے۔ یہ سن کے اس ملعون نے حکم دیا۔ کہ میرے عزیز و اقارب وغیرہ جو لوگ تعزیت وغیرہ کو میرے پاس آئیں۔ ان سے کہو حضرتؑ کو غش آگیا تھا۔ اب الحمد للہ ہوش آیا۔ اور صحیح و سالم ہیں۔ ہرثمہ نے کہا۔ امام رضاؑ کو جب اس قصہ کو میں نے صبیح سے سنا۔ شکر خدا بجالایا۔ اور بخدمت امام رضاؑ حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس گروہ کے۔ مکر و غدر سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچے گا جب تک اجل موعود نہ آئے گی۔

کیفیت شہادت امام رضاؑ

بروایت ابوالصلت ہروی اس طرح ہے کہا۔ ایک روز میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ قبۂ ہارون رشید میں جاکے اس ملعون کی قبر کے چاروں طرف سے ایک ایک مٹھی خاک اٹھا لا۔ جب میں لایا۔ حضرتؑ

نے اس خاک کو جو اس کی پشت کی طرف سے اٹھائی تھی۔ سونگھ کے پھینک دی۔ اور کہا مامون ملعون چاہے گا۔ کہ اپنے باپ کی قبر کو میری قبر کا قبلہ قرار دے۔ اور مجھے اس مکان میں دفن کرے جب وہ چاہے گا۔ اس وقت ایک ایسا پتھر ظاہر گا۔ کہ اگر خراسان کے سب بیلدار جمع ہو کے چاہیں کہ اسے حرکت دیں یا ایک ذرہ بھی اس جدا کریں نہ ہو سکیگا۔ بعد اس کے حضرتؑ نے سرہانے پائنتی کی خاک سونگھ کے ویسا ہی فرمایا۔ اور جب قبلہ کی طرف کی خاک سونگھی۔ ارشاد کیا۔ بہت جلد میری قبر اس جگہ کھودی جائے گی۔ اس وقت حکم دینا۔ کہ سات درجہ زمین کو کھودیں۔ اور لحد کو دو ہاتھ بنانا کہ خداوند عالم جس قدر چاہے۔ اسے کشادہ کرکے ایک باغ باغہائے بہشت سے بنا دے پس سرہانے سے قبر کے ایک تری نکلے گی۔ اس وقت اس دعا کو جو میں تم کو تعلیم کرتا ہوں۔ پڑھنا کہ بقدرت خدا وہ پانی جاری ہوا اور قبر پانی سے بھر جائے۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس پانی میں دکھائی دیں۔ جب وہ مچھلیاں دیکھنا۔ اس روٹی کو جو کہ میں تم کو دیتا ہوں۔ ٹکڑے کر کے اس پانی میں ڈال دینا۔ کہ وہ مچھلیاں کھائیں اسوقت ایک بڑی مچھلی آکے ان ساری مچھلیوں کو نگل جائے گی۔ بعد اسکے پانی پر ہاتھ رکھ کے یہ دعا جو کہ میں تمکو تعلیم کرتا ہوں۔ پڑھنا وہ پانی زمین کے اندر چلا جائے۔ اور قبر خشک ہو جائے۔ اور لازم ہے۔ ان اعمال کو مامون کے سامنے بجا لانا۔ پھر فرمایا۔ کل کے روز اس ملعون کی مجلس میں جاؤں گا۔ اگر اس کی مجلس سے سر برہنہ باہر آؤں مجھ سے باتیں کرنا۔ اور اگر سر پر کچھ لپیٹے ہوں۔ مجھ سے کلام نہ کرنا۔

ذکر خوشہ ہائے انگور زہر آلود

ابو الصلت نے کہا جب دوسرا روز ہوا امام رضاؑ نے نماز صبح کی کپڑے پہن کے محراب عبادت میں بیٹھے۔ اور منتظر تھے کہ غلام مامون بلانے آئیں۔ حضرتؑ نے کفش پہنی۔ اور عبا دوش مبارک پر ڈال کر اس ملعون کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ میں بھی حضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔ اسوقت ایک طباق کئی طرح کے میوؤں سے بھرا۔ اس ملعون کے پاس رکھا تھا۔ اور وہ ملعون ایک خوشہ انگور جس کے بعض دانوں میں ڈورا زہر آلود پھرایا تھا ہاتھ میں لئے تھا اور جن دانوں کو زہر آلود نہ کیا تھا۔ ان دانوں کو رفع تہمت کیلئے خود زہر مار کرتا تھا جب اس کی نظر حضرتؑ پر پڑی بکمال شوق اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے ہاتھ گردن مبارک میں حضرتؑ کی ڈال کے اور دونوں دیدہ حضرتؑ کا بوسہ لے گئے۔ جو کچھ لوازم واکرام واحترام ظاہری تھا۔ اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور حضرتؑ کو اپنی مسند پر بٹھا کے وہ خوشہ انگور زہر آلود حضرتؑ کو دیا۔ اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ انگوروں سے بہتر انگور میں نے نہیں دیکھے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ شائد انگور بہشت ان سے اچھے ہوں مامون نے کہا۔ ان کو تناول کیجئے حضرتؑ نے فرمایا۔ ان انگوروں کے کھانے سے معاف رکھو اس شقی نے نہ

اصرار و مبالغہ کرکے کہا۔ آپ ضرور کھائیں یا حضرتؑ باوجود اس خلوص کے جو آپ مجھ سے مشاہدہ فرماتے ہیں پھر بھی آپ مجھ سے بدظن رہا کرتے ہیں۔ یہ کیا آپ کا میری نسبت گمان ہے۔ یہ کہہ کے چند دانے اس خوشۂ انگور کے جو زہر آلود دہ تھے۔ اس شقی نے کھائے۔ اور حضرتؑ کے ہاتھ میں وہ خوشہ دے کے کہا تناول کیجئے حضرت نے۔ حضرتؑ نے جب تین دانے زہر آلود کے تناول فرمائے۔ اسی وقت حالت حضرتؑ کی دگرگون ہو گئی۔ بعد اسکے حضرت نے وہ گوشہ انگور زمین پر پھینک دیا۔ اور متغیر الاحوال اس مجلس میں اٹھ گئے۔ مامون نے کہا۔ اے پسر عم کہاں جاتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وہاں جاتا ہوں جہاں تو نے مجھے بھیجا ہے یہ کہہ کے حضرتؑ غمگین و نالاں سر کو چھپائے مامون ملعون کے مکان سے باہر آئے۔ ابو الصلت نے کہا حسب الحکم میں نے حضرتؑ سے کوئی کلام نہ کیا۔ یہاں تک کہ حضرتؑ اپنے مکان میں تشریف لائے۔ اور فرمایا دروازہ مکان کا بند کر لو۔ پھر نالاں و غمگین تکیہ لگا کر فرش پر بیٹھے۔

حضرت امام محمد تقی کا تشریف لانا

ابو الصلت کہتا ہے جب حضرتؑ فرش پر بیٹھے۔ میں دروازہ مکان بند کرکے گھر میں محزون و غمناک کھڑا تھا۔ ناگاہ ایک جوان خوبصورت خوشبو مومکان میں دکھائی دیا۔ کہ آثار ولایت و امامت اسکی جبیں مبارک سے ظاہر تھے اور امام رضاؑ سے شبیہ تھا۔ میں نے اس جوان سے جاکے کہا۔ تم کہاں کسطرف سے آئے۔ میں نے دروازے بند کر دئیے تھے اس جوان نے کہا۔ جس قادر نے مدینہ سے ایک لحظہ میں شہر طوس میں پہنچا دیا۔ اسی نے بند دروازے سے مکان میں پہنچا دیا۔ میں نے کہا۔ تم کون ہو۔ فرمایا۔ اے ابو الصلت میں تم پر حجت خدا ہوں اے ابو الصلت میں محمدؑ بن علیؑ ہوں اپنے پدر عزیز والد معصوم مظلوم و مسموم کو دیکھنے اور وداع کرنے آیا ہوں۔ یہ کہہ کے اس حجرہ میں جس میں امام رضاؑ تھے تشریف لائے۔ جب امام مظلوم معصوم نے اپنے فرزند معصوم کو دیکھا۔ مثل یعقوب آپ نے پسر بلند اختر کو آغوش مبارک میں لے کے اپنے ہاتھ ان کی گردن میں ڈال دیئے اور سینہ سے لگا کے درمیان دو دیدہ نور دیدہ بوسہ لیا۔ اور اپنے فرش پر لے جا کے پیار کرتے اور

۱؎ نبی اور امام متصرف فی العالمین ہے اور ہر شے کا محمدؐ عربی رسول ہے از حضرت علیؑ تا امام مہدیؑ علیہم السلام خود کے من جانب اللہ نائب ہیں ہر شے آپ کے تابع ہے اسی لئے رسول اور امام کیلئے۔ پہاڑ۔ دریا دوری۔ دیوار سد راہ نہیں ہو سکتے امام پلک جھپکنے سے پہلے جہاں چاہے زمین و آسمان کی حکومت میں جاتا ہے امام پر موت حیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ازل سے تا ابد زندہ اور باقی ہے بندوں پر حجۃ اللہ اور بقیۃ اللہ ہے یہاں صرف لباس بشر میں ہے جب چاہا انہوں نے یلغوا نے اکتار پھینکا لہذا نہ ظاہری زندگی میں بھی ہر جگہ آن واحد میں جاتے تھے اور بعد حیات ظاہرہ بھی جاتے ہیں لوگوں کے اعمال حالات دیکھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔

(ڈکو ٹو بھو پالوی)

ان سے اسرار ملک وملکوت وخزائن علوم حی لاایموت تعلیم فرماتے تھے کہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ پھر
ابواب علم اولین وآخرین ودولتِ حضرت سید المرسلینؐ اپنے فرزند کو تعلیم فرماتے تھے۔ اسوقت لبہائے مبارک
امام رضاؑ پر ایک کف برف سے سفید زیادہ دکھائی۔ حضرت امام محمد تقی نے اس کف کو چاٹ لیا۔ اور اپنا دست
مبارک درمیان سینۂ پدر بزرگوار لے جاکے ایک چیز مثل عصفور باہر لائے اور نگل گئے۔ بعد اسکے حضرت
امام رضاؑ نے انتقال فرمایا اس وقت حضرت امام تقی نے مجھ سے کہا۔ اے ابوالصلت پانی اور تختہ لاؤ۔ میں نے کہا۔
یا ابن رسول اللہ یہاں نہ پانی نہ تختہ۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جو میں کہتا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ تم کو ان باتوں سے کیا مطلب
جب میں نے ڈھونڈا پانی اور تختہ وہاں موجود تھا۔ پس پانی اور تختہ حاضر کرکے میں نے دامن اپنے چڑھا اور مستعد
ہوا۔ کہ حضرتؑ کے غسل دینے میں اعانت کروں۔ حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا۔ اور لوگ میرے معین ہیں۔ ملائکہ
مقربین میری مدد کو حاضر ہیں۔ تمہاری احتیاج نہیں۔ جب غسل دینے سے فارغ ہوئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جا
کے کفن وحنوط لے آؤ۔ جب میں نے تلاش کیا۔ ایک ظرف وہاں دیکھا جس پر کفن وحنوط رکھا تھا۔ اور قبل
اسکے ہرگز میں نے اس جگہ نہ دیکھا تھا۔ پس وہاں سے اٹھا کے حضرت پاس لایا۔ حضرت نے اپنے پدر بزرگوار
کو کفن پہنایا۔ اور سجدوں کے مقامات حنوط چھڑکا۔ اور ہمراہ ملائکہ مقربین نماز جنازہ پڑھی۔ اسوقت فرمایا کہ تابوت
لاؤ۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ میں بڑھئی پاس جاکے تابوت بنانے کو کہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ مکان سے
لے آؤ۔ ناگاہ میں نے ایک ایسا تابوت وہاں دیکھا۔ کہ ہرگز وہ دیکھا نہ تھا۔ گویا دست قدرت حق تعالیٰ نے چوب
سدرۃ المنتہیٰ سے حضرت کے لیے تیار کیا تھا۔ پس امام رضاؑ کو اس تابوت میں رکھ کے دو رکعت نماز پڑھی۔
ہنوز نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ تابوت بقدرت حق سبحانہ تعالیٰ زمین سے بلند ہوا۔ اس مکان کی چھت
پھٹ گئی اور تابوت شریف بجانب آسمان بلند ہو کے ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ اور چھت پھر بدستور ہو گئی
جب حضرت امام محمد تقی نماز سے فارغ ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا حضرتؑ اگر مامون آکے حضرت کو مجھ سے مانگے
اسے کیا جواب دوں۔ حضرتؑ نے فرمایا چپ رہ بہت جلد تابوت واپس آئے گا۔ اے ابوالصلت اگر پیغمبر
مشرق میں رحلت کرے اور اس کا وصی مغرب میں انتقال کرے۔ البتہ حق تعالیٰ انکی ارواح واجساد منور کو اعلیٰ علیین
میں ایک جا کرتا ہے۔ حضرتؑ یہ فرما ہی رہے تھے کہ چھت پر شق ہو گئی اور وہ تابوت نیچے آگیا۔ امام محمد تقی نے
اپنے پدر بزرگوار کو تابوت سے نکال کے فرش پر اسی طرح لٹا دیا کانہ حضرتؑ لیٹا کرتے تھے۔ اور اثر غسل
وکفن بھی نہ رہا۔ بعد اسکے حضرتؑ امام محمد تقی نے مجھ سے کہا۔ جائیے دروازہ کھول دے کہ مامون ملعون آئے
جب میں نے دروازہ کھولا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون مع غلاموں کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ جب میں نے دروا
کھولا۔ مامون اندر گھر داخل ہوا۔ اور گریہ زاری کرکے گریبان چاک کیا۔ اور ہاتھوں سے سر پیٹ کر فریاد کی

کہ اے سید و سردار اپنی مصیبت میں آپ نے میرے دل کو دردمند کیا۔ یہ کہتا ہُوا داخل حجرہ ہُوا۔ اور نزدیک سر آنحضرتؑ بیٹھ کے حکم دیا کہ تدبیر تجہیز و تکفین کریں۔ پھر کہا۔ قبر شریف آنحضرت کھودیں۔ حاضرین مجلس سے ایک آدمی نے کہا۔ اے خلیفہ آپ کو ان کی امامت کا اقرار ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ . . . . . اس شخص نے کہا یہ بات ضروری ہے۔ کہ امام حیات و ممات میں سب پر مقدم ہو۔ پس حکم دیا۔ کہ قبر قبلہ رخ کھودیں۔ جب پانی اور مچھلیاں ظاہر ہوئیں۔ اسوقت مامون نے کہا۔ حالت حیات میں امام مجھے عزائب معجزات دکھاتے تھے۔ اب بعد وفات بھی اپنی کرامتیں مجھ پر ظاہر کیں۔ جب بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلی کو کھالیا۔ مامون نے وزیروں میں سے ایک سے کہا۔ اے خلیفہ کچھ آپ کو معلوم بھی ہے کہ ان کرامتوں کے ضمن میں امام نے آپ کو کس چیز کی خبر دی ہے اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔ اس شخص نے کہا۔ حضرت نے اشارہ اس سے فرمایا۔ کہ تم بنی عباس کی بادشاہی اور ملک مثل ان مچھلیوں کے ہے۔ باوجودیکہ اس کثرت دولت کے جو تم کو حاصل ہے۔ عنقریب تمہارا ملک گزرنے والا ہے۔ اور تمہاری دولت و سلطنت آخری ہونے والی ہے۔ اور حق تعالیٰ تم پر ایک شخص کو مسلط کرے گا۔ جسطرح اس بڑی مچھلی نے چھوٹی مچھلیوں کو کھالیا۔ اسی طرح تم کو وہ شخص زمین سے خارج کرکے اہلبیت رسالتؑ کا تم سے انتقام لے گا۔ یہ سن کے مامون نے کہا۔ تم سچ کہتے ہو۔ پس حضرتؑ کو دفن کرکے مراجعت کی۔

معجزہ امام محمد تقی ابوالصلت نے کہا۔ بعد اسکے مامون نے مجھے طلب کیا۔ اور کہا۔ وہ دعا مجھے تعلیم کرو جو دعا تم نے اس وقت پڑھی۔ اور پانی نیچے اتر گیا۔ میں نے کہا۔ قسم بخدا میں وہ دعا بھول گیا ہوں۔ اسے یقین نہ آیا۔ ہر چند کہ میں سچ کہتا تھا۔ پس مامون نے حکم دیا۔ کہ مجھے قید خانہ میں لے جائیں ایک سال تک اس کی قید میں رہا۔ جب میں دل تنگ ہوا۔ ایک رات جاگتا رہا۔ اور بعبادت و دعا مشغول ہو کے انوار محمد و آل محمدؑ کو اپنا شفیع کیا۔ اور ان کے وسیلہ سے میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ مجھے قید خانہ سے نجات دے۔ ہنوز میری دعا تمام نہ ہوئی تھی۔ کہ امام محمد تقیؑ قید خانہ میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ اے ابوالصلت تم قید خانہ سے دل تنگ ہو گئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یا حضرت واللہ دل تنگ ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اٹھو یہ کہہ کے ہاتھ زنجیر پر مارا۔ وہ زنجیر میرے پاؤں پر گر پڑی پھر حضرت میرا ہاتھ پکڑ کے قید خانہ سے مجھے باہر لائے۔ فرمایا چلے جاؤ اور خدا کی امان میں ہو۔ اب ہرگز مامون تم کو نہ دیکھ سکے گا۔ اور نہ تم اسے دیکھو گے۔ پس جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ اسی طرح ہوا۔

روایت دیگر دانہ ہائے انار زہر آلود ایضاً ابن بابویہؒ نے بسند ہائے مختلفہ روایت کی ہے کہ وہ علی بن حسینؒ کاتب سے روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں امام رضاؑ ہمراہ مامون بجانب عراق آئے تھے۔ ایک روز حضرتؑ کو بخار آگیا۔ حضرتؑ نے ارادہ فصد کا کیا۔

مامون ملعون نے پہلے ہی سے اپنے ایک غلام کو حکم دے رکھا تھا۔ کہ اپنے ناخن بڑھالے۔ و بروایت شیخ مفیدؒ بشر سے کہا تھا کہ ناخن بڑھالے۔ اور کسی کو مطلع نہ کرے جب سُنا کہ حضرتؑ کا ارادہ فصد ہُوا۔ وہ ملعون ایک زہر مثل نکال لایا۔ اور اپنے غلام سے کہا۔ اسے ریزہ ریزہ کر دے۔ اور اپنا ہاتھ نہ دھو اور مجھ سے ملاقات کر یہ کہہ کے وہ ملعون سوار ہو کے حضرتؑ کی عیادت کو آیا۔ اور بیٹھ گیا۔ یہانتک کہ حضرتؑ کی فصد کھولی گئی۔ اور بروایت دیگر حضرتؑ کو فصد نہ کھولنے دی جس مکان میں حضرت رہتے تھے اس میں ایک باغ تھا۔ اس باغ میں درخت انار بہت سے تھے۔ اس غلام سے مامون نے کہا تھوڑے انار توڑ لا۔ جب وہ غلام انار لایا۔ مامون نے حکم دیا کسی ظرف میں امام رضاؑ کیلئے دانے نکال۔ بعد اسکے اپنے ہاتھ سے حضرت پاس لا کے رکھا۔ انار تناول کیجئے کہ آپ کے ضعف کو بہت مفید ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ٹھہر کے کھاؤں گا۔ اس شقی نے کہا۔ نہ قسم بخدا ابھی میرے سامنے تناول کیجئے۔ اور اگر میرا معدہ صاف ہوتا میں بھی آپکے ہمراہ تناول کرتا۔ یہ سن کے حضرتؑ نے اس کے جبر سے کچھ انار کے دانے تناول فرمائے۔ اور مامون اٹھ کے چلا گیا۔ اسی وقت حضرت قضائے حاجت کو گئے اور ہنوز نماز عصر بھی میں نے نہ پڑھی تھی کہ پچاس دفعہ حضرتؑ کو اٹھ کے جانا پڑا۔ اور اس زہر قاتل سے جو کچھ حضرتؑ کے شکم مبارک میں تھا سب نکل گیا۔ جب یہ خبر اس ملعون کو پہنچی۔ اس نے کہلا بھیجا۔ یہ وہ مادہ ہے جو کہ فصد لینے سے حرکت میں آیا ہے اسکا اخراج آپ کے لئے مفید ہے۔ جب رات آئی۔ حضرتؑ کا حال دگرگوں ہوا۔ اور صبح کو بجانب ریاض جنت رحلت فرما کے انبیاء و شہداء اور صدیقوں سے ملحق ہوئے۔ اور آخری کلام جو کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا یہ تھا۔ قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم وکان امر اللہ قدرًا مقدورا۔ یعنی اے محمدؐ کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے ہر آئینہ باہر آتے وہ لوگ جن کے قتل مقدر ہوا ہے اپنے مقام قتل پر یا اپنی خوابگاہ پر اور امر خدا مقدر ہونے والا ہے۔ جب یہ خبر مامون کو پہونچی اس نے حکم غسل و کفن دیا۔ اور ہمراہ جنازہ سر و پا برہنہ گریبان چاک کئے بطور مصیبت زدہ جاتا تھا۔ اور دفع تشنیع مردم کیلئے بظاہر رو رو کے کہتا تھا۔ اے برادر آپ کے مرنے سے رخنہ اسلام میں پڑ گیا۔ اور جو میرے دل میں تھا وہ نہ ہُوا۔ تقدیر خدا میری تدبیر پر ثابت ہوئی۔ و بروایت اوّل ابو الصلت ہروی نے کہا۔ جو کچھ اسنے چاہا کیا۔ اور جب مامون ملعون خدمت حضرتؑ سے باہر آیا۔ میں داخل ہُوا۔ جب حضرتؑ کی نظر مجھ پر پڑی۔ فرمایا اے ابو الصلت جو کچھ اس نے چاہا کیا۔ یہ فرما کے مشغول ذکر خدا و تسبیح و تمجید حق سبحانہ تعالیٰ ہوئے۔ اور کچھ بات نہ کی۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ اس روز حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ میں نے کل کی رات خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا۔ کہ فرماتے تھے۔ اے علیؑ ہمارے پاس آؤ۔ کہ جو

کچھ تمہارے لئے میرے پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے جس حال میں تم ہو۔

روایت یاسر غلام حضرت رضا علیہ السلام

ابن بابویہؒ نے بسند حسن یاسر خادم امام رضا سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ کو شہر طوس میں پہنچنے میں سات منزلیں باقی رہ گئی تھیں کہ بیمار ہو گئے۔ جب شہر طوس میں پہنچے۔ بیماری حضرت پر شدید ہوئی۔ اس سبب سے چند روز طوس میں قیام کیا۔ ہر روز مامون عیادت کو آتا تھا۔ ایک دن آخر وقت ضعف حضرت پر طاری ہوا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے۔ فرمایا۔ اے یاسر تم لوگوں نے کچھ کھایا ہے۔ میں نے کہا یا حضرتؑ کھانے پینے کا کسے ہوش ہے۔ آپ کی تو یہ حالت ہے یہ سن کے حضرت بپاس خاطر ملازمان و خدمت گاران اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔ کھانا حاضر کرو۔ جب دستر خوان بچھایا۔ حضرتؑ نے اپنے سب ملازموں اور خدمت گاروں کو بلا کے دستر خوان پر بٹھایا۔ اور ایک ایک کی دلجوئی اور نوازش کرتے تھے۔ جب سب لوگ کھانا کھا چکے۔ فرمایا عورتوں کے لئے کھانا بھیج دو۔ جب سب عورات کھانا کھا چکیں اسوقت حضرت پر ضعف غالب ہوا۔ اور بے ہوش ہو گئے صدائے شیون و نوحہ وزاری حضرتؑ کے گھر سے بلند ہوئی۔ زنان و کنیزان مامون سر و پا برہنہ حضرت کے دولت سرا میں داخل ہوئیں۔ صدائے نوحہ وزاری مردم آسمان تک جاتی تھی۔ پس مامون ملعون نالاں و گریاں گھر سے باہر آیا۔ دست تاسف سے سر پیٹتا۔ اور اپنی ریش نجس کے بال نوچتا قطرات اشک حسرت آنکھوں سے برساتا اپنے جرم و روسیاہی پر روتا تھا۔ جب حضرت پاس پہنچا۔ امام مظلومؑ نے آنکھیں کھولیں۔ مامون نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگ قسم بخدا مجھ پر آپ کی جدائی سے زیادہ کوئی مصیبت نہیں۔ آپ ایسے پیشوا و رہنما کی مفارقت بہت گراں ہے۔ اس پر بھی بہت لوگ گمان کرتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کو قتل کیا ہے حضرتؑ نے ان باتوں کا جواب نہ دیا۔ اور چشمہائے مبارک کھول کے فرمایا۔ میرے فرزند امام محمد تقیؑ سے سلوک و معاشرت نیک کرنا۔ انکی وفات قریب قریب ہوگی۔ جب پہر رات گذری۔ حضرت نے انتقال کیا۔ وقت صبح لوگ جمع ہوئے۔ اور شور و خروش غلغلہ بلند کر کے کہا۔ مامون ملعون نے ناحق فرزند رسول خداؐ کو شہید کیا۔ اس پر بہت ہنگامہ لوگوں میں ہوا۔ مامون خائف ہوا۔ کہ اگر جنازہ حضرت اس روز باہر لائیں گے بلوہ ہو جائے گا۔ اس خیال سے محمد بن جعفر عم آنحضرتؑ سے کہا۔ باہر جا کے فتنہ مردم کو فرو کرو۔ اور ان کو متفرق کرو۔ کہ آج حضرت کو باہر نہ لے جائیں گے۔ جب محمدؒ بن جعفر نے باہر آ کے لوگوں سے کہا سب متفرق ہو گئے۔ پس رات ہی کو حضرتؑ کو غسل و کفن دے کے دفن کر دیا۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب امام رضاؑ نے رحلت کی مامون ملعون نے ایک رات دن یہ سانحہ مخفی رکھا۔ اور محمد بن جعفر کو ہمراہ ایک گروہ اولاد ابو طالب جو حضرتؑ کے ہمراہ تھے۔ ان کو بلا کے خبر وفات آنحضرتؑ بیان کی۔ اور بہت

گریہ وزاری کر کے اظہار رنج وغم کیا۔ اور ان لوگوں کو حضرت پاس لا کے جسم شریف کھولا۔ اور انکو دکھا کے کہا۔ گواہ رہو کہ میری طرف سے حضرت کو کوئی گزند و آسیب نہیں پہنچا۔ پس حضرتؑ سے مخاطب ہو کے کہا اے برادر مجھ پر گراں ہے۔ کہ میں اس حالت سے آپ کو دیکھوں۔ میں تو یہ چاہتا تھا۔ کہ آپ کے سامنے مرجاتا اور میرے آپ خلیفہ و جانشین ہوتے۔ ولیکن مقدرات خدا سے کیا چارہ ہے۔

روایت ہرثمہ بن اعینؓ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ہرثمہ بن اعین سے روایت کی ہے کہ کہا۔ میں ایک شب مامون پاس تھا۔ کہ ثلث شب گزر گئی۔ جب رخصت ہو کے واپس گھر آیا۔ بعد نصف شب کے ایک آواز آئی۔ میرے ملازم نے جواب دیا کون ہے اس نے کہا ہرثمہ سے کہہ دے۔ تمہارے آقا اور مولاؑ تم کو بلاتے ہیں۔ یہ سن کے میں جلدی اٹھ بیٹھا۔ اور کپڑے پہن کے بہ تعجیل روانہ ہوا۔ جب داخل خانہ حضرتؑ ہوا۔ دیکھا کہ آنحضرتؑ مکان کے صحن میں بیٹھے ہیں۔ مجھے دیکھ کے فرمایا۔ اے ہرثمہ میں نے کہا۔ لبیک حضرتؑ نے کہا۔ بیٹھو۔ ارشاد کیا۔ اے ہرثمہ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے سنو اور یاد رکھو۔ واضح ہو اب وہ وقت آیا ہے کہ میں رحلت کر کے اپنے جد بزرگوار سے ملحق ہوں میری عمر کا زمانہ آخر ہو گیا۔ اور مامون ملعون چاہتا ہے کہ مجھے انگور اور انار میں زہر دے۔ انگوروں میں ڈورا زہر دار سوئی سے کھینچے گا۔ اور انار کو اسطرح زہر آلود کریگا۔ کہ اپنے ایک غلام کے ہاتھ پر زہر لگا کے اس سے دانے نکلوائیگا۔ اور کل کے روز مجھے بلا کے وہ انگور اور انار جبراً مجھے کھلائے گا۔ بعد ازاں قضائے حق تعالیٰ مجھ میں ظاہر ہوگی۔ جب میں رحلت کرونگا۔ وہ ملعون چاہے گا۔ اپنے ہاتھ سے مجھے غسل دے۔ جب وہ یہ قصد کرے تخلیہ میں میرا پیغام اسے پہنچانا۔ اور کہنا۔ اگر تو متعرض میرے غسل وکفن و دفن کا ہوگا۔ حق تعالیٰ تجھے مہلت نہ دے گا۔ اور وہ عذاب جو آخرت میں تیرے لئے مہیا کیا ہے بہت جلد دنیا میں ہی تیرے لئے نازل کریگا۔ جب تم یہ کہو گے۔ وہ غسل وکفن سے دستبردار ہوگا۔ اور اپنے مکان کی چھت پر سے دیکھیگا۔ کہ تم مجھے کیونکر غسل دیتے ہو۔ اے ہرثمہ ہرگز تم میرے غسل کا قصد نہ کرنا تا آنکہ دیکھنا۔ اس مکان کے گوشہ میں ایک خیمہ سفید برپا کر رہے ہیں۔ جب وہ خیمہ دیکھنا مجھے اٹھا کے اس خیمہ تک لے جانا۔ آپ باہر کھڑے رہنا اور پردہ خیمہ کا اٹھا کے نہ دیکھنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ واضح ہو کہ اس وقت مامون ملعون اپنے مکان کی چھت پر سے تم سے کہیگا اے ہرثمہ تم شیعہ لوگ کہتے ہو کہ امام کو سوائے امام کے دوسرا غسل نہیں دیتا اسوقت امام رضاؑ کو کون غسل دیتا ہے۔ حالانکہ انکا فرزند مدینہ میں ہے۔ اور تم طوس میں ہو جب وہ یہ کہے اسوقت تم کہنا ہم شیعہ کہتے ہیں۔ امام کو واجب ہے کہ امام غسل دے۔ بشرطیکہ کوئی ظالم منع نہ کرے۔ پس اگر کوئی ظالم ظلم و تعدی کر کے درمیان امام و فرزند امام جدائی ڈال دے۔ امامت امام کی باطل نہیں ہوتی۔ اگر آپ امام رضاؑ

کو مدینہ میں رہنے دیتے۔ ان کا فرزند کہ امام زماں ہے ان کو علانیہ غسل دیتا۔ اور اس وقت بھی ان کا فرزند غسل دے رہا ہے۔ لیکن اسطرح کہ دوسرا نہ دیکھ سکے۔ اے ہرثمہ تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھو گے کہ وہ خیمہ کھولا جاتا ہے۔ اور مجھے بے غسل وکفن پہنائے تابوت میں رکھا ہے۔ پس میرا تابوت اُٹھا کے دفن کی طرف لے جانا جب قبر ہارون کی جانب جائیں گے مامون ملعون چاہے گا کہ پشت پدر ہارون کی قبر کو میرا قبلہ کرے یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہر چند بیلچے زمین پر ماریں گے بقدر ناخن بھی زمین نہ کھدے گی۔ اے ہرثمہ جب تم یہ حالت دیکھنا اس کے پاس جا کے میری طرف سے کہنا۔ کہ یہ تو نے ارادہ کیا ہے نہ ہوگا۔ امام کی قبر مقدم ہوتی ہے۔ اگر ہارون کی قبر پر ایک بیلچہ زمین پر لگائیں۔ قبر تیار ضریح بنی بنائی ظاہر ہو گی۔ اور جب وہ قبر دکھائی دے گی۔ ضریح سے سفید پانی نکلے گا۔ اور وہ قبر اس پانی سے بھر جائے گی اور ایک بڑی مچھلی اس قبر کی لمبائی تک دیکھ پڑے گی۔ اور بعد ایک ساعت کے غائب ہو جائے گی۔ اور پانی بیٹھ جائے گا۔ اس وقت مجھے قبر میں رکھنا۔ اور کسی کو قبر میں مٹی نہ گرانے دینا۔ اسواسطے کہ قبر آپ ہی آپ بند ہو جائیگی۔ یہ ارشاد فرما کے حضرتؑ نے کہا۔ اے ہرثمہ جو کچھ میں نے کہا۔ اسے یاد رکھو۔ اور اس کی تعمیل کرو۔ اور کسی امر میں مخالفت نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ اے میرے سید و مولا۔ خدا سے میں پناہ مانگتا ہوں۔ کہ آپ کے کسی حکم کی مخالفت کروں۔ ہرثمہ کہتے ہیں۔ کہ میں حضرتؑ کی خدمت سے غمگین و نالاں باہر آیا۔ اور سوائے خدا کے کوئی بیٹر مافی الضمیر سے واقف نہ تھا جب دن ہوا۔ مامون نے مجھے طلب کیا۔ میں چاشت کے وقت تک اس کی خدمت میں کھڑا تھا۔ مامون نے کہا۔ اے ہرثمہ جا کے امام رضاؑ سے میرا سلام کہو۔ اور عرض کرو۔ کہ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو میرے پاس تشریف لائیے۔ اگر اجازت ہو تو میں خود حاضر ہوں۔ اگر حضرتؑ آنے پر تیار ہوں مبالغہ و اسرار کر کے بہت جلد لے آنا جب میں حضرتؑ کی خدمت میں گیا۔ اس کے کہ کلام کروں حضرتؑ نے فرمایا میری وصیتیں تم کو یاد ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں یاد ہیں۔ پس حضرتؑ نے کفش طلب کی۔ اور فرمایا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کو مامون ملعون نے کس کام کو بھیجا ہے۔ یہ فرما کے کفش پہنی۔ اور عبائے مبارک کندھے پر ڈال کے تشریف لے چلے۔ جب اس ملعون کی مجلس میں داخل ہوئے۔ اس شقی نے اٹھ کے حضرتؑ کا استقبال کیا۔ اور اپنے ہاتھ حضرتؑ کی گردن میں ڈال کے پیشانی نورانی کے بوسے لیئے اور اپنے تخت پر بٹھا کے حضرتؑ سے بہت باتیں کیں۔ اسکے بعد اپنے ایک خادم کو حکم دیا۔ کہ انگور و انار حاضر کرو۔ ہرثمہ کہتے ہیں۔ جب میں نے انگوروں کا نام سُنا۔ اور حضرتؑ کا حکم یاد آیا۔ مجھ سے اسوقت صبر نہ ہو سکا۔ میں کانپنے لگا۔ میں نے چاہا۔ کہ میری یہ حالت مامون پر ظاہر نہ ہو۔ اس خیال سے میں باہر چلا گیا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گیا جب وقت زوال شمس ہوا۔ دیکھا کہ حضرت مجلس مامون سے باہر آ کے اپنی دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مامون ملعون نے حکم دیا۔ کہ حکیموں کو امام رضاؑ پاس لے جا۔ میں نے سبب پوچھا

کہا. کوئی مرض انہیں عارض ہُوا ہے۔ لوگوں کے درباره آنحضرتؑ مختلف خیالات تھے۔ اور میں صاحب یقین تھا جب پہر رات سے کچھ زیادہ رات گذری۔ صدائے نالہ و شیون خانۂ حضرتؑ سے بلند ہوئی۔ لوگ حضرتؑ کی دولت سرا کی جانب دوڑے اور میں بھی بہ تعجیل حاضر ہُوا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مامون ملعون سر برہنہ چاک گریبان کھڑا ہُوا باآواز بلند نوحہ و گریہ کر رہا ہے۔ جب یہ کیفیت دیکھی میں بھی بیتاب ہو کے رونے لگا۔ پس صبح کو وہ ملعون حضرتؑ کی تعزیت کو بیٹھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد امام رضاؑ کے گھر میں گیا۔ اور حکم کیا۔ کہ اسباب غسل حاضر کرو۔ میں چاہتا ہوں حضرتؑ کو غسل دوں۔ جب میں نے یہ سُنا اس کے پاس جا کے حسب الحکم آنحضرتؑ کا پیغام جو اسے حضرتؑ نے دیا تھا۔ اس سے بیان کیا۔ اس شقی نے جب یہ پیغام حضرتؑ کا سُنا۔ خائف ہو کے غسل سے دستبردار ہوا۔ اور خدمت غسل میرے سپرد کی جب وہ شقی باہر گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک خیمہ جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا تھا۔ برپا ہُوا۔ اور لوگ خیمہ کے باہر آواز تسبیح و تہلیل و تکبیر حق تعالیٰ سنتے تھے۔ پانی گرانے کی آواز اور ظروف کی کھڑ کھڑاہٹ کی آواز ہمارے کان میں آتی تھی۔ اور ایسی خوشبو ہم لوگ سونگتے تھے کہ ہرگز اس طرح کی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ مامون ملعون سقف خانہ سے دیکھ رہا ہے۔ مجھے آواز دی۔ اور جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ وہی اس شقی نے کلام کیا۔ اور میں نے بھی وہی جواب دیا۔ جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ پس ہم نے دیکھا۔ کہ خیمہ اٹھا۔ اور حضرتؑ کو کفنا کے تابوت میں رکھا بعد اسکے ہم حضرتؑ کا تابوت پھر باہر لائے۔ مامون اور جمیع حاضرین نے حضرتؑ پر نماز پڑھی جب ہم لوگ قبہ ہارون میں گئے دیکھا۔ کہ بیلدار ہارون کی قبر کے پیچھے قبر کھودنے پر کوشش کر رہے ہیں۔ اور ہر چند بیلچے زمین پر مارتے ہیں۔ ذرہ خاک جدا نہیں ہوتی۔ مامون ملعون نے کہا دیکھتے ہو۔ امام رضاؑ کی قبر کھودنے سے زمین کس قدر مانع ہے۔ میں نے کہا حضرتؑ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک بیلچہ ہارون کی قبر کے آگے لگاتے ہی ایک تیار قبر ظاہر ہوگی۔ مامون نے یہ سن کے کہا۔ سبحان اللہ یہ عجب سخن ہے۔ لیکن امام رضاؑ سے جو کچھ نہ ہو کوئی امر عجیب نہیں اے ہرثمہ جو کچھ امام رضاؑ نے کہا ہے اسکی تعمیل کرو۔ ہرثمہ کہتے ہیں۔ میں نے بیلچہ اٹھا کے ہارون کی قبر کے آگے زمین پر لگایا۔ فوراً ایک بیلچہ لگاتے ہی قبر تیار اور اس میں ضریح بنی بنائی ظاہر ہوئی۔ مامون نے کہا۔ اے ہرثمہ امام رضاؑ کو قبر میں اتارو۔ ہرثمہ نے کہا مجھے حکم فرمایا ہے کہ ابھی قبر میں نہ رکھوں۔ تاآنکہ چند امور ظاہر ہوں۔ مجھے حضرتؑ نے خبر دی ہے۔ کہ اس ضریح سے سفید پانی جوش زن ہو کے قبر کو بھر دیگا۔ اور ایک مچھلی اس پانی میں دکھائی دے گی۔ جس کا طول ساری قبر کے اتنا ہوگا اور فرمایا ہے۔ جب وہ مچھلی غائب ہو جائے اور وہ پانی قبر سے برطرف ہو جائے اسوقت جسد شریف آنحضرتؑ کو قبر میں رکھوں۔ اور جیسے خدا نے چاہا ہے کہ حضرت لولحد میں رکھے وہ رکھے گا یہ سن کے مامون نے کہا۔ اے ہرثمہ جو کچھ حضرتؑ نے

فرمایا ہے اس کی تعمیل کرو جب موافق حضرت کے ارشاد کے پانی اور مچھلی ظاہر ہو کے غائب ہو گئی۔ میں نے نعش مبارک آنحضرتؑ کو قبر کے کنارے رکھا۔ ناگاہ ایک پردہ سفید قبر پر ظاہر ہوا کہ قبر مجھے دکھائی نہ دی۔ پس حضرتؑ کو قبر میں اتارا۔ بغیر اسکے کہ میرا ہاتھ لگے۔ مامون نے حاضرین کو حکم دیا۔ کہ خاک قبر میں گرائیں۔ میں نے کہا حضرتؑ نے حکم دیا کہ خاک قبر میں نہ گرائیں۔ اس نے کہا اے ہرثمہ تجھ پر وائے ہو۔ کون قبر کو بھریگا۔ میں نے کہا حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ قبر آپ ہی آپ بھر جائیگی۔ یہ سن کے لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مٹی زمین پر پھینک دی اور قبر مبارک کی طرف دیکھ کے ان عجائب وغرائب سے جو ظہور میں آئے تھے متعجب ہوتے تھے۔ ناگاہ قبر مقدس بھر گئی۔ اور زمین سے بلند ہوئی۔ جب مامون ملعون اپنے مکان واپس گیا۔ مجھ سے تخلیہ میں بلا کے کہا تم کو میں قسم دیتا ہوں کہ حضرتؑ سے جو کچھ تم نے سنا ہے۔ مجھ سے بیان کرو۔ میں نے کہا۔ جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا میں نے اس سے بیان کر دیا۔ اس نے کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ جو کچھ اور حضرت نے بیان فرمایا۔ مجھ سے کہو۔ جب اس نے اصرار کیا۔ میں نے انگور و انار کی خبر بیان کی یہ سن کے اس کا رنگ متغیر ہوا۔ تاؤ پر تاؤ آتے تھے۔ کبھی رنگ سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ ہوتا تھا۔ پس زمین پر گر کے بے ہوش ہو گیا۔ اور اسی بیہوشی میں کہتا تھا مامون پر خدا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر رسول کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر علی مرتضیٰ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر فاطمہ زہرؑا کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام حسنؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام حسینؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام زین العابدین کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام محمد باقرؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام جعفر صادقؑ کی طرف سے وائے ہو۔ مامون پر امام موسیٰ کاظمؑ کی طرف سے وائے ہو مامون پر بحق امام رضا وائے ہو۔ قسم بخدا یہ زیانکاری ہویدا ہے۔ اور بتکرار یہی کلام کر کے روتا اور چیختا چلاتا تھا میں یہ حال دیکھ کے ڈرا اور ایک گوشہ میں جا کے چھپ رہا جب وہ شقی ملعون ہوش میں آیا مجھے بلایا۔ وہ ملعون مانند ستون کے مدہوش تھا۔ پھر مجھ سے کہا۔ قسم بخدا تم اور جمیع اہل آسمان و زمین میرے نزدیک امام رضا علیہ التحیۃ والثنا سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ اگر میں سن پاؤں گا۔ کہ ان باتوں سے ایک بات بھی تم نے کسی سے کہی یہ جان لینا تم کو قتل کر دونگا۔ میں نے کہا۔ اگر ایک بات بھی کہیں کسی سے کہوں۔ اسوقت میرا خون حلال ہوگا۔ اس پر اس ملعون نے مجھ سے بہت عہد و پیمان لئے اور بہت قسمیں مجھے دلائیں کہ ان اسرار کا اظہار نہ کرنا جب میں پیٹھ پھیر کے چلا۔ وہ شقی کف افسوس مل کے یہ آیتہ پڑھتا تھا۔ یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللّٰہ وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضیٰ من القول وکان اللّٰہ بما تعملون محیطا۔ یعنی لوگوں سے پنہاں کرتے ہیں اور خدا سے نہیں چھپاتے حالانکہ خدا ان کے ساتھ ہے راتوں اور دنوں کو جبکہ کہتے ہیں ایسے چند سخن کہ ان سے پسند نہیں کرتا۔ اور خدا ان کے سب افعال پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور ان کے سب حالات سے مطلع ہے۔

روایت حسنؑ عباد کاتب امام رضا علیہ السلام قطب راوندیؒ نے حسن عباد کاتب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ کہا. مامون نے جب ارادہ سفر بغداد کیا میں بخدمت امام رضا حاضر ہو گیا. حضرتؑ نے فرمایا. اسے پسر عباد میں داخل عراق نہ ہونگا. اور عراق کو نہ دیکھوں گا. جب یہ کلام حضرتؑ سے میں نے سنا رونے کے عرض کیا. یا ابن رسول اللہ آپ نے مجھے میرے اہل و عیال سے ناامید کیا. حضرتؑ نے فرمایا. تم داخل ہو گے میں داخل نہ ہوں گا. جب حضرتؑ اطراف شہر طوس میں پہنچے. بیمار ہو گئے. اسوقت وصیت کی کہ قبر آنحضرتؑ جانب قبلہ نزدیک دیوار کھودیں. اور درمیان قبر آنحضرتؑ اور ہارون تین ہاتھ کا فاصلہ رکھیں اور اس کے قبل چاہا تھا کہ ہارون ملعون کی اس جگہ قبر کھودیں مگر بہت بیلچے اور کدالیں اس جگہ ٹوٹ چکے تھے اور قبر ہارون کی وہاں نہ کھد سکی تھی. حضرتؑ نے فرمایا. آسانی سے میری قبر وہاں کھد سکے گی. اور ایک صورت مچھلی کی مثل ماہی سعن وہاں دکھائی دے گی. اس صورت ماہی پر بخط عبری و زبان عبری کچھ لکھا ہوگا. پس جب قبر اور لحد میری کھودنا بہت عمیق کرنا اور اس مچھلی کو میرے پائنتی دفن کر دینا. جب حضرتؑ کی قبر کھدنی شروع کی. جو بیلچہ نیچے مارتے تھے وہ بیلچہ مثل ریت کے نیچے چلا جاتا تھا. یہانتک کہ صورت مچھلی کی ظاہر ہوئی. اور اس مچھلی پر لکھا تھا کہ یہ روضہ علی بن موسیٰ الرضاؑ کا ہے اور وہ گڑھا ہارون جبار کا ہے مؤلف فرماتے ہیں. کہ اکثر یہ روایت بایکدیگر جمع ہو سکتے ہیں اس خیال سے کہ سب عجائب و غرائب جمع ہوں. جو کہ ظاہر ہوئے ہیں اور امام رضاؑ کو انار و انگور دونوں میں ظاہر دیا ہو۔

تاریخ شہادت امام رضا علیہ السلام زیادہ ترمشہور تاریخ شہادت حضرتؑ یہ ہے کہ ماہ صفر ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی. اور بعضوں نے روز آخر ماہ صفر اور بعضوں نے چودھویں صفر کی لکھی ہے اور کفعمیؒ نے سترھویں ماہ صفر اور سہ شنبہ کو لکھی ہے۔ بروایت محمدؐ بن سنان وغیرہ سنہ ۲۰۳ھ تھی. اور بعضوں نے ۲۰۲ھ بھی لکھا ہے اور تاریخوں کو بعضے ساتویں اور بعضے ستر ماہ رمضان المبارک بھی کہتے ہیں. اور بعضوں نے تیئسویں ماہ ذی قعد کی لکھی ہے. ابن بابویہؒ نے ابراہیم ابن عباس سے روایت کی ہے. کہ میت آنحضرتؑ پانچویں ماہ رمضان ۲۰۱ھ میں واقع ہوئی اور ۲۰۲ھ میں مامون نے اپنی بیٹی ام حبیبہ کا حضرتؑ سے تزویج کیا. اور ماہ رجب ۲۰۳ھ میں زہر سے شہید کیا. ابن بابویہؒ نے پھر لکھا ہے کہ وفات آنحضرتؑ اکیسویں ماہ رمضان کو بروز جمعہ ۲۰۳ھ میں واقع ہوئی. اس وقت عمر شریف حضرتؑ انچاس سال چھ مہینے کی تھی. اس حساب سے کہ ہمراہ اپنے پدر بزرگوار انتیس سال دو مہینہ رہے اور ایام امامت بیس سال چار مہینہ تھے و بسند دیگر روایت کی ہے کہ وفات آنحضرتؑ ۲۰۳ھ ماہ صفر میں واقع ہوئی اور اس وقت عمر شریف آنحضرتؑ باون سال تھی و بروایت دیگر پچپن سال تھی. شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر امیہ بن علی سے روایت

کی ہے کہ کہا۔ جن دنوں امام رضا خراسان میں تھے۔ میں ہمیشہ مدینہ میں بخدمت امام محمد تقی جاتا تھا۔ اور از زد اقارب دعلہ ہائے حضرت مکرر بخدمت امام محمد تقی حاضر ہوکے حضرت کو سلام کرتے اور تعظیم و تکریم کرتے تھے اور انعامات پاتے تھے۔ ایک روز امام محمد تقی نے ان سب کے سامنے اپنی کنیز کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ماتم پرسے کے لئے تیار ہوں بعرض کی کس کے ماتم پرسے کے لئے مستعد ہوں۔ فرمایا بہترین اہل زمین کے ماتم پرسے کو۔ بعد چند روز کے خبر پہنچی کہ امام رضا نے اس روز رحلت کی تھی۔ جس دن امام محمد تقی نے مدینہ میں خبر دی تھی حمیری و قطب راوندی اور دیگر علماء نے بسند صحیح معمر بن خلاد سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام محمد تقی نے مدینہ میں فرمایا۔ کہ اے معمر سوار ہو۔ معمر نے کہا۔ آپ کہاں تشریف لے جائیں گے فرمایا۔ سوار ہو اور کچھ نہ پوچھو۔ جب میں بخدمت آنحضرت صحرا میں گیا۔ فرمایا۔ یہاں ٹھہرو۔ یہ کہہ کے حضرت غائب ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائے۔ میں نے کہا۔ آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ کہاں گئے تھے۔ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا خراسان گیا تھا۔ وہاں جا کے اپنے پدر مظلوم غریب علیہ السلام کو میں نے دفن کیا اور واپس آ گیا ہوں

باب ہفتم

بیان تاریخ ولادت وفات امام عباد و نور دیدہ زہاد امام نہم حضرت ابی جعفر محمد بن علی الجواد علیہ السلام

فصل پہلی

بیان تاریخ ولادت و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

اسم شریف آنحضرت محمدؑ اور کنیت مشہور ابو جعفر ہے اور بعضوں نے ابو علی بھی لکھی ہے اور یہ متروک ہے اشہر القاب آنحضرت تقی و جواد و مختار و منتجب و مرتضیٰ و قانع و عالم ہے۔ بعض علماء نے القاب آنحضرت اور بھی لکھے ہیں۔ سال ولادت باتفاق ۱۹۵ھ بنا بر اشہر روز ولادت جمعہ پندرھویں ۱۵ یا انیسویں ۱۹ ماہ مبارک رمضان ہے شیخ طوسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ تاریخ ولادت آنحضرتؑ دس رجب ہے اور دعائے ناحیہ حضرت صاحب العصر علیہ السلام فی الجملہ شاہد اس قول کی اصلیت پر ہے۔ مقام ولادت آنحضرت باتفاق مدینہ منورہ ہے۔ پدر نامدار حضرت امام رضاؑ اور مادر آنحضرت سبیکہ ام ولد ہیں اور بعضوں نے اسم مبارک ان معظمہ کا خیزران ریحانہ و سکینہ بھی لکھا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ وہ معظمہ نوبیہ تھیں اور بعضوں نے مریسیہ بھی لکھا ہے۔ منقول ہے کہ معظمہ اقربائے ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم فرزند رسولؐ سے تھیں۔ ابن شہر آشوب نے بسند معتبر حکیمہ خاتون دختر امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ کہا۔ ایک روز میرے برادر امام رضاؑ نے مجھے بلا کے فرمایا۔ اے حکیمہ آج رات کو ایک فرزند خیزران سے متولد ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ تم وقت ولادت ان کے پاس رہو۔ حسب ارشاد میں حاضر رہی جب رات ہوئی دائیوں کو بلا کے میرے ہمراہ حجرہ خیزران میں بھیج دیا۔ اور خود چراغ روشن کر کے باہر تشریف لائے اور دروازہ بند کر دیا۔ جب دروازہ ان معظمہ کو شروع ہوا۔ میں نے بالائے طشت بٹھایا۔ یکایک چراغ گل ہو گیا۔ اس حال کے مشاہدہ سے پریشان ہوئی۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ ماہ تاباں فلک امامت طالع ہوا۔ اور درمیان طشت نزول فرمایا۔ اور حضرتؑ کو ایک پردہ باریک احاطہ کئے تھا اور نور چہرہ آنحضرتؑ سے ایسا ساطع تھا کہ تمام حجرہ روشن ہو گیا۔ اور ہم چراغ سے زیادہ روشن ہو گئے۔ میں نے اس نور مبین کو گود میں لے

لیا۔ اور اس پردہ کو خورشید جمال سے دور کر دیا۔ اس وقت امام رضاؑ داخل حجرہ ہوئے۔ ہم نے جا جہا کہ پاکیزہ پہنائے آنحضرتؑ نے لے کر اپنی آغوش مبارک میں لیا۔ اور گہوارہ میں لٹا کے میرے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اس گہوارہ سے جدا نہ ہونا جب میرا دن ولادت سے ہوا۔ اس نور مبین نے دیدہ حق بین کھول کے جانب آسمان نگاہ کی اور دائیں بائیں دیکھا پھر بزبان فصیح ندا کی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔ جب یہ حالت عجیب میں نے مشاہدہ کی۔ اپنے برادر امام رضاؑ کی خدمت میں جا کے جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کیا حضرتؑ نے فرمایا۔ بعد اسکے ابھی اس سے زیادہ عجائب معائنہ کرو گی۔ کتاب عیون المعجزات میں بسند معتبر کلیم بن عمران سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے ایک دفعہ میں نے امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنے لئے خدا سے دعا کریں۔ کہ آپ کو فرزند عطا کرے۔ حضرتؑ نے فرمایا خداوند عالم مجھے ایک ایسا فرزند عطا کریگا۔ جو وارث میری امامت کا ہوگا۔ بروایت دیگر حضرت نے فرمایا۔ خداوند عالم نے مجھے ایک ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو شبیہ موسیٰ عمران ہے کہ دریاؤں کا شگافتہ کرتا تھا۔ اور نظیر عیسیٰ بن مریم ہے جسے خدا نے مقدس و مطہر گردانا اور پاک و پاکیزہ پیدا کیا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ یہ میرا فرزند بجور و ستم شہید ہوگا اور اہل آسمان اس پر روئیں گے اور اس کے قاتل پر خدا عذاب نازل کریگا۔ اور اس کے قتل کرنے سے اس کا قاتل اپنی زندگی سے بہرہ مند نہ ہوگا۔ اور بہت جلد بعذاب الٰہی کو گوش الہام نیوش میں پہنچاتے ہے۔ رنگ مبارک آنحضرت بنا بر مشہور گندم گوں تھا۔ اور بعضوں نے سفید لکھا ہے۔ منقول ہے نقش مبارک خاتم آنحضرت نعم القادر اللہ تھا

فصل دوسری

بیان شہادت و بعض احوال آنحضرت

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام وقت وفات والد بزرگوار ۹ سال کے تھے اور بعضوں نے سات سال بھی کہا ہے۔ وقت شہادت والد بزرگوار حضرت مدینہ میں تھے اور بعض شیعہ بسبب صغر سن امامت حضرتؑ میں تامل کرتے تھے۔ یہانتک کہ علماء و فضلا و اشراف شیعہ اطراف عالم سے متوجہ حج ہوئے اور بعد فراغ مناسک حج بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوئے۔ اور بعد مشاہدہ معجزات کثیرہ و کرامات و علوم و کمالات اقرار امامت کیا اور زنگ و شک و شبہہ آئینہ قلوب سے صاف کیا۔ تا آنکہ کلینیؒ اور دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ ایک مجلس میں یا کئی روز متواتر تیس ہزار مسائل مشکلہ حضرتؑ سے پوچھے اور سب کا جواب شافی پایا چونکہ مامون ملعون بعد شہادت امام رضاؑ زبان زد لعن و ہدف ملامت و طعن ہوا۔ اس نے چاہا۔ بظاہر اس جرم و خطا [illegible]

سے بغداد میں آیا۔ ایک عریضہ بخدمت امام محمد تقی لکھ کے باعزاز واکرام تمام حضرتؑ کو بلایا جب تشریف لے گئے قبل اسکے حضرتؑ اس شقی سے ملاقات کریں۔ ایک روز مامون ملعون بقصد شکار سوار ہوا۔ اثنائے راہ میں چند اطفال کی طرف سے گذرا۔ اور دیکھا کہ وہ لڑکے راہ میں کھڑے تھے اور حضرت امام محمد تقیؑ بھی ان میں تھے جب لڑکوں نے اس ملعون کو دیکھا بھاگ گئے۔ لیکن حضرت اپنی جگہ باتمکین و وقار کھڑے رہے۔ یہانتک کہ مامون حضرت تک پہنچ گیا۔ اور انوار امامت و اثر جلالت مہابت آنحضرتؑ مشاہدہ کرکے متعجب ہوا۔ اور باگ روک لی۔ اس وقت عمر شریف آنحضرت گیارہ سال کی تھی۔ مامون نے کہا اے کودک تو مثل کودکان دیگر میرے راستے سے کیوں نہ بھاگا۔ اور اپنی جگہ کھڑا رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے خلیفہ راستہ تنگ نہ تھا کہ تمہیں راہ دیتا۔ اور میری کوئی جرم و خطا بھی نہ تھی کہ تم سے بھاگتا۔ اور یہ بھی گمان نہیں۔ کہ تم کسی کو بے جرم عقوبت کرو۔ اس کلام کے سننے سے مامون زیادہ تر متعجب ہوا۔ اور مشاہدہ حسن و جمال سے بیتاب ہو کے پوچھا تمہارا کیا نام ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرا نام محمد ہے اس نے کہا کس کے فرزند ہو۔ فرمایا امام رضا علیہ السلام کا فرزند ہوں۔ جب اس نے نسب شریف سنا۔ تعجب اس کا برطرف ہوا۔ اور امام رضاؑ کے نام کے سننے سے منفعل ہوا اسلئے کہ اس شقی نے حضرتؑ کو شہید کیا تھا۔ پس درود رحمت حضرت امام رضا پر بھیج کے روانہ ہوا جب صحرا میں پہنچا۔ اس کی نظر دراج پر پڑی۔ اپنا باز اس پر چھوڑ دیا۔ باز عرصہ تک غائب رہا جب ہوا سے نیچے آیا۔ ایک چھوٹی سی مچھلی اس کی چونچ میں تھی۔ اور ہنوز رمق حیات باقی تھی۔ مامون یہ دیکھ کے خوش ہوا اور اس مچھلی کو ہاتھ میں لے کے واپس گیا۔ جب اس جگہ پہنچا۔ جہاں حضرتؑ سے ملاقات ہوئی تھی۔ پھر لڑکے بھاگ گئے اور حضرت اپنی جگہ کھڑے رہے۔ مامون ملعون نے کہا۔ اے محمدؑ میرے ہاتھ میں کیا ہے حضرتؑ نے بالہام ملک علام فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے چند دریا پیدا کئے ہیں۔ کہ ابران دریاؤں سے بلند ہوتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اس ابر کے اوپر چلی جاتی ہیں اور بادشاہوں کے باز ان مچھلیوں کو چونچ میں لیتے ہیں اور برگزیدگان اہل نبوت کا ان سے امتحان کرتے ہیں۔ مامون کا اس معجزہ کے مشاہدہ سے زیادہ تعجب ہوا۔ اور کہا۔ حقا تم فرزند امام رضاؑ ہو اور فرزند امام بزرگوار سے یہ معجزات عجیب بعید نہیں ہیں۔ پس حضرتؑ کو لا کے بہت اعزاز و اکرام کیا۔ اور قصد کیا۔ اپنی دختر ام الفضل کو تزویج کر دے۔ اس قصد کے استماع سے۔ بنی عباس مامون پاس جمع ہوئے۔ اور کہا۔ خلعت خلافت جبکہ بنی عباس نے پہنا۔ اور یہ شرف و کرامت ان میں قرار پایا۔ پھر آپ ان میں سے ہو کے کیوں باہر جاتے ہیں کہ اولاد علیؑ ابن ابی طالب میں یہ امر قرار دیجئے باوجود اس عداوت قدیم کے جو ہم میں اور ان میں ہمیشہ سے ہے جو کچھ آپ نے امام رضاؑ کے حق میں کیا۔ ہم عرصہ سے اس کے منتظر تھے۔ تا آنکہ ان کا امر منقضی ہوا۔ مامون نے کہا۔ اس عداوت کے بانی تمہارے بزرگ تھے

نہ یہ لوگ۔ اگر ان کی خلافت غصب نہ کرتے کوئی عداوت ان میں ہم سے نہ ہوتی۔ وہ ہم سے زیادہ سزاوار ملامت وخلافت نہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ یہ طفل خردسال ہے۔ تحصیل علم وکمال ابھی نہیں کیا ہے اگر انکے تحصیل علم وکمال تک صبر کیجئے۔ اس کے بعد تزویج کر دیجئے گا۔ انسب ہوگا۔ مامون نے کہا۔ تم انکو نہیں پہچانتے ان کا علم از جانب حق تعالیٰ ہے موقوف تحصیل پر نہیں ہے ان لوگوں کے خرد وکلاں اوروں سے افضل ہیں۔ اگر تم کو میرے کلام کی تصدیق منظور ہو عالموں کو جمع کر کے اس طفل سے مباحثہ کراؤ۔

فضائل وکرامات امام محمد تقی علیہ السلام

مامون ملعون کے کلام سننے کے بعد لوگوں نے یحییٰ ابن اکثم جوکہ ان کا عالم زبردست اور اس وقت قاضی بغداد تھا بحث کے لئے پسند کیا۔ مامون نے جلسہ عام کا حکم دے کے یحییٰ بن اکثم اور جمیع علماء اشراف کو جمع کیا۔ بعد مناظرہ اس قدر علوم وکمالات آنحضرتؑ ظاہر ہوئے کہ دوست دشمن سب کے سب فضل وکمال وعلم آنحضرتؑ کے قائل ہو گئے۔ اور بنی عباس کو محل اعتراض نہ رہا۔ پس مامون ملعون نے اسی مجلس میں اپنی دختر ام الفضل کا تزویج حضرتؑ سے کر دیا۔ اور بہت سا مال بتقریب نثار خاص وعام واشراف و اعیان پر تقسیم کیا۔ بعد اسکے ایک مدت تک حضرتؑ کو اپنے پاس معزز ومکرم رکھا۔ ام الفضل ملعونہ حضرتؑ سے اس سبب سے موافق نہ تھی۔ کہ حضرتؑ اور عورات کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے اور امام علی نقی کی والدہ کو ام الفضل پر ترجیح دیتے تھے۔ اس وجہ سے وہ ملعونہ مکرر اپنے باپ مامون سے حضرتؑ کی شکایت کیا کرتی تھی اور وہ سماعت نہ کرتا تھا جو سلوک بد اس نے امام رضاؑ سے کیا تھا۔ اس ظلم کے بعد اہل بیت رسالت کی ایذا دہی مناسب اپنی دولت کے نہ جانتا تھا۔

معجزہ امام محمد تقی زبانی ام الفضل

سید ابن طاؤس نے حکیمہ خاتون دختر امام رضا سے روایت کی ہے کہا بعد فوت برادر امام محمد تقی ان کی زوجہ ام الفضل نے گریہ وزاری کر کے اوصاف حضرتؑ کے بیان کیے اور کہا۔ اے عمہ اگر آپ کہیں ایک ایسی نقل عجیب آپ سے بیان کروں۔ کہ آپ نے ویسی نقل نہ سنی ہو۔ میں نے کہا۔ بیان کرو۔ اس نے کہا۔ اولاد عمار یاسر سے ہوں اور زوجہ امام محمد تقی ہوں۔ میں نے اسکے سامنے ضبط کیا۔ جب وہ چلی گئی۔ حسد ورشک جو عورتوں کو ہوتا ہے اس قدر مجھے ہوا۔ کہ ضبط نہ کر سکی۔ تمام دن غصہ میں بسر کی۔ جب آدھی رات گذری گریاں ونالاں اپنے باپ مامون پاس گئی۔ اور بہت شکایت کر کے کہا۔ وہ سامنے میرے اور ازدواج رکھتے ہیں اور جب میں کوئی بات کرتی ہوں مجھے اور تمہیں اور عباس بلکہ تمام بزرگوں کو برا کہتے ہیں۔ اس وقت میرا باپ ایسا شراب سے مست تھا کہ اسے اپنی خبر بھی نہ تھی۔ اس کلام کے سننے سے تلوار لے کے

خشمناک اٹھا۔ اور خادم و ملازم اس کے ہمراہ ہوئے جب امام محمد تقیؑ کے سرہانے پہنچا۔ اور انہیں سوتا پایا تلوار کھینچ لی اور بگمان خام اپنے آنحضرتؑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلا گیا۔ میں نے اپنے کردار و گفتار کے نادم ہو کے طمانچے اپنے منہ پر مارے اور ایک گوشے میں سو گئی۔ جب صبح ہو گئی یاسر خادم نے میرے باپ سے کہا اس شب عجیب حرکت آپ سے سرزد ہوئی۔ اس نے پوچھا کیا۔ خادم نے کہا۔ آپ کی دختر نے ایسا ایسا کہا اور آپ نے جا کے امام محمد تقیؑ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ مامون نے اس خبر سے اس قدر اپنے منہ پر طمانچے مارے کہ پیٹتے پیٹتے بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا۔ خادم مذکور کو خبر کے لئے روانہ کیا۔ یاسر غلام کہتا ہے جب حضرتؑ کے مکان گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرتؑ حوض کے کنارے بیٹھے مسواک کر رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا حضرتؑ نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے چاہا کچھ پوچھوں۔ مگر حضرتؑ مشغول نماز ہو گئے اور میں دوڑتا ہوا خدمت مامون پر حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ اے خلیفہ آپ کو بشارت ہو۔ کہ امام محمد تقیؑ پر کوئی صدمہ و گزند نہیں پہنچا اس وقت مشغول نماز ہیں۔ مامون نے یہ سن کر سجدہ شکر کیا۔ اور ایک ہزار درہم مجھے انعام میں عطا فرمائے اور کہا۔ بیس ہزار درہم امام محمد تقیؑ پاس لے جا۔ اور ان سے میرا سلام کہہ جب میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چاہا جسم مبارک دیکھوں۔ کہ ان زخموں کے نشان بھی ہیں یا نہیں۔ پس میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ یہ پیراہن جو آپ پہنے ہیں۔ اس کا مجھے خلعت دیجئے۔ کہ اپنے کفن کے لئے رکھ چھوڑوں۔ حضرتؑ نے اپنا پیراہن مبارک اتار کے مجھے دیدیا۔ اور فرمایا جو تو نے کہا۔ وہ شرط ہے۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ اس فعل سے وہ مطلق خبردار نہیں۔ بلکہ شرمندہ و پشیمان ہے۔ میں نے جسم شریف پر نظر کی مطلق نشان تک نہ دیکھا۔ اور مامون پاس آ کے سب ماجرہ عرض کیا۔ مامون نے وہ گھوڑا جس پر سوار ہو کے اس شب آیا تھا۔ اور وہ تلوار جو اس کے ہاتھ میں تھی دونوں چیزیں حضرتؑ پاس ہدیہ بھیج دیں ام الفضل کہتی ہے مامون نے پیغام بھیجا۔ کہ اب اگر تجھ سے میں نے ایک حرف شکایت بھی سنا جان لینا۔ بہت آزردہ ہونگا۔ اور خود بخدمت آنحضرتؑ ہو کے بیٹھا۔ حضرتؑ نے نصیحت کی۔ کہ شراب پینا ترک کر دے۔ اس شقی نے بظاہر نصیحت قبول کی۔ اور حضرتؑ نے اُسے ایک دعا تعلیم کر کے فرمایا چونکہ اس رات کو میں نے یہ دعا پڑھی تھی اس سبب سے تیری تلوار سے مجھے کوئی ضرر نہ پہنچا۔ اور وہ دعا کتاب مہج الدعوات میں موجود ہے۔ جب تک مامون زندہ رہا۔ ان دعاؤں کی برکت سے تمام بلاؤں سے محفوظ رہا۔ اور بہت شہر اس نے فتح کیے

حال زہر دادن ام الفضل زوجہ حضرت امام محمد تقیؑ

وبروایت شیخ مفیدؒ و دیگر علماء رحمہم اللہ جب حضرت صحبت مامون سے پریشان ہوئے رخصت لے کے متوجہ بیت الحرام ہوئے اور وہاں سے مدینہ طیبہ معاودت کر کے اسی مقام متبرک

میں سکونت اختیار کی یہاں تک کہ ۲۱۸ھ میں مامون بعذاب الٰہی واصل جہنم ہوا اور اس کے بعد معتصم نے غصب خلافت کی جب اس شقی نے متواتر کمالات آنحضرتؑ سنے۔ آتش حسد اسکے سینہ پر کینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اس نے حضرتؑ کو ضرر رسانی کے لئے بغداد میں طلب کیا۔ جب حضرتؑ نے ارادہ بغداد کیا امام علی نقیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین فرما کے کار شیعہ ثقات اصحاب کے روبرو نص صریح امامت آنحضرتؑ پر بیان کیا اور کتب علوم الٰہی و اسلحہ و تبرکات رسول خدا و جمیع پیغمبران گذشتہ امام علی نقیؑ کے سپرد فرمائی اور عازم فہد مہد کے اپنے فرزند گرامی کو وداع کیا اور بادل خونین مفارقت تربت مقدس رسول خدا اختیار کر کے بغداد روانہ ہوئے اور بتاریخ محرم الحرام ۲۲۰ھ بغداد پہنچے۔ اس ملعون یعنی معتصم نے اسی سال حضرتؑ کو شہید کیا۔ و بروایت ابن بابویہؒ و دیگر علماء واثق باللہ نے جو کہ مامون کے بعد خلیفہ ہوا حضرتؑ کو شہید کیا۔ اور کیفیت شہادت آنحضرت کتاب عیون المعجزات میں اس طرح لکھی ہے۔ کہ جب حضرتؑ بغداد میں پہنچے اور معتصم ملعون نے ام الفضل کی بر خلافی نسبت آنحضرت معائنہ کی اس ملعونہ کو بلا کے قتل آنحضرتؑ پر راضی کیا۔ اور زہر اس ملعونہ پاس بھیجا۔ کہ حضرتؑ کے طعام میں ملا دے وہ ملعونہ انگور رازقی جو ایک قسم کی انگور ہے۔ ان کو زہر آلود کر کے حضرت پاس لائی۔ جب حضرتؑ نے تناول فرمائے اثر زہر بدن مبارک پر ظاہر ہوا۔ اس فعل شنیع سے وہ پشیمان ہوئی۔ اور کوئی چارہ جوئی نہ کر سکی۔ گریہ وزاری کرتی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے ملعونہ تو ہی نے مجھے قتل کیا۔ اور پھر روتی بھی ہے۔ قسم بخدا ایسی بلا میں مبتلا ہو گی جو مراہم پذیر نہ ہوگا۔ اور ایسے درد میں مبتلا ہو گی جس سے دنیا و آخرت میں رسوا ہو جائے گی۔ جب حضرتؑ زہر ستم سے شہید ہوئے۔ اس ملعونہ کو معتصم اپنے محل میں لایا۔ اور بہت جلد ایک ناسور اس کی فرج میں پڑ گیا۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مفید نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس ملعون کے گھر سے نکل پڑی۔ اور جس قدر مال و دولت اس کے پاس تھی سب علاج میں صرف کی۔ آخر الامر ایسی محتاج ہو گئی کہ بھیک مانگتی تھی۔ یہاں تک کہ اسی حالت خراب و زار میں بعذاب قہار واصل ہو کے زیانکار دنیا و آخرت ہوئی۔ و بروایت ابن فہد آشوبؒ ہنگام مقاربت دستمال زہر آلود حضرت کو دیا جب اثر ظاہر جسد شریف حضرتؑ پر ظاہر ہوا حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا تجھے ایسے درد میں مبتلا کرے جس کی دوا نہ ہو۔ پس مرض خورہ اس کی فرج میں ہوا۔ ہر چند حکیموں نے دوا کی مفید نہ ہوئی۔ تا آنکہ اسفل السافلین میں اپنے پدر لعین سے ملحق ہوئی،

روایت شربت حماض زہر دار معرفت غلام اشناس معتصم

و بروایت دیگر جب لوگوں نے معتصم سے بیعت کی وہ شقی مستفسر احوال امام محمد تقی علیہ السلام ہوا۔ اور عبد الملک حاکم مدینہ کو ایک نامہ لکھا۔ کہ حضرت کو مع ام الفضل بغداد بھیج دے جب حضرتؑ بغداد پہنچے بظاہر اس شقی نے اعزاز و اکرام کر کے تحفہ و ہدایا آنحضرتؑ اور ام الفضل

کیلئے بھیجے اس کے بعد شربت حامض اپنے غلام اشناس کے ہاتھ زہر حضرت کیلئے بھیجا جب اس شربت کو حضرتؑ پاس لائے۔ کہا۔ یہ شربت خلیفہ نے آپ کو بھیجا ہے اور خود خلیفہ نے اپنے مخصوصوں کیلئے پیا ہے اور یہ حقؔ آپ کو بھیجا ہے کہ برف میں سرد کر کے نوش کیجئے اور برف بھی وہ غلام اپنے ہمراہ لایا تھا جب شربت حضرت کے لئے تیار کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہو سکتا ہے یہ شربت رات کو وقت افطار پیوں۔ اس غلام نے کہا۔ برف پانی ہو جائے گی اور اس شربت کو پانی کے ہمراہ پیتے ہیں۔ ہر چند حضرتؑ نے پینے سے انکار کیا۔ وہ ملعون مبالغہ و اصرار کرتا تھا مجبوری وہ شربت زہر آلود حضرتؑ نے نوش کیا۔ اور اپنی زندگی سے ناامید ہو گئے۔

امام محمد تقی علیہ السلام کا چور کے متعلق فیصلہ

عیاشی نے اپنی تفسیر میں زرقان سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابن ابی داؤد مجلس معتصم سے غمگین اپنے مکان میں آیا۔ میں سبب اندوہ دریافت۔ اس نے کہا۔ آج فرزند امام رضاؑ سے ایسا امر صادر ہوا کہ وہ میرا موجب سوائی ہے۔ ایک چور کو خلیفہ پاس لائے۔ خلیفہ نے حکم دیا۔ اس کا ہاتھ کاٹا جائے مجھ سے پوچھا کہاں سے اس کا ہاتھ قطع کیا جائے میں نے کہا گٹے کے پاس سے کاٹنا چاہیئے۔ اکثر حاضرین نے میرے کلام کی موافقت کی اور بعضوں نے کہا۔ اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹنا چاہئے۔ اس پر خلیفہ نے ہر ایک سے دلیل طلب کی اور ہم نے بیان کیا۔ اس کے بعد خلیفہ حضرت امام محمد تقیؑ سے مخاطب ہوا۔ اور کہا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا جو کچھ حاضرین نے کہا تم نے سُنا۔ اس نے کہا مجھے ان کے کہنے سے کیا کام ہے۔ آپ جو جانتے ہیں بیان کیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس مسئلہ کے جواب سے مجھے معاف رکھو۔ خلیفہ نے ان کو قسم دلائی۔ کہ آپ ضرور بیان کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کی چار انگلیاں کاٹی جائیں۔ اور ہتھیلی ہاتھ کی چھوڑ دی جائے۔ کہ اس سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور اس پر ایسی چند دلیلیں بیان کیں۔ کہ ہم لوگ ان کا جواب نہ دے سکے اور مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی۔ کہ گویا قیامت بپا ہو گئی۔ اور سب نے آرزو کی کہ کاش مجھے بیس سال پہلے موت آجاتی۔ کہ ایسا دن نہ دیکھتا۔ ازقان نے کہا تیسرے دن ابن ابی داؤد خلیفہ پاس گیا۔ اور تخلیہ میں اس سے کہا۔ کہ خلیفہ کی خیر خواہی مجھ پر لازم ہے۔ اس وجہ سے عرض کرتا ہوں کہ چند روز قبل جو واقع ہوا۔ مناسب دولت خلیفہ نہ تھا۔ اسلئے کہ خلیفہ نے وہ مسئلہ جسے خود نہ جانتا تھا۔ اسے اپنے وزیروں امیروں اور جمیع اکابر و اشراف و علماء و فضلاء سے دریافت کیا۔ اور انہوں نے جواب دیا۔ اور ایسی مجلس عالیشان میں اس شخص سے جس کو اہل علم سے نصف لوگ امام جانتے ہیں۔ اور خلیفہ کو ان کے حق کا غاصب سمجھتے ہیں۔ اور اس شخص کو اہل خلافت تصور کرتے ہیں اس سے دریافت کیا۔ اور اس نے برخلاف علماء فتویٰ دیا۔ اور خلیفہ نے سب عالموں کے فتویٰ کو ترک کر کے اس کے فتویٰ پر عمل کیا۔ اور یہ خبر درمیان مردم منتشر ہوئی جس کی وجہ سے ان

شیعوں اور دوستوں کو ایک حجت قوی ہاتھ آگئی۔ جب اس ملعون نے یہ سنا۔ رنگ اس کا متغیر ہو گیا۔ اور آتش کفر وحسد و نفاق اسکے سینہ میں مشتعل ہوئی اور کہا۔ خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔ تم نے مجھے اس امر پر مطلع کیا۔ جس سے میں غافل تھا دوسرے روز اس ملعون نے ایک وزیر کو محرر کو طلب کر کے حکم دیا کہ امام محمد تقی کو اپنے گھر میں دعوت کے بہانہ سے بلاکے زہر ان کے کھانے میں ڈال دے۔ اس بدبخت نے حضرت کو دعوت کے بہانہ سے طلب کیا۔ حضرتؑ نے عذر کیا اور کہا تم جانتے ہو۔ میں تمہاری مجلسوں میں نہیں جاتا ہوں۔ اس ملعون نے بہت مبالغہ و اصرار کر کے عرض کیا۔ میری محفل میں کوئی امر خلاف طبع شریف نہ ہوگا۔ غرض آپ کے کھانا کھلانے سے ہے۔ بلکہ خلیفہ کے ایک وزیر کو ملاقات کا بھی شوق ہے اور خواہاں اس کا ہے کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہو۔ پھر اس شقی نے اسقدر مبالغہ و اصرار کیا کہ حضرت بمجبوری اس کے گھر تشریف لے گئے۔ جب ایک لقمہ اس طعام سے تناول کیا حضرتؑ اثر زہر اپنے گلوئے مبارک میں پا کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ ملعون راہ روک کے کھڑا ہوا۔ اور کہا آپ ابھی نہ جائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جو کچھ تو نے مجھ سے سلوک کیا۔ اس کا مقتضی یہی ہے۔ کہ میں تیرے مکان سے چلا جاؤں پس حضرتؑ بجلدی سوار ہوئے۔ اپنے دولت سرائیں تشریف لائے۔ جب گھر میں پہونچے۔ اثر ظاہر قاتل بدن شریف پر ظاہر ہوا۔ اس تمام دن اور رات حضرتؑ بیمین رہے تا آنکہ روح مقدس نے بجانب درجات سعادت پرواز کیا۔

حال انتقال حضرت امام تقی علیہ السلام

قطب راوندیؒ نے ابو سافر سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امام محمد تقیؑ نے بعد عصر جس شب کو بعالم بقا رحلت کی۔ فرمایا۔ کہ میں آج کی رات دنیا سے جاؤں گا۔ پھر ارشاد کیا کہ ہم اہل بیت کیلئے جب خدا دنیا نہیں چاہتا ہم کو اپنے جوار رحمت میں لے جاتا ہے۔ کتاب البصائر الدرجات میں روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد تقی کا رضاع تھا۔ اس نے کہا۔ جن دنوں حضرتؑ بغداد میں تھے۔ میں ایک روز بخدمت امام علی نقی علیہ السلام مدینہ میں حاضر تھا۔ اس وقت کم سن تھے اور ایک لوح آگے رکھے پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ حضرت کی حالت متغیر ہوئی۔ اور اٹھ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ یکایک صدائے شیون و زاری حضرتؑ کے گھر سے بلند ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت باہر تشریف لائے۔ میں نے دریافت کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس وقت میرے پدر بزرگوار نے اس دار فانی سے بجانب سرائے جاودانی رحلت فرمائی۔ میں نے کہا۔ یا حضرتؑ آپ نے کیونکر جانا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اجلال حق تعالی سے ایک ایسی حالت مجھ پر طاری ہوئی کہ قبل اسکے اور کبھی یہ حال نہ ہوا تھا۔ اس سبب سے میں نے جانا کہ میرے پدر بزرگوار نے انتقال کیا۔ اور منصب امامت میری جانب منتقل ہوا۔ بعد ایک مدت کے خبر پہونچی کہ حضرت امام محمد تقیؑ

ایسی ساعت برحمت الہٰی ملحق ہوئے تھے۔ احادیث میں وارد ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام طے الارض کرکے بغداد میں آئے اور اپنے پدر بزرگوار کو غسل و کفن دیکے دفن کیا۔ اور اسی دن مدینہ میں واپس آگئے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر ہارون بن فضل سے روایت کی ہے کہ کہا۔ بخدمت امام تقی علیہ السلام مدینہ میں اس دن حاضر ہوا جس روز بغداد میں امام محمد تقی نے انتقال کیا تھا۔ ناگاہ حضرت امام علی نقی نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ میں نے کہا۔ یا حضرتؑ آپ نے کیونکر جانا۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسی حالت میں نے اپنے میں پائی کہ قبل اسکے یہ حالت کبھی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جانا کہ وہ حالت نوادم امامت سے ہے۔ و بروایت دیگر حضرت اس دن گھر میں گئے۔ اور اپنی دادی کی گود میں بیٹھ کے رونے لگے۔ حضرتؑ کی دادی نے پوچھا۔ اے نور چشم کیوں روتے ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا اس وقت میرے پدر بزرگوار نے دنیا سے رحلت کی۔ انہوں نے کہا اے فرزند گرامی ایسا نہ کہو۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا جو میں نے کہا۔ اسی طرح ہے۔ بعد اسکے یہ واقعہ لکھا گیا۔ جب خبر پہونچی۔ اسی ساعت حضرت نے رحلت کی تھی۔

تاریخ وفات حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

اشہر تاریخ وفات آنحضرتؑ میں یہ ہے کہ آخر ماہ ذی قعد ۲۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضوں نے روز شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ بھی لکھی ہے۔ اور بعضوں نے سہ شنبہ گیارھویں ماہ ذی قعد لکھی ہے اور وقت وفات عمر شریف آنحضرتؑ کے پچیس سال سے کچھ کم دو مہینے گذرے تھے۔ اور موافق مشہور مدت امامت آنحضرتؑ کچھ کم سترہ سال تھی ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ وقت وفات والد بزرگوار امام محمدؑ تقی سات سال چار مہینے دو روز کے تھے۔ اور مدت امامت بیس روز کم اٹھارہ سال کی تھی۔ کتاب کشف الغمہ میں از طریق مخالفین ایک روایت نقل کی ہے۔ کہ وفات آنحضرتؑ بروز سہ شنبہ پانچویں ماہ مذکور کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف آنحضرتؑ پچیس سال تین ماہ بارہ روز تھی اور ولادت آنحضرتؑ ۱۹۵ھ میں تھی۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ سات سال تین مہینے رہے اور وفات آنحضرت بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو واقع ہوئی۔ و بروایت دیگر وقت وفات والد بزرگوار نو ۹ سال چند ماہ کے تھے۔ کتاب دلائل حمیری میں بسند خود محمد بن سنان سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وفات عمر گرامی آنحضرت پچیس۲۵ سال تین مہینے بارہ روز کی تھی۔ اور بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ ۲۲۰ھ میں حضرت نے رحلت فرمائی۔ اور بعد وفات پدر عالی مقدار انیس۱۹ سال پچیس۲۵ روز کم زندہ رہے۔ اور باتفاق علمائے وفات آنحضرتؑ بغداد میں واقع ہوئی۔ اور مقبرہ قریش میں اپنے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں جہاں اب مرقد منور کی زیارت کرتے ہیں دفن ہوئے۔

باب ہشتم

بیان تاریخ ولادت و وفات نہال حدیقۂ مصطفوی گل بوستان مرتضوی امام دہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت ونسب واسم ولقب وکنیت

اسم شریف آنحضرت علی کنیت ابوالحسن ہے اور مشہور ترین القاب آنحضرت نقی وہادی ہیں ونجیب ومرتضیٰ وعالم وفقیہہ وامین ومؤتمن وطیب ومتوکل وعسکری بھی آنحضرت کو کہتے ہیں اور چونکہ سرمن رائے عسکر کے لئے بنایا گیا۔ اس سبب سے حضرت کو عسکری کہتے ہیں اور حضرت امام علی نقی اور امام حسن عسکری کو وہاں کی سکونت کی وجہ سے عسکری کہتے ہیں۔ سال ولادت آنحضرت ۲۱۲ھ ہے اور ایک جماعت کثیر نے ۲۱۴ھ بھی لکھا ہے۔ تاریخ ولادت مشہور پندرھویں ذی الحجہ ہے اور بروایت دیگر جو کہ شیخ علیہ الرحمہ نے مصباح میں نقل کی ہے۔ ستائیسویں ذی الحجہ ہے وبروایت ابن عباس دوسری یا پانچویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت واقع ہوئی۔ وبروایت علی بن ابراہیم قمی تیرہویں ماہ رجب کو بروز سہ شنبہ ولادت باسعادت ہوئی اور زیارت ناحیۂ مقدسہ اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ ولادت ماہ رجب میں ہوئی اور مکان ولادت شریف ایک موضع میں اطراف مدینہ طیبہ سے ہے جس کا نام صریا ہے۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب خداوند عالم چاہتا ہے کہ امام کو پیدا کرے بسات برگ بہشتی پدر امام کے لئے بھیجتا ہے۔ جب تناول کرتے ہیں نطفہ امام منعقد ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ مبارک شکم مادر میں منتقل ہوتا۔ صدائے مردم سنتا ہے اور جب زمین پر آتا ہے۔ خداوند عالم ایک ستون نور اس کے لئے درمیان زمین وآسمان بلند کرتا ہے اور ایک فرشتہ ان کے داہنے بازو پر یہ آیہ لکھتا ہے وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم۔ اور پدر بزرگوار

آنحضرت امام محمد علیہ السلام ہیں اور والدہ ماجدہ حضرت سمانہ مغربیہ ام ولد ہیں و نقش نگین حضرت کتاب فصول المہمہ میں اس طرح لکھا ہے۔ وھو عصمتی من خلقہ۔ و بروایت دیگر حفظ العھود من اخلاق العبود۔ ہے اور ایک روایت میں منقول ہے کہ رنگ مبارک آنحضرتؑ گندم گوں تھا۔

فصل دوسری

بیان شہادت حضرت اور بعض ظلم و ستم جو مخالفین سے گذرے

شہادت آنحضرتؑ باتفاق علماء ۲۵۴ھ میں واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آنحضرتؑ میں اختلاف ہے بروایت علی بن ابراہیم قمی و ابن عیاش روز دوشنبہ تیسری ماہ رجب کی تھی اور بروایت ابن خشابؒ پچیسویں ماہ جمادی الآخر کی تھی و بروایت دیگر ستائیسویں و بروایت دیگر اٹھائیسویں ماہ مذکور کی تھی اور عمر شریف آنحضرت وقت وفات چالیس سال و بروایت دیگر اکتالیس سال اور چند ماہ کی تھی۔ اس حساب سے کہ ہنگام وفات اپنے والد بزرگوار کے جب بمنصب جلیل القدر امامت سرفراز ہوئے۔ اسوقت عمر شریف تخمیناً چھ سال پانچ ماہ کی تھی اور مدت امامت چند روز کم سات ماہ تینتیس ۳۳ سال تھی۔ اور قریب تیرہ سال کے مدینہ طیبہ میں رہے بعد اسکے متوکل لعین نے بمقام سر من رائے طلب کیا۔ ستائیس سال اسی جگہ سر من رائے جہاں اب مرقد منور ہے سکونت پذیر رہے۔ و بنا بر قول ابن بابویہؒ و جماعت دیگر معتمد عباسی نے حضرتؑ کو زہر سے شہید کیا۔ اور وقت شہادت آنحضرتؑ پاس سوائے امام حسن عسکریؑ کے اور کوئی نہ تھا۔ اور شریک جنازہ جمیع امراو اشراف و اعیان تھے۔ اور حضرت امام حسن عسکری نے ہمراہ جنازہ پدر بزرگوار گریبان چاک کیا۔ اور خود بنفس نفیس متوجہ غسل و کفن ہوئے۔ اور حضرتؑ کو اس حجرہ میں جو کہ مقام عبادت آنحضرتؑ تھا دفن کیا۔ یہ دیکھ کر ایک جماعت منافقین نے اعتراض کیا کہ مصیبت میں گریبان چاک کرنا مناسب امامت نہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ احمق جہال احکام دین خدا کیا جانیں۔ حضرت موسیٰؑ پیغمبر خدا تھے انہوں نے اپنے برادر ہارون کے ماتم میں گریبان چاک کیا۔ اور ایام سکونت سر من رائے میں متوکل لعین وغیرہ نے اور خلفائے جور سے بہت ظلم و ستم حضرت کو پہنچا اور سبب طلب آنحضرت بجانب سر من رائے

سکونت امام علی نقی علیہ السلام بمقام سر من رائے

بروایت شیخ مفیدؒ و دیگر علمائیہ تھا کہ محمد بن عبداللہ حاکم مدینہ اذیت و اہانت آنحضرت کو پہنچاتا تھا۔ اس نے چند امور ایسے درباب آنحضرتؑ متوکل لعین کو لکھے کہ اس کا موجب مزید خشم و غضب ہوا۔ و بروایت دیگر اس ملعون کو لکھا۔ کہ اگر آپ کو مکہ و مدینہ میں حاجت ہے امام علی نقیؑ

کو اس شہر سے بلا لیجئے کہ اس طرف کے اکثر لوگوں کو انہوں نے مطیع و منقاد کر لیا ہے۔ و بروایت اوّل جب حضرت مطلع ہوئے کہ حاکم مدینہ نے متوکل شقی کو ایسے چند امور لکھے ہیں۔ جن سے میری اذیت و ضرر مقصود ہے۔ پس حضرتؑ نے بھی ایک خط متوکل کو لکھا۔ کہ حاکم مدینہ مجھے آزار و رنج بیشمار پہنچاتا ہے۔ اس نے جو کچھ میرے حق میں لکھا ہے۔ محض دروغ و افترا ہے اس خط کے جواب میں براہ مصلحت اس شقی نے مشفقانہ بصد تعظیم و تکریم لکھا کہ مجھے معلوم ہوا۔ محمد بن عبداللہ آپ سے منحرف اور برخلاف ہے۔ لہذا میں نے اس کو وہاں سے تبدیل کر کے محمد بن الفضل کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور اس سے آپکے اعزاز و اکرام کے بارہ میں بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ پھر اس نے ابراہیم بن عباس سے کہا۔ کہ تم حضرتؑ کو ایک خط اس مضمون کا لکھو کہ خلیفہ آپ کی ملاقات و افر برکات کا بہت مشتاق ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آپ کی خدمت سے مشرف ہو۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تشریف لائیے اور اپنے اہل بیت و عزیز و اقارب و حشم و خدم و خدمتگاروں کو ہمراہ لیکر نہایت اطمینان سے مع رفقا جب مزاج میں آئے اس طرف نزول اجلال فرمائیے اور یحییٰ بن ہرثمہ کو آپکی خدمت میں بھیجتا ہوں۔ اگر آپ منظور کریں۔ اُسے اپنے ہمراہ راستہ میں رکھیں۔ یہ ہر امر میں آپ کی اطاعت کریگا غرض کہ بہت اصرار و مبالغہ کیا اور لکھا۔ کہ خلیفہ کے نزدیک ان کے عزیزوں بھائیوں بیٹوں میں آپ سے زیادہ تر کوئی گرامی نہیں۔ خلیفہ کا نہایت لطف و شفقت و مکرمت آپ پر ہے جب اس مضمون کا نامہ حضرتؑ پاس پہنچا۔ آنحضرتؑ نے بہت جلد تہیہ سفر کر کے ہمراہ یحییٰ بن ہرثمہ متوجہ سر من رائے ہوئے۔ جب حضرتؑ پہنچ گئے۔ اور اس لعین کی خاطر جمع ہو گئی تب اس نے کم توجہی کر کے کئی روز تک ملاقات بھی نہ کی اور حکم دیا۔ کہ اُسے سرائے میں جہاں گدا اور غربا اترتے ہیں۔ اتاریں چند روز کے بعد اس نے حضرتؑ کو مکان دیا۔ حضرت اس مکان میں تشریف لے گئے۔ کلینیؒ کہ علمائے دیگر نے صالح بن سعید سے روایت کی ہے۔ کہ کہا جس روز حضرتؑ داخل سر من رائے ہوئے۔ میں ان کی خدمت میں گیا۔ اور کہا۔ یا حضرتؑ ان ظالموں نے ہر طرح سے آپ کے نور کو بجھانے اور آپکے فضائل چھپانے میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ کو ایسے مقام پر اتارا جہاں فقرا و گدایان بے نام و نشان اترتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا۔ اے پسر سعید اب تک تجھے قدر و منزلت ہم لوگوں کی نہیں واضح ہو کہ یہ باتیں ہماری شان و شوکت کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ تو کیا نہیں جانتا کہ جسے خدا بلند کرتا ہے وہ ان امور سے پست نہیں ہوتا۔ یہ فرما کے دست مبارک سے ایک جانب اشارہ کیا۔ جب اس طرف میں نے نظر کی بستانہائے پر تکلف بالوان ریاحین آراستہ و باغہائے زیبا بانواع میوہ ہا پیراستہ باغوں کے صحن میں نہریں جاری قصرہائے بارفعت و حوران و غلمان ماہ طلعت ایسے مشاہدہ کئے کہ وہاں کے

سوا ان کا نظیر خیال میں بھی نہیں۔ ان چیزوں کے معائینہ سے میری آنکھیں حیران اور عقل پریشان ہو گئی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ ہم جہاں رہیں یہ سب ہمارے لئے مہیا ہے۔ میں سرائے فقرا میں نہیں ہوں بعد اسکے متوکل شقی نے اپنی تمام عمر حضرتؑ کی ہلاکت میں بہت کوشش کی۔ اور معجزات فراوان حضرتؑ سے مشاہدہ کیے۔ آخر بنفرین حضرتؑ وہ ملعون ہلاک ہو گیا۔ اور کچھ گزند و آسیب حضرتؑ کو نہ پہنچا سکا۔

روایت زراقہ دربان متوکل و خبر زبانی معلم

سید ابن طاؤسؒ نے دیگر علماء سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین نے اپنے وزیر فتح بن خاقان کو چاہا کہ اس کا اعزاز واکرام کرکے قدر و منزلت اور لوگوں پر ظاہر کرے اس سے درحقیقت غرض اسکی نقص شان و استخفاف قدر حضرت امام علی نقیؑ تھی۔ یہ فقط بہانہ تھا۔ ایک روز جلتی دھوپ میں ہمراہ فتح بن خاقان سوار ہوا۔ اور حکم دیا جمیع علماء و امراء و سادات و اشراف و اعیان میری رکاب میں پیادہ چلیں۔ ان سب میں امام علی نقیؑ بھی تھے۔ زراقہ دربان متوکل کہتا ہے میں نے اس روز حضرتؑ کو دیکھا کہ آپ پیادہ جاتے تھے اور تعب و مشقت کی وجہ سے پسینہ جسم مبارک سے ٹپکتا تھا۔ میں نے حضرتؑ کے قریب جا کے کہا یا ابن رسول اللہ آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اس لعین کی غرض اس سے میری ہتک و حرمت ہے۔ لیکن میری حرمت بدن خدا کے نزدیک ناقہ صالح سے کم نہیں۔ و بروایت دیگر فرمایا۔ میرا ایک ریزہ ناخن خدا کے نزدیک ناقہ صالح اور اس کے بچہ سے زیادہ تر گرامی ہے۔ زراقہ کہتے ہیں جب میں گھر واپس گیا۔ اس قصہ کو اپنے بچوں کے معلم سے کہ مجھے اس کی طرف گمان تشیع تھا۔ بیان کیا۔ اس نے مجھے قسم دی کہ تو نے فی الحقیقت یہ کلام حضرت سے سنا ہے۔ میں نے قسم کھائی۔ اس نے کہا۔ لازم ہے کہ اپنی فکر کرو۔ اس لئے کہ آج سے تیسرے روز متوکل ہلاک ہو جائے گا۔ کہیں تم کو اس کی ہلاکت سے کوئی گزند و آسیب نہ پہونچے۔ میں نے اس معلم سے کہا تم نے کہاں سے جانا۔ اس نے کہا۔ حضرت دروغ نہیں کہتے۔ حق تعالیٰ قصہ ہود میں فرماتا ہے۔ اس نے کہا کہ تمتعوا فی دارکم ثلثۃ ایام اور وہ لوگ ناقہ صالح پے کرنے کے بعد تیسرے روز ہلاک ہوئے جب میں نے اس سے یہ سنا اُسے گالیاں دیکے گھر سے باہر نکال دیا۔ جب وہ باہر گیا مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ کلام صحیح ہو۔ اگر اپنے امور میں احتیاج کروں۔ کچھ قباحت نہیں۔ یہ خیال کرکے میں نے اپنے مال کو جابجا پھیلا دیا۔ اور اس دن کا منتظر ہوا جب تیسرا روز ہوا منتصر فرزند متوکل قوم ترک اور غلامان مخصوص کو ہمراہ لے کر اس کی مجلس میں گھس گیا۔ اور اسے مع فتح بن خاقان ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اس واقعہ کے بعد میں نے اعتقاد امامت آنحضرتؑ کیا۔ اور خدمت میں حاضر ہو کے جو کچھ مجھ میں اور معلم مذکور میں واقع ہوا تھا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا اس معلم نے سچ کہا میں نے اس دن اس لعین پر نفرین کی۔ اور خداوند عالم نے میری دعا قبول فرمائی۔

حال قید خانہ حضرت امام علی نقی علیہ السّلام

ابن بابویہؒ دعلمائے دیگر نے صقر ابن ابی دلف سے روایت کی ہے کہ جب امام علی نقی علیہ السلام سرمن رائے میں تشریف لائے۔ میں بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوا کہ حالات حضرتؑ دریافت کروں حضرتؑ کو زراقی پاس قید خانہ میں پایا۔ جب میں زراقی پاس گیا۔ اس نے کہا کیا مطلب ہے۔ میں نے کہا تمہارے دیکھنے کو آیا ہوں۔ ایک ساعت بیٹھا رہا جب تخلیہ ہوا۔ اس نے کہا۔ اسلئے آیا ہے کہ اپنے امام اور مولا کی جاسوسی کرے یہ سن کے میں ڈر گیا۔ اور کہا میرا مولا خلیفہ ہے۔ اس نے کہا۔ چپ رہ تیرا مولا برحق ہے اور میں بھی اعتقاد رکھتا ہوں ان کو ہم اپنا امام جانتے ہیں۔ پھر کہا۔ ان کے پاس جانا منظور ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اس نے کہا۔ ایک ساعت صبر کرو۔ کہ صاحب البرید باہر جائے جب وہ باہر گیا۔ اس نے ایک شخص کو میرے ہمراہ کیا۔ اور کہا۔ اسے ان علوی پاس جو محبوس ہیں لے جا۔ اور پہونچا کے چلا آ۔ جب میں بخدمت حضرتؑ پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت بوریے پر بیٹھے ہیں اور سامنے حضرتؑ کے ایک قبر کھدی ہے۔ پس سلام کر کے حضرتؑ کی خدمت میں بیٹھ گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کس کام کو آیا ہے میں نے کہا۔ آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہوں۔ جب میری نظر قبر پر گئی۔ میں رونے لگا حضرتؑ نے فرمایا مغموم نہ ہو کہ بالفعل ان اشقیا سے مجھے کوئی صدمہ و گزند نہ پہنچے گا۔ یہ سن کے میں نے الحمد اللہ کہا۔ اور چند مسائل آنحضرتؑ سے پوچھے۔ حضرت نے مسائل کے جوابات بیان کر کے ارشاد کیا۔ اب ہم سے رخصت ہو کے باہر جاؤ کہ تمہیں مبادا کوئی ضرر پہنچے۔ قطب راوندی نے ابن اورمہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ زمانہ خلافت متوکل میں بمقام سرمن رائے گیا۔ وہاں میں نے سنا کہ متوکل ملعون نے امام علی نقی کو سعید دربان کے مکان میں قید کیا۔ یہ سن کے مزاج پرسی کے لئے سعید کے مکان میں گیا۔ جب اسکی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اپنے خدا کو دیکھنے آیا ہے۔ میں نے کہا میرا خدا اس سے منزہ ہے کہ آنکھیں اُسے دیکھ سکیں۔ اس نے کہا میں ان کو کہتا ہوں جنہیں تم اپنا امام جانتے ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں ان کا دیکھنا مجھے منظور ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے انکے قتل کا حکم ہے۔ کل کے روز ان کو قتل کروں گا۔ یہ کہہ کے اس نے مجھے حضرت کے پاس جانے کی اجازت دی۔ جب حضرت کی خدمت میں گیا۔ . . . . دیکھا کہ حضرت ایک حجرہ میں بیٹھے ہیں۔ اور حضرتؑ کے سامنے ایک قبر کھودی جاتی ہے میں نے سلام کیا اور جواب سلام پایا۔ پس قبر کے مشاہدہ سے بیتاب ہو کے میں رونے لگا۔ حضرتؑ نے فرمایا گریہ نہ کرو۔ ابھی انہیں وہ روز تک میسر نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ خون متوکل ودربان متوکل کا بہایا جائے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرتؑ نے فرمایا تھا۔

حال امام علی نقی علیہ السّلام اور قصہ متوکل شقی

ایضاً بسند معتبر فضل بن احمد کاتب سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ کہ ایک روز میں معتزل کے ہمراہ مجلس متوکل میں گیا۔ وہ کسی پر بیٹھا تھا اور فتح بن خاقان

وزیر اس کے قریب کھڑا تھا۔ پس معتزل سلام کرکے کھڑا ہو گیا قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب معتزل داخل مجلس متوکل
ہوتا تھا۔ . . . . متوکل اسے مرحبا کہہ کے حکم بیٹھنے کا دیتا تھا۔ برخلاف اس کے اس روز چونکہ متوکل
غضب ناک اور خشم آلود تھا متوجہ معتزل نہ ہوا فتح بن خاقان وزیر سے باتیں کرتا تھا۔ اور ساعت چہرہ اس
کا متغیر ہوتا تھا۔ اور شعلہ غضب زیادہ تر بھڑکتا تھا۔ فتح بن خاقان اس کے غضب کو دھیما کرکے کہتا تھا۔ یہ سب
ان پر افترا ہے وہ ایسے امور سے بری ہیں۔ فتح کا یہ کہنا مفید نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اس شقی کا خشم و غضب زیادہ
ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ قسم بخدا اس شخص کو قتل کرونگا۔ کہ وہ دعویٰ و دروغ کرکے میری دولت اور حکومت
میں رخنہ اندازی کرتا ہے۔ یہ کہہ کے حکم دیا۔ کہ چار غلامان ترکی حاضر ہوں جب وہ آئے ہر ایک کو تلوار دی۔
اور حکم دیا۔ کہ جب امام علی نقیؑ آئیں۔ انہیں قتل کرنا۔ پھر کہا۔ قسم بخدا بعد قتل کے ان کا بدن جلا دوں گا۔ پس
ایک ساعت کے بعد دیکھا۔ کہ دربان لوگ آئے اور حضرتؑ بھی داخل ہوئے۔ لبہائے مبارک جنبان تھے
اور حضرت کوئی دعا پڑھ رہے تھے۔ اور مطلق اثر اضطراب و خوف حضرت میں نہ تھا جب اس شقی کی نظر حضرت
پر پڑی کرسی سے اٹھ کے حضرت کے استقبال کو گیا۔ اور اپنے قریب بٹھا کے حضرت کے دست مبارک
چومے اور درمیان دو دیدہ بوسے کے کہا۔ اے فرزند رسول خدا و بہترین خلق خدا۔ اے میرے پسر عم
اے میرے مولا اے ابوالحسنؑ اس وقت کس لئے آپ نے تکلیف کی حضرت نے فرمایا۔ کہ تیرا چوبدار اس
وقت مجھے بلا لایا متوکل نے کہا۔ اس ولد الزنا نے جھوٹ کہا۔ آپ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔ یہ
کہہ کے اپنے وزیر فتح بن خاقان اور اپنے فرزندوں عزیزوں کو حکم دیا۔ کہ بتقریب مشایعت حضرت کے ہمراہ
جاویں جب غلامان ترکی کی نظر حضرت پر پڑی۔ انہوں نے زمین پر گرکے حضرت کی تعظیم کی جب حضرت باہر
تشریف لے گئے۔ متوکل ملعون نے ان غلامان ترکی کو بلا کے ترجمان سے کہا۔ ان سے سوال کر کہ انہوں
نے زمین پر گرکے حضرت کو کس وجہ سے تعظیم کی۔ انہوں نے کہا ہم ہیبت و عظمت آنحضرت سے بے اختیار ہوگئے
جب حضرت آئے ایک سو سے زیادہ شمشیر ہائے برہنہ ہم نے حضرت کے گرد دیکھیں اور ان تلوار والوں
کو ہم نے نہ دیکھا۔ اس حال کے مشاہدہ سے ہم تکمیل حکم نہ کر سکے۔ ہمارے دل پر خوف و بیم طاری ہوا یہ
سن کے متوکل نے فتح بن خاقان وزیر سے کہا یہی تمہارے امام ہیں۔ یہ کہہ کے ہنسنے لگا۔ اور فتح بھی شاد
ہوا۔ کہ حضرت اس بلا سے محفوظ رہے اور اس کے قول کی بھی تصدیق ہوئی۔ کلینیؒ و شیخ مفیدؒ اور علمائے دیگر
نے ابراہیم بن محمدؒ طاہری سے روایت کی ہے کہ متوکل لعین کے ایک ایسا پھوڑا نکلا۔ کہ جاں بلب ہو گیا۔
کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ نشتر دے۔ پس متوکل کی ماں نے نذر مانی، کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو جائے۔ تو
مال کثیر امام علی نقیؑ خدمت میں بھیجوں گی۔ فتح بن خاقان وزیر نے متوکل سے کہا۔ اگر حکم ہو کسی کو بھیج کے امام علی نقیؑ

کو خبر کروں شاید وہ کوئی دوا اس مرض کے لئے بھیج دیں۔ اس نے اجازت دی جب حضرتؑ کی خدمت میں گئے اور حال بیان کیا۔ حضرتؑ نے ارشاد کیا۔ بکری کی مینگنیاں گلاب کے عراق میں حل کر کے اس پھوڑے پر باندھ دیں۔ جب متوکل سے آکے کہا۔ متوکل کے عزیز و اقارب ہنسنے اور استہزا کرنے لگے فتح بن خاقان نے کہا۔ میں خوب جانتا ہوں کہ کلام حضرت بے اصل نہیں جو کچھ حضرتؑ نے فرمایا ہے۔ اگر اس کی تعمیل کی جائے مضر نہ ہوگا۔ جب یہ دوا حضرت کی بتائی ہوئی اس پھوڑے پر باندھی اسی وقت پھوڑا پھوٹ گیا۔ اور اس ملعون نے درد والم سے راحت پائی۔ اس کی ماں نے دس ہزار دینار سر بمہر کیسہ میں حضرت پاس بھیج دیئے جب شقی نے شفا پائی۔ ایک شخص جسے بطحائی کہتے تھے۔ وہ متوکل کے سامنے حضرتؑ کو برا کہا کرتا تھا۔ اور بیان کرتا تھا۔ کہ حضرتؑ نے بہت مال ہتھیار جمع کیا ہے۔ اور قصد ان کا خروج کرنے کا ہے پس ایک شب متوکل نے سعید دربان کو طلب کیا۔ اور کہا۔ اچانک امام علی نقیؑ کے گھر میں جا کے جس قدر مال و دولت و ہتھیار پانا۔ سب لے لینا۔ سعید کہتا ہے میں رات کو سیڑھی لے کر گیا۔ اور سیڑھی دیوار پر لگا کر کوٹھے پر آیا۔ چاہا نیچے اتروں راہ بھول کے حیران ہو گیا۔ ناگاہ حضرتؑ نے مجھے حجرہ کے اندر سے آواز دی کہ اے سعید ٹھہر جا۔ میں شمع بھیجتا ہوں۔ جب شمع لائے میں نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؑ جبہ پشمین سر سے اوڑھے اور جانماز ایک بوریئے پر بچھائے قبلہ رو بیٹھے ہیں اور خود حضرتؑ نے فرمایا گھر میں تلاش کرو۔ جو پاؤ سب لے جاؤ۔ میں نے سب کوٹھڑیوں میں جا کے تلاش کیا۔ کچھ نہ پایا۔ مگر ایک بدرۂ زر ملا۔ جس کے منہ پر متوکل کی مہر تھی۔ اور دوسرا کیسہ بھی سر بمہر تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرا دوسرا مصلا بھی اٹھا کے دیکھ لے۔ جب میں نے جانماز اٹھائی۔ اس کے نیچے ایک تلوار ملی جس پر غلاف چوبیں تھا۔ اور اس کے سوا کچھ کام اس پر نہ تھا۔ اس تلوار اور ان دونوں بدرہ زر کو اٹھا کے متوکل پاس گیا۔ جب اس نے اپنی ماں کی مہر دیکھی اسے بلا کے حقیقت حال دریافت کی۔ اس نے کہا۔ تیری بیماری تھی میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اچھا ہو جائے گا۔ دس ہزار دینار حضرتؑ کو بھیجوں گی۔ اور یہ وہی تھیلی ہے۔ جو میں نے حضرتؑ کو بھیجی تھی۔ ہنوز اسکی مہر بھی نہیں کھولی گئی ہے۔ جب دوسری تھیلی کھولی اس میں چار سو دینار تھے۔ پس متوکل نے وہ تھیلیاں اور ایک تھیلی اپنے پاس سے بھی دے کے کہا۔ اے سعید ان تھیلیوں کو مع تلوار کے حضرتؑ کے پاس لے جا اور عذر خواہی کر۔ جب حضرتؑ کی خدمت میں لایا۔ عرض کیا۔ اے میرے مولا۔ میری تقصیر عفو کیجئے۔ کہ میں نے بے ادبی کی اور بے رخصت آپ کے مکان میں چلا آیا۔ چونکہ خلیفہ کی جانب سے مجھے یہ حکم تھا معذور رہا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یعنی عنقریب وہ جانیں گے جو

ظلم وستم کرتے ہیں۔ کہ ان کی بازگشت کہاں ہے۔ اور قصہ برکت السّباع مشہور ہے کہ اس ملعون نے اپنے قصر کے سامنے ایک برکتہ السباع[1] بنا کے اس میں شیر بھیڑیے اور درندگان موذی چھوڑ دیئے تھے۔ جس کو سزا دینی منظور ہوتی تھی۔ اُسے اس برکتہ السباع میں ڈال دیتے۔ ایک روز اس برکتہ السباع میں امام علی نقی علیہ السلام کو ڈال دیا حضرتؑ مشغول نماز ہوئے۔ شیر بھیڑیے حضرتؑ کے گرد پھرتے تھے۔ اور عجز و انکساری سے اپنی دُمیں زمین پر ملتے تھے۔ اور اپنے منہ حضرتؑ کے پاؤں پر رکھتے تھے۔ جب اس خبیث نے یہ حال دیکھا۔ حکم دیا حضرتؑ کو نکال لائیں۔ کہ موجب مزید اعتقاد مردم نہ ہو۔

[1] مکان شیر و درندوں کی رہنے کی جگہ

باب نہم

بیان تاریخ ولادت و وفات سردار اولیا فخر اوصیا محبوب قلوب ہر نبی و وصی امام یازدہم حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام

فصل اوّل

بیان تاریخ ولادت و نسب و اسم و لقب و کنیت آنحضرت

اسم شریف حسن اور کنیت ابو محمد اور القاب زکی و ہادی و عسکری ہے۔ پدر بزرگوار امام علی نقی اور مادر گرامی ام ولد ہیں جن کا نام حدیثہ ہے۔۔۔۔ اور بعضے سوسن اور بعضے سلیل بھی لکھتے ہیں۔ یہ معظمہ نہایت عفیفہ و کریمہ تقویٰ و پرہیزگاری میں تھیں۔ اور اسی طرح تمام مائیں اماموں کی عفیفہ و پرہیزگار تھیں۔ تاریخ ولادت آنحضرت مشہور زیادہ یہ ہے۔ کہ ۲۳۲ھ میں واقع ہوئی۔ اور بعضے ۲۳۱ھ بھی لکھتے ہیں۔ روز ولادت آٹھویں روز جمعہ آٹھویں ربیع الثانی کی تھی۔ بعضوں نے دسویں ماہ مذکور کی اور بعضوں نے دوشنبہ چوتھی لکھی ہے۔ شیخ مفیدؒ نے ۲۳۲ھ ماہ ربیع الاوّل کو لکھی ہے مکان۔ ولادت آنحضرت مدینہ طیبہ ہے اور بعضوں نے مکان ولادت سرمن رائے لکھی ہے۔ نقش نگین آنحضرت بروایت فصول المہمہ۔ سبحان من له مقالید السموٰت والارض کفعمی انا للّٰہ شھید تھا۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند معتبر جناب صادق سے منقول ہے کہ جب حق سبحانہٗ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ کہ امام کو پیدا کرے ایک قطرہ پانی کا عرش کے نیچے سے زمین پر بھیجتا ہے۔ اور وہ قطرہ کسی گھاس[1] یا میوہ پر پڑتا ہے۔ پس پدر امام کا اس میوہ یا گھاس کو تناول کرتا ہے۔ اور اس قطرہ آب عرش سے نطفہ امام منعقد ہوتا ہے۔ اور جب وہ نطفہ شکم مادر میں امام سے منتقل ہوتا ہے۔ بعد چالیس روز کے آواز مردم اور ان کا سخن سنتا ہے۔ اور جب چار مہینے گذرتے ہیں اس امام کے داہنے بازو پر یہ آیہ لکھتا ہے۔ وتمت کلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لکلمته وھو السمیع العلیم۔ اور جب امام پیدا ہوتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ حکمت کی کنجیاں اس کو عطا فرماتا ہے اور حلیہ علم و وقار زینت دیتا ہے۔ اور خلعت مہابت اس کو پہناتا ہے۔ اور ایک ایسا چراغ نور اس کے دل میں

---

[1] گھاس سے مراد کھانے والی سبزیاں ہیں جیسے ساگ۔ پالک وغیرہ وغیرہ (کوثر بریلوی)

روشن کرتا ہے کہ جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہے۔ وہ امام جانتا ہے اور اس نور کے سبب سے اعمال مردم پادشاہ زمان کے افعال سے مطلع ہوتا ہے۔

فصل دوسری

بیان تاریخ شہادت امام حسن عسکریؑ

ابن بابویہؒ و علمائے دیگر نے ایک اہل قم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ ایک روز میں مجلس احمد بن عبداللہ خاقان میں کہ وہ خلیفہ کی طرف سے بمقام قم حاکم اوقاف و صدقات تھا۔ حاضر ہوا۔ حاکم مذکور اہل بیتؑ رسالت کا دشمن تھا۔ اس فسق نے مجلس میں احوال سادات علوی جو کہ سر من رائے میں تھے۔ انکے مذاہب اور کیفیت قرب و منزلت کا خلفائے ہر عصر میں ذکر ہوا۔ احمد بن عبداللہ نے کہا۔ میں نے سادات علوی سر من رائے میں حضرت امام حسن عسکری سے علم و ورع و زہد و عبادت و وقار و مہابت و عفت و حیا و شرف و قدر و منزلت میں دوسرا نہیں دیکھا خلفاء و امراء و سادات و جمیع بنی ہاشم اپنے بزرگوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اور صغیر و کبیر ان کے امام حسنؑ عسکری کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ اور اسی طرح وزرا اور امرا اور سب لشکر اور عوام لوگ بھی ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے۔ ایک روز دیوان خانہ میں اپنے باپ کے پیچھے کھڑا تھا۔ ناگاہ دربان خدمتگار دوڑے آئے اور کہا۔ امام حسنؑ عسکری دروازہ پر کھڑے ہیں۔ میرے باپ نے پکار کے کہا۔ بلالو۔ ناگاہ میں نے دیکھا ایک شخص گندم گوں۔ کشادہ چشم۔ خوش قامت، خوبصورت خوش بدن۔ نوجوان با مہابت و جلالت داخل ہوا۔ جب میرے باپ کی ان پر نظر پڑی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کے ان کے استقبال کو گیا۔ اور ہر گز میں نے نہ دیکھا تھا۔ کہ میرے باپ نے کسی بنی ہاشم یا خلیفہ یا اولاد خلیفہ کی تعظیم کی ہو۔ جب اس جوان کے نزدیک میرا باپ گیا اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کے پیشانی اور چہرے اور اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لے کے اپنی جگہ بٹھایا۔ اور آپ بادب بیٹھا۔ اس کی خدمت میں میرا باپ ان سے باتیں کرتا۔ اور از روئے تعظیم ان سے کنیت سے خطاب کرتا اور اپنی جان اور اپنے ماں باپ کی جان ان پر سے قربان کرتا تھا۔ میں اس بات کے مشاہدہ سے متعجب تھا ناگاہ دربان نے آکے کہا۔ کہ موفق خلیفہ وقت آیا ہے اور قاعدہ یہ تھا۔ کہ جب خلیفہ میرے باپ پاس آنے کو ہوتا تھا۔ اس کے خاص چوبدار و خدمتگار دو طرفہ صف بصف کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ خلیفہ آکے بیٹھتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ اس وقت باوجود اطلاع اور آمد خلیفہ وقت میرا باپ اسی طرح اس جوان سے مخاطب تھا یہاں تک کہ مخصوصان بادشاہ دکھائی دیئے۔ میرے باپ نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوں۔ اگر آپ مناسب جانیں تشریف لے جائیں یہ کہہ کے اپنے خادم کو حکم دیا۔ کہ اس نوجوان کو لوگوں کے پیچھے سے نکال لے جا کہ چوبداروں کی

نظر ان پر نہ پڑے۔ پھر میرے باپ نے اٹھ کے اس جوان کی تعظیم کی اور پیشانی پر بوسہ دے کے رخصت کیا۔ بعد اس کے خلیفہ کے استقبال کو گیا۔ میں نے اپنے باپ کے ملازموں اور خادموں سے دریافت کیا۔ کہ یہ جوان کون تھا۔ جس کی اس قدر میرے باپ نے تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا۔ وہ جوان اکابر عرب سے ہے اس کا نام حسن بن علیؑ ہے اور ابن رضا مشہور ہے۔ یہ سن کے مجھے زیادہ تر تعجب ہوا۔ اور اس روز مجھے تمام دن رات یہی حیرت و فکر تھی جب رات ہوئی۔ میرا باپ حسب معمول بعد نماز مغرب و عشا کاغذات و دائف دیکھنے کو بیٹھا کہ سب کو خلیفہ سے سب حالات عرض کرے۔ میں بھی اپنے باپ پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے پوچھا کوئی کام ہے میں نے کہا۔ ہاں۔ اگر اجازت دیجئے عرض کروں جب انہوں نے اجازت دی۔ میں نے کہا۔ اے پدر وہ کون جوان تھا جس کی آپ نے اس روز اسقدر تعظیم و تکریم کر کے اپنی جان اور اپنے ماں باپ کی جان ان پر فدا کی۔ یہ سن کے میرے باپ نے کہا۔ اے فرزند وہ جوان رافضیوں کا امام ہے۔ یہ کہہ کے کچھ سکوت کیا۔ اور کہا اے فرزند اگر خلافت بنی عباس سے نکل جائے۔ اس شخص کے سوا دوسرا شخص مستحق خلافت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ بسبب زہد و عبادت و فضل و علم و کمال و عفت نفس و شرافت نسب علوی حسب و جمیع صفات کمالیہ سزاوار خلافت ہیں۔ اے فرزند اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا۔ تجھے معلوم ہوتا۔ کہ وہ کیسے شرف و جلالت فضل و کمال میں بے مثال تھے۔ ان باتوں سے مجھے غصہ آیا۔ اور حیرت و تفکر مجھے زیادہ ہوا۔ اس کے بعد ہمیشہ لوگوں سے تفحص حالات کرتا تھا مگر وزرا و امراء سادات و اشراف سے سب میں ان کی توصیف فضل و جلالت و علم و بزرگواری سنتا تھا۔ اور وہ سب ان کو بنی ہاشم پر مقدم رکھتے تھے۔ اور فضیلت دیتے تھے اور کہتے تھے۔ وہ امام رافضیوں کے ہیں۔ ان حالات سے ان کی قدر و منزلت میری نظروں میں عظیم ہوئی اور میں نے ان کی رفعت شان و منزلت پہچانی۔ اس سبب سے کہ دوست دشمن سب سوائے نیکی و بزرگی اور کچھ میں نے نہیں سنا لیکن ایک شخص نے اہل مجلس سے سوال کیا۔ کہ ان کے برادر جعفر کا کیا حال تھا۔ اس نے کہا جعفر کون ایسا تھا۔ کہ اس کے حال سے کوئی شخص سوال کرے یا اس کا نام امام حسن عسکریؑ کے نام مبارک کے ہمراہ لیا جائے۔ واضح ہو کہ جعفر ایک مرد فاسق و فاجر و شراب خوار و بدکردار تھا۔ اور مثل اسکے رسوا اور بے عقل اور بدکار۔ دوسرا میں نے نہیں دیکھا۔ پس جعفر کی مذمت کر کے پھر حضرت کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ اور کہا قسم بخدا وقت وفات امام حسن عسکری ایک ایسی حالت خلیفہ اور سب لوگوں پر طاری ہوئی کہ مجھے گمان ہے کسی کی وفات میں نہ ہوئی ہوگی۔ اور یہ واقعہ اس طرح ہے ایک روز میرے باپ پاس خبر لائے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ بیمار ہو گئے۔ یہ سن کے میرا باپ بہ تعجیل خلیفہ پاس گیا۔ اور اسے اطلاع دی۔ خلیفہ نے یہ سن کے پانچ شخص اپنے مخصوصوں سے میرے باپ کے ہمراہ کئے ان میں سے ایک خادم کا نام تحریر تھا

کہ وہ محرماں خاص خلیفہ سے تھا۔ پس خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ ہمیشہ حضرتؑ پاس رہنا۔ اور خدمت گذاری کرنا۔ اور ایک طبیب مقرر کیا کہ ہر روز صبح وشام حضرتؑ پاس جاکے نگران احوال رہے دو روز کے بعد میرے پاس خبر لائی۔ کہ مرض حضرتؑ شدید ہو گیا۔ اور نصف غالب ہے۔ میرا باپ سوار ہو کے حضرت پاس گیا۔ اور طبیبوں کو حکم دیا۔ کہ خدمت آنحضرتؑ سے جدا نہ ہوں۔ اور قاضی القضاۃ کو بلا کے حکم دیا۔ کہ دس علماء کو بلا کے حاضر کرے کہ وہ علماء حضرتؑ کی خدمت میں رہیں۔ مطلب اس اہتمام سے یہ تھا۔ کہ جو زہر حضرتؑ کو دیا تھا۔ مشہور لوگ اس پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ لوگوں کے سامنے ذکر کریں۔ کہ حضرت نے اپنی موت سے رحلت کی ہے۔ پس یہ سب لوگ ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ یہاں تک ماہ ربیع الاوّل کی ابتدائی تاریخ میں حضرتؑ نے رحلت کی اور ظلم وجور مخالفین سے نجات پائی جب خبر وفات آنحضرتؑ شہر سامرہ میں مشتہر ہوئی۔ ایک قیامت اس شہر میں برپا ہوئی جمیع مردمان شہر سامرہ نے صدائے نالہ وفغان وشیون بلند کی۔ خلیفہ ملعون نے فرزند سعادت مند امام حسن عسکری کے تفحص میں کوشش کی اور ملازموں کو حکم دیا۔ کہ حضرتؑ کا مکان گھیر لیں اور سب حجروں میں تلاش کریں شاید پا جائیں۔ اور عورات قبیلہ کو بھیجا کہ کنیزان امام حسن عسکری کی تفحص کریں۔ کہ مبادا ان میں سے کسی کو حمل ہو۔ ایک عورت نے کہا۔ کہ ایک کنیز حضرتؑ میں احتمال حمل ہے۔ خلیفہ نے تحریر کیا۔ خادم کو اس کنیز پر موکل کیا کہ جویائے احوال رہے تاکہ صدق وکذب اس عورت کا ظاہر ہو جائے۔ بعد ازاں خلیفہ وتکفین آنحضرت ہوا۔ بازاروں میں اطلاع ہو گئی۔

تجہیز وتکفین آنحضرتؑ

صغیر وکبیر ووضیع وشریف جمع ہوئے۔ اور میرا باپ کہ وزیر خلیفہ تھا مع جمیع امراء ووزراء واہل قلم وعزیزان خلیفہ وبنی ہاشم وعلویاں جمع ہوئے۔ اور تجہیز وتکفین امام زمان میں حاضر ہوئے اس دن شہر سامرہ کثرت نالہ وشیون وفغان وگریہ سے مثل صحرائے قیامت تھا۔ جب غسل وکفن حضرتؑ سے فارغ ہوئے۔ خلیفہ نے ابو عیسیٰ کو بھیجا۔ کہ حضرتؑ پر نماز پڑھے۔ جب جنازہ حضرتؑ زمین پر نماز کیلئے رکھا تو عیسیٰ نے قریب جنازہ آکے کفن چہرہ مبارک حضرتؑ سے ہٹا دیا۔ اور رفع تہمت کیلئے علویان وہاشمیان ووزراء ونویسندگان وقضاۃ وعلماء جمیع اشراف واعیان کو قریب بلاکے کہا۔ آؤ دیکھو۔ یہ امام حسنؑ عسکری ہیں۔ انہوں نے اپنے فرش پر اپنی موت سے وفات پائی ہے اور کسی سے کوئی آسیب وگزند ان کو نہیں پہنچا ہے اور مدت علالت میں جو اطباء وقضاۃ ومعتمدان عادل ان کے پاس حاضر رہتے اور نگران حالات تھے۔ وہ گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہہ کے ابو عیسیٰ آگے کھڑا ہوا۔ اور حضرتؑ پر نماز پڑھی اور بعد فراغت حضرتؑ کو ان کے پدر بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا۔ بعد اسکے تفحص وتجسس فرزند آنحضرتؑ میں مشغول ہوئے اس لئے کہ ان اشقیا نے سنا تھا۔ کہ ان کا فرزند تمام عالم پر حاکم ہو گا۔ اور اہل باطل کو دفع کر دیگا ہر چند تلاش کیا۔ مطلق خبر حضرتؑ امام مہدی کی نہ پائی۔ اور جس کنیز پر احتمال حمل تھا۔ دو سال

تک اسکے جو باعث احوال رہے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہُوا۔ پس موافق روایات اہل سنت میراث آنحضرتؑ درمیان مادر جعفر کذاب کہ برادر حسن عسکری تھا تقسیم کی اور اس کی ماں مدعی تھی کہ میں اس کی وصیہ ہوں اور قاضی پاس اس نے ثبوت بھی پہنچایا تھا۔ لیکن خلیفہ ملعون پھر بھی تفحص احوال صاحب العصر رہا۔ اور تلاشی سے باز نہ آتا تھا

حکایت دعویٰ امامت جعفر کذاب

جعفر کذاب میرے باپ پاس آیا۔ اور کہا میں چاہتا ہوں منصب امامت برادر مجھے عنایت ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ ہر سال بیسؔ ہزار دینار حاضر کروں گا میرا باپ یہ کلام سن کے غضبناک ہُوا۔ اور کہا۔ اے احمق منصب تیرے برادر کا ایسا منصب نہیں ہے کہ مال دے کے لے لیا جائے۔ سالہا سال گذرے کہ خلفا تلواریں کھینچے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو قتل کرتے اور ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ تمہارے پدر و برادر کی امامت کے اعتقاد سے منحرف ہو جائیں۔ اور یہ نہیں ہوتا۔ اگر تم شیعوں کے نزدیک سا مرتبہ امامت رکھتے ہو۔ سب تم سے رجوع کریں گے۔ تم کو خلیفہ اور کسی کی احتیاج نہیں یہ مرتبہ تمہارے سے لیئے اور لوگ قبول نہیں کر سکتے۔ میرے باپ کو جعفر کذاب کے اس کلام سے ان کی خفت عقل و بے وقوفی و عدم دیانت ثابت ہوئی پس حکم دیا۔ کہ اس کو ہمارے دربار میں نہ آنے دیں۔ اس کے بعد جعفر کذاب میرے باپ کے دربار میں نہ آنے پایا۔ یہاں تک کہ میرے باپ نے رحلت کی۔ اور اب تک خلیفہ متفحص و متجسس فرزند امام حسن عسکری رہتا ہے۔ مگر اس کو ان کا پتہ نہیں ملتا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابوالادیان سے روایت کی ہے۔ کہ کہا۔ میں خدمت باسعادت امام حسن عسکری میں حاضر تھا۔ اور حضرتؑ کے نامے شہروں میں لے جاتا تھا ایک روز حضرتؑ نے بحالت بیماری کہ جس مرض میں بعالم بقا رحلت فرمائی مجھے بلا کے چند نامے ساکنان مدائن کے نام لکھے۔ اور فرمایا۔ پندرہ روز کے بعد جب تم داخل سامرہ ہو گے صدائے شیون و زاری میرے گھر سے سنو گے۔ اور مجھے اس روز غسل دیتے ہوں گے۔ ابوالادیان نے عرض کیا اے مولا جب یہ سانحہ گذرے گا۔ اس وقت امام کون ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا جو میرے خطوط کا تم سے جواب طلب کرے۔ وہ میرے بعد امام ہے۔ میں نے کہا۔ کچھ اور علامت دیجئے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ جو شخص تم سے کہے کہ ہمیانی میں یہ چیز ہے وہ امام ہے۔ پس ابوالادیان نے کہا۔ مہابت و صولت حضرت مانع ہوئی کہ میں ہمیانی کو پوچھتا۔ بعد اسکے میں حضرتؑ کی خدمت سے باہر آیا۔ اور خطوط اہالیان مدائن کو پہنچا کے جوابات لیئے۔ اور واپس آیا جس طرح حضرتؑ نے فرمایا تھا۔ پندرھویں روز سامرہ پہنچا۔ اس وقت صدائے شیون و زاری دولت سرائے آنحضرتؑ سے بلند تھی جب دروازہ پر پہنچا۔ جعفر کذاب کو دیکھا کہ دروازہ پر بیٹھا ہے اور شیعان سامرہ جعفر کذاب کو گھیرے تعزیت امام حسن عسکری اور تہنیت امامت

اسے دے رہے ہیں یہ دیکھ کے میں نے دل میں کہا۔ اگر یہی امامت ہے۔ پس امامت کوئی اور چیز ہے یہ کب لیاقت امامت رکھتا ہے۔ اسلئے کہ قبل اس کے میں نے اسے شراب پیتے جوا کھیلتے۔ طنبورہ بجاتے دیکھا تھا۔ بمجبوری میں نے بھی آگے جاکے تعزیت و تہنیت کہی۔ اس نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ ناگاہ عقید خادم نے باہر آکے جعفر کذاب سے کہا۔ اے سید آپکے برادر کو کفنا چکے ہیں۔ آکے ان پر نماز پڑھیئے۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھا اور شیعہ ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب ہم صحن خانہ میں پہنچے۔ دیکھا۔ کہ امام حسنؑ عسکریؑ کو کفنا کے تابوت میں رکھا ہے۔ پس جعفر کذاب بقصد نماز جنازہ آگے کھڑا ہوا جب چاہا تکبیر کہے۔ اس وقت ایک طفل گندم گوں پیچیدہ وکشادہ دنداں مثل پارہ ماہ باہر آیا۔ اور چادر اپنے چچا کی کھینچ کے کہا۔ اے چچا پیچھے کھڑا ہو کہ میں اپنے پدر کی نماز جنازہ تم سے زیادہ پڑھانے کا مستحق ہوں۔ یہ سن کے جعفر کذابؑ پیچھے کھڑا ہوا۔ اس کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔ اس طفل نے آگے کھڑے ہوکے اپنے پدر بزرگوار پہ نماز جنازہ پڑھی اور پہلوئے امام علی نقی میں دفن کرکے میری طرف متوجہ ہوا اور کہا۔ اے ابوالادیان خطوط کا جواب دو۔ یہ سن کے میں نے سلام کیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ وہ دو نشان جو حضرت امام حسنؑ عسکری نے فرمائے تھے ان میں سے ایک تو ظاہر ہوا۔ ایک علامت باقی ہے یہ سوچتا ہوا میں باہر چلا گیا پس حاجز وشنا نے اتمام حجت کو جعفر کذاب سے کہا۔ تم امام نہیں ہو وہ طفل کون تھا جس نے نماز جنازہ امام حسنؑ عسکری پڑھائی جعفر کذاب نے کہا۔ واللہ اس طفل کو میں نے ہرگز نہیں دیکھا تھا۔ اور میں پہچانتا بھی نہیں ہوں۔ ناگاہ ایک گروہ قم سے آیا اور احوال حضرتؑ امام حسن عسکریؑ دریافت کیا جب حضرتؑ کی وفات سے مطلع ہوئے پوچھا امام کون ہے لوگوں نے

ل اس نے کبھی امامت نہیں کیا۔ بلکہ وارث امام بن گیا تھا۔ اور زندگی امام میں مخالفین ان کے دوست بن کر ان کے پاس آتے کہتے جعفر امام حسن عسکری علیہ السلام کے تو کوئی اولاد نہیں ہے جو ہے بہت دور ہے تم ان کے وارث ہو۔ اور یہ مرتبہ امامت بھی تم کو ہی ملتا ہے اور یہ عوام کے کہنے میں آگئے جب جنازہ امام پر امام العصر تشریف لائے تو آپ نے ان سے کچھ کر توبہ کرلی لہذا تاریخ میں آپ جعفر تواب کے نام سے مشہور ہیں۔ خداوند کریم لعنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے منافقت کرکے ان کو پھسلا دیا تھا۔ نیز حضرت جعفر تواب معصوم نہیں تھے تام کے تمام اولاد نبی یا امام معصوم نہیں ہوا کرتی صرف وہ معصوم ہوتے ہیں جو بعد میں نبی ہوں یا امام لہذا ہو سکتا ہے جعفر معصوم تو تھے ہی نہیں۔ منافقین کے چکر میں آکر یہ دعویٰ۔ کر بیٹھے ہوں لیکن آپ کا توبہ کرنا کتب فریقین سے ثابت ہے اور مشہور نام جعفر تواب ہی ہے۔ نیز اس کے برعکس تاریخ یہ بھی نشان دہی کرتی ہے کہ اس دعویٰ کرنے کی مخالفین نے ایک غلط روایت بنا کر الزام عائد کیا ہے اور عقل بھی اس کو مانتی ہے۔ کہاں یہ دعویٰ اور کہاں امام زادہ کیا ان کو علم نہ تھا۔ کہ میرے برادر امام کے فلاں بیٹا ہیں اور معصوم کی نماز معصوم ہی پڑھاتا ہے یہ فقط علی علیہ السلام کے مخالفین کو بچانے کے لیے افسانہ بنایا گیا ہے۔ کہ امام کا مقام کم جہنی ہے۔ تو یہ امام زادہ بھی مقابل عام ہے مگر الحمدللہ خود مخالفین ان کا تواب لکھ کر اپنی تردید کر دیتے ہیں
(کوثر نیازی بھریلوی)

بجانب جعفر کذاب اشارہ کیا ان لوگوں نے قریب جا کے تعزیت و تہنیت دی اور کہا ہمارے پاس خطوط اور مال ہے۔ بیان کرو کہ وہ خطوط کن لوگوں کے ہیں اور مال کس قدر ہے۔ ہم کو بتایئے کہ ہم آپ کے سپرد کریں۔ یہ سن کے جعفر کذاب اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا لوگ مجھ سے علم غیب پوچھتے ہیں اسی وقت ایک خادم امام حضرت صاحب العصر کی طرف سے آیا اور کہا تمہارے پاس فلاں فلاں لوگوں کے خطوط ہیں اور ایک ہمیانی ہے۔ جس میں ایک ہزار اشرفی ہے اور دس اشرفیوں پر سونے کا ملمع ہے۔ ان لوگوں نے یہ سن کے خطوط اور مال اس خادم کے سپرد کیا۔ اور کہا جس نے تم کو بھیجا ہے۔ کہ ان خطوط اور مال کو ہم سے لے لو۔ وہ امام زمان ہیں اور مراد حضرت حسن عسکری کی اس ہمیانی سے ہی تھی پس جعفر کذاب معتمد خلیفہ وقت پاس گیا اور اس سے یہ سب قصہ بیان کیا معتمد نے اپنے خدمتگاروں کو بھیجا کہ صقیل کنیز امام حسن عسکری کو قید کرو۔ کہ ہم سے اس طفل کا حال وہ بیان کرے۔ کنیز نے انکار کیا۔ اور ان کے رفع گمان کیلئے کہا۔ مجھے امام حسن عسکری سے حمل ہے یہ سن کے ان کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا۔ اور حکم دیا کہ جب فرزند متولد ہو قتل کرنا یکایک عبد اللہ بن یحیی وزیر مر گیا۔ اور صاحب الزنج نے بصرہ میں خروج کیا۔ یہ لوگ پریشان ہو گئے۔ اور کنیز مذکور قاضی کے گھر سے اپنے مکان میں واپس آ گئی۔

تاریخ وفات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ایضاً بسند معتبر محمد بن الحسین سے روایت کی ہے کہ امام حسن عسکری نے بروز جمعہ آٹھویں ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو وقت نماز صبح رحلت کی اور اسی شب بہت سے خطوط اپنے دست مبارک سے ساکنان مدینہ کو لکھے تھے۔ اس وقت حضرتؑ پاس کوئی نہ تھا۔ مگر ایک کنیز آنحضرت جس کا صقیل نام تھا اور ایک غلام آنحضرتؑ جسے عقید کہتے تھے اور وہ شخص جسے لوگ نہ جانتے تھے اور خدا جانتا تھا یعنی حضرت صاحب العصر صلواۃ اللہ علیہ عقید کہتا ہے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری نے وہ پانی مانگا جسے ہمراہ مصطگی کے جوش دیا تھا۔ اور چاہا نوش کریں جب میں نے وہ پانی حاضر کیا۔ فرمایا پہلے آب خالص لاؤ۔ کہ نماز پڑھ لوں جب میں پانی لایا۔ حضرت نے دستمال اپنے زانو پر بچھا کے وضو کیا۔ اور نماز صبح ادا فرمائی۔ پس آپ مصطگی سے چاہا پیالہ کے نوش کریں، شدت ضعف و غلبہ مرض سے دست مبارک کانپتا اور پیالہ دندانہائے شریف سے ٹکراتا تھا۔ جب حضرتؑ نے پانی پی کے پیالہ صقیل کر دیا۔ روح مقدس نے بعالم بقا پرواز کیا۔ شہادت آنحضرتؑ باتفاق محدثین و مورخین آٹھویں ماہ ربیع الاول کی لکھی ہے اکثر علما نے جمعہ کا دن اور بعضوں نے چہار شنبہ اور بعض یک شنبہ کہتے ہیں۔ اور عمر شریف آنحضرت اٹھائیس سال تھی۔ اور بعضے اٹھائیس سال بھی لکھتے ہیں۔ مدت امامت آنحضرتؑ چھ سال کے قریب تھی۔ ابن بابویہ علمائے دیگر نے لکھا ہے کہ معتمد عباسی ملعون نے حضرتؑ کو شہید کیا۔ کتاب عیون المعجزات

میں احمد بن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ کہا ایک روز بخدمت حضرت امام حسن عسکری حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تمہارا اعتقاد اس باب میں کیا ہے۔ کہ جو کچھ لوگوں کو شک و شبہ بعد میرے امام میں ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت جب ہم نے قم میں سُنا کہ ہمارے سید و آقا و مولا پیدا ہوئے ہیں۔ صغیر و کبیر مرد و زن شیعان قم سب کے سب نے اعتقاد کیا۔ بامامت آنحضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہرگز زمین اس سے خالی نہیں رہتی۔ کہ حجت خدا خلق پر ہو پس ۲۵۹ھ میں حضرت نے اپنی والدہ ماجدہ کو حج کے لئے روانہ کیا۔

اور حضرتؑ نے ان کو سال آئندہ اپنی وفات اور بعد وفات فتنہ و آشوب کی خبر دی تھی۔ پس اسماء اعظم الہٰی و مواریث پیغمبران و اسلحہ و کتب حضرت رسولؐ کو حضرت صاحب العصر صلوات اللہ علیہ کے سپرد کیا۔ اور مادر گرامی آنحضرتؑ متوجہ مکہ ہوئیں اور آنحضرتؑ نے ماہ ربیع الآخر ۲۶۰ھ دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور سر من رائے میں اپنے جد بزرگوار کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس وقت عمر شریف آنحضرت اتنیس سال تھی۔

باب دہم

ولادت موفور السعادت امام دوازدہم حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمٰن حجۃ ابن الحسن صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آبائہ المنتجبین المعصومین الطاہرین

اشہر تاریخ ولادت شریف آنحضرت[۱] میں یہ ہے کہ ۲۵۵ھ میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ۲۵۶ھ اور بعضوں نے ۲۵۸ھ لکھے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ولادت آنحضرت جمعہ پندرھویں شب ماہ شعبان المعظم کو واقع ہوئی

---

[۱] شیخ علامہ کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ سنی شافعی کتاب مطالب السؤل باب ثانی عشر میں لکھتے ہیں ابی القاسم محمد بن الحسن بضعۃ الرسول وطاہرۃ البتول کی نسل طیب وطاہر سے ہے سرمن رائے میں ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ شیخ عارف الخبیر ابوالمواہب عبدالوہاب بن احمد بن علی نعوتی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں لکھا ہے اشراط قیامت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں خروج مہدی کی امید ہے اور وہ فرزند امام حسن العسکری ہیں ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے اور باقی ہیں جب تک عیسیٰ بن مریم سے ملیں عمران کی ہمارے اس زمانے تک سات سو چھ سال ہوتی ہے شیخ نور الدین علی بن محمد بن الصباغ سنی مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ میں باب الفصل الثانی عشر فی ذکر ابی القاسم الحجت والخلف الصالح ابن ابی محمد الحسن باندھا ہے تاریخ پیدائش ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ لکھی ہے ابوالمجد عبدالحق الدہلوی محدث نے اپنی کتاب مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھا ہے کہ جناب محمد بن الحسن العسکری خواص اصحاب اور اہل ثقاہت میں معلوم و معروف ہے آپ امام زمان ہیں اور ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو پیدا ہوئے ہیں سید جمال الدین عطاء اللہ بن غیاث الدین فضل اللہ اپنی کتاب روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں امام دوازدہم م۔ ح۔ م۔ د۔ بن الحسن علیہما السلام تولد ہمایوں آں در درج ولایت وجوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایت در منتصف ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ عبدالرحمٰن صوفی مراۃ الاسرار اپنی کتاب میں لکھتا ہے ذکر آں آفتاب دین و دولت اس ہادی جمیع امم وملت آں قائم مقام پاک محمد امام برحق ابوالقاسم محمد بن حسن مہدی رضی اللہ عنہ دے امام دوازدہم است از ائمہ اہل بیت مادرش ام ولد بود نرجس نام داشت ولادتش شب جمعہ پانزدہم شعبان ۲۵۵ھ در سرمن رائے عرف سامرہ واقع ان علمائے اہل سنت کے علاوہ کثیر علمائے اہل سنت اور شیعہ علماء نے وجود امام مہدی کو تسلیم کیا اور ان کی ولادت کے قائل ہیں احادیث رسول اور آیات قرآنیہ جیسے یَا بَنِیْ آدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی (الم)

(باقی حاشیہ صفحہ اگلے پر)

اور بعضوں نے آٹھویں ماہ شعبان بھی لکھی ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں بعض مخالفین سے تیسویں ماہ رمضان المبارک کی روایت لکھی ہے اور باتفاق علماء ولادت آنحضرت بمقام سرمن رائے واقع ہوئی۔ اسم و کنیت شریف مثل جناب رسول خدا ہے۔ بزمانہ غیبت میں اسم شریف آنحضرت لینا جائز نہیں۔ القاب شریف قائم، مہدی و منتظر و حجت و صاحب ہے۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر بشیر بن سلیمان بردہ فروش سے کہ وہ فرزندان ابو ایوب انصاری اور خواص شیعان امام علی نقی اور امام حسن عسکری سے تھے اور ہمسایہ میں بمقام سرمن رائے رہتے تھے روایت کی ہے کہ کہا ایک روز کافور خادم علی نقی میرے پاس آیا۔ اور مجھے بلا کے لے گیا جب میں بخدمت آنحضرتؑ حاضر ہوا حضرتؑ نے فرمایا کہ تم فرزندان انصار سے ہو۔ اور زمانہ حضرت رسول سے اب تک تم لوگوں کے دلوں میں ولایت و محبت ہم اہل بیت کی رہی ہے اور ہمیشہ تم لوگ ہمارے معتمد رہے ہو۔ میں تم کو اختیار کرتا۔ اور ایک ایسی فضیلت پر مشرف کرتا ہوں کہ کہ اس فضیلت کی وجہ سے شیعوں پر ہماری ولایت و محبت میں سبقت لے جاؤ۔ تم کو رازہائے پنہاں پر مطلع کرتا اور ایک کنیز کے خریدنے کو بھیجتا ہوں۔ یہ فرما کے حضرتؑ نے ایک خط بزبان فرنگی نہایت پاکیزہ لکھا اور اپنی مہر اس پر کر کے ایک تھیلی لائے۔ جس میں دو سو اشرفیاں تھیں حضرتؑ نے فرمایا یہ خط اور اشرفیاں لے کر بغداد

اے اولاد آدم تمہارے پاس میری طرف سے آئیگا ہادی۔ قائم آل محمد کے باوجود دیر وال میں کثیر لوگوں نے جیسا کہ مہدی سوڈان غلام احمد قادیانی وغیرہ لوگوں نے امام مہدی کا دعویٰ کیا علمائے اسلام نے انکو کافر کہا موجودہ ۱۴۰۰ھ یکم محرم الحرام بروز منگل نماز فجر سے کچھ دیر قبل ایک نوجوان مکہ یونیورسٹی کا طالب علم تین سو مسلح ہمراہیوں کے مسجد الحرام میں داخل ہوا جس نے امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اس کا نام عبد اللہ تھا امام کعبہ ایک سبیل لباس بدل کر باہر آ گئے علمائے مکہ مدینہ نے مرتد ہونے کا فتویٰ دے دیا تمام عالم اسلام میں بے چینی پیدا ہو گئی کافی کشت و خون کے بعد یہ قابو کر لئے گئے اور حکومت نے واجب القتل قرار دے کر قتل کرا دیا۔ تمام عالم اسلام حضرت قائم آل محمد کی آمد کا منتظر اور عقیدہ رکھے ہوئے ہے اور امام مہدی کا نام رکھ کر جاتے امامت مہدی پر بیٹھنے والا عالم اسلام میں مرتد ہے جو امام مہدی کی جگہ پر بیٹھے وہ بھی مرتد ہے وجود امام مہدی ایک حقیقت ہے افسانہ نہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں وہ پیدا ہوگا اہل سنت اور شیعہ علماء کا عقیدہ ہے وہ حسن العسکری کا بیٹا ہے پیدا ہو چکا ہے بحکم خدا لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے روئے زمین پر ہے اکثر اہل علم اور صاحبان زہد سے ملاقات بھی ہوئی ہے اور ہوتی ہے جب بحکم خدا آپ خانہ کعبہ میں ظہور فرمائیں گے لوگ آواز سنیں گے تو کہیں گے یہ تو فلاں جگہ دیکھا یہ امام نہیں لہذا بروایت بحار الانوار عوام اور علما بھی منکر ہونگے ستر ہزار علما حضور کی تیغ سے قتل ہونگے۔ اس لئے امام مہدی کا نام یاد کرنا لازم ہے عرفان حاصل کرنا واجب ہے علمائے اسلام خصوصاً امامیہ کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو عرفان امام عصر سے روشناس کرائیں اور لوگوں کو کفر کی موت سے بچائیں امام کب ظہور فرمائیں گے لوگوں نے بہت پیش گوئیاں کیں مگر یہ اللہ اور رسول کے علم میں ہے اور اہل بیت رسول کے علم میں ہے واللہ اعلم

(کوثر بھر یلوی)

جاؤ۔ اور فلاں روز وقت چاشت پل پر کھڑے ہونا۔ وہاں اہل بربر کی کشتیاں اور ان میں کچھ قیدیوں کو دیکھو گے اور مختاران امرائے بنی عباس اور کچھ جوانان عرب ان اسیروں کے گرد دیکھ پڑیں گے۔ پس دور سے اس بردہ فروش کی طرف نظر کرنا جس کا نام عمر و بن یزید ہے اور تمام روز منتظر رہنا۔ یہانتک کہ وہ بردہ فروش خریداروں کے لیے ایک کنیز جس میں فلاں فلاں صفت ہے اور جمیع اوصاف حضرتؑ نے بیان فرما دیئے اور جامہ حریر گندہ پہنے ہو گی وہ کنیز خریداروں کو اپنی طرف نظر کرنے اور اپنے اوپر ہاتھ رکھنے سے منع کریگی اور تم سنو گے کہ پس پردہ آواز رومی آتی ہے۔ واضح ہو کہ وہ کنیز بزبان رومی کہتی ہو گی مجھ پر وائے ہو کہ میل پردہ عفت دریدہ ہوا۔ پس ایک خریدار کہیگا۔ کہ میں اس کنیز کی قیمت تین سو اشرفیاں دیتا ہوں۔ اس کنیز کی عفت نے مجھے خریداری پر زیادہ تر راغب کیا ہے۔ یہ سن کے وہ کنیز بزبان عربی اس شخص سے کہے گی۔ کہ اگر حضرت سلیمانؑ کے بھیس میں تو ظاہر ہو اور ان کی بادشاہی تجھے مل جائے۔ تب بھی میں تجھ سے رغبت نہ کرونگی۔ اپنا مال ضائع نہ کر۔ اور قیمت میری نہ دے۔ وہ بردہ فروش کہیگا۔ میں تیرے لئے کیا تدبیر کروں۔ اس لئے کہ تو کسی خریدار سے راضی نہیں ہوتی اور بغیر فروخت کرنے کے دوسرا کوئی چارہ بھی نہیں۔ وہ کنیز کہے گی جلدی کیوں کرتا ہے ایسا خریدار ضرور آجائے گا جس کی طرف میرا دل راغب ہو اور مجھے اس کی وفا و دیانت پر اعتماد ہو۔ اس وقت تم اس بردہ فروش پاس جانا اور کہنا۔ میرے پاس ایک خط ہے کہ وہ خط ایک شخص نے اشراف و بزرگان قوم سے بزبان فرنگی بمزید تلطف لکھا ہے اور اس خط میں انہوں نے کرم و سخاوت و وفاداری و بزرگی اپنی لکھی ہے۔ لازم ہے کہ یہ اس کنیز کو دے دو کہ وہ اس کو پڑھے اگر یہ کنیز اس خط کے مالک سے راضی ہو وے میں ان کی جانب سے مختار ہوں کہ اس کنیز کو ان کے لیے خرید لوں

کیفیت ملیکہ دختر یشوعا قیصر روم

بشیر بن سلیمان کہتے ہیں جو کچھ حضرتؑ امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے خبر دی تھی۔ سب ظہور میں آئی۔ اور جن امور کا مجھے حکم دیا تھا۔ ان سب کی میں نے تعمیل کی۔ جب اس کنیز نے وہ خط پڑھا۔ بہت روئی اور عمرو بن یزید سے کہا۔ کہ مجھے اس مالک خط کے ہاتھ فروخت کر۔ اور بہت قسمیں اس کنیز نے کھائیں کہ اگر مجھے ان کے ہاتھ نہ فروخت کریگا۔ اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گی۔ بعد اسکے میں نے اس بردہ فروش سے قیمت کے بارہ میں بہت گفتگو کی۔ یہانتک کہ جو قیمت امام علی نقیؑ نے مجھے دی تھی۔ اس قیمت پر وہ تاجر راضی ہو گیا۔ میں نے روپیہ دے کے کنیز کو خرید لیا۔ اور وہ کنیز شاداں و خنداں ہو کے ہمراہ میرے اس مکان میں آئی جو کہ میں نے بغداد میں لیا تھا۔ جب تک مکان میں جاتے رہے وہ خط کھولتی اور آنکھوں سے لگاتی رہی۔ میں نے تعجب ہو کے اس سے کہا۔ خط کو تم آنکھوں سے کیوں لگاتی ہو حالانکہ خط لکھنے والے

کو تم جانتی بھی نہیں ہو۔ کنیز نے کہا۔ اے جاہل کم معرفت بزرگی فرزندان و اوصیائے پیغمبران۔ مجھ سے کان لگا کے سن اور اپنا دل میرے سخن سے فارغ رکھ۔ کہ اپنا حال تجھ سے نقل کروں۔ واضح ہو کہ میں بیٹی ملیکہ یشوعا قیصر روم کی ہوں۔ اور میری ماں فرزندان شمعون بن حمون الصفا وصی حضرت عیسیٰ ہے تجھے ایک امر عجیب کی میں خبر دیتی ہوں واضح ہو کہ میرے دادا قیصر نے چاہا۔ کہ مجھے اپنے بھتیجے سے تزویج کرے۔ اسی وقت میں تیرہ سال کی تھی۔ اس نے اپنے قصر میں نسل حواریین عیسیٰ اور رہبادر علمائے نصاریٰ کو مع تین سو صاحبان قدر و منزلت اور سات سو عہدہ داران و سرداران لشکر و بزرگان سپاہ اور چار ہزار افسران قبائل کو جمع کیا اور وہ تخت جس کو اپنے زمانہ شاہی میں بانواع جواہر مرصع کیا تھا۔ اور اس تخت کے چالیس پائے تھے تصاویر بتاں و چلیپا ہر پر نصب کی تھیں۔ اس تخت پر اپنے بھتیجے کو بھیجا۔ جب پادریوں نے انجیلیں ہاتھ میں اٹھا کے چاہا پڑھیں۔ سب بت اور چلیپہ سرنگوں زمین پر گر پڑے۔ یہ کیفیت دیکھ کے پادریوں کا رنگ اڑ گیا۔ اعضا کانپنے لگے۔ ان میں سے ایک ضعیف پادری نے میرے دادا سے کہا۔ اے بادشاہ ہم کو اس سے معذور رکھیئے۔ کہ ایسی نحوستیں اس امر سے ظاہر ہوئیں۔ جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ دین مسیحی بہت جلد زائل ہوگا یہ سن کر میرے دادا نے بھی اس امر کو فال بد تصور کر کے علما اور پادریوں سے کہا۔ اس تخت کو پھر مزین کر کے اپنی اپنی جگہ پر بت اور چلیپہ نصب کریں۔ اور اس برگشتہ روزگار بدبخت کے بھائی کو حاضر کریں کہ اس دختر کو اس سے تزویج کروں۔ تاکہ اس برادر کی نحوست اس برادر کی سعادت رفع کر دے۔ جب حسب الحکم بادشاہ مکرر تیاری کی گئی۔ اور اس دوسرے برادر کو تخت پر بٹھا کے جونہی انجیلیں پڑھنا شروع کیں فوراً مثل حالت اوّل تخت مذکور سے بت وغیرہ سرنگوں ہو گئے۔ اس برادر کی نحوست برادر اوّل کی نحوست سے بھی زیادہ ہوئی گوئی اس کا بھید نہ جانتا تھا۔ کہ یہ سب امور کسی سردار کی آمد کے سبب سے ہیں۔ نہ بوجہ نحوست ان دو برادر کے اسکے مشاہدہ سے سب لوگ متفرق ہو کے چلے گئے۔ اور میرا دادا محزون و غمناک محل سرائے میں گیا اور نہایت خجل تھا۔

بیان خواب ملیکہ دختر قیصر روم

ملیکہ کہتی ہے۔ جب رات ہو گئی اور میں سو گئی۔ خواب میں دیکھتی ہوں کہ حضرت مسیحؑ و شمعون اور ایک گروہ حواریین میرے دادا کے قصر میں جمع ہوئے اور ایک ایسا منبر نور نصب کیا۔ جو کہ رفعت میں آسمان سے ہمسری کرتا تھا اور اس مکان پر وہ منبر کھڑا کیا۔ جہاں میرے دادا نے اس تخت کو رکھا تھا۔ پھر جناب رسول خدا نے مع اپنے وصی و داماد علیؑ ابن ابی طالب و گروہ ائمہ اپنے فرزندوں کے اس قصر کو اپنے نور قدوم فیض لزوم سے منور کیا۔ حضرت مسیحؑ بقدم ادب از روئے تعظیم و اجلال استقبال جناب رسول خدا کو گئے۔ اور ہاتھ ٹکڑے مبارک رسول خدا

میں ڈال دیئے حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے روح اللہ میں اس لیئے آیا ہوں کہ ملیکہ تمہارے وصی شمعون کی دختر کو اپنے اس فرزند سعادتمند سے نامزد کردو اور حضرتؐ نے اشارہ ماہ برج امامت وخلافت حضرت امام حسنؑ عسکری اس خط کے مالک کی طرف کیا۔ یہ سن کے حضرت عیسیٰؑ نے اپنی وصی شمعون سے فرمایا۔ کہ شرف دوجہان تم کو حاصل ہو۔ اپنی دختر کو فرزند محمدؐ سے تزویج کرو۔ حضرت شمعون نے کہا۔ میں نے تزویج کیا۔ اس کے بعد سب حضرات اس منبر پر تشریف لے گئے پس حضرت رسولؐ نے خطبہ پڑھا۔ اور حضرتؐ کے سامنے میرا عقد امام حسن عسکری کے ساتھ پڑھ دیا۔ فرزندان رسول خدا مع حواریین عیسٰی اس عقد پر گواہ ہوگئے جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی۔ خوف قتل سے اس خواب کو میں نے اپنے باپ دادا سے ذکر نہ کیا بلکہ اس گنج شائگان کو اپنے سینہ میں پنہاں رکھا۔ آتش محبت اس خورشید فلک امامت کی روز بروز میرے سینہ میں مشتعل ہوتی تھی اور صبر نہ کر سکتی تھی۔ یہانتک کہ کھانا پینا مجھ سے حرام ہوگیا۔ میرا چہرہ متغیر اور جسم لاغر ہونے لگا۔ عشق نہاں ظاہر ہوا۔ روم کے شہروں میں کوئی طبیب ایسا نہ رہا جس کو میرے دادا نے میرے علاج کیلئے نہ بلایا ہو۔ اور دوا نہ پوچھی ہو۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ جب میرا دادا میرے علاج سے مایوس ہوا۔ ایک روز مجھ سے کہا۔ اے نور چشم اگر تیرے دل میں دنیا کی کوئی آرزو ہے۔ اسے بیان کر۔ کہ تیرے لیئے مہیا کروں۔ یہ سن کے میں نے کہا اے دادا خوشی کے دروازے بند دیکھتی ہوں۔ اگر مسلمان قیدیوں کو آپ قید خانہ سے رہا کر دیں اور ان کی زنجیریں کھلوا کے انہیں آزاد کر دیں مجھے امید ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے صحت بخشیں جب اس نے میرے کہنے کی موافق کیا کچھ صحت ظاہر ہوئی۔ اور تھوڑا طعام میں نے تناول کیا۔ میرا دادا خوش ہوا۔ اور مسلمان قیدیوں کو عزیز و گرامی رکھنے لگے۔

خواب زبانی حضرت نرجس خاتون دختر قیصر روم

ملیکہ خاتون نے کہا پھر چودھویں شب میں نے خواب دیکھا۔ کہ بہترین زنان عالمیان جناب فاطمہ زہراؑ میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور حضرت مریم مع ایک ہزار کنیزان حوران بہشتی خدمت جناب فاطمہؑ میں حاضر تھیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے کہا۔ یہ خاتون یعنی جناب فاطمہؑ تمہارے شوہر امام حسن عسکریؑ کی بہترین مادر ہیں یہ سن کے میں ان کے دامن مبارک سے لپٹ کے رونے لگی اور میں نے شکایت کی کہ حضرت امام حسن عسکری مجھ پر جفا کرتے ہیں۔ اور میری ملاقات سے پرہیز کرتے ہیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میرا فرزند حسن عسکریؑ تیری ملاقات کو کیونکر آئے حالانکہ تو بخدا شرک کرتی ہے اور مذہب ترسا رکھتی ہے اس وقت میری خواہر حضرت مریمؑ خدا کی طرف سے تیرے دین کی بیزاری کرتی ہے اگر تجھے یہ منظور ہے کہ خداوند عالم و حضرت مسیح و حضرت مریم تجھ سے خوشنود ہوں۔ اور حسن عسکریؑ

تیرے دیکھنے کو آئیں۔ پس کہہ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان ابی محمد رسول اللہ۔ جب میں نے یہ دو کلمہ طیبہ پڑھے جناب فاطمہؑ نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا۔ اور تسلی دلاسہ دے کر فرمایا۔ اب میرے فرزند حسن عسکریؑ کے آنے کی منتظر رہنا۔ میں ان کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ بعد اسکے میں خواب سے بیدار ہوئی اور اس کلمہ طیبہ کی مداومت رکھتی اور منتظر ملاقات آنحضرتؑ تھی۔ دوسری شب جب میں سو گئی خورشید جمال آنحضرتؑ طالع ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اے دوست من جبکہ میرا دل اپنی محبت میں آپ نے اسیر کر لیا۔ پھر اپنے جمال کی مفارقت میں مجھ پر کیوں جفا کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ میرے دیر میں آنے کا اور کوئی سبب سوائے اسکے نہیں کہ تم مشرکہ تھیں۔ اب چونکہ مسلمان ہو گئی ہو۔ ہر شب میں تمہارے پاس آؤں گا جب تک کہ خداوند عالم ظاہر میں ہم کو تم کو یکجا کر کے ایام ہجراں کو بوصال متبدل نہ کرے۔ اس رات سے اب تک کوئی رات ایسی نہ گذری جس شب حضرت بشریت وصال میری روانہ کرتے ہو۔ بشیر بن سلیمانؓ نے کہا تم اسیر دل میں کیونکر آئیں۔ کہا۔ مجھے امام حسن عسکریؑ نے ایک شب خبر دی کہ فلاں روز تیرا دادا مسلمانوں کی لڑائی کو لشکر بھیجیگا۔ اور خود عقب لشکر روانہ ہوگا۔ اس وقت لازم ہے کہ تم کنیزوں خدمتگاروں میں مل جانا کہ کوئی تم کو پہچان نہ سکے۔ اور اپنے دادا کے عقب فلاں راہ سے روانہ ہو جانا۔ میں نے موافق ارشاد آنحضرتؑ ایسا ہی کیا۔ ہراول لشکر ہم کو ملے۔ انہوں نے ہم کو اسیر کر لیا۔ آخری مال کار میرا وہ تھا جو تم نے دیکھا۔ اور اب تک بغیر تمہارے دوسرا واقف نہیں کہ میں دختر بادشاہ روم کی ہوں۔ اور وہ پیر مرد تاجر کہ میں جس کے قبضہ میں تھی۔ اس نے میرا نام پوچھا میں نے کہا۔ میرا نام نرجس ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ یہ نام کنیزوں کا ہے۔ یہ عجیب ہے کہ تم نسل فرنگ سے ہو اور زبان عربی بخوبی جانتی ہو میں نے کہا۔ ہاں۔ چونکہ میرے دادا کو مجھ سے بہت محبت تھی۔ اور چاہتا تھا کہ آداب حسنہ مجھے تعلیم کرے۔ اس خیال سے اس نے ایک معلمہ جو زبان عربی انگریزی دونوں جانتی تھی معین کی تھی کہ وہ ہر صبح و شام کے مجھے زبان عربی سکھاتی تھی یہانتک کہ میں عربی بولنے لگی۔

کیفیت نرجس خاتون بزبانی حضرت حکیمہ خاتون

بشیر بن سلیمانؓ کہتے ہیں۔ جب میں انکو بخدمت امام علی نقی علیہ السلام لے گیا۔ سر من رائے میں حضرتؑ نے ان سے فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے عزت دین اسلام و ذلت دین نصاریٰ و شرف و بزرگواری جناب رسول خدا و اہل بیت رسولؐ تم پر کیونکر ظاہر کی۔ کہا۔ اے فرزند رسول خدا وہ چیز جسے آپ خوب جانتے ہیں۔ آپ سے کیا بیان کروں۔ حضرتؑ نے فرمایا میں چاہتا ہوں۔ تم کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ ان دو باتوں میں کونسی بات تم کو اچھی معلوم ہوتی۔ ایک یہ کہ تم کو ہزار اشرفیاں عطا کروں یا کہ تم کو ایک بشارت بشرف ابدی دوں انہوں نے کہا بلکہ بشارت بشرف

ابدی چاہتی ہوں مال نہیں چاہتی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم کو ایک ایسے فرزند کی بشارت
مشرق و مغرب عالم ہوگا اور زمین کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ عدل و انصاف سے بھر د
میں نے عرض کیا۔ یہ فرزند کس سے پیدا ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس شخص سے جس کیلئے رسول خدا نے
تمہاری خواستگاری کی تھی۔ اسکے بعد پوچھا حضرت مسیحؑ اور حضرت شمعونؑ نے تمہارا عقد کس کے ساتھ کیا ہے
کہا آپ کے فرزند امام حسنؑ عسکری سے کیا ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو تم پہچانتی ہو کہا جس
شب سے کہ بہترین زنان عالمیان جناب فاطمہ نے مجھے مسلمان کیا ہے کوئی شب شاید ایسی گذری ہو
جس شب کو وہ میرے دیکھنے کو آئے نہ ہوں۔ یہ سن کے امام علی نقیؑ نے فوراً اپنے خادم کافور کو طلب کر کے
کہا۔ جا کے حکیمہ خاتونؑ کو بلا لاؤ۔ جب حکیمہ خاتونؑ آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ یہ وہی کنیز ہے۔ جس کا تم سے میں
نے ذکر کیا تھا۔ یہ سن کے حکیمہ خاتونؑ نے اس کنیز کو آغوش میں لیا۔ اور خوش ہو کے بہت نوازش و کرامت
کی۔ امام علی نقیؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول خدا اس کنیز کو اپنے گھر لے جاؤ۔ اور واجبات و سنت اس
کو تعلیم کرو کہ یہ زوجہ حسن عسکریؑ ہے۔ اور مادر صاحب العصر ہے کلینیؒ و ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و سید
مرتضیٰ وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت حکیمہ خاتون سے روایت کی ہے کہ ایک روز
حضرت امام حسن عسکری میرے گھر میں تشریف لائے اور بہ نگاہ تند نرجس خاتون کو دیکھا۔ میں نے
کہا۔ اگر تم کو خواہش ہے تمہاری خدمت میں حاضر کروں۔ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اے پھوپھی میں نے
رو سے تعجب اسکی طرف دیکھا تھا۔ اسلئے کہ اسقدر جلدی خدا نے اسکو اس فرزند بزرگوار کیلئے بھیج دیا
کہ جو فرزند تمام عالم کو بعد اسکے کہ ظلم و جور سے بھر گیا ہو عدالت سے معمور کر دیگا۔ میں نے کہا۔ اچھا اسکو آپ پاس بھیج دوں یہ فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار
سے اس بارہ میں اجازت لیجئے۔ حکیمہ فرماتی ہیں۔ کہ میں جامہ پہن کے اپنے برادر حضرت امام محمد علی نقی علیہ السلام کے گھر میں گئی جب سلام کر کے بیٹھی بغیر
اسکے کہ میں نے کچھ کلام کیا ہو حضرتؑ نے ابتداً کہا۔ اے حکیمہ نرجس کو میرے فرزند حسن عسکریؑ پاس بھیج دو۔ میں نے کہا۔ اے برادر اسی طلب
کو میں آپ پاس حاضر ہوئی ہوں کہ آپ سے اجازت لے لوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ اے بزرگوار صاحب برکت
خدا کو منظور ہوا۔ کہ تم کو ایسے ثواب میں شریک کرے اور خیر و سعادت سے بہرہ عظیم تم کو کرامت فرمائے
اسلئے کہ تم کو اس بات کا واسطہ کیا۔ حکیمہ خاتون کہتی ہیں۔ میں بہت جلد اپنے مکان میں گئی۔ اور زفاف معدن
فتوت عفاف کو اپنے مکان میں قرار دیا۔ کئی روز کے بعد اس سعد اکبر کو خانہ خورشید انور یعنی ان کے والد
اطہر کے گھر لے گئی۔ کچھ دنوں بعد وہ آفتاب مطلع امامت مغرب عالم بقا میں غروب ہو گیا۔ اور ماہ
برج امامت و خلافت حسن عسکری منصب امامت پر فائز ہوئے۔ میں ہمیشہ بعادت مقررہ عہد برادر بخدمت
امام البشر جایا کرتی تھی۔ ایک روز نرجس خاتون نے آ کے کہا۔ اے خاتون میری اپنے پاؤں پھیلائیے کہ آپ کے
پاؤں سے میں کفش اتاروں۔ میں نے کہا تم میری خاتون ہو۔ میں ہرگز تم کو اپنے پاؤں سے کفش اتارنے نہ

ں۔ بلکہ میں تمہاری خدمتگزاری کروں گی۔ اور ممنون و متشکر ہوں گی۔ جب
لام سنا۔ کہا۔ اے پھوپھی۔ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ پس
حاضر رہی پھر اپنی کنیز کو آواز دی کہ میرا جامہ حاضر کر۔ اپنے گھر جاؤنگی۔

حضرت صاحب العصر علیہ السلام

حضرت حکیمہ خاتون فرماتی ہیں
جب میں اپنے گھر آنے کیلئے
تیار ہو گئی حضرت امام حسن عسکری نے فرمایا اے پھوپھی اس رات میرے گھر میں تشریف رکھیئے کہ اس شب وہ
فرزند گرامی متولد ہوگا جس کے سبب سے خداوند عالم زمین کو پھر ایمان و ہدایت سے اسکے بعد کہ وہ کفر و ضلالت
سے مردہ ہو گئی ہو گی لہ زندہ کریگا۔ میں نے کہا۔ وہ فرزند کس سے متولد ہوگا۔ حالانکہ نرجس خاتون میں حمل کا
اثر بھی نہیں دیکھتی ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ نرجس خاتون ہی سے وہ فرزند متولد ہوگا۔ یہ سن کے میں اٹھی
اور شکم و پشت نرجس خاتون کو دیکھا مطلق اثر حمل کا نہ پایا۔ امام حسن عسکریؑ سے میں نے آکے بیان کیا۔ حضرتؑ
نے متبسم ہو کے فرمایا۔ صبح کو اثر حمل ان میں ظاہر ہونگے۔ مثل نرجس مثل مادر موسیٰ ہے کہ ہنگام ولادت تک
والدہ حضرت موسیٰ میں کچھ تغیر نہ ہوا۔ اور کوئی شخص ان کے حمل سے واقف نہ تھا۔ اسلئے کہ فرعون شکم زنانِ
حاملہ بطلب موسیٰ چاک کرتا تھا۔ اسی فرزند کا حال بھی ان امور میں مثل احوال حضرت موسیٰؑ کے ہے دوسری روایت
میں اسطرح منقول ہے۔ کہ حضرت علی نقیؑ نے فرمایا۔ کہ حمل ہم اوصیائے پیغمبران کا شکم میں نہیں ہوتا۔ بلکہ پہلو
میں ہوتا ہے۔ اور ہم ان اور سے متولد ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ ہم نور حق تعالیٰ ہیں۔ اس نے ہم سے چرک
و نجاست و کثافت کو دور کیا ہے۔ حکیمہ خاتون نے کہا۔ میں نرجس خاتون پاس گئی۔ اور یہ حال ان سے بیان
کیا۔ اے خاتون مطلق اثر حمل اپنے میں نہیں پاتی ہوں۔ پس میں اس جگہ رہی۔ اور نماز پڑھ کے نزدیک نرجس
خاتون آرام کیا۔ میں ہر وقت ان کے حال کی خبر لیتی تھی۔ مگر نرجس خاتون بحال خود آرام کر رہی تھی ہر لحظہ مجھے
حیرت زیادہ ہوتی تھی۔ اس شب اور راتوں سے پہلے نماز تہجد کو اٹھی۔ اور نماز شب ادا کی جب نماز وتر

لہ امام نے قائم آل محمدؐ یہ ایک زبردست علامت قرار دے دی۔ اور رسول پاکؐ سے بھی یہ فرمان ملتا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف
سے اسطرح بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ غلام احمد قادیانی جس نے مہدی موعود کا دعویٰ کر کے امت کو گمراہ کر
دیا اور خود جہنم کی سند حاصل کر لی۔ اس فرمان رسولؐ اور امام کے مطابق کاذب نہیں بلکہ کذاب و دجال ثابت ہو رہا ہے کیونکہ
اس کے دور سے اور آج تک فتنہ و فساد فسق و فجور ظلم و ستم چوری۔ جوا بازی۔ زنا بڑھتا جا رہا ہے اور قائم آل محمدؐ وہ ہوگا
جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھرے گا۔ لہذا مسلمانوں کو مرزائیوں سے بچنا چاہیئے۔ ایسے جھوٹے امامت و نبوت کے دعویٰ
دار بہت ہونگے خداوند کریم سب مومنین کا ایمان سلامت رکھے۔ اور برحق قائم آل محمدؐ کی زیارت نصیب کرے۔
(دکھو ٹو بھریلوی)

پڑھنے میں مشغول ہوئی نرجس خاتون جاگیں۔ اور وضو کر کے نماز شب پڑھی۔ اسوقت صبح کاذب تھی قریب تھا کہ میرے دل میں وعدۂ حسن عسکریؑ سے مشک آگئے۔ ناگاہ امام حسن عسکریؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی۔ کہ سورۂ انا انزلنٰه فی لیلة القدر نرجس پر پڑھیئے۔ میں نے نرجس خاتون سے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا۔ جو کچھ میرے مولا نے فرمایا تھا۔ ظاہر ہوا۔ جب میں نے سورۂ انزلنا پڑھنا شروع کیا اس طفل نے شکم نرجس میں تلاوت انا انزلنٰه میرا ساتھ دیا۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں ڈر گئی۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے آواز دی کہ قدرت خدا سے تعجب نہ کیجئے۔ حق تعالیٰ ہمارے اطفال کو بحکمت گویا فرماتا ہے۔ اور ان کو بحالت بزرگی زمین پر اپنا حجت کرتا ہے۔ جب امام حسن عسکریؑ یہ فرما چکے نرجس خاتون میری آنکھوں سے غائب ہو گئی۔ گویا میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں بہ فریاد و فغان امام حسن عسکریؑ کی طرف دوڑی۔ حضرتؑ نے فرمایا اے پھوپھی لوٹ جائیے۔ نرجس کو اپنی جگہ دیکھئے گا جب میں واپس آئی پردہ اٹھ گیا اور نرجس خاتون کو ایسا نورانی پایا۔ کہ میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ حضرت صاحب العصر کو دیکھا۔ کہ قبلہ رو سجدہ میں انگشتان سبابہ کو آسمان کی طرف اٹھا کہہ رہے ہیں۔ اشهد ان لا اله الا الله وان جدی رسول الله وان ابی امیر المومنین علیه السلام پھر ہر ایک امام کا نام لیا جب اپنے نام تک پہنچے فرمایا۔ اللهم انجزلی وعدی واتمم لی امری وثبت وطاتی واملاء الارض عدلاً وقسطاً۔ یعنی وعدۂ نصرت جو تو نے مجھ سے فرمایا ہے اسے وفا کر اور میرے امر خلافت و امامت کو تمام کر میرے انتقام کو دشمنوں سے لے اور تسلط کو ظاہر اور زمین کو میرے سبب سے

---

[1] امری وغیرہ امری مخلوق میں یہ فرق ہے کہ غیر امری مخلوق یعنی امت بتدریج ترقی کرتی ہے پہلے بچہ پھر طفل پھر جوان پھر بوڑھا بچے کے ہاتھ کان۔ ناک۔ پاؤں زبان تمام اعضا ہوتے ہیں۔ مگر کام نہیں کر سکتے۔ ہاتھ پکڑ نہیں سکتے زبان بول نہیں سکتی۔ پاؤں چل نہیں سکتے۔ برعکس معصوم کے یعنی نبی و رسول اس کے اعضا جوانی میں جیسے گہوارے میں بھی ویسے ہی کام کرتے ہیں۔ ابراہیم کا پیدا ہو کر دوڑنا۔ حضرت موسیٰؑ کا فرعون کی داڑھی پکڑنا۔ حضرت عیسیٰ کا پیدا ہو کر عصمت مادر کی گواہی اور اپنی نبوت کا اعلان کرنا یہیں دلیل ہے۔ ایسے نائب رسول و نبی امام وہ بھی پیدا ہوتے ہی کلام کرتا ہے اگر اس کے اعضا مثل پیغمبر کام نہ کریں تو جانشین کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت علی کا پیدا ہو کر دست رسول پر صحف آسمانی کی تلاوت کرنا۔ اژدر کے دو ٹکڑے کرنا امام حسنؑ کا فصل بیان کرنا۔ ان سے امام حسینؑ کا دودھ نہ پی کر رمضان کے چاند کی تصدیق کرنا۔ اور امام عصر کا پیدا ہو کر انگشت بلند فرما کر کلمۂ شہادت پڑھنا اس امر کی بین دلیل ہے یہ ان کی اور رسول کی جنس ایک ہے ان کے اعضا اور رسول کے اعضا کا مقام و کام ایک ہے اور یہ برحق وارثان رسول ہیں۔

[2] جب تک حمایت خداوندی ساتھ نہ ہو کوئی نبی و رسول کچھ نہیں کر سکتے۔ لہذا یہاں معلوم کا مقصد یہی ہے کہ دنیاوی فوج و تخت و تاج امامت و خلافت کیلئے لازم نہیں۔ بلکہ طاقت و حمایت خدا کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ نبوت کے لئے حکومت بنی عباس اس تلاش میں تھی کہ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے کا پتہ چلے تو فوراً ان کو قتل کر دیا جائے۔ جاسوس عورتیں چھوڑی گئیں۔ آثار حمل معلوم کرنے کے لئے۔ لیکن۔

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بعدل وداد مملو کر دے۔ دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ جب حضرت صاحب العصرؑ متولد ہوئے۔ ایک نور حضرتؑ سے ساطع ہوا۔ اور افق آسمان پر پھیل گیا۔ جانوران سفید آسمان سے نیچے آئے۔ اور اپنے بازو اور سر اور بدن حضرتؑ سے مس کر کے پرواز کرتے تھے پس امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی۔ کہ اے پھوپھی میرے فرزند کو آغوش میں لے کے میرے پاس لائیے۔ جب میں نے حضرت صاحب العصرؑ کو گود میں لیا حضرت پاک و پاکیزہ ختنہ کئے ہوئے تھے۔ اور داہنے ہاتھ پر یہ آیۃ لکھا تھا۔ کہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی حق آیا۔ اور باطل مضمحل ہوگیا۔ اور محو ہوگیا۔ تحقیق کہ باطل مضمحل اور محو ہونیوالا ہے اور ثبات و بقا نہیں رکھتا۔ حکیمہ خاتونؑ نے فرمایا۔ کہ جب اس فرزند سعادتمند کو۔ ان کے پدر بزرگوار امام حسن عسکریؑ پاس لے گئے جوں ہی حضرت صاحب العصرؑ کی نظر اپنے پدر بزرگوار پر پڑی۔ سلام کیا۔ امام حسن عسکریؑ نے لے کے میری گود سے اپنی زبان مبارک حضرت صاحب العصرؑ کی دونوں آنکھوں اور دونوں کانوں اور منہ پر پھرائی۔ اور بائیں ہاتھ کے کف دست پر بٹھا کے اپنا داہنا ہاتھ سر پر اپنے فرزند کے پھیرا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند بقدرت خدا کلام کر یہ سن کر حضرت صاحب العصرؑ نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ کے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون۔ اور یہ آیۃ موافق احادیث معتبرہ شان حضرت صاحب العصرؑ اور آبائے بزرگوار آنحضرتؑ میں نازل ہوا۔ ترجمہ آیۂ کریمہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں اس جماعت پر احسان کروں جنکو ستمگاروں نے زمین پر ضعیف کیا ہے اور ان کو وارثان زمین سے قرار دوں اور انکو روئے زمین پر مستولی کروں۔ اور دکھاؤں فرعون و ہامان (نمرود) . . . . اور ان کے گروہ کو عزت اور اقتدار ان اماموں کا جن سے وہ حذر کرتے تھے۔ پھر حضرت صاحب العصرؑ نے جناب رسول خداؐ

بقیہ حاشیہ ص ۴۷۵۔ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جاسکا

جیسے حمل حضرت موسیٰؑ فرعونیوں کو معلوم نہ ہوا۔ اسی طرح حمل امام العصرؑ عباسیوں کو معلوم نہ ہوا اور امام نے پیدا ہوتے ہی یہ فرما کر اسلام کا بین ثبوت مہیا کر دیا۔ کہ امام وقت پیدائش شکم مادر میں ہی علم ماکان و مایکون کا عالم ہوتا ہے۔ اور جس میں یہ صفت نہ ہوگی۔ وہ امام وقت برحق نہیں بلکہ کذاب ہے۔ غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ امام مہدی خود گمراہی اور اہل اسلام کو گمراہ کرتا ہے۔ اس نے مکمل سکول قادیان میں تعلیم پائی۔ چھٹی جماعت میں تین دفعہ فیل ہوئے۔ بعد میں دینی تعلیم مدرسہ دیوبند سے حاصل کی اور علم کی اقسام میں سے کسی ایک جزکے بھی ماہر نہ ہو سکے چہ جائیکہ ماکان و مایکون اور وقت پیدائش کلمہ پڑھنا امام العصرؑ نے وقت پیدائش دعا کر کے اور شہادت دے کے ان کا زبان امامت کی جو ہونیوالے تھے۔ قلعی کھولدی۔ اور اپنے ماکان و مایکون کے عالم ہونے کا ثبوت دے کر قیامت تک امام حق و امام باطل کا فرق ظاہر کر دیا۔ (کوثر جھو ملوی)

جناب امیرؑ و جمیع ائمہ گذشتہ پر اپنے پدر بزرگوار تک سلام کیا۔ اسوقت بکثرت جانور قریب سر مبارک حضرت صاحب العصرؑ ظاہر ہوئے۔ ان جانوروں میں سے ایک جانور نے آواز دی کہ اس طفل کو اٹھالو۔ اور خوب حفاظت کرو۔ اور بعد ہر چالیس روز کے میرے پاس لاؤ۔ یہ کہہ کے حضرت صاحب العصرؑ کو لیا۔ اور بجانب آسمان پرواز کیا سب جانور اسکے عقب اڑ گئے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ اے فرزند میں نے تجھے اس کے سپرد کیا جسکے سپرد حضرت موسیٰؑ کو انکی والدہ نے کیا تھا۔ یہ دیکھ کے نرجس خاتون رونے لگیں حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ خاموش رہو۔ کہ وہ فرزند تمہارے سوا دوسرے کا دودھ نہ پیئے گا۔ بہت جلد اسے تمہارے پاس لائیں گے۔ جسطرح حضرت موسیٰؑ کو اپنی ماں پاس لائے تھے۔ جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ہم نے موسیٰؑ کو ان کی ماں پاس لوٹا دیا تاکہ ان کی ماں کی آنکھیں اپنے فرزند کے دیکھنے سے روشن ہو جائیں حکیمہ خاتون نے پوچھا۔ وہ کون تھے جن کے سپرد آپ نے حضرت صاحب العصرؑ کو فرما دیا۔ حضرت امام عسکریؑ نے فرمایا۔ وہ روح القدس تھے جو معصومینؑ پر موکل ہے انکو جانب حق تعالیٰ توفیق عطا کرتا ہے اور خطا سے بچاتا اور علم سے زیب و زینت دیتا ہے حکیمہ خاتونؓ کہتی ہیں کہ بعد چالیس روز کے میں حضرتؑ کی خدمت میں گئی جب گھر میں پہنچی کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک طفل گھر میں پھر رہا ہے۔ میں نے کہا۔ اے میرے سید و بزرگوار یہ طفل دو برس کا ہے حضرتؑ نے متبسم ہو کے فرمایا پیغمبروں و وصیوں کی اولاد جبکہ وہ امام ہوں برخلاف اطفال دیگر پرورش و نشو و نما پاتے ہیں امام ایک مہینہ کا مثل ایک سال کے ہوتا ہے امام شکم مادر میں کلام کرتا اور قرآن پڑھتا اور عبادت پروردگار کرتا ہے دودھ پینے کی حالت میں ملائکہ ان کا حکم بجالاتے ہیں۔ اور صبح و شام ان کے پاس ہوتے ہیں۔ حکیمہ خاتونؓ فرماتی ہیں کہ میں ہر چالیس روز کے بعد زمانہ امام حسن عسکریؑ میں بخدمت صاحب العصرؑ جاتی تھی۔ یہانتک کہ چند روز قبل وفات حضرت حسن عسکریؑ حاضر خدمت آنحضرتؑ ہوئی حضرت صاحب العصرؑ کو بصورت مرد کامل دیکھا۔ اور میں نے نہ پہچانا حضرت امام حسن عسکریؑ سے عرض کیا یہ مرد کون ہے جس کے پاس آپ بیٹھنے کو فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ فرزند نرجس ہے اور بعد میرے میرا خلیفہ ہے عنقریب میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں۔ بس تم کو لازم ہے اس فرزند کا حکم بجالانا۔ اور اس کی اطاعت کرنا۔ پس بعد چند روز کے حضرت امام حسن عسکریؑ نے بعالم قدس رحلت کی اور اب ہر صبح و شام حضرت صاحب العصرؑ کی ملازمت کرتی ہوں۔ اور حضرتؑ میرے ہر ایک سوال کا جواب دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہنوز میں نے ابھی سوال نہیں کیا۔ اور حضرتؑ جواب دیتے ہیں۔ دوسری روایت میں یہ وارد ہوا کہ حکیمہ خاتون نے دوسرے دن ولادت باسعادت حضرت صاحب العصر سے مشتاق لقائے آنحضرتؑ ہوئی اور بخدمت امام حضرت حسنؑ عسکری حاضر ہو کے میں نے پوچھا کہ میرا مولا کہاں ہے حضرتؑ نے فرمایا۔ اسے میں نے اس کے سپرد کیا ہے

مجھ سے اسکا زیادہ ترذکر ہوتا ہے۔ اب آپ ساتویں دن آنا جب ساتویں روز گئی ایک گہوارہ دیکھا جس کی طرف حضرت کی آنکھیں تھیں مولا کو مثل ماہ شب چہاردہ مشاہدہ کیا۔ مجھے دیکھ کے مسکراتے اور ہنستے تھے۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے مجھے آواز دی کہ میرے فرزند کو لے آؤ جب حضرت صاحب العصرؑ کو بخدمت امام حسن عسکریؑ لے گئی حضرتؑ نے اپنی زبان اپنے فرزند کے منہ میں پھرائی اور فرمایا اے فرزند بات کر حضرت صاحب العصرؑ نے کلمہ شہادتین فرما کے درود وصلوات بجناب رسول خدا و ائمہ طاہرین علیہم السلام پر بھیج کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کے آیئہ گذشتہ ونرید ان نمن سے تا ما کانو یحذرون تلاوت کیا۔ بعد اسکے حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ اے فرزند جو کچھ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا ہے اسکو پڑھو۔ حضرت صاحب العصرؑ نے صحف آدمؑ کو بزبان سریانی پڑھا اور کتاب ادریسؑ و کتاب ہودؑ و کتاب صالحؑ و صحف ابراہیمؑ و توراتِ موسیٰؑ و زبورِ داؤدؑ و انجیل عیسیٰؑ و قرآن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھا۔ اس کے بعد قصص پیغمبران گذشتہ پڑھے پھر حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ خداوند عالم نے اس امت کے مہدیؑ کو مجھے عطا فرمایا۔ دو فرشتے بھیجے کہ وہ فرشتے صاحب العصرؑ کو پڑھا نے عرش رحمان پر لے گئے۔ پس حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اس فرزند سے خطاب فرمایا۔ کہ اے میرے بندے تجھے مرحبا۔ کہ تجھے میں نے اپنے دین کی یاری اور اپنی شریعت کے اظہار کیلئے خلق کیا تو ہمارے بندوں کا ہادی ہے میں اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ اطاعت کرنے والوں کو بخشوں گا۔ اور تیری مخالفت سے مخالفین کو معذب کروں گا اے ملائکہ اسے اس کے پدر بزرگوار پاس لے جاؤ۔ اور میری جانب سے انکو تحفۂ سلام پہنچاؤ۔ اور کہہ دو کہ یہ میری حفظ وحمایت میں ہے۔ اسے شرارت و دشمنان اشرار سے محفوظ مامون رکھوں گا۔ جب تک کہ اسے ظاہر کروں اور حق کو اس سے برپا رکھوں اور باطل کو اسکے سبب سے سرنگوں کروں کہ دین حق میرا خالص ہو جائے مؤلف فرماتے ہیں۔ اس جگہ میں نے۔ اس کتاب مستطاب کو ختم کیا۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ سے امیدوار ہوں۔ کہ بروز قیامت اس کتاب کو میرا وسیلۂ نجات کرے خداوندا جمیع مومنین و مومنات کو جو اس کتاب کو پڑھیں۔ اور اسکے مطالب سے مستفیض ہوں ان کو جمیع آفات ارضی وسماوی اور العوارض وامراض جسمانی و روحانی سے اپنی حفاظت وصیانت میں رکھ اور آخرت میں اپنی رحمت سے بہشت عطا فرما کے درجات عالیہ پر فائز کر تا بحق محمدؐ وآل محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین

---

[1] پروردگار کے اس ارشاد سے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ امام نے پیدا نہیں ہونا بلکہ پیدا ہو چکے۔ اب ظہور فرمانا ہے۔ اور اہل باطل کی شرارتوں و دشمنی سے حفظ و امان خدا میں ہیں۔ اور وہ حق کو برپا کریں گے یہ عقیدہ ملت جعفریہ کا ہی نہیں بلکہ اہل علمائے اہل سنت نے بھی اقرار کیا ہے۔ کہ امام عصر غیبت میں ہی ظہور فرمائیں گے۔ ملاحظہ ہو مشہور دشمن شیعہ عالم اہل سنت علامہ ابن حجر مکی صاحب اپنی کتاب صواعق محرقہ میں تحریر کرتے ہیں۔ اسمہٗ محمدؐ کنیتہٗ ابو القاسم لقبہ الحجہ والمہدی والخلف الصالح والقائم والمنتظر وصاحب الزمان وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیہا الحکمۃ ویسمی القائم قبل لانہ تستر وغاب فلم یعرف این ذھب۔ آپ کا نام مبارک محمد کنیت ابو القا

ہے۔ یعنی نام وکنیت رسول پاک کا ہے لقب الحجت المہدی اور الخلف الصالح القائم۔ المنتظر اور صاحب الزمان ہے۔ وقت وفات والد امام حسن عسکری عمر شریف جناب کی پانچ سال تھی اس چھوٹی سی عمر میں خدا نے آپ کو حکمت عطا کی تھی اس لئے آپ کا نام قائم رکھا گیا آپ پوشیدہ ہو گئے۔ اور نا معلوم کہاں تشریف لے گئے۔ نیز قال شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافی فی کتابہ البیان فی اخبار صاحب الزمان من الادلتہ علی کون المہدی حیا باقیا بعد غیبتہ الی الأن وانہ لا امتناع فی بقائہ کبقاء عیسیٰؑ بن مریم والخضر والیاس من اولیاء اللہ وبقاء الاعور الدجال والابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ وھولاء وقد ثبت بقائہم بالکتاب والسنت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی الشافی اپنی کتاب البیان فی الاخبار صاحب الزمان میں جہاں پر بعد غائب ہونے امام کے اب تک زندہ ہونے پر دلائل لکھے ہیں۔ ایک دلیل یہ بھی لکھی ہے کہ مثل عیسیٰ بن مریم اور خضر و الیاس جو اولیاء اللہ ہیں۔ اور اعور کانا دجال و ابلیس لعین جو دشمنان خدا ہیں ان سب کا زندہ ہونا۔ آج تک کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ تو جناب صاحب الزمانؑ کے زندہ ہونے میں بھی کوئی شے مانع نہیں اب یہ اعتراض کرنا کہ اتنے طویل عرصہ انسان زندہ نہیں رہ سکتا جہل و نادانی پر مبنی ہے وہ تشریف کیوں نہیں لاتے۔ اب دشمن نہیں رہے یہ سوال بے معنی ہے۔ جب تک حکم خدا نہیں ہوتا نبی اعلان نبوت نہیں کر سکتا لوگوں میں موجود رہتا ہے اسی طرح جب تک حکم خدا نہیں ہوتا وہ ظہور نہیں فرماتے۔ امام عصرؑ دنیا میں لوگوں میں موجود ہیں جو ان کو پکارتا ہے اسکی مدد کو تشریف لاتے ہیں۔ اور جو صاحبان بصیرت ہیں وہ زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ نبی دنیا میں ہوتا ہے جو مدد کو پکارتا ہے مدد کرتا ہے۔ اور صاحبان بصیرت (ایمان) زیارت سے مشرف بھی ہوتے ہیں لیکن عوام اسکو اسوقت تک نہیں پہچان سکتے جب تک وہ اپنی پہچان خود نہ کروائے جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ ساتھ کھیلے پرورش پائی دن رات اکٹھے رہتے ایک باپ کے بیٹے تھے۔ لیکن برادران یوسف مصر میں یوسف کو نہ پہچان سکے۔ جب تک خود نہ پہنچوایا۔ اسی طرح امام لوگوں میں ہیں۔ لیکن عوام نہیں پہچان سکتے۔ جب تک بحکم خدا امام اپنی پہچان خود نہیں کرائیں گے۔ قادیانیوں، مرزائیوں کا ذہول ہے یہ غلام احمد کا دعویٰ مہدیت ایک افترا اور جہنم خرید کرنا تھا۔ غلام احمد کا دعویٰ ہے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا۔ حالانکہ کتب احادیث سے یہ ثابت ہے کہ یہ عیسیٰ اور مہدی دو علیحدہ شخصیتیں ہیں غلام احمد کا بیان کردہ حدیث لا مھدی الا عیسیٰؑ شیعہ مسلمات سے نہیں۔ ابن ماجہ سنی اس پر اسکا ناقل رہے ہے۔ اور علمائے اہل سنت نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ نیز اصول نحو سے بھی یہ درست نہیں۔ لا نفی جنس کا ہے۔ اور نکرہ پر آیا کرتا ہے تمام جنس کی نفی کے لیے جیسا کہ لا الٰہ نہیں کوئی الٰہ یعنی تمام الہوں کی نفی کر دی۔ حدیث مذکور میں المہدی معرفہ ہے لا آ نہیں سکتا۔ نیز اگر مہدی کو نکرہ قرار دیا جائے تو ہر نبی مہدی اور سب انبیاء سے مہدیت کی نفی ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سب الہوں کی نفی ہو جاتی ہے۔ صرف ایک اللہ۔ اسی طرح کوئی مہدی و ہدایت کرنے والا نہیں مگر ایک عیسیٰؑ ایسی حدیث تیار کرنا کفر ہے۔ لہذا یہ حدیث بنائی گئی۔ دہن رسالت سے نہیں نکلی۔ لہذا قادیانی پیر غلام احمد کذاب ہوا۔ اور خداوند عالم مومنین کو اس کذاب کی کاذبانہ تعلیمات سے بچاتے اور خدا جانے کتنے کذاب ابھی دعویٰ مہدویت کرکے عوام کو گمراہ کرکے دنیا میں ظلم و ستم پھیلائیں گے۔ لیکن یہ ایک حقیقت اپنے مقام پر اٹل ہے کہ جو وفات مسیح ثابت کرکے مہدی کہلائے گا۔ کذاب ہوگا۔ اور جو چرخ چہارم سے حضرت عیسیٰؑ نزول فرما کے